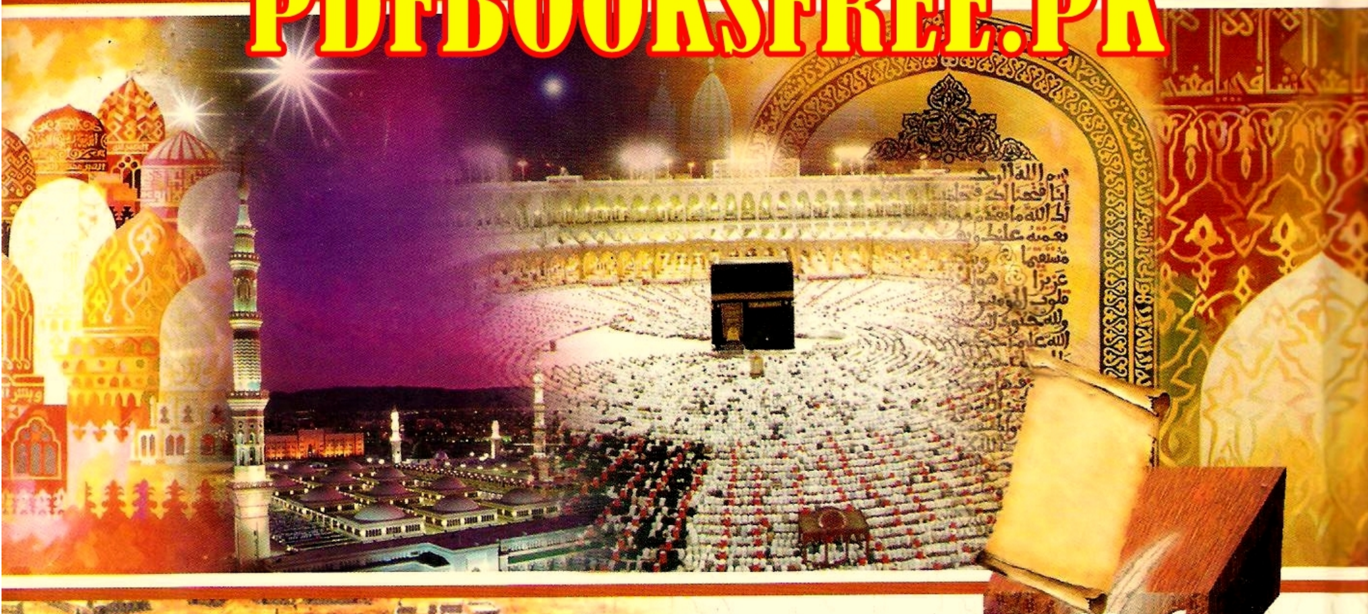
تاریخ ابنِ کثیر

البدایہ والنہایہ

جلد ہشتم



علامہ حافظ ابو الفداء عماد الدین ابن کثیر دمشقی

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

تعارف جلد ہشتم

قارئین کرام! اس وقت البدایہ والنہایہ کی آٹھویں جلد ہمارے پیش نظر ہے جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کلام کے خوبصورت نمونے اور نادر اقوال' حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی خلافت' حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ کی حکومت اور آپ کے حالات اور فضائل ومناقب' یزید بن معاویہؒ کے دور کے واقعات' حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے عراق کی طرف روانہ ہونے اور شہید ہونے کے تفصیلی حالات وواقعات' آپ کے فضائل' حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے حالات اور تعمیر کعبہ کا واقعہ' مروان بن الحکم کے حالات' قاتلین حسین رضی اللہ عنہ کے عبرت ناک انجام' ابن زیاد کے حالات' ترجمان القرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حالات' مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کے حالات اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے ایمان افروز حالات وواقعات کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔

علاوہ ازیں مرج راہط اور عین الوردۃ کے معرکوں اور حجاج کے کعبہ پر سنگباری کرنے کے واقعہ کو بھی مبسوط طور پر بیان کر کے حقیقتِ حال کو واضح کیا گیا ہے۔ نیز اس جلد میں بے شمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مشاہیر کے ایمان افروز سوانح کو بھی بیان کیا گیا ہے جن کے مطالعہ سے قاری کے دل میں ایمان کا جذبہ فزوں تر ہو جاتا ہے اور بے اختیار کسی فارسی شاعر کا یہ شعر زبان پر آ جاتا ہے۔

حکمت یونانیاں را خواندۂ
حکمت ایمانیاں راہم بخواں

ان باتوں کے علاوہ ضمنی مباحث میں بعض ایسی باتیں بھی بیان ہوئی ہیں جو بے حد فائدہ مند اور ایمان افروز ہیں' قارئین اس جلد کے تفصیلی مطالعہ سے ان سے آگاہ ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس جلد کو نافع الناس بنائے اور اس کی اشاعت کے اہتمام کرنے والے اصحاب کو بھی جزائے خیر دے اور دین ودنیا میں کامیاب وکامران فرمائے۔ آمین!

اختر فتح پوری

فہرست عنوانات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

باب:

آپ کی بلند مرتبہ سیرت، مواعظ، فیصلہ کن فیصلہ جات، خطبات اور دلوں رسائی حاصل کرنے والی چند حکمتوں کا بیان

عبدالوارث نے ابوعمرو بن العلاء سے اس کے باپ کے حوالے سے بیان کیا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے خطاب فرمایا اور کہا اے لوگو! اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے بلا کم و بیش تمہارے مال سے اس کے سوا کچھ نہیں لیا اور آپ نے اپنی قمیص کی آستین سے ایک شیشی نکالی جس میں خوشبو تھی۔ اور فرمایا اسے ایک نمبردار نے مجھے ہدیۃً دیا تھا۔ راوی بیان کرتا ہے پھر آپ بیت المال میں آئے اور فرمایا: لو، اور یہ شعر پڑھنے لگے۔

''جس کے پاس کھجور رکھنے کے لیے بانس کا ظرف ہو، وہ کامیاب ہے اور وہ اس سے ہر روز کھجور کھاتا ہے''۔

اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ہر روز ایک بار اس سے کھجور کھاتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جس کے پاس کھجور رکھنے کے لیے بانس کا ظرف ہوا سے مبارک ہو، اور حرملہ نے عن ابن وہب عن ابن لہیعہ عن ابی ہبیرہ عن عبداللہ بن ابی رزین الغافقی بیان کیا ہے کہ ہم حضرت علیؓ کے ساتھ عید الضحیٰ کو اندر گئے تو آپ نے ہمارے سامنے خربزہ پیش کیا اور ہم نے کہا اللہ آپ کا بھلا کرے کاش آپ ہمارے سامنے یہ بطخ پیش کرتے بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے بہت مال دیا ہے، آپ نے فرمایا اے ابن رزین! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ اللہ کے مال سے خلیفہ کے لیے صرف دو پیالے لینے جائز ہیں، ایک پیالہ وہ جسے وہ اور اس کے اہل کھاتے ہیں اور ایک پیالہ وہ جسے وہ لوگوں کو کھلاتا ہے۔

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ حسن اور بنی ہاشم کے غلام ابوسعید نے ہم سے بیان کیا کہ ابن لہیعہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن ہبیرہ نے بحوالہ عبداللہ بن رزین ہم سے بیان کیا کہ میں حضرت علیؓ کے پاس گیا، حسن کہتے ہیں وہ عید الاضحیٰ کا دن تھا تو آپ نے ہمارے سامنے خربزہ پیش کیا۔ ہم نے کہا اللہ آپ کا بھلا کرے کاش آپ ہمیں یہ بطخ کھلاتے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے بہت مال دیا ہے، آپ نے فرمایا اے ابن رزین! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ اللہ کے مال سے خلیفہ کے لیے صرف دو پیالے لینے جائز ہیں۔ ایک پیالہ وہ جسے وہ اور اس کے اہل کھاتے ہیں اور ایک پیالہ وہ جسے عام لوگوں کے سامنے رکھتا ہے اور ابوعبید نے بیان کیا ہے کہ عباد بن العوام نے مروان بن عنترہ سے اس کے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ میں خورنق میں حضرت علیؓ کے پاس گیا

تو آپ ایک مخملی چادر اوڑھے ہوئے تھے اور سردی سے کانپ رہے تھے‘ میں نے کہا یا امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے اس بیت المال میں آپ کا اور آپ کے اہل کا حصہ مقرر کیا ہے اور آپ سردی سے کانپ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا خدا کی قسم‘ میں تمہارے پاس سے کچھ نہیں لیتا اور یہ وہ چادر ہے جسے لے کر میں اپنے گھر سے نکلا تھا۔ یا یہ کہا کہ میں مدینہ سے لے کر نکلا تھا۔ اور ابونعیم نے بیان کیا ہے کہ میں نے سفیان ثوری کو بیان کرتے سنا ہے کہ حضرت علیؓ نے نہ کوئی اینٹ کی تعمیر کی ہے اور نہ اینٹ پر نرکل ڈالا ہے اور ان کے دانے مدینہ سے تھیلے میں لائے جاتے تھے اور یعقوب بن سفیان نے بیان کیا ہے کہ ابوبکر الحمیدی نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان ابوحسان نے بحوالہ مجمع بن سمعان التیمی ہم سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ اپنی تلوار لے کر بازار کی طرف گئے اور فرمایا‘ کون مجھ سے میری یہ تلوار خریدے گا؟ اور اگر میرے پاس چار درہم ہوتے تو میں اس سے چادر خریدتا اور اسے فروخت نہ کرتا‘ اور زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ سفیان نے بحوالہ جعفر مجھ سے بیان کیا‘ میرا خیال ہے کہ انہوں نے اپنے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ جب قمیص پہنتے تو اس کی آستین میں اپنے ہاتھ کو لمبا کرتے اور آستین میں سے جو کپڑا آپ کی انگلیوں سے زائد ہوتا اسے کاٹ دیتے اور فرماتے‘ آستین کو انگلیوں سے زائد نہیں ہونا چاہیے‘ اور ابوبکر بن عیاش نے عن یزید بن ابی زیاد عن مقسم عن ابن عباسؓ بیان کیا کہ حضرت علیؓ نے خلیفہ ہونے کی حالت میں تین دراہم میں ایک قمیص خریدی اور اس کی آستین کو پہنچے کی جگہ سے کاٹ دیا اور فرمایا خدا کا شکر ہے یہ اس کا فاخرانہ لباس ہے‘ اور امام احمدؒ نے باب الزہد میں عن عباد بن العوام عن ہلال بن حبان عن مولیٰ لابی غصین روایت کی ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ باہر نکلے اور ایک بزاز کے پاس آئے اور اسے کہا‘ کیا آپ کے پاس سنبلانی قمیص ہے؟ راوی بیان کرتا ہے اس نے آپ کو ایک قمیص دی آپ نے اسے پہنا تو وہ آپ کی پنڈلیوں کے نصف تک پہنچتی تھی‘ آپ نے اپنے دائیں بائیں دیکھا اور فرمایا میں بلا کم و بیش اسے ٹھیک ٹھاک سمجھتا ہوں‘ اس کی کیا قیمت ہے؟ اس نے کہا یا امیر المومنین چار درہم‘ راوی بیان کرتا ہے آپ نے انہیں اپنی چادر سے کھول کر اسے دے دیا اور چلتے بنے‘ اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ الفضل بن دکین نے ہمیں بتایا کہ الحسن بن جرموز نے اپنے باپ کے حوالے سے ہمیں خبر دی کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو محل سے باہر نکلتے دیکھا اور آپ پر دو قبطی چادریں تھیں ازار‘ پنڈلیوں کے نصف تک تھا اور چادر بھی اس کے قریب قریب سمیٹے ہوئے تھے اور آپ کے پاس اپنا درہ بھی تھا جسے لے کر آپ بازاروں میں چلتے اور لوگوں کو اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے اور اچھی طرح خرید و فروخت کرنے کا حکم دیتے اور فرماتے‘ ماپ اور تول کو پورا کرو‘ نیز فرماتے‘ گوشت کو پھونک نہ مارو‘ اور حضرت عبداللہ بن المبارکؒ نے باب الزہد میں بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے ہمیں بتایا کہ صالح بن ہیثم نے مجھ سے بیان کیا کہ یزید بن وہب الجہنی نے ہم سے بیان کیا کہ ایک روز حضرت علیؓ دو چادریں اوڑھے ہمارے پاس آئے ان میں سے ایک کا آپ تہبند باندھے ہوئے تھے اور دوسری کو اوڑھے ہوئے تھے‘ آپ نے اپنے تہبند کی ایک طرف کو لٹکایا ہوا تھا اور دوسری طرف کو اٹھایا ہوا تھا‘ آپ نے ایک دھجی سے اپنا تہبند اٹھایا ہوا تھا تو ایک بدو آپ کے پاس سے گذرا اور کہنے لگا‘ اے انسان! یہ کپڑے پہن لے بلاشبہ تو مرنے والا یا قتل ہونے والا ہے‘ آپ نے فرمایا اے بدو! میں صرف اس لیے ان دو کپڑوں کو پہنتا ہوں تا کہ وہ مجھے تکبر سے دور کر دیں اور میری نماز کے لیے بہتر ہوں اور مومن کے لیے سنت ہوں اور عبد بن حمید نے بیان کیا ہے کہ محمد بن عبید نے ہم سے بیان کیا کہ المختار بن نافع نے بحوالہ ابومطر

ہم سے بیان کیا کہ میں مسجد سے باہر نکلا تو اچانک ایک شخص میرے پیچھے سے پکارنے لگا' اپنے تہبند کو اوپر اٹھاؤ بلاشبہ یہ بات تمہارے کپڑے کو بچانے والی اور تمہارے لیے تقویٰ کا باعث ہوگی اور اگر تو مسلمان ہے تو اپنے سر کے بال کٹوا' پس میں اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا اور وہ تہبند باندھے اور چادر اوڑھے ہوئے تھا اور اس کے پاس درہ بھی تھا۔ گویا وہ جنگل کا دیہاتی بدو ہے' میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ تو ایک شخص نے مجھے کہا میں تجھے اس شہر میں پردیسی خیال کرتا ہوں میں نے کہا ہاں میں بصرہ کا ایک شخص ہوں' اس نے کہا یہ امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالبؓ ہیں حتیٰ کہ آپ اونٹوں کو ہانکتے ہوئے دار بنی ابی معیط میں پہنچ گئے آپ نے فرمایا' فروخت کرو لیکن قسم نہ کھاؤ بلاشبہ قسم' سامان کو چلتا کرتی ہے اور برکت کو مٹا دیتی ہے پھر آپ کھجوروں والوں کے پاس آئے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک خادم رو رہا ہے آپ نے فرمایا تم کیوں روتے ہو؟ اس نے کہا' اس شخص نے میرے پاس سے ایک درہم کی کھجوریں خریدی ہیں اور اس کے آقاؤں نے اسے واپس بھیجا ہے اور کھجوروں کے لینے سے انکار کر دیا ہے حضرت علیؓ نے اسے کہا اپنی کھجوریں لے لو اور اس کا درہم اسے دے دو بلاشبہ اسے کوئی اختیار حاصل نہیں ہے تو اس نے آپ کو دھکا دیا' میں نے کہا کیا تجھے معلوم ہے کہ یہ کون شخص ہے؟ اس نے کہا نہیں' میں نے کہا یہ امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالبؓ ہیں تو اس نے اپنی کھجوریں پھینک دیں اور اس کا درہم اسے دے دیا پھر وہ شخص کہنے لگا یا امیر المومنین میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھ سے راضی ہو جائیں' آپ نے فرمایا' جب تو لوگوں کے حقوق کو پورا کرے گا تو تو مجھے راضی کر دے گا پھر آپ کھجوروں والوں کے پاس سے گزرے تو فرمایا اے کھجوروں والو! مساکین کو کھلاؤ تمہاری کمائی بڑھ جائے گی پھر آپ مسلمانوں کے ساتھ چلتے ہوئے مچھلی والوں کے پاس سے گزرے اور فرمایا ہمارے بازار میں تیرنے والی چیز فروخت نہ کی جائے' پھر آپ دار فرات میں آئے۔ جو بزازوں کا بازار ہے۔ اور ایک شیخ کے پاس آ کر کہنے لگے اے شیخ میرے پاس تین دراہم میں اچھی سی قمیص فروخت کر دو اور جب اس نے آپ کو پہچان لیا تو آپ نے اس سے کچھ نہ خریدا پھر دوسرے شیخ کے پاس تشریف لے گئے اور جب اس نے بھی آپ کو پہچان لیا تو آپ نے اس سے کچھ نہ خریدا اور ایک نوعمر جوان کے پاس آ کر اس سے تین دراہم میں قمیص خریدی اور اس کی آستین پہنچوں سے لے کر ٹخنوں تک تھی اور آپ اپنے لباس کے بارے میں فرمایا کرتے تھے' اس خدا کا شکر ہے جس نے مجھے فاخرہ لباس عنایت فرمایا ہے جس سے میں لوگوں میں آراستہ ہوتا ہوں اور اپنی شرمگاہ کو چھپاتا ہوں آپ سے دریافت کیا گیا یا امیر المومنین یہ بات آپ اپنی طرف سے بیان کر رہے ہیں یا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے آپ نے فرمایا' نہیں بلکہ میں نے اسے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ لباس پہنتے وقت یہ بات کہا کرتے تھے۔ اس نوجوان کا باپ جو کپڑے کا مالک تھا آیا تو اسے کہا گیا اے فلاں تیرے بیٹے نے آج امیر المومنین کے پاس تین دراہم میں قمیص فروخت کی ہے' اس نے کہا' تو نے ان سے دو درہم کیوں نہیں لیے؟ پس اس کے باپ نے اس سے ایک درہم لیا اور اسے امیر المومنین کے پاس لے کر آیا آپ اس وقت مسلمانوں کے ساتھ کوفہ کے دروازے پر بیٹھے تھے اس نے کہا اس درہم کو پکڑیئے آپ نے فرمایا اس درہم کا کیا معاملہ ہے؟ اس نے کہا قمیص کی قیمت صرف دو درہم ہے آپ نے فرمایا اس نے میری منشاء کے مطابق میرے پاس فروخت کی ہے اور اپنی منشاء کے مطابق قیمت لی ہے۔

اور عمرو بن شمر نے جابر الجعفی سے بحوالہ شعبی بیان کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ نے اپنی زرہ ایک نصرانی کے پاس دیکھی

تو جھگڑتے ہوئے اسے شریح کے پاس لے آئے، راوی بیان کرتا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ آ کر شریح کے پہلو میں بیٹھ گئے اور کہنے لگے اے شریح! اگر میرا مدمقابل مسلمان ہوتا تو میں اس کے ساتھ بیٹھتا لیکن وہ نصرانی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تم اور وہ ایک راستے پر ہوں تو انہیں تنگ راستے کی طرف مجبور کر دو اور انہیں ذلیل کرو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ذلیل کیا ہے۔ مگر حد سے تجاوز نہ کرو، پھر فرمایا یہ زرہ میری ہے جسے نہ میں نے فروخت کیا ہے اور نہ ہبہ کیا ہے، شریح نے نصرانی سے پوچھا، تم امیر المومنین کی بات کے جواب میں کیا کہتے ہو، نصرانی نے کہا یہ زرہ میری ہے اور امیر المومنین میرے نزدیک جھوٹے نہیں، شریح نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے امیر المومنین کیا کوئی دلیل ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ مسکرائے اور فرمایا، شریح نے درست کہا ہے میرے پاس کوئی دلیل نہیں، پس شریح نے زرہ کا فیصلہ نصرانی کے حق میں کر دیا، راوی بیان کرتا ہے نصرانی اس زرہ کو لے کر چند قدم چلا پھر واپس آ گیا اور کہنے لگا، میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ احکام انبیاء کے ہیں۔ امیر المومنین مجھے اپنے قاضی کے پاس لے جاتے ہیں اور وہ ان کے خلاف فیصلہ کر دیتا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، یا امیر المومنین قسم بخدا یہ زرہ آپ کی ہے، جب آپ صفین کی جانب جا رہے تھے تو میں فوج کے پیچھے پیچھے چلا اور میں نے آپ کے خاکستری اونٹ سے اسے نکال لیا اور اب جب کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں یہ زرہ آپ کی ہوئی اور اس نے آپ کو گھوڑے پر سوار کرایا۔ شعبی نے بیان کیا ہے کہ مجھے اس شخص نے بتایا ہے جس نے آپ کو جنگِ نہروان کے روز خوارج سے جنگ کرتے دیکھا ہے اور سعید بن عبید نے بحوالہ علی بن ربیعہ بیان کیا ہے کہ جبدہ بن ہبیرہ نے آ کر حضرت علیؓ سے کہا اے امیر المومنین! آپ کے پاس دو شخص آتے ہیں ان میں سے ایک کے نزدیک آپ اسے اس کے اہل اور مال سے بھی عزیز تر ہیں اور دوسرا اگر آپ کو ذبح کرنے کی سکت رکھتا تو ضرور آپ کو ذبح کر دیتا، آپ اس کے حق میں اور اس کے خلاف فیصلہ کریں گے؟ راوی بیان کرتا ہے حضرت علیؓ نے اس کی گردن پر مکہ مارا اور فرمایا اگر یہ بات مجھ سے تعلق رکھتی ہوتی تو میں اس کا فیصلہ کرتا مگر یہ بات اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھتی ہے۔ اور ابوالقاسم بغوی نے بیان کیا ہے کہ میرے دادا نے مجھ سے بیان کیا کہ علی بن ہاشم نے صالح بزاز سے اس کی دادی کے حوالے سے ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتی ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے ایک درہم کی کھجوریں خریدی ہیں آپ نے انہیں چادر میں ڈال کر اٹھا لیا تو ایک شخص نے کہا یا امیر المومنین کیا آپ بجائے میں نہ انہیں اٹھا لوں؟ آپ نے فرمایا، صاحب عیال ان کے اٹھانے کا زیادہ حق رکھتا ہے اور ابو ہاشم سے بحوالہ زاذان روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوتے ہوئے بازاروں میں اکیلے چلتے تھے اور رستہ سے بھٹکے ہوئے کی راہنمائی کرتے تھے اور کمزور کی مدد کرتے تھے اور فروخت کنندہ اور کنجڑے کے پاس سے گزرتے تو اسے قرآن کھول کر سناتے: ﴿ تِلْکَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَايُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ﴾ پھر فرماتے، یہ آیت عادل اور متواضع حکمرانوں اور بقیہ لوگوں میں سے صاحبِ قدرت لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اور عن عبادة بن زیاد عن صالح بن الاسود اس شخص سے جس نے اس کے پاس بیان کیا ہے روایت ہے کہ اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گدھے پر سوار دیکھا اور آپ نے دونوں پاؤں ایک جگہ لٹکائے ہوئے تھے پھر فرمانے لگے میں وہ شخص ہوں جس نے دنیا کو حقیر سمجھا ہے، اور یحییٰ بن معین نے علی بن الجعد سے بحوالہ حسن بن صالح بیان کیا ہے کہ لوگوں نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے پاس

درویشوں کا تذکرہ کیا‘ کچھ لوگوں نے کہا فلاں شخص درویش ہے اور کچھ لوگوں نے کہا فلاں شخص درویش ہے‘ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا‘ دنیا کے بارے میں سب سے زیادہ بے رغبت حضرت علی بن ابی طالبؓ تھے‘ اور ہشام بن حسان نے بیان کیا ہے کہ ہم حضرت حسن بصریؒ کے پاس بیٹھے تھے کہ ازارقہ کا ایک شخص آیا اور کہنے لگا اے ابوسعید حضرت علی بن ابی طالبؓ کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ راوی بیان کرتا ہے حضرت حسنؒ کے رخسار سرخ ہو گئے اور فرمانے لگے اللہ تعالیٰ حضرت علیؓ پر رحم فرمائے بلاشبہ حضرت علیؓ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو صحیح نشانہ پر لگنے والے تیر تھے اور آپ کا علم میں بہت بلند مقام تھا اور آپ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک ترین رشتہ دار تھے اور آپ اس امت کے راہب تھے اور اللہ کے مال کو چرانے والے نہ تھے اور نہ امر الٰہی کے بارے میں غفلت کرنے والے تھے‘ قرآن نے آپ کو عزم وعمل اور علم عطا کیا تھا اور آپ اس کی وجہ سے پر رونق باغات اور واضح نشانات میں رہتے تھے۔ اے کمینے یہ علی بن ابی طالبؓ تھے۔ اور ہیثم نے یسار سے بحوالہ عمار بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت علیؓ سے ایک حدیث بیان کی اور آپ نے اس کی تکذیب کی اور وہ کھڑا ہونے سے پہلے ہی اندھا ہو گیا۔ اور ابوبکر بن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ شریح بن یونس نے مجھ سے بیان کیا کہ ہیثم نے عن اسماعیل بن سالم عن عمار الحضرمی عن زاذان ابی عمر ہم سے بیان کیا کہ ایک شخص نے حضرت علیؓ سے ایک حدیث بیان کی آپ نے کہا میرا خیال ہے تو نے مجھ سے جھوٹ بولا ہے اس نے کہا میں نے ایسا نہیں کیا آپ نے فرمایا اگر تو نے جھوٹ بولا تو میں تجھ پر بددعا کروں گا اس نے کہا بددعا کیجیے آپ نے بددعا کی‘ اور ابھی وہ اپنی جگہ سے ہٹا بھی نہ تھا کہ اندھا ہو گیا‘ اور ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ خلف بن سالم نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن بشر نے بحوالہ ابومسکین ہم سے بیان کیا کہ میں اور میرا اماموں ابوامیہ‘ مراد قبیلے کی ایک حویلی کے پاس سے گزرے تو اس نے کہا تم حویلی کو دیکھ رہے ہو؟ میں نے کہا ہاں‘ اس نے کہا‘ حضرت علیؓ اس کے پاس سے گزرے تو وہ اسے بنا رہے تھے پس ایک ٹکڑا آپ پر گرا جس نے آپ کے سر کو زخمی کر دیا تو آپ نے اللہ سے دعا کی کہ اس کی تعمیر مکمل نہ ہو‘ راوی بیان کرتا ہے کہ اس پر کوئی اینٹ نہیں رکھی گئی‘ راوی بیان کرتا ہے میں بھی اس کے پاس سے گزرنے والوں میں ہوں‘ وہ حویلیوں کی مانند نہیں‘ اور ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن یونس بن بکیر شیبانی نے اپنے باپ سے عن عبدالغفار بن القاسم الانصاری عن ابی بشیر الشیبانی مجھ سے بیان کیا کہ میں اپنے آقا کے ساتھ جنگ جمل میں شامل ہوا اور میں نے اس دن سے بڑھ کر کلائیوں اور پاؤں کے الگ ہونے والا کبھی کوئی دن نہیں دیکھا اور جب بھی میں ولید کے گھر کے پاس سے گزرا ہوں مجھے جنگِ جمل کا دن یاد آ جاتا ہے‘ راوی بیان کرتا ہے الحکم بن عیینہ نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ نے جنگِ جمل کے روز دعا کی کہ اے اللہ! ان کے ہاتھوں اور پاؤں کو پکڑ لے۔

آپ کے خوبصورت کلام کا نمونہ:

ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ علی بن الجعد نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن شمر نے ہمیں بتایا کہ اسماعیل السدی نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے ابواراکہ کو بیان کرتے سنا کہ میں نے فجر کی نماز حضرت علیؓ کے ساتھ پڑھی اور جب آپ دائیں جانب مڑے تو آپ ٹھہر گئے‘ گویا آپ غمگین ہیں اور جب مسجد کی دیوار پر سورج ایک نیزہ بھر آیا تو آپ نے دو رکعت نماز پڑھی پھر اپنے ہاتھ کو پلٹ کر فرمایا‘ خدا کی قسم میں نے محمد ﷺ کے اصحاب کو دیکھا ہے اور آج میں ان کی مانند کسی چیز کو نہیں دیکھتا‘ وہ صبح کو خالی پیٹ پراگندہ مُو

غبار آلود حالت میں اٹھتے‘ اور خدا کی خوشنودی کی خاطر قیام وسجود کرتے رات گزارتے اور کتاب اللہ کی تلاوت کرتے اور اپنے ہاتھوں اور پاؤں پر باری باری آرام کرتے اور جب صبح کرتے تو اس طرح جھومتے جیسے آندھی کے روز درخت جھومتا ہے اور ان کی آنکھیں اشک ریزی کرتیں حتیٰ کہ ان کے کپڑے بھیگ جاتے‘ خدا کی قسم لوگ غفلت میں رات گزار دیتے ہیں پھر آپ اٹھے اور اس کے بعد آپ کو مسکراتے نہیں دیکھا گیا حتیٰ کہ دشمن خدا‘ فاسق ابن ملجم نے آپ کو قتل کر دیا۔ اور وکیع نے عن عمرو بن منبہ عن اوفی بن دلہم عن علی بن ابی طالبؓ بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا۔ علم سیکھو اس سے تم سردار بن جاؤ گے‘ عمل کرو تم اس کے اہل ہو جاؤ گے بلاشبہ تمہارے بعد ایسا زمانہ آنے والا ہے جس میں حق کے نو حصوں کا انکار کر دیا جائے گا اور اس سے ہر رجوع و انابت کرنے والا خلاصی پائے گا وہ لوگ ائمہ ہدایت اور علم کے چراغ ہیں وہ جلد باز اور باتونی نہیں‘ پھر فرمایا آگاہ رہو دنیا پشت پھیر کر کوچ کر گئی ہے اور آخرت سامنے آ گئی ہے اور ان میں سے ہر ایک کے بیٹے ہیں پس تم آخرت کے بیٹے بنو اور دنیا کے فرزند نہ بنو۔ آگاہ رہو‘ دنیا سے بے رغبتی کرنے والوں نے زمین کو بچھونا اور مٹی کو بستر اور پانی کو طیب بنا لیا ہے آگاہ رہو جو آخرت کا مشتاق ہے وہ خواہشات سے غافل ہو چکا ہے اور جو آگ سے خائف ہے اس نے محرمات کو ترک کر دیا ہے اور جو جنت کا طالب ہے وہ طاعات کی طرف جلدی کرنے والا ہے اور جو دنیا سے بے رغبتی کرتا ہے اس پر مصائب آسان ہو جاتے ہیں‘ آگاہ رہو بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں جو اہل جنت کو جنت میں اقامت کیے ہوئے اور اہل دوزخ کو دوزخ میں عذاب پاتے دیکھتے ہیں‘ ان کے شرور‘ مامون‘ ان کے قلوب‘ محزون‘ ان کے نفوس‘ عفیف اور ان کی ضروریات خفیف ہوتی ہیں‘ انہوں نے چند دن صبر کیا تا کہ اس کے بعد طویل راحت حاصل کریں‘ شب کو ان کے قدم صف بند ہوتے ہیں اور ان کے آنسو‘ ان کے رخساروں پر رواں ہوتے ہیں‘ وہ اپنی گردنوں کو چھڑانے کے لیے اللہ کے حضور فریاد کناں ہوتے ہیں اور دن کو پیاسے‘ بردبار‘ نیک اور تقویٰ شعار ہوتے ہیں‘ گویا وہ تیر ہیں‘ جن کی طرف دیکھنے والا‘ دیکھ کر کہتا ہے کہ بیمار ہیں۔ حالانکہ ان لوگوں کو کوئی بیماری نہیں ہوتی اور وہ مخبوط الحواس ہیں حالانکہ لوگوں کو ایک بڑی بات نے مخبوط الحواس کر دیا ہے اور اصبغ بن نباتہ نے بیان کیا ہے کہ ایک روز حضرت علی رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور موت کا ذکر کیا اور فرمایا: اللہ کے بندو‘ موت سے کوئی گریز نہیں‘ اگر تم اس کے لیے کھڑے ہو وہ تمہیں پکڑ لے گی اور اگر تم اس سے بھاگے تو وہ تمہیں آ لے گی‘ پس نجات حاصل کرو اور جلدی کرو‘ جلدی کرو‘ بلاشبہ تمہارے پیچھے قبر کا تیز طالب ہے پس اس کی تنگی‘ تاریکی اور وحشت سے بچو‘ آگاہ رہو‘ قبر‘ دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا یا جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے آگاہ رہو‘ قبر ہر روز تین بار کلام کرتی ہے اور کہتی ہے میں تاریکی کا گھر ہوں‘ میں کیڑوں کا گھر ہوں‘ وحشت کا گھر ہوں‘ آگاہ رہو‘ اس کے بعد وہ دن ہے جس میں چھوٹا‘ بوڑھا ہو جائے گا اور بڑا اس میں مدہوش ہو جائے گا (اور ہر حمل والی اپنا حمل گرا دے گی اور تو لوگوں کو مدہوش دیکھے گا حالانکہ وہ مدہوش نہیں ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ کا عذاب شدید ہوگا) آگاہ رہو اور اس کے بعد اس سے بھی سخت چیز ہوگی‘ آگ جس کی گرمی شدید ہوگی اور اس کی تہ بعید ہوگی اور اس کے زیور اور ہتھوڑے لوہا ہوگا اور اس کا پانی پیپ ہوگا اور اس کا خازن‘ مالک ہوگا جس میں اللہ کی کوئی رحمت نہ ہوگی‘ راوی بیان کرتا ہے پھر آپ رو پڑے اور آپ کے اردگرد مسلمان بھی رو پڑے پھر فرمایا آگاہ رہو‘ اس کے پیچھے جنت ہے جس کا عرض زمین وآسمان کے برابر ہے اور اسے متقیوں کے لیے تیار کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اور تم کو متقین میں

سے بنائے اور ہمیں اور تمہیں دردناک عذاب سے پناہ دے۔

لیث بن ابی سلیم نے اسے بحوالہ مجاہد روایت کیا ہے' مجھ سے حضرت علیؓ سے سننے والے نے بیان کیا اور اس نے اسے اسی طرح بیان کیا ہے اور وکیع نے عمرو بن منبہ سے بحوالہ اوفی بن دلہم بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے خطبہ دیا اور فرمایا بلاشبہ دنیا پشت پھیر چکی ہے اور اس نے اعلان الوداع کر دیا ہے اور آخرت آ گئی ہے آج میدان ہے اور کل دوڑ ہوگی' آگاہ رہو بلاشبہ تم امید کے دنوں میں ہو' جس کے پیچھے موت ہے اور جو شخص اپنی امید کے دنوں میں موت کے آنے سے پہلے کوتاہی کرے۔ اس کا عمل رائیگاں جاتا ہے' آگاہ رہو! تم خدا کے لیے رغبت سے کام کرو جیسے تم اس کے لیے خوف سے کام کرتے ہو اور میں نے جنت کی طرح کوئی چیز نہیں دیکھی جس کا طلبگار سویا ہوا ہے اور میں نے دوزخ کی طرح کوئی چیز نہیں دیکھی جس سے بھاگنے والا سویا ہوا ہے اور جسے حق فائدہ نہیں دیتا اسے باطل نقصان پہنچاتا ہے اور جسے ہدایت سیدھا نہیں کرتی اسے گمراہی ایک جانب کر دیتی ہے' آگاہ رہو' تمہیں کوچ کا حکم دیا گیا ہے اور تم زاد پر دلیل ہو رہے ہو' لوگو آگاہ رہو! دنیا ایک حاضر سامان ہے جس سے نیک اور فاجر کھاتا ہے اور آخرت' سچا وعدہ ہے جس میں صاحبِ قدرت بادشاہ فیصلہ کرے گا آگاہ رہو! شیطان تمہیں فقر سے ڈراتا ہے اور تمہیں بے حیائی کا حکم دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ تم سے اپنے فضل و مغفرت کا وعدہ کرتا ہے اور اللہ وسعت دینے والا اور جاننے والا ہے' اے لوگو! اپنی عمروں میں اچھے کام کرو' تم اپنے انجام کو محفوظ کر لو گے' بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اطاعت کرنے والے کے ساتھ اپنی جنت کا وعدہ کیا ہے اور اپنی نافرمانی کرنے والے کو اپنے دوزخ سے ڈرایا ہے' وہ ایسی آگ ہے جس کی آواز پر سکون نہیں ہوتی اور نہ اس کا قیدی چھڑایا جاتا ہے اور نہ اس کا توڑا ہوا درست کیا جاتا ہے' اس کی گرمی شدید اور اس کی تہ لبید ہے اور اس کا پانی پیپ ہے اور مجھے تمہارے بارے میں سب سے زیادہ خوف' خواہشات کی پیروی اور طویل امل کا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے بلاشبہ خواہشات کی پیروی حق سے روک دیتی ہے اور طول امل' آخرت کو فراموش کرا دیتی ہے' اور عاصم بن ضمرہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت علیؓ کے پاس دنیا کی مذمت کی تو حضرت علیؓ نے فرمایا' دنیا اس شخص کے لیے دار صدق ہے جس نے اس کی تصدیق کی ہے اور اس شخص کے لیے دار نجات ہے جس نے اسے سمجھا ہے اور اس شخص کے لیے دار کفایت ہے جس نے اس سے زاد لیا ہے اور وحی الٰہی کا مہبط' اور اس کے فرشتوں کی جائے نماز اور اس کے انبیاء کی مسجد اور اس کے اولیاء کی سوداگری ہے جس میں انہوں نے رحمت کا نفع حاصل کیا ہے اور جنت کو حاصل کیا ہے۔

پس کون ہے اس کی مذمت کرنے والا' اس نے اپنے جنگلات کی اطلاع دے دی ہے اور اپنی جدائی کا اعلان کر دیا ہے اور اس کے شرور کے ساتھ سرور' اور اس کی مصیبت۔ کے ساتھ ترغیباً اور ترہیباً اس میں رغبت اور دلچسپی مل جل گئی ہے۔ اے دنیا کی مذمت کرنے والے جو امیدوں کے ساتھ اپنے دل کو بہلاتا ہے' دنیا تجھے کب تک دھوکا دے گی۔ کیا مصیبت میں تیرے آباء کے بچھڑنے کی جگہوں تک؟ یا زیر زمین تیری اُمہات کے لیٹنے کی جگہوں تک' تو نے اپنے ہاتھوں سے کتنا عرصہ علاج کیا اور تو نے اپنی ہتھیلیوں سے بار بار پلایا جس سے تو اس کے لیے شفا کا طلب گار رہا اور طبیب اس کے لیے نسخے تجویز کرتے رہے' تیرا علاج اس کے کچھ کام نہ آیا اور نہ تیرے رونے نے اسے فائدہ دیا۔

اور سفیان ثوری اور اعمش نے عمرو بن مرۃ سے بحوالہ ابوالبختری بیان کیا ہے کہ ایک شخص حضرت علیؓ کے پاس آیا اور آپ کی

بہت تعریف کرنے لگا۔ اور وہ حضرت علیؓ سے بغض رکھتا تھا۔ آپ نے اسے فرمایا' میں ایسا نہیں ہوں جیسے تو بیان کر رہا ہے اور جو کچھ تیرے دل میں ہے میں اس سے بھی برتر ہوں' اور ابن عسا کرنے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت علیؓ سے کہا' اللہ تعالیٰ آپ کو ثبات بخشے آپ نے فرمایا تیرے سینے پر' اور ابن الدنیا نے بیان کیا ہے کہ اسحٰق بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان بن عیینہ نے عن ابی حمزہ عن یحییٰ بن عقیل عن یحییٰ بن یعمر ہم سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ نے فرمایا' بلاشبہ آسمان کی طرف بارش کے قطروں کی طرح امر نازل ہوتا ہے اور ہر نفس کے لیے وہی کچھ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے اہل' مال اور جان کے متعلق کمی بیشی لکھ دی ہے' پس جو شخص اپنے اہل' مال اور جان میں کمی دیکھے اور دوسرے کے لیے لغزش دیکھے تو یہ بات اس کے لیے فتنہ کا باعث نہیں ہوگی' بلاشبہ جب تک مسلمان کی موجودہ زندگی اندھیر نہ ہو جائے وہ دنیا کے ذکر پر اس کے لیے فروتنی کا اظہار کرتا ہے اور کمینے لوگ اس کی ترغیب دیتے ہیں جیسے تنگ دست عالم اپنے تیر کی ابتدا ہی میں اس بات کا منتظر ہوتا ہے کہ وہ اس کے لیے غنیمت واجب کر دے گا اور تاوان کو اس سے دور کر دے گا اور اسی طرح خیانت سے پاک مسلمان جب اللہ سے دعا کرتا ہے تو وہ دو نیکیوں کے درمیان ہوتا ہے کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ اس کے لیے بہتر ہے یا یہ کہ اللہ اسے مال دے اور وہ اہل و مال والا ہو جائے اور اس کے ساتھ اس کا حسب اور دین بھی ہو اور یا اللہ اسے آخرت میں دے اور آخرت بہتر اور باقی رہنے والی ہے' کھیتیاں دو ہیں' دنیا کی کھیتی' مال اور تقویٰ ہے اور آخرت کی کھیتی باقی رہنے والی نیکیاں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو لوگوں کے لیے اکٹھا کر دیا ہے۔

سفیان ثوری نے بیان کیا ہے حضرت علیؓ کے سوا کون ایسا خوبصورت کلام کر سکتا ہے؟ اور انہوں نے زبید الیامی سے بحوالہ مہاجر العامری بیان کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ نے اپنے ایک ساتھی کو جو ایک شہر پر حاکم تھا' وصیت لکھی جس میں لکھا:

''اپنی رعیت سے پوشیدگی کو طول نہ دو بلاشبہ حکمرانوں کا رعیت سے پوشیدگی اختیار کرنا تنگی کی شاخ اور امور کے بارے میں علم کی کمی ہے اور پوشیدگی اختیار کرنا ان سے اس علم کو دور کر دے گا جس سے انہوں نے پوشیدگی اختیار کی ہے' پس بڑا ان کے نزدیک کمزور ہو جائے گا اور چھوٹا بڑا ہو جائے گا اور اچھا برا ہو جائے گا اور برا اچھا ہو جائے گا اور حق باطل کے ساتھ مخلوط ہو جائے گا اور حکمران ایک بشر ہی ہے وہ ان امور کو نہیں جانتا جو لوگ اس سے پوشیدہ رکھتے ہیں اور نہ ہی لوگوں پر ایسی علامات لگی ہوئی ہیں جن سے جھوٹ کے مقابل میں سچ کی اقسام پہنچائی جائیں اور تو پردے کی نرمی سے حقوق میں بخل اندازی سے بچ جائے تو دو شخصوں میں سے ایک ہے یا تو تو ایسا شخص ہے جس کے نفس نے حق میں خرچ کرنے سے بخل کیا ہے پس جب حق کی ادائیگی تجھ پر واجب ہے اس سے تیرا پوشیدگی اختیار کرنا کس وجہ سے ہے؟ اور کریمانہ اخلاق سے تو درستی چاہتا ہے؟ اور یا تو رکاوٹ اور بخل سے آزمائش میں ڈالنے والا ہے' پس تیرا زوال نعمت کس قدر سریع ہے اور لوگوں کا مایوس ہو کر تجھ سے سوال کرنے سے رُکنا کس قدر سریع ہے حالانکہ لوگوں کی اکثر مالی ضروریات کا تعلق تجھ سے ہے خواہ وہ کسی ناانصافی کی شکایت سے متعلق ہوں یا انصاف طلبی سے متعلق ہوں' جو باتیں میں نے تجھ سے بیان کی ہیں ان سے فائدہ اٹھاؤ اور اپنے رشد اور نصیبے پر اکتفا کرو''۔

اور المدائنی نے بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنے ایک گورنر کو لکھا:

''آہستگی اختیار کرو گویا آپ انتہا کو پہنچ گئے ہیں اور تمہارے اعمال اس جگہ تمہارے پاس پیش کیے جائیں گے جہاں دھوکہ خوردہ حسرت سے پکارے گا اور ضائع کرنے والا توبہ کی' اور ظالم' رجعت کی تمنا کرے گا''۔

اور ہیثم نے بیان کیا ہے کہ عمرو بن ابی زائدہ نے بحوالہ شعبی ہمیں بتایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ شعر کہتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شعر کہتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ تینوں سے بڑے شاعر تھے اور ہشام بن عمار نے اسے عن ابراہیم بن اعین عن عمر بن زائدہ عن عبداللہ بن ابی السفر عن الشعبی روایت کیا ہے اور اسے بیان کیا ہے اور ابوبکر بن درید نے بیان کیا ہے کہ دماد نے بحوالہ ابوعبیدہ ہمیں بتایا کہ حضرت معاویہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہما کو خط لکھا:

''اے ابوالحسنؓ! مجھے بہت سے فضائل حاصل ہیں میرا باپ جاہلیت میں سردار تھا۔ اور میں اسلام میں بادشاہ بن گیا ہوں۔ اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرابت دار اور مومنین کا ماموں اور کاتب وحی ہوں''۔

حضرت علیؓ نے فرمایا' کیا جگر کھا جانے والی کا بیٹا فضائل سے مجھ پر فخر کرتا ہے؟ پھر فرمایا اے غلام لکھو!

''محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو نبی ہیں وہ میرے بھائی اور قرابت دار ہیں اور سید الشہداء حضرت حمزہؓ میرے چچا ہیں اور حضرت جعفرؓ جو صبح و شام فرشتوں کے ساتھ محو پرواز ہیں وہ میری ماں کے بیٹے ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی میری راحت اور میری بیوی ہے' جس کا گوشت' میرے خون اور گوشت سے ملا ہوا ہے اور اس سے میرے دو بیٹے' احمدؐ کے نواسے ہیں' پس تم میں سے کس کا حصہ میرے جیسا ہے' میں نے چھوٹی عمر میں جب کہ میں بالغ نہیں ہوا تھا۔ تم سب سے اسلام کی طرف سبقت کی ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے حضرت معاویہؓ نے کہا' اس خط کو پوشیدہ رکھو' اسے اہل شام نہ پڑھیں ورنہ وہ ابن ابی طالب کی طرف مائل ہو جائیں گے' یہ ابوعبیدہ اور حضرت معاویہؓ کے زمانے کے درمیان' منقطع ہے' اور زبیر بن بکار وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ بکر بن حارثہ نے عن الزہری عن عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک عن جابر بن عبداللہ مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شعر پڑھتے سنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی سن رہے تھے:

''میں مصطفیٰ کا بھائی ہوں اور میرے نسب میں کوئی شک نہیں' میں نے ان کے ساتھ پرورش پائی ہے اور ان کے دونوں نواسے میرے بیٹے ہیں میرا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دادا ایک ہے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا میری بیوی ہیں' یہ کسی ضعیف العقل کا قول نہیں' میں نے آپ کی تصدیق کی اور تمام لوگ ضلالت' شرک اور تکدر کی وجہ سے مشکل میں پڑے ہوئے تھے پس اس خدا کا شکر ہے جس کا کوئی شریک نہیں جو بندے کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا ہے اور لا انتہا مدت تک باقی رہنے والا ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا: اے علیؓ! تو نے درست کہا ہے' یہ حدیث اس اسناد کے ساتھ منکر ہے اور اشعار میں رکاکت پائی جاتی ہے اور اس بکر سے متفرد ہونے کی صورت میں اس سند و متن کے ساتھ اسے قبول نہیں کیا جائے گا۔ واللہ اعلم

اور حافظ ابن عساکر نے ابوزکریا رملی کے طریق سے روایت کی ہے کہ یزید بن ہارون عن نوح بن قیس عن سلامۃ الکندی عن الاصبغ ابن نباتہ عن علی ہم سے بیان کیا کہ ایک شخص آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا یا امیر المومنین' مجھے آپ سے کچھ کام ہے اور میں نے اسے آپ کے پاس پہنچانے سے قبل اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچا دیا ہے۔ اگر آپ نے اسے پورا کر دیا تو میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کروں گا اور آپ کا شکریہ ادا کروں گا اور اگر آپ نے اسے پورا نہ کیا تو میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کروں گا اور آپ کو معذور قرار دوں گا' حضرت علیؓ نے فرمایا' اپنی حاجت کو زمین پر لکھو' بلاشبہ میں تمہارے چہرے پر سوال کی ذلت کو دیکھنا پسند نہیں کرتا' اس نے لکھا' میں محتاج ہوں حضرت علیؓ نے فرمایا میرے پاس حلہ لاؤ' حلہ لایا گیا تو اس شخص نے اسے لے کر پہن لیا' پھر وہ کہنے لگا۔

''آپ نے مجھے حلہ زیب تن کروایا ہے' جس کی خوبیاں واضح ہیں اور عنقریب میں آپ کو حسن ثنا کے حلے پہناؤں گا' اور اگر آپ نے میرے حسن ثنا کو حاصل کر لیا تو آپ عزت کے ذریعے کو حاصل کریں گے اور میں نہیں چاہتا کہ جو میں نے کہا ہے وہ اس کا بدل ہو' بلاشبہ ثنا' صاحب ثناء کے ذکر کو زندہ کر دیتی ہے جیسے بارش کی تری میدانوں اور پہاڑوں کو زندہ کر دیتی ہے' زمانے میں تو جس بھلائی کو کرنا چاہتا ہے اس سے بے رغبتی نہ کر' ہر بندے کو اس کے کیے کی جزا ملے گی''۔

حضرت علیؓ نے فرمایا: میرے پاس دینار لاؤ' آپ کے پاس ایک سو دینار لائے گئے اور آپ نے اسے دے دیئے' الاصبغ بیان کرتا ہے میں نے کہا یا امیر المومنین ایک حلہ اور سو دینار؟ آپ نے فرمایا ہاں' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے لوگوں کو ان کے مقام پر رکھو' اور اس شخص کا میرے نزدیک یہی مقام ہے' اور خطیب بغدادی نے ابوجعفر احمد بن اسحٰق بن ابراہیم بن نبیط بن شریط کے طریق سے اس کے باپ اور دادے سے روایت کی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ نے فرمایا۔

''جب قلوب لوگوں کا بچاؤ کریں اور اس سے وسیع سینہ تنگ ہو جائے اور ناپسندیدہ امور جاگزین اور مطمئن ہو جائیں اور ان کی جگہوں پر مصائب لنگرانداز ہو جائیں اور تو تکلیف کے دور ہونے کی کوئی صورت نہ دیکھے اور نہ عقل مند کا کوئی حیلہ کام آئے اور تیری مایوسی پر تیرے پاس مدد آ جائے جس سے بات ماننے والا قرابت دار بھلائی کرتا ہے اور جب تمام واقعات انتہا کو پہنچ جاتے ہیں تو ان کے ساتھ کشادگی ملی ہوتی ہے''۔

اور ابوبکر محمد بن یحییٰ الصولی نے امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالبؓ کے جو اشعار سنائے ان میں سے چند اشعار یہ ہیں۔

''آگاہ رہ' بڑے بڑے واقعات پر صبر کر اور سوزش عشق کا صبر جمیل سے علاج کر' اور اگر تجھے کسی روز تنگی آ جائے تو بے صبر نہ ہو تو نے لمبا زمانہ آسائش سے بھی گذارا ہے اور اپنے رب کے بارے میں بدظنی نہ کر بلاشبہ اللہ تعالیٰ نیکی کرنے کا زیادہ سزاوار ہے اور تنگی کے پیچھے آسائش آتی ہے اور اللہ کا قول ہر بات سے زیادہ سچا ہے اور اگر عقلوں سے رزق ملتا تو عقل مندوں کے پاس ہی رزق ہوتا' کتنے ہی مومن ہیں جو ایک زمانہ تک بھوکے رہے ہیں اور عنقریب وہ سلسبیل کی شراب سے سیراب ہوں گے''۔

اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا اس قدر حقیر ہے کہ وہ مومن کو باوجود اس کی نفاست کے بھوکا رکھتا ہے اور کتا باوجود اپنی خساست کے سیر ہوتا ہے اور کافر کھاتا پیتا پہنتا اور لطف اندوز ہوتا ہے اور مومن بھوکا ننگا رہتا ہے اور یہ سب کچھ احکم الحاکمین کی حکمت کے

اقتضاء کے مطابق ہے۔

اور علی بن جعفر الوراق نے امیر المومنین حضرت علیؓ بن ابی طالب کے جو اشعار سنائے ان میں سے چند اشعار یہ ہیں ۔

''جب تو نئے کپڑے پہنتا ہے تو وہ مردوں کی زینت ہوتے ہیں اور انہیں سے تجھے اعزاز واکرام حاصل ہوتا ہے اور فروتنی سے کپڑوں میں عاجزی کو ترک کر دے اور اللہ تعالیٰ پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے' تیرے کپڑوں کی بوسیدگی اللہ کے ہاں تیرے قرب میں اضافہ نہیں کرے گی حالانکہ تو ایک مجرم بندہ ہے اور تیرے کپڑوں کی خوبصورتی' جب کہ تو اللہ سے ڈرتا ہے اور حرام چیزوں سے اجتناب کرتا ہے' تجھے نقصان نہیں دے گی۔''

اور یہ بات اس حدیث کے مطابق ہے جس میں بیان ہوا ہے کہ ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہارے کپڑوں اور تمہاری صورتوں کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے قلوب اور اعمال کی طرف دیکھتا ہے'' اور ثوری نے بیان کیا ہے کہ دنیا سے بے رغبتی' عبا پہننے اور سخت کھانا کھانے سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ دنیا سے بے رغبتی' آرزوؤں کا کم کرنا ہے۔

اور ابوالعباس محمد بن زید بن عبدالاکبر المبرد نے بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ کی تلوار پر لکھا تھا۔

''لوگ دنیا کے بارے میں لالچ اور تدبیر سے کام لیتے ہیں اور خواہش کے مطلوب کے بارے میں سمجھ اور چستی سے کام لیا جاتا ہے اور اگر وہ اپنے رب کی اطاعت کرتے تو عقل طاعات کے مقابلہ میں پابند ہوتی' اس عقل اور لالچ کی وجہ سے ان کی زندگی میں غم اور تکدر شامل ہو گیا ہے' انہیں تقسیم رزق کے وقت عقل کی وجہ سے رزق نہیں دیا گیا بلکہ انہیں تقدیر کے مطابق رزق دیا گیا ہے' کتنے ہی دانشور ادیب ہیں جن کی تقدیر مدد نہیں کرتی اور کتنے ہی بے وقوف ہیں جنہوں نے اپنی دنیا کو کوتاہی سے حاصل کر لیا ہے اگر یہ بات قوت و غلبے سے حاصل ہوتی تو باز' چڑیوں کا رزق لے کر اڑ جاتے۔''

اور اصمعی نے بیان کیا ہے کہ سلمٰی بن بلال نے مجالد سے بحوالہ شعبی ہم سے بیان کیا کہ حضرت علی بن ابی طالب نے ایک شخص سے کہا' آپ نے ایک شخص کے ساتھ اس کی صحبت کو پسند نہ کیا۔

''جاہل کی صحبت اختیار نہ کر اور اس سے اجتناب کر اور کتنے ہی جاہل آدمیوں نے عقل مند کو اس وقت ہلاک کر دیا جب اس نے اس سے بھائی چارا کیا آدمی کا قیاس آدمی پر کیا جاتا ہے' جب آدمی اس کے ساتھ چلتا ہے اور ایک چیز کو دوسری چیز پر قیاس کیا جاتا ہے اور دل کو دل سے راہ ہوتی ہے جب وہ اس سے ملتا ہے''۔

اور عمرو بن العلاء نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قبر پر کھڑے ہوئے اور کہنے لگے ۔

''میں نے ابواروئ کو یاد کیا تو میں نے یوں رات بسر کی جیسے میں گذشتہ غموں کی واپسی کا ذمے دار ہوں' ہر دو دوستوں کی ملاقات کے لیے جدائی بھی ہے اور موت سے پہلے جو کچھ بھی ہے وہ قلیل ہے اور ایک کے بعد ایک کو میرا کھو دینا اس بات کی دلیل ہے کہ کوئی دوست ہمیشہ نہیں رہے گا' عنقریب وہ میری یاد سے اعراض کرے گا اور میری محبت کو بھول جائے گا عنقریب وہ میری یاد سے اعراض کرے گا اور میری محبت کو بھول جائے گا اور میرے بعد دوست کو نیا دوست مل

جائے گا اور جب میری مدت زندگی کا ایک دن ختم ہو جائے گا تو رونے والیوں کا کام تھوڑا ہی رہ جائے گا''۔

اور بعض لوگوں نے حضرت علیؓ کے یہ اشعار بھی سنائے ہیں۔

''مرنے والے کو تواضع اختیار کرنا سزاوار ہے اور آدمی کو اس کی دنیا سے خوراک کافی ہے' اس آدمی کے لیے کیا ہے جو غموں اور لالچ کے ساتھ صبح کرتا ہے اسے تعریفیں نہیں پاسکتیں' ہمارے بادشاہ کا کام نیکی کرنا اور اس کا رزق ہم سے نہیں چوکتا' ارے تو تھوڑے عرصے بعد ایسے لوگوں کی طرف کوچ کر جائے گا جن کی گفتگو' سکوت ہے''۔

اور اس باب کا استقصاء طویل ہے اور ہم نے خواہش مند کے لیے اس سے بکفایت بیان کر دیا ہے اور حماد بن سلمہ نے بحوالہ ایوب سختیانی بیان کیا ہے' وہ کہتے ہیں جس نے حضرت ابوبکرؓ سے محبت کی اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے حضرت عمرؓ سے محبت کی اس نے راستے کو واضح کر دیا اور جس نے حضرت عثمانؓ سے محبت کی اس نے نور الٰہی سے نور لیا اور جس نے حضرت علیؓ سے محبت کی' اس نے مضبوط کڑے کو پکڑ لیا اور جس نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کے بارے میں اچھی بات کہی وہ نفاق سے پاک ہو گیا۔

عجیب وغریب اور نادر اقوال:

ابن خیثمہ نے بیان کیا ہے کہ احمد بن منصور نے ہم سے بیان کیا ہے کہ سیار نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے ایک دفعہ بیان کیا اور میں اس کی طرف متوجہ تھا' اس نے تبسم کیا اور ہمارے ساتھ کوئی شخص نہ تھا' میں نے اسے کہا تیرا کیا حال ہے؟ اس نے کہا میں اہل کوفہ سے حیران ہوں گویا کوفہ کی بنیاد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت پر ہے اور میں نے ان میں سے جس کسی سے بھی بات کی ہے میں نے ان میں سے اسے میانہ رو پایا ہے' جو حضرت علی کو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم پر فضیلت دیتا ہے اور ان میں سفیان ثوری بھی شامل ہیں' راوی بیان کرتا ہے میں نے معمر سے کہا' تو نے انہیں دیکھا ہے؟ گویا میں نے اسے بڑی بات خیال کیا۔ معمر نے کہا یہ کیا بات ہے؟ اگر کوئی شخص کہے کہ میرے نزدیک حضرت علیؓ ان دونوں سے افضل ہیں تو جب وہ ان دونوں کی فضیلت کو بیان کرے گا تو میں اس پر عیب نہیں لگاؤں گا اور اگر کوئی شخص کہے کہ حضرت عمرؓ میرے نزدیک حضرت علیؓ اور حضرت ابوبکرؓ سے افضل ہیں تو میں اسے زجر و توبیخ نہیں کروں گا۔ عبدالرزاق نے بیان کیا ہے کہ میں نے اس بات کا ذکر وکیع بن الجراح سے کیا اور ہم دونوں اکیلے تھے' پس اس نے اس بات کو سفیان سے خوفزدہ پایا اور مسکرا کر کہا' سفیان ہمیں اس حد تک نہیں لے جا سکتا لیکن اس نے معمر تک وہ بات پہنچائی ہے جو اس نے ہم تک نہیں پہنچائی اور میں سفیان سے کہا کرتا تھا اے ابوعبداللہ آپ کے خیال میں اگر ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ پر فضیلت دیں تو آپ اس بارے میں کیا کہیں گے؟ وہ کچھ دیر خاموش ہو جاتے پھر کہتے مجھے خدشہ ہے کہ یہ بات حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے لیے عیب بن جائے گی لیکن وہ دور اندیش آدمی تھے۔ عبدالرزاق نے بیان کیا ہے کہ ابن التیمی یعنی معتمر نے کہا کہ میں نے اپنے باپ کو بیان کرتے سنا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک سو مناقب سے فضیلت حاصل ہے اور اس نے ان کو بھی ان کے مناقب میں شریک کیا اور حضرت عثمانؓ' حضرت علی رضی اللہ عنہما سے مجھے زیادہ محبوب ہیں' ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں اپنی سند کے ساتھ بحوالہ ابن خیثمہ اسے اسی طرح روایت کیا ہے اور اس گفتگو میں بہت گڑبڑ پائی جاتی ہے اور شاید معمر پر یہ بات مشتبہ ہو گئی ہے' بلاشبہ بعض کوفیوں کے بارے میں یہ بات مشہور ہے کہ وہ حضرت علی کو

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر مقدم کرتے ہیں اور شیخین پر ان کی تقدیم کے قائل نہیں اور بقیہ صحابہ رضی اللہ عنہم پر شیخین کی فضیلت کسی غبی پر ہی مخفی ہوسکتی ہے پس ان ائمہ پر کیسے مخفی ہوسکتی ہے بلکہ کئی علماء جیسے ایوب اور دارقطنی نے بیان کیا ہے کہ جس نے حضرت علی کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر مقدم کیا اس نے مہاجرین والانصار کے حق کو کم کیا ہے اور یہ کلام، حق، سچ اور ملیح ہے، اور یعقوب بن ابی سفیان نے بیان کیا ہے کہ عبدالعزیز بن عبداللہ الاریسی نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعید نے عن شعبہ عن ابی عون، محمد بن عبداللہ ثقفی عن ابی صالح حنفی ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کو دیکھا آپ نے مصحف کو پکڑ کر اپنے سر پر رکھا حتیٰ کہ میں نے ایک ورق کو متحرک دیکھا۔ راوی بیان کرتا ہے پھر آپ نے فرمایا اے اللہ انہوں نے مجھے امت میں اس کی تعلیمات کو لے کر کھڑا ہونے سے روک دیا ہے، پس جو کچھ اس میں ہے اس کا ثواب مجھے عطا فرما، پھر فرمایا اے اللہ میں نے انہیں زچ کر دیا ہے اور انہوں نے مجھے زچ کر دیا ہے اور میں نے ان سے نفرت کی ہے اور انہوں نے مجھ سے نفرت کی ہے اور انہوں نے مجھے میری طبیعت اور خلق کے خلاف اور ان اخلاق پر آمادہ کیا ہے جو مجھ سے آشنا نہ تھے، اے اللہ! مجھے ان کے بدلے میں اچھے آدمی دے اور انہیں میرے بدلے میں مجھ سے برا آدمی دے، اے اللہ ان کے دلوں کو یوں موت دے جیسے پانی میں نمک کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ [1] ابراہیم نے بیان کیا ہے۔ یعنی اہل کوفہ کو اور ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ عبدالرحمٰن بن صالح نے مجھ سے بیان کیا کہ عمرو بن ہشام الجبی نے عن ابی خباب عن ابی عوف ثقفی عن ابی عبدالرحمٰن سلمی ہم سے بیان کیا کہ حضرت حسن بن علیؓ نے مجھے بتایا کہ مجھے حضرت علیؓ نے بتایا کہ آج شب خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے نظر آئے تو میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے آپ کی امت کی کجی اور جھگڑے سے واسطہ پڑا ہے آپ نے فرمایا ان پر بد دعا کرو، میں نے کہا اے اللہ مجھے ان کے بدلے میں وہ آدمی دے جو ان سے بہتر ہوں اور انہیں میرے بدلے میں وہ آدمی دے جو مجھ سے برا ہو پس آپ باہر نکلے تو ایک شخص نے آپ کو مارا، اور قبل ازیں ہم اس حدیث کو بیان کر چکے ہیں جس میں آپ کے قتل کی پیشگوئی موجود ہے اور یہ کہ آپ کی داڑھی آپ کے سر کی چوٹی سے رنگین ہو جائے گی اور جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی اسی طرح وقوع میں آیا۔ اور ابوداؤد نے کتاب القدر میں روایت کی ہے کہ خوارج کے ایام میں حضرت علیؓ کے دس اصحاب ہر شب آپ کی حفاظت کرتے تھے اور وہ مسجد میں ہتھیار بند ہو کر رات گزارتے تھے حضرت علیؓ نے انہیں دیکھا تو فرمایا تم کیوں بیٹھے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہم آپ کی حفاظت کرتے ہیں آپ نے فرمایا، آسمان والوں سے؟ پھر فرمایا، جب تک آسمان میں کسی چیز کا فیصلہ نہ ہو زمین پر کچھ نہیں ہوتا بلاشبہ علی اللہ کی طرف سے ایک محفوظ باغ میں ہے اور ایک روایت میں ہے بلاشبہ آدمی ایک محفوظ جنت ہے اور ہر شخص کے ساتھ ایک فرشتہ مقرر ہے اور جب کوئی چوپایہ یا کوئی چیز اس کا ارادہ کرتی ہے تو وہ کہتا ہے اس سے بچو اس سے بچو، اور جب فیصلہ آ جاتا ہے تو وہ اسے چھوڑ دیتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ دو فرشتے اس کا دفاع کرتے ہیں

---

[1] ان الفاظ سے واضح ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے ان ساتھیوں سے کس قدر بیزار تھے جو بظاہر آپ کی محبت کا دم بھرتے تھے اور بباطن آپ کے بدخواہ تھے، حقیقت یہ ہے کہ انہی لوگوں نے اپنے فریب کارانہ رویے سے آپ کو ایسے حالات سے دوچار کر دیا جن سے چھٹکارا حاصل کرنا آپ کے بس میں نہ رہا اور آپ نے ان کے لیے بد دعائیں کیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت کے زبانی دعوے کرنے والے ان الفاظ کو ذرا غور سے پڑھیں۔ (مترجم)

اور جب فیصلہ آ جاتا ہے تو وہ دونوں اسے چھوڑ دیتے ہیں اور کوئی بندہ اس وقت تک حلاوت ایمان سے آشنا نہیں ہوتا جب تک وہ یہ نہ معلوم کرے کہ جو تکلیف اسے پہنچی ہے وہ اس سے خطا کرنے والی نہیں اور جو اس سے خطا ہو گئی ہے وہ اسے نہیں پہنچ سکتی' اور حضرت علیؓ ہر شب کو مسجد میں جا کر اس میں نماز پڑھتے اور جس شب کی صبح کو آپ قتل ہوئے اس شب کو آپ بے چین ہو گئے اور اپنے اہل کو جمع کر لیا اور جب مسجد کی طرف گئے تو آپ کے سامنے بطخیں چلائیں تو لوگوں نے انہیں خاموش کرا دیا' آپ نے فرمایا انہیں چھوڑ دو یہ نوحہ گر ہیں اور جب آپ مسجد کی طرف گئے تو ابن ملجم نے آپ کو تلوار ماری اور جو کچھ ہوا اسے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں' لوگوں نے کہا یا امیر المومنین ہم سارے مراد کو قتل نہ کر دیں' آپ نے فرمایا' نہیں' بلکہ اسے قید کر دو اور اسے اچھی طرح باندھ دو' اور اگر میں مر جاؤں تو اسے قتل کر دو اور اگر میں زندہ رہا تو زخموں کا قصاص ہوگا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کہنے لگیں' مجھے صبح کی نماز سے کیا' میرے خاوند امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ صبح کی نماز میں قتل ہوئے اور میرے باپ امیر المومنین صبح کی نماز کو قتل ہوئے' اور حضرت علیؓ سے دریافت کیا گیا' کیا آپ خلیفہ مقرر نہیں کریں گے؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ میں تمہیں اس طرح چھوڑوں گا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے چھوڑا تھا اور اگر اللہ تعالیٰ نے تمہاری بھلائی چاہی تو وہ تم کو تمہارے بہترین آدمی پر اسی طرح اکٹھا کر دے گا جس طرح اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمہیں تمہارے بہترین آدمی پر اکٹھا کر دیا تھا اور یہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے بارے میں دنیا کے آخری وقت میں آپ کا اعتراف ہے اور آپ سے بالتواتر یہ ثابت ہے کہ آپ نے اپنے زمانہ خلافت میں اپنے دار امارت کوفہ میں خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو! بلاشبہ اس امت کے نبی کے بعد' بہترین آدمی حضرت ابوبکرؓ ہیں پھر حضرت عمرؓ ہیں اور اگر میں تیسرے کا نام لینا چاہوں تو اس کا نام لے دوں' اور انہی سے روایت ہے کہ آپ نے منبر سے اترتے ہوئے فرمایا پھر حضرت عثمانؓ' پھر حضرت عثمانؓ اور حضرت جب حضرت علیؓ فوت ہو گئے تو آپ کے اہل نے آپ کے غسل و دفن کا اہتمام کیا اور آپ کے بڑے بیٹے حضرت حسنؓ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور چار تکبیریں کہیں اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے اس سے زیادہ تکبیریں کہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کوفہ کے دارالخلافت میں دفن کیا گیا۔ اور بعض کا قول ہے کہ جامع مسجد کے قبلہ کے سامنے آل جعدہ بن ہبیرہ کے گھروں کے ایک حجرے میں باب الوراقین کے مقابل میں آپ کو دفن کیا گیا اور بعض کوفہ کے باہر اور بعض کناسہ میں اور بعض جنگل میں آپ کا دفن کرنا بیان کرتے ہیں اور قاضی شریک اور ابونعیم الفضل بن دکین نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت حسنؓ نے حضرت معاویہؓ سے صلح کر لی تو اس کے بعد آپ نے آپ کو کوفہ سے اٹھا کر مدینہ میں جنت البقیع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمہؓ کے پہلو میں دفن کر دیا' اور عیسیٰ بن دآب نے بیان کیا ہے کہ جب انہوں نے آپ کو اٹھایا تو آپ کو ایک صندوق میں اونٹ پر لاد دیا اور جب وہ آپ کو لے کر بلا دطیٔ سے گزرے تو انہوں نے اس اونٹ کو کھو دیا اور طیٔ نے اسے پکڑ لیا' ان کا خیال تھا کہ اس میں مال ہے اور جب انہوں نے صندوق میں مردہ کو دیکھا تو انہوں نے اپنے ملک میں اسے دفن کر دیا اور اب تک ان کی قبر معلوم نہیں ہے اور مشہور یہ ہے کہ آپ کی قبر اب تک کوفہ میں ہے جیسا کہ عبدالملک بن عمران نے بیان کیا ہے کہ ہشام کے زمانے میں بنی امیہ کے نائب خالد بن عبداللہ القسری نے جب گھروں کو تعمیر کرنے کے لیے گرایا تو اس نے اس میں ایک قبر پائی جس میں اس نے ایک سفید ریش اور سفید سر شیخ کو پایا' کیا دیکھتا ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں' اس نے آپ کو آگ سے جلانا چاہا تو

اسے کہا گیا اے امیر بنی امیہ آپ سے یہ نہیں چاہتے تو اس نے آپ کو ایک قباطی کپڑے میں لپیٹ کر وہیں دفن کر دیا، لوگوں کا بیان ہے کہ جس گھر میں آپ دفن ہیں اس میں کوئی شخص رہائش نہیں کر سکتا اور وہ وہاں سے کوچ کر جاتا ہے، اسے ابن عساکر نے روایت کیا ہے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے عبدالرحمٰن بن ملجم کی قید خانے سے طلب کیا تو لوگ مٹی کا تیل اور چٹائیاں لے آئے تا کہ اسے جلا دیں، حضرت علیؓ کے لڑکوں نے انہیں کہا، ہمیں چھوڑ دو ہم اس سے راحت حاصل کریں، پس اس کے دونوں ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے اور اس نے گھبراہٹ کا اظہار نہ کیا اور نہ ذکر میں کوتاہی کی پھر اس کی آنکھوں میں سلائی پھیری گئی اور وہ اس دوران میں بھی ذکر الٰہی کرتا رہا۔ پھر اس نے سورہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ آخر تک پڑی اور اس کی دونوں آنکھیں اس کے رخساروں پر بہہ پڑیں پھر انہوں نے اس کی زبان قطع کرنے کی کوشش کی تو وہ اس سے بہت گھبرایا، اس بارے میں اس سے دریافت کیا گیا تو اس نے کہا میں ڈرتا ہوں کہ میں دنیا میں ذرا سی مدت بھی ذکر الٰہی کے بغیر ٹھہروں۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی خلافت

ہم بیان کر چکے ہیں کہ جب ابن ملجم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تلوار ماری تو لوگوں نے آپ سے کہا یا امیر المومنین خلیفہ مقرر کر دیجئے' تو آپ نے فرمایا میں خلیفہ مقرر نہیں کروں گا بلکہ میں تم کو اس طرح چھوڑوں گا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو چھوڑا تھا یعنی خلیفہ مقرر کیے بغیر اور اگر اللہ تعالیٰ نے تم سے بھلائی کرنی چاہی تو وہ تم کو اسی طرح تمہارے بہترین آدمی پر اکٹھا کر دے گا جیسے اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تم کو تمہارے بہترین آدمی پر اکٹھا کر دیا تھا' پس جب آپ وفات پا گئے تو آپ کے بیٹے حضرت حسنؓ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اس لیے کہ وہ آپ کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں' صحیح قول کے مطابق آپ کو دارالامارت میں دفن کیا گیا اور جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ کے معاملے سے فارغ ہو گئے تو سب سے پہلے قیس بن سعد بن عبادہؓ نے آگے بڑھ کر آپ سے کہا اپنا ہاتھ پھیلایئے میں کتاب اللہ اور اس کے نبی کی سنت پر آپ کی بیعت کروں' حضرت حسنؓ نے سکوت اختیار کیا تو اس نے آپ کی بیعت کر لی پھر اس کے بعد لوگوں نے آپ کی بیعت کی اور یہ واقعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے روز ہوا اور ایک قول کے مطابق آپ کی وفات اسی روز ہوئی جس روز آپ کو تلوار لگی وہ ۱۷/ رمضان ۴۰ھ جمعہ کا دن تھا' اور بعض کہتے ہیں کہ آپ چوٹ لگنے کے دو دن بعد فوت ہوئے اور بعض کہتے ہیں کہ آپ رمضان کے آخری عشرے میں فوت ہوئے اور اسی روز سے حضرت حسن بن علیؓ نے خلافت سنبھال لی' اور قیس بن سعد آذر بائیجان کے امیر تھے اور ان کے ہاتھ تلے چالیس ہزار جانباز تھے جنہوں نے موت کی شرط پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو قیس بن سعدؓ نے حضرت حسنؓ سے اہل شام کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے کوچ کرنے پر اصرار کیا اور آپ نے قیس کو آذر بائیجان کی امارت سے معزول کر دیا اور حضرت عبید اللہ بن عباس کو وہاں کا امیر مقرر کیا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی نیت کسی سے لڑنے کی نہ تھی لیکن انہوں نے آپ کی رائے پر غلبہ پا لیا اور ایک عظیم اجتماع کیا جس کی مثال نہیں سنی گئی' حضرت حسنؓ نے قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو بارہ ہزار کے ہر اوّل پر امیر مقرر کیا اور خود آپ اس کے پیچھے پیچھے فوجوں کے ساتھ بلاد شام کی طرف روانہ ہوئے تا کہ حضرت معاویہؓ اور اہل شام کے ساتھ جنگ کریں' پس جب آپ مدائن سے گزرے تو آپ وہاں اتر پڑے اور ہراول کو اپنے آگے کیا اور ابھی مدائن کے باہر ہی پڑاؤ کیے ہوئے تھے کہ ایک آواز دینے والے نے آواز دی کہ قیس بن سعدؓ بن عبادہ قتل ہو گئے ہیں' پس لوگوں نے حملہ کر دیا اور ایک دوسرے کا سامان لوٹ لیا حتیٰ کہ انہوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا شامیانہ بھی لوٹ لیا اور آپ سے اس بچھونے کے متعلق بھی جھگڑا کیا جس پر آپ بیٹھے ہوئے تھے' اور جب آپ سوار ہوئے تو انہوں نے آپ کو نیزہ مار کر چھید دیا۔ پس حضرت حسنؓ نے انہیں شدید ناپسند کیا اور سوار ہو کر مدائن کے قصر ابیض میں داخل ہو گئے اور زخمی ہونے کی حالت میں وہاں اتر پڑے' اور مدائن پر آپ کا گورنر سعد بن مسعود ثقفی تھا۔ جو جسر کے معرکے کے ہیرو ابوعبید کا بھائی تھا۔ جب فوج قصر ابیض میں ٹھہر گئی تو مختار بن ابی عبید نے' خدا اس کا بھلا

نہ کرے' اپنے چچا سعد بن مسعود سے کہا' کیا آپ کو شرف اور مال داری میں کچھ دلچسپی ہے؟ اس نے پوچھا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا' حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو پکڑ کر قید کر لو اور اسے حضرت معاویہؓ کے پاس بھیج دو' اس کے چچا نے اسے کہا اللہ تمہارا بھلا نہ کرے اور جو تو بات لے کر آیا ہے اس کا بھی بھلا نہ کرے' کیا میں دختر رسولؐ کے بیٹے سے خیانت کروں؟ اور جب حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے دیکھا کہ ان کی فوج پراگندہ ہو گئی ہے اور وہ آپ پر ناراض ہے تو آپ نے اس موقع پر حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو خط لکھا۔ آپ اہل شام کے ساتھ سوار ہو کر مسکن مقام پر اترے ہوئے تھے۔ اور آپ کو بہلا پھسلا کر آپس میں صلح کرنے پر آمادہ کر رہے تھے' حضرت معاویہؓ نے عبداللہ بن عامر اور عبدالرحمٰن بن سمرہ کو آپ کے پاس بھیجا' یہ دونوں آپ کے پاس کوفہ آئے اور جس قدر آپ نے مال چاہا ان دونوں نے آپ کو دیا اور آپ نے شرط مقرر کی کہ آپ کوفہ کے بیت المال سے پانچ کروڑ درہم لیں گے اور دارابجرد کا ٹیکس آپ کے لیے ہوگا اور آپ کے سنتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالی نہیں دی جائے گی اور جب وہ ایسا کر دیں گے تو آپ امارت سے دست بردار ہو جائیں گے' اس موقع پر اسے قتل کر کے آگ سے جلا دیا گیا اللہ اس کا بھلا نہ کرے۔ محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ ابن ملجم گندم گوں' خوبرو' اور علیحدہ علیحدہ ابروؤں والا شخص تھا۔ اس کے بال کانوں کی لو تک تھے' اور اس کی پیشانی میں سجدوں کا نشان تھا۔ علماء نے بیان کیا ہے کہ آپ نے اس کے قتل میں عباس بن علی کے پہنچنے کا انتظار نہیں کیا اور جس روز آپ کے والد کو قتل کیا گیا آپ چھوٹے بچے تھے' انہوں نے بیان کیا ہے کہ اسے قصاص میں نہیں بلکہ محاربت میں قتل کیا گیا تھا۔ واللہ اعلم

اور بلا اختلاف حضرت علیؓ ۱۷/ رمضان ۴۰ھ کو بروز جمعہ زخمی ہوئے اور بعض کا قول ہے کہ آپ اس روز فوت ہو گئے اور بعض کا قول ہے کہ آپ اتوار کے روز ۱۹/ رمضان کو فوت ہوئے' الفلاس نے بیان کیا ہے کہ آپ کو اکیسویں رات کو ضرب لگی اور آپ چوبیسویں رات کو ۵۸ سال کی عمر میں فوت ہوئے اور بعض کا قول ہے کہ آپ ۶۳ سال کی عمر میں فوت ہوئے اور یہی مشہور قول ہے' یہ قول حضرت محمد بن الحنفیہ' ابوجعفر الباقر' ابواسحٰق السبیعی اور ابوبکر بن عیاش کا ہے اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے ۶۳ یا ۶۴ سال کی عمر میں وفات پائی ہے اور حضرت ابوجعفر الباقر سے ۶۵ سال کی روایت بھی بیان ہوئی ہے' آپ کی خلافت چار سال نو ماہ رہی اور بعض کا قول ہے کہ ۴ سال ۸ ماہ ۲۳ دن رہی۔

اور جریر نے بحوالہ مغیرہ بیان کیا ہے کہ جب حضرت علیؓ بن ابی طالب کی وفات کی خبر حضرت معاویہؓ کے پاس آئی تو آپ ایک گرم دن میں اپنی بیوی فاختہ بنت قرظہ کے ساتھ سوئے ہوئے تھے آپ نے بیٹھ کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور رونے لگے تو فاختہ نے آپ سے کہا' گذشتہ کل کو آپ ان کے عیب نکالتے تھے اور آج ان پر روتے ہیں' آپ نے فرمایا تو ہلاک ہو میں اس لیے روتا ہوں کہ لوگوں نے ان کے علم و حلم' فیصلوں' اقدمیت اور بھلائی کو کھو دیا ہے۔

اور ابن ابی الدنیا نے کتاب مکائد الشیطان میں بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ کے شامی امراء میں سے ایک شخص ایک شب اپنے بیٹے سے ناراض ہوا اور اسے اپنے گھر سے باہر نکال دیا وہ لڑکا باہر نکل گیا اور اسے معلوم نہ تھا کہ وہ کہاں جائے پس وہ باہر دروازے کے پیچھے بیٹھ گیا اور کچھ دیر سو گیا پھر جاگ پڑا اور اس کے دروازے کو ایک سیاہ جنگلی بلا خراش لگا رہا تھا' پس ان کا گھریلو بلا اس کے پاس آیا تو جنگلی بلے نے اسے کہا تو ہلاک ہو جائے دروازہ کھول دے اس نے کہا میں طاقت نہیں رکھتا اس نے کہا مجھے کوئی

چیز لا دے میں اس پر اکتفا کرلوں گا' میں بھوکا ہوں اور تھکا ماندہ ہوں' یہ کوفہ سے آنے کا وقت ہے اور آج شب ایک عظیم واقعہ ہوا ہے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے ہیں' راوی بیان کرتا ہے گھریلو بلے نے اسے کہا خدا کی قسم انہوں نے گوشت بھونے والی سیخ کے سوا ہر چیز پر اللہ کا نام پڑھ دیا ہوا ہے' اس نے کہا اسے میرے پاس لاؤ وہ اسے لایا تو وہ اسے چاٹنے لگا حتیٰ کہ اس نے اپنی ضرورت پوری کر لی اور واپس چلا گیا۔ اور یہ سب کچھ اس لڑکے کے دیکھتے سنتے ہوا' پس وہ دروازے پر کھڑا ہوا اور اسے کھٹکھٹایا تو اس کا باپ اس کے پاس آیا اور کہنے لگا کون ہے؟ اس نے کہا دروازہ کھولو' اس نے کہا تو ہلاک ہو تجھے کیا ہو گیا ہے؟ اس نے کہا دروازہ کھولو' اس نے دروازہ کھولا تو اس نے اسے وہ واقعہ سنایا جو اس نے دیکھا تھا' اس نے اسے کہا تو ہلاک ہو کیا یہ خواب ہے؟ اس نے کہا قسم بخدا نہیں' اس نے کہا تو ہلاک ہو کیا میرے بعد تجھے جنون ہو گیا ہے؟ اس نے کہا قسم بخدا نہیں' بلکہ حقیقت وہی ہے جو میں نے آپ سے بیان کر دی ہے' ابھی حضرت معاویہؓ کے پاس جاؤ اور جو بات میں نے آپ سے بیان کی ہے اسے ان کے پاس بیان کرو' اس شخص نے جا کر حضرت معاویہؓ سے اجازت طلب کی اور جو واقعہ اس کے بیٹے نے اس سے بیان کیا تھا اسے آپ سے بیان کر دیا اور ڈاک آنے سے قبل انہوں نے اپنے پاس اس کی تاریخ لکھ لی اور جب ڈاک آئی تو انہوں نے واقعہ کو اسی کے مطابق پایا جو لڑکے کے باپ نے بیان کیا تھا۔ یہ ان کے بیان کا ملخص ہے۔

اور ابوالقاسم نے بیان کیا ہے کہ علی بن الجعد نے ہم سے بیان کیا کہ زہیر بن معاویہ نے ابواسحٰق سے بحوالہ عمرو بن الاصم ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے کہا' ان شیعوں کا خیال ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ قیامت کے دن سے قبل مبعوث ہوں گے' آپ نے فرمایا خدا کی قسم انہوں نے جھوٹ بولا ہے۔ یہ شیعہ نہیں ہیں' اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ آپ مبعوث ہوں گے تو ہم ان کی بیویوں سے نکاح نہ کرتے اور نہ آپ کے مال کو تقسیم کرتے' اسے اسباط بن محمد نے عن مطرف عن اسحاق عن عمرو بن الاصم عن الاصم عن الحسن بن علیؓ اسی طرح روایت کیا ہے۔

پس انہوں نے اس پر صلح کر لی اور حضرت معاویہؓ پر اتفاق ہو گیا جیسے کہ ابھی اس کی تفصیل بیان ہو گی۔ ❶

اور حضرت حسینؓ نے اس رائے پر اپنے بھائی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو ملامت کی مگر انہوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی بات کو قبول نہ کیا اور حق حضرت حسنؓ کے ساتھ تھا جیسا کہ ہم ابھی اس کی دلیل بیان کریں گے اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے ہراول کے امیر قیس بن سعدؓ کے پاس سمع و اطاعت کرنے کا پیغام بھیجا تو قیس بن سعدؓ نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور دونوں کی اطاعت کو چھوڑ دیا اور اپنے اطاعت کنندوں کے ساتھ الگ ہو گیا پھر اس نے معاملے پر نظر ثانی کی اور تھوڑے عرصے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔

اور مشہور یہ ہے کہ حضرت حسنؓ نے ۴۰ھ میں حضرت معاویہؓ کی بیعت کی اسی لیے اس کو عام الجماعۃ (جماعت کا سال) کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں حضرت معاویہؓ پر اتفاق ہو گیا تھا اور ابن جریر اور دیگر علمائے سیر کے نزدیک مشہور قول یہ ہے کہ یہ واقعہ ۴۱ھ

❶ یہاں سے کچھ عبارت طبع ہونے سے رہ گئی ہے۔ (مترجم)

کے اوائل میں ہوا تھا جیسا کہ ہم عنقریب بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ

اور اس سال یعنی ۴۰ھ میں حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے لوگوں کو حج کروایا اور ابن جریر کا اس روایت کے مطابق جسے اس نے اسماعیل بن راشد کے حوالے سے بیان کیا ہے' خیال ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے اس سال حج کی دوراتوں میں حضرت معاویہؓ کی زبان سے ایک جعلی خط تیار کیا اور اس کی طرف عتبہ بن ابی سفیان نے سبقت کی اور اس کے پاس امارت حج کے بارے میں اپنے بھائی کا خط بھی تھا پس حضرت مغیرہؓ نے جلدی کی اور لوگوں کو آٹھویں دن ٹھہرالیا تا کہ امارت کے متعلق عتبہ سے سبقت کر جائیں' ابن جریر نے جو روایت کی ہے وہ ناقابل قبول ہے اور حضرت مغیرہؓ کے متعلق اس بات کا گمان بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ہم نے صرف اس لیے اس سے آگاہ کیا ہے تا کہ معلوم ہو جائے کہ یہ جھوٹ ہے بلاشبہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان اس سے بہت بلند ہے اور یہ ایک شیعی طعن ہے۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال ایلیاء میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت معاویہؓ کی بیعت کی گئی اور اہل شام نے کھڑے ہو کر مومنین کی امارت پر حضرت معاویہؓ کی بیعت کی کیونکہ ان کے نزدیک ان سے کوئی جھگڑا کرنے والا باقی نہ رہا تھا' اس موقع پر اہل عراق نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو کھڑا کیا تا کہ ان کے ذریعے اہل شام سے جھگڑا کریں مگر ان کی کوشش اور خواہش پوری نہ ہوئی اور ان کی ناکامی ان مختلف تدابیر و آراء کے باعث ہوئی جو انہوں نے اپنے امراء کے خلاف اختیار کی تھیں اور اگر وہ اس انعام کو جانتے جو اللہ تعالیٰ نے دختر رسول کے بیٹے اور سید المسلمین جو علماء حلماء اور صاحب الرائے صحابہؓ میں سے ایک تھے' کی بیعت کرنے کی وجہ سے ان پر کیا تھا تو وہ اس کی تعظیم کرتے۔ اور اس بات کی دلیل کہ آپ خلفائے راشدین میں سے ایک ہیں' وہ حدیث جسے ہم نے دلائل النبوۃ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت سفینہؓ کے طریق سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد تیس سال خلافت ہوگی پھر بادشاہت ہوگی۔ اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی خلافت سے تیس سال مکمل ہو گئے ہیں' آپ ربیع الاوّل ۴۱ھ میں حضرت معاویہؓ کی خاطر خلافت سے دست بردار ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے یہ پورے تیس سال بنتے ہیں کیونکہ آپؐ نے ربیع الاوّل ۱۱ھ میں وفات پائی ہے اور یہ بات بھی دلائل النبوۃ میں سے ہے صلوات اللہ وسلامہ علیہ وسلم تسلیما. اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے اس فعل کی تعریف کی ہے اور یہ آپ کا فانی دنیا کو ترک کرنا اور آخرت باقیہ میں رغبت کرنا اور اس امت کے خون کو رائیگاں کرنے سے روکنا ہے' پس آپ خلافت سے دستبردار ہو گئے اور حکومت حضرت معاویہؓ کے ہاتھ میں دے دی تا کہ ایک امیر پر اتفاق ہو جائے ہم اس تعریف کو بیان کر چکے ہیں اور ابھی ہم اسے ابوبکرہ ثقفی کی حدیث میں بیان کریں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز منبر پر چڑھے اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے پہلو میں بیٹھ گئے اور آپ ایک بار لوگوں کی طرف دیکھتے اور ایک بار حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھتے پھر فرمایا: اے لوگو! بلاشبہ میرا یہ بیٹا' سردار ہے اور عنقریب اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کروائے گا۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

۴۱ھ

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے امارت حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ کے سپرد کر دی پھر انہوں نے زہری سے روایت کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا ہے کہ جب اہل عراق نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی بیعت کی تو آپ

ان پر شرط عائد کرنے لگے کہ جس سے میں صلح کروں گا وہ اس کی سمع و اطاعت کرنے والے اور اس سے صلح کرنے والے ہوں گے' پس اہل عراق اس سے شک میں پڑ گئے اور کہنے لگے یہ تمہارا آقا نہیں ہے اور جلد ہی انہوں نے آپ کو نیزہ مار کر زخمی کر دیا' پس آپ ان کے بغض میں بڑھ گئے اور ان سے آپ کے خوف میں بھی اضافہ ہو گیا اور اس موقع پر آپ نے اپنے متعلق ان کے تفرق و اختلاف کو بھی معلوم کر لیا اور آپ نے حضرت معاویہ کو صلح کا خط لکھا اور آپ سے اپنی اپنی پسند کے متعلق صلح کرنے کے بارے میں مراسلت کرنے لگے' امام بخاری نے کتاب الصلح میں بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے بحوالہ ابوموسیٰ ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ خدا کی قسم حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان کا ایسی فوجوں کے ساتھ سامنا کیا جو پہاڑوں کی مانند تھیں اور حضرت عمرو بن العاصؓ نے کہا میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ فوجیں اپنے مد مقابل لوگوں کو قتل کیے بغیر واپس نہیں جائیں گی۔ حضرت معاویہؓ نے جو قسم بخدا دو مردوں سے بہتر تھے۔ کہا اگر ان لوگوں نے ایک دوسرے کو قتل کر دیا تو لوگوں کے معاملات کو سنبھالنے کے لیے میرے پاس کون ہو گا؟ ان کے کمزوروں کے لیے میرے پاس کون ہو گا؟ ان کی عورتوں کے لیے میرے پاس کون ہو گا؟ پس آپ نے قریش بن عبد شمس میں سے دو آدمیوں عبدالرحمٰن بن سمرہ اور عبداللہ بن عامر کو' حضرت حسنؓ کے پاس بھیجا اور فرمایا' اس شخص کے پاس جاؤ اور اس کے سامنے بات کو پیش کرو اور اس کی طرف رغبت کرو' ان دونوں نے آپ کے پاس آ کر آپ سے گفتگو کی اور آپ کی طرف رغبت کی تو حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے ان سے فرمایا' ہم عبدالمطلب کے بیٹے ہیں اور ہم نے اس مال سے لیا ہے اور اس امت نے اپنے خون بے دریغ بہائے ہیں' ان دونوں نے کہا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کو یہ پیشکش کرتے ہیں اور آپ کی طرف رغبت کرتے ہیں اور آپ سے صلح کرتے ہیں' آپ نے فرمایا میرے لیے ان باتوں کا ضامن کون ہو گا؟ ان دونوں نے کہا ہم آپ کو اس کی ضمانت دیتے ہیں اور آپ نے ان دونوں سے جو کچھ بھی طلب کیا انہوں نے کہا ہم آپ کو اس کی ضمانت دیتے ہیں' پس آپ نے ان سے صلح کر لی' حسن نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابوبکرۃ کو بیان کرتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر بیٹھے دیکھا اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے پہلو میں بیٹھے تھے اور آپ ایک دفعہ لوگوں کی طرف توجہ کرتے اور دوسری دفعہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ کرتے اور فرماتے۔ بلاشبہ میرا یہ بیٹا سردار ہے اور ضرور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں کے درمیان صلح کروا دے گا۔

امام بخاریؒ نے بیان کیا ہے کہ علی بن مدائنی نے مجھ سے بیان کیا کہ ہمارے نزدیک حسن بن ابوبکرہ کا اس حدیث کا سماع کرنا ثابت ہے' میں کہتا ہوں امام بخاریؒ نے اس حدیث کو کتاب الفتن میں علی بن عبداللہ اور وہی ابن المدینی ہے۔ سے روایت کیا ہے اور فضائل حسن میں صدقہ بن الفضل سے روایت کیا ہے اور ان تینوں نے سفیان سے روایت کی ہے اور اسی طرح اسے دلائل النبوۃ میں عبداللہ بن محمد یعنی ابن ابی شیبہ اور یحییٰ بن آدم سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے اسے عن حسین بن علی الجعفی عن اسرائیل عن الحسن البصری روایت کیا ہے' اور احمد' ابوداؤد اور نسائی نے اسے حماد بن زید کی حدیث سے عن علی الجعفی عن اسرائیل عن الحسن البصری روایت کیا ہے اور اسی طرح ابوداؤد اور ترمذی نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے اور نسائی نے اسے عوف الاعرابی وغیرہ کے طریق سے بحوالہ حسن بصری مرسل روایت کیا ہے اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے ہمیں بتایا کہ مجھے

حسن سے سننے والے نے بتایا کہ وہ بحوالہ ابوبکرہ بیان کرتے تھے کہ ایک روز حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے باتیں کر رہے تھے اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کی گود میں تھے آپ ایک دفعہ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر ان سے باتیں کرتے اور ایک دفعہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر انہیں بوسہ دیتے پھر آپ نے فرمایا بلاشبہ میرا یہ بیٹا سردار ہے اگر یہ زندہ رہا تو مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان صلح کروائے گا۔ حافظ ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ معمر نے اسے اسی طرح روایت کیا ہے اور اس نے اس شخص کا نام نہیں لیا جس نے اس سے یہ حدیث بحوالہ حسن بیان کی ہے اور ایک جماعت نے اسے حسن سے روایت کیا ہے جن میں ابوموسیٰ اسرائیل' یونس بن عبید' منصور بن زاذان' علی بن زید' ہشام بن حسان' اشعث بن سوار' مبارک بن فضالہ' اور عمرو بن عبید القدری شامل ہیں' پھر ابن عساکر ان روایات کی تطریق میں لگ گئے ہیں اور خوب افادہ کیا ہے۔

میں کہتا ہوں' ظاہر ہے کہ معمر نے اسے بحوالہ عمرو بن عبید روایت کیا ہے لیکن اس کا نام بیان نہیں کیا اور محمد بن اسحٰق بن یسار نے اسے اس سے روایت کیا ہے اور اس کا نام بھی لیا ہے اور احمد بن ہاشم نے اسے مبارک بن فضالہ سے بحوالہ حسن بن ابی بکرہ روایت کیا ہے اور اس حدیث کو بیان کیا ہے' حسن نے بیان کیا ہے' خدا کی قسم ان کے خلیفہ بننے کے بعد ان کی خلافت میں خون بھی نہیں بنایا گیا اور ہمارے شیخ ابوالحجاج المزی نے اپنی کتاب اطراف میں بیان کیا ہے کہ بعض نے اسے حسن سے بحوالہ حضرت ام سلمہؓ روایت کیا ہے اور اس حدیث کو حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کے طریق سے بھی روایت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسنؓ سے فرمایا بلاشبہ میرا یہ بیٹا سردار ہے' اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان صلح کروائے گا۔ اور اسی طرح عبدالرحمٰن بن معمر نے اسے بحوالہ اعمش روایت کیا ہے اور ابویعلیٰ نے بیان کیا ہے کہ ابوبکر نے ہم سے بیان کیا کہ زید بن الحباب نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن صالح التمار المدنی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن مسلم بن ابی مریم نے بحوالہ سعید بن ابی سعید المدنی ہم سے بیان کیا کہ ہم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے کہ اچانک حضرت حسن بن علیؓ نے آ کر ہمیں سلام کہا' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے پیچھے سے انہیں مل کر کہا اے میرے آقا آپ پر سلام ہو نیز کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے سنا ہے کہ بلاشبہ یہ سردار ہے۔ اور ابوالحسن علی بن المدینی نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسنؓ نے ۵/ ربیع الاول ۴۱ھ کو امارت حضرت معاویہؓ کے سپرد کی' اور دوسروں نے ربیع الآخر بیان کیا ہے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ نے جمادی الاولیٰ کے آغاز میں ایسا کیا۔ واللہ اعلم

راوی بیان کرتا ہے کہ اس موقع پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کوفہ آئے اور آپ نے بیعت کے بعد وہاں لوگوں سے خطاب کیا اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمرو بن العاصؓ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ وہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو لوگوں سے خطاب کرنے کا حکم دیں اور انہیں بتائیں کہ وہ حضرت معاویہؓ کے لیے امارت سے دست بردار ہو گئے ہیں' حضرت معاویہؓ نے حضرت حسنؓ سے کہا تو آپ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرنے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کے بعد اپنی تقریر میں فرمایا:

''اے لوگو! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو ہمارے پہلے شخص کے ذریعے ہدایت دی ہے اور ہمارے آخری شخص کے

ذریعے تمہارے خون رائیگاں بہنے سے بچائے ہیں اور بلاشبہ اس چیز کے لیے ایک مدت ہے اور دنیا گردش میں ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے فرمایا ہے ﴿وَاِنْ اَدْرِیْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ اِلٰى حِیْنٍ﴾ میں نہیں جانتا شاید یہ تمہارے لیے فتنہ اور ایک وقت تک فائدہ کا سامان ہو''۔

جب آپ نے یہ بات کہی تو حضرت معاویؓہ کو غصہ آ گیا اور آپ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بیٹھنے کا حکم دیا اور حضرت عمرو بن العاصؓ پر بھی اس مشورے کے دینے پر عتاب کیا اور اس بات کی وجہ سے ہمیشہ آپ کے دل میں ناراضگی رہی۔ واللہ اعلم

اب رہی وہ حدیث جس کے بارے میں ابوعیسیٰ ترمذی نے اپنے جامع میں کہا ہے کہ محمود بن غیلان نے ہم سے بیان کیا کہ ابوداؤد طیالسی نے ہم سے بیان کیا کہ القاسم بن الفضل الحدانی نے بحوالہ یوسف بن سعد ہم سے بیان کیا کہ جب حضرت حسن نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کی بیعت کر لی تو اس کے بعد ایک شخص نے حضرت حسنؓ کے پاس آ کر کہا۔ آپ نے مومنین کو روسیاہ کر دیا ہے۔ یا اے مومنین کو روسیاہ کرنے والے آپ نے فرمایا اللہ تجھ پر رحم کرے مجھے ملامت نہ کر' بلاشبہ بنی امیہ حضرت نبی کریم ﷺ کو اپنے منبر پر دکھائے گئے تو آپ کو اس بات نے غمگین کر دیا اور یہ آیت ﴿اِنَّـا اَعْـطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ﴾ نازل ہوئی یعنی اے محمد ﷺ ہم نے آپ کو جنت میں ایک نہر عطا کی ہے اور یہ آیت ﴿اِنَّـا اَنْـزَلْـنٰـهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ وَ مَا اَدْرٰکَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ' لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ﴾ نازل ہوئی۔ اے محمد ﷺ آپ کے بعد بنوامیہ اس کے مالک بن جائیں گے۔ پس ہم نے شمار کیا تو ایک دن کی کمی بیشی کے بغیر وہ ایک ہزار ماہ تھے۔ پھر امام ترمذی نے بیان کیا ہے یہ حدیث غریب ہے اور ہم اسے القاسم بن الفضل کی حدیث سے ہی جانتے ہیں اور وہ ثقہ ہے اور یحییٰ القطان اور ابن مہدی نے اسے ثقہ قرار دیا ہے' اور بیان کیا ہے کہ اس کا شیخ یوسف بن سعد' جسے یوسف بن مازن بھی کہا جاتا ہے ایک مجہول شخص ہے نیز بیان کیا ہے کہ یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ صرف اسی طریق سے مشہور ہے بلاشبہ یہ غریب حدیث ہے بلکہ نہایت منکر ہے اور ہم نے تفسیر کی کتاب میں اس پر کافی گفتگو کی ہے اور اس کا نکارت کی وجہ بھی بیان کی ہے۔

اور ہم نے القاسم بن الفضل کے بیان پر مناقشہ بھی کیا ہے جو صاحب اسے دیکھنا چاہیں وہ تفسیر کا مطالعہ کریں۔ واللہ اعلم

اور حافظ ابوبکر خطیب بغدادی نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم بن مخلد بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن احمد بن ابراہیم الحکمی نے ہم سے بیان کیا کہ عباس بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ اسود بن عامر نے ہم سے بیان کیا کہ زہیر بن معاویہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابوروق ہمدانی نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالعریف نے ہم سے بیان کیا کہ ہم حضرت حسن بن علیؓ کے بارہ ہزار کے ہراول میں مسکن مقام پر سنجیدگی کے ساتھ موت کے طلب گار بن کر اہل شام کے ساتھ جنگ کے خواہاں تھے اور ہمارا امیر ابوالغمرط تھا اور جب ہمیں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی صلح کی خبر ملی تو گویا غصے سے ہماری کمریں ٹوٹ گئیں اور جب حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کوفہ آئے تو ہم میں سے ایک شخص نے جسے ابوعامر سعید بن النتل کہا جاتا تھا۔ آپ سے کہا اے مومنین کو ذلیل کرنے والے تجھ پر سلام' آپ نے فرمایا اے عامر یہ بات نہ کہو' میں مومنین کو ذلیل کرنے والا نہیں' لیکن میں نے بادشاہت کی خاطر ان کو قتل کرنا پسند نہیں کیا پس جب حضرت معاویہؓ نے شہروں پر قبضہ کر لیا اور کوفہ آئے اور وہاں تقریر کی اور بقیہ اقالیم و آفاق میں بھی آپ پر اتفاق ہو گیا تو قیس بن سعد

جوعرب کا ایک دانشور تھا آپ کے پاس آ گیا۔اور وہ مخالفت کا پختہ ارادہ کیے ہوئے تھا۔اور اس سال اجماع و اتفاق سے حضرت معاویہؓ کی بیعت پر قائم رہا اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما اپنے بھائی حضرت حسینؓ اور اپنے بقیہ بھائیوں اور اپنے عمزاد حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ارض عراق سے مدینہ نبویہ کی طرف کوچ کر گئے اور جب کبھی آپ اپنے مددگاروں کے کسی قبیلہ کے پاس سے گزرتے تو وہ حضرت معاویہؓ کے لیے امارت سے دست برداری پر آپ کو رُلاتے حالانکہ آپ اس بارے میں راست باز' راست رو اور ممدوح تھے اور آپ اپنے دل میں کوئی تنگی اور ندامت محسوس نہ کرتے تھے بلکہ آپ اس سے راضی اور خوش تھے' اگرچہ آپ کے اہل اور قرابت داروں اور مددگاروں کو اس بات کا دُکھ تھا اور اس کے بعد خصوصاً ہمارے آج کے دن تک یہ سلسلہ پھیلتا چلا آتا ہے اور اس بارے میں حق بات سنت کی اتباع کرنا اور آپ کی تعریف کرنا ہے کہ آپ نے اس کے ذریعے امت کے خون کو رائیگاں بہنے سے روکا' جیسا کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں آپ کی مدح کی ہے جیسا کہ پہلے صحیح حدیث میں بیان ہو چکا ہے۔

اور حضرت حسنؓ کے فضائل کا ذکر ان کی وفات کے موقع پر ہوگا اللہ ان سے راضی ہو اور وہ اس سے راضی ہوں اور وہ جنات الفردوس میں ان کا ٹھکانہ بنائے اور اس نے ایسا کر دیا ہے اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ ابونعیم نے ہمیں بتایا کہ شریک نے عاصم سے بحوالہ ابورزین ہم سے بیان کیا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ بن علی نے جمعہ کے روز ہم سے خطاب فرمایا اور منبر پر سورہ ابراہیم پڑھی حتیٰ کہ اُسے ختم کر دیا اور ابن عساکر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ ہر شب کو مکتوب تختی میں سورہ کہف پڑھتے تھے اور سونے سے قبل جہاں اپنی بیویوں کے گھروں میں جاتے وہ تختی بھی آپ کے ساتھ جاتی اور وہ آپ کے بستر میں بھی ہوتی تھی۔

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ اور آپ کی حکومت

قبل ازیں حدیث بیان ہو چکی ہے کہ حضور علیہ السلام کے بعد خلافت تیس سال ہوگی پھر بادشاہت ہوگی اور حضرت حسن بن علی کی خلافت سے تیس سال گزر چکے ہیں' پس حضرت معاویہ کا زمانہ حکومت کا آغاز ہے اور وہ اسلام کے پہلے اور بہترین بادشاہ ہیں' طبرانی نے بیان کیا ہے کہ علی بن عبدالعزیز نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا ہے کہ الفضیل بن عیاض نے عن لیث عن عبدالرحمٰن بن سابط عن ابی ثعلبۃ الخشنی عن معاذ بن جبل و ابی عبیدہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ یہ امر رحمت اور نبوت سے شروع ہوا' پھر یہ رحمت اور خلافت بن جائے گا۔ پھر کاٹنے والی حکومت بن جائے گا' پھر جبر و تکبر اور فساد فی الارض بن جائے گا' وہ حریر' فروج اور شراب کو حلال قرار دیں گے اس کے باوجود انہیں رزق اور مدد دی جائے گی حتیٰ کہ وہ اللہ عزوجل سے ملاقات کریں گے۔ اس کی اسناد جید ہے اور ہم نے دلائل النبوۃ میں اس حدیث کا ذکر کیا ہے جو اسماعیل بن ابراہیم بن مہاجر کے طریق سے بیان ہوئی ہے اور اس میں عبدالملک بن عمر کے حوالے سے ضعف پایا جاتا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ نے فرمایا کہ قسم بخدا مجھے خلافت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول نے آمادہ کیا ہے جو آپ نے مجھے فرمایا کہ اے معاویہ! اگر تو بادشاہ بنے تو نیکی کرنا۔ اسے بیہقی نے عن الحاکم عن الاصم عن العباس بن محمد عن محمد بن سابق عن یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ عن اسماعیل روایت کیا ہے' پھر امام بیہقی نے بیان کیا ہے کہ اس کے اور طرق سے بھی شواہد موجود ہیں ان میں سے عمرو بن یحییٰ بن سعید بن العاص کی حدیث بھی ہے جو اس کے دادا سعید سے مروی ہے کہ حضرت معاویہ چھاگل لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے چل پڑے آپ نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ اے معاویہ! اگر تو امیر بنے تو اللہ سے ڈرنا اور عدل کرنا حضرت معاویہؓ نے بیان کیا ہے کہ میں ہمیشہ ہی پُر یقین رہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی وجہ سے کام کی آزمائش میں پڑوں گا' اور ان میں سے راشد بن سعد کی حدیث بھی ہے جو حضرت معاویہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو نے لوگوں کی کمزوریوں کی جستجو کی تو تو ان کو خراب کر دے گا۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ یہ بات حضرت معاویہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی اور اللہ نے اس سے انہیں فائدہ پہنچایا' پھر بیہقی نے ہشیم کے طریق سے عن العوام بن حوشب عن سلیمان بن ابی سلیمان عن ابیہ عن ابی ہریرہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خلافت مدینہ میں اور بادشاہت شام میں ہوگی' یہ حدیث بہت غریب ہے' اور ابوادریس کے طریق سے بحوالہ حضرت ابوالدرداء روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سویا ہوا تھا کہ میں نے ایک خط دیکھا جسے میرے سر کے نیچے سے اٹھایا گیا تو میں نے خیال کیا کہ اسے لے جایا جائے گا پس میری نگاہ نے اس کا پیچھا کیا تو اُسے شام کی طرف لے جایا گیا۔ بلاشبہ جب فتنہ پڑے گا تو ایمان شام میں ہوگا اور سعید بن عبدالعزیز نے اسے عن عطیہ ابن قیس عن یونس بن میسرہ عن عبداللہ بن عمر روایت کیا ہے اور ولید بن مسلم نے اسے عن عفیر بن معدان عن سلیمان عن عامر عن ابی امامہ روایت کیا ہے اور یعقوب بن سفیان نے عن نصر

بن محمد بن سلیمان السلمی الحمصی عن ابیہ عن عبداللہ بن قیس روایت کی ہے کہ میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے نور کے ایک بلند ستون کو اپنے سر کے نیچے سے نکلتے دیکھا حتیٰ کہ وہ شام میں ٹک گیا۔ اور عبدالرزاق نے عن معمر عن الزہری عن عبداللہ بن صفوان بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے جنگ صفین کے روز کہا۔ اے اللہ! اہل شام پر لعنت کر۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُسے کہا' اہل شام کو گالی نہ دو بلاشبہ وہاں ابدال ہیں' بلاشبہ وہاں ابدال ہیں' بلاشبہ وہاں ابدال ہیں اور اس حدیث کو ایک دُوسرے طریق سے مرفوعاً روایت کیا گیا ہے۔

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی فضیلت:

آپ معاویہ بن ابی سفیان صخر بن حرب بن اُمیہ بن عبدشمس بن عبد مناف بن قصی ابوعبدالرحمٰن القرشی الاموی' مومنین کے ماموں اور رب العالمین کی وحی کے کاتب ہیں۔ آپ' آپ کے باپ اور آپ کی والدہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس نے فتح مکہ کے روز اسلام قبول کیا اور حضرت معاویہ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے عمرۃ القضا کے روز اسلام قبول کیا لیکن میں نے اپنے اسلام کو فتح مکہ کے دن تک اپنے باپ سے چھپائے رکھا اور آپ کا باپ جاہلیت میں قریش کے سادات میں سے تھا اور جنگ بدر کے بعد قریش کی سرداری اس کی طرف لوٹ آئی تھی اور وہ اس جانب سے امیر جنگ ہوتا تھا اور وہ ایک مطاع اور بہت مال دار سردار تھا' اس نے کہا: یارسول اللہ! مجھے حکم دیجئے کہ میں کفار کے ساتھ اسی طرح جنگ کروں جیسے میں مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرتا تھا۔ آپ نے فرمایا: بہت اچھا' اس نے کہا: معاویہ کو آپ اپنا کاتب بنالیں' آپ نے فرمایا: بہت اچھا' پھر اس نے گزارش کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بیٹی عزۃ بنت ابی سفیان سے نکاح کرلیں اور اس نے اس بارے میں اس کی بہن ام حبیبہؓ سے مدد لی۔ مگر یہ نکاح نہ ہوسکا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح کیا کہ یہ آپ کے لیے جائز نہیں ہے اور ہم نے اس حدیث کے بارے میں کسی اور جگہ گفتگو کی ہے اور اس کے لیے ایک الگ تصنیف کی ہے۔

حاصل کلام یہ کہ حضرت معاویہ دیگر کاتبانِ وحی کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی کو لکھا کرتے تھے اور جب شام فتح ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے بھائی یزید بن ابی سفیان کے بعد انہیں دمشق کی نیابت پر مقرر کیا اور حضرت عثمان بن عفانؓ نے بھی آپ کو اس پر برقرار رکھا اور مزید کچھ شہر بھی آپ کو دیے اور آپ ہی نے دمشق میں سبز گنبد بنایا اور وہاں چالیس سال مقیم رہے یہ قول حافظ ابن عساکر کا ہے' اور جب حضرت علیؓ نے خلافت سنبھالی تو آپ کے بہت سے امراء نے جو حضرت عثمانؓ کے قتل میں شامل تھے آپ کو مشورہ دیا کہ آپ حضرت معاویہؓ کو شام سے معزول کردیں اور حضرت سہلؓ بن حنیف کو وہاں کا امیر مقرر کردیں' پس آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو معزول کردیا مگر ان کی معزولی درست نہ ہوئی اور اہل شام کی ایک جماعت آپ کے پاس اکٹھی ہوگئی اور آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شام سے روک دیا اور فرمایا جب تک وہ حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کو میرے سپرد نہ کردیں میں ان کی بیعت نہیں کروں گا' بلاشبہ وہ مظلومانہ طور پر قتل ہوئے ہیں (ومن قتل مظلوما فقد جعلنا لولیہ سلطانا) اور جو مظلوم مارا جائے ہم نے اس کے ولی کو اقتدار عطا کیا ہے' اور طبرانی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں ہمیشہ اس یقین پر قائم رہا کہ اس کی رو سے حضرت معاویہؓ حکومت پر تسلط پائیں گے' اور ہم نے اس آیت کی تفسیر کے موقع پر اس کی سند اور متن کو بیان کیا ہے اور

جب حضرت معاویہؓ نے اس وقت تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا جب تک وہ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کو آپ کے سپرد نہ کریں' تو جو نقصان صفین میں ہوا ہم اسے پہلے بیان کر چکے ہیں' پھر معاملہ تحکیم کی طرف لوٹا اور جو کچھ حضرت عمرو بن العاص اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہما کا واقعہ ہوا ہے اسے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں یعنی اہل شام کو بظاہر قوت و سربلندی حاصل ہوگئی اور حضرت معاویؓہ کی بات بڑی ہوگئی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اپنے اصحاب سے ہمیشہ اختلاف رہا یہاں تک کہ ابن ملجم نے آپ کو قتل کر دیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' اس موقع پر اہل عراق نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی بیعت کر لی اور اہل شام نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی' پھر حضرت حسنؓ بلا ارادہ عراقی فوجوں کے ساتھ سوار ہوئے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ' شامی فوجوں کے ساتھ سوار ہوئے اور جب دونوں فریق آمنے سامنے ہوئے تو لوگوں نے دونوں کے درمیان صلح کروانے کی کوشش کی اور صورتِ حال یہ ہوگئی کہ حضرت حسنؓ نے اپنے آپ کو خلافت سے معزول کر دیا اور حکومت حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان کے سپرد کر دی۔ اور حضرت معاویؓہ کوفہ آئے اور وہاں بیعت کرنے کے بعد لوگوں سے ایک بلیغ خطاب کیا اور دور و نزدیک اور مشرق و مغرب کی حکومتوں نے آپ سے عہد و پیمان لیے اور افتراق کے بعد ایک امیر پر اتفاق کرنے کی وجہ سے اس سال کا نام عام الجماعۃ رکھا گیا' حضرت معاویہؓ نے شام کی قضاء' فضالہ بن عبید کے سپرد کی پھر ان کے بعد ابوادریس خولانی کے سپرد کر دی۔ اور حمزہ بن قیس آپ کا پولیس افیسر تھا اور سرحون بن منصور رومی آپ کا کاتب اور مشیر تھا۔ کہتے ہیں کہ آپ محافظ بنانے والے اور کتابوں کو اکٹھا کر کے ان پر مہر لگانے والے پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنی حکومت میں نوعمر لوگوں کو اولیت دی۔

خوارج کی ایک پارٹی کا آپ کے خلاف بغاوت کرنا:

اس کا سبب یہ ہوا کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کوفہ آئے اور حضرت حسنؓ اور آپ کے اہل' حجاز جانے کے ارادے سے وہاں نکلے تو خوارج کی ایک پارٹی نے جو تقریباً پانچ سو تھے۔ کہا وہ آ گیا ہے جس میں کوئی شک نہیں' پس حضرت معاویؓہ کی طرف چلو اور ان کے ساتھ جہاد کرو' پس وہ چل پڑے حتیٰ کہ کوفہ کے قریب پہنچ گئے اور فروہ بن نوفل ان کا امیر تھا۔ حضرت معاویہؓ نے ان کے مقابلہ میں شامی سوار بھیجے تو انہوں نے شامیوں کو بھگا دیا اور حضرت معاویہؓ نے کہا' جب تک تم اپنے مصائب کو نہ روکو میرے پاس تمہارے لیے کوئی امان نہیں ہے' پس وہ خوارج کی طرف گئے تو خوارج نے انہیں کہا تم ہلاک ہو جاؤ تم کیا چاہتے ہو؟ کیا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہمارے اور تمہارے دشمن نہیں؟ ہمیں چھوڑ دو تا کہ ہم ان سے جنگ کریں اور اگر ہم نے ان کی بیخ کنی کر دی تو ہم ان کے مقابلہ میں تمہیں بے نیاز کر دیں گے اور اگر ہماری بیخ کنی ہوگئی تو تم ہمیں کفایت کرو گے' انہوں نے کہا قسم بخدا جب تک ہم تم سے جنگ نہ کریں ایسا نہیں ہوگا' خوارج نے کہا' اللہ ہمارے نہروانی بھائیوں پر رحم کرے گا' اے اہل کوفہ وہ تم سے بہتر جانتے تھے' پس انہوں نے باہم جنگ کی اور اہل کوفہ نے ان کو شکست دی اور بھگا دیا' پھر حضرت معاویہؓ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو کوفہ پر نائب مقرر کرنا چاہا تو حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے آپ سے کہا' آپ اسے کوفہ کا اور اس کے باپ کو مصر کا امیر بناتے ہیں اور خود آپ شیر کے دونوں جبڑوں کے درمیان رہتے ہیں؟ اور انہوں نے آپ کو اس ارادے سے موڑ دیا اور آپ نے کوفہ پر حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کر دیا' پس حضرت عمرو بن العاصؓ نے حضرت معاویہؓ سے ملاقات کی اور کہا کیا آپ مغیرہ کو خراج پر

مقرر کرتے ہیں؟ آپ نے کسی اور شخص کو خراج پر کیوں نہیں مقرر کیا؟ تو آپ نے انہیں خراج سے معزول کر کے نماز پر مقرر کر دیا' حضرت مغیرہؓ نے اس بارے میں حضرت عمروؓ سے گفتگو کی تو انہوں نے اسے کہا' کیا عبداللہ بن عمروؓ کے بارے میں امیر المومنین کو مشورہ دینے والے تم ہی نہیں؟ اس نے کہا بے شک' تو انہوں نے کہا یہ اسی کا بدلہ ہے۔

اور اس سال حمران بن ابان نے بصرہ پر حملہ کر کے اسے قابو کر لیا اور اس پر متغلب ہو گیا اور حضرت معاویہؓ نے اسے اس کے ساتھیوں کو قتل کرنے کے لیے ایک فوج بھیجی تو ابوبکرہ ثقفی نے حضرت معاویہؓ کے پاس آ کر آپ سے عفو و درگزر کی اپیل کی تو آپ نے انہیں معاف کر دیا اور آزاد کر دیا اور بصرہ پر ارطاۃ کو امیر مقرر کیا تو اس نے قتل کے ارادے سے زیاد کے لڑکوں پر قابو پا لیا اس لیے کہ حضرت معاویہؓ نے ان کے باپ کو اپنے پاس حاضر ہونے کے لیے خط لکھا تو اس نے دیر کر دی اور بسر نے اسے لکھا کہ اگر تو جلدی سے امیر المومنین کے پاس نہ گیا تو میں تیرے بیٹوں کو قتل کر دوں گا' اور ابوبکرہ نے اس بارے میں حضرت معاویہؓ کو پیغام بھیجا اور حضرت معاویہؓ نے ابوبکرہ سے کہا' کیا آپ ہمیں کوئی وصیت کرنا چاہتے ہیں؟ اس نے کہا ہاں' یا امیر المومنین میں آپ کو وصیت کرتا ہوں کہ آپ اپنے آپ پر اور اپنی رعیت پر رحم کریں اور نیک عمل کریں بلاشبہ آپ نے ایک عظیم کام سنبھالا ہے یعنی مخلوق خدا میں اللہ کی نیابت کرنا' پس اللہ سے ڈریے اور آپ کے لیے ایک انتہا ہے جس سے آپ آگے نہیں بڑھیں گے اور آپ کے پیچھے ایک تیز رفتار طلب گار ہے' قریب ہے کہ وہ انتہا کو پہنچ جائے اور وہ طالب مل کر آپ کو اس کے پاس لے جائے جو آپ سے ان کاموں کے متعلق پوچھے جن میں آپ لگے ہوئے ہیں اور وہ ان کاموں کو آپ سے بہتر جانتا ہے اور یہ صرف محاسبہ اور توقیف ہے پس خدا تعالیٰ کی رضا پر کسی چیز کو ترجیح نہ دینا۔

پھر اس سال کے آخر میں حضرت معاویہؓ نے عبداللہ بن عامر کو بصرہ کا امیر مقرر کر دیا اور اس کا سبب یہ ہوا کہ حضرت معاویہؓ نے عنبسہ بن ابی سفیان کو بصرہ کا امیر مقرر کرنا چاہا تو ابن عامر نے آپ سے کہا' بلاشبہ بصرہ میں میرے اموال اور امانات ہیں اور اگر میں نے انہیں نہ سنبھالا تو میں ہلاک ہو جاؤں گا' پس آپ نے اسے بصرہ کا امیر مقرر کر دیا اور اس بارے میں اس کے سوال کا جواب دیا۔ ابومعشر نے بیان کیا ہے کہ اس سال حضرت عتبہ بن ابی سفیانؓ نے لوگوں کو حج کروایا اور واقدی کا بیان ہے کہ لوگوں کو حضرت عنبسہ بن ابی سفیانؓ نے حج کروایا۔ واللہ اعلم

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

حضرت رفاعہ بن رافع بن مالک بن العجلان رضی اللہ عنہ:

آپ نے عقبہ‘ بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شمولیت فرمائی۔

حضرت رکانہ بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ:

ابن ہشام بن عبدالمطلب القرشی‘ آپ ہی نے حضرت نبی کریم ﷺ کے ساتھ کشتی کی اور حضور ﷺ نے آپ کو پچھاڑ دیا اور آپ بڑے سخت اشخاص میں سے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے آپ کو بہت معجزات دکھائے جیسا کہ ہم قبل ازیں دلائل النبوۃ میں بیان کر چکے ہیں آپ نے فتح مکہ کے سال اسلام قبول کیا اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے اس سے پہلے مکہ میں اسلام قبول کیا تھا۔ واللہ اعلم

حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ:

ابن خلف بن وہب بن حذافہ بن وہب القرشی‘ آپ ایک رئیس تھے‘ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ فتح مکہ کے سال آپ رسول اللہ ﷺ سے بھاگ گئے پھر آ کر مسلمان ہو گئے۔ اور حسن اسلام سے آراستہ ہوئے۔ آپ کے لیے عمیر بن وہب الجمحی نے امان طلب کی جو جاہلیت میں آپ کے دوست اور ساتھی تھے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور آپ کو نماز عصر کے وقت لے کر آئے اور آپ کے لیے امان طلب کی تو رسول اللہ ﷺ نے چار ماہ کے لیے آپ کو امان دے دی۔ اور آپ سے زرہیں‘ ہتھیار اور مال عاریۃً لیا اور صفوان‘ مشرک ہونے کی حالت میں معرکہ حنین میں شامل ہوئے پھر مسلمان ہو گئے اور ایمان آپ کے دل میں داخل ہو گیا اور آپ جس طرح جاہلیت کے سادات میں سے تھے اسی طرح مسلمانوں کے سادات میں سے تھے۔ واقدی نے بیان کیا ہے پھر آپ ہمیشہ مکہ میں مقیم رہے یہاں تک کہ آپ نے حضرت معاویہ کی خلافت کے آغاز میں وہیں وفات پائی۔

حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ:

ابن ابی طلحہ بن عبدالعزیٰ بن عبدالدار العبدری الجمحی‘ آپ حضرت خالد بن ولید اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما فتح مکہ سے قبل آٹھویں سال کے آغاز میں مسلمان ہوئے اور واقدی نے آپ سے آپ کے اسلام کے بارے میں ایک طویل حدیث روایت کی ہے اور آپ ہی سے رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے سال کعبہ کی چابی لی پھر آپ نے اسے اللہ تعالیٰ کا یہ قول ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا﴾ پڑھتے ہوئے آپ کو واپس کر دی اور آپ سے فرمایا اے عثمان اسے ہمیشہ ہمیش کے لیے لے لو۔ اسے تم سے ظالم شخص ہی چھینے گا۔ حضرت علیؓ نے چابی کو آپ سے طلب کیا تو آپ نے انہیں اس بات سے منع کر دیا‘ واقدی نے بیان کیا ہے آپ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں مدینہ آ گئے اور جب آپ فوت ہو گئے تو مکہ آ گئے اور ہمیشہ وہیں رہے حتیٰ کہ حضرت

معاویہؓ کی خلافت کے آغاز میں فوت ہو گئے۔

حضرت عمرو بن الاسود السکونی رضی اللہ عنہ:

آپ عابد و زاہد تھے اور جب آپ رات کی نماز کی تیاری کرتے تو آپ دو سو درہم کا ایک حلہ پہنتے اور جب آپ مسجد کی طرف جاتے تو تکبر کے خوف سے اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھ لیتے' آپ نے حضرت معاذ' حضرت عبادہ بن الصامت اور حضرت العرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہم وغیرہ سے روایت کی ہے اور امام احمد نے باب الزہد میں بیان کیا ہے کہ ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ ابن بکر نے بحوالہ حکیم بن عمیر اور ضمرۃ بن حبیب ہم سے بیان کیا کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے فرمایا کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی ہدی کو دیکھ کر خوش ہونا چاہتا ہے وہ حضرت عمرو بن الاسودؓ کی ہدی کو دیکھ لے۔

حضرت عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہا:

ابن عمرو بن نفیل بن عبدالعزیٰ' آپ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ ہیں جو عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں' آپ نے اسلام قبول کیا اور ہجرت کی' آپ خوبصورت اور عبادت گزار عورتوں میں سے تھیں' حضرت عبداللہ بن ابی بکرؓ نے آپ سے نکاح کیا تو آپ بیوہ ہو گئیں اور جب وہ غزوۂ طائف میں قتل ہو گئے تو آپ نے قسم کھائی کہ ان کے بعد نکاح نہیں کریں گی' حضرت عمر بن الخطابؓ نے جو آپ کے عم زاد تھے۔ آپ کو پیغام بھیجا اور آپ سے نکاح کر لیا اور جب وہ آپ کو چھوڑ کر قتل ہو گئے' حضرت علی بن ابی طالبؓ نے آپ کو پیغام نکاح بھیجا تو آپ نے کہا مجھے خدشہ ہے کہ آپ قتل ہوں گے اور آپ کے ساتھ نکاح کرنے سے انکار کر دیا اور اگر آپ حضرت علیؓ سے نکاح کرتیں تو وہ بھی آپ کو چھوڑ کر قتل ہو جاتے' پس آپ مسلسل اسی حالت میں رہیں حتیٰ کہ حضرت معاویہؓ کی خلافت کے آغاز میں فوت ہو گئیں۔

۴۲ھ

اس سال میں مسلمانوں نے لانیوں اور رومیوں سے جنگ کی اور ان کے امراء اور جرنیلوں میں سے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور غنیمت حاصل کی اور خود بچ گئے اور اس میں حضرت معاویہؓ نے مدینہ کی نیابت پر مروان بن الحکم اور مکہ کی نیابت پر خالد بن العاص بن ہشام اور کوفہ کی نیابت پر حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا اور اس کی قضا پر قاضی شریح کو مقرر کیا اور بصرہ کی نیابت پر عبداللہ بن عامر کی جانب سے قیس ابن الہیثم کو مقرر کیا اور اس سال ان خوارج نے جنہیں حضرت علیؓ نے نہروان کے روز معاف کر دیا تھا۔ ہل جل کی اور ان کے زخمی تندرست ہو گئے اور ان کے قویٰ ٹھیک ٹھاک ہو گئے اور جب انہیں حضرت علیؓ کے قتل ہونے کی اطلاع ملی تو انہوں نے آپ کے قاتل ابن ملجم کے لیے رحم کی دعا کی اور ان کے ایک کہنے والے نے کہا' اللہ اس ہاتھ کو قطع نہ کرے جو تلوار کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گدی پر بلند ہوا اور حضرت علیؓ کے قتل پر اللہ کا شکر ادا کرنے لگے پھر انہوں نے لوگوں کے خلاف بغاوت کرنے کا عزم کر لیا اور اپنے خیال کے مطابق انہوں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے پر اتفاق کر لیا اور اسی سال زیاد بن ابیہ حضرت معاویہؓ کے پاس آیا۔ اور وہ تقریباً ایک سال سے قلعہ زیاد میں بند تھا۔ حضرت معاویہؓ نے اسے لکھا' تجھے اپنے آپ کو ہلاک کرنے پر کس بات نے آمادہ کیا ہے؟ میرے پاس آ کر مجھے اموال فارس اور جو کچھ آپ ان میں سے خرچ کر چکے ہیں اس کے

متعلق بتاؤ اور جو آپ کے پاس باقی بچ گیا ہے اسے میرے پاس لے آؤ' آپ کو امان حاصل ہوگی' اس موقع پر زیاد نے حضرت معاویہؓ کے پاس جانے کا ارادہ کر لیا اور حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو اس کی آمد کی اطلاع ملی تو انہیں خوف ہوا کہ وہ اس سے پہلے حضرت معاویہؓ سے ملیں' پس وہ دمشق کی جانب حضرت معاویہؓ کے پاس گئے اور زیاد ان سے ایک ماہ پہلے حضرت مغیرہؓ سے فرمایا یہ کیا؟ وہ آپ سے دور ہے اور آپ اس کے ایک ماہ بعد آئے ہیں؟ حضرت مغیرہؓ نے کہا یا امیر المومنین وہ زیادہ کا منتظر تھا اور میں کم کا' حضرت معاویہؓ نے زیاد کا اکرام کیا اور جو اموال اس کے پاس تھے لے لیے' اور جو وہ صرف کر چکا تھا اس میں اسے درست قرار دیا۔

۴۳ھ

اس سال میں بسر بن ارطاۃ نے بلاد روم سے جنگ کی حتیٰ کہ قسطنطنیہ کے شہر تک پہنچ گیا اور واقدی کے خیال کے مطابق موسم سرما ان کے ملک میں گذارا' مگر دوسروں نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا اور کہا ہے کہ وہاں کبھی کسی نے موسم سرما نہیں گزارا۔ واللہ اعلم

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اسی میں حضرت عمرو بن العاصؓ نے مصر میں اور حضرت محمد بن مسلمہؓ نے وفات پائی اور اس سال کے آخر میں ہم ان دونوں کے حالات بیان کریں گے اور حضرت معاویہؓ نے حضرت عمرو بن العاصؓ کے بعد ان کے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کو دیار مصر کا امیر مقرر کیا' واقدی نے بیان کیا ہے کہ وہ دوسال وہاں کے امیر رہے اور اس سال یعنی ۴۳ھ میں خوارج اور کوفی فوج کے درمیان ایک عظیم معرکہ ہوا اور یہ اس وجہ سے ہوا کہ انہوں نے اس وقت لوگوں کے خلاف بغاوت کرنے کا پختہ ارادہ کیا ہوا تھا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں پس المستورد بن علقمہ کی سرکردگی میں تقریباً تین سو آدمی اکٹھے ہو گئے اور حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے معقل بن قیس کی سرکردگی میں تین ہزار فوج ان کے مقابلہ میں تیار کی اور وہ ان کے مقابلہ میں گیا اور اس نے خوارج کی تعداد کے مطابق ابوالرداع کو تین سو کے ہراول میں اپنے آگے بھیجا اور ابوالرداع نے المذار مقام پر ان سے مڈبھیڑ کی اور ان سے جنگ کی اور خوارج نے انہیں شکست دی' انہوں نے پھر دوبارہ ان پر حملہ کیا تو خوارج نے انہیں شکست دی لیکن ان میں سے ایک آدمی بھی قتل نہ ہوا اور وہ اپنے مقاتلہ میں اپنی اپنی جگہوں پر ٹک کر امیر فوج معقل بن قیس کی آمد کا انتظار کرنے لگے مگر وہ دن کے آخر میں جب سورج غروب ہو گیا تو ان کے پاس آیا اور اس نے اتر کر اپنے اصحاب کو نماز پڑھائی پھر وہ ابوالرداع کی تعریف کرنے لگا تو اس نے اسے کہا' اے امیر ان کے حملے بڑے سخت ہیں' آپ لوگوں کے مددگار بنیں اور سواروں کو حکم دیں کہ وہ آپ کے آگے جنگ کریں' معقل بن قیس نے کہا آپ کی رائے بہت اچھی ہے اور ابھی اس نے اتنی بات کی ہی تھی کہ خوارج نے معقل اور اس کے اصحاب پر حملہ کر دیا اور اس کے اکثر ساتھی اسے چھوڑ کر بھاگ گئے اس موقع پر معقل بن قیس نے پیادہ پا ہو کر کہا اے گروہ مسلمین! زمین پر چلو' زمین پر چلو' تو دوسو کے قریب سواروں اور بہادروں کی ایک جماعت اس کے ساتھ پیادہ پا ہو گئی' ان میں ابوالرداع شاکری بھی شامل تھا' المستورد بن علقمہ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان پر حملہ کیا اور انہوں نے نیزوں اور تلواروں کے ساتھ ان کا سامنا کیا اور بقیہ فوج نے بعض سواروں کو آ کر تباہ کر دیا اور انہیں فرار اختیار کرنے پر ملامت کی' پس لوگ معقل کے پاس واپس آ گئے اور وہ اپنے مددگاروں کے ساتھ خوارج سے شدید جنگ کر رہا تھا اور لوگ رات کے دوران واپس آنے لگے اور معقل نے میمنہ' میسرہ میں ان کی صف بندی کر دی اور ان کو منظم کر دیا اور کہا' اپنے میدان کارزار پر ڈٹے رہو حتیٰ کہ ہم صبح کو ان پر حملہ کریں'

اور ابھی صبح ہوئی تھی کہ خوارج کو شکست ہوگئی اور وہ جہاں سے آئے تھے وہیں واپس چلے گئے اور معقل ان کی تلاش میں گیا اور اس نے اپنے آگے ابوالرداع کو چھ سو جوانوں کے ساتھ بھیجا اور وہ طلوع آفتاب کے وقت ان سے جا ملے اور خوارج نے ان پر حملہ کر دیا اور ایک ساعت تک ایک دوسرے سے مبارزت کی پھر انہوں نے یکبارگی حملہ کر دیا اور ابوالرداع اپنے ساتھیوں سمیت ان کے سامنے ڈٹا رہا اور وہ انہیں تباہ کرنے لگا اور انہیں بھاگنے پر ملامت کرنے لگا اور صبر کی ترغیب دینے لگا' پس وہ مردانہ وار ڈٹ گئے حتیٰ کہ انہوں نے خوارج کو ان کی جگہوں پر لوٹا دیا اور جب خوارج نے یہ کیفیت دیکھی تو وہ معقل کے حملہ سے ڈر گئے اور ان کے قتل سے کم کوئی چیز نہ ہوئی تھی پس وہ ان کے آگے بھاگ کھڑے ہوئے حتیٰ کہ دجلہ کو عبور کر گئے اور نہر شیر کے علاقے میں داخل ہو گئے اور ابوالرداع نے ان کا تعاقب کیا اور معقل بن قیس بھی اس کے ساتھ آ ملا اور خوارج قدیم شہر تک پہنچ گئے اور مدائن کا نائب شریک بن عبید بھی ان کے پاس آ گیا اور ابوالرداع' ہراوّل کے جوانوں کے ساتھ ان سے جا ملا اور اس سال نائب مدینہ مروان بن الحکم نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ:

آپ عمرو بن العاصؓ بن وائل بن ہشام بن سعد بن سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوی بن غالب القرشی السہمی، ابوعبداللہ ہیں اور آپ کو ابومحمد بھی کہا جاتا ہے، آپ جاہلیت میں قریش کے ایک رئیس تھے اور آپ ہی کو انہوں نے نجاشی کے پاس بھیجا تاکہ جو مسلمان اس کے ملک میں ہجرت کر گئے ہیں وہ انہیں واپس کر دے، مگر اس نے اپنے عدل کی وجہ سے ان کی بات کا جواب نہ دیا اور اس نے اس بارے میں عمروؓ بن العاص کو نصیحت کی، کہتے ہیں کہ آپ نے اس کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا اور صحیح بات یہ ہے کہ آپ نے اور حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت عثمان بن طلحہ العبدریؓ نے فتح مکہ سے چھ ماہ قبل اسلام قبول کیا، آپ امرائے اسلام میں سے ایک تھے اور آپ ذات السلاسل کے امیر تھے اور رسول اللہ ﷺ نے ایک فوج سے آپ کو مدد دی جس کے امیر حضرت ابوعبیدہؓ تھے اور حضرت صدیق اور حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہما بھی آپ کے ساتھ تھے اور رسول اللہ ﷺ نے آپ کو عمان پر امیر مقرر کیا اور آپ رسول اللہ ﷺ کی زندگی بھر وہاں امیر رہے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی آپ کو وہاں کا امیر برقرار رکھا اور ترمذی نے بیان کیا ہے کہ قتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابن لہیعہ نے ہم سے بیان کیا کہ مشرح بن عاہان نے بحوالہ عقبہ بن عامر ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگ اسلام لائے اور عمرو بن العاص ایمان لائے۔ نیز ترمذی نے بیان کیا ہے کہ اسحٰق بن منصور نے ہم سے بیان کیا کہ ابواسامہ نے عن نافع بن عمر الجمحی عن ابی ملیکہ ہم سے بیان کیا کہ طلحہ بن عبیداللہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے سنا کہ عمرو بن العاصؓ قریش کے صالحین میں سے ہیں۔ اور ایک اور حدیث میں ہے کہ العاص کے دونوں بیٹے مومن ہیں۔ اور ایک اور حدیث میں ہے۔ عبداللہ، ابوعبداللہ اور ام عبداللہ کیا ہی اچھے اہلبیت ہیں۔ انہوں نے اسے حضرت عمرو بن العاصؓ کے فضائل میں روایت کیا ہے، پھر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے جن امراء فوج کو شام کی طرف بھیجا ان میں آپ کو بھی بھیجا اور آپ ان لوگوں میں تھے جو ان جنگوں میں شامل ہوئے تھے اور آپ آرائے سدیدہ مواقف حمیدہ اور احوال سعیدہ کے حامل تھے پھر حضرت عمرؓ نے آپ کو مصر کی طرف بھیجا اور آپ نے اسے فتح کیا اور حضرت عمرؓ نے مصر پر آپ کو نائب مقرر کر دیا، اور حضرت عثمان بن عفانؓ نے بھی چار سال تک آپ کو وہاں کا امیر برقرار رکھا پھر آپ کو معزول کر دیا جیسے کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو وہاں کا امیر مقرر کر دیا پس حضرت عمرو رضی اللہ عنہ، فلسطین میں گوشہ نشین ہو گئے اور ان کے دل میں حضرت عثمانؓ کے بارے میں ناراضگی رہی، اور جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو آپ حضرت معاویہؓ کے پاس چلے گئے اور صفین وغیرہ کے تمام معرکوں میں شامل ہوئے اور آپ دو پنچوں میں سے ایک تھے پھر جب حضرت معاویہؓ نے مصر محمد بن ابوبکر کے ہاتھ سے چھین کر واپس لیا تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو اس کا امیر مقرر کیا اور وہ مسلسل اس کے امیر رہے یہاں تک کہ مشہور

قول کے مطابق اس سال میں ان کی وفات ہوگئی اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے ۴۷ھ میں وفات پائی اور بعض نے ۵۱ھ میں آپ کی وفات بیان کی ہے اور آپ عرب کے دانشمندوں' بہادروں اور صاحب الرائے لوگوں میں شمار ہوتے تھے' آپ کی اچھی امثال اور جید اشعار بھی ہیں اور آپ ہی سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک ہزار مثل یاد کی ہے اور آپ کے اشعار میں سے یہ شعر بھی ہیں۔

''جب آدمی اپنے پسندیدہ کھانے کو نہیں چھوڑتا اور نہ گمراہ دل کو جب وہ ارادہ کر لیتا ہے منع کرتا ہے تو اس نے اپنی ضرورت اس سے پوری کر لی اور عار کو چھوڑ دیا اور جب اس کی امثال کا ذکر کیا جاتا ہے تو وہ منہ کو بھر دیتی ہیں''۔

اور امام احمد نے بیان کیا ہے کہ علی بن اسحٰق نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن مبارک نے ہم سے بیان کیا کہ ابن لہیعہ نے ہمیں بتایا کہ یزید بن ابی حبیب نے مجھ سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن شماسہ نے اس سے بیان کیا کہ جب حضرت عمرؓو بن العاص کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ رو پڑے' آپ کے بیٹے حضرت عبداللہؓ نے کہا آپ کیوں روتے ہیں؟ کیا موت کے خوف سے؟ آپ نے فرمایا قسم بخدا نہیں بلکہ مابعد الموت کے خوف سے روتا ہوں' اس نے آپ سے کہا آپ تو بھلائی پر ہیں' اور وہ آپ سے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اور آپ کے شام کو فتح کرنے کا ذکر کرنے لگا۔ حضرت عمرؓو نے کہا' میں نے ان سب سے افضل یعنی شہادت توحید کو چھوڑا' میں تین حالتوں میں رہا ہوں اور ہر حال میں' میں نے اپنے نفس کو پہچانا ہے' میں قریش کا سب سے پہلا کافر ہوں اور میں رسول اللہ ﷺ پر سب لوگوں سے بڑھ کر سختی کرنے والا تھا اور اگر میں اس وقت مر جاتا تو دوزخ میرے لیے واجب ہو جاتی' اور جب میں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کر لی تو میں سب لوگوں سے بڑھ کر آپ سے حیا کرنے والا تھا' میں نے آنکھ پھیر کر رسول اللہ ﷺ کو نہیں دیکھا اور نہ میں نے حیاء کی وجہ سے آپ سے اپنی مرضی کے مطابق گفتگو کی ہے حتیٰ کہ آپ اللہ سے جا ملے' اگر میں اس وقت مر جاتا تو لوگ کہتے عمرو کو مبارک ہو' وہ مسلمان ہوا اور وہ بھلائی پر تھا اور اسی بھلائی پر مر گیا ہے ہم اس کے لیے جنت کی امید رکھتے ہیں پھر اس کے بعد میں اقتدار سے متعلق ہو گیا مجھے معلوم نہیں کہ اس کا وبال مجھ پر پڑے گا یا مجھے اس کا ثواب ملے گا' پس جب میں مر جاؤں تو مجھ پر کوئی رونے والی نہ روئے۔ اور نہ کوئی تعریف کرنے والا اور نہ آگ میرا پیچھا کرے اور میرا تہبند کس دینا بلاشبہ میں جھگڑنے والا ہوں اور مجھ پر اچھی طرح مٹی ڈالنا۔ بلاشبہ میرا دایاں پہلو' بائیں پہلو کے مقابلہ میں مٹی کا زیادہ حق دار نہیں اور میری قبر میں لکڑی اور پتھر نہ رکھنا اور جب تم مجھے دفن کر دو تو میری قبر کے پاس اونٹ ذبح کرنے کے وقت برابر بیٹھنا' میں تم سے مانوس ہوں گا۔ اور مسلم نے اس حدیث کو اپنی صحیح میں یزید بن ابی حبیب کی حدیث سے اپنے اسناد کے ساتھ اسی طرح روایت کیا ہے اور اس میں اس عبارت سے کچھ اضافے بھی ہیں اور ان میں آپ کا یہ قول بھی ہے۔ تاکہ میں تم سے مانوس ہوں تاکہ میں دیکھوں کہ میں اپنے رب کے فرستادوں کو کیا جواب دیتا ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے بعد آپ نے اپنا چہرہ دیوار کی طرف پھیر لیا اور کہنے لگے۔ اے اللہ! تو نے ہمیں حکم دیا اور ہم نے نافرمانی کی اور تو نے ہمیں روکا اور ہم نہ رُکے اور ہمیں تیرا عفو ہی گھیرے گا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اپنی گردن کی طوق کی جگہ اپنا ہاتھ رکھا اور اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور فرمایا اے اللہ کوئی قوی نہیں کہ کامیاب ہو اور کوئی بری نہیں کہ عذر بیان کرے اور نہ کوئی ناواقف ہے بلکہ مغفرت طلب کرنے والا ہے' تیرے سوا کوئی معبود نہیں

اور آپ مسلسل اسے دہراتے رہے حتیٰ کہ فوت ہو گئے۔

حضرت محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ:

آپ نے حضرت اسید بن حضیر اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہما سے قبل حضرت مصعب بن عمیرؓ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا آپ بدر اور اس کے بعد تبوک کے سوا' سب معرکوں میں شامل ہوئے' ایک قول کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے آپ کو مدینہ پر نائب مقرر کیا تھا اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے قرقرۃ الکدر میں آپ کو نائب مقرر کیا تھا' آپ کعب بن اشرف یہودی کے قاتلین میں شامل تھے اور بعض کا قول ہے کہ آپ ہی نے جنگ خیبر کے روز مرحب یہودی کو قتل کیا تھا' رسول اللہ ﷺ نے آپ کو تقریباً پندرہ سرایا میں امیر مقرر کیا اور آپ جمل وصفین وغیرہ کے معرکوں میں الگ تھلگ رہنے والوں میں سے تھے اور آپ نے ایک چوبی تلوار بنائی' اور ایک حدیث میں جسے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں' بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو اس کا حکم دیا تھا اور آپ ربذہ کی طرف چلے گئے' آپ سادات صحابہؓ میں سے تھے اور ایک حضرت عمرؓ کے عمال کے ایلچی تھے اور آپ نے ان سے آپ کے حکم کے متعلق علیحدگی اختیار کی اور آپ نے عظیم معرکے کیے اور بہت امانت وصیانت سے کام لیا' حضرت علیؓ نے آپ کو جہینہ کے صدقات پر عامل مقرر کیا' کہتے ہیں کہ ۷۶ یا ۷۷ سال کی عمر میں وفات پائی اور اس کے علاوہ بھی اقوال بیان کیے گئے ہیں آپ ستر سال سے متجاوز تھے اور آپ نے اپنے بعد دس لڑکے اور چھ بیٹیاں چھوڑیں' آپ شدید گندم گوں' طویل اور آپ کے سر کا اگلا حصہ گنجا تھا۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ:

ابو یوسف اسرائیلی' آپ یہود کے ایک عالم تھے جب رسول اللہ ﷺ مدینہ آئے تو آپ نے اسلام قبول کیا' آپ کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ آئے تو لوگ دوڑ کر آپ کے پاس گئے اور میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا جو آپ کی طرف دوڑ کر گئے تھے اور جب میں نے آپ کے چہرہ کو دیکھا تو میں نے سمجھ لیا کہ آپ کا چہرہ' کذاب شخص کے چہرے کی طرح نہیں اور سب سے پہلی بات میں نے آپ کو یہ فرماتے سنی کہ اے لوگو! سلام کو رواج دو' کھانا کھلاؤ' صلہ رحمی کرو' تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے اور ہم نے آپ کے اسلام کا حال ہجرت کے آغاز میں بیان کیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے آپ سے جو فائدہ بخش سوالات کیے تھے انہیں بھی بیان کیا ہے اور آپ ان لوگوں میں شامل ہیں جن کے لیے رسول اللہ ﷺ نے جنت کی گواہی دی ہے اور آپ کا جنت میں داخل ہونا قطعی ہے۔

۴۴ھ

اس سال میں عبدالرحمٰن بن خالد بن ولیدؓ نے بلاد روم کے ساتھ جنگ کی اور مسلمان بھی آپ کے ساتھ تھے اور انہوں نے موسم سرما وہیں گزارا اور اسی میں بسر بن ابی ارطاۃ نے سمندر میں جنگ کی اور اسی میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عامر کو بصرہ سے معزول کر دیا اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ وہاں فساد برپا ہو گیا اور آپ نرم طبیعت تھے کہتے ہیں کہ آپ چور کا ہاتھ نہیں کاٹتے تھے اور لوگوں کو مالوف کرنا چاہتے تھے' پس عبداللہ بن ابی اوفیٰ جو ابن الکوا کے نام سے مشہور ہے' نے جا کر حضرت معاویہؓ کے پاس آ کر شکایت کی تو حضرت معاویہؓ نے ابن عامر کو بصرہ سے معزول کر دیا اور الحرث بن عبداللہ ازدی کو بصرہ کی طرف بھیجا' کہتے ہیں کہ

حضرت معاویہؓ نے آپ کو اپنی ملاقات کے لیے بلایا تو ابن عامر دمشق آیا تو آپ نے اس کی عزت کی اور اسے اس کے کام پر واپس بھیج دیا اور جب آپ نے اسے الوداع کہا تو حضرت معاویہؓ نے اسے کہا میں آپ سے تین باتیں پوچھتا ہوں' کہو وہ آپ کے لیے ہوئیں اور میں ام حکیم کا بیٹا ہوں میرے عمل کو قبول نہ کیجیے اور ناراض نہ ہو جایئے' ابن عامر نے کہا' میں نے ایسا کر دیا' حضرت معاویہؓ نے کہا مجھے اپنا عرفہ کا مال بخش دیجیے' اس نے کہا میں نے وہ مال بخش دیا حضرت معاویہؓ نے کہا آپ کے جو گھر مکہ میں ہیں مجھے بخش دیجیے' اس نے کہا میں نے بخش دیئے' حضرت معاویہؓ نے اسے کہا میں نے آپ سے صلہ رحمی کی' ابن عامر نے کہا یا امیر المومنین میں بھی آپ سے تین باتوں کا سوال کرتا ہوں آپ کہہ دیجیے وہ آپ کے لیے ہوئیں اور میں ابن ہند ہوں' اس نے کہا مجھے عرفہ کا مال واپس کر دو' آپ نے کہا میں نے واپس کر دیا۔ اس نے کہا میرے کسی امیر اور عامل کا محاسبہ نہ کرنا آپ نے کہا' میں نے یہ بھی کر دیا' اس نے کہا اپنی بیٹی ہند کا مجھ سے نکاح کر دیجیے' آپ نے کہا میں نے کر دیا' کہتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ نے اس کو ان تینوں باتوں اور بصرہ کی ولایت کے درمیان اختیار دیا تو اس نے ان تینوں کو اختیار کر لیا اور بصرہ سے معزول ہو گیا۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال حضرت معاویہؓ نے زیاد بن ابیہ سے استلحاق [1] کیا اور اسے ابوسفیان سے ملا دیا' اور یہ واقعہ یوں ہے کہ ایک شخص نے ابوسفیان کے اس اقرار کی گواہی دی کہ اس نے جاہلیت میں زیاد کی ماں سمیہ سے زنا کیا تھا اور اسے ابوسفیان سے زیاد کا حمل ہو گیا تھا اور جب حضرت معاویہؓ نے اس کا استلحاق کیا تو اسے زیاد بن ابی سفیان کہا جانے لگا' حضرت حسن بصریؒ اس استلحاق کا انکار کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ بچہ بستر والے کا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں' اور امام احمد نے بیان کیا ہے کہ ہشیم نے ہم سے بیان کیا کہ خالد نے بحوالہ ابی عثمان ہم سے بیان کیا کہ جب زیاد نے دعویٰ کیا تو میں نے ابوبکرہ سے مل کر کہا یہ تم نے کیا کیا ہے؟ میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا ہے کہ میرے کانوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جس نے اسلام میں اپنے باپ کے سوا دوسرے باپ کا دعویٰ کیا اس پر جنت حرام ہے۔ ابوبکرہ نے کہا' میں نے بھی اسے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے دونوں نے اسے ابوعثمان کی حدیث سے دونوں سے روایت کیا ہے میں کہتا ہوں ابوبکرہ کا نام نفیع ہے اور اس کی ماں بھی سمیہ ہی ہے اور اس سال حضرت معاویہؓ نے لوگوں کو حج کروایا اور اسی میں حضرت معاویہؓ نے شام میں حجرہ بنایا اور مدینہ میں مروان نے اس کی مانند حجرہ بنایا۔

اور اس سال ام المومنین حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا نے وفات پائی' آپ کا نام رملہ تھا اور آپ حضرت معاویہؓ کی ہمشیرہ تھیں آپ نے بہت پہلے اسلام قبول کیا اور آپ نے اور آپ کے خاوند عبداللہ بن جحش نے ارض حبشہ کی طرف ہجرت کی اور وہاں آپ کا خاوند عیسائی ہو گیا اور آپ اپنے دین پر قائم رہیں' اور حبیبہ' عبداللہ بن جحش سے آپ کی سب سے بڑی بچی تھی جس کو آپ نے حبشہ میں جنم دیا اور بعض کا قول ہے کہ ہجرت سے قبل مکہ میں جنم دیا اور وہیں آپ کا خاوند فوت ہو گیا اللہ اس پر لعنت کرے اور اسے ہر خیر سے محروم رکھے' اور جب آپ اپنے خاوند سے بیوہ ہو گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرو بن امیۃ الضمری کو نجاشی

---

[1] استلحاق: کسی کو اپنے خاندان کی طرف منسوب کرنے کو استلحاق کہا جاتا ہے۔ (مترجم)

کے پاس بھیجا اور اس نے آپ کے ساتھ اس کا نکاح کروا دیا اور حضرت خالد بن سعید بن العاصؓ نے عقد کا انتظام کیا اور آپ کی جانب سے نجاشی نے انہیں چار سو دینار مہر دیا اور ۷ھ میں انہیں آپ کے پاس بھجوا دیا اور جب فتح مکہ کے سال آپ کا باپ عقد کی گواہی دینے آپ کے پاس آیا تو آپ نے اس سے رسول اللہ ﷺ کا بستر لپیٹ دیا' اس نے آپ سے کہا اے بیٹی قسم بخدا مجھے معلوم نہیں کہ تو نے اس بستر کو میرے قابل نہیں سمجھا یا مجھے اس کے قابل نہیں سمجھا؟ تو حضرت ام حبیبہؓ نے فرمایا' یہ رسول اللہ ﷺ کا بستر ہے اور آپ ایک مشرک شخص ہیں' اس نے آپ سے کہا اے بیٹی قسم بخدا تو میرے بعد برائی سے دوچار ہوئی ہے آپ سیدات امہات المومنین میں سے تھیں اور عابدہ اور پرہیزگار تھیں۔

محمد بن عمر واقدی نے بیان کیا ہے کہ ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ نے عبدالمجید بن سہیل سے بحوالہ عوف بن حارث مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے سنا کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے موت کے وقت مجھے بلایا اور کہنے لگیں ہمارے درمیان وہ باتیں ہوتی رہی ہیں جو سوکنوں کے درمیان ہوتی ہیں' میں نے کہا اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو بخشے اور جو کچھ بھی ہوا میں نے وہ سب آپ کو معاف کیا اور آپ کے لیے جائز قرار دیا تو آپ فرمانے لگیں' آپ نے مجھے خوش کر دیا اللہ آپ کو خوش کرے اور آپ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرف بھی پیغام بھیجا تو آپ نے بھی انہیں اسی قسم کی بات کہی۔

۴۵ھ

اس سال میں حضرت معاویہؓ نے حارث بن عبداللہ ازدی کو بصرہ کا امیر مقرر کیا پھر چار ماہ بعد انہیں معزول کر دیا اور زیاد کو امیر مقرر کیا' پس زیاد کوفہ آیا جہاں حضرت مغیرہ بن شعبہؓ امیر تھے اور وہ وہاں اس لیے ٹھہر گیا کہ حضرت معاویہؓ کا ایلچی اس کے پاس بصرہ کی امارت کی اطلاع لے کر آئے گا' حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو خیال آیا کہ وہ کوفہ کی امارت پر آیا ہے آپ نے وائل بن حجر کو اس کی حقیقت معلوم کرنے کے لیے اس کے پاس بھیجا تو اس نے اس سے ملاقات کی مگر وہ اس سے کوئی بات معلوم نہ کر سکے اور ایلچی زیاد کے پاس آیا کہ وہ بصرہ چلا جائے اور آپ نے اسے خراسان اور سجستان کا امیر مقرر کر دیا پھر آپ نے ہند' بحرین اور عمان کو بھی اس کے ماتحت کر دیا اور زیاد' جمادی الاوّل کے آغاز میں بصرہ آیا اور اپنی پہلی تقریر کے لیے کھڑا ہوا۔ اور اس نے بدکاری کو نمایاں پایا اور اس میں کہا:

> ''اے لوگو! یوں معلوم ہوتا ہے کہ تم نے اس ثواب و عذاب کے متعلق جو اللہ تعالیٰ نے اطاعت کنندوں اور گنہگاروں کے لیے تیار کیا ہے کچھ سنا ہی نہیں تم اس شخص کی طرح ہو جس کی پیشانی کو دنیا نے نیچے کر دیا ہو اور شہوات نے اس کے کانوں کو خراب کر دیا ہو اور اس نے باقی رہنے والی آخرت کے مقابلہ میں فانی دنیا کو پسند کر لیا ہو''۔

پھر وہ ہمیشہ اقتدار کے معاملے کو درست کرنے میں لگا رہا اور تلوار سونتے رہا۔ حتیٰ کہ لوگ اس سے سخت ڈر گئے اور جن ظاہری گناہوں میں وہ منہمک تھے انہیں انہوں نے ترک کر دیا اور اس نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے مدد طلب کی اور حضرت سمرہ بن جندب' حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم کو امیر بنایا اور وہ محتاط رائے اور بڑی ہیبت والا تھا اور بڑا فصیح و بلیغ بولنے والا تھا۔

شعبیؒ نے بیان کیا ہے کہ میں نے جس متکلم کو بھی اچھا بولتے سنا ہے اس کے متعلق اس خوف کے پیش نظر کہ وہ خراب بولنا نہ شروع کر دے یہی پسند کیا ہے کہ وہ خاموش ہو جائے مگر زیاد اس سے مستثنیٰ ہے بلاشبہ وہ جب بھی زیادہ بولتا خوب بولتا' اور حضرت عمر بن الخطابؓ کے ہاں بھی اسے وجاہت حاصل تھی۔

اور اس سال زیاد کے خراسانی نائب الحکم بن عمرو نے زیاد کے حکم سے جبل الاسل سے جنگ کی اور ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور بہت سے اموال غنیمت میں حاصل کیے اور زیاد نے اسے لکھا: ''امیر المومنین کا خط آیا ہے کہ ان کے لیے اس غنیمت سے سارا سونا اور چاندی اکٹھا کر کے بیت المال کے لیے جمع کر دیا جائے' الحکم بن عمرو نے لکھا: ''بلاشبہ کتاب اللہ' امیر المومنین کے خط پر مقدم ہے اور قسم بخدا اگر زمین و آسمان دشمن کے خلاف ہوں اور وہ اللہ سے ڈرے تو وہ اس کے لیے نکلنے کا راستہ بنا دے گا پھر اس نے لوگوں میں اعلان کیا' صبح اپنی غنیمت کی تقسیم پر جاؤ اور اس نے اسے ان کے درمیان تقسیم کر دیا اور جو کچھ زیاد نے اسے حضرت معاویہؓ کے حوالے سے لکھا تھا اس کی مخالفت کی اور اس نے اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق خمس کو الگ کر دیا پھر الحکم نے کہا' اگر تیرے ہاں میرے لیے بھلائی ہے تو مجھے موت دے دے اور وہ خراسان کے شہر مرو میں فوت ہو گیا۔ ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال مروان بن الحکم نے لوگوں کو حج کروایا جو مدینہ کا نائب تھا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

حضرت زید بن ثابتؓ:

اس سال کاتب وحی حضرت زید بن ثابت انصاریؓ نے وفات پائی ہم نے سیرت کے آخر میں کاتبانِ وحی میں آپ کے حالات بیان کیے ہیں اور آپ ہی نے حضرت عثمان بن عفانؓ کے حکم سے وہ مصحف امام لکھا تھا جو شام میں تھا اور وہ میرے دیکھنے میں نہایت جید اور پختہ خط ہے' حضرت زید بن ثابت بڑے تیز فہم تھے آپ نے یہود کی زبان اور کتاب پندرہ دن میں سیکھ لی ابوالحسن بن البراء نے بیان کیا ہے کہ آپ نے کسریٰ کے ایلچی سے اٹھارہ دن میں فارسی زبان سیکھ لی اور حبشی' قبطی اور رومی زبان رسول اللہ ﷺ کے خدام سے سیکھی۔

واقدی نے بیان کیا ہے کہ آپ پندرہ سال کی عمر میں اپنی زندگی کے پہلے معرکے خندق میں شامل ہوئے اور اس حدیث میں جسے احمد اور نسائی نے روایت کیا ہے بیان ہوا ہے کہ زید بن ثابت صحابہؓ میں سب سے زیادہ فرائض کو جاننے والے ہیں۔ اور حضرت عمر بن الخطابؓ نے آپ کو قاضی مقرر کیا اور مسروق نے بیان کیا ہے کہ حضرت زید بن ثابت راسخین میں سے تھے اور محمد بن عمرو نے ابوسلمہ سے بحوالہ حضرت ابن عباسؓ بیان کیا ہے کہ انہوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی رکاب پکڑ لی تو آپ نے انہیں کہا اے رسول اللہ ﷺ کے عمزاد ایک طرف ہو جا' انہوں نے کہا' نہیں' ہم اپنے علماء اور کبراء سے اسی طرح کرتے ہیں اور اعمش نے ثابت سے بحوالہ عبید بیان کیا ہے کہ حضرت زید بن ثابتؓ نماز کے لیے نکلے تو آپ نے لوگوں کو نماز سے واپس جاتے دیکھا تو ان سے چھپ گئے اور فرمایا جو لوگوں سے شرم محسوس نہیں کرتا وہ اللہ سے بھی شرم محسوس نہیں کرتا' آپ نے اسی سال میں وفات پائی اور بعض نے

۵۵ھ میں آپ کی وفات بیان کی ہے مگر پہلا قول صحیح ہے' آپ کی عمر ساٹھ سال کے قریب تھی اور مروان نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا' آج ایک بہت بڑا عالم فوت ہو گیا ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اس وقت امت کا عالم مر گیا ہے۔

حضرت سلمہ بن سلامۃ بن وقش:

اس سال حضرت سلمہ بن سلامۃ بن وقش نے ستر سال کی عمر میں وفات پائی' آپ نے بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شمولیت فرمائی' آپ کی کوئی اولاد نہیں۔

حضرت عاصم بن عدیؓ:

رسول اللہ ﷺ جب بدر کی طرف گئے تو آپ نے حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کو قباء اور العالیہ کے باشندوں پر نائب مقرر کیا۔ آپ احد اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے اور ایک سو پچیس سال کی عمر میں وفات پائی اور رسول اللہ ﷺ نے آپ کو اور مالک بن الدخشم کو مسجد ضرار کی طرف بھیجا اور دونوں نے اسے جلا دیا۔

ام المومنین حضرت حفصہؓ:

اس سال حضرت حفصہ بنت حضرت عمر بن الخطابؓ ام المومنین نے وفات پائی آپ رسول اللہ ﷺ سے قبل خنیس بن حذافۃ السہمی کے نکاح میں تھیں' آپ نے اس کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی اور بدر کے بعد وہ آپ کو چھوڑ کر مر گیا۔ اور جب آپ کی عدت ختم ہوئی تو آپ کے باپ نے رسول اللہ ﷺ کی بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد آپ کو حضرت عثمانؓ پر پیش کیا تو انہوں نے آپ کے ساتھ نکاح کرنے سے انکار کر دیا تو آپ کے والد نے آپ کو حضرت ابو بکرؓ پر پیش کیا تو انہوں نے انہیں کوئی جواب نہ دیا اور جلد ہی رسول اللہ ﷺ نے آپ کو پیغام نکاح دے کر آپ سے نکاح کر لیا اور اس کے بعد اس بارے میں حضرت عمر نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر عتاب کیا تو حضرت ابو بکرؓ نے انہیں کہا' رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا تھا اور میں رسول اللہ ﷺ کے راز کو افشا نہیں کرنا چاہتا تھا اور اگر آپ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو ترک کر دیتے تو میں ان سے نکاح کر لیتا اور ہم نے حدیث میں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی پھر ان سے رجوع کر لیا اور ایک روایت میں ہے کہ جبریل علیہ السلام نے آپ کو ان سے رجوع کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ وہ بڑی عبادت گزار اور روزے دار ہیں اور وہ جنت میں آپ کی بیوی ہیں اور جمہور کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ نے اس سال کے شعبان میں ساٹھ سال کی عمر میں وفات پائی ہے اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے حضرت عثمانؓ کے زمانے میں وفات پائی ہے مگر پہلا قول اصح ہے۔

۴۶ھ

اس سال مسلمانوں نے اپنے امیر حضرت عبدالرحمٰن بن خالد بن ولیدؓ کے ساتھ موسم سرما بلاد روم میں گزارا اور بعض کا قول ہے کہ ان کا امیر کوئی اور شخص تھا اور اس میں حضرت معاویہؓ کے بھائی حضرت عتبہ بن ابی سفیانؓ نے لوگوں کو حج کروایا اور شہروں پر وہی لوگ امیر تھے جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

حضرت سالم بن عمیرؓ:

آپ ان رونے والوں میں سے ایک ہیں جن کا ذکر قرآن میں آیا ہے آپ بدر اور اس کے بعد سب معرکوں میں شامل ہوئے۔

حضرت سراقہ بن کعبؓ:

آپ بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہ:

القرشی المخزومی' آپ اپنے باپ کی طرح مشہور بہادروں میں سے تھے جس کی وجہ سے بلاد شام میں آپ کو بہت عظمت حاصل ہوگئی تھی حتیٰ کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو آپ سے خوف پیدا ہوگیا' آپ کی وفات زہر خورانی سے ہوئی رحمہ اللہ واکرم مثواہ۔ ابن مندہ اور ابونعیم اصبہانی نے بیان کیا ہے کہ آپ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور ابن عساکر نے ابوعمر کے طریق سے روایت کی ہے کہ عمرو بن قیس نے دونوں کندھوں کے درمیان پچھنے لگوانے کے بارے میں آپ کے حوالے سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے' امام بخاریؒ نے بیان کیا ہے کہ وہ منقطع یعنی مرسل ہے اور کعب بن جعیل آپ کا اور آپ کے بھائیوں مہاجر اور عبداللہ کا مداح تھا اور زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ اہل شام میں آپ کی بڑی اہمیت تھی آپ صفین میں حضرت معاویہؓ کے ساتھ شامل ہوئے اور ابن سمیع نے بیان کیا ہے آپ حضرت معاویہؓ کے زمانے میں موسم گرما کی خوراک کے منتظم ہوئے تھے اور آپ نے حضرت معاویہؓ کا دفاع کیا اور ابن جریر وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ سرزمین حمص میں ابن اثال نام ایک شخص ذمیوں کا رئیس تھا اس نے آپ کو ایک مشروب پلایا جس میں زہر تھا جس سے آپ کی وفات ہوگئی اور بعض کا خیال ہے کہ حضرت معاویہؓ نے اس بارے میں اسے حکم دیا تھا مگر یہ صحیح نہیں اور ایک شخص نے آپ کا مرثیہ کہا ہے۔

> ''تیرا باپ وہ ہے جس نے بڑی جرأت کے ساتھ رومیوں کی طرف فوجوں کی قیادت کی جب ایران نے ٹیکس دیا اور کتنے ہی نوجوان ہیں جنہیں تو نے ہلکی نیند کے بعد لگام کھٹکھٹانے سے بیدار کر دیا جب کہ وہ لنجا اونگھ رہا تھا اور دو صفیں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی صف کے برابر نہیں اور دمشق سے ٹوپیوں نے اس پر صف بنائی ہے''۔

اور مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن خالد بن ولیدؓ مدینہ آئے تو عروہ بن زبیر نے آپ سے کہا' ابن اثال نے کیا کیا ہے؟ تو آپ نے سکوت اختیار کیا پھر حمص واپس آ گئے اور ابن اثال پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور کہا میں نے اس سے تجھے بے نیاز کر دیا ہے لیکن ابن جرموز نے کیا کیا ہے؟ تو ایک قول کے مطابق عروہ اور محمد بن مسلمہ نے سکوت اختیار کر لیا اور یہ بات پہلے بیان ہو چکی ہے۔

حضرت ہرم بن حیان العبدی:

آپ حضرت عمر بن الخطابؓ کے ایک گورنر تھے اور آپ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور آپ عالم اور دانشمند لوگوں میں سے تھے' کہتے ہیں کہ جب آپ کو دفن کر دیا گیا تو ایک بدلی آئی اور اس نے صرف آپ کی قبر کو سیراب کیا اور اسی وقت اس پر گھاس اُگ آئی۔ واللہ اعلم

۴۷ھ

اس سال مسلمانوں نے موسم سرما بلاد روم میں گزارا' اور اس میں حضرت معاویہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم کو دیار مصر سے معزول کر کے حضرت معاویہؓ بن خدیج کو وہاں کا امیر مقرر کیا اور حضرت عتبہؓ نے لوگوں کو حج کروایا اور بعض کا قول ہے کہ ان کے بھائی حضرت عنبسہ بن ابی سفیانؓ نے حج کروایا۔ واللہ اعلم

اس سال حضرت قیس بن المنقری نے وفات پائی آپ جاہلیت اور اسلام میں لوگوں کے سردار تھے اور آپ ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے جاہلیت اور اسلام میں شراب کو حرام قرار دیا تھا اور اس کا واقعہ یوں ہے کہ آپ ایک روز نشے میں تھے کہ آپ نے اپنی ایک محرم سے چھیڑ خانی کی تو وہ بھاگ گئی اور جب صبح ہوئی تو آپ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے اس کے متعلق کہا۔

''میں نے شراب کو نقصان دہ پایا ہے اور اس میں ایسی باتیں پائی جاتی ہیں جو شریف آدمی کو رسوا کر دیتی ہیں خدا کی قسم میں اسے زندگی بھر نہیں پیوں گا اور نہ کبھی بیمار کا اس سے علاج کروں گا''۔

آپ نے بنی تمیم کے وفد کے ساتھ اسلام قبول کیا اور ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دیہاتی لوگوں کے سردار ہیں۔ آپ شریف' قابل تعریف اور سخی انسان تھے آپ ہی کے بارے میں ایک شاعر نے کہا ہے کہ:

''قیس کی موت' ایک شخص کی موت نہیں بلکہ آپ قوم کی بنیاد تھے جو منہدم ہو گئی ہے''۔

اور اصمعی نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابو عمرو بن العلاء اور ابوسفیان بن العلاء کو بیان کرتے سنا کہ احنف بن قیس سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے حلم کس سے سیکھا ہے؟ انہوں نے جواب دیا' قیس بن عاصم المنقری سے' اور ہم فیصلے کے لیے ان کے پاس جاتے تھے۔ جیسے فقہاء کے پاس جایا جاتا ہے' ایک روز ہم ان کے پاس موجود تھے اور وہ اپنے صحن میں اپنی چادر کی گوٹھ مار کر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک جماعت ان کے پاس آئی جس میں ایک مقتول اور ایک ایسا آدمی تھا جس کی مشکیں کسی ہوئی تھیں' انہوں نے کہا یہ آپ کا بیٹا ہے جسے آپ کے بھتیجے نے قتل کر دیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے خدا کی قسم انہوں نے اپنی چادر نہیں کھولی حتیٰ کہ اپنی بات سے فارغ ہو گئے پھر اپنے ایک بیٹے کے پاس مسجد میں گئے اور فرمایا اپنے عمزاد کو چھوڑ دے' اور اپنے بھائی کو دفن کر اور اس کی ماں کے پاس ایک سو اونٹ لے جا بلاشبہ وہ پردیسن ہے' کہتے ہیں کہ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ کے بیٹے آپ کے اردگرد بیٹھ گئے۔ اور وہ ۳۲ مرد تھے۔ آپ نے انہیں کہا اے بیٹو! اپنے میں سے سب سے بڑے کو اپنا سردار بنا لو اور اپنے باپ سے آگے نکل جاؤ اور اپنے میں سے سب سے چھوٹے کو سردار نہ بناؤ' تمہارے ہمسر تمہیں حقیر نہیں سمجھیں گے' مال اور اس کے کمانے کا

خیال رکھنا' بلاشبہ وہ بہترین چیز ہے جسے شریف آدمی دیتا ہے اور اس کے ذریعے کمینے آدمی سے مستغنی ہو جاتا ہے لوگوں سے سوال کرنے سے بچو' بلاشبہ یہ آدمی کی رذیل ترین کمائی ہے اور مجھ پر نوحہ نہ کرنا بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی نوحہ نہیں کیا گیا اور مجھے وہاں دفن نہ کرنا جہاں بکر بن وائل کو پتہ چل جائے بلاشبہ میں جاہلیت میں ان سے دشمنی کرتا رہا ہوں اور آپ ہی کے بارے میں ایک شاعر کہتا ہے ؎

''قیس بن عاصم تجھ پر اللہ کی سلامتی اور رحمت ہو اور وہ جب تک چاہے ترحم کرے یہ اس شخص کا سلام ہے جس پر تو نے احسان کیا ہے اور جب اس کی مثل کا ذکر کیا جاتا ہے تو وہ منہ بھر دیتی ہے اور قیس کی موت ایک شخص کی موت نہیں بلکہ وہ قوم کی بنیاد تھا جو گر گئی ہے''۔

۴۸ھ

اس سال ابوعبدالرحمٰن القینی نے مسلمانوں کے ساتھ بلاد انطاکیہ میں موسم گزارا اور اسی میں عقبہ بن عامر نے اہل مصر سے سمندر میں جنگ کی اور اسی میں مدینہ کے نائب مروان بن الحکم نے لوگوں کو حج کروایا۔

۴۹ھ

اس سال یزید بن معاویہ نے بلاد روم کے ساتھ جنگ کی حتیٰ کہ سادات صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ جس میں حضرت ابن عمر' حضرت ابن عباس' حضرت ابن زبیر اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہم شامل تھے' قسطنطنیہ پہنچ گیا اور صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیصر کے شہر سے جنگ کرنے والی پہلی فوج مغفور ہے۔ اور یہ پہلی فوج ہے جس نے قیصر کے شہر سے جنگ کی ہے اور بڑی مشقت کے ساتھ وہاں پہنچے اور اسی میں حضرت ابوایوب خالد بن زید انصاریؓ نے وفات پائی اور بعض کا قول ہے کہ آپ اس غزوہ میں فوت نہیں ہوئے بلکہ اس کے بعد ۵۱ھ یا ۵۲ھ یا ۵۳ھ کے غزوہ میں فوت ہوئے ہیں جیسا کہ ابھی بیان ہوگا اور اسی میں حضرت معاویہؓ نے مروان کو مدینہ سے معزول کر کے حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر کیا اور حضرت سعید نے حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما کو مدینہ کا قاضی مقرر کیا اور اسی میں مالک بن ہبیرہ فزاری نے رومیوں کے علاقے میں موسم سرما گزارا اور اسی میں فضالہ بن عبید کا غزوہ ہوا اور وہیں اس نے موسم سرما گزارا اور شہر کو فتح کر کے بہت سی غنیمت حاصل کی' اور اسی میں عبداللہ بن کرز کی گرمائی جنگ ہوئی اور اسی میں کوفہ میں طاعون پڑی اور حضرت مغیرہؓ اس سے بھاگ کر نکلے اور جب طاعون ختم ہوگئی تو واپس کوفہ آ گئے اور طاعون سے فوت ہو گئے اور صحیح قول یہ ہے کہ آپ نے ۵۰ھ میں وفات پائی جیسا کہ ابھی بیان ہوگا اور حضرت معاویہؓ نے کوفہ اور بصرہ کو زیاد کے ماتحت کر دیا اور زیاد پہلا شخص ہے جس کی ماتحتی میں یہ دونوں شہر اکٹھے ہوئے اور وہ دونوں میں چھ چھ ماہ قیام کرتا اور وہ حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ کو کوفہ پر نائب مقرر کرتا اور اس سال حضرت سعید بن العاصؓ نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

حضرت حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما:

حضرت ابومحمد القرشی الہاشمی' نواسہ رسول اور آپ کی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا بیٹا اور گلدستہ اور سب مخلوق سے بڑھ کر آپ کے چہرے سے مشابہت رکھنے والا' جو حضرت حسنؓ ۱۵/ رمضان ۳ھ کو پیدا ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لعاب دہن سے آپ کو گھٹی دی اور آپ کا نام حسنؓ رکھا اور آپ اپنے والدین کے سب سے بڑے بیٹے تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے شدید محبت رکھتے تھے حتیٰ کہ چھوٹی عمر میں آپؐ ان کے ہونٹوں کو بوسہ دیتے اور بسا اوقات ان کی زبان کو چوستے اور گلے لگا لیتے اور خوش طبعی کرتے اور بسا اوقات آپ آتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں سجدہ ریز ہوتے تو آپ حضورؐ کی پشت پر چڑھ جاتے اور آپ کو اسی حالت میں رکھتے اور آپ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وجہ سے سجدے کو طویل کر دیتے اور بسا اوقات آپ حضورؐ کے ساتھ منبر پر چڑھ جاتے اور حدیث میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضورؐ خطبہ دے رہے تھے کہ آپ نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو لڑکھڑاتے دیکھا تو آپ ان دونوں کے پاس گئے اور ان کو گود میں لے لیا اور اپنے ساتھ منبر پر لے آئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے کہ (تمہارے اموال اور اولاد فتنہ ہیں) میں نے ان دونوں کو چلتے اور لڑکھڑاتے دیکھا تو اپنے پر قابو نہ رکھ سکا اور ان کے پاس اتر گیا پھر فرمایا بلاشبہ تم اللہ کی رحمت ہو اور تمہاری تعظیم کی جاتی ہے اور تم سے محبت کی جاتی ہے' اور صحیح بخاری میں عن عاصم بن عمر بن سعید بن ابی حسین عن ابن ابی ملیکہ عن عقبہ بن الحارث لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چند راتوں بعد انہیں عصر کی نماز پڑھائی پھر آپ اور حضرت علیؓ چلتے چلتے باہر نکل گئے تو آپ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے دیکھا تو آپ کو اپنی گردن پر اٹھا لیا اور فرمانے لگے' ارے میرے باپ کی قسم جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہے اور حضرت علیؓ کے مشابہ نہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مسکرانے لگے اور سفیان ثوری اور کئی لوگوں نے بیان کیا ہے کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن ابی خالد نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابوجحیفہ کو بیان کرتے سنا کہ میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے مشابہ تھے اور بخاری اور مسلم نے اسے اسماعیل بن ابی خالد کی حدیث سے روایت کیا ہے' وکیع نے بیان کیا ہے کہ اس حدیث کے سوا اسماعیل نے ابوجحیفہ سے اور کوئی حدیث نہیں سنی۔

اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ ابوداؤد طیالسی نے بیان کیا کہ زمعہ نے بحوالہ ابن ابی ملیکہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت فاطمہؓ' حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہم کے لیے چٹکی بجاتیں اور فرماتیں' ارے میرے باپ کی قسم جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہے اور حضرت علیؓ کے مشابہ نہیں' اور عبدالرزاق وغیرہ نے عن معمر عن زہری عن انسؓ بیان کیا ہے کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما چہرے کے لحاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھتے تھے اور احمد نے اسے بحوالہ عبدالرزاق اسی طرح روایت کیا ہے اور امام احمد

نے بیان کیا ہے کہ حجاج نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے عن ابی اسحٰق عن ہانی عن علی ہم سے بیان کیا کہ حضرت حسنؓ سینے سے سر تک رسول اللہ ﷺ کے مشابہ تھے اور حضرت حسینؓ اس سے نچلے حصے میں آپ سے مشابہت رکھتے تھے اور ترمذی نے اسے اسرائیل کی حدیث سے روایت کیا ہے اور اسے حسن غریب قرار دیا ہے اور ابوداؤد طیالسی نے بیان کیا ہے کہ قیس نے عن ابی اسحٰق عن ہانی بن ہانی عن علیؓ ہم سے بیان کیا کہ حضرت حسنؓ سب لوگوں سے بڑھ کر چہرے سے ناف تک رسول اللہ ﷺ کے مشابہ تھے اور حضرت حسینؓ اس سے نچلے حصے میں سب لوگوں سے بڑھ کر آپ سے مشابہ تھے' اور انہوں نے حضرت ابن عباس اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما حضرت نبی کریم ﷺ کے مشابہ تھے اور امام احمد نے بیان کیا ہے کہ حازم بن الفضیل نے ہم سے بیان کیا کہ معتمر نے اپنے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابوتمیمہ کو ابوعثمان النہدی کے حوالے سے بیان کرتے سنا اسے ابوعثمان نے حضرت اسامہ بن زیدؓ کے حوالے سے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ مجھے پکڑ کر اپنی ران پر بٹھا لیتے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنی دوسری ران پر بٹھا لیتے پھر ہمیں اپنے ساتھ لگا لیتے پھر فرماتے۔ اے اللہ! ان دونوں پر رحم فرما بلاشبہ میں ان دونوں پر رحم کرتا ہوں۔ اور اسی طرح بخاری نے اسے النہدی سے حازم کے بھائی محمد بن الفضیل کے حوالے سے روایت کیا ہے۔ نیز عن علی بن المدینی عن یحییٰ القطان عن سلیمان التیمی عن ابی تمیمہ عن ابی عثمان عن اسامہ بھی روایت کیا ہے اور اسی طرح انہوں نے اسے بحوالہ موسیٰ بن اسماعیل اور مسدد نے عن معتمر عن ابیہ عن ابی عثمان عن اسامہؓ روایت کیا ہے اور انہوں نے ابوتمیمہ کا ذکر نہیں کیا۔ واللہ اعلم

اور ایک روایت میں ہے اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان دونوں سے محبت رکھ۔ اور شعبہ نے عدی بن ثابت سے بحوالہ البراء بن عازبؓ بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو دیکھا' حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے کندھے پر تھے اور آپ فرما رہے تھے۔ اے اللہ! میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ۔ دونوں نے اسے شعبہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور علی بن الجعد نے اسے عن فضیل بن مرزوق عن عدی عن البراء روایت کیا ہے اور یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ اور جو اس سے محبت رکھے اس سے بھی محبت رکھ۔ امام ترمذیؒ نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے۔

اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ سفیان بن عیینہ نے عن عبید اللہ بن ابی یزید عن نافع بن جبیر بن مطعم عن ابی ہریرہؓ عن النبی ﷺ ہم سے بیان کیا کہ آپ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے فرمایا: اے اللہ! میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو اس سے محبت رکھے اس سے بھی محبت رکھ۔ اور مسلم نے اسے بحوالہ احمد روایت کیا ہے اور دونوں نے اسے شعبہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ ابوالنضر نے ہم سے بیان کیا کہ ورقاء نے عن عبید اللہ بن ابی یزید عن نافع بن جبیر عن ابی ہریرہؓ ہم سے بیان کیا کہ میں مدینہ کے ایک بازار میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا کہ آپ واپس آ گئے اور میں بھی آپ کے ساتھ واپس آ گیا پس آپ حضرت فاطمہؓ کے صحن میں آ گئے اور فرمایا اے غلام! اے غلام! اے غلام! مگر کسی نے آپ کو جواب نہ دیا۔ پس آپ واپس آ گئے اور میں بھی آپ کے ساتھ صحن کی طرف واپس آ گیا اور آپ بیٹھ گئے' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آ گئے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم نے خیال کیا کہ آپ کی والدہ نے آپ کو روکا ہوا ہے کہ آپ ان کے

گلے میں لونگوں کا ہار ڈالیں اور جب وہ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے آپ کو اپنے ساتھ لگا لیا اور آپ اور رسول اللہ ﷺ ایک دوسرے سے لپٹ گئے پھر آپ نے فرمایا: میں اس سے محبت رکھتا ہوں اور جو اس سے محبت رکھے اس سے بھی محبت رکھتا ہوں یہ بات آپ نے تین بار فرمائی۔ اور دونوں نے اسے سفیان بن عیینہ کی حدیث سے بحوالہ عبداللہ روایت کیا ہے اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ حماد الخیاط نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام بن سعد نے نعیم بن عبداللہ المعمر سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہؓ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاتھ پر سہارا لگائے بنی قینقاع کے بازار کی طرف گئے اور اس میں چکر لگایا پھر واپس آ کر مسجد میں گوٹھ مار کر بیٹھ گئے اور فرمایا غلام کہاں ہے غلام کو میرے پاس بلا لاؤ' تو حضرت حسنؓ دوڑتے ہوئے آئے اور آپ کی گوٹھ میں چھلانگ مار دی اور آپ نے اپنا منہ ان کے منہ میں داخل کر دیا اور فرمایا: اے اللہ! میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو اس سے محبت رکھتا ہے اس سے بھی محبت رکھ آپ نے یہ بات تین بار فرمائی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے جب بھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھا میری آنکھیں اشکبار ہو گئیں' یا میں رو پڑا۔ یہ حدیث مسلم کی شرط کے مطابق ہے اور انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی اور ثوری نے اسے عن نعیم عن محمد بن سیرین عن ابی ہریرہؓ روایت کیا ہے اور اسی کی مانند حدیث بیان کی ہے اور معاویہ بن ابی بردنے اسے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہؓ اسی طرح روایت کیا ہے اور اس میں کچھ اضافہ بھی ہے اور ابو اسحاق نے الحارث سے بحوالہ حضرت علیؓ اسی طرح روایت کیا ہے اور عثمان بن ابی اللباب نے اسے ابن ابی ملیکہ سے بحوالہ حضرت عائشہؓ اسی طرح روایت کیا ہے اور اس میں کچھ اضافہ بھی ہے اور ابو اسحاق نے الحارث سے بحوالہ حضرت علیؓ، اسی قسم کی عبارت روایت کی ہے اور سفیان ثوری وغیرہ نے عن سالم بن ابی حفصہ عن ابی حازم عن ابی ہریرہؓ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ سے محبت کی۔ اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے'

امام احمد نے بیان کیا ہے کہ ابن نمیر نے ہم سے بیان کیا کہ الحجاج یعنی ابن دینار نے عن جعفر بن ایاس عن عبدالرحمٰن بن مسعود عن ابی ہریرہؓ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے اور حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما بھی آپ کے ساتھ تھے ایک اس کندھے پر اور دوسرا اس کندھے پر' آپ ایک دفعہ ایک کو بوسہ دیتے اور دوسری دفعہ دوسرے کو بوسہ دیتے' ایک شخص نے آپ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ ان دونوں سے محبت کرتے ہیں' آپ نے فرمایا جس نے ان دونوں سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے نفرت کی اس نے مجھ سے نفرت کی' احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں اور ابو بکر بن عیاش نے عن عاصم عن زر عن عبداللہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کہ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ آ گئے اور جب آپ سجدہ کرتے تو یہ دونوں آپ کی پشت پر کودنے لگے' لوگوں نے ان دونوں کو روکنا چاہا پس جب آپ نے سلام پھیرا تو لوگوں سے فرمایا یہ دونوں میرے بیٹے ہیں جس نے ان دونوں سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی' اور نسائی نے اسے عبیداللہ بن موسیٰ کی حدیث سے علی بن صالح سے بحوالہ عاصم روایت کیا ہے اور حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ سے بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ اور ان کی ماں اور باپ پر چادر ڈالی اور فرمایا اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں ان سے ناپاکی کو دور کر دے اور انہیں اچھی طرح پاک کر دے۔'

اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ محمد بن عبداللہ الاسدی نے ہم سے بیان کیا کہ شریک نے عن جابر عن عبدالرحمٰن بن سابط عن جابر بن عبداللہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو جنتی نوجوانوں کے سردار کو دیکھ کر خوش ہونا چاہتا ہے وہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو دیکھ لے' اور وکیع نے اسے عن الربیع بن سعد عن عبدالرحمٰن بن سابط عن جابر روایت کیا ہے اور اسی کی مانند بیان کیا ہے' اس کے اسناد میں کوئی اعتراض نہیں اور انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی' اور علی اور ابوسعید اور بریدہ کی حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' حسن اور حسین رضی اللہ عنہما' نوجوانان بہشت کے سردار ہیں اور ان کا باپ ان دونوں سے بہتر ہے' اور ابوالقاسم بغوی نے بیان کیا ہے کہ داؤد بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن عیاش نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن عثمان بن خثیم نے' سعد بن راشد سے بحوالہ یعلیٰ بن مرۃ مجھ سے بیان کیا کہ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما دوڑتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور ایک دوسرے سے پہلے آ گیا تو آپ نے اپنا ہاتھ اس کی گردن کے نیچے رکھا پھر اسے اپنی بغل کے ساتھ لگا لیا پھر دوسرا آیا تو آپ نے اپنا دوسرا ہاتھ اس کی گردن پر رکھا پھر اسے اپنی بغل کے ساتھ لگا لیا اور اس کو چوما پھر اس کو چوما پھر فرمایا اے اللہ میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت رکھ' پھر فرمایا اے لوگو! بلاشبہ لڑکا بخل و بزدلی اور بے علمی کا باعث ہوتا ہے اور عبدالرزاق نے اسے عن معمر عن ابن ابی خثیم عن محمد بن الاسود بن خلف عن ابیہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو پکڑا اور اسے بوسہ دیا پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا بلاشبہ لڑکا بخل و بزدلی کا باعث ہوتا ہے اور ابن خزیمہ نے بیان کیا ہے کہ عبدۃ بن عبداللہ خزاعی نے ہم سے بیان کیا کہ زید بن الحباب نے ہم سے بیان کیا اور ابویعلیٰ ابوخیثمہ نے بیان کیا کہ زید بن الحباب نے ہم سے بیان کیا کہ حسین بن واقد نے مجھ سے بیان کیا کہ عبداللہ بن بریدہ نے اپنے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ حضرت حسین اور حضرت حسن رضی اللہ عنہما سرخ قمیص پہنے لڑکھڑاتے اور کھڑے ہوتے آ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے جا کر ان دونوں کو پکڑ کر منبر پر اپنی گود میں بٹھا لیا پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد فتنہ ہے' میں نے ان دو بچوں کو دیکھا تو صبر نہ کر سکا پھر آپ اپنا خطبہ دینے لگے' اور ابوداؤد' ترمذی اور ابن ماجہ نے اسے حسین بن واقد کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے حسن غریب کہا ہے اور یہ کہ ہم اسے صرف اس حدیث سے ہی جانتے ہیں اور محمد الضمری نے اسے بحوالہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے اور یہ واقعہ صرف حضرت حسنؓ کے متعلق بیان کیا ہے اور عبداللہ بن شداد کی حدیث میں جو اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے' بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں شام کی دو نمازوں میں سے ایک نماز پڑھائی اور اس میں طویل سجدہ کیا اور جب آپ نے سلام پھیرا تو لوگوں نے اس بارے میں آپ سے بات کی تو آپ نے فرمایا: میرے اس بیٹے یعنی حضرت حسنؓ نے مجھے سواری بنا لیا اور میں نے اس سے سبقت کرنا پسند نہ کیا حتیٰ کہ وہ اپنی ضرورت پوری کر لے' اور ترمذی نے ابوالزبیر سے بحوالہ جابر بیان کیا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور آپ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو اپنی پشت پر اٹھائے ہوئے تھے اور ان دونوں کو لے کر چار پاؤں پر چل رہے تھے' میں نے کہا تم دونوں کو اٹھانے والی سواری کیا اچھی ہے' آپ نے فرمایا اور یہ دونوں سوار بھی کیا اچھے ہیں' یہ مسلم کی شرط کے مطابق ہے اور انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی' اور ابویعلیٰ نے بیان کیا ہے کہ ابوہاشم نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعامر نے ہم سے بیان کیا کہ ازمعہ بن صالح نے عن سلمہ بن دہرام عن عکرمہ عن ابن عباسؓ ہم

سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے باہر نکلے تو ایک شخص نے ان سے کہا اے بچے! تو کیا اچھی سواری پر سوار ہوا ہے' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اور یہ سوار بھی کیا اچھا ہے' اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ تلید بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالحجاف نے ابوحازم سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی' حضرت حسن' حضرت حسین اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہم کی طرف دیکھا اور فرمایا' تم جس سے جنگ کرو میں اس سے جنگ کروں گا اور جس سے تم صلح کرو میں اس سے صلح کروں گا' اور نسائی نے اسے ابونعیم کی حدیث سے اور ابن ماجہ نے وکیع کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے سفیان ثوریؒ سے بحوالہ ابوالحجاف داؤد بن ابی عوف روایت کی ہے وکیع نے ابوحازم سے بحوالہ حضرت ابوہریرہؓ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے بارے میں فرمایا' جس نے ان دونوں سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے نفرت کی اس نے مجھ سے نفرت کی' اور اسباط نے اسے عن السدی عن صبیح مولی ام سلمہ عن زید بن ارقم روایت کیا ہے اور اس حدیث کو بیان کیا ہے اور بقیہ نے عن بحیر بن سعید عن خالد ابن معدان عن المقدام بن معدیکرب بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے سنا کہ حسنؓ، مجھ سے ہیں اور حسینؓ علیؓ سے ہیں' اس میں لفظاً اور معناً نکارت پائی جاتی ہے' اور امام احمد نے بیان کیا ہے کہ محمد بن ابی عدی نے' ابن عوف سے بحوالہ عمیر بن اسحٰق ہم سے بیان کیا کہ میں حضرت حسن بن علیؓ کے ساتھ تھا' ہم حضرت ابوہریرہؓ سے ملے' تو انہوں نے فرمایا مجھے اپنی قمیص کی وہ جگہ چومنے کو دکھاؤ جہاں میں نے رسول اللہ ﷺ کو چومتے دیکھا ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ انہوں نے آپ کی ناف پر بوسہ دیا' احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں' پھر انہوں نے اسے اسماعیل بن علیۃ سے بحوالہ ابن عوف روایت کیا ہے اور امام احمد نے بیان کیا ہے کہ ہاشم بن القاسم نے عن جریر عن عبدالرحمٰن ابی عوف الجرشی عن معاویہ ہم سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کی زبان چوستے دیکھا۔ یا آپ کے ہونٹ چوستے دیکھا یعنی حسن بن علیؓ کے اور یہ کہ ان ہونٹوں اور زبان کو جنہیں رسول اللہ ﷺ چوستے ہیں' ہرگز عذاب نہیں ہوگا' احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں اور صحیح میں ابوبکرۃ کے حوالے سے بھی لکھا ہے اور احمد نے بحوالہ جابر بن عبداللہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' بلاشبہ میرا یہ بیٹا سردار ہے اور ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں کے درمیان صلح کروائے۔ اور قبل ازیں یہ حدیث دلائل النبوۃ میں بیان ہو چکی ہے نیز حضرت حسنؓ کے حضرت معاویہؓ کے لیے خلافت سے دست بردار ہونے کے قریب بھی پہلے بیان ہو چکی ہے اور یہ واقعہ آپؐ کے اس قول کی تصدیق کے لیے ہوا ہے اور اسی طرح ہم نے اسے کتاب دلائل النبوۃ میں بھی بیان کیا ہے۔

اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ آپ کا اعزاز واکرام کرتے تھے اور آپ سے محبت کرتے تھے اور آپ پر فدا ہوتے تھے اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا بھی یہی حال تھا' واقدی نے موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن الحارث التیمی سے اس کے باپ کے حوالے سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے جب وظیفہ خواروں کا رجسٹر بنایا تو حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے لیے اہل بدر کے ساتھ پانچ پانچ ہزار درہم مقرر کیے اور اسی طرح حضرت عثمان بن عفان بھی حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کا اکرام کرتے تھے اور ان سے محبت کرتے تھے اور یوم الدار کو جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور تھے۔ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے ساتھ تلوار لٹکائے ہوئے

موجود تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دفاع کر رہے تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کے متعلق خدشہ ہوا تو آپ نے انہیں قسم دی کہ وہ ضرور حضرت علیؓ کے دل کو خوش کرنے کے لیے اپنے گھر کو واپس چلے جائیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا بہت اعزاز واکرام کرتے تھے اور ایک روز آپ نے ان سے فرمایا اے میرے بیٹے کیا آپ تقریر نہیں کریں گے کہ میں آپ کو سنوں؟ انہوں نے کہا' میں آپ کو دیکھتے ہوئے تقریر کرنے سے شرم محسوس کرتا ہوں' پس حضرت علیؓ چلے گئے اور وہاں جا بیٹھے جہاں حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ کو نہ دیکھ سکتے تھے پھر حضرت حسنؓ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور حضرت علیؓ سن رہے تھے' پس آپ نے فصیح و بلیغ تقریر کی اور جب آپ واپس آئے تو حضرت علیؓ کہنے لگے (بعض' بعض کی اولاد ہے اور اللہ سننے اور جاننے والا ہے)

اور جب حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ سوار ہوئے تو حضرت ابن عباسؓ ان کی رکاب پکڑ لیتے اور اسے وہ اپنے پر احسان سمجھتے اور جب یہ دونوں بیت اللہ کا طواف کرتے تو قریب تھا کہ لوگ ان پر ازدحام کرنے کی وجہ سے انہیں گرا دیں' اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے' عورتوں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما جیسا بچہ نہیں جنا' اور دوسرے لوگوں نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسنؓ جب فجر کی نماز رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں پڑھتے تو آپ کے مصلیٰ پر بیٹھ جاتے اور سورج کے بلند ہونے تک ذکر الٰہی کرتے اور لوگوں کے سردار آپ کے پاس گفتگو کرنے کے لیے بیٹھ جاتے پھر آپ اٹھ کر امہات المومنین کے پاس جاتے اور انہیں سلام کہتے اور بسا اوقات وہ آپ کو تحائف دیتیں پھر آپ اپنے گھر کو واپس آ جاتے۔

اور جب آپ اپنے تقویٰ کی وجہ سے مسلمانوں کے خون کی حفاظت کے لیے حضرت معاویہؓ کے لیے خلافت سے دست بردار ہو گئے تو حضرت معاویہؓ پر ہر سال آپ کو عطیہ دینا واجب تھا اور وہ آپ کے پاس آیا کرتے تھے اور بسا اوقات آپ نے ان کو چار لاکھ درہم عطیہ دیا اور ہر سال آپ کو ایک لاکھ وظیفہ دیا' ایک سال آپ نہ جا سکے اور عطیے کا وقت آ گیا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اس کی ضرورت پڑی۔ اور آپ بڑے سخی تھے۔ تو آپ نے حضرت معاویہؓ کو خط لکھنا چاہا کہ وہ عطیے کو ان کے پاس بھیج دیں اور جب آپ اس رات کو سوئے تو آپ نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور آپ سے فرمایا اے میرے بیٹے کیا تو مخلوق کی طرف اپنی ضرورت لکھتا ہے؟ اور آپؐ نے انہیں ایک دعا سکھائی جو آپ مانگا کرتے تھے' پس حضرت حسنؓ نے لکھنے کا ارادہ ترک کر دیا اور آپ نے اس کا ذکر حضرت معاویہؓ سے کیا اور ان سے جستجو کی تو آپ نے فرمایا آپ کی طرف دو لاکھ دراہم بھیج دیئے جائیں شاید انہیں ضرورت ہو جس کی وجہ سے آپ نے ہمارے پاس آنا ترک کر دیا ہے اور بغیر سوال کے وہ دراہم آپ کے پاس لے جائے گئے صالح بن احمد نے بیان کیا ہے کہ میں نے اپنے باپ کو بیان کرتے سنا کہ حضرت حسن بن علیؓ مدنی ثقہ ہیں اسے ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ اللہ نے آپ کا مال تین بار لیا اور آپ دو بار اپنے مال سے دست بردار ہوئے اور آپ نے ۲۵/ مرتبہ پیادہ پا حج کیا حالانکہ کوتل گھوڑے آپ کے آگے چلائے جاتے تھے اسے بیہقی نے عبید اللہ بن عمیر کے طریق سے بحوالہ حضرت ابن عباسؓ روایت کیا ہے اور علی بن زید بن جدعان نے بیان کیا ہے کہ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ آپ نے پیادہ پا حج کیا اور کوتل گھوڑے آپ کے آگے اور آپ کے عمدہ گھوڑے آپ کے پہلو میں چلائے جاتے تھے اور عباس بن الفضل نے القاسم سے بحوالہ محمد بن علی بیان کیا ہے کہ حضرت حسنؓ بن علیؓ نے فرمایا کہ میں اپنے رب سے شرم محسوس کرتا ہوں کہ میں

اس سے ملوں اور میں اس کے گھر کی طرف پیدل نہ چلا ہوں' پس آپ بیس دفعہ پیادہ پا مدینہ سے آئے مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ اپنے بعض خطبات میں سورہ ابراہیم پڑھتے تھے اور ہر شب کو سونے سے پہلے سورہ کہف پڑھتے تھے' آپ اسے ایک تختی سے پڑھتے تھے اور جہاں آپ بیویوں کے گھروں میں چکر لگاتے وہ تختی بھی آپ کے ساتھ ہوتی اور آپ اسے سونے سے قبل' بستر پر جانے کے بعد پڑھتے اور آپ کو سخاوت میں بڑا مقام حاصل تھا۔ محمد بن سیرین نے بیان کیا ہے کہ بسا اوقات حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے ایک ہی شخص کو ایک لاکھ درہم دے دیا اور سعید بن عبدالعزیز نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسنؓ نے اپنے پہلو میں ایک شخص کو اللہ سے دعا کرتے سنا کہ وہ اسے دس ہزار درہم کا مالک بنا دے' آپ اپنے گھر گئے اور دس ہزار درہم اسے بھجوا دیا۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسنؓ نے ایک سیاہ فام غلام دیکھا جو روٹی کا ایک لقمہ کھاتا اور ایک کتے کو بھی جو وہاں موجود تھا ایک لقمہ کھلاتا آپ نے اسے کہا' تجھے اس بات پر کس چیز نے آمادہ کیا ہے؟ اس نے کہا مجھے کتے سے شرم محسوس ہوتی ہے کہ میں کھاؤں اور اسے نہ کھلاؤں' حضرت حسنؓ نے اسے فرمایا میرے آنے تک اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو' پس آپ نے اس کے آقا کے پاس جا کر اسے خرید لیا اور جس باغ میں وہ موجود تھا۔ اسے بھی خرید لیا اور اسے آزاد کر کے وہ باغ اس کی ملکیت میں دے دیا غلام نے کہا اے میرے آقا' میں نے وہ باغ اسے دیا جس کی خاطر آپ نے مجھے وہ باغ دیا ہے' مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ نے بہت نکاح کیے ہیں اور چار آزاد بیویاں ہر وقت آپ کے پاس موجود ہوتی تھیں اور آپ بہت طلاق دینے والے اور بہت مہر دینے والے تھے' کہتے ہیں کہ آپ نے ستر عورتوں سے شادی کی نیز انہوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ آپ نے ایک دن میں دو بیویوں کو طلاق دی۔ ان میں سے ایک بنی اسد اور دوسری فزارۃ سے تھی اور آپ نے دونوں میں سے ہر ایک کو دس دس ہزار درہم اور شہد کا ایک ایک مشکیزہ بھجوایا اور آپ نے غلام سے فرمایا ان دونوں میں سے ہر ایک جو بات کہے اسے سننا' فزاریہ نے کہا' اللہ انہیں جزائے خیر دے اور اس نے آپ کے لیے دعا کی اور اسدیہ نے کہا' جدا ہونے والے محبوب کی جانب سے تھوڑا سامان ہے' غلام یہ بات سن کر آپ کے پاس آ گیا' پس آپ نے اسدیہ سے رجوع کر لیا اور فزاریہ کو چھوڑ دیا' اور حضرت علیؓ اہل کوفہ سے فرمایا کرتے تھے' اسے نکاح کر کے نہ دو یہ بہت طلاق دینے والا ہے' اور وہ کہتے یا امیر المومنین اگر وہ ہر روز ہمیں نکاح کا پیغام دے تو ہم رسول اللہ ﷺ کی قرابت کی جستجو میں جس قدر وہ چاہے اس سے نکاح کرا دیں گے' مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ اپنی بیوی خولہ بنت منظور الفزاری اور بعض کا قول ہے کہ ہند بنت سہیل کے پاس ہوئے ہوئے تھے تو عورت نے اپنی اوڑھنی کے ساتھ آپ کی ٹانگ اپنی پازیب تک باندھ دی اور جب آپ بیدار ہوئے تو آپ نے اس سے پوچھا یہ کیا؟ اس نے کہا مجھے خدشہ ہوا کہ آپ نیند کی غنودگی میں اٹھیں گے تو گر پڑیں گے اور میں عربوں کے نزدیک منحوس اور رذیل ہو جاؤں گی تو آپ اس کی بات سے خوش ہوئے اور اس کے بعد آپ مسلسل سات روز اس کے پاس رہے۔

حضرت ابو جعفر الباقر نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص حضرت حسین بن علیؓ کے پاس آیا اور آپ سے ایک کام کے سلسلے میں مدد مانگی تو اس نے آپ کو معتکف پایا' آپ نے اس سے معذرت کی تو وہ حضرت حسنؓ کے پاس چلا گیا اور آپ سے مدد مانگی تو آپ نے اس کی ضرورت پوری کر دی اور فرمایا' اپنے بھائی کی ضرورت کو خدا کی رضامندی کی خاطر پورا کرنا مجھے ایک ماہ کے اعتکاف سے

زیادہ محبوب ہے' اور ہیثم نے منصور سے بحوالہ ابن سیرینؒ بیان کیا ہے کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کسی کو اپنے کھانے کی طرف دعوت نہ دیتے تھے اور فرماتے تھے وہ اس بات سے بہت کمتر ہے کہ کسی کو اس کی طرف بلایا جائے' اور ابوجعفر نے بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا اے اہل کوفہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو نکاح کر کے نہ دو' وہ بہت طلاق دینے والا ہے' تو ہمدان کے ایک شخص نے کہا خدا کی قسم ہم ضرور اسے نکاح کر کے دیں گے' وہ جس کو پسند کرے اسے رکھے اور جسے ناپسند کرے اسے طلاق دے دے۔

اور ابوبکر الخرائطی نے کتاب مکارم الاخلاق میں بیان کیا ہے کہ ابن المنذر یعنی ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ القواریری نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالاعلیٰ نے ہشام سے بحوالہ محمد بن سیرین ہم سے بیان کیا کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کی طرف ایک سو لونڈی بھیجی اور ہر لونڈی کے ساتھ ایک ہزار درہم بھیجے۔ اور عبدالرزاق نے عن الثوری عن عبدالرحمٰن بن عبداللہ عن ابیہ عن الحسن بن سعد عن ابیہ بیان کیا ہے کہ حضرت حسنؓ بن علیؓ نے دو عورتوں کو بیس ہزار درہم اور ایک مشکیزہ شہد دیا۔ ان دونوں میں سے ایک کہنے لگی۔ میرا خیال ہے وہ الحنفیہ تھی۔ جدا ہونے والے محبوب کی جانب سے تھوڑا امتاع ہے اور واقدی نے بیان کیا ہے کہ علی بن عمر نے اپنے باپ سے بحوالہ علی بن الحسین مجھ سے بیان کیا کہ حضرت حسنؓ بن علیؓ عورتوں کو بہت طلاق دیتے تھے اور جو عورت آپ سے محبت کرتی تھی اس سے علیحدگی اختیار کر لیتے تھے' اور جویریہ بن اسماء نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت حسنؓ فوت ہوئے تو مروان آپ کے جنازہ میں رو پڑا' حضرت حسینؓ نے اسے کہا' کیا تو ان پر روتا ہے حالانکہ تو نے ان سے گھونٹ گھونٹ پیا ہے جو پیا ہے؟ اس نے پہاڑ کی طرف اشارہ کر کے کہا میں اس سے یہ سلوک کرتا تھا جو اس پہاڑ سے بھی زیادہ حلیم تھا' اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ اسماعیل بن ابراہیم اسدی نے ابن عون سے بحوالہ محمد بن اسحٰق ہمیں بتایا کہ جب کسی بات کرنے والے نے مجھ سے بات کی تو میں نے چاہا کہ وہ حضرت حسن بن علیؓ کے بارے میں خاموش نہ ہو' میں نے صرف ایک دفعہ آپ سے فحش بات سنی' آپ کے اور عمرو بن عثمان کے درمیان کوئی خصومت تھی' آپ نے فرمایا ہمارے پاس صرف اسے ذلیل کرنے والی بات ہے' پس یہ شدید تر فحش بات ہے جو میں نے آپ سے سنی' محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ الفضل بن دکین نے ہمیں بتایا کہ مساور الجصاص نے بحوالہ رزین بن سوار ہمیں بتایا کہ حضرت حسنؓ اور مروان کے درمیان خصومت پائی جاتی تھی اور مروان حضرت حسنؓ سے سخت کلامی کرنے لگا اور حضرت حسنؓ خاموش رہے۔ مروان نے اپنے دائیں ہاتھ سے اینٹ صاف کی تو حضرت حسنؓ نے اسے کہا تو ہلاک ہو کیا تجھے معلوم نہیں کہ دایاں ہاتھ چہرے کے لیے اور بایاں ہاتھ شرمگاہ کے لیے ہے؟ پس مروان خاموش ہو گیا۔

اور ابوالعباس محمد بن یزید المبرد نے بیان کیا کہ حضرت حسنؓ بن علیؓ سے دریافت کیا گیا کہ حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ فقر مجھے تونگری سے زیادہ محبوب ہے اور بیماری مجھے صحت سے زیادہ محبوب ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت ابوذرؓ پر رحم فرمائے میں کہتا ہوں جو شخص اس نیکی پر بھروسہ کرے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے پسند کی ہے وہ اس حالت کے سوا جو اللہ نے اس کے لیے پسند کی ہے اور کسی حالت کی تمنا نہ کرے اور یہ اس رضا پر مطلع ہوتا ہے جسے قضا جانتی ہے اور ابوبکر محمد بن کیسان الاصم نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسنؓ نے ایک روز اپنے اصحاب سے فرمایا' میں آپ لوگوں کو اپنے ایک بھائی کے متعلق اطلاع دیتا ہوں جس کی میری نگاہ میں بڑی قدر تھی اور وہ عظیم بات جس نے اسے میری نگاہ میں عظمت دی اس کی نگاہ میں دنیا کا ہیچ ہونا تھا وہ اپنے پیٹ کی حکومت کا

باغی تھا اور جو چیز نہ پاتا اس کی خواہش نہ کرتا اور جب پاتا تو زیادہ کی خواہش نہ کرتا اور وہ اپنی شرمگاہ کی حکومت کا بھی باغی تھا اور اس کی عقل اور رائے اسے اس سے نہ ہٹاتی اور وہ اپنی جہالت کی حکومت کا بھی باغی تھا اور وہ زیادہ بخش یقین پر ہاتھ پھیلاتا اور نیکی کے لیے ہی پاؤں اٹھاتا اور نہ ناراض ہوتا اور نہ زچ ہوتا اور جب وہ علماء سے مل بیٹھتا تو وہ بولنے سے زیادہ سننے کا مشتاق ہوتا اور جب وہ بولنے سے مغلوب ہو جاتا تو خاموشی سے مغلوب نہ ہوتا اور وہ عمر کا زیادہ حصہ روزہ دار رہا اور جب وہ بات کرتا تو بولنے والوں کی مذمت کرتا اور کسی دعویٰ میں حصہ دار نہ بنتا اور نہ کسی جھگڑے میں شامل ہوتا اور نہ کوئی حجت پیش کرتا حتیٰ کہ وہ قاضی کو وہ بات کہتے دیکھتا جو وہ نہ کرتا اور وہ کرتے دیکھتا جو وہ نہ کہتا اور وہ اپنے بھائیوں سے غافل نہ رہتا اور ان کو چھوڑ کر اپنے لیے کسی چیز کو مخصوص نہ کرتا اور وہ کسی شخص کی ایسے کام میں عزت نہ کرتا جس کی مثل میں عذر پیش ہو سکتا اور جب دو کام اسے پیش آتے اور اسے پتہ نہ چلتا کہ ان دونوں میں سے حق کے زیادہ قریب کون سا ہے تو وہ ان دونوں کے بارے میں غور و فکر کرتا کہ ان میں سے اس کی خواہش کے زیادہ قریب کون سا ہے تو وہ اس کی مخالفت کرتا' اسے ابن عساکر اور خطیب نے روایت کیا۔

اور ابوالفرج المعافی بن زکریا الحریری نے بیان کیا ہے کہ بدر بن الہیثم الحضرمی نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن المنذر الطریفی نے ہم سے بیان کیا کہ عثمان بن سعید الدارمی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عبداللہ ابورجا تستری نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ بن الحجاج واسطی نے اسحاق ہمذانی سے بحوالہ الحارث الاعور ہم سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ نے اپنے بیٹے حضرت حسنؓ سے جوانمردانہ صفات کے متعلق دریافت کیا کہ اے میرے بیٹے راستی کیا ہے؟ انہوں نے کہا اے میرے باپ راستی بری بات کو اچھی بات سے دور کرنے کو کہتے ہیں آپ نے پوچھا شرف کیا ہے؟ انہوں نے کہا' خاندان سے نیکی کرنا اور گناہ کا بار اٹھانا' آپ نے پوچھا' جوانمردی کیا ہے؟ انھوں نے کہا خاندان سے نیکی کرنا اور گناہ کا بار اٹھانا' آپ نے پوچھا' جوانمردی کیا ہے؟ انہوں نے کہا پاکدامن ہونا اور آدمی کا جو کچھ ہے اس کی اصلاح کرنا' آپ نے پوچھا' کمینگی کیا ہے؟ انہوں نے کہا معمولی بات کے متعلق سوچنا اور حقیر چیز کو روکنا' آپ نے پوچھا ملامت کیا ہے؟ انہوں نے کہا انسان کا اپنے آپ سے بچنا اور اپنی دلہن کو قربان کرنا' آپ نے پوچھا' سخاوت کیا ہے؟ انہوں نے کہا تنگی و آسائش میں خرچ کرنا' آپ نے پوچھا' بخل کیا ہے؟ انہوں نے کہا' جو کچھ تیرے ہاتھ میں ہے اسے فضول سمجھنا اور جو تو خرچ کر چکا ہے اسے ضائع سمجھنا آپ نے پوچھا' اخوت کیا ہے؟ انہوں نے کہا سختی اور آسائش میں وفا کرنا۔ آپ نے پوچھا بزدلی کیا ہے؟ انھوں نے کہا دوست پر جرأت کرنا اور دشمن سے پیچھے ہٹنا' آپ نے پوچھا' غنیمت کیا ہے؟ انہوں نے کہا' تقویٰ میں رغبت کرنا اور دنیا سے بے رغبتی کرنا' آپ نے پوچھا حلم کیا ہے؟ انہوں نے کہا غصے کو پینا اور نفس پر قابو رکھنا' آپ نے پوچھا تونگری کیا ہے؟ انہوں نے کہا نفس کا اس چیز پر راضی ہونا جو اللہ نے اسے دی ہے خواہ وہ تھوڑی ہو' تونگری صرف دل کا غنی ہونا ہے آپ نے پوچھا' فقر کیا ہے؟ انہوں نے کہا نفس کا ہر چیز میں دلچسپی لینا آپ نے پوچھا' قوت کیا ہے؟ انہوں نے کہا شدید جنگ اور مضبوط ترین آدمی سے جنگ کرنا' آپ نے پوچھا ذلت کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا' سچائی کے وقت گھبرا جانا' آپ نے پوچھا جرأت کیا ہے؟ انہوں نے کہا ہمسروں کا ملنا' آپ نے پوچھا کلفت کیا ہے؟ انہوں نے کہا بے مطلب بات کرنا' آپ نے پوچھا بزرگی کیا ہے؟ انہوں نے کہا تاوان ادا کرنا اور جرم کو معاف کرنا' آپ نے پوچھا عقل کیا ہے؟ انہوں نے کہا' ہر وہ چیز جس کی تجھ سے

رکھوالی مطلوب ہے اس سے دل کو محفوظ رکھنا' آپ نے پوچھا' حماقت کیا ہے؟ اپنے امام سے تیرا دشمنی کرنا اور اس سے اونچی بات کرنا' آپ نے پوچھا' ثناء کیا ہے؟ انہوں نے کہا اچھائی کو کرنا اور برائی کو چھوڑنا' آپ نے پوچھا دانائی کیا ہے؟ انہوں نے کہا طویل بردباری کرنا اور حکمرانوں کے ساتھ نرمی کرنا' لوگوں کی بدظنی سے بچنا' یہی دانائی ہے' آپ نے پوچھا شرف کیا ہے؟ انہوں نے کہا بھائیوں کا اتفاق اور پڑوسیوں کی حفاظت' آپ نے پوچھا بے وقوفی کیا ہے؟ انہوں نے کہا کمینوں کی پیروی کرنا اور گمراہوں کی مصاحبت کرنا' آپ نے پوچھا غفلت کیا ہے؟ انہوں نے کہا تیرا مسجد کو ترک کرنا اور فسادی کی اطاعت کرنا' آپ نے پوچھا محرومی کیا ہے؟ انہوں نے کہا تیرا اپنے حصے کو چھوڑ دینا جب کہ اسے تجھ پر پیش کیا گیا ہو' آپ نے پوچھا سردار کون ہے؟ انہوں نے کہا مال کے بارے میں احمق اور اپنی عزت کو حقیر سمجھنے والا جسے گالی دی جائے تو وہ خاندان کے حکم سے باز نہ آنے والے کو جواب نہ دے وہ سردار ہے۔

راوی بیان کرتا ہے پھر حضرت علیؓ نے فرمایا اے میرے بیٹے! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے' جہالت سے سخت تر فقر کوئی نہیں اور عقل سے بہتر کوئی مال نہیں اور تکبر سے زیادہ وحشت ناک تنہائی کوئی نہیں اور مشاورت سے بڑھ کر کوئی قابل اعتماد مدد نہیں اور تدبیر کی طرح کوئی عقل نہیں اور حسن اخلاق کا سا کوئی حسب نہیں اور رکنے جیسا کوئی تقویٰ نہیں اور تفکر جیسی کوئی عبادت نہیں اور حیا جیسا کوئی ایمان نہیں اور ایمان کی چوٹی صبر ہے اور بات کی آفت جھوٹ ہے اور علم کی آفت نسیان ہے اور حلم کی آفت بداخلاقی ہے اور عبادت کی آفت' سستی ہے اور شرافت کی آفت ڈینگ مارنا ہے اور شجاعت کی آفت نافرمانی ہے اور سخاوت کی آفت احسان جتانا ہے اور خوبصورتی کی آفت تکبر ہے اور محبت کی آفت فخر ہے۔

پھر حضرت علیؓ نے فرمایا اے میرے بیٹے جس شخص کو تو ہمیشہ دیکھتا ہے اسے حقیر نہ سمجھ' اگر وہ تجھ سے بڑا ہے تو اسے اپنا باپ سمجھ اور اگر وہ تیرے جیسا ہے تو وہ تیرا بھائی ہے اور اگر وہ تجھ سے چھوٹا ہے تو اسے اپنا بیٹا خیال کر یہ وہ باتیں ہیں جو حضرت علیؓ نے اپنے بیٹے سے جوانمردی کے متعلق دریافت کیں۔

قاضی الوالقرح نے بیان کیا ہے کہ اس خبر میں حکمت اور فائدہ ہے جس سے اس کا یاد کرنے والا اور اس کی رعایت کرنے والا اور اس پر عمل کرنے والا فائدہ اٹھا سکتا ہے اور اس پر عمل کر کے اپنے نفس کو مہذب بنا سکتا ہے اور اس کی واقفیت حاصل کرنے سے بہت فائدہ ہو سکتا ہے اور جو کچھ امیر المومنین نے روایت کیا ہے اور اس سے بڑھ کر آپ نے جو حضرت نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے اس سے کسی دانش مند عالم کو یاد کیے بغیر چارا نہیں اور خوش بخت وہ ہے جو اس کے سیکھنے سے ہدایت پائے اور اس پر عمل کرے' میں کہتا ہوں اس اثر کا اسناد اور جو اس میں مرفوع حدیث ہے وہ ضعیف ہے اور اس قسم کے الفاظ کی عبارت میں نکارت پائی جاتی ہے اور یہ حدیث محفوظ نہیں۔

اور اصمعی' العتبی اور المدائنی وغیرہم نے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت حسنؓ سے اس قسم کی باتیں دریافت کیں تو آپ نے انہیں اس قسم کا جواب دیا لیکن یہ عبارت پہلی عبارت سے بہت طویل ہے۔ واللہ اعلم

اور علی بن العباس طبرانی نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی پر کندہ تھی۔

''تو جس قدر تقویٰ اختیار کر سکتا ہے اسے اپنے نفس کے لیے آگے بھیج' اے جوان موت بلاشک وریب تیرے پاس

آنے والی ہے تو خوش ہو گیا ہے گویا تو قبرستان اور بوسیدگی میں اپنے دلی احباب کو نہیں دیکھتا''۔

امام احمد نے بیان کیا ہے کہ مطلب بن زیاد بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت حسن بن علیؓ نے اپنے بیٹوں اور بھتیجوں سے فرمایا جان لو' آج تم قوم کے چھوٹے بچے ہو اور کل تم بڑے ہو جاؤ گے' پس جو تم میں سے یاد نہ رکھ سکے وہ لکھ لے۔ بیہقی نے اسے عن الحاکم عن عبداللہ بن احمد عن ابیہ روایت کیا ہے اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ حسن بن موسیٰ اور احمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ زہیر بن معاویہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابواسحٰق نے بحوالہ عمرو الاصم ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت حسن بن علیؓ سے پوچھا ان شیعوں کا خیال ہے کہ حضرت علیؓ قیامت سے قبل مبعوث ہوں گے آپ نے فرمایا قسم بخدا انہوں نے جھوٹ بولا ہے' یہ شیعہ نہیں ہیں اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ وہ مبعوث ہونے والے ہیں تو ہم ان کی بیویوں کا نکاح نہ کرواتے اور نہ باہم ان کا مال تقسیم کرتے اور عبیداللہ بن احمد نے بیان کیا ہے کہ ابوعلی سوید الطحان نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن عاصم نے ہم سے بیان کیا کہ ابوریحانہ نے حضرت سفینہؓ سے بحوالہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا میرے بعد خلافت تیس سال ہوگی ایک شخص نے جو مجلس میں حاضر تھا' کہا' ان تیس میں سے چھ ماہ حضرت معاویہؓ کی خلافت میں شامل ہو چکے ہیں' اس نے کہا تو ان مہینوں کو یہاں سے شمار کر جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوئی تھی چالیس ہزار یا بیالیس ہزار نے آپ کی بیعت کی تھی اور صالح بن احمد نے بیان کیا ہے میں نے اپنے باپ کو بیان کرتے سنا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی نوے ہزار لوگوں نے بیعت کی اور آپ نے خلافت کو چھوڑ کر حضرت معاویہؓ نے مصالحت کر لی اور آپ کے زمانے میں ایک قطرہ خون بھی نہ گرا۔ اور ابن ابی خیثمہ نے بیان کیا ہے کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ وہب بن جریر نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے بیان کیا کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو اہل کوفہ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی بیعت کر لی اور آپ کی اطاعت کی اور ان کے باپ سے بھی بڑھ کر ان سے شدید محبت کی اور ابن ابی خیثمہ نے بیان کیا ہے کہ ہارون بن معروف نے ہم سے بیان کیا ہے کہ ضمرۃ نے بحوالہ ابن شوذب ہم سے بیان کیا کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو حضرت حسنؓ نے اہل عراق کے ساتھ اور حضرت معاویہؓ نے اہل شام کے ساتھ باہم مڈبھیڑ کی تو حضرت حسنؓ نے جنگ کو ناپسند کیا اور حضرت معاویہؓ کی اس شرط پر بیعت کر لی کہ وہ اپنے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو جانشین مقرر کریں گے' راوی بیان کرتا ہے حضرت حسنؓ کے اصحاب کہنے لگے: اے مومنین کی عار' راوی بیان کرتا ہے آپ انہیں کہنے لگے: عار' نار سے بہتر ہے' اور ابوبکر بن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ عباس بن ہشام نے اپنے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو لوگوں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی بیعت کر لی اور آپ سات ماہ گیارہ دن خلیفہ رہے اور عباسؓ کے سوا' دوسرے لوگوں نے بیان کیا ہے کہ اہل کوفہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اور اہل شام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد ایلیاء میں حضرت معاویہؓ کی بیعت کر لی اور آپ کی بیعت عامہ ۴۰ھ کے آخر میں جمعہ کے روز بیت المقدس میں ہوئی۔ پھر حضرت حسنؓ نے ۴۱ھ کے آخر میں کوفہ کے نواح میں مسکن مقام پر حضرت معاویہؓ سے ملاقات کی اور دونوں نے صلح کر لی اور حضرت حسن نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کی بیعت کر لی' اور دوسروں نے بیان کیا ہے کہ ان دونوں کی صلح اور حضرت معاویہؓ کی کوفہ میں آمد ربیع الاوّل ۴۱ھ میں ہوئی اور ہم نے قبل ازیں اس بارے میں مفصل گفتگو کی ہے جس کے اعادہ کی یہاں ضرورت نہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت حسن نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ اس شرط پر صلح کی کہ جو کچھ کوفہ کے بیت المال میں ہے وہ اسے لیں گے حضرت معاویہؓ نے آپ کی اس شرط کو پورا کر دیا' اور اس بیت المال میں پانچ کروڑ اور بعض کہتے ہیں کہ سات کروڑ درہم تھے اور یہ کہ وہ خراج بھی لیں گے اور بعض کا قول ہے کہ دارابجرد کا ہر سال کا خراج ان کا ہوگا پس اس جہت کے لوگوں نے آپ کو خراج ادا کرنے سے انکار کر دیا' پس اس کے عوض حضرت معاویہؓ نے ہر سال آپ کو چھ کروڑ درہم دیئے' اور آپ ہر سال انہیں مسلسل اپنے مال کے ساتھ عطیات' تحائف اور ہدایا کی آمد پر وصول کرتے رہے یہاں تک کہ اس سال میں آپ کی وفات ہوگئی' اور محمد بن سعد نے عن ہودۃ بن خلیفہ عن عوف عن محمد بن سیرین بیان کیا ہے کہ جب حضرت معاوؓیہ کوفہ آئے اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے آپ کی بیعت کی تو حضرت معاوؓیہ کے اصحاب نے حضرت معاویہؓ سے کہا' حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو تقریر کرنے کا حکم دیں اور بلاشبہ وہ نوعمر اور بات کرنے سے عاجز ہیں' شاید وہ پس وپیش کریں اور لوگوں کے دل میں ان کی قدر کم ہو جائے' حضرت معاویہؓ نے آپ کو حکم دیا تو آپ نے کھڑے ہو کر خطاب کیا اور اپنی تقریر میں فرمایا اے لوگو! اگر تم جابلق اور جابرس کے درمیان میرے اور میرے بھائی کے سوا کسی شخص کی اتباع کرتے جس کا نانا نبی ہوتا تو تم اسے نہ پاتے۔ ہم نے حضرت معاوؓیہ کی بیعت کر لی ہے اور ہم نے سمجھ لیا ہے کہ مسلمانوں کے خون کو محفوظ کرنا اس کے بہانے سے بہتر ہے اور قسم بخدا مجھے معلوم نہیں شاید یہ تمہارے لیے فتنہ اور ایک وقت تک فائدہ اٹھانے کی چیز ہو۔ اور آپ نے حضرت معاوؓیہ کی طرف اشارہ کیا۔ پس حضرت معاوؓیہ کو اس بات سے غصہ آ گیا اور آپ نے فرمایا' آپ کی اس سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا میری اس سے وہی مراد ہے جو اللہ تعالیٰ کی مراد ہے پس حضرت معاویہؓ نے منبر پر چڑھ کر آپ کے بعد تقریر کی' اسے کئی لوگوں نے روایت کیا ہے اور قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ حضرت معاویہؓ اپنے اصحاب پر ناراض ہوئے اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ ابوداؤد طیالسی نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے بحوالہ یزید ہم سے بیان کیا کہ میں نے جبیر بن نفیر الحضرمی کو اپنے باپ کے حوالے سے بیان کرتے سنا کہ میں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے کہا' لوگوں کا خیال ہے کہ آپ خلافت کے خواہاں ہیں؟ آپ نے فرمایا عربوں کی کھوپڑیاں میرے ہاتھ میں نہیں' جس سے میں صلح کرتا وہ اس سے صلح کرتے اور جس سے میں جنگ کرتا وہ اس سے جنگ کرتے میں نے خدا تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر خلافت کو چھوڑ دیا ہے' پھر دوبارہ اہل حجاز کی طرف سے اسے شرف دیا گیا۔ اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ علی بن محمد نے ابراہیم بن محمد سے بحوالہ زید بن اسلم ہمیں بتایا کہ ایک شخص حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے پاس آیا آپ اس وقت مدینہ میں تھے اور آپ کے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا اس نے پوچھا یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا' ابن معاویہ مجھے اس سے ڈراتا اور دھمکاتا ہے اس نے کہا' آپ اس سے انصاف پر قائم ہیں • آپ نے فرمایا ہاں' لیکن میں اس بات سے ڈر گیا کہ قیامت کے روز ستر ہزار یا اسی ہزار یا اس سے کم وبیش لوگ آئیں گے جن کی رگ ہائے گردن سے خون بہتا ہوگا اور وہ سب کے سب اللہ سے اپنے خون کے بہنے کے بارے میں مدد مانگیں گے۔

اور اصمعی نے سلام بن مسکین سے بحوالہ عمران بن عبداللہ بیان کیا ہے کہ حضرت حسنؓ بن علیؓ نے خواب میں دیکھا کہ ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان قل ھو اللہ احد لکھا ہوا ہے۔ آپ اس سے بہت خوش ہوئے' حضرت سعید بن المسیب کو اس بات کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا اگر آپ نے یہ خواب دیکھا ہے تو آپ کی مدت تھوڑی باقی رہ گئی ہے راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت حسن بن

علی رضی اللہ عنہما اس کے بعد کچھ دن ہی زندہ رہے حتیٰ کہ آپ کی وفات ہوگئی اور ابوبکر بن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ عبدالرحمٰن بن صالح العتکی اور محمد بن عثمان العجلی نے ہم سے بیان کیا کہ ابواسامہ نے ابن عون سے بحوالہ عمیر بن اسحٰق ہم سے بیان کیا کہ میں اور قریش کا ایک اور شخص حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے پاس گئے تو آپ اٹھ کر نکلنے کی جگہ داخل ہو گئے پھر باہر آئے اور فرمایا میرے جگر کا ایک ٹکڑا گر پڑا ہے' اور میں اسے اس لکڑی کے ساتھ الٹ پلٹ رہا ہوں' مجھے کئی بار زہر پلایا گیا ہے مگر مجھے کسی دفعہ اس سے زیادہ سخت زہر نہیں پلایا گیا۔ راوی بیان کرتا ہے اور آپ اس شخص سے فرمانے لگے مجھ سے پوچھ لو۔ قبل اس کے کہ تم مجھ سے نہ پوچھ سکو گے' اس نے کہا میں آپ سے کچھ نہیں پوچھوں گا اللہ تعالیٰ آپ کو صحت دے گا' راوی بیان کرتا ہے ہم آپ کے ہاں سے چلے گئے پھر دوسرے دن ہم آپ کے پاس آئے اور آپ بازار میں بے ہوش ہو گئے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ آ کر آپ کے پاس بیٹھ گئے اور پوچھنے لگے اے بھائی آپ کے ساتھ یہ کام کس نے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا تو اسے قتل کرنا چاہتا ہے' حضرت حسینؓ نے کہا ہاں' آپ نے فرمایا اگر میرے ساتھ کام کرنے والا وہی ہے جو میرے خیال میں ہے تو اللہ اسے سخت سزا دے گا اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ سخت عذاب اور سخت سزا دینے والا ہے اور اگر وہ نہیں ہے تو میں پسند نہیں کرتا کہ تو میرے بدلے میں ایک بے گناہ کو قتل کرے' محمد بن سعد نے اسے ابن علیہ سے بحوالہ ابن عون روایت کیا ہے اور محمد بن عمر الواقدی نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن جعفر نے بحوالہ ام بکر بنت المسور مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتی ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو کئی بار زہر پلایا گیا اور آپ اس سے بچ جاتے رہے حتیٰ کہ آخری بار اس سے فوت ہو گئے۔ اس نے آپ کے جگر کو پکڑ لیا تھا اور جب آپ فوت ہو گئے تو بنی ہاشم کی عورتوں نے آپ پر ایک ماہ تک نوحہ کیا اور واقدی نے بیان کیا ہے کہ عبدۃ بنت نائل نے بحوالہ حضرت عائشہؓ ہم سے بیان کیا کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما عورتوں سے بہت نکاح کرنے والے تھے اور وہ آپ کے پاس کم ہی حصہ پاتیں' آپ نے کم ہی کسی عورت سے نکاح کیا کہ اس نے آپ سے محبت کی ہو اور آپ سے بخل کیا ہو' کہتے ہیں آپ کو زہر پلایا گیا تو آپ بچ گئے پھر پلایا گیا تو بچ گئے اور آخری بار فوت ہو گئے اور جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو ایک طبیب نے جو آپ کے پاس آیا کرتا تھا' کہا اس شخص کی آنتوں کو زہر نے کاٹ دیا ہے' حضرت حسینؓ نے کہا اے ابومحمد مجھے بتاؤ آپ کو کس نے زہر پلایا ہے آپ نے فرمایا میرے بھائی کیوں؟ حضرت حسینؓ نے کہا خدا کی قسم میں آپ کو دفن کرنے سے قبل اسے قتل کر دوں گا اور میں اس پر قابو نہ پاؤں گا یا وہ کسی علاقے میں ہے تو میں مشقت برداشت کر کے اس کے پاس جاؤں گا' حضرت حسنؓ نے کہا اے میرے بھائی یہ دنیا فانی ہے اس شخص کو چھوڑ دو حتیٰ کہ میں اور وہ اللہ کے ہاں ملاقات کریں اور آپ نے اس کا نام بتانے سے انکار کر دیا اور میں نے بعض لوگوں کو کہتے سنا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے اپنے ایک خادم سے احسان کر کے کہا کہ وہ آپ کو زہر پلا دے محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن حماد نے ہمیں بتایا کہ ابوعوانہ نے مغیرہ سے بحوالہ ام موسیٰ ہمیں خبر دی کہ جعدہ بنت اشعث بن قیس نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو زہر پلایا جس سے آپ بیمار ہو گئے' راوی بیان کرتا ہے آپ کے نیچے طشت رکھا جاتا تھا اور دوسرے کو چالیس روز بعد اٹھایا جاتا تھا اور بعض نے روایت کی ہے کہ یزید بن معاویہ نے جعدہ بنت اشعث کو پیغام بھیجا کہ وہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دے دے اور میں اس کے بعد تجھ سے شادی کر لوں گا تو اس نے آپ کو زہر دے دیا اور جب حضرت حسنؓ فوت ہو گئے تو جعدہ نے یزید کو پیغام بھیجا تو اس نے کہا خدا کی قسم ہم نے تو تجھے حضرت حسنؓ کے لیے بھی پسند

نہیں کیا کیا ہم تجھے اپنے لیے پسند کر سکتے ہیں اور میرے نزدیک یہ صحیح بات نہیں اور اس کے باپ حضرت معاویہؓ کے متعلق اس کی عدم صحت اولیٰ ہے اور کثیر بن نمرہ نے اس بارے میں کہا ہے۔

''اے جعدہ اسے رُلا اور حق کے رونے سے نہ اُکتا جو رائیگاں نہیں اور تو برہنہ پا اور جوتا پہننے والوں میں اس قسم کا گھر ہرگز نہیں دیکھے گی یعنی اسے جس کو اس کے اہل نے درست اور قحط والے زمانے کے لیے چھوڑ دیا ہے اور جب اس کی آگ بھڑکائی جاتی تھی تو اسے شان دار نسب کے ساتھ بلند کیا جاتا تھا تا کہ اسے توشہ ختم ہونے والا تنگ دست دیکھ لے یا وہ فرد دیکھ لے جو شادی شدہ نہیں' گوشت خور جوش مارتے ہیں اور جب وہ گوشت کو پکا لیتے ہیں تو کھانے والے پر جوش میں نہیں آتے''۔

سفیان بن عیینہ نے رقبہ بن مصقلہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ جب حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے فرمایا مجھے صحن میں لے چلو تا کہ میں آسمانوں کی بادشاہت میں غور وفکر کر سکوں' انہوں نے آپ کا بستر نکالا تو آپ نے اپنا سر اٹھا کر دیکھا اور فرمایا: اے اللہ میں اپنے نفس کے متعلق تجھ سے ثواب کی امید رکھتا ہوں بلاشبہ وہ مجھے سب سے عزیز تر ہے۔ راوی بیان کرتا ہے خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ آپ نے اپنے نفس کے متعلق اس سے ثواب کی امید لگائی اور عبدالرحمٰن بن مہدی نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت سفیان ثوری کا مرض شدت پکڑ گیا تو آپ بہت گھبرائے مرحوم بن عبدالعزیز نے آپ کے پاس آ کر کہا اے ابوعبداللہ یہ گھبراہٹ کیسی ہے؟ اس رب کے حضور پیش ہو جایئے جس کی تو نے ساٹھ سال عبادت کی ہے۔ اس کے لیے روزے رکھے ہیں اس کے لیے نمازیں پڑھی ہیں اور اس کے لیے حج کیے ہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت سفیان ثوری کی گھبراہٹ جاتی رہی اور ابونعیم نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی تکلیف بڑھ گئی تو آپ گھبرا گئے تو ایک شخص نے آپ کے پاس آ کر آپ سے کہا اے ابومحمد یہ گھبراہٹ کیسی ہے؟ یہ تو صرف اتنی سی بات ہے کہ آپ کی روح آپ کے جسم کو چھوڑ رہی ہے آپ اپنے والدین حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ اور اپنے نانا نانی حضرت نبی کریم ﷺ اور حضرت خدیجہؓ اور اپنے چچاؤں حضرت حمزہؓ اور حضرت جعفرؓ اور اپنے ماموں حضرت قاسمؓ، حضرت مطہرؓ اور حضرت ابراہیمؓ اور اپنی خالاؤں حضرت رقیہؓ، حضرت ام کلثومؓ اور حضرت زینبؓ کے حضور پیش ہو جایئے' راوی بیان کرتا ہے کہ آپ کی گھبراہٹ دور ہو گئی۔

اور ایک روایت میں ہے کہ یہ بات کہنے والے حضرت حسینؓ تھے اور حضرت حسنؓ نے انہیں کہا اے میرے بھائی میں ایک ایسے امر الٰہی میں داخل ہو رہا ہوں جس جیسے امر میں میں کبھی داخل نہیں ہوا اور میں ایسی مخلوق کو دیکھ رہا ہوں جس جیسی مخلوق میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت حسینؓ رو پڑے' اسے عباس الدوری نے ابن معین سے روایت کیا ہے اور بعض نے اسے جعفر بن محمد سے ان کے باپ کے حوالے سے اسی طرح روایت کیا ہے اور واقدی نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم بن الفضل نے بحوالہ ابوعتیق ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا' جس روز حضرت حسنؓ فوت ہوئے اس روز ہم نے انہیں دیکھا اور قریب تھا کہ حضرت حسین بن علیؓ اور مروان بن الحکم کے درمیان جنگ چھڑ جاتی اور حضرت حسنؓ نے اپنے بھائی کو وصیت کی کہ انہیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دفن کیا جائے اور اگر انہیں اس بارے میں جنگ کا یا شر کا خدشہ ہو تو وہ بقیع میں دفن کر

دیں' اور مروان نے آپ کو چھوڑنے سے انکار کیا۔ اور مروان ان دنوں معزول تھا اور حضرت معاویہؓ کو راضی کرنا چاہتا تھا۔ اور مروان ہمیشہ بنی ہاشم کا دشمن رہا یہاں تک کہ مر گیا حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں نے ان دنوں حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے گفتگو کی اور میں نے کہا اے ابوعبداللہ خدا سے ڈرو اور فتنہ کو نہ بڑھاؤ بلاشبہ تمہارا بھائی اس بات کو پسند نہ کرتا تھا جو تم دیکھ رہے ہو' انہیں اپنی ماں کے ساتھ بقیع میں دفن کر دو تو انہوں نے ایسے ہی کر دیا پھر واقدی نے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن نافع نے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجھ سے بیان کیا کہ میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی موت کے وقت موجود تھا' میں نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے کہا خدا سے ڈرو اور فتنہ کو نہ بڑھاؤ اور خونریزی نہ کرو اور اپنے بھائی کو اپنی ماں کے پہلو میں دفن کر دو' اور آپ کے بھائی نے بھی آپ کو اس بارے میں وصیت کی ہے۔ راوی بیان کرتا ہے حضرت حسینؓ نے ایسے ہی کر دیا اور واقدی نے حضرت ابوہریرہؓ سے بھی اسی قسم کی روایت کی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت حسنؓ نے اس بارے میں حضرت عائشہؓ سے اجازت طلب کرنے کے لیے آدمی بھیجا تو آپ نے انہیں اجازت دے دی اور جب حضرت حسنؓ فوت ہو گئے تو حضرت حسینؓ نے ہتھیار پہن لیے اور بنوامیہ نے بھی ہتھیار لگا لیے اور کہنے لگے ہم آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن نہیں ہونے دیں گے' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بقیع میں دفن ہوں اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ حجرہ میں دفن ہوں؟ اور جب لوگوں کو جنگ کے وقوع پذیر ہونے کا خدشہ ہو گیا تو حضرت سعد بن ابی وقاص' حضرت ابوہریرہ' حضرت جابر اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ آپ جنگ نہ کریں تو انہوں نے ان کی بات مان لی اور اپنے بھائی کو اپنی ماں کی قبر کے نزدیک بقیع میں دفن کر دیا۔

اور سفیان ثوریؒ نے سالم بن ابی حفصہ سے بحوالہ ابوحازم بیان کیا ہے کہ میں نے دیکھا کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے اس روز حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو آگے کیا اور انہوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور کہنے لگے اگر یہ سنت نہ ہوتی تو میں انہیں آگے نہ کرتا۔

اور محمد بن اسحٰق نے بیان کیا ہے کہ بنی سعد بن بکر کے غلام مساور نے مجھ سے بیان کیا کہ جس روز حضرت حسن رضی اللہ عنہ فوت ہوئے میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے اعلان کرتے دیکھا اے لوگو! آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب فوت ہو گیا ہے' پس تم گریہ کرو' آپ کے جنازہ کے لیے لوگ جمع ہو گئے حتیٰ کہ بقیع میں کسی آدمی کے سمانے کی گنجائش نہ رہی اور مردوں اور عورتوں نے سات روز آپ پر گریہ کیا اور بنی ہاشم کی عورتیں مسلسل ایک ماہ تک آپ کا نوحہ کوتی رہیں نیز بنی ہاشم کی عورتوں نے ایک سال تک آپ کا سوگ کیا' یعقوب بن سفیان نے بیان کیا ہے کہ محمد بن یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے جعفر بن محمد سے ان کے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ ۵۸ سال کی عمر میں قتل ہوئے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ بھی اسی عمر میں فوت ہوئے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی اسی عمر میں فوت ہوئے اور شعبہ نے بحوالہ ابوبکر بن حفص بیان کیا ہے کہ حضرت سعد اور حضرت حسن بن علی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت پر دس سال گزرنے کے بعد وفات پائی اور علیہ نے جعفر بن محمد سے ان کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حضرت حسنؓ نے ۴۷ سال کی عمر میں وفات پائی اور یہی بات کئی لوگوں نے بیان کی ہے اور یہی اصح ہے اور مشہور یہ ہے کہ آپ نے ۴۹ھ میں وفات پائی ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اور دوسروں نے بیان کیا ہے کہ

آپ نے ۵۰ھ میں وفات پائی ہے اور بعض ۵۱ھ یا ۵۸ھ میں بھی وفات پانے کا ذکر کرتے ہیں۔

۵۰ھ

ایک قول کے مطابق اس سال حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے وفات پائی اور صحیح یہ ہے کہ آپ نے ۵۲ھ میں وفات پائی ہے جیسا کہ ابھی بیان ہوگا' اس سال حضرت معاویہؓ نے لوگوں کو حج کروایا اور بعض کا قول ہے کہ ان کے بیٹے یزید نے حج کروایا اور اس سال مدینہ کے نائب حضرت سعید بن العاصؓ اور کوفہ' بصرہ' مشرق' سجستان' فارس' سندھ اور ہند کے نائب زیاد تھے اور اس سال بنونہشل نے زیاد کے پاس فرزدق کی شکایت کی تو وہ مدینہ بھاگ گیا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس نے اپنے ایک قصیدے میں حضرت معاویہؓ پر تعریض کی تو زیاد نے سختی سے بار بار اسے تلاش کیا تو وہ اس کے خوف سے مدینہ بھاگ گیا اور حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کی پناہ لے لی اور اس نے اس بارے میں اشعار بھی کہے' اور وہ ہمیشہ مکہ اور مدینہ کے درمیان رہا حتیٰ کہ زیاد فوت ہوگیا تو وہ اپنے علاقے کی طرف واپس آ گیا اور ابن جریر نے اس واقعہ کو بڑا طول دیا ہے اور ابن جریر نے اس سال میں کچھ واقعات کا ذکر کیا ہے جنہیں اس نے واقدی کے طریق سے روایت کیا ہے۔

یحییٰ بن سعید بن دینار نے اپنے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت معاویہؓ نے منبر نبوی کو مدینہ سے دمشق منتقل کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا اور یہ کہ وہ اس عصا کو پکڑ لیں جسے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کے وقت پکڑا کرتے تھے اور وہ بھی اس کو پکڑ کر منبر پر کھڑے ہوں یہاں تک کہ حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت جابر بن عبداللہؓ نے کہا یا امیر المومنین ہم آپ کو ایسا کرنے سے اللہ کی یاد دلاتے ہیں یہ بات مناسب نہیں کہ منبر کو اس جگہ سے جہاں اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا ہے نکالا جائے اور یہ کہ آپ کے عصا کو مدینہ سے باہر لے جایا جائے' پس حضرت معاویہؓ نے اس ارادے کو ترک کر دیا۔ لیکن منبر میں چھ سیڑھیوں کا اضافہ کر دیا۔ اور لوگوں کے پاس معذرت کی' پھر واقدی نے روایت کی ہے کہ عبدالملک بن مروان نے اپنے زمانے میں اسی طرح اس بات کا عزم کیا تو اسے کہا گیا کہ حضرت معاویہؓ نے بھی یہ ارادہ کیا تھا پھر اسے چھوڑ دیا تھا اور یہ کہ جب اس نے منبر کو حرکت دی تو سورج کو گرہن لگ گیا تو اس نے اسے چھوڑ دیا پھر جب ولید بن عبدالملک نے حج کیا تو اس نے بھی یہی ارادہ کیا تو اسے کہا گیا۔ حضرت معاویہؓ اور تیرے باپ نے یہ ارادہ کیا تھا پھر اسے چھوڑ دیا تھا اور اس کے ترک کرنے کا باعث یہ تھا کہ حضرت سعید بن المسیبؓ نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے بات کی کہ وہ اس بارے میں اس سے بات کریں اور اسے نصیحت کریں تو اس نے اپنا ارادہ ترک کر دیا' پھر جب سلیمان نے حج کیا تو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اسے ولید کے ارادے سے آگاہ کیا اور یہ کہ سعید بن المسیب نے اسے اس ارادے سے روک دیا تو اس نے کہا' میں پسند نہیں کرتا کہ یہ بات عبدالملک اور ولید کے بارے میں بیان کی جائے اور ہمیں بھی ایسا نہیں کرنا چاہیے' ہمیں اس سے کیا واسطہ' ہم نے دنیا کو اختیار کیا ہے اور وہ ہمارے ہاتھوں میں ہے' پس ہم چاہتے ہیں کہ ہم اسلام کی ایک نشانی کا قصد کریں اور لوگ اس کے پاس آئیں اور ہم اسے اپنے آگے کی طرف اٹھالے جائیں یہ بات مناسب نہیں۔

اس سال حضرت معاویہؓ نے مصر سے معاویہ بن خدیج کو معزول کر کے افریقہ کے مسلمہ بن مخلد کو اس کا والی بنا دیا اور اس سال

میں عقبہ بن نافع فہری نے حضرت معاویہؓ کے حکم سے بلاد افریقہ کو فتح کیا اور قیروان کی حد بندی کی اور وہ ایک جنگل تھا جس میں درندے، جنگلی جانور اور بڑے بڑے سانپ پناہ لیتے تھے' آپ نے اللہ سے دعا کی تو ان میں سے کوئی چیز بھی باقی نہ رہی حتیٰ کہ درندے اس سے اپنے بچوں کو اٹھا کر لے گئے اور سانپ اپنے بلوں سے نکل بھاگے۔ اور بربریوں میں سے بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے اور آپ نے اس جگہ قیروان کی تعمیر کی۔ اور اسی سال میں بسر بن ارطاۃ اور سفیان بن عوف نے سرزمین روم سے جنگ کی اور اسی میں فضالہ بن عبید نے بحری جنگ کی اور اسی میں جلیل القدر صحابی مدلاج بن عمرو السلمی نے وفات پائی جو سب معرکوں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شامل ہوئے تھے اور میں نے صحابہؓ میں ان کا ذکر نہیں دیکھا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا:

ابن شعبہ بن ثعلبہ بن عبد بن کعب بن الخزرج بن ابی حبیب بن النضیر بن النحام بن نحوم ام المومنین النضر یہ جو حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھیں اور اپنے باپ اور اپنے عمزاد کے ساتھ مدینہ میں رہتی تھیں' جب رسول اللہ ﷺ نے بنو نضیر کو خیبر کی طرف جلاوطن کیا تو آپ کے باپ کو بھی بنی قریظہ کے ساتھ باندھ کر قتل کر دیا گیا جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں اور جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو فتح کیا تو آپ بھی جملہ قیدیوں میں شامل تھیں اور آپ حضرت دحیہ بن خلیفۃ الکلبیؓ کے حصے میں آئیں تو آپؐ کے سامنے ان کے جمال کا تذکرہ کیا گیا نیز یہ کہ وہ ان کے بادشاہ کی بیٹی ہیں تو آپؐ نے انہیں اپنے لیے منتخب کر لیا اور حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ کو ان کا معاوضہ دیا اور آپ نے اسلام قبول کر لیا اور حضورؐ نے انہیں آزاد کر دیا اور ان سے نکاح کر لیا اور جب آپ صہبا میں اتریں تو آپؐ ان کے پاس گئے اور حضرت ام سلیمؓ ان کی مشاطہ تھیں اور آپ اپنے عمزاد کنانہ بن الحقیق سے بیاہی ہوئی تھیں جو جنگ میں مارا گیا اور رسول اللہ ﷺ نے آپ کے رخسار پر تھپڑ کا نشان دیکھا تو آپ نے پوچھا' یہ کیا ہے؟ کہنے لگیں میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا چاند یثرب سے آ کر میری گود میں آ گرا ہے' میں نے یہ خواب اپنے عمزاد کے پاس بیان کیا تو اس نے مجھے تھپڑ مارا اور کہنے لگا تو یثرب کے بادشاہ سے شادی کرنا چاہتی ہے' یہ اس کے تھپڑ کا نشان ہے' آپ عبادت' تقویٰ' زہد' نیکی اور صدقہ کے لحاظ سے سیدات النساء میں سے تھیں واقدی نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ۵۰ھ میں وفات پائی اور بعض دوسروں نے ۳۶ھ میں آپ کی وفات بیان کی ہے' پہلا قول اصح ہے۔

حضرت ام شریک انصاریہؓ:

انہیں عامریہ بھی کہا جاتا ہے' آپ وہی عورت ہیں جنہوں نے اپنے نفس کو رسول اللہ ﷺ کے لیے ہبہ کر دیا تھا' بعض کا قول ہے کہ آپ نے اسے قبول کر لیا اور بعض کہتے ہیں کہ آپ نے اسے قبول نہیں کیا اور آپ نے مرتے دم تک شادی نہیں کی' آپ ہی کو آسمان کے ڈول سے سیراب کیا گیا کیونکہ مشرکین نے آپ کا پانی بند کر دیا تھا پس وہ اس موقع پر مسلمان ہو گئے' آپ کا نام غزیہ تھا اور صحیح قول کے مطابق آپ کا نام غزیلہ بنی عامر تھا' ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ۵۰ھ میں وفات پائی ہے۔

حضرت ام عمرو بن امیۃ الضمری:

آپ جلیل القدر صحابی ہیں' جو اُحد کے بعد مسلمان ہوئے اور سب سے پہلے آپ نے بیئر معونہ کی جنگ میں شمولیت کی آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈاکیے تھے آپ نے حضرت ام حبیبہؓ کے نکاح کے سلسلہ میں ان کو نجاشی کے پاس بھیجا نیز یہ کہ وہ بقیہ مسلمانوں کو لے کر آئیں' آپ کے افعال و آثار قابل تعریف ہیں آپ نے حضرت معاویہؓ کی خلافت میں وفات پائی۔ ابوالفرج ابن الجوزی نے اپنی کتاب المنتظم میں بیان کیا ہے کہ اس سال میں حضرت جبیر بن مطعم' حضرت حسان بن ثابت' حضرت الحکم بن عمرو الغفاری' حضرت دحیہ بن خلیفۃ الکلبی' حضرت عقیل بن ابی طالب' حضرت عمرو بن امیۃ الضمری بدری' حضرت کعب بن مالک' حضرت مغیرہ بن شعبہ' حضرت جویریہ بنت الحارث اور حضرت صفیہ بنت حیی اور حضرت ام شریک انصاریہ رضی اللہ عنہم نے وفات پائی۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ:

ابن عدی بن نوفل بن عبد مناف القرشی النوفلی ابو محمد اور بعض کا قول ہے ابو عدی المدنی' آپ بدر کے قیدیوں کے فدیہ میں مشرک ہونے کی حالت میں آئے اور جب آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سورہ طور کی آیت ﴿اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ﴾ پڑھتے سنا تو اسلام آپ کے دل میں داخل ہو گیا۔ پھر آپ نے خیبر کے سال اسلام قبول کر لیا اور بعض کا قول ہے فتح کے زمانے میں آپ نے اسلام قبول کیا اور پہلا قول اصح ہے' آپ قریش کے سادات اور ان کے انساب کے سب سے بڑے عالم تھے آپ نے یہ بات حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے سیکھی اور مشہور یہ ہے کہ آپ نے ۵۸ ھ میں وفات پائی اور بعض نے آپ کی وفات ۵۹ ھ میں بیان کی ہے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ:

شاعر اسلام' صحیح یہ ہے کہ آپ نے ۵۴ ھ میں وفات پائی جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا۔

الحکم بن عمرو بن مجدع الغفاری:

رافع بن عمرو کے بھائی' انہیں الحکم بن الاقرع بھی کہا جاتا ہے' آپ جلیل القدر صحابی ہیں' امام بخاری کے نزدیک آپ کی ایک ہی حدیث ہے جو گھریلو گدھوں کے گوشت کی نہی کے بارے میں ہے زیاد بن ابیہ نے آپ کو جبل الاشل کی جنگ پر اپنا نائب مقرر کیا اور آپ نے بہت سی غنیمت حاصل کی' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی زبان سے زیاد کا خط آپ کے پاس آیا کہ وہ حضرت معاویہؓ کے لیے غنیمت سے سونا اور چاندی ان کے گھر کے مال کے لیے منتخب کر لیں آپ نے زیاد کو جواب دیا کہ کتاب اللہ' امیر المومنین کے خط سے مقدم ہے کیا انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول نہیں سنا کہ معصیت الٰہی میں مخلوق کی اطاعت واجب نہیں اور آپ نے لوگوں میں ان کی غنائم تقسیم کر دیں' کہتے ہیں کہ آپ کو قید کر دیا گیا یہاں تک کہ آپ اس سال مرو میں وفات پا گئے اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے ۵۱ ھ میں وفات پائی۔

حضرت دحیہ بن خلیفۃ الکلبی رضی اللہ عنہ:

آپ جلیل القدر صحابی اور خوب صورت تھے اسی وجہ سے حضرت جبریل علیہ السلام اکثر آپ کی صورت میں آتے تھے اور رسول

اللہ ﷺ نے آپ کو قیصر کی طرف بھیجا' آپ نے بہت پہلے اسلام قبول کیا' لیکن بدر میں شامل نہ ہوئے اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے پھر یرموک میں شامل ہوئے اور دمشق کے مغرب میں المرۃ مقام پر اقامت اختیار کر لی یہاں تک کہ حضرت معاویہؓ کی خلافت میں وفات پا گئے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرۃ رضی اللہ عنہ:

بن حبیب بن عبد شمس القرشی ابوسعید العبشمی آپ فتح مکہ کے روز مسلمان ہوئے اور بعض کا قول ہے کہ آپ معرکہ موتہ میں شامل ہوئے اور خراسان سے جنگ کی اور سجستان اور کابل وغیرہ کو فتح کیا' دمشق میں آپ کا ایک گھر تھا اور آپ نے بصرہ میں اقامت اختیار کی اور بعض کا قول ہے کہ مرو میں اقامت اختیار کی' محمد بن سعد اور کئی مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ۵۰ھ میں بصرہ میں وفات پائی اور بعض کا قول ہے کہ ۵۱ھ میں وفات پائی اور زیاد نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی' آپ نے کئی لڑکے چھوڑے' جاہلیت میں آپ کا نام عبدالکلال تھا اور بعض عبدکلوب کہتے ہیں اور بعض عبدالکعبہ بیان کرتے ہیں' پس رسول اللہ ﷺ نے آپ کا نام عبدالرحمٰن رکھا' آپ حضرت معاویہؓ اور حضرت حسنؓ کے درمیان صلح کروانے والے دو سفیروں میں سے ایک تھے۔

حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ:

ابوعبداللہ الطائفی' آپ کو اور آپ کے بھائی الحکم کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت حاصل تھی' آپ وفد ثقیف کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نے آپ کو طائف کا امیر مقرر کر دیا اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے بھی آپ کو طائف کا امیر مقرر کیا اور آپ طویل مدت تک ان کے امیر اور امام رہے یہاں تک کہ ۵۰ھ میں وفات پا گئے اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے ۵۱ھ میں وفات پائی ہے۔

حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ:

حضرت علیؓ کے بھائی' آپ حضرت جعفرؓ سے دس سال بڑے تھے اور حضرت جعفر' حضرت علی رضی اللہ عنہما سے دس سال بڑے تھے جیسے طالب' حضرت عقیلؓ سے دس سال بڑے تھے اور طالب کے سوا' سب نے اسلام قبول کیا' حضرت عقیلؓ نے حدیبیہ سے قبل اسلام قبول کیا اور معرکہ موتہ میں شامل ہوئے' آپ قریش کے بڑے نسابوں میں سے تھے' آپ کے جن قرابت داروں نے ہجرت کی اور مکہ میں اپنے اموال چھوڑ گئے آپ ان کے وارث ہوئے اور حضرت معاویہؓ کی خلافت میں وفات پا گئے۔

حضرت عمرو بن الحمق الکاہن الخزاعیؓ:

آپ نے فتح مکہ سے قبل اسلام قبول کیا اور ہجرت کی اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے حجۃ الوداع کے سال اسلام قبول کیا اور حدیث میں بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کے لیے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے شباب سے شادکام کرے پس آپ ۸۰ سال تک زندہ رہے اور آپ کی داڑھی میں ایک سفید بال بھی نظر نہ آتا تھا' علاوہ ازیں آپ ان چار اشخاص میں سے ایک تھے جو حضرت عثمانؓ کے گھر داخل ہوئے تھے پھر بعد ازاں آپ حضرت علیؓ کے پیروکار بن گئے اور جمل وصفین میں آپ کے ساتھ شامل ہوئے اور آپ حجر بن عدی کے مددگاروں میں شامل تھے' زیاد نے آپ کو تلاش کیا تو آپ بھاگ گئے' حضرت معاویہؓ نے موصل کے

نائب کو پیغام بھیجا تو انہوں نے آپ کو تلاش کر لیا آپ ایک غار میں چھپ گئے اور ایک سانپ نے آپ کو ڈس لیا اور آپ فوت ہو گئے اور آپ کا سر کاٹ کر حضرت معاویہؓ کے پاس بھیج دیا گیا اور اسے شام وغیرہ میں پھرایا گیا اور یہ پہلا سر تھا جسے پھرایا گیا۔ پھر حضرت معاویہؓ نے آپ کے سر کو آپ کی بیوی آمنہ بنت الشرید کے پاس بھیج دیا۔ جو آپ کے قید خانے میں تھی۔ اور اسے اس کی گود میں پھینک دیا' اس نے آپ کی پیشانی پر اپنا ہاتھ رکھ کر آپ کے منہ کو چوم لیا اور کہنے لگی' تم نے اسے طویل عرصہ مجھ سے غائب رکھا پھر تم نے اسے میری طرف قتل کر کے بھیج دیا' پس اس ہدیہ کو خوش آمدید جو نہ پکایا گیا ہے اور نہ پکا ہوا ہے۔

حضرت کعب بن مالک انصاری سلمیؓ:

شاعر اسلام' آپ بہت پہلے اسلام لائے اور عقبہ میں شامل ہوئے اور بدر میں شامل نہیں ہوئے جیسا کہ صحیحین میں اللہ کے آپ کے توبہ قبول کرنے کے بارے میں لکھا ہے آپ ان تین اشخاص میں سے ایک تھے جن کی غزوہ تبوک سے پیچھے رہنے کی وجہ سے توبہ قبول ہوئی جیسا کہ ہم نے اسے مفصل طور پر تفسیر میں بیان کیا ہے اور جیسا کہ قبل ازیں غزوہ تبوک میں بیان ہو چکا ہے ابن الکلبی نے غلط کہا ہے کہ آپ بدر میں شامل ہوئے تھے اور ان کا قول ہے کہ آپ ۴۱ھ سے قبل فوت ہوئے تھے اور واقدی نے جو ان سے زیادہ عالم ہے۔ بیان کیا ہے کہ آپ نے ۵۰ھ میں وفات پائی ہے اور قاسم بن عدی نے آپ کی وفات ۵۱ھ میں بیان کی ہے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ:

ابن عامر بن مسعود ابو عیسیٰ آپ کو ابو عبداللہ ثقفی بھی کہا جاتا ہے اور حضرت عروہؓ بن مسعود آپ کے باپ کے چچا تھے اور حضرت مغیرہؓ عرب کے دانش مندوں اور صاحب الرائے لوگوں میں سے تھے آپ نے ثقیف کے تیرہ آدمیوں کو مقوقس کے پاس سے واپس آنے پر قتل کرنے کے بعد اسلام قبول کیا' اور ان کے اموال کو لے لیا اور ان کی دیات کا تاوان حضرت عروہ بن مسعودؓ نے ادا کیا آپ نے حدیبیہ میں شمولیت کی اور صلح کے روز آپ حضرت نبی کریم ﷺ کے سر پر تلوار سونتے کھڑے تھے؟ اور رسول اللہ ﷺ نے اہل طائف کے اسلام قبول کرنے کے بعد آپ کو اور حضرت ابوسفیانؓ بن حرب کو بھیجا اور ان دونوں حضرات نے لات کو توڑ دیا اور ہم اس کے توڑنے کی کیفیت کو پہلے بیان کر چکے ہیں اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو بحرین کی طرف بھیجا اور آپ نے یمامہ اور یرموک کے معرکوں میں شمولیت کی اور اس روز آپ کی آنکھ ضائع ہو گئی اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے سورج کی طرف دیکھا اور اسے گرہن لگا ہوا تھا تو آپ کی آنکھ کی روشنی جاتی رہی اور آپ نے قادسیہ کے معرکہ میں بھی شمولیت کی اور حضرت عمرؓ نے آپ کو بہت سی فتوحات پر مقرر کیا جن میں ہمدان اور میسان بھی شامل ہیں اور آپ ہی حضرت سعدؓ کے ایلچی بن کر رستم کے پاس گئے اور اس سے فصیح و بلیغ گفتگو کی حضرت عمرؓ نے آپ کو بصرہ پر نائب مقرر کیا اور جب آپ کے خلاف زنا کی گواہی دی گئی جو ثابت نہ ہوئی تو آپ نے انہیں بصرہ سے معزول کر کے کوفہ کا نائب مقرر کر دیا اور حضرت عثمانؓ نے بھی ایک وقت تک آپ کو نیابت پر قائم رکھا پھر معزول کر دیا اور آپ گوشہ نشین ہو گئے حتیٰ کہ حکمین کا معاملہ پیش آیا تو آپ حضرت معاویہؓ کے ساتھ مل گئے اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے اور حضرت معاویہؓ نے حضرت حسنؓ سے صلح کر لی اور کوفہ آئے تو آپ نے انہیں کوفہ کا امیر مقرر کر دیا اور آپ مسلسل ان کے امیر رہے حتیٰ کہ مشہور قول کے مطابق آپ اس سال وفات پا گئے' یہ قول محمد بن سعد وغیرہ کا ہے' اور خطیب نے بیان کیا ہے کہ

لوگوں کا اس بات پر اجماع ہے اور آپ کی وفات رمضان ۵۰ھ میں ستر سال کی عمر میں ہوئی اور ابو عبید کا قول ہے کہ آپ نے ۴۹ھ میں وفات پائی ہے اور ابن عبدالبر نے ۵۱ھ اور بعض نے ۵۸ھ میں آپ کی وفات بیان کی ہے اور بعض نے ۳۶ھ میں بیان کی ہے جو غلط ہے۔

محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ آپ بہت سرخ وسفید بالوں والے تھے اور آپ کے سر کے بال گر گئے' آپ کے ہونٹ اوپر کی جانب سکڑے ہوئے تھے منتظم اور بڑے سردار تھے' آپ کے بازو موٹے تھے اور دونوں کندھوں کے درمیان بڑا فاصلہ تھا اور آپ اپنے سر کی چار مینڈھیاں کرتے تھے اور شعبی نے بیان کیا ہے کہ قاضی چار ہیں' حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت ابن مسعود اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہم' اور دانش مند بھی چار ہیں' حضرت معاویہ' حضرت عمروؓ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہم اور زیادؓ اور زہری نے بیان کیا ہے کہ حربی دانش مند پانچ ہیں' حضرت معاویہ' حضرت عمرو بن العاصؓ' حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم جو گوشہ نشین ہو گئے تھے' حضرت قیس بن سعد اور حضرت عبداللہ بن بدیل بن ورقاء رضی اللہ عنہما' یہ دونوں حضرات حضرت علیؓ کے ساتھ تھے' میں کہتا ہوں شیعہ کہتے ہیں اشباح پانچ ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ حضرت حسنؓ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم اور اضداد بھی پانچ ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت معاویہ' حضرت عمرو بن العاص اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم' شعبیؒ نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ مجھ پر ایک دفعہ ایک نوجوان کے سوا کسی نے غلبہ نہیں پایا' میں نے ایک عورت سے نکاح کرنا چاہا تو میں نے اس کے متعلق اس سے مشورہ کیا تو اس نے کہا اے امیر میں آپ کو اس سے نکاح کرتے نہیں پاتا' میں نے اس سے کہا' کیوں؟ اس نے کہا میں نے ایک شخص کو اسے چومتے دیکھا ہے پھر مجھے اس کے متعلق اطلاع ملی کہ اس نے اس عورت سے نکاح کر لیا ہے' میں نے اسے کہا کیا تیرا خیال نہیں کہ تو نے ایک شخص کو اسے چومتے دیکھا ہے؟ اس نے کہا بے شک میں نے اس کے باپ کو جب کہ وہ چھوٹی بچی تھی اسے چومتے دیکھا ہے اور ایسے ہی شعبیؒ نے بیان کیا ہے کہ میں نے قبیصہ بن جابر کو بیان کرتے سنا کہ میں نے حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کی صحبت اٹھائی ہے' اگر ایک شہر کے آٹھ دروازے ہوں اور ان میں سے کسی دروازے سے حیلے کے سوا نہ نکلا جاتا ہو تو حضرت مغیرہؓ سب دروازوں سے نکل جائیں گے' اور ابن وہب نے بیان کیا ہے کہ میں نے مالک کو بیان کرتے سنا کہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ بیان کیا کرتے تھے کہ ایک بیوی کے خاوند کو اس کے ساتھ ہی حیض آ جاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی بیمار ہو جاتا ہے اور دو بیویوں والا دو بھڑکتی آگوں کے درمیان ہوتا ہے اور چار بیویوں والا سکھ میں ہوتا ہے اور آپ چار بیویوں سے اکٹھا نکاح کرتے تھے اور انہیں اکٹھی طلاق دیتے تھے اور عبداللہ بن نافع الصائغ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مغیرہؓ نے تین سو عورتوں سے شادی کی اور دوسروں نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ایک ہزار عورتوں سے شادی کی اور بعض کا قول ہے کہ ایک سو سے اور بعض اسی عورتوں سے آپ کا شادی کرنا بیان کرتے ہیں۔

حضرت جویریہؓ بنت الحارث بن ابی ضرار الخزاعیہ المصطلقیہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو غزوۃ المریسیع میں قیدی بنایا اور یہی غزوہ مصطلق ہے اور آپ کا باپ ان کا بادشاہ تھا آپ مسلمان ہو گئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو آزاد کر دیا اور آپ سے نکاح کر لیا اور آپ حضرت ثابتؓ بن قیس کے حصے میں آئیں

انہوں نے آپ سے مکاتبت کی اور آپ اپنی کتابت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے مدد مانگنے آئیں تو آپ نے فرمایا یا اس سے بہتر بات حضرت جویریہؓ نے کہا' وہ کیا یا رسول اللہ ﷺ؟ آپ نے فرمایا: میں تجھے خریدوں گا اور آزاد کردوں گا اور تجھ سے نکاح کروں گا۔ پس آپ نے انہیں آزاد کردیا تو لوگوں نے کہا یہ رسول اللہ ﷺ کے رشتہ دار ہو گئے ہیں پس ان کے قبضے میں بنی مصطلق کے ایک سو گھرانوں کے جو قیدی تھے انہوں نے ان کو آزاد کردیا تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا' میں کسی عورت کو نہیں جانتی جو اپنے اہل کے لیے اس سے بڑھ کر بابرکت ہو' آپ کا نام برہ تھا' رسول اللہ ﷺ نے آپ کا نام جویریہ رکھا' آپ شیریں کلام عورت تھیں' ابن جوزی وغیرہ کے بیان کے مطابق آپ نے اس سال یعنی ۵۰ھ میں پینسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی اور واقدی نے آپ کی وفات ۵۶ھ میں بیان کی ہے۔ رضی اللہ عنہا وارضاھا۔ واللہ اعلم

۵۱ھ

اس سال حجر بن عدی بن جبل بن عدی بن ربیعہ بن معاویۃ الاکبر بن الحارث بن معاویہ بن ثور بن بزیغ بن کندی الکوفی قتل ہوئے جنہیں حجر الخیر بھی کہا جاتا ہے اور حجر بن الادبر بھی کہا جاتا ہے اس لیے کہ ان کے باپ کو پشت پر نیزہ مارا گیا تو اس کا نام ادبر پڑ گیا جو کندہ میں سے اہل کوفہ کے رؤسا میں سے تھا' ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ حجر حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے حضرت علیؓ' حضرت عمارؓ' حضرت شراحیل بن مرۃ ﷺ اور انہیں شرجیل بن مرۃ بھی کہا جاتا ہے کہ سنا اور آپ سے آپ کے غلام ابولیلیٰ' عبدالرحمٰن بن عباس اور ابوالبختری الطائی نے روایت کی ہے اور آپ نے اس فوج میں جس نے عذراء کو فتح کیا شام سے جنگ کی اور صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ امیر بن کر شامل ہوئے اور بعض کا قول ہے کہ عذراء میں شامل ہوئے جو دمشق کی ایک بستی ہے اور آپ کی قبر کی مسجد وہاں مشہور و معروف ہے پھر ابن عساکر نے اپنے اسانید کے ساتھ حضرت علیؓ وغیرہ سے حجر کی روایت کی اچھی باتوں کو بیان کیا ہے اور محمد بن سعد نے صحابہؓ کے چوتھے طبقہ میں آپ کا ذکر کیا ہے نیز آپ کے ایلچی بن کر آنے کا ذکر کیا ہے پھر آپ کا اہل کوفہ کے تابعین کے اوّل طبقہ میں ذکر کیا ہے' محمد بن سعد نے آپ کو ثقہ معروف بیان کیا ہے اور آپ نے حضرت علیؓ کے سوا کسی سے کچھ روایت نہیں کیا' ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ آپ نے حضرت عمارؓ اور شراحیل بن مرۃ سے بھی روایت کی ہے اور ابواحمد العسکری نے بیان کیا ہے کہ اکثر محدثین آپ کی صحبت کو صحیح قرار نہیں دیتے' آپ نے قادسیہ کے معرکہ میں شمولیت کی اور عذراء کے برج کو فتح کیا اور جمل و صفین میں شامل ہوئے اور حضرت علیؓ کے ساتھ حجر الخیر بھی تھے اور وہ یہی حجر بن عدی تھے۔

اور حجر الشرف' حجر ابن یزید بن سلمہ بن مرۃ ہیں۔ اور المرزبانی نے بیان کیا ہے کہ روایت ہے کہ حجر بن عدی اپنے بھائی ہانی بن عدی کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور یہ شخص عابد زاہد اپنی ماں سے حسن سلوک کرنے والا تھا اور بہت نمازیں پڑھنے والا اور روزے رکھنے والا تھا اور ابومحشر نے بیان کیا ہے کہ آپ جب بھی بے وضو ہوئے آپ نے وضو کیا اور جب وضو کیا تو دو رکعت نماز پڑھی' یہ بات کئی لوگوں نے بیان کی ہے اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ لیلیٰ بن عبید نے ہم سے بیان کیا کہ اعمش نے بحوالہ ابواسحٰق مجھ سے بیان کیا کہ حضرت سلمانؓ نے حجر سے کہا' اے حجر کی ماں کے بیٹے اگر تیرے اعضا قطع ہو جائیں تو بھی تو ایمان کو نہ پہنچے اور حضرت مغیرہ بن شعبہؓ جب کوفہ کے امیر تھے تو آپ اپنے خطبہ میں حضرت عثمانؓ اور آپ کے پیروکاروں کی مدح کرنے کے

بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عیب گیری کرتے اور یہ حجر غصے میں آ جاتے اور اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کرتے' لیکن حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ حلیم اور بردبار تھے وہ ان سے درگزر کرتے اور جو باتیں ان کے اور ان کے درمیان تھیں اس بارے میں انہیں نصیحت کرتے اور اس کارروائی کے انجام سے انہیں ڈراتے بلاشبہ بادشاہ سے معارضہ کرنے کا وبال شدید ہوتا ہے مگر حجر اس سے باز نہ آئے' اور جب حضرت مغیرہؓ کے دور کے آخری دن آئے تو ایک روز حجر نے کھڑے ہو کر خطبہ میں آپ پر اعتراض کیا اور آپ کو للکارا اور لوگوں کو عطیات دینے میں تاخیر کرنے پر آپ کی مذمت کی اور آپ کے کھڑے ہونے کے ساتھ لوگوں کے کئی گروہ کھڑے ہو کر آپ کی تصدیق کرنے لگے اور حضرت مغیرہؓ برا بھلا کہنے لگے اور حضرت مغیرہؓ نماز کے بعد قصر امارت میں داخل ہو گئے اور انہوں نے لوگوں میں افتراق پیدا کرنے اور امیر کے خلاف کھڑے ہونے پر آپ کو اس حجر کے روکنے کا مشورہ دیا اور آپ کو سزا دینے پر اکسایا اور بھڑکایا مگر آپ نے ان سے درگزر کیا اور بردباری اختیار کی' اور یونس بن عبید نے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو بیعت المال سے مالی مدد بھیجنے کے متعلق خط لکھا تو آپ نے مال سے لدا ہوا ایک قافلہ بھیجا جسے حجر نے روک لیا اور پہلے اونٹ کی مہار پکڑ لی اور کہا خدا کی قسم جب تک وہ ہر حق دار کو اس کا حق نہ دیں قافلہ نہیں جائے گا اور ثقیف کے شباب نے حضرت مغیرہؓ سے کہا کیا ہم آپ کے پاس اس کا سر نہ لے آئیں؟ آپ نے فرمایا میں حجر سے ایسا کرنے کا نہیں اور آپ نے اسے چھوڑ دیا اور جب حضرت معاویہؓ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے زیاد کو امیر مقرر کر دیا اور صحیح یہ ہے کہ آپ نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو معزول نہیں کیا حتیٰ کہ وہ فوت ہو گئے اور جب حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے اور بصرہ کے ساتھ کوفہ بھی زیاد کے ماتحت ہو گیا تو وہ اس میں داخل ہوا اور حضرت علیؓ کے پیروکاروں میں سے کئی جماعتیں حجر پر جمع ہو گئیں جو آپ کی امارت کی بات کرتیں اور آپ کے ہاتھ مضبوط کرتیں اور حضرت معاویہؓ کو گالیاں دیتیں اور آپ سے بیزاری کا اظہار کرتیں اور جب زیاد نے کوفہ میں پہلا خطبہ دیا تو اس کے آخر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا ذکر کیا اور آپ کے قاتلوں اور آپ کے قتل پر مدد دینے والوں کی مذمت کی تو حجر ایسے ہی کھڑا ہو گیا جیسے وہ حضرت مغیرہؓ کے زمانے میں کھڑا ہوتا تھا اور اس قسم کی باتیں کیں جو آپ نے حضرت مغیرہؓ سے کی تھیں' مگر زیاد نے انہیں نہ روکا پھر زیاد سوار ہو کر بصرہ کی طرف چلا گیا اور حجر کو بھی اپنے ساتھ بصرہ لے جانا چاہا تا کہ کوئی واقعہ نہ ہو جائے' انہوں نے کہا میں بیمار ہوں' زیاد نے کہا قسم بخدا آپ دین' عقل اور دل کے مریض ہیں' خدا کی قسم اگر آپ نے کوئی واقعہ کیا تو میں آپ کے قتل کی کوشش کروں گا' پھر زیاد بصرہ چلا گیا تو اسے اطلاع ملی کہ حجر اور اس کے اصحاب نے کوفہ میں اس کے نائب عمرو بن حریث پر اعتراض کیے ہیں اور جمعہ کے روز منبر پر اسے سنگریزے مارے ہیں' زیاد سوار ہو کر کوفہ آیا اور محل میں اترا پھر باریک ریشم کی قبا پہنے اور سرخ ریشم کی منقش چادر اوڑھے منبر کی طرف گیا اور اس نے اپنے بالوں کی مانگ نکالی ہوئی تھی اور حجر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے اردگرد ان کے اصحاب کی اکثریت بھی بیٹھی ہوئی تھی اور ان کے اصحاب میں سے کچھ لوگ اس روز تقریباً تین ہزار درہم کا لباس پہنے ہوئے تھے اور وہ ان کے اردگرد ہتھیار بند ہو کر بیٹھے تھے' زیاد نے خطبہ دیا اور حمد وثنائے الٰہی کے بعد کہا' بلاشبہ بغاوت کا انجام ناخوشگوار ہوتا ہے' ان لوگوں نے مجھے امین بنایا ہے اور پھر مجھ پر جرأت کی ہے' قسم بخدا اگر تم سیدھے نہ ہوئے تو میں تمہارا علاج کروں گا' پھر کہا اگر میں کوفہ کے چوک کو حجر اور اس کے اصحاب سے محفوظ نہ کروں تو میں کچھ چیز نہیں اور میں

اسے اس کے بعد آنے والوں کے لیے عبرت بنادوں گا' اے حجر تیری ماں ہلاک ہو جائے' شام کے کھانے نے تجھے بھیڑیے پر گرادیا ہے پھر کہنے لگا۔

''خیر خواہی کی بات کو پہنچادو کہ اونٹوں کے چرواہے کو رات کے کھانے نے بھیڑیے پر گرادیا ہے''۔

اور زیاد اپنے خطبہ میں کہنے لگا بلاشبہ امیر المومنین کے یہ یہ حقوق ہیں۔ حجر نے سنگریزوں کی ایک مٹھی لی اور اسے سنگریزے مارنے لگا اور کہنے لگا تو نے جھوٹ بولا ہے تجھ پر اللہ کی لعنت ہو پس زیاد منبر سے نیچے اتر آیا اور نماز پڑھی پھر محل میں داخل ہو گیا اور حجر کو طلب کیا' کہتے ہیں کہ زیاد نے جب خطبہ دیا تو خطبہ کو لمبا کر دیا اور نماز کو مؤخر کر دیا تو حجر نے اسے کہا نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ تو وہ اپنا خطبہ دیتا رہا اور جب حجر کو نماز کے فوت ہونے کا خدشہ ہوا تو اس نے سنگریزوں کی ایک مٹھی لی اور نماز کا اعلان کیا اور لوگ بھی اس کے ساتھ جوش میں آ گئے' جب زیاد نے یہ صورتِ حال دیکھی تو اس نے منبر سے اتر کر لوگوں کو نماز پڑھا دی اور جب وہ نماز سے فارغ ہو کر واپس گیا تو اس نے حضرت معاویہؓ کو اس کے معاملے کے بارے میں لکھا اور اس پر بڑا زور دیا۔ حضرت معاویہؓ نے اسے لکھا اسے بیڑیوں میں جکڑ کر میرے پاس لے آؤ' زیاد نے پولیس سپرنٹنڈنٹ شداد بن الہیثم کے مددگاروں کے ساتھ اسے اس کے پاس بھیجا تو اس نے اسے کہا' امیر آپ کو طلب کرتا ہے' اس نے زیاد کے پاس حاضر ہونے سے انکار کیا اور اس کے بچاؤ کے لیے اس کے اصحاب کھڑے ہو گئے' سپرنٹنڈنٹ پولیس نے واپس آ کر زیاد کو حقیقتِ حال سے آگاہ کیا' زیاد نے قبائل کی جماعتوں کو اٹھایا اور وہ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے ساتھ مل کر حجر اور اس کے اصحاب کے پاس گئے اور ان کے درمیان پتھروں اور لاٹھیوں سے جنگ ہوئی اور انہوں نے اس پر قدرت نہ پائی۔ پس اس نے محمد بن اشعث کو بلایا اور اسے تین ماہ کی مہلت دی اور اس کے ساتھ ایک فوج تیار کی اور وہ سوار ہو کر اس کی تلاش میں گئے اور مسلسل اسے تلاش کرتے رہے حتیٰ کہ وہ اسے زیاد کے پاس لے آئے اور اس کی قوم نے اسے کوئی فائدہ نہ دیا اور نہ ان لوگوں نے اسے کوئی فائدہ دیا جن کے متعلق اس کا خیال تھا کہ وہ اس کی مدد کریں گے' اس موقع پر زیاد نے بیڑیاں ڈال دیں اور اسے دس روز تک قید خانے میں ڈال دیا اور اسے حضرت معاویہؓ کے پاس بھجوا دیا اور اس کے ساتھ ایک جماعت بھی گواہی دینے کے لیے بھیجی کہ اس نے خلیفہ کو گالیاں دی ہیں۔ اور امیر سے جنگ کی ہے اور یہ کہتا ہے کہ امارت صرف آلِ علیؓ کے ہی مناسب ہے اور اس کے خلاف گواہی دینے والوں میں ستر آدمیوں کے ساتھ ابو بردہ بن موسیٰ' دلائل بن حجر' عمرو بن سعد بن ابی وقاص' اسحاق' اسماعیل' موسیٰ' بنو طلحہ بن عبیداللہ' المنذر بن زبیر' کثیر بن شہاب' ثابت بن ربعی بھی شامل تھے' کہتے ہیں کہ ان کے بارہ میں قاضی شریح کی شہادت بھی لکھی گئی اور اس نے اس سے انکار کیا اور کہا میں نے تو زیاد سے صرف یہ بات کہی ہے کہ وہ روزہ دار اور عبادت گزار تھا' پھر زیاد نے حجر اور اس کے اصحاب کو وائل بن حجر اور کثیر بن شہاب کے ساتھ شام کی طرف بھیج دیا اور حجر بن عدی بن جبلہ بن کندی کے ساتھ اس کے اصحاب کی ایک جماعت بھی تھی۔ کہتے ہیں کہ وہ بیس آدمی تھے اور بعض کا قول ہے کہ چوبیس آدمی تھے' جن میں ارقم بن عبداللہ کندی' شریک بن شداد حضرمی' صیفی بن قسیل' قبیصہ بن ضبیعہ بن حرملہ عبسی' کریم بن عفیف خثعمی' عاصم بن عوف البجلی' ورقاء بن سمی البجلی' کدام بن حبان' عبدالرحمٰن بن حسان العریان تمیمی' محرز ابن شہاب تمیمی اور عبیداللہ بن حویۃ السعدی التمیمی وغیرہ شامل تھے' یہ اس کے وہ ساتھی تھے جو اس کے ساتھ پہنچے اور وہ انہیں شام لے گئے پھر زیاد نے دو اور

آدمیوں عتبہ بن اخنس سعدی اور سعد بن عمران ہمدانی کو ان کے پیچھے بھیجا اور وہ پورے چودہ آدمی ہو گئے' بیان کیا جاتا ہے کہ جب حجر' حضرت معاویہؓ کے پاس گیا تو اس نے کہا السلام علیک یا امیر المومنین! حضرت معاویہؓ کو شدید غصہ آ گیا اور آپ نے اسے اور اس کے ساتھیوں کے قتل کرنے کا حکم دے دیا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت معاویہؓ سوار ہو کر انہیں برج عذراء میں ملے اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے ان کی طرف کچھ لوگوں کو بھیجا جو انہیں ثنیۃ العقاب کے نیچے عذراء کے پاس ملے اور انہیں وہاں قتل کر دیا گیا اور ان کی طرف بھیجے جانے والے تین اشخاص تھے ہدبۃ بن فیاض القضاعی' حضیر بن عبداللہ الکلابی اور ابوشریف البدوی' وہ ان کے پاس آئے اور حجر اور اس کے ساتھیوں نے تمام رات نماز پڑھتے گزاری اور جب وہ صبح کی نماز پڑھ چکے تو انہوں نے ان کو قتل کر دیا اور یہی مشہور قول ہے۔ واللہ اعلم

اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ وہ حضرت معاویہؓ کے پاس آئے پھر آپ نے ان کو واپس کر دیا اور انہیں عذراء میں قتل کر دیا گیا اور حضرت معاویہؓ نے لوگوں سے ان کے متعلق مشورہ کیا حتیٰ کہ ان کو برج عذراء میں لے گئے' کچھ مشیروں نے ان کے قتل کا اور کچھ مشیروں نے انہیں شہروں میں پراگندہ کر دینے کا مشورہ دیا اور حضرت معاویہؓ نے ان کے بارے میں زیاد کو ایک اور خط لکھا تو اس نے آپ کو مشورہ دیا کہ اگر آپ کو عراق کی بادشاہت کی ضرورت ہے تو انہیں قتل کر دو' اس موقع پر آپ نے ان کے قتل کا حکم دے دیا۔ اور امراء نے یکے بعد دیگرے آپ سے ہبہ طلب کیا حتیٰ کہ ان میں سے چھ نے آپ سے ہبہ طلب کیا اور ان میں سے چھ کو قتل کر دیا گیا۔ اور حجر بن عدی سب سے پہلے قتل ہونے والا تھا اور دوسرے آدمی نے رجوع کر لیا تو حضرت معاویہؓ نے اسے معاف کر دیا اور اس نے ایک اور آدمی کو بھیجا جس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو گالیاں دی تھیں اس کا خیال تھا کہ یہ پہلا شخص ہے جس نے گفتگو میں زیادتی سے کام لیا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدح کی ہے حضرت معاویہؓ نے اسے زیاد کے پاس بھیجا اور اسے کہا تو نے اس سے بڑھ کر ہلاک شدہ آدمی میری طرف کیوں نہیں بھیجا۔ اور جب وہ زیاد کے پاس پہنچا تو اس نے اسے زندہ ہی سمندر میں پھینک دیا۔ اور وہ عبدالرحمٰن بن حسان الفری تھا۔ عذراء میں قتل ہونے والوں کے نام یہ ہیں' حجر بن عدی' شریک بن شداد' صیفی بن فسیل' قبیصہ بن ضبیعہ' محرز بن شہاب المنقری اور کدام بن حبان' اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ عرفہ کی مسجد القصب میں مدفون ہیں اور صحیح یہ ہے کہ وہ عذراء میں مدفون ہیں' بیان کیا جاتا ہے کہ جب انہوں نے حجر کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے کہا مجھے چھوڑ دو تاکہ میں وضو کر لوں' انہوں نے کہا وضو کر لے' اس نے کہا مجھے چھوڑ دو تاکہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں پس اس نے ہلکی سی دو رکعتیں پڑھیں پھر کہنے لگا اگر ان کے قول کا خدشہ نہ ہوتا کہ میں موت سے خوفزدہ ہوں تو میں ان دو رکعتوں کو لمبا کرتا پھر کہنے لگا ان دو رکعتوں سے پہلے بہت سی نمازیں ہو چکی ہیں پھر انہوں نے قتل کے لیے اسے آگے کیا اور ان کی قبریں کھودی جا چکی تھیں اور ان کے کفن پھیلا دیئے گئے تھے اور جب جلاد اس کی طرف بڑھا تو وہ گھبرا گیا اس سے دریافت کیا گیا تو تو کہتا ہے کہ میں خوفزدہ ہونے والا نہیں' اس نے کہا' میں کیوں خوف زدہ نہ ہوں میں کھدی ہوئی قبر کھلا ہوا کفن اور سونتی ہوئی تلوار دیکھ رہا ہوں اور اس نے اسے ضرب المثل بنا دیا۔ پھر ابوشریف بدوی جلاد اس کی طرف بڑھا اور بعض کا قول ہے کہ ایک یک چشم شخص اس کی طرف بڑھا اور اس نے اسے کہا' اپنی گردن لمبی کر' اس نے کہا میں اپنے قتل پر مدد نہیں کر سکتا تو اس نے اسے تلوار مار کر قتل کر دیا اور اس نے وصیت کی کہ اسے بیڑیوں سمیت دفن کیا جائے تو

اسے اسی طرح دفن کر دیا گیا اور بعض کا قول ہے کہ انہوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اسے غسل دیا۔

روایت ہے کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے پوچھا' کیا انہوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھی ہے اور اسے بیڑیوں سمیت دفن کیا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں' آپ نے فرمایا قسم بخدا وہ دلیل سے ان پر غالب آ گیا ہے' اور ظاہر بات یہ ہے کہ اس بات کے کہنے والے حضرت حسینؓ ہیں بلاشبہ حجر ۵۱ھ میں قتل ہوا ہے اور بعض نے اسے قتل کر دیا اللہ اس پر رحم کرے اور اسے معاف فرمائے' اور ہم نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسنؓ اس سے پہلے فوت ہو چکے تھے۔ واللہ اعلم

پس انہوں نے اسے قتل کر دیا اللہ اس پر رحم کرے اور اسے معاف فرمائے' اور ہم نے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ جب ام المومنین حضرت عائشہؓ کے پاس آئے تو آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پردے کے پیچھے سے سلام کہا۔ یہ حجر اور اس کے اصحاب کے قتل کے بعد کا واقعہ ہے۔ تو حضرت عائشہؓ نے حضرت معاویہؓ سے فرمایا' اے معاویہؓ جب آپ نے حجر اور اس کے اصحاب کو قتل کیا اس وقت تمہارا حلم کہاں چلا گیا تھا۔ حضرت معاویہؓ نے آپ سے کہا' اے ماں جب میری قوم میں سے آپ جیسی ہستی مجھ سے غائب ہوگئی تو میں نے حلم کو کھو دیا پھر آپ سے کہنے لگے اے ماں! میں آپ سے کیسے حسن سلوک کروں؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا' آپ مجھ سے حسن سلوک کرنے والے ہیں تو حضرت معاویہؓ نے کہا یہ بات اللہ کے ہاں میرے لیے کافی ہے اور کل میں اور حجر اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت معاویہؓ نے کہا کہ اسے ان لوگوں نے قتل کیا ہے جنہوں نے اس کے خلاف گواہی دی ہے اور ابن جریر نے روایت کی ہے کہ حضرت معاویہؓ' غرغرۃ الموت میں کہنے لگے' اے حجر بن عدی' بلاشبہ تیرے ساتھ میرا دن طویل ہوگا۔ یہ بات آپ نے تین بار کہی۔ واللہ اعلم

اور محمد بن سعد نے الطبقات میں بیان کیا ہے کہ اہل علم نے بیان کیا ہے کہ حجر بن عدی اپنے بھائی ہانی بن عدی کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور وہ اصحاب علیؓ میں شامل تھا۔ اور جب زیاد کوفہ کا والی بن کر آیا تو اس نے حجر بن عدی کو بلا کر کہا۔ تجھے معلوم ہے کہ میں تجھے جانتا ہوں اور میرا اور تمہارا جو معاملہ ہے اس کا تجھے بھی علم ہے۔ یعنی حضرت علیؓ سے محبت کا مگر اب معاملہ اور ہے میں تجھ سے خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں اگر تو نے میرے لیے اپنے خون کا ایک قطرہ بہایا تو میں اسے سارا بہا دوں گا۔ اپنی زبان پر کنٹرول کر اور تیرا گھر تیرے لیے کافی ہے اور یہ میرا تخت ہے جو تیری نشست گاہ ہے۔ تیری ضروریات میرے نزدیک پوری ہو چکی ہیں' اپنے نفس کے بارے میں مجھے بے نیاز کر دے میں تیری عجلت کو جانتا ہوں اور میں تجھے تیرے نفس کے بارے میں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں ان کمینوں اور احمقوں سے اجتناب کر کہ یہ تجھے تیری رائے چھوڑنے کو کہیں گے حجر نے کہا میں سمجھ چکا ہوں پھر اپنے گھر کی طرف واپس آیا تو اس کے پیروکار اس کے پاس آئے اور پوچھنے لگے اس نے تجھے کیا کہا ہے؟ اس نے کہا مجھے اس نے یہ بات کہی ہے اور زیاد' بصرہ کی طرف چلا گیا پھر وہ اس کے پاس آنے لگے اور اسے کہنے لگے تو ہمارا شیخ ہے اور جب مسجد آتا تو وہ اس کے ساتھ پیدل چلتے' عمرو بن حریث جو کوفہ پر زیاد کا نائب تھا۔ اس نے اس کی طرف پیغام بھیجا' یہ جماعت کیسی ہے اور تو نے امیر کو جو عہد دیا ہے اسے تو جانتا ہے؟ اس نے ایلچی سے کہا تم جس موقف پر ہو اس سے یہ انکار کرتے ہیں پیچھے ہٹ جاؤ ہاں تیرے لیے بہت کھلی جگہ ہے' عمرو بن حریث نے زیاد کو خط لکھا اگر تمہیں کوفہ کی ضرورت ہے تو جلد پہنچو' زیاد بڑی عجلت کے ساتھ کوفہ آیا اور جب وہ پہنچا تو اس

نے حضرت عدی بن حاتمؓ، حضرت جریر بن عبداللہ البجلی اور حضرت خالد بن عرفطہ کو کوفہ کے اشراف کی ایک جماعت کے ساتھ اس کے پاس بھیجا کہ وہ اسے اس جماعت کے ساتھ تعلق رکھنے سے روکیں وہ اس کے پاس آ کر اس سے باتیں کرنے لگے اور وہ انہیں کچھ جواب نہ دیتا بلکہ کہنے لگا اے غلام تو نے اونٹ کو چارہ ڈالا ہے؟ اونٹ گھر میں بندھا ہے حضرت عدیؓ بن حاتم نے اسے کہا' کیا تو پاگل ہے؟ ہم تجھ سے بات کر رہے ہیں اور تو کہتا ہے' کیا تو نے اونٹ کو چارہ ڈالا ہے' پھر حضرت عدیؓ نے اپنے اصحاب سے کہا مجھے خیال نہ تھا کہ یہ تنگدست کمزوری کی اس حد تک پہنچ چکا ہے جسے میں دیکھ رہا ہوں پھر وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے زیاد کو کچھ حالات بتائے اور کچھ پوشیدہ رکھے اور اس کے معاملے کی تحسین کی اور اس سے اس کے ساتھ نرمی کرنے کا مطالبہ کیا جسے اس نے قبول نہ کیا اور پولیس کو اس کی طرف بھیج دیا وہ اسے اور اس کے اصحاب کو لے آئے تو زیاد نے اسے کہا تو ہلاک ہو جائے تجھے کیا ہو گیا ہے؟ اس نے کہا میں نے حضرت معاویہؓ کی جو بیعت کی ہے اس پر قائم ہوں' زیاد نے کوفہ کے ستر اشخاص کو جمع کر کے کہا تم حجر اور اس کے اصحاب کے متعلق اپنی شہادت لکھو پھر اس نے انہیں حضرت معاویہؓ کے پاس بھیج دیا' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اطلاع ملی تو آپ نے عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام کو حضرت معاویہؓ کے پاس بھیجا کہ وہ آپ سے ان کی رہائی کا مطالبہ کرے اور جب وہ حضرت معاویہؓ کے پاس آئے تو آپ نے زیاد کا خط پڑھا اور حضرت معاویہؓ نے فرمایا انہیں عذراء کی طرف لے جا کر وہاں قتل کر دو۔ پس وہ انہیں لے گئے پھر انہوں نے ان میں سے سات آدمیوں کو قتل کر دیا پھر حضرت معاویہؓ کا ایلچی ان کی رہائی کا پیغام لے کر آیا اور یہ کہ ان سب کو آزاد کر دیا جائے' انہوں نے دیکھا کہ ان میں سے سات آدمی قتل ہو چکے ہیں اور باقی سات کو انہوں نے آزاد کر دیا اور حجر پہلے سات مقتولین میں شامل تھا اور اس نے قتل ہونے سے پہلے ان سے دو رکعت نماز پڑھنے کا مطالبہ کیا اور اس نے دو طویل رکعتیں پڑھیں اور کہا بلا شبہ یہ سب سے ہلکی نماز ہے جو میں نے پڑھی ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ایلچی ان کے کام سے فارغ ہو جانے کے بعد آیا اور جب حضرت معاویہؓ نے حج کیا تو حضرت عائشہؓ نے انہیں کہا' جب تو نے حجر کو قتل کیا تو تیرا حلم کہاں غائب ہو گیا تھا آپ نے کہا جب میری قوم میں سے آپ جیسی ہستی مجھ سے غائب ہو گئی تو اس وقت میرا حلم بھی غائب ہو گیا۔

روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن الحارث نے حضرت معاویہؓ سے کہا' کیا آپ نے حجر بن الادبر کو قتل کر دیا ہے؟ حضرت معاویہؓ نے کہا' اس کا قتل مجھے ایک لاکھ آدمی کے قتل کرنے سے زیادہ محبوب ہے اور ابن جریر وغیرہ نے حجر بن عدی اور اس کے اصحاب سے بیان کیا ہے کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتے تھے اور آپ کے بارے میں ظالمانہ باتیں کرتے تھے اور امراء پر تنقید کرتے تھے اور ان پر عیب لگانے میں جلدی کرتے تھے اور اس بارے میں بہت مبالغہ کرتے تھے اور حضرت علیؓ کے پیروکاروں سے دوستی کرتے تھے اور دین میں تشدد کرتے تھے روایت ہے کہ جب وہ پابجولاں کوفہ سے شام آ رہا تھا تو راستے میں اس کی لڑکیاں اسے ملیں اور وہ رو رہی تھیں' وہ ان کی طرف مائل ہوا اور کہنے لگا' جو تمہیں کھلاتا اور پہناتا ہے وہ اللہ ہے اور وہ باقی ہے لیکن میرے بعد تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرنا اور اس کی عبادت کرنا' یا تو میں چہرے کے بل قتل ہوں گا یا تمہاری طرف واپس آ جاؤں گا اور اللہ تم پر میرا قائم مقام ہے پھر وہ پابجولاں اپنے اصحاب کے پاس واپس چلا گیا' بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے وصیت کی کہ اسے بیڑیوں سمیت دفن کیا جائے اور اس کے ساتھ ایسے ہی کیا گیا لیکن انہوں نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور انہیں قبلہ رو کر کے دفن کیا اللہ ان پر رحم فرمائے اور انہیں

معاف فرمائے اور شیعہ عورتوں میں سے ایک عورت ہند بنت زید بن مخرمہ انصاریہ نے حجر کا مرثیہ کہتے ہوئے کہا ہے کہتے ہیں کہ وہ ہند حجر کی بہن ہے۔ واللہ اعلم

''اے روشن چاند اونچا ہو' کیا تو حجر کو چلتے دیکھتا ہے وہ معاویہ بن حرب کی طرف چلتا جارہا ہے تاکہ وہ اسے قتل کر دے جیسا کہ امیر کا خیال ہے وہ نیک لوگوں کو قتل کرنا اپنے پر واجب سمجھتا ہے اور اس کی جماعت کا شریر آدمی اس کا وزیر ہے۔ ارے آگاہ رہو کاش حجر کسی روز مرجاتا اور اونٹ کی طرح ذبح نہ کیا جاتا۔ حجر کے بعد سرکشوں نے سرکشی اختیار کر لی ہے اور انہیں خورنق اور سدیر بھا گئے ہیں اور اس کے شہر قحط زدہ ہو گئے ہیں گویا بارش برسانے والے بادل نے انہیں سیراب نہیں کیا۔ اے حجر بن عدی تجھے سلامتی اور سرور ملے گا' مجھے تیرے متعلق خدشہ ہے' اس نے عدی کو ہلاک نہیں کیا اور دمشق میں ایک شیخ ہے جس کے پاس ایک مضبوط آدمی ہے' اگر تو ہلاک ہو گیا ہے تو دنیا سے لوگوں کا ہر لیڈر ہلاکت کی طرف جارہا ہے پس مردہ ہونے کی حالت میں خدا کی رضا مندی تجھے حاصل ہے اور وہاں باغات میں نعمتیں اور حوریں ہیں''۔

اور ابن عساکر نے اس کے بہت سے مراثی کا ذکر کیا ہے اور یعقوب بن سفیان نے بیان کیا ہے کہ حرملہ نے مجھ سے بیان کیا کہ ابن وہب نے ہم کو بتایا کہ ابن لہیعہ نے بحوالہ ابوالاسود مجھے خبر دی کہ حضرت معاویہ' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا' تجھے اہل عذراء' حجر اور ان کے اصحاب کے قتل پر کس بات نے آمادہ کیا' حضرت معاویہؓ نے کہا یا ام المومنین! میں نے ان کے قتل میں امت کی بہتری اور ان کے ٹھہراؤ میں امت کا فساد دیکھا ہے' حضرت عائشہؓ نے فرمایا' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ عنقریب عذراء میں کچھ لوگ قتل ہوں گے جن کے لیے اللہ تعالیٰ اور آسمان والے غضب ناک ہو جائیں گے۔ یہ اسناد ضعیف منقطع ہے اور عبداللہ بن المبارک نے اسے ابن لہیعہ سے بحوالہ ابوالاسود روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ عنقریب عذراء میں کچھ لوگ قتل ہوں گے جن کے لیے اللہ تعالیٰ اور آسمان والے غضب ناک ہو جائیں گے' اور یعقوب نے بیان کیا ہے کہ ابن لہیعہ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ اے اہل عراق' عنقریب تم میں سے سات آدمی عذراء میں قتل ہوں گے ان کی مثال اصحاب الاخدود (خندقوں والے) کی سی ہوگی۔ آپ نے فرمایا حجر اور اس کے اصحاب قتل ہوں گے۔ ابن لہیعہ ضعیف ہے۔ اور امام احمدؒ نے عن ابی علیۃ عن ابن عون عن نافع روایت کی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ بازار میں تھے کہ آپ کو حجر کی وفات کی خبر دی گئی تو آپ نے اپنا گوٹھ مارنے والا کپڑا کھول دیا اور کھڑے ہو گئے اور رونے نے آپ پر غلبہ پالیا' اور احمد نے عن عفان عن ابن علیۃ عن ایوب عن عبداللہ بن ابی ملیکہ یا کسی اور سے روایت کی ہے کہ جب حضرت معاویہؓ مدینہ آئے تو حضرت عائشہؓ کے پاس گئے تو آپ نے پوچھا کیا تو نے حجر کو قتل کیا ہے؟ انہوں نے کہا یا ام المومنین! میں نے لوگوں کی بہتری میں ایک شخص کے قتل کو' ان کے فساد کی خاطر زندہ رہنے سے بہتر سمجھا ہے' اور حماد بن سلمہ نے عن علی بن زید عن سعید بن المسیب عن مروان بیان کیا ہے کہ میں حضرت معاویہؓ کے ساتھ ام المومنین حضرت عائشہؓ کے پاس گیا تو آپ نے فرمایا اے معاویہؓ! تو نے حجر اور اس کے اصحاب کو قتل کیا ہے اور جو تو نے کرنا تھا کیا ہے' کیا تو ڈرتا نہیں کہ میں نے تیرے قتل کے لیے ایک شخص کو چھپا رکھا ہے؟ حضرت معاویہؓ

نے کہا' نہیں' میں دارالامان میں ہوں' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے' ایمان' غفلت میں پکڑ کر قتل کرنے کی ضد ہے اور مومن غفلت میں حملہ کر کے قتل نہیں کرتا' یا ام المومنین اس کے علاوہ آپ کی ضروریات اور معاملات میں' میں کیسا ہوں' آپ نے فرمایا اچھے ہو' پھر کہنے لگے آپ مجھے اور حجر کو چھوڑ دیں حتیٰ کہ ہم اپنے رب کے ہاں باہم ملاقات کریں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہؓ نے آپ سے حجاب اختیار کر لیا اور فرمایا میرے پاس کبھی نہ آنا اور وہ ہمیشہ نرمی اختیار کیے رہے حتیٰ کہ اندر آ گئے تو حضرت عائشہؓ نے حجر کے قتل کے بارے میں انہیں ملامت کی اور وہ مسلسل معذرت کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت عائشہؓ نے ان کے عذر کو قبول کر لیا' اور ایک روایت میں ہے کہ آپ انہیں دھمکاتی رہیں اور فرماتی رہیں کہ اگر ہمارے بیوقوف ہم پر غالب نہ آ جاتے تو مجھے اور حضرت معاویہؓ کو حجر کے قتل میں ایک قدر منزلت حاصل ہوتی اور جب حضرت معاویہؓ نے آپ کے پاس عذر کیا تو آپ نے ان کے عذر کو قبول کر لیا۔ اور ابن جوزی نے المنتظم میں بیان کیا ہے کہ اس سال ان اکابر نے وفات پائی حضرت جریر بن عبداللہ البجلی' حضرت جعفر بن ابی سفیان بن الحارث' حضرت حارثہ بن النعمان' حضرت حجر بن عدی' حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل' حضرت عبداللہ بن انیس' حضرت ابوبکرہ نفیع بن الحارث ثقفی رضی اللہ عنہم۔

حضرت جریر بن عبداللہ البجلی:

آپ سورہ مائدہ کے نزول کے بعد مسلمان ہوئے آپ نے رمضان ۱۰ھ میں اسلام قبول کیا' آپ آئے تو رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے اور آپ نے اپنے خطبہ میں فرمایا: اس راستے سے تمہارے پاس یمن والوں کا بہترین شخص آ رہا ہے اور اس کے چہرے پر شاہی نشان ہے' جب آپ آئے تو لوگوں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ رسول اللہ ﷺ کے بیان کے مطابق تھے' لوگوں نے آپ کو اطلاع دی تو آپ نے اللہ کا شکر ادا کیا' روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب ان کے ساتھ بیٹھے تو آپ نے ان کے لیے اپنی چادر بچھا دی اور فرمایا جب تمہارے پاس کسی قوم کا سردار آئے تو اس کی عزت کیا کرو۔ ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال زیاد نے الحکم بن عمرو کی وفات کے بعد الربیع بن زیاد الحارثی کو خراسان کا امیر مقرر کیا اور اس نے بلخ کو صلح سے فتح کر لیا اور انہوں نے احنف کے صلح کرنے کے بعد بلخ کو بند کر دیا تھا اور اس نے کوہستان کو بزور قوت فتح کر لیا اور اس کے پاس ترک رہتے تھے اس نے انہیں قتل کر دیا اور ان میں سے صرف ایک ترک طرخان باقی رہ گیا جسے بعد میں قتیبہ بن مسلم نے قتل کر دیا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا اور اس سال الربیع نے ماوراء النہر کے علاقے سے جنگ کی اور غانم وسالم رہا۔

اور اس سے قبل الحکم بن عمرو نے ماوراء النہر کے علاقے کو عبور کیا اور جس شخص نے سب سے پہلے نہر سے پانی پیا وہ الحکم کا غلام تھا اور اس نے اپنے آقا کو بھی پانی پلایا اور الحکم نے وضو کر کے نہر کے آگے دو رکعت نماز پڑھی پھر واپس آ گیا اور جب اس ربیع نے ماوراء النہر کے علاقے سے جنگ کی تو یہ بھی غانم وسالم رہا اور ابو معشر اور واقدی کے قول کے مطابق اس سال یزید بن معاویہ نے لوگوں کو حج کروایا اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ذوالخلصہ کی طرف بھیجا۔ یہ ایک گھر تھا جس کی دوس جاہلیت میں تعظیم کرتا تھا۔ تو انہوں نے کہا کہ وہ گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا' آپ نے ان کے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا اے اللہ! اسے ثبات بخش اور اسے ہادی اور مہدی بنا دے' پس حضرت معاویہؓ نے اسے جا کر گرا دیا۔ اور صحیحین میں ہے کہ جب سے میں اسلام لایا ہوں رسول

اللہ ﷺ نے مجھ سے حجاب اختیار نہیں کیا اور مجھے دیکھ کر تبسم فرمایا ہے اور حضرت عمر بن الخطابؓ فرمایا کرتے تھے' جریر اس امت کا یوسف ہے اور عبدالملک بن عمیر نے بیان کیا ہے میں نے حضرت جریر کو دیکھا آپ کا چہرہ چاند کا ٹکڑا معلوم ہوتا تھا اور شعبی نے بیان کیا ہے کہ حضرت جریر اور ایک جماعت' حضرت عمرؓ کے ساتھ ایک گھر میں تھے کہ حضرت عمرؓ نے ان میں سے کسی کی ریح کو سونگھا تو فرمایا میں اس ریح والے کو قسم دیتا ہوں کہ جب وہ اُٹھے تو وضو کرے' حضرت جریر نے کہا یا امیر المومنین کیا ہم سب اٹھ کر وضو کریں؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا' آپ جاہلیت میں کیا ہی اچھے سردار تھے اور آپ اسلام میں کیا ہی اچھے سردار ہیں اور آپ ہمدان پر حضرت عثمانؓ کے گورنر تھے' کہتے ہیں کہ وہاں پر آپ کی آنکھ ضائع ہوگئی اور جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو آپ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ سے الگ ہو گئے اور ہمیشہ جزیرہ میں مقیم رہے حتیٰ کہ ۵۱ھ میں السراۃ مقام پر فوت ہو گئے یہ قول واقدی کا ہے اور بعض نے آپ کی وفات ۵۴ھ میں اور بعض نے ۵۶ھ میں بیان کی ہے۔

حضرت جعفر بن ابی سفیان بن عبدالمطلبؓ:

آپ نے فتح مکہ کے سال مکہ اور مدینہ کے درمیان آپ سے ملاقات کے وقت اپنے باپ کے ساتھ اسلام قبول کیا اور جب آپ نے دونوں کو واپس کیا تو ابوسفیان نے کہا' خدا کی قسم اگر آپ نے مجھے اپنے پاس آنے کی اجازت نہ دی تو میں اس کا ہاتھ پکڑ کر زمین میں چلا جاؤں گا اور کچھ معلوم نہ ہوگا کہ میں کہاں گیا ہوں' جب رسول اللہ ﷺ کو اس بات کی اطلاع ملی تو آپ کو اس پر رحم آ گیا اور اسے اجازت دے دی اور ان دونوں نے اسلام قبول کر لیا اور نہایت اچھے مسلمان بن گئے حالانکہ قبل ازیں ابوسفیان رسول اللہ ﷺ کو بہت اذیت دیا کرتا تھا اور آپ نے حنین میں شمولیت کی اور آپ اس روز ثابت قدم رہنے والے لوگوں میں شامل تھے۔

حضرت حارثہ بن النعمان الانصاری البخاریؓ:

آپ بدر' احد' خندق اور دوسرے معرکوں میں شامل ہوئے اور آپ فضلاء صحابہؓ میں سے تھے' روایت ہے کہ آپ نے جبریل کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر کے بعد مقاعد میں گفتگو کرتے دیکھا نیز آپ نے بنی قریظہ کے روز جبریل کو حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ کی صورت میں دیکھا اور صحیح میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنت میں آپ کی قرأت کو سنا' محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ عبدالرحمٰن بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن اسماعیل بن ابی فدیک نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عثمان نے اپنے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ حضرت حارثہ بن النعمان کی نظر بند ہوگئی تھی اور آپ نے اپنے مصلیٰ سے لے کر اپنے حجرے کے دروازے تک ایک دھاگا رکھا ہوا تھا اور جب کوئی مسکین آپ کے پاس آتا تو آپ اس سے کچھ کھجوریں لیتے پھر اس دھاگے کو پکڑ کر اس مسکین کے ہاتھ میں کھجوریں رکھ دیتے اور آپ کے اہل آپ سے کہتے ہم اس کام میں آپ کو کفایت کریں گے تو وہ فرماتے' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے' مسکین کو ہاتھ دراز کر کے عطیہ دینا بری موت سے بچاتا ہے۔

حضرت سعیدؓ بن زید بن عمرو بن نفیل القرشی:

آپ عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں اور آپ حضرت عمر بن الخطابؓ کے عمزاد ہیں اور آپ کی ہمشیرہ عاتکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ فاطمہ حضرت سعید رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں۔ آپ نے اور آپ کی بیوی فاطمہ نے حضرت عمرؓ سے

پہلے اسلام قبول کیا اور دونوں نے ہجرت کی' آپ سادات صحابہؓ میں سے تھے۔ عروہ' زہری' موسیٰ بن عقبہ' محمد بن اسحٰق' واقدی اور کئی مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ نے بدر میں شمولیت نہیں کی کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اور طلحہ بن عبیداللہ کو اپنے آگے قریش کے حالات معلوم کرنے کے لیے بھیجا تھا اور یہ دونوں واپس نہ آئے حتیٰ کہ آپ بدر سے فارغ ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کا حصہ اور اجر لگایا اور حضرت عمرؓ نے شوریٰ میں ان کا ذکر نہیں کیا کہ حضرت عمرؓ سے قرابت کی وجہ سے ان کی طرف داری نہ کی جائے اور انہیں خلیفہ مقرر کر دیا جائے اس لیے آپ نے ان کو ترک کر دیا' وگرنہ آپ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں جیسا کہ متعدد صحیح احادیث نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور آپ نے ان کے بعد امارت حاصل نہیں کی اور ہمیشہ اسی حالت میں رہے حتیٰ کہ کوفہ میں فوت ہو گئے اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے مدینہ میں وفات پائی ہے اور یہی اصح قول ہے اور الفلاس وغیرہ نے آپ کی وفات ۵۱ھ میں اور بعض نے ۵۲ھ میں بیان کی ہے۔ واللہ اعلم

آپ دراز قد اور بہت بالوں والے تھے' آپ کو حضرت سعدؓ نے غسل دیا اور آپ کو عقیق سے لوگوں کی گردنوں پر مدینہ لایا گیا۔ اس وقت آپ کی عمر ستر سے چند سال اوپر تھی۔

حضرت عبداللہ بن انیس بن الجہنی ابو یحییٰ المدنی:

آپ جلیل القدر صحابی ہیں' آپ نے عقبہ میں شمولیت کی اور بدر میں شامل نہیں ہوئے اور اس کے بعد کے معرکوں میں شمولیت کی ہے آپ اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ انصار کے بت توڑا کرتے تھے' صحیح میں آپ کی حدیث ہے کہ لیلۃ القدر ۲۳ کی رات ہوتی ہے' آپ ہی کو رسول اللہ ﷺ نے خالد بن سفیان الہذلی کی طرف بھیجا تو آپ نے اسے عرفہ میں قتل کر دیا اور رسول اللہ ﷺ نے آپ کو اپنی چھڑی عطا فرمائی اور فرمایا میرے اور تمہارے درمیان جو تعلق ہے یہ چھڑی قیامت کے روز اس کی نشانی ہوگی۔ پس آپ نے اس چھڑی کے متعلق حکم دیا اور وہ آپ کے کفن کے ساتھ دفن کی گئی اور ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ۵۱ھ میں وفات پائی ہے اور دیگر مؤرخین کا قول ہے کہ آپ نے ۵۴ھ میں وفات پائی ہے اور بعض نے آپ کی وفات ۸۰ھ میں بیان کی ہے۔

حضرت ابوبکرۃ نفیع بن الحارثؓ:

ابن کلدۃ بن عمرو بن علاج بن ابی سلمہ ثقفی' آپ جلیل القدر صحابی ہیں' کہتے ہیں کہ آپ کا نام مسروح تھا اور آپ کو ابوبکرۃ اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ طائف کی جنگ میں چرخی میں اترے تو رسول اللہ ﷺ نے آپ کو اور ہر اس غلام کو جو اس روز بھاگ کر ان کے پاس آ گیا' آزاد کر دیا۔ آپ کی ماں کا نام سمیہ ہے جو زیاد کی ماں ہے اور آپ کا بھائی زیاد' حضرت مغیرہؓ کے خلاف زنا کی شہادت دینے والوں میں شامل ہیں اور ان دونوں کے ساتھ سہل بن معبد اور نافع بن الحارث بھی تھے اور جب زیاد نے شہادت میں دیر لگا دی تو حضرت عمرؓ نے باقی تینوں کو کوڑے لگائے پھر ان سے توبہ کا مطالبہ کیا تو ابوبکرہ کے سوا سب نے توبہ کر لی' انہوں نے شہادت دینے کی ٹھان لی' حضرت مغیرہؓ نے کہا یا امیر المومنین مجھے اس غلام سے شفا دیجیے' حضرت عمرؓ نے انہیں ڈانٹ کر کہا خاموش رہ' اگر شہادت مکمل ہو جاتی تو میں تیرے پتھروں سے تجھے سنگسار کرتا اور حضرت ابوبکرہ ان گواہوں سے بہتر تھے اور آپ فتنوں سے الگ رہنے والوں میں سے تھے اور آپ نے اس سال میں وفات پائی اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے اس سے ایک سال قبل وفات پائی

ہے اور آپ کی نماز جنازہ حضرت ابو برزۃ الاسلمیؓ نے پڑھائی' رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کے درمیان مواخات کروائی تھی۔

حضرت ام المومنین میمونہ بنت الحارث الہلالیہؓ:

اس سال ام المومنین حضرت میمونہ نے وفات پائی' رسول اللہ ﷺ نے ۷ھ میں عمرۃ القضاء میں آپ سے نکاح کیا' حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا ہے۔ آپ ان کی بہن ام الفضل لبابہ بنت الحارث کے بیٹے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے محرم ہونے کی حالت میں آپ سے نکاح کیا اور صحیح مسلم میں حضرت میمونہ سے ثابت ہے کہ آپ دونوں حلال تھے اور اکثریت کے نزدیک میمونہ کا قول حضرت ابن عباسؓ کے قول سے مقدم ہے اور ترمذی نے ابو رافع سے روایت کی ہے۔ آپ دونوں کے درمیان سفیر تھے۔ کہ آپ دونوں حلال تھے' کہتے ہیں کہ آپ کا نام برۃ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کا نام میمونہ رکھا' آپ نے اس سال مکہ اور مدینہ کے درمیان سرف مقام پر جہاں رسول اللہ ﷺ آپ کے پاس گئے تھے' وفات پائی اور بعض نے ۶۳ھ اور بعض نے ۶۶ھ میں آپ کی وفات بیان کی ہے اور پہلا قول مشہور ہے اور آپ کے بھانجے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے آپ کی وفات بیان کی ہے اور پہلا قول مشہور ہے اور آپ کے بھانجے حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

۵۲ھ

اس سال سفیان بن عوف نے بلاد روم سے جنگ کی اور وہیں موسم سرما گزارا اور وہیں وفات پائی اور اپنے بعد عبداللہ بن مسعدۃ الفزاری کو فوج کا امیر مقرر کیا اور بعض کا قول ہے کہ اس سال بلاد روم میں امیر جنگ بسر بن ارطاۃ تھے اور ان کے ساتھ سفیان بن عوف بھی تھے اس سال نائب مدینہ حضرت سعید بن العاصؓ نے لوگوں کو حج کروایا' یہ قول ابو معشر اور واقدی وغیرہ کا ہے اور موسم گرما میں محمد بن عبداللہ ثقفی نے جنگ کی اور اس سال شہروں کے عمال وہی تھے جو گزشتہ سال تھے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

حضرت خالد بن زید بن کلیب رضی اللہ عنہ:

ابو ایوب الانصاری الخزرجیؓ آپ نے بدر' عقبہ اور تمام معرکوں میں شمولیت کی اور حروریہ کے ساتھ جنگ میں حضرت علیؓ کے ساتھ شامل ہوئے اور جب رسول اللہ ﷺ مدینہ آئے تو آپ ہی کے گھر میں فروکش ہوئے اور آپ کے ہاں ایک ماہ تک قیام کیا حتیٰ کہ مسجد اور اس کے اردگرد آپ کی رہائش گاہیں تعمیر ہو گئیں پھر آپ ان رہائش گاہوں میں منتقل ہو گئے اور حضرت ابو ایوبؓ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے گھر کے نچلے حصے میں اتارا' پھر آپ نے گناہ سے بچنے کے لیے آپ' حضور علیہ السلام کے اوپر ہیں رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ اوپر چلے جائیں اور وہ اور ام ایوب نیچے رہیں گے تو حضور ﷺ نے آپ کی بات قبول کر لی۔ اور ہم نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو ایوبؓ بصرہ میں آپ کے پاس آئے اور آپ بصرہ کے نائب تھے' تو وہ آپ کی خاطر اپنے گھر سے نکل گئے اور آپ کو وہاں اتارا اور جب آپ نے واپسی کا ارادہ کیا تو جو چیزیں بھی اس میں موجود تھیں آپ ان کی خاطر ان سب سے دست کش ہو گئے اور آپ کو مزید تحائف اور بہت سے خادم بھی دیئے جو چالیس ہزار کے تھے اور چالیس غلام آپ کی تعظیم

کے لیے دیئے کیونکہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے گھر میں اتارا تھا اور یہ آپ کا بہت بڑا شرف ہے جب آپ کی بیوی نے آپ سے کہا کہ کیا آپ ان باتوں کو نہیں سنتے جو لوگ حضرت عائشہؓ کے بارے میں کر رہے ہیں؟ تو آپ نے اپنی بیوی ام ایوبؓ سے فرمایا کیا میں یہ کر رہا ہوں یا ام ایوب کر رہی ہے' وہ کہنے لگی خدا کی قسم ہم نہیں کر رہے' آپ نے فرمایا قسم بخدا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تجھ سے بہتر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ﴿لَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا﴾ آپ کی وفات اس سال بلاد روم میں قسطنطنیہ کی فصیل کے نزدیک ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ آپ کی وفات اس سے پہلے سال ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ اس سال کے بعد والے سال میں ہوئی اور فوج میں یزید بن معاویہ بھی تھا اور اسی کو آپ نے وصیت جاری کرنے والا مقرر کیا اور اسی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ عثمان نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عاصم نے اہالیان مکہ میں سے ایک شخص کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن معاویہ اس فوج کا امیر تھا جس میں شامل ہو کر حضرت ابوایوبؓ نے جنگ کی تھی' وہ موت کے وقت آپ کے پاس آیا تو آپ نے اسے فرمایا' جب میں مر جاؤں تو لوگوں کو میرا اسلام کہنا اور انہیں بتانا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص مر جائے اور وہ کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ بناتا ہو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ اور وہ چلیں اور مجھے سرزمین روم میں حتی المقدور دور تک لے جائیں' راوی بیان کرتا ہے جب حضرت ابوایوب فوت ہو گئے تو اس نے لوگوں کو بتایا اور لوگوں نے بات مان لی اور وہ آپ کے جنازہ کو لے گئے' اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ اسود بن عامر نے ہم سے بیان کیا کہ ابوبکر نے اعمش سے بحوالہ ابوظبیان ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابوایوبؓ نے یزید بن معاویہ کے ساتھ مل کر جنگ کی راوی بیان کرتا ہے آپ نے فرمایا جب میں مر جاؤں تو مجھے دشمن کی زمین میں لے جانا اور جہاں تم دشمن سے ملو وہیں مجھے اپنے پاؤں تلے دفن کر دینا' راوی بیان کرتا ہے پھر آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے۔ جو شخص مر جائے اور وہ کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ بناتا ہو' وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور احمد نے اسے ابن نمیر اور یعلیٰ بن عبید سے بحوالہ اعمش روایت کیا ہے کہ میں نے ابوظبیان کو سنا اور اس نے اس حدیث کو بیان کیا اور اس میں فرمایا میں ابھی تم سے ایک حدیث بیان کروں گا جسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' اگر میرا یہ حال نہ ہوتا تو میں اسے تم سے بیان نہ کرتا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے۔ جو شخص مر جائے اور وہ کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ بناتا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ اسحٰق بن عیسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے قاضی محمد بن قیس نے ابوصرمۃ سے بحوالہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ مجھ سے بیان کیا کہ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے فرمایا: میں نے تم سے ایک بات چھپائی ہے جسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' میں نے آپ کو بیان کرتے سنا ہے کہ اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پیدا کرتا جو گناہ کرتے اور وہ انہیں بخشتا۔ اور میرے نزدیک اس حدیث اور اس سے پہلی حدیث کو یزید بن معاویہ نے امید کی انتہاء پر محمول کیا ہے اور اس کے باعث بہت سے قابل اعتراض افعال کیے ہیں' جیسا کہ ہم ابھی اس کے سوانح میں اسے بیان کریں گے۔ واللہ اعلم

واقدی نے بیان کیا ہے' حضرت ابوایوبؓ نے ۵۲ھ میں رومیوں کی سرزمین میں وفات پائی اور قسطنطنیہ کے قریب دفن ہوئے اور جب رومیوں میں قحط پڑتا ہے تو وہ آپ کی قبر کے توسل سے بارش طلب کرتے ہیں۔ اور بعض کا قول ہے کہ آپ کو قسطنطنیہ

کی دیوار میں دفن کیا گیا ہے اور آپ کی قبر پر مزار اور مسجد ہے اور وہ اس کی تعظیم کرتے ہیں اور ابوزرعہ دمشقی نے بیان کیا ہے کہ آپ کی وفات ۵۵ھ میں ہوئی ہے' پہلا قول زیادہ قوی ہے۔ واللہ اعلم

اور ابوبکر بن خلاد نے بیان کیا ہے کہ الحارث بن ابی اسامہ نے ہم سے بیان کیا کہ داؤد بن المجر نے ہم سے بیان کیا کہ میسرہ بن عبدربہ نے عن موسیٰ بن عبیدہ عن الزہری عن عطاء بن یزید عن ابی ایوب الانصاری عن النبی ﷺ ہم سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا دو شخص مسجد کی طرف جاتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور ان دونوں میں سے ایک واپس آ جاتا ہے اور اس کی نماز دوسرے کی نماز سے زیادہ وزن دار ہے اور دوسرا بھی واپس آ جاتا ہے اور اس کی نماز ذرہ کے برابر بھی نہیں ہوتی جب کہ وہ محارم الٰہی کے بارے میں دونوں سے زیادہ خوف کھانے والا اور نیکی کی طرف جلدی سے جانے کا زیادہ حریص ہے۔

حضرت ابوایوبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے جس نے آپ سے اختصار کے ساتھ بتانے کی گذارش کی فرمایا جب تو نماز پڑھے تو آخری نماز کی طرح پڑھ اور ایسی بات نہ کر جس سے تجھے معذرت کرنی پڑے اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے ناامیدی کی نیت کرے۔

حضرت ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ:

بن سلیم بن حضار بن حرب بن عامر بن غز بن بکر بن عامر بن عذر بن وائل بن ناجیہ بن جماہر بن الاشعر الاشعری آپ نے اپنے ملک میں اسلام قبول کیا اور خیبر کے سال حضرت جعفرؓ اور ان کے اصحاب کے ساتھ آئے اور محمد بن اسحٰق نے بیان کیا ہے کہ آپ نے پہلے مکہ کی طرف ہجرت کی پھر یمن کی طرف ہجرت کی اور یہ مشہور بات نہیں' اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذؓ کے ساتھ آپ کو یمن کا امیر مقرر کیا اور حضرت عمرؓ نے بصرہ پر آپ کو نائب مقرر کیا' اور آپ نے تستر کو فتح کیا اور جابیہ میں حضرت عمرؓ کے خطبہ میں شامل ہوئے اور حضرت عثمانؓ نے آپ کو کوفہ کا امیر مقرر کیا اور آپ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان دو پنچوں میں سے ایک تھے اور جب دونوں کی ملاقات ہوئی تو حضرت عمروؓ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو دھوکا دیا۔ آپ صحابہؓ کے قراء اور فقہاء میں سے تھے اور اپنے زمانہ میں سب صحابہؓ سے خوش آواز تھے۔ ابوعثمان النہدی نے بیان کیا ہے کہ میں نے کسی بانسری' چنگ اور بربط کی آواز کو' حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی آواز سے اچھا نہیں پایا' اور حدیث میں لکھا ہے کہ آل داؤد کے مزامیر میں سے مجھے یہ مزمار عطا کیا گیا ہے' اور حضرت عمر' حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہما سے فرمایا کرتے تھے اے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ ہمیں ہمارا رب یاد دلا دو۔ پس آپ پڑھتے تو وہ سنتے' اور شعبی نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنی وصیت میں لکھا کہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے سوا میرے کسی عامل کو ایک سال سے زیادہ برقرار نہ رکھا جائے۔ پس آپ چار سال برقرار رہے۔ اور ابن جوزی نے المنتظم میں بیان کیا ہے کہ آپ نے اس سال میں وفات پائی ہے' یہ بعض مؤرخین کا قول ہے اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے اس سے پہلے سال میں وفات پائی ہے اور بعض نے آپ کی وفات ۴۲ھ میں بیان کی ہے اور بعض نے کچھ اور بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم

جب تحکیم کے بعد آپ نے لوگوں سے علیحدگی اختیار کر لی تو آپ نے مکہ میں وفات پائی' اور بعض نے آپ کی وفات الثویہ مقام پر بیان کی ہے جو کوفہ سے دو میل کے فاصلے پر ہے' آپ پستہ قد' نحیف جسم اور بے ریش تھے' ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ آپ

اس سال میں وفات پانے والے صحابہ رضی اللہ عنہم میں شامل ہیں۔

حضرت عبداللہ بن المغفل المزنی رضی اللہ عنہ:

آپ رونے والوں میں سے ایک تھے جنہیں حضرت عمرؓ نے لوگوں کو سمجھانے کے لیے بصرہ بھیجا تھا۔ اور آپ تستر کی فتح کے وقت مسلمانوں میں سے سب سے پہلے اس میں داخل ہونے والے ہیں۔ لیکن صحیح بات وہ ہے جسے بخاری نے بحوالہ مسدد بیان کیا ہے کہ آپ نے ۵۷ھ میں وفات پائی ہے اور ابن عبدالبر نے آپ کی وفات ۶۰ھ میں بیان کی ہے اور بعض دوسروں نے ۶۱ھ بیان کی ہے۔ واللہ اعلم

آپ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے خواب میں دیکھا کہ گویا قیامت قائم ہوگئی ہے اور وہاں ایک جگہ ہے جو اس تک پہنچ جاتا ہے وہ نجات پا جاتا ہے۔ آپ اس تک پہنچنے کی کوشش کرنے لگے تو آپ سے دریافت کیا گیا' کیا آپ اس تک پہنچنا چاہتے ہیں حالانکہ آپ کے پاس دنیا کا اتنا سامان ہے؟ آپ بیدار ہوئے تو اپنے خزانے کی طرف گئے جس میں بہت سا سونا پڑا تھا اور ابھی صبح نہیں ہوئی تھی کہ آپ نے اسے مسکینوں' محتاجوں اور قرابت داروں میں تقسیم کر دیا۔

حضرت عمران بن حصین بن عبید رضی اللہ عنہ:

ابن خلف ابونجید الخزاعی' آپ اور حضرت ابوہریرہؓ نے خیبر کے سال اسلام قبول کیا۔ اور آپ نے غزوات میں شمولیت کی آپ سادات صحابہؓ میں سے تھے' عبداللہ بن عامر نے آپ کو بصرہ پر قاضی مقرر کیا تو آپ نے وہاں اس کے لیے فیصلے کیے پھر آپ نے اسے استعفیٰ دے دیا تو اس نے آپ کے استعفیٰ کو قبول کر لیا اور آپ ہمیشہ وہیں رہے یہاں تک کہ اس سال میں وفات پا گئے۔ حسن اور ابن سیرین بصری نے کہا ہے کہ بصرہ میں ان سے بہتر سوار نہیں آیا اور فرشتے انہیں سلام کہتے تھے۔ اور جب آپ نے اپنے آپ کو داغ دیا تو ان کا سلام منقطع ہو گیا پھر وہ آپ کی موت سے تھوڑا عرصہ قبل دوبارہ آئے اور وہ آپ کو سلام کیا کرتے تھے۔

حضرت کعب بن عجرۃ الانصاریؓ ابومحمد المدنی:

آپ جلیل القدر صحابی ہیں اور آپ ہی کے بارے میں حج میں فدیہ کی آیت نازل ہوئی ہے' آپ نے اس سال وفات پائی۔ اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے اس سے پہلے سال میں ۷۵ یا ۷۷ سال کی عمر میں وفات پائی ہے۔

حضرت معاویہ بن خدیج رضی اللہ عنہ:

آپ جفنہ بن قتیرۃ الکندی الخولانی المصری' آپ اکثر مؤرخین کے قول کے مطابق بلند قدر صحابی ہیں اور ابن حبان نے ثقہ تابعین میں آپ کا ذکر کیا ہے' اور پہلا قول صحیح ہے' آپ نے فتح مصر میں شمولیت کی اور آپ ہی حضرت عمرؓ کے پاس اسکندریہ کی فتح کی بشارت لے کر آئے تھے اور حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کے ساتھ بربریوں کی جنگ میں شامل ہوئے اور اس روز آپ کی آنکھ جاتی رہی اور بلاد مغرب میں بہت سی جنگوں کو آپ کے سپرد کیا گیا اور حضرت علیؓ کے زمانے میں بلاد مصر میں آپ عثمانی تھے اور آپ نے کلیۃً حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی اور جب حضرت معاویہؓ نے مصر پر قبضہ کیا تو آپ نے ان کی عزت کی پھر حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کے بعد آپ کو مصر کا نائب مقرر کر دیا' انہوں نے اپنے باپ کے بعد وہاں دو سال نیابت کی پھر

حضرت معاویہؓ نے آپ کو معزول کر کے معاویہ بن خدیج کو امیر مقرر کر دیا اور آپ ہمیشہ مصر میں رہے حتیٰ کہ اس سال میں آپ نے وہیں وفات پائی۔

حضرت ہانی بن نیار ابو بردۃ البلوی:

جو بچہ ہائے بز کے ذبح کرنے اور دیگر قربانیوں کے مقابلہ میں ان کے ٹکڑے کرنے میں مخصوص ہیں' آپ عقبہ' بدر اور تمام معرکوں میں شامل ہوئے اور فتح مکہ کے روز بنوحارثہ کا جھنڈا آپ کے پاس تھا۔

۵۳ھ

عبدالرحمٰن بن ام الحکم نے اس سال بلاد روم سے جنگ کی اور وہیں موسم سرما گزارا اور اسی سال مسلمانوں نے جنادہ بن ابی امیہ کی سرکردگی میں جزیرہ روڈس کو فتح کیا اور وہاں مسلمانوں کے ایک دستے نے اقامت کر لی جو کفار پر بڑے سخت تھے اور سمندر میں ان سے الجھتے تھے اور ان کے راستے کو روکتے تھے اور حضرت معاویہؓ انہیں رسد اور بہت عطیات دیتے تھے اور وہ فرنگیوں سے بہت محتاط تھے اور ایک عظیم قلعے میں رات بسر کرتے تھے جس میں ان کی ضروریات اور چوپائے اور خزائن تھے اور سمندر پر ان کے نگہبان رہتے تھے جو انہیں دشمن کی آمد اور تدبیر سے متنبہ کرتے تھے اور وہ مسلسل اسی حالت میں رہے حتیٰ کہ یزید بن معاویہ اپنے باپ کے بعد امیر بن گیا اور اس نے انہیں اس جزیرہ سے ہٹا دیا اور وہاں مسلمانوں کے بہت سے اموال اور کھیت تھے اور اس سال والی مدینہ حضرت سعید بن العاصؓ نے لوگوں کو حج کروایا۔ یہ قول ابومعشر اور واقدی کا ہے اور اس سال جبلہ بن الایہم نے وفات پائی جیسا کہ ان کے سوانح کے آخر میں ہم اس کے حالات بیان کریں گے۔

حضرت الربیع بن زیاد الحارثی:

آپ کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے آپ خراسان پر زیاد کے نائب تھے' آپ کے پاس حجر بن عدی کا ذکر کیا گیا تو آپ نے اس پر افسوس کیا اور فرمایا خدا کی قسم اگر عرب اس کے لیے جوش میں آ جاتے تو اسے باندھ کر قتل نہ کیا جاتا لیکن عرب مطمئن ہو گئے اور ذلیل ہو گئے پھر جمعہ کا دن آیا تو آپ نے منبر پر اللہ سے دعا کی کہ وہ آپ کو موت دے دے پس آپ دوسرے جمعہ تک زندہ نہ رہے اور آپ نے اپنی عملداری پر اپنے بیٹے عبداللہ بن الربیع کو نائب مقرر کیا اور زیاد نے اسے اس پر برقرار رکھا اور اس کے دو ماہ بعد وہ فوت ہو گیا اور اس نے ان کی عملداری خراسان پر خلید بن عبداللہ حنفی کو نائب مقرر کیا اور زیاد نے اسے برقرار رکھا۔

حضرت رویفع بن ثابت:

آپ جلیل القدر صحابی ہیں آپ فتح مصر میں شامل ہوئے اور بلاد مغرب میں آپ نے شاندار کارنامے دکھائے اور نائب مصر مسلمہ بن مخلد کی جانب سے والی ہونے کی حالت میں برقہ میں وفات پا گئے۔

زیاد بن ابی سفیان:

اس سال کے رمضان میں زیاد بن ابی سفیان جسے زیاد بن ابیہ اور زیاد بن سمیہ بھی کہا جاتا ہے۔ اور وہ اس کی ماں تھی۔ نے طاعون سے وفات پائی۔ اور اس کا باعث یہ ہوا کہ اس نے حضرت معاویہؓ کو خط لکھا کہ میں نے اپنے بائیں ہاتھ سے عراق کو آپ کے

کنٹرول میں کر دیا ہے اور میرا دایاں ہاتھ فارغ ہے' آپ اس بارے میں میرا خیال رکھیں اور وہ آپ کے سامنے یہ پیشکش کر رہا تھا کہ اسے بلاد حجاز میں آپ نائب بنا دیں' جب اہل حجاز کو یہ اطلاع ملی تو انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آ کر اس بارے میں شکایت کی اور اپنے پر زیاد کے امیر بننے سے خوفزدہ ہو گئے کہ وہ ان پر اسی طرح ظلم کرے گا جیسے اس نے اہل عراق پر کیا ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ نے قبلہ رو ہو کر زیاد کے متعلق بددعا کی اور لوگ آمین کہتے جاتے تھے' پس عراق میں زیاد کے ہاتھ میں طاعون ہو گئی جس سے اس کا دل تنگ ہو گیا اور اس نے قاضی شریح سے اپنے ہاتھ کے قطع کے بارے میں مشورہ کیا تو شریح نے اسے کہا میری یہ رائے نہیں ہے' اگر موت میں وسعت نہیں تو تو اللہ کو ہاتھ کٹے ہونے کی صورت میں ملے گا اور تو نے اس کی ملاقات کے خوف سے اپنا ہاتھ تو کاٹ دیا ہو گا اور اگر تیری کچھ مدت باقی ہے تو تو لوگوں میں ہاتھ کٹے ہونے کی صورت میں باقی رہے گا اور تیرے بیوی بچوں کو اس سے عار دلائی جائے گی' پس اس نے اسے اس ارادے سے موڑ دیا۔ اور جب شریح اس کے ہاں سے نکلا تو بعض لوگوں نے اسے ملامت کی اور کہنے لگے تو نے اسے اپنا ہاتھ کیوں نہیں قطع کرنے دیا؟ اس نے کہا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہوتا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ زیاد کہنے لگا' کیا میں اور طاعون ایک بستر میں سوئیں گے؟ پس اس نے اپنا ہاتھ قطع کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا اور جب داغ دینے کا آلہ اور لوہا لایا گیا تو وہ خوفزدہ ہو گیا اور اس نے اس ارادے کو ترک کر دیا' کہتے ہیں کہ اس نے ایک سو پچاس اطباء کو اس گرمی کے علاج کے لیے جمع کیا جو اس کے باطن میں پائی جاتی تھی ان میں سے تین تو کسریٰ بن ہرمز کے معالج تھے مگر وہ حتمی فیصلے اور تقدیر میں لکھی ہوئی بات کو رد نہ کر سکے اور وہ اس سال کے ماہ رمضان کی تین تاریخ کو فوت ہو گیا اور اس نے پانچ سال عراق میں امارت کی اور کوفہ کے باہر الثویہ میں دفن ہوا' حالانکہ وہ وہاں سے حجاز کا امیر بننے کے لیے نکلا تھا اور جب اس کی موت کی اطلاع حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو پہنچی تو آپ نے فرمایا اے ابن سمیہ میں تیری طرف جاتا ہوں' تیرے لیے نہ دنیا باقی رہی ہے اور نہ تو نے آخرت کو حاصل کیا ہے ابوبکر بن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ میرے باپ نے بحوالہ ہشام بن محمد مجھ سے بیان کیا کہ یحییٰ بن ثعلبہ ابوالمقدم الانصاری نے عن امہ عن عائشہ عن ابیہا عبدالرحمٰن بن السائب الانصاری مجھ سے بیان کیا کہ زیاد نے اہل کوفہ کو جمع کیا اور ان سے مسجد صحن اور محل بھر گیا تا کہ ان کے سامنے حضرت علیؓ بن ابی طالب سے برأت کا اظہار کرے' عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ میں اپنے انصار دوستوں کی جماعت میں تھا اور لوگ اس کی وجہ سے بڑی الجھن اور تنگی میں تھے' راوی بیان کرتا ہے' مجھے کچھ اونگھ آ گئی اور میں نے ایک طویل گردن چیز کو آتے دیکھا جس کی گردن اونٹ کی گردن کی طرح تھی' پلکیں لمبی اور ہونٹ لٹکے ہوئے تھے میں نے پوچھا تو کیا ہے؟ اس نے کہا میں گردن والا چرواہا ہوں مجھے اس محل کے مالک کی طرف بھیجا گیا ہے' میں گھبرا کر بیدار ہو گیا اور میں نے اپنے اصحاب سے کہا' کیا جو کچھ میں نے دیکھا ہے' تم نے بھی دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں' تو میں نے انہیں بتایا اور محل سے باہر آنے والے ایک شخص نے ہمارے پاس آ کر کہا' امیر تمہیں کہتا ہے کہ میرے پاس سے واپس چلے جاؤ مجھے تمہاری ضرورت نہیں اور اچانک اسے طاعون ہو گئی' اور ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ جب زیاد کوفہ کا امیر بنا تو اس نے کوفہ کے سب سے بڑے عبادت گزار کے متعلق دریافت کیا تو اسے ایک شخص کے متعلق بتایا گیا جسے ابوالمغیرۃ حمیری کہا جاتا تھا زیاد نے اس کے پاس آ کر اسے کہا اپنے گھر میں

رہو اور اس سے باہر نہ نکلو۔ اور تم جس قدر مال چاہو گے میں تمہیں دوں گا' اس نے کہا اگر تم مجھے زمین کی بادشاہت بھی دے دو' میں نماز باجماعت کے لیے باہر نکلنا نہ چھوڑوں گا' اس نے کہا جماعت کی پابندی کرو اور کوئی بات نہ کرو' اس نے کہا میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو نہیں چھوڑ سکتا' پس زیاد کے حکم سے اسے قتل کر دیا گیا اور جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس کے بیٹے نے اسے کہا' اے میرے باپ میں نے آپ کے لیے ساٹھ کپڑے تیار کیے ہیں جن میں آپ کو کفن دوں گا' اس نے کہا اے میرے بیٹے تمہارے باپ کے پاس وہ چیز آ گئی ہے یا تو اس کے لباس سے اسے بہتر لباس ملے گا اور یا اس کا لباس جلدی سے چھین لیا جائے گا اور یہ نہایت غریب حدیث ہے۔

حضرت صعصعہ بن ناجیہ:

ابن عفان بن محمد بن سفیان بن مجاشع بن دارم' آپ جاہلیت اور اسلام میں سردار تھے' کہتے ہیں کہ آپ نے جاہلیت میں تین سو ساٹھ درگور لڑکیوں کو زندہ کیا اور بعض نے چار سو اور بعض نے چھیانوے بیان کی ہیں اور جب آپ نے اسلام قبول کیا تو رسول اللہ ﷺ نے آپ کو فرمایا اس کا اجر آپ کو یہ ملا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر اسلام کا انعام کیا ہے اور آپ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ درگور لڑکی کو زندہ کرنے والے پہلے شخص ہیں' آپ اپنی دو بدکی ہوئی اونٹنیوں کی تلاش میں گئے' آپ بیان کرتے ہیں اسی دوران میں' میں رات کو چل رہا تھا کہ میں نے ایک آگ دیکھی جو ایک دفعہ روشن ہو جاتی اور دوسری دفعہ بجھ جاتی اور مجھے اس کی طرف جانے کا رستہ نہ ملتا۔ میں نے کہا اے اللہ تیرا مجھ پر احسان ہوگا اگر تو مجھے اس تک پہنچا دے' تو اگر میں نے آگ والوں پر ظلم ہوتے پایا تو میں ان سے ظلم کو دور کروں گا' آپ بیان کرتے ہیں' میں آگ تک پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بڑی عمر کا شیخ آگ جلا رہا ہے اور اس کے پاس عورتیں جمع ہیں' میں نے ان عورتوں سے کہا تم کیا ہو؟ انہوں نے کہا اس عورت نے ہمیں تین دن سے روک رکھا ہے نہ آزاد ہوتی ہے نہ نجات پاتی ہے' گھر کے مالک شیخ نے مجھے کہا تیرا کیا حال ہے؟ میں نے کہا' میں اپنی دو بدکی ہوئی اونٹنیوں کی تلاش میں ہوں۔ اس نے کہا تو نے انہیں پا لیا ہے وہ ہمارے اونٹوں میں ہیں' آپ بیان کرتے ہیں میں اس کے ہاں اتر پڑا اور جونہی میں اترا ان عورتوں نے کہا اس عورت نے بچہ جنا ہے شیخ نے کہا' اگر وہ نر ہے تو کوچ کر جاؤ اور اگر وہ مادہ ہے تو مجھے اس کی آواز نہ سنانا' میں نے کہا تم اپنے بچے کو کیوں قتل کرتے اور اس کا رزق اللہ کے ذمے ہے؟ اس نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے میں نے کہا میں اسے تجھ سے چھٹکارا دلاتا ہوں اور اسے تمہارے پاس چھوڑتا ہوں حتیٰ کہ وہ تجھ سے جدا ہو جائے یا مر جائے' اس نے کہا کتنے ہیں؟ میں نے کہا اپنی ایک اونٹنی کے عوض اس نے کہا نہیں' میں نے کہا دونوں کے عوض' اس نے کہا نہیں سوائے اس کے کہ تو اپنا یہ اونٹ مجھے مزید دے' بلاشبہ میں اسے خوش رنگ جوان پاتا ہوں' میں نے کہا بہت اچھا مگر شرط یہ ہے کہ تو مجھے میرے اہل کی طرف لوٹا دے۔

اس نے کہا بہت اچھا' اور جب وہ ان کے ہاں سے نکلی تو میں نے دیکھا کہ میں نے جو کام اللہ کے احسان سے کیا تھا اس کے ذریعے اس نے مجھ سے بھلائی کی اور اس کی طرف میری رہنمائی کی اور میں نے اللہ کے لیے یہ شرط کر لی کہ جو بھی درگور لڑکی مجھے ملے گی میں اسے اسی طرح فدیہ دے کر چھڑاؤں گا جس طرح میں نے اسے چھڑایا ہے۔ آپ بیان کرتے ہیں ابھی اسلام نہیں آیا تھا کہ میں نے چھیانوے درگور لڑکیوں کو زندہ کیا اور قرآن میں مسلمانوں پر اس کی تحریم نازل ہوئی۔

اس سال میں وفات پانے والے مشاہیر

جبلہ بن الایہم الغسانی:

عرب عیسائیوں کا بادشاہ' جبلہ بن الایہم بن جبلہ بن الحارث بن ابی الشمر' اس کا نام المنذر بن الحارث تھا اور وہ بالیوں والی ماریہ کا بیٹا تھا اور وہ ثعلبہ بن عمرو بن جفنہ کا بیٹا تھا اور اس کا نام کعب بن ابو عامر بن حارثہ بن امرئ القیس تھا اور ماریہ' ارقم بن ثعلبہ بن عمرو بن جفنہ کی بیٹی تھی اور اس کے نسب کے بارے میں اس کے علاوہ بھی کچھ بیان کیا جاتا ہے اور اس کی کنیت جبلہ ابوالمنذر الغسانی الجفنی تھا اور یہ غسان کا بادشاہ تھا اور وہ ہرقل کے زمانے میں عرب کے نصاریٰ تھے اور غسان' انصار کے چچا اوس اور خزرج کی اولاد ہیں اور جبلہ' غسان کا آخری بادشاہ تھا' رسول اللہ ﷺ نے شجاع بن وہب کے ہاتھ اسے دعوتِ اسلام دیتے ہوئے خط لکھا تو یہ مسلمان ہو گیا اور اپنے اسلام کے متعلق رسول اللہ ﷺ کو خط لکھا اور ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ وہ بالکل مسلمان نہیں ہوا اور یہی صراحت واحدی اور سعید بن عبدالعزیز نے کی ہے اور واقدی نے بیان کیا ہے کہ یہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں رومیوں کے ساتھ یرموک کے معرکے میں شامل ہوا پھر اس کے بعد حضرت عمرؓ کے زمانے میں مسلمان ہو گیا' اتفاق سے اس نے دمشق میں مزنیہ کے ایک شخص کی چادر کو روند دیا تو اس مزنی نے اسے تھپڑ مار دیا' جبلہ کے ساتھی اسے ابو عبیدہ کے پاس لے گئے اور کہنے لگے اس شخص نے جبلہ کو تھپڑ مارا ہے' ابو عبیدہ نے کہا' جبلہ بھی اسے تھپڑ مارے گا' انھوں نے کہا یہ قتل نہ ہوگا' انہوں نے کہا نہیں انہوں نے کہا اس کا ہاتھ بھی قطع نہیں ہوگا؟ انہوں نے کہا نہیں' اللہ تعالیٰ نے قصاص کا حکم دیا ہے' جبلہ نے کہا' کیا تمہاری رائے ہے کہ میں مدینہ کی جانب سے آنے والے مازنی کے چہرے کے بدلہ میں اپنا چہرہ رکھ دوں؟ یہ دین بہت برا ہے' پھر وہ مرتد ہو کر نصرانی ہو گیا اور اپنے اہل کے ساتھ چلا گیا حتیٰ کہ رومیوں کی سرزمین میں داخل ہو گیا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ پر یہ بات گراں گزری اور آپ نے حضرت حسانؓ سے فرمایا' آپ کا دوست جبلہ اسلام سے مرتد ہو گیا ہے' انہوں نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون پھر پوچھا کیوں؟ آپ نے فرمایا مزنیہ کے ایک شخص نے اسے تھپڑ مارا ہے' انہوں نے کہا اسے اس کا حق ہے تو حضرت عمرؓ نے اس کے پاس کر اسے درہ سے مارا۔

اور واقدی نے اسے معمر وغیرہ سے عن الزہری عن عبیداللہ بن عبداللہ عن ابن عباسؓ روایت کیا ہے اور اسے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے اسانید سے بیان کیا ہے اور یہ سب سے مشہور قول ہے' اور ابن الکلبی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جبلہ کے مسلمان ہونے کی اطلاع ملی تو آپ اس کے اسلام سے خوش ہوئے پھر آپ نے اسے بلا بھیجا تا کہ اسے مدینہ میں دیکھیں اور بعض کا قول ہے کہ جبلہ نے آپ کے پاس آنے کے لیے اجازت طلب کی تو آپ نے اسے اجازت دے دی تو وہ اپنی قوم کے بہت سے آدمیوں کے ساتھ سوار ہو کر آیا بعض کا قول ہے کہ ایک سو پچاس اور بعض کا قول ہے کہ پانچ سو سواروں کے ساتھ آیا۔ اور حضرت عمرؓ کے تحائف اسے ملے اور آپ نے اس کے مدینہ پہنچنے سے قبل کئی دن کے فاصلے پر اس کی مہمان نوازی کی اور اس کی آمد کا دن جمعہ کا دن تھا وہ آیا تو اس نے اپنے گھوڑوں کو سونے اور چاندی کے ہار پہنا رکھے تھے اور اپنے سر پر موتیوں اور

جواہرات سے مرصع تاج پہنے ہوئے تھا اور اس میں اس کی دادی ماریہ کی بالی بھی تھی اور مدینہ کے مرد وزن اسے دیکھنے کو نکلے اور جب اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سلام کہا تو حضرت عمرؓ نے اس کو خوش آمدید کہا اور اس کی نشست گاہ کو قریب کیا اور اس نے اس سال کے حج میں حضرت عمرؓ کے ساتھ شمولیت کی' اسی دوران میں کہ وہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا اچانک بنی فزارہ کے ایک شخص نے اس کے تہبند کو روند دیا اور وہ کھل گیا۔ جبلہ نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور اس شخص کی ناک توڑ دی' بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس نے اس کی آنکھ پھوڑ دی' فزاری نے اس کے خلاف حضرت عمرؓ سے مدد طلب کی اور اس کے ساتھ بنوفزارہ کے بہت سے لوگ تھے' حضرت عمرؓ نے جبلہ کو طلب کیا تو اس نے اعتراف کیا' حضرت عمرؓ نے اسے کہا میں تجھ سے اس کا قصاص لوں گا' اس نے کہا کیسے' میں بادشاہ ہوں اور وہ رعیت ہے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا' اسلام نے تجھے اور اسے اکٹھا کر دیا ہے اور تو تقویٰ کے بغیر اس پر فضیلت نہیں رکھتا' جبلہ نے کہا میرا خیال تھا کہ میں اسلام میں جاہلیت سے زیادہ معزز ہوں گا' حضرت عمرؓ نے فرمایا ان باتوں کو چھوڑیئے' اگر تو نے اس شخص کو راضی نہ کیا تو میں اس کا تجھ سے قصاص لوں گا' اس نے کہا پھر میں عیسائی ہو جاؤں گا' آپ نے فرمایا اگر تو عیسائی ہوا تو میں تجھے قتل کر دوں گا' پس جب اس نے حد کو دیکھا تو کہنے لگا آج شب میں اپنے معاملے میں غور کروں گا' اور وہ حضرت عمرؓ کے پاس سے واپس چلا گیا اور جب رات تاریک ہوگئی تو اپنی قوم اور اپنے اطاعت کنندوں کے ساتھ سوار ہو کر شام کو چلا گیا پھر رومیوں کے ملک میں داخل ہو گیا اور قسطنطنیہ میں ہرقل کے پاس آیا' تو ہرقل نے اسے خوش آمدید کہا اور بہت سے شہر اسے جاگیر میں دیئے۔ اور اس کے لیے بہت سی رسد مقرر کر دی اور اسے شاندار تحائف دیئے اور اسے اپنی مجلس شب کی باتیں کرنے والوں میں شامل کر لیا اور وہ ایک عرصہ تک اس کے پاس ٹھہرا رہا' پھر حضرت عمرؓ نے ایک شخص کے ہاتھ جسے جثامہ بن مساحق الکنانی کہا جاتا تھا' ہرقل کو خط لکھا اور جب ہرقل کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط پہنچا تو ہرقل نے اسے کہا' کیا تو اپنے عمزاد جبلہ سے ملا ہے؟ اس نے کہا نہیں' اس نے کہا اسے مل لے' تو اس نے اس کے ساتھ اپنے ملاقات کرنے کا ذکر کیا اور اپنے لباس' بچھونے' نشست گاہ' لونڈیوں اور اچھی گذران کے لحاظ سے وہ جس دنیاوی سرور و آسائش میں تھا اس نے اس کا ذکر کیا' اس کے اردگرد خوبصورت خدام اور لونڈیاں تھیں اور دارالاسلام کے عوض میں جو اسے کھانا پینا' خوشی اور گھر ملا تھا اس نے اس کا ذکر بھی کیا اس شخص نے بتایا کہ حضرت عمرؓ نے اسے شام کی طرف واپس جانے اور اسلام قبول کرنے کی دعوت دی ہے' اس نے کہا کیا میرے ارتداد اختیار کرنے کے بعد بھی؟ اس نے کہا ہاں' اشعث بن قیس مرتد ہو گیا اور اس نے ان کے ساتھ تلواروں سے جنگ کی' پھر جب اس نے حق کی طرف رجوع کیا تو آپ نے اس کی بات کو قبول کر لیا اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی ہمشیرہ ام فروہ کے ساتھ اس کی شادی کر دی۔ راوی بیان کرتا ہے اسے کھانا پینا بھول گیا اور اسے شراب پیش کی گئی تو اس نے انکار کر دیا اور جبلہ نے بہت شراب پی یہاں تک کہ مدہوش ہو گیا' پھر اس نے اپنی گلوکارہ لونڈیوں کو گانے کا حکم دیا تو انہوں نے سارنگی کے ساتھ حضرت حسانؓ کے اشعار سنائے جن میں انہوں نے غسانی عمزادوں کی مدح کی ہے اور جبلہ کے والد کی اس زندگی کے بارے میں اشعار ہیں۔

''اس گروہ کے کیا کہنے جن کے ساتھ پہلے زمانے میں' میں نے جلق مقام پر شراب نوشی کی' جفنہ کی اولاد اپنے باپ کی قبر کے اردگرد کھڑی ہے جو ابن ماریہ صاحب فضل و کرم کی قبر ہے اور جو مصیبت زدہ ان کے پاس آتا ہے وہ اسے صبح و شام

خالص خوشگوار شراب پلاتے ہیں' وہ سفید رو ہیں ان کے احساب اعلیٰ ہیں اور پہلے طریق سے وہ بلند بینی ہیں' وہ آتے ہیں حتیٰ کہ ان کے کتے نہیں بھونکتے اور وہ آنے والے لوگوں کے متعلق دریافت نہیں کرتے''۔

راوی بیان کرتا ہے' اسے ان گلوکاراؤں کے قول نے حیران کر دیا' پھر اس نے کہا یہ ہمارے متعلق اور ہماری حکومت کے متعلق حضرت حسان بن ثابتؓ انصاری کے اشعار ہیں پھر اس نے مجھے کہا' اس کا کیا حال ہے؟ میں نے کہا' میں نے اسے اندھا شیخ کبیر ہونے کی حالت میں چھوڑا ہے پھر اس نے ان گلوکاراؤں سے کہا مجھے خوش کرو تو وہ حضرت حسانؓ کے اشعار گانے لگیں۔

''مغان مقام پر یرموک کے بالائی علاقے اور صمان کے درمیان کس کے گھر ویران ہو گئے ہیں۔ دوانی کے محلات کے لیے بلاس کے قریات' داریا اور سکا' خالی ہو گئے ہیں' جاسم کا فنا اور الصفر کی وادیاں' قبائل اور اچھی نسل کے اونٹوں کے رہنے کی جگہ ہیں' اور یہ انیس اور ملوک کے بعد عزیز کا عظیم ستونوں والا گھر ہے' ان گھروں میں مسیح کی نمازیں اور پادریوں اور راہبوں کی دعائیں ہیں' یہ زمانے میں آل جفنہ کی رہائش گاہ ہے جسے زمانے کے نوبت بہ نوبت آنے نے مٹا دیا ہے' مجھے صاحب مرتبہ کے حق نے وہاں صاحبِ تاج کے پاس میری نشست اور جگہ دکھائی ہے' ان کی ماں انہیں کھودے اور اس نے انہیں اس روز کھو دیا تھا جب وہ حارث حولانی کے ہاں اترے تھے' عید فصح قریب آ گئی ہے اور لڑکیاں جلدی سے مونگے کے تاج بنا رہی ہیں''۔

پھر اس نے کہا' یہ ابن الغریعہ حسان بن ثابت نے ہمارے متعلق' ہماری حکومت کے متعلق اور ہمارے ان گھروں کے متعلق اشعار کہے ہیں جو غوطہ دمشق کے اطراف میں ہیں' راوی بیان کرتا ہے پھر اس نے طویل خاموشی اختیار کی' پھر اس نے انہیں کہا مجھے رلاؤ' تو انہوں نے اپنی سارنگیاں نیچے رکھ دیں اور اپنے سر جھکا لیے اور کہنے لگیں۔

''تھپڑ کی عار سے اشراف نصرانی بن گئے اور اگر تو صبر کرتا تو اس میں کچھ ضرر نہ تھا' مجھے اس میں جھگڑے اور نخوت نے گھیر لیا اور میں نے وہاں صحیح آنکھ کو کانی آنکھ کے بدلے میں فروخت کر دیا' کاش میری ماں مجھے جنم نہ دیتی اور کاش میں اس قول کی طرف رجوع کرتا جو مجھے حضرت عمرؓ نے کہا تھا اور کاش میں جنگل میں اونٹ چراتا اور ربیعہ اور مضر میں اسیر ہوتا اور کاش شام میں میری کوئی معمولی معیشت ہوتی اور میں سمع و بصر ضائع کرنے والی اپنی قوم کو بٹھاتا' دین وہ ہے جسے انہوں نے شریعت کے بیان کے باعث قبول کیا ہے اور وہ بڑی مکڑی کو برداشت کر لیتا ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے' اس نے اپنا ہاتھ چہرے پر رکھا اور رو پڑا حتیٰ کہ اس نے اپنے آنسوؤں سے اپنی داڑھی تر کر دی اور میں بھی اس کے ساتھ رو پڑا پھر اس نے پانچ سو ہرقلی دینار منگوائے اور کہا انہیں لے کر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو پہنچا دو اور دوسری بار رلا کر کہا لے یہ تیرے لیے ہیں' میں نے کہا مجھے ان کی ضرورت نہیں اور میں تجھ سے کوئی چیز قبول نہیں کروں گا' تو اسلام سے مرتد ہو چکا ہے' کہتے ہیں کہ اس نے حضرت حسانؓ کے دیناروں میں وہ دینار شامل کر دیئے اور ایک ہزار ہرقلی دینار بھیجے پھر اس نے اسے کہا' میری طرف سے حضرت عمر بن الخطابؓ اور دیگر مسلمانوں کو سلام پہنچا دینا اور جب میں حضرت عمرؓ کے پاس آیا تو میں نے آپ کو اس کے حالات بتائے آپ نے فرمایا تو نے اسے شراب نوشی کرتے دیکھا ہے؟ میں نے کہا' ہاں آپ نے فرمایا اللہ اسے

ہلاک کرے اس نے باقی رہنے والی دنیا کے مقابلہ میں فانی دنیا کو حاصل کرنے میں جلد بازی سے کام لیا ہے اور اس کی تجارت نے نفع نہیں دیا پھر فرمایا اس نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو کیا بھیجا ہے میں نے کہا پانچ سو ہرقلی دینار' آپ نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو بلا کر دو دینار انہیں دے دیئے اور انہوں نے وہ دینار لے لیے اور وہ یہ اشعار کہہ رہے تھے۔

''ابن جفنہ' قوم کا چیدہ شخص ہے' ان کے آباء بخل کے پیچھے نہیں پڑے' جب وہ شام کا مالک تھا اس وقت بھی اس نے مجھے نہیں بھلایا اور نہ رومیوں کے ساتھ عیسائی ہو جانے پر مجھے بھلایا ہے' وہ بہت دیتا ہے اور وہ اسے اپنے ہاں عاجزانہ عطیہ خیال کرتا ہے' ایک روز میں اس کے پاس آیا تو اس نے میری نشست گاہ کو نزدیک کیا اور مجھے تھوڑے سے عطیے سے سیراب کر دیا''۔

پھر جب اس سال حضرت معاویہؓ کے زمانے میں حضرت معاویہؓ نے عبداللہ بن مسعدۃ الفزاری کو شاہِ روم کی طرف ایلچی بنا کر بھیجا تو اس نے جبلہ بن الایہم سے ملاقات کی تو اس نے خدم وحشم' سونے' اموال اور گھوڑوں کے لحاظ سے اس کی دنیاوی خوش بختی کو دیکھا تو جبلہ نے اسے کہا' کاش مجھے معلوم ہوتا کہ حضرت معاویہؓ مجھے ارض بثنیہ اور غوطہ دمشق کی بیس بستیاں جاگیر میں دیں گے اور ہمیں اچھے عطیات دیں گے تو میں شام کی طرف لوٹ جاتا' عبداللہ بن مسعدۃ نے حضرت معاوؓیہ کو اس کی بات کی اطلاع دی تو حضرت معاویہؓ نے کہا میں اسے یہ دے دوں گا اور آپ نے اس بارے میں اسے ایلچی کے ہاتھ خط لکھا' مگر ایلچی اسے نہ مل سکا اور وہ اس سال میں مر گیا اللہ اس کا بھلا نہ کرے' ان حالات کا زیادہ حصہ ابوالفرح ابن جوزی نے المنتظم میں بیان کیا ہے اور اس سال یعنی ۵۳ھ میں اس کی وفات کی تاریخ بیان کی ہے اور حافظ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں اس کے طویل حالات بیان کیے ہیں اور پھر ان کے آخر میں بیان کیا ہے کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ جبلہ نے ۴۰ھ کے بعد حضرت معاوؓیہ کی خلافت کے زمانے میں ارض روم میں وفات پائی ہے۔

۵۴ھ

محمد بن مالک نے اس سال ارض روم میں موسم سرما گذارا اور معن بن یزید سلمی نے موسم گرما میں جنگ کی اور حضرت معاویہؓ نے اس میں حضرت سعیدؓ بن العاص کو مدینہ کی امارت سے معزول کر دیا اور مروان بن الحکم کو دوبارہ اس کی امارت دے دی۔ اور اسے لکھا کہ وہ حضرت سعید بن العاصؓ کے گھر کو منہدم کر دے اور ارض حجاز میں ان کے جو اموال ہیں ان پر قبضہ کرے' مروان' حضرت سعیدؓ کے گھر کو گرانے آیا تو حضرت سعیدؓ نے کہا تجھے یہ کام نہیں کرنا چاہیے اس نے کہا امیر المومنین نے مجھے اس کے متعلق لکھا ہے اور اگر وہ آپ کو میرے گھر کے بارے میں لکھتے تو آپ ایسا کرتے' حضرت سعید رضی اللہ عنہ اٹھے اور حضرت معاویہؓ نے مدینہ کا والی بناتے وقت آپ کو جو خط لکھا تھا اسے مروان کے پاس لے آئے کہ مروان کے گھر کو گرا دو اور اس کے مال کو لے لو' اور بیان کیا کہ وہ ہمیشہ اس کا دفاع کرتے رہے حتیٰ کہ انہیں اس ارادے سے روک دیا' جب مروان نے حضرت سعید رضی اللہ عنہ کی طرف آنے والا یہ خط دیکھا تو اس نے اسے حضرت سعیدؓ سے روک دیا اور وہ ہمیشہ آپ کا دفاع کرتا رہا حتیٰ کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے گھر میں چھوڑ دیا اور ان کے اموال کو ان کے پاس رہنے دیا۔ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس میں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کو بصرہ کی

امارت سے معزول کر دیا' حالانکہ زیاد نے آپ کو اس پر نائب مقرر کیا تھا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو چھ ماہ تک برقرار رکھا اور عبداللہ بن عمرو بن غیلان کو بصرہ کا امیر مقرر کر دیا اور ابن جریر وغیرہ نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ جب حضرت معاویہؓ نے آپ کو معزول کیا تو آپ نے کہا اللہ تعالیٰ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعنت کرے اگر میں اللہ تعالیٰ کی اس طرح اطاعت کرتا جیسے میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی اطاعت کی ہے تو وہ مجھے کبھی عذاب نہ دیتا' یہ روایت آپ سے صحیح نہیں ہے اور آپ نے عبداللہ بن خالد بن اسید کو کوفہ کی نیابت پر قائم رکھا اور زیاد نے اسے کوفہ پر اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو برقرار رکھا اور اس سال عبیداللہ بن زیاد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو آپ نے اس کا اکرام کیا اور شہروں پر اس کے باپ کے جو نائبین تھے ان کے متعلق اس سے پوچھا' تو اس نے آپ کو ان کے متعلق بتایا پھر آپ نے اسے خراسان کی امارت پر مقرر کیا اور اس کی عمر ۲۵ سال تھی' پس وہ اپنے ضلع کی طرف گیا اور خراسان کی طرف جانے کے لیے جلدی سے تیار ہو گیا اور اس نے جبال بخارا کی طرف جانے کے لیے دریا عبور کیا اور رامس اور نصف بیکند کو فتح کیا۔ یہ دونوں شہر بخارا کی عملداری میں ہیں۔ اور اس نے وہاں ترکوں سے ملاقات کی اور ان سے شدید جنگ کی اور اس لحاظ سے انہیں بدترین شکست دی کہ مسلمانوں نے بادشاہ کی بیوی کو اپنے دونوں موزے پہننے سے بھی جلدی جا لیا اس نے ایک ہی موزہ پہنا اور دوسرا چھوڑ گئی' مسلمانوں نے اسے لے کر اس کے جواہر کی قیمت دو لاکھ درہم ڈالی اور اس کے ساتھ انہوں نے بہت سی غنائم بھی حاصل کیں' عبیداللہ نے دو سال خراسان میں قیام کیا اور اس سال نائب مدینہ مروان بن الحکم نے لوگوں کو حج کروایا اور کوفہ کا امیر عبداللہ بن خالد بن اسید تھا اور بعض کا قول ہے کہ الضحاک بن قیس تھا اور عبداللہ بن غیلان بصرہ کا امیر تھا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ کلبی رضی اللہ عنہما:

ابو محمد المدنی' رسول اللہ ﷺ کا غلام اور آپ کے غلام کا بیٹا' آپ کا محبوب اور آپ کے محبوب کا بیٹا' آپ کی ماں حضرت ام ایمن رسول اللہ ﷺ کی لونڈی اور دایہ تھی' رسول اللہ ﷺ نے ان کے باپ کے قتل کے بعد انہیں امیر بنایا تو بعض لوگوں نے ان کی امارت پر اعتراض کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم اس کی امارت پر معترض ہو تو تم اس سے قبل اس کے باپ کی امارت پر بھی اعتراض کر چکے ہو اور قسم بخدا یہ امارت کے اہل ہیں اور مجھے اس کے بعد سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہے۔ اور صحیح بخاری میں آپ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنی ران پر بٹھاتے تھے اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنی دوسری ران بٹھاتے تھے اور فرماتے تھے اے اللہ میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان دونوں سے محبت رکھ' آپ کے فضائل بہت ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت آپ کی عمر ۱۹ سال تھی اور حضرت عمرؓ جب آپ سے ملتے تو فرماتے اے امیر السلام علیک! ابو عمر بن عبدالبر نے اس سال میں آپ کی وفات کو صحیح قرار دیا ہے اور دیگر لوگوں نے آپ کی وفات ۵۸ھ اور ۵۹ھ میں بیان کی ہے اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے حضرت عثمانؓ کے قتل کے بعد وفات پائی ہے۔ واللہ اعلم

حضرت ثوبان بن مجدد رضی اللہ عنہ:

آپ رسول اللہ ﷺ کے غلام ہیں' قبل ازیں آپ کے غلاموں میں بیان ہو چکے ہیں' آپ حضور ﷺ کی خدمت کرتے تھے آپ کی اصل عرب ہے آپ قیدی ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے آپ کو خرید کر آزاد کر دیا' آپ سفر وحضر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے اور جب آپ فوت ہو گئے تو میں نے رملہ میں اقامت اختیار کر لی۔ پھر حمص منتقل ہو گئے اور وہاں ایک گھر بنایا اور ہمیشہ وہیں رہے یہاں تک کہ صحیح قول کے مطابق آپ نے اس سال میں وفات پائی اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے ۴۴ھ میں وفات پائی ہے اور یہ غلط ہے' اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے مصر میں وفات پائی ہے اور یہ غلط ہے' اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے مصر میں وفات پائی ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ آپ نے حمص میں وفات پائی ہے۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ:

قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ آپ نے ۵۰ھ میں وفات پائی ہے۔

حضرت الحارث بن ربعی رضی اللہ عنہ:

ابوقتادہ انصاری' واقدی نے بیان کیا ہے کہ آپ کا نام النعمان بن ربعی ہے اور دیگر مؤرخین نے عمرو بن ربعی بیان کیا ہے اور آپ ابوقتادہ انصاری سلمی مدنی اسلام کے شہسوار ہیں۔ آپ احد اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے اور آپ نے ذوقرد کی جنگ میں قابل تعریف کام کیا جیسا کہ قبل ازیں ہم وہاں بیان کر چکے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمارا آج کا بہترین شہسوار ابوقتادہ ہے' اور ہمارا بہترین پیادہ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ ہے۔ اور ابواحمد الحاکم کا خیال ہے کہ آپ بدر میں شامل ہوئے ہیں لیکن یہ مشہور نہیں' اور حضرت ابوسعید خدریؓ نے بیان کیا ہے کہ مجھے ابوقتادہ انصاری نے جو مجھ سے بہتر ہیں بتایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمارؓ سے فرمایا۔ تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔ واقدی اور کئی مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ نے اس سال یعنی ۵۴ھ میں مدینہ میں وفات پائی ہے اور الہیثم بن عدی وغیرہ کا خیال ہے کہ آپ نے ۳۸ھ میں کوفہ میں وفات پائی ہے اور حضرت علیؓ بن ابی طالب نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی ہے اور یہ غریب ہے۔

حضرت حکیم بن حزامؓ:

بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب القرشی الاسوی ابوخالد المکی' آپ کی والدہ فاختہ بنت زہیر بن الحارث بن اسد بن عبدالعزیٰ ہیں اور حضرت خدیجہؓ بنت خویلد آپ کی پھوپھی ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی بیوی اور حضرت ابراہیمؑ کے سوا آپ کے بچوں کی ماں ہیں' آپ کی والدہ نے واقعہ فیل سے تیرہ سال قبل آپ کو کعبہ کے اندر جنم دیا اور یہ واقعہ یوں ہوا کہ آپ زیارت کے لیے کعبہ کے اندر گئیں تو آپ کو دردزہ لگ گیا۔ آپ نے انہیں چمڑے کے فرش پر جنم دے دیا' آپ رسول اللہ ﷺ سے شدید محبت رکھتے تھے اور جب بنو ہاشم اور بنو المطلب شعب میں نہ خرید وفروخت کرتے تھے اور نہ نکاح کرتے تھے تو حضرت حکیم شام سے آنے والے قافلے کو ملتے اور اسے پورے کا پورا خرید لیتے پھر اسے لے جاتے اور اونٹوں کے پچھلے حصوں پر مارتے حتیٰ کہ وہ کھانا اور لباس اٹھائے شعب میں داخل ہو جاتے آپ یہ کام رسول اللہ ﷺ اور اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کی عزت کی

خاطر کرتے آپ ہی نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو خریدا اور آپ سے آپ کی پھوپھی حضرت خدیجہؓ نے انہیں خرید کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخش دیا اور آپؐ نے انہیں آزاد کر دیا۔ آپ ہی نے ذویزن کا حلہ خرید کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ میں دیا اور آپ نے اسے زیب تن فرمایا۔ آپ بیان کرتے ہیں' میں نے اس حلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی چیز کو خوبصورت نہیں دیکھا' اس کے باوجود آپ نے اور آپ کی سب اولاد نے فتح مکہ کے روز اسلام قبول کیا' امام بخاری وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ آپ جاہلیت میں ساٹھ سال اور اسلام میں ساٹھ سال زندہ رہے' اور آپ قریش کے سادات' اخیاء اور نسب کے سب سے زیادہ عالم تھے اور بہت صدقہ وخیرات کرنے والے اور آزاد کرنے والے تھے' آپ جب مسلمان ہوئے تو آپ نے ان نیکیوں کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا' آپؐ نے فرمایا آپ نے جو گذشتہ نیکیاں کی ہیں ان کی وجہ سے اسلام قبول کیا ہے' حضرت حکیم' مشرکین کے ساتھ بدر میں شامل ہوئے اور حوض کی طرف بڑھے' قریب تھا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ آپ کو قتل کر دیتے' آپ ان کے آگے گھسٹنے لگے' اس لیے جب آپ قسم کھانے کی کوشش کرتے تو فرماتے' نہیں' اس ذات کی قسم جس نے بدر کے روز مجھے بچایا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے لیے سوار ہوئے اور مرالظہر ان میں فوجیں بھی آپ کے ساتھ تھیں تو حضرت حکیم اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہما خبروں کی ٹوہ لگانے کے لیے نکلے تو حضرت عباسؓ انہیں ملے' آپ نے ابوسفیان کو پکڑ کر پناہ دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے لیے امان حاصل کی اور ابوسفیان اسی شب مسلمان ہو گئے اور اس دن کی صبح کو حضرت حکیم رضی اللہ عنہ بھی مسلمان ہو گئے اور آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حنین میں شرکت کی اور آپ نے انہیں ایک سو اونٹ دیئے آپ نے پھر حضورؐ سے مطالبہ کیا تو حضورؐ نے آپ کو دیا آپ نے پھر مطالبہ کیا تو حضورؐ نے آپ کو دیا' پھر فرمایا اے حکیم یہ مال بظاہر شیریں اور اچھا ہے اور جس نے اسے فیاضی سے لیا اس کے لیے اس میں برکت ہوگی اور جس نے اسے اسراف نفس سے لیا اس کے لیے اس میں برکت نہیں ہوگی اور وہ اس شخص کی مانند ہوگا جو کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا' حضرت حکیمؓ نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے' میں آپ کے بعد کسی کا احسان قبول نہیں کروں گا اور آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کا احسان قبول نہیں کیا' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کو عطا کی پیش کش کرتے تو آپ انکار کر دیتے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کو عطا کی پیشکش کرتے تو آپ انکار کر دیتے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کو عطا کی پیشکش کرتے تو آپ انکار کر دیتے اور وہ مسلمانوں کو آپ پر گواہ بناتے' اس کے باوجود آپ بڑے مالدار شخص تھے' جس روز حضرت زبیر رضی اللہ عنہ فوت ہوئے' حضرت حکیمؓ کے ایک لاکھ درہم ان کے ذمے تھے اور جب آپ مسلمان ہوئے تو رفادہ اور دارالندوہ آپ کے قبضے میں تھے' پس بعد ازاں حضرت معاویہؓ نے اسے ایک لاکھ میں فروخت کر دیا اور ایک روایت میں چالیس ہزار دینار میں فروخت کرنے کا ذکر آیا ہے' حضرت زبیرؓ نے آپ سے کہا آپ نے قریش کی عزت کو فروخت کر دیا ہے؟ آپ نے انہیں کہا میرے بھتیجے اچھے کام ختم ہو گئے ہیں' تقویٰ کے ایک مشکیزے کے عوض خریدا تھا اور میں ضرور اس کے ذریعے جنت میں گھر خریدوں گا' میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اسے راہ خدا میں دے دیا ہے اور قریش کے لیے یہ گھر دارالعدل کی مانند تھا اور حضرت حکیم بن حزام کے سوا اس میں وہی شخص داخل ہو سکتا تھا جس کی عمر چالیس سال ہو' آپ اس میں پندرہ سال کی عمر میں داخل ہوئے۔ یہ بات زبیر بن بکار نے بیان کی ہے اور زبیر نے بیان کیا ہے کہ ایک سال حضرت حکیم نے حج کیا اور ایک سو جھولدار اونٹوں اور ایک سو بکریوں کا ہدیہ

دیا اور عرفات میں اپنے ساتھ ایک سو خدمت گاروں کو کھڑا کیا جن کی گردنوں میں چاندی کے ہار تھے اور ان میں لکھا تھا' یہ حکیم بن حزام کی طرف سے اللہ کے آزاد کردہ غلام ہیں' پس آپ نے انہیں آزاد کر دیا اور ان تمام جانوروں کا ہدیہ دیا صحیح قول کے مطابق حضرت حکیم نے اس سال میں وفات پائی اور بعض نے اس کے علاوہ بھی قول بیان کیے ہیں' آپ کی عمر ایک سو بیس سال تھی۔

حضرت حویطب بن عبدالعزیٰ عامری:

آپ جلیل القدر صحابی ہیں۔ آپ نے فتح مکہ کے سال اسلام قبول کیا اور لمبی عمر پائی کے ساتھ بدر میں شمولیت کی اور اس روز زمین و آسمان کے درمیان فرشتوں کو دیکھا اور آپ حدیبیہ میں بھی شامل ہوئے اور صلح کے بارے میں کوشش کی۔ اور جب عمرۃ القضاء ہوا تو آپ اور سہیل کو رسول اللہ ﷺ نے مکہ سے خروج کا حکم دیا اور آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ سورج غروب نہ ہو اور مکہ میں آپ کا کوئی صحابی موجود نہ ہو' آپ کا بیان ہے کہ میں نے ان تمام کارزاروں میں اسلام کا ارادہ کیا مگر وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے اور جب فتح مکہ کا زمانہ آیا تو میں شدید خوفزدہ ہو گیا اور بھاگ گیا' حضرت ابوذرؓ جو جاہلیت میں میرے دوست تھے۔ مجھے ملے اور کہنے لگے اے حویطب تجھے کیا ہے؟ میں نے کہا میں خوفزدہ ہوں' انہوں نے کہا خوف نہ کر آپ لوگوں سے بڑا احسن سلوک کرنے والے اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں اور میں تمہارا پڑوسی ہوں میرے ساتھ آؤ' میں ان کے ساتھ واپس آ گیا۔ آپ نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس بطحا میں جا کھڑا کیا اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی آپ کے پاس تھے اور حضرت ابوذرؓ نے مجھے سکھایا کہ میں السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہوں' میں نے جب یہ کہا تو آپ نے فرمایا حویطب ہے میں نے کہا ہاں' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں' آپ نے فرمایا اس خدا کا شکر ہے جس نے تجھے ہدایت دی ہے' اور آپ اس سے بہت خوش ہوئے اور آپ نے مجھ سے مال قرض لیا اور میں نے آپ کو چالیس ہزار قرض دیا اور حنین اور طائف میں آپ کے ساتھ شامل ہوا اور آپ نے حنین کی غنائم سے مجھے ایک سو اونٹ عطا فرمایا' پھر اس کے بعد حضرت حویطب مدینہ آئے اور وہیں فروکش ہو گئے اور وہاں پر آپ کا ایک گھر بھی تھا اور جب مروان بن الحکم مدینہ کا امیر مقرر ہوا تو حضرت حویطب اور حضرت حکیم بن حزام اور حضرت مخرمہ بن نوفل اس کے پاس آئے اور اسے سلام کہا اور وہ اس کے پاس باتیں کرنے لگے پھر الگ الگ ہو گئے پھر ایک روز حضرت حویطبؓ نے مروان سے ملاقات کی تو مروان نے آپ سے آپ کی عمر کے متعلق پوچھا تو آپ نے اسے اپنی عمر بتائی تو اس نے آپ سے کہا اے شیخ تو بعد میں اسلام لایا ہے حتیٰ کہ نوعمر تجھ سے سبقت لے گئے ہیں' حضرت حویطب نے کہا' اللہ ہی سے مدد مانگی جا سکتی ہے خدا کی قسم میں نے کئی بار اسلام لانے کا ارادہ کیا اور ہر بار تمہارا باپ مجھے روکتا رہا اور کہتا رہا تو ایک نئے دین کے لیے اپنے شرف کو ضائع کر دے گا اور اپنے آبائی دین کو چھوڑ دے گا؟ اور تو تابع ہو جائے گا آپ بیان کرتے ہیں' میں نے مروان کو خاموش کروا دیا اور جو بات اس نے آپ سے کہی تھی اس پر پشیمان ہوا' پھر حضرت حویطبؓ نے کہا کیا حضرت عثمانؓ نے تجھے نہیں بتایا کہ انہیں اسلام قبول کرنے پر تیرے باپ کی طرف سے کیا کیا تکالیف پہنچیں' آپ بیان کرتے ہیں' مروان کے غم میں اضافہ ہو گیا' حضرت حویطب' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دفن میں شامل ہونے والوں میں سے تھے اور حضرت معاویہؓ نے آپ سے آپ کا مکہ والا گھر چالیس ہزار دینار میں خرید لیا اور لوگوں نے اسے آپ سے زیادہ قیمت میں لینا چاہا تو آپ نے فرمایا اس آدمی کو

اس کی کیا ضرورت ہے جس کے پانچ عیال ہیں' امام شافعی نے بیان کیا ہے حضرت حویطبؓ جاہلیت اور اسلام میں ساٹھ ساٹھ سال زندہ رہے اور اس سال حضرت حویطبؓ نے مدینہ میں ایک سو بیس سال کی عمر میں وفات پائی اور دوسروں نے کہا ہے کہ آپ نے شام میں وفات پائی ہے آپ کی ایک یہی حدیث ہے جسے بخاری' مسلم اور نسائی نے السائب بن یزید کی حدیث سے ان سے عن عبداللہ بن السعدی عن عمر اجرت کے بارے میں روایت کیا ہے اور وہ عزیز حدیث ہے کیونکہ اس میں چار صحابی اکٹھے ہو گئے ہیں۔

حضرت معبد بن یربوع بن عنکثہ:

ابن عامر بن مخزوم' آپ فتح مکہ کے سال مسلمان ہوئے اور حنین میں شامل ہوئے رسول اللہ ﷺ نے آپ کو پچاس اونٹ دیئے' آپ کا نام صرم تھا اور ایک روایت میں اصرم بیان ہوا ہے آپؐ نے ان کا نام معبد رکھا' آپ بھی ان لوگوں میں شامل تھے جنہیں حضرت عمرؓ نے انصاب حرم کی تجدید کا حکم دیا تھا' اس کے بعد آپ کی بینائی جاتی رہی اور حضرت عمرؓ اس بارے میں آپ کو تسلی دینے آئے اسے بخاری نے روایت کیا ہے اور واقدی اور خلیفہ اور کئی دوسرے مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ نے اس سال مدینہ میں وفات پائی اور بعض کا قول ہے کہ مکہ میں آپ کی عمر ایک سو بیس سال تھی اور بعض اس سے زیادہ بیان کرتے ہیں۔

حضرت مرۃ بن شراحیل الہذانی:

آپ کو مرۃ الطیب اور مرۃ الخیر بھی کہا جاتا ہے' حضرت ابوبکرؓ' حضرت عمرؓ' حضرت علیؓ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم وغیرہ سے روایت ہے کہ آپ روزانہ دن رات میں ایک ہزار رکعت پڑھا کرتے تھے اور جب عمر رسیدہ ہو گئے تو چار سو رکعت پڑھتے تھے' بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے سجدہ کیا حتیٰ کہ مٹی آپ کی پیشانی کو کھا گئی اور جب آپ فوت ہوئے تو خواب میں دیکھا گیا کہ وہ مکان نور بن گیا ہے' آپ سے دریافت کیا گیا آپ کس جگہ اترے ہیں؟ آپ نے فرمایا ایسے گھر میں جس کے باشندے نہ سفر کرتے ہیں اور نہ مرتے ہیں۔

حضرت النعیمان بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن رفاعۃ بن الحر' آپ بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے' بیان کیا جاتا ہے کہ آپ پر شراب کے بارے میں سزا نافذ کی گئی تو ایک شخص نے کہا' اللہ اس پر لعنت کرے اکثر اسی پر سزا نافذ ہوتی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اس پر لعنت نہ کر بلاشبہ یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔

حضرت سودہ بنت زمعۃ رضی اللہ عنہا:

القرشیہ العامریۃ ام المومنین' رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد ان سے نکاح کیا اور آپ سے پہلے یہ سہیل بن عمرو کے بھائی السکران بن عمرو کے پاس تھیں اور جب یہ عمر رسیدہ ہو گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے آپ کو طلاق دینے کا ارادہ کیا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے انہیں طلاق دے دی' آپ نے رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ آپ مجھے اپنی بیویوں میں رہنے دیں اور وہ اپنی باری کا دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیتی ہیں' رسول اللہ ﷺ نے یہ بات قبول کر لی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ﴿وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا﴾ آپ بڑی عابدہ' زاہدہ اور پرہیزگار تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی

ہیں' مجھے کسی عورت کی جماعت میں شامل ہونا پسند نہیں آیا مگر آپ میں تیزی تھی جس سے آپ جلد رجوع کر لیتی تھیں' ابن جوزی نے آپ کی وفات اس سال میں بیان کی ہے اور ابن خیثمہ نے بیان کیا ہے کہ آپ حضرت عمرؓ بن الخطاب کی خلافت کے آخر میں فوت ہوئی تھیں۔ واللہ اعلم

۵۵ھ

اس پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن غیلان کو بصرہ سے معزول کر دیا اور عبیداللہ بن زیاد کو اس کا امیر مقرر کیا اور حضرت معاویہؓ نے عبداللہ بن غیلان کو بصرہ سے اس لیے معزول کیا کہ وہ لوگوں سے خطاب کر رہے تھے کہ بنی ضبہ کے ایک شخص نے انہیں سنگریزے مارے تو انہوں نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا۔ اس کی قوم نے انہیں آ کر کہا' جب امیر المومنین کو یہ اطلاع ملے گی کہ آپ نے اس کا ہاتھ اس وجہ سے کاٹا ہے تو وہ اس کے اور اس کی قوم کے ساتھ حجر بن عدی جیسا سلوک ہوگا پس آپ ہمیں ایک تحریر لکھ دیں کہ آپ نے شبہ میں اس کا ہاتھ کاٹا ہے' آپ نے انہیں تحریر لکھ دی تو انہوں نے آپ کو کچھ وقت تک چھوڑ دیا پھر وہ حضرت معاویہؓ کے پاس آ کر کہنے لگے' آپ کے نائب نے شبہ میں ہمارے ساتھی کا ہاتھ کاٹا ہے۔ آپ ہمیں اس سے قصاص لے کر دیں' حضرت معاویہؓ نے کہا میرے نائبین سے قصاص لینے کی کوئی سبیل نہیں لیکن دیت لے لو' پس آپ نے انہیں دیت دے دی اور ابن غیلان کو معزول کر دیا اور انہیں کہا' تم جسے پسند کرنا چاہتے ہو' پسند کر لو' انہوں نے کچھ اشخاص کا نام لیا تو آپ نے فرمایا نہیں' بلکہ میرا بھتیجا عبیداللہ بن زیاد تم پر امیر بننے کا زیادہ حق دار ہے پس آپ نے اسے امیر مقرر کر دیا اور ابن زیاد نے اسلم بن زرعہ کو خراسان پر نائب مقرر کیا جس نے نہ کوئی جنگ کی اور نہ کوئی فتح حاصل کی اور زرارہ بن اوفی کو بصرہ کی قضا سپرد کی پھر اسے معزول کر کے ابن اذنیہ کو مقرر کیا اور عبداللہ بن الحصین کو بصرہ کی پولیس کا افسر مقرر کیا اور اس سال نائب مدینہ مروان بن الحکم نے لوگوں کو حج کروایا اور حضرت معاویہؓ نے اس میں عبیداللہ بن خالد بن اسید کو کوفہ سے معزول کر کے حضرت الضحاک بن قیس کو وہاں کا امیر مقرر کیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

حضرت ارقم بن ابی الارقم:

عبد مناف بن اسد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم' آپ نے بہت پہلے اسلام قبول کیا' بیان کیا جاتا ہے کہ آپ ساتوں میں سے ساتویں آدمی تھے اور آپ کا گھر مسلمانوں کے لیے پناہ گاہ تھا' جس میں رسول اللہ ﷺ اور قریش میں سے مسلمان ہونے والے لوگ پناہ لیا کرتے تھے اور آپ کا گھر صفا کے پاس تھا جو بعد ازاں مہدی کی ملکیت میں آ گیا۔ جسے اس نے اپنی بیوی خیزران کو بخش دیا جو ہادی اور ہارون الرشید کی ماں تھی' اس نے اسے از سر نو تعمیر کیا اور وہ گھر اسی کے نام سے مشہور ہو گیا پھر وہ کسی اور کے پاس چلا گیا' حضرت ارقم' بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے اور آپ نے اسی سال مدینہ میں وفات پائی اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھانے کی وصیت کی تھی آپ کی عمر ۸۰ سال تھی۔

سحبان بن زفر بن ایاس:

ابن عبدشمس بن الاحب الباہلی الوائلی' جس کی فصاحت کی مثال بیان کی جاتی ہے' کہتے ہیں افصح بن سحبان وائل' (سحبان وائل سے بھی زیادہ فصیح) اور وائل' ابن معد بن مالک بن اعصر بن سعد بن قیس بن غیلان بن مضر بن نزار ہے اور باہلۃ' مالک بن اعصر کی بیوی ہے' جس کے بچے اس کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور وہ باہلۃ بنت صعب بن سعد العشیرۃ ہے' ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ سحبان' سحبان وائل کے نام سے مشہور ہے' مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس نے حضرت معاویہؓ کے پاس جا کر گفتگو کی تو حضرت معاویہؓ نے فرمایا تو شیخ ہے؟ اس نے کہا ہاں قسم بخدا اور اس کے علاوہ بھی کچھ ہوں' ابن عساکر نے اس سے زیادہ کچھ بیان نہیں کیا اور ابن جوزی نے اپنی کتاب المنتظم میں اس کا نسب بیان کیا ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں پھر بیان کیا ہے کہ وہ بلیغ شخص تھا جس کی فصاحت کی مثال بیان کی جاتی ہے ایک روز وہ حضرت معاویہؓ کے پاس آیا تو آپ کے پاس قبائل کے خطباء موجود تھے اور جب انہوں نے اسے دیکھا تو وہ اس کے مقابلہ میں اپنی کوتاہی علم کو جانتے ہوئے نکل گئے تو سحبان نے کہا۔

''یمانی قبیلے نے جان لیا ہے کہ جب میں امابعد کہتا ہوں تو ان کا خطیب کہاں' یعنی ان کے خطیب کو مجھ سے کیا نسبت''۔

حضرت معاویہؓ نے اسے کہا' تقریر کرو' اس نے کہا میرے لیے چھڑی تلاش کرو جو ٹیڑھے کو سیدھا کر دیتی ہے' انہوں نے کہا تو اسے امیرالمومنین کے سامنے کیا کرے گا؟ اس نے کہا' جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے ساتھ اپنے رب سے گفتگو کرتے وقت کیا کرتے تھے' پس اس نے چھڑی پکڑی اور ظہر سے عصر کا وقت قریب آنے تک گفتگو کی' نہ اس نے گلا صاف کیا نہ کھانسا۔ اور نہ رکا' اور نہ اس کا کوئی ایسا مفہوم شروع کیا کہ اس کا کچھ مفہوم باقی ہو' کہ اسے چھوڑ دیا ہو' حضرت معاویہؓ نے فرمایا نماز اس نے کہا نماز آپ کے آگے ہے' کیا ہم تحمید وتمجید' نصیحت' تذکیر وتنبیہ اور وعدہ وعید میں مشغول نہیں؟ حضرت معاویہؓ نے فرمایا تو اخطب العرب ہے' اس نے کہا' صرف عربوں کا؟ بلکہ اخطب الجن والانس ہوں' حضرت معاویہؓ نے فرمایا تو ایسا ہی ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ:

آپ کا نام مالک بن اہیب بن عبد مناف بن زہرۃ بن کلاب ہے' ابواسحق القرشی الزہری' آپ عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں اور ان چھ اصحاب شوریٰ میں سے بھی ایک ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو آپ ان سے راضی تھے آپ نے بہت پہلے اسلام قبول کیا' مؤرخین کا بیان ہے کہ آپ نے جس روز اسلام قبول کیا آپ کی عمر سترہ سال تھی اور صحیح میں آپ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس روز میں نے اسلام قبول کیا اس دن کوئی مسلمان نہ ہوا اور میں سات دن ٹھہرا اور میں ثلث اسلام کے لیے ساتوں کا ساتواں شخص تھا' آپ نے کوفہ آ کر وہاں سے اعاجم کو جلاوطن کر دیا اور آپ مستجاب الدعوات تھے آپ نے ہجرت کی اور بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے اور آپ راہ خدا میں تیر چلانے والے پہلے شخص ہیں اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امراء میں سے بہادر شہسوار تھے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں آپ جلیل القدر معظم تھے اور حضرت عمرؓ کے زمانے میں بھی آپ کا یہی حال تھا اور آپ نے ان کو کوفہ پر نائب مقرر کیا اور آپ نے مدائن کو فتح کیا اور جلولاء کا معرکہ آپ کے سامنے ہوا۔ آپ مطاع سردار تھے اور حضرت عمرؓ نے آپ کو بلا کسی عجز وخیانت کے کوفہ سے معزول کر دیا۔ لیکن اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک

مصلحت معلوم ہوئی اور آپ نے چھ اصحاب شوریٰ میں آپ کا ذکر کیا پھر اس کے بعد حضرت عثمانؓ نے آپ کو امیر مقرر کیا پھر آپ کو وہاں سے معزول کر دیا اور الحمیدی نے سفیان بن عیینہ سے بحوالہ عمرو بن دینار بیان کیا ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت ابن عمر حکمین کے روز دومۃ الجندل میں شامل ہوئے اور صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ آپ کا بیٹا عمر آپ کے پاس آیا اور آپ اپنے اونٹوں میں گوشہ نشین تھے اور کہنے لگا' لوگ امارت کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں اور آپ یہاں بیٹھے ہیں؟ آپ نے فرمایا اے میرے بیٹے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ پوشیدہ رہنے والے متقی مالدار کو پسند کرتا ہے۔

ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ بعض اہل علم نے بیان کیا ہے کہ آپ کا بھتیجا ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص آپ کے پاس آ کر کہنے لگا اے چچا یہاں ایک لاکھ تلواریں آپ کو اس امارت کا زیادہ حق دار سمجھتی ہیں' آپ نے فرمایا میں ایک لاکھ میں سے ایک تلوار چاہتا ہوں جب میں اس سے مومن کو ماروں تو وہ کچھ نہ کرے اور جب میں اس سے کافر کو ماروں تو وہ کاٹ دے اور عبدالرزاق نے بحوالہ ابن جریج بیان کیا ہے کہ زکریا بن عمرو نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور ماہ رمضان میں آپ کے ہاں قصر نماز پڑھتے اور افطار کرتے قیام کیا اور دوسرے مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی اور جس بات کا آپ نے حضرت معاویہؓ سے مطالبہ کیا انہوں نے آپ کو عطا کی' ابویعلیٰ نے بیان کیا ہے کہ زبیر نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن علیہ نے اسماعیل بن خالد سے بحوالہ قیس بن ابی حازم ہم سے بیان کیا کہ حضرت سعدؓ نے بیان کیا کہ میں پہلا شخص ہوں جس نے مشرکین کو تیر مارا اور مجھ سے قبل رسول اللہ ﷺ نے اپنے والدین کو کسی کے لیے جمع نہیں کیا اور میں نے آپ کو فرماتے سنا ہے۔

میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں تیر اندازی کرو' اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ یزید بن ہارون نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل نے بحوالہ قیس ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا' خدا کی قسم میں پہلا عرب ہوں جس نے راہِ خدا میں تیر مارا ہے اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر جنگ کیا کرتے تھے۔ اور انگور کے پتوں اور اس ببول کے سوا' ہمارے پاس کھانے کو کچھ نہیں ہوتا تھا حتیٰ کہ ہم میں سے ایک شخص بکریوں کی طرح مینگنیاں کرتا تھا اور اس میں کچھ ملا ہوا نہ ہوتا تھا۔ پھر بنو اسد مجھے دین کے بارے میں ملامت کرنے لگے تب تو میں ناکام ہو جاتا اور میرا عمل ضائع ہو جاتا۔ اور شعبہ اور وکیع اور کئی لوگوں نے اسے بحوالہ اسماعیل بن ابی خالد روایت کیا ہے اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ ابن سعید نے عن یحییٰ ابن سعید الانصاری عن سعید بن المسیبؒ عن سعد ہم سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا کہ احد کے روز رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے اپنے ماں باپ کو جمع کیا اور لیث اور کئی لوگوں نے اسے بحوالہ یحییٰ انصاری روایت کیا ہے اور کئی لوگوں نے اسے سعید بن المسیب سے بحوالہ حضرت سعدؓ روایت کیا ہے اور بعض روایات میں ہے کہ میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا تیر اندازی کرو تم طاقت ور لڑکے ہو سعید نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بڑے اچھے تیر انداز تھے اور اعمش نے ابو خالد سے بحوالہ جابر بن سمرہ بیان کیا ہے کہ سب لوگوں سے پہلے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے راہ خدا میں تیر اندازی کی اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ سفیان نے سعد بن ابراہیم نے بحوالہ عبداللہ بن شداد ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ میں نے

رسول اللہ ﷺ کو حضرت سعد بن مالکؓ کے سوا کسی پر اپنے ماں باپ کو قربان کرتے نہیں سنا' اور میں نے آپ کو احد کے روز انھیں فرماتے سنا ہے۔ سعد تیر اندازی کرو میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔ اور بخاری نے اسے عن ابی نعیم عن مسعر عن سعد بن ابراہیم روایت کیا ہے اور اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

اور عبدالرزاق نے بیان کیا ہے کہ معمر نے بحوالہ ایوب ہمیں بتایا کہ انہوں نے عائشہ بنت سعد کو بیان کرتے سنا کہ میں اس مہاجر کی بیٹی ہوں جس پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے ماں باپ کو قربان کیا ہے اور واقدی نے بیان کیا ہے کہ عبیدہ بن نابل نے عائشہ بنت سعد سے ان کے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ احد کے روز میں نے اپنے آپ کو تیر اندازی کرتے پایا تو ایک خوبصورت سفید رنگ شخص جسے میں نہیں پہچانتا وہ تیر مجھے واپس کر دیتا حتیٰ کہ اس کے بعد مجھے خیال آیا کہ وہ فرشتہ تھا۔ اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ سلیمان بن داؤد ہاشمی نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم نے عن سعد عن ابیہ عن سعد بن ابی وقاصؓ ہم سے بیان کیا کہ میں نے احد کے روز رسول اللہ ﷺ کے دائیں بائیں دو سفید لباس آدمی دیکھے جو آپ کی طرف سے سخت جنگ کر رہے تھے' میں نے ان دونوں کو نہ پہلے دیکھا ہے اور نہ بعد میں اور واقدی نے اسے روایت کیا ہے کہ اسحٰق بن ابی عبداللہ نے عن عبدالعزیز ابن ابی عون کا دادا عن زیاد مولیٰ سعد عن سعد مجھ سے بیان کیا کہ میں نے بدر کے روز دو آدمیوں کو رسول اللہ ﷺ کی جانب سے جنگ کرتے دیکھا ایک آپ کی دائیں جانب تھا اور دوسرا بائیں جانب۔

اور میں آپ کو اس فتح کی وجہ سے جو اللہ نے آپ کو دی تھی ایک بار اس جانب اور دوسری بار دوسری جانب خوشی سے دیکھتے' دیکھ رہا تھا اور سفیان نے عن ابی اسحٰق عن ابی عبیدہ عن عبداللہ بن مسعود عن ابیہ بیان کیا ہے کہ بدر کے روز جو غنیمت ہمیں ملی اس میں' میں حضرت سعدؓ اور حضرت عمارؓ نے اشتراک کیا' حضرت سعدؓ دو قیدیوں کو لائے اور میں اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ کچھ بھی نہ لائے اور اعمش نے ابراہیم بن علقمہ سے بحوالہ حضرت ابن مسعودؓ بیان کیا ہے کہ میں نے بدر کے روز' حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو' پیادے کے لیے شہسوار کی طرح جنگ کرتے دیکھا' اور مالک نے بحوالہ یحییٰ بن سعید بیان کیا ہے کہ آپ نے حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ایک شب رسول اللہ ﷺ نے بے خوابی کی حالت میں گزاری پھر فرمایا کاش کوئی صالح آدمی آج شب میری حفاظت کرتا' آپ فرماتی ہیں اچانک ہم نے ہتھیاروں کی آواز سنی' آپ نے فرمایا یہ کون ہے؟ اس نے کہا میں سعد بن ابی وقاصؓ ہوں یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کی حفاظت کروں گا۔ آپ فرماتی ہیں' رسول اللہ ﷺ سو گئے یہاں تک کہ میں نے آپ کے خراٹوں کو سنا' دونوں نے اسے یحییٰ بن سعید کی حدیث سے بیان کیا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کے لیے دعا کی پھر سو گئے' اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ قتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ رشدین بن سعد نے عن یحییٰ بن الحجاج بن شداد عن ابی صالح عن عبداللہ بن عمرو بن العاص ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس دروازے سے سب سے پہلے ایک جنتی شخص داخل ہوگا۔

پس حضرت سعد بن ابی وقاصؓ داخل ہوئے اور ابو یعلیٰ نے بیان کیا ہے کہ محمد بن المثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن قیس الرقاشی الخزاز بصری نے ہم سے بیان کیا کہ ایوب نے نافع سے بحوالہ ابن عمر ہم سے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے

ہوئے تھے کہ آپ نے فرمایا اس دروازے سے تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئے گا' راوی بیان کرتا ہے ہم میں سے ہر ایک کی یہی تمنا تھی کہ وہ اس کے گھر کا آدمی ہو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ آئے ہیں' اور حرملہ نے بحوالہ ابن وہب بیان کیا ہے کہ حیوۃ نے مجھے بتایا کہ عقیل نے بحوالہ ابن شہاب مجھے بتایا کہ مجھ سے بحوالہ حضرت انس بن مالکؓ اس شخص نے بیان کیا جس پر اس کو تہمت نہیں لگا تا کہ حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے فرمایا کہ ابھی تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئے گا تو حضرت سعد بن ابی وقاصؓ آ گئے اور جب دوسرا دن ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اسی قسم کی بات فرمائی' راوی بیان کرتا ہے کہ وہ ترتیب کے مطابق آئے اور جب رسول اللہ ﷺ اٹھ گئے تو حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے اٹھ کر کہا میں نے اپنے باپ کو ناراض کر دیا ہے اور میں نے قسم کھائی ہے کہ میں تین راتیں اس کے پاس نہیں جاؤں گا اگر آپ مناسب سمجھیں تو آپ مجھے پناہ دے دیں حتیٰ کہ میری قسم پوری ہو جائے' حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا خیال ہے کہ انہوں نے آپ کے پاس رات بسر کی اور جب فجر ہوئی تو آپ اس شب کو کچھ نہ اٹھے' ہاں آپ جب اپنے بستر پر پانسہ پلٹتے تو ذکر الٰہی کرتے اور تکبیر کہتے حتیٰ کہ فجر کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور جب آپ فرض نماز پڑھتے تو مکمل وضو کرتے پھر افطاری کی حالت میں صبح کرتے' حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ میں نے تین دن رات آپ کو دیکھا آپ اس سے زیادہ کچھ نہ کرتے تھے' علاوہ ازیں میں نے آپ کو اچھی باتیں کرتے سنا اور جب راتیں گزر گئیں اور قریب تھا کہ میں ان کے عمل کو حقیر سمجھتا' میں نے کہا' میرے اور میرے باپ کے درمیان نہ کوئی ناراضگی تھی اور نہ جدائی' لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ نے یہ بات تین مجالس میں تین بار فرمائی کہ تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئے گا۔ تو تینوں دفعہ آپ ہی آئے پس میں نے چاہا کہ میں آپ کے پاس ٹھکانہ کروں تا کہ آپ کے عمل کو دیکھوں اور آپ کی اقتداء کروں تا کہ جو کچھ آپ نے حاصل کیا ہے اسے حاصل کروں لیکن میں نے آپ کو زیادہ عمل کرتے نہیں دیکھا' رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ فرمایا ہے اسے آپ تک کس نے پہنچایا ہے؟ انہوں نے کہا وہ تو وہی ہے جو میں نے دیکھا ہے' آپ بیان کرتے ہیں' جب میں نے یہ بات دیکھی تو میں واپس آ گیا اور آپ نے مجھے بلا کر فرمایا' میں نے یہی دیکھا ہے کہ میں اپنے دل میں کسی مسلمان کی برائی نہیں پاتا اور نہ میں اس کے لیے شر کا ارادہ رکھتا ہوں اور نہ میں اسے بری بات کہتا ہوں۔ راوی بیان کرتا ہے میں نے کہا یہی بات مجھے آپ کے متعلق معلوم ہوئی ہے اور اسی کی میں طاقت نہیں رکھتا' اور اسی طرح اسے صالح المری نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے غلام عمرو بن دینار سے عن سالم عن ابیہ روایت کیا ہے اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت کی مانند بیان کیا ہے اور صحیح مسلم میں سفیان ثوری کے طریق سے عن المقدام بن شریح عن ابیہ عن سعد آیت ﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ﴾ کے متعلق لکھا ہے کہ یہ چھ آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے' جن میں' میں اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ شامل ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ﴿وَاِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ﴾ میرے بارے میں اتاری ہے اور یہ واقعہ یوں ہے کہ جب آپ مسلمان ہو گئے تو آپ کی والدہ نے کئی روز تک کھانا پینا چھوڑ دیا آپ نے اپنی والدہ سے کہا خدا کی قسم اس بات کو جان لے کہ اگر تیری ایک سو جانیں ہوں اور وہ ایک ایک کر کے نکل جائیں تو بھی میں کسی چیز کے لیے اس دین کو نہیں چھوڑوں گا' اگر تو چاہے تو کھانا کھا لے اور تو

چاہے تو نہ کھا' تو یہ آیت نازل ہوئی۔

اور عشرہ مبشرہ کے متعلق جو حدیث ہے اس کے متعلق یہ بات ہے کہ صحیح میں بحوالہ حضرت سعیدؓ بن زید لکھا ہے اور سہیل کی حدیث سے ان کے باپ سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہؓ حراء کے واقعہ میں بیان ہوا ہے کہ آپ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا ان میں ذکر کیا ہے اور ہیثم اور کئی لوگوں نے عن مجالد عن شعبی عن جابر بیان کیا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ آ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ میرے ماموں ہیں' کوئی شخص مجھے اپنا ماموں دکھائے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

اور طبرانی نے بیان کیا ہے کہ حسین بن اسحٰق تستری نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوہاب بن الضحاک نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن عباس نے عن صفوان بن عمرو عن ماعز التمیمی عن جابر ہم سے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ اچانک حضرت سعد رضی اللہ عنہ آ گئے تو آپ نے فرمایا یہ میرے ماموں ہیں اور صحیح میں مالک وغیرہ کی حدیث سے عن الزہری عن عامر بن سعد عن ابیہ لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے سال ان کی سخت تکلیف کے باعث ان کی عیادت کرنے ان کے پاس آئے' تو میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مال دار آدمی ہوں اور صرف ایک بیٹی میری وارث ہے کیا میں اپنا دو تہائی مال صدقہ کر دوں؟ آپ نے فرمایا نہیں' میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نصف' آپ نے فرمایا نہیں' میں نے کہا' تہائی' آپ نے فرمایا تہائی' تہائی بہت ہے' بلاشبہ اگر آپ اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑیں تو یہ اس بات سے بہتر ہے کہ آپ انہیں محتاج چھوڑیں اور وہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے پھریں اور آپ خدا تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر جو بھی خرچ کریں گے اس کا آپ کو اجر ملے گا حتیٰ کہ اس لقمہ کا بھی جو آپ اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہیں' میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے اصحاب کے بعد قائم مقام ہوں گا؟ آپ نے فرمایا آپ ہرگز قائم مقام نہیں ہوں گے اور آپ خدا کی خوشنودی کی خاطر جو کام بھی کریں گے آپ کے درجہ اور رفعت میں اضافہ ہو گا اور شاید آپ قائم مقام ہوں اور لوگ آپ سے فائدہ اٹھائیں اور دوسرے آپ کو نقصان دیں' پھر فرمایا اے اللہ میرے اصحاب کی ہجرت کو پورا کر اور انہیں اپنی ایڑیوں کے بل واپس نہ لوٹا' لیکن تنگدست سعد ابن خولہ اگر مکہ میں فوت ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر شفقت کریں گے۔

اور احمدؒ نے اسے عن یحییٰ بن سعید عن الجعد بن اوس عن عائشہ بنت سعد عن ابیہا روایت کیا ہے اور اسی کی مانند بیان کیا ہے اور اس میں آپ نے بیان فرمایا ہے کہ آپ نے اپنا ہاتھ ان کی پیشانی پر رکھا اور اسے ان کے چہرے' سینے اور پیٹ پر پھیرا اور فرمایا اے اللہ سعد کو شفا دے اور ان کی ہجرت کو مکمل کر' حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں ہمیشہ ہی خیال کرتا رہا کہ میں اس کی ٹھنڈک کو اپنے جگر میں اب تک محسوس کرتا ہوں' اور ابن وہب نے بیان کیا ہے کہ موسیٰ بن علی بن رباح نے اپنے باپ کے حوالے سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی عیادت کی اور فرمایا اے اللہ اس سے تکلیف کو دور کر' لوگوں کے معبود لوگوں کے بادشاہ تو شافی ہے اور تیرے سوا اسے کوئی شفا دینے والا نہیں' میں اللہ کے نام سے آپ کو ہر اس چیز سے جو آپ کو ایذا دینے والی ہے اور حسد اور نظر سے تعویذ کر دیتا ہوں' اے اللہ ان کے جسم اور دل کو صحت دے اور ان کی بیماری کو دور کر اور ان کی دعا کو قبول فرما' ابن وہب نے بیان کیا ہے کہ عمرو نے بحوالہ بکر بن الاشج مجھے خبر دی کہ میں نے عامر بن سعد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے متعلق پوچھا جو آپ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ ہو سکتا ہے کہ تو باقی رہے اور لوگ تجھ سے فائدہ اٹھائیں اور دوسرے آپ کے ذریعے

نقصان اٹھائیں اس نے کہا' حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو عراق کا امیر بنایا گیا تو آپ نے ارتداد کرنے پر کچھ لوگوں کو قتل کر دیا پس آپ نے انہیں نقصان دیا اور کچھ لوگوں سے آپ نے توبہ کا مطالبہ کیا جنہوں نے مسیلمہ کذاب کا سا مقفّی کلام کہا تھا تو انہوں نے توبہ کر لی اور انہوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا۔

اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ ابوالمغیرہ نے ہم سے بیان کیا کہ معاذ بن رفاعہ نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن زید نے القاسم ابوعبدالرحمٰن سے بحوالہ ابوامامہ مجھ سے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تو آپ نے ہمیں نصیحت کی اور ہم سے پاکیزہ گفتگو کی تو حضرت سعد بن ابی وقاصؓ رو پڑے اور بہت روئے اور کہنے لگے کاش میں مر جاتا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے سعدؓ! اگر تو جنت کے لیے پیدا ہوا ہے تو تیری عمر دراز نہیں ہوگی اور تیرا احسن عمل تیرے لیے بہتر ہوگا۔ اور موسیٰ بن عقبہ وغیرہ نے عن اسماعیل بن ابی خالد عن قیس عن سعد بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! اس کی تیر اندازی کو درست کر اور اس کی دعا کو قبول فرما اور سیار بن بشیر نے اسے قیس سے بحوالہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے آپ نے بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے فرماتے سنا اے اللہ! اس کے تیر کو سیدھا کر اور اس کی دعا کو قبول فرما اور اسے اپنے بندوں کا محبوب بنا دے۔ اور اس نے ابن عباس کی حدیث سے بھی روایت کی ہے اور محمد بن عائذ دمشقی کی روایت میں عن الہیثم بن حمید عن مطعم عن المقدام وغیرہ بیان ہوا ہے کہ حضرت سعدؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ میری دعا کا جواب دیا کرے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ بندے کی دعا قبول نہیں کرتا جب تک وہ اپنے کھانے کو پاکیزہ نہ کرے' حضرت سعدؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ میرے کھانے کو پاک کرے تو آپ نے ان کے لیے دعا فرمائی۔ مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعدؓ اس بالی سے بھی اجتناب کرتے تھے جسے وہ اپنی کھیتی میں پاتے تھے اور جہاں سے اسے لیا گیا ہوتا اس جگہ اسے واپس کرتے' اسی طرح آپ مستجاب الدعوات بھی تھے اور جونہی آپ دعا کرتے وہ قبول ہو جاتی۔ اور ان میں سے مشہور واقعہ وہ ہے جسے صحیحین میں عبدالملک بن عمیر کے طریق سے بحوالہ جابر بن سمرہ روایت کیا گیا ہے کہ اہل کوفہ نے حضرت عمرؓ کے پاس حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی ہر چیز کے بارے میں شکایت کی حتیٰ کہ انہوں نے کہا کہ وہ نماز بھی اچھی طرح نہیں پڑھتے' حضرت سعدؓ نے کہا' میں انہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھانے میں کوتاہی نہیں کرتا' میں پہلی دو رکعتوں کو طویل کرتا ہوں اور آخری دو کو چھوٹا کرتا ہوں آپ نے فرمایا اے ابواسحٰق آپ کے بارے میں یہی ظن ہے اور آپ نے کوفہ کی فرود گاہوں میں آپ کے حالات دریافت کرنے کے لیے آدمی بھیجا' اور وہ جن اہل مسجد سے پوچھتے وہ آپ کی تعریف کرتے حتیٰ کہ وہ بنی عبس کی مسجد کے پاس سے گزرے تو ان میں سے ابوسعدۃ اسامہ بن قتادہ نامی شخص نے اٹھ کر کہا کہ حضرت سعد سریہ میں نہیں جاتے اور نہ برابر تقسیم کرتے ہیں اور نہ رعیت کے معاملے کے بارے میں عدل سے کام لیتے ہیں' حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا اے اللہ اگر تیرا یہ بندہ ریاکاری اور شہرت کے لیے کھڑا ہوا ہے تو اس کی عمر کو دراز کر' اور اس کو ہمیشہ تنگدست رکھ' اور اس کی آنکھ کو اندھا کر دے اور اسے فتنوں کا نشانہ بنا۔ راوی بیان کرتا ہے میں نے اس کے بعد اس شخص کو بہت بوڑھا ہونے کی حالت میں دیکھا ہے اس کے ابرو اس کی آنکھوں پر گر گئے تھے وہ راستے میں کھڑا ہو کر لڑکیوں کو ہاتھ سے ٹٹولتا' اس سے پوچھا جاتا تو وہ کہتا' پاگل بوڑھا جسے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بددعا لگی ہے' اور ایک غریب روایت میں ہے کہ

اس نے مختار بن ابی عبید کے فتنہ کو پایا اور اس میں قتل ہو گیا اور طبرانی نے بیان کیا ہے کہ قاضی یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن مرزوق نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے سعد بن ابراہیم سے بحوالہ حضرت سعید بن المسیب ہم سے بیان کیا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی ایک لڑکی جسے زبراء کہا جاتا تھا' نئی قمیص پہن کر باہر نکلی تو ہوا نے اسے ننگا کر دیا تو حضرت عمرؓ نے اسے درہ مارا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ آپ کو روکنے آئے تو حضرت عمرؓ نے انہیں بھی درہ رسید کیا اور حضرت سعد' حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر بددعا کرنے لگے تو حضرت عمرؓ نے انہیں درہ پکڑایا اور فرمایا مجھ سے قصاص لو تو آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معاف کر دیا' اور اسی طرح روایت کی گئی ہے کہ حضرت سعد اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے درمیان کچھ بولی ٹھولی ہوئی تو حضرت سعدؓ نے ان کے خلاف بددعا کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ڈر گئے اور تیزی سے دوڑنے لگے' اور سفیان بن عیینہ نے بیان کیا ہے کہ جب قادسیہ کا معرکہ ہوا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ لوگوں کے امیر تھے اور آپ زخمی تھے اور آپ فتح مکہ میں شامل نہیں ہوئے تو بجیلہ کے ایک شخص نے کہا۔

''کیا تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے اپنے دین کو غالب کیا ہے اور حضرت سعدؓ قادسیہ کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے پس ہم واپس آ گئے اور بہت سی عورتیں بیوہ ہو گئی تھیں اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بیویوں میں سے کوئی بھی بیوہ نہ تھی''۔

حضرت سعدؓ نے فرمایا اے اللہ اس کے ہاتھ اور اس کی زبان سے ہمیں کفایت کر' پس اچانک اسے ایک نامعلوم تیر آ لگا جس سے وہ گونگا ہو گیا اور اس کے دونوں ہاتھ خشک ہو گئے' اور زیاد البکائی اور سیف بن عمر نے عن عبدالملک بن عمیر عن قبیصہ بن جابر عن ابن عم قوت دی ہے اور اسی کی مانند بیان کیا ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ پھر حضرت سعدؓ باہر نکلے اور آپ نے لوگوں کو اپنی پشت کے زخم دکھائے تاکہ ان کے پاس عذر پیش کریں' اور ہشیم نے ابو بلج سے بحوالہ مصعب بن سعد بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالی دی تو حضرت سعدؓ نے اسے منع کیا مگر وہ باز نہ آیا تو حضرت سعدؓ نے کہا میں تجھ پر بددعا کروں گا' وہ پھر بھی باز نہ آیا تو آپ نے اس کے متعلق اللہ سے بددعا کی یہاں تک کہ ایک بدکا ہوا اونٹ آ گیا اور اس نے اسے مارا۔ اور ایک دوسرے طریق سے بحوالہ عامر بن سعد روایت آئی ہے کہ حضرت سعدؓ نے ایک جماعت کو دیکھا جو ایک شخص پر جھکی ہوئی تھی' آپ نے دو آدمیوں کے درمیان اپنا سر داخل کیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ حضرت علی' حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کو گالیاں دے رہا ہے آپ نے اسے اس بات سے روکا تو وہ باز نہ آیا' آپ نے فرمایا میں تجھ پر بددعا کروں گا' اس شخص نے کہا تو مجھے یوں ڈراتا ہے گویا تو نبی ہے؟ حضرت سعدؓ واپس چلے گئے اور آل فلاں کے گھر میں داخل ہو گئے اور وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور کہا اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ اس شخص نے ان لوگوں کو گالیاں دی ہیں جنہیں تیرے ہاں نیکی میں سبقت حاصل ہے اور اس نے انہیں گالیاں دے کر مجھے ناراض کیا ہے' پس تو آج اسے نشان اور عبرت بنا دے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ آل فلاں کے گھر سے ایک بدکا ہوا بختی اونٹ نکلا جسے کوئی چیز نہ روکتی تھی حتیٰ کہ وہ بہت سے لوگوں میں داخل ہو گیا اور لوگ منتشر ہو گئے اور اس نے اس شخص کو اپنی ٹانگوں میں لے لیا اور مسلسل اسے مارتا رہا' حتیٰ کہ وہ مر گیا' راوی بیان کرتا ہے میں نے لوگوں کو حضرت سعدؓ کے پیچھے دوڑتے اور کہتے دیکھا۔ اے ابواسحٰق اللہ تعالیٰ نے تیری دعا قبول کر لی ہے اور حماد بن سلمہ نے اسے علی بن زید سے بحوالہ حضرت سعید بن المسیب روایت کیا ہے اور اسی طرح بیان کیا ہے اور ابوبکر بن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ حسن بن داؤد بن محمد بن المنکدر القرشی نے مجھ سے بیان کیا کہ

عبدالرزاق نے اپنے باپ سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے غلام مینا کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ ایک عورت حضرت سعدؓ کے پاس آیا کرتی تھی آپ نے اسے منع کیا تو وہ باز نہ آئی' ایک روز وہ آئی تو آپ وضو کر رہے تھے آپ نے فرمایا تیرا چہرہ بگڑ جائے تو اس کا چہرہ اس کی گدی میں پلٹ گیا اور کثیر النوری نے بحوالہ عبداللہ بن بدیل بیان کیا ہے کہ حضرت سعد' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے پاس گئے تو انہوں نے آپ سے کہا تمہیں کیا ہے کہ تم ہمارے ساتھ مل کر جنگ نہیں کی؟ آپ نے فرمایا اگر تاریک آندھی میرے پاس سے گزرے اور میں اخ اخ کہوں تو میں اپنی اونٹنی کو بٹھا دیتا ہوں حتیٰ کہ وہ آندھی مجھ سے دور ہو جائے پھر میں راستے کو پہچان کر چلتا ہوں' حضرت معاویہؓ نے کہا کتاب اللہ میں اخ اخ نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ (اگر مومنین کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کروادو اور اگر ایک جماعت دوسری پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والی جماعت سے جنگ کرو حتیٰ کہ وہ امر الٰہی کی طرف واپس آ جائے' خدا کی قسم آپ عادل جماعت کے مقابلہ میں باغی جماعت کے ساتھ نہیں اور نہ ہی باغی جماعت کے مقابلہ میں عادل جماعت کے ساتھ ہیں' حضرت سعدؓ نے فرمایا میں اس شخص سے لڑنے کا نہیں جسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ تجھے میرے ہاں وہی مقام حاصل ہے جو حضرت ہارونؑ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حاصل تھا ہاں میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا' حضرت معاویہؓ نے کہا' آپ کے ساتھ اسے کس نے سنا ہے؟ آپ نے فرمایا فلاں' فلاں اور حضرت ام سلمہؓ نے' حضرت معاویہؓ نے کہا' اگر میں نے آپ سے یہ بات سنی ہوتی تو میں حضرت علیؓ سے جنگ نہ کرتا اور ایک روایت میں ایک دوسرے طریق سے ہے کہ ان دونوں حضرات کے درمیان یہ گفتگو مدینہ میں اس حج کے درمیان ہوئی جو حضرت معاویہؓ نے کیا اور ان دونوں نے حضرت ام سلمہؓ کے پاس جا کر پوچھا تو آپ نے ان دونوں کو وہ بات بتائی جو حضرت سعدؓ نے حضرت معاویہؓ کو بتائی تھی تو حضرت معاویہؓ نے کہا اگر میں اس بات کو آج سے پہلے سن لیتا تو میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خادم ہوتا حتیٰ کہ وہ فوت ہو جاتے یا میں فوت ہو جاتا اور اس اسناد میں ضعف پایا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

اور حضرت سعدؓ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے ایک شخص کو حضرت علی اور حضرت خالد رضی اللہ عنہما کے بارے میں اعتراض کرتے سنا تو آپ نے فرمایا ہمارے درمیان جو بات پائی جاتی ہے ابھی وہ ہمارے دین تک نہیں پہنچی اور محمد بن سیرین نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعدؓ ایک شب میں نو لونڈیوں کے پاس آئے اور جب دسویں کے پاس پہنچے تو آپ کو نیند آ گئی اور اس نے آپ کو جگانے میں شرم محسوس کی اور آپ کے خوبصورت کلام میں سے یہ بھی ہے کہ آپ نے اپنے بیٹے مصعب سے فرمایا اے میرے بیٹے جب تو کسی چیز کو طلب کرے تو اسے قناعت سے طلب کر بلاشبہ جسے قناعت حاصل نہیں اسے مال فائدہ نہیں دیتا' اور حماد بن سلمہ نے سماک بن حرب سے بحوالہ مصعب بن سعد بیان کیا ہے کہ میرے باپ کا سر میری گود میں تھا اور وہ فوت ہو رہے تھے' میں رو پڑا تو آپ نے فرمایا اے میرے بیٹے تو کیوں روتا ہے؟ خدا کی قسم اللہ مجھے کبھی عذاب نہ دے گا بلاشبہ میں اہل جنت میں سے ہوں' اللہ تعالیٰ مومنین کی نیکیوں کو قبول کرتا ہے پس اللہ کے لیے کام کرو' اور کفار کی نیکیوں کے باعث ان سے تخفیف کرے گا اور جب وہ ختم ہو جائیں تو ہر عمل کرنے والے کو اپنے عمل کے ثواب' اس سے طلب کرنا چاہیے۔ جس کے لیے اس نے عمل کیا ہے اور زہری نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت نزدیک آیا تو آپ نے ایک پرانا جبہ منگوایا اور فرمایا مجھے اس میں کفن دینا میں نے

بدر کے روز اسے پہن کر مشرکین سے جنگ کی اور میں نے اسے صرف اس دن کے لیے چھپایا ہوا تھا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی وفات مدینہ سے باہر عقیق مقام پر ہوئی اور آپ کو لوگوں کی گردنوں پر مدینہ لایا گیا اور مروان نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور امہات المومنین الباقیات الصالحات نے بھی اس کی نماز کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ کو بقیع میں دفن کیا گیا اور مشہور قول کے مطابق جس پر اکثریت قائم ہے یہ واقعہ اس سال یعنی ۵۵ھ میں ہوا اور صحیح قول کے مطابق آپ کی عمر ۸۰ سال سے متجاوز تھی' علی بن المدینی نے بیان کیا ہے کہ عشرہ مبشرہ میں سے آپ نے سب سے آخر میں وفات پائی ہے اور دوسروں نے بیان کیا ہے کہ آپ مہاجرین میں سے وفات پانے والے آخری شخص تھے۔ اور الہیثم بن عدی نے آپ کی وفات ۵۰ھ میں بیان کی ہے اور ابو معشر اور ابو نعیم مغیث بن المحرر نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعدؓ نے ۵۸ھ میں وفات پائی ہے اور مغیث نے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ اسی سال میں حضرت حسن بن علی' حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہم نے وفات پائی ہے اور پہلا قول یعنی ۵۵ھ والا صحیح ہے' مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا قد کوتاہ' جسم موٹا' ہتھیلیاں موٹی ناک چپٹی اور جسم بہت بالوں والا تھا' آپ بالوں کو سیاہ رنگ دیتے تھے اور آپ کی میراث دو لاکھ پچاس ہزار تھی۔

حضرت فضالہ بن عبید الانصاری الاوسی:

احد آپ کا پہلا معرکہ ہے اور آپ نے بیعت الرضوان میں شمولیت کی اور شام چلے گئے اور حضرت معاویہؓ کے زمانے میں حضرت ابوالدرداءؓ کے بعد آپ نے دمشق میں قضاء کا محکمہ سنبھالا' ابو عبید نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ۵۳ھ میں وفات پائی ہے اور دوسروں نے آپ کی وفات ۶۷ھ میں بیان کی ہے اور ابن جوزی نے المنتظم میں بیان کیا ہے کہ آپ نے اس سال میں وفات پائی ہے۔ واللہ اعلم

حضرت قثم بن العباس بن عبدالمطلب:

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت مشابہ تھے اور آپ نے حضرت علیؓ کے زمانے میں مدینے کی نیابت سنبھالی اور سمرقند کی فتح میں شامل ہوئے اور وہیں شہید ہو گئے۔

حضرت کعب بن عمرو ابوالیسر:

الانصاری السلمی' آپ عقبہ اور بدر میں شامل ہوئے اور اس روز آپ نے حضرت عباس بن عبدالمطلب کو قیدی بنایا اور اس کے بعد کے تمام معرکوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہوئے اور ابو حاتم وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ۵۵ھ میں وفات پائی ہے اور دوسروں نے یہ اضافہ کیا ہے کہ آپ اہل بدر میں سے وفات پانے والے آخری شخص ہیں۔

۵۶ھ

یہ حضرت معاویہؓ کے دور کی بات ہے' اس میں جنادہ بن ابی امیہ نے سرزمین روم میں موسم سرما گزارا اور بعض کا قول ہے کہ عبدالرحمن بن مسعود نے گذارا' کہتے ہیں کہ اس میں یزید بن سمرۃ نے سمندر میں اور عیاض بن الحارث نے خشکی میں جنگ کی اور اس میں حضرت معاویہؓ نے رجب میں عمرہ کیا اور ولید بن عتبہ بن ابی سفیان نے اس میں لوگوں کو حج کروایا اور اس میں حضرت معاویہؓ نے

سعید بن عثمان کو بلاد خراسان کا امیر مقرر کیا اور عبید اللہ بن زیاد کو اس سے معزول کر دیا' پس سعید' خراسان کی طرف روانہ ہو گیا اور اس نے صغد سمرقند کے پاس ترکوں سے جنگ کی اور ان میں سے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور اس کے ساتھ ایک جماعت نے بھی شہادت پائی جن میں حضرت قثم بن عباسؓ بن عبدالمطلب کو بھی بیان کیا جاتا ہے' ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ سعید بن عثمان بن عفانؓ نے حضرت معاویہؓ سے مطالبہ کیا کہ انہیں خراسان کا امیر بنا دیا جائے' حضرت معاویہؓ نے کہا وہاں عبید اللہ بن زیاد موجود ہے' سعید نے کہا' میرے باپ نے آپ کو چنا اور آپ کو ترقی دی حتیٰ کہ آپ ان کے انتخاب سے اس مقام تک پہنچے جس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ پس آپ نے ان کے انعام کا شکر نہیں کیا اور نہ ان کی نعمتوں کا بدلہ دیا ہے اور میں اس یعنی یزید بن معاویہؓ کے پاس آیا اور میں نے اس کی بیعت کی اور قسم بخدا میں' ماں' باپ کے لحاظ سے اور ذاتی طور پر بھی اس سے بہتر ہوں' حضرت معاویہؓ نے اسے کہا' آپ کے باپ نے مجھ پر جو احسان کیا ہے وہ اس کی جزا کا مستحق ہے اور میں نے اس کا شکریوں ادا کیا ہے کہ میں نے ان کے خون کا مطالبہ کیا ہے حتیٰ کہ معاملات ظاہر ہو گئے ہیں اور جو کسی کے بارے میں اپنے نفس کو ملامت کرنے کا نہیں اب رہی بات اس کے باپ پر آپ کے باپ کی فضیلت' تو قسم بخدا آپ کا باپ مجھ سے بہتر تھا اور رسول اللہ ﷺ کا زیادہ نزدیکی تھا اور اس کی ماں پر آپ کی ماں کی فضیلت کا انکار نہیں کیا جا سکتا' بلاشبہ قریش کی عورت کلب کی عورت سے بہتر ہوتی ہے' اب رہی بات اس پر آپ کی فضیلت کی' تو قسم بخدا اگر غوطہ کو میں سعید بن عثمان جیسے آدمیوں سے بھر دوں تو یزید ان سے مجھے بہتر اور زیادہ محبوب ہوگا' اور یزید نے آپ سے کہا یا امیر المومنین آپ کا عمزاد اور آپ اس کے معاملے میں غور و فکر کرنے کے زیادہ حق دار ہیں اور اس نے میرے بارے میں آپ کو سرزنش کی ہے آپ اسے راضی کریں تو حضرت معاویہؓ نے اسے خراسان کی جنگ کا منتظم بنا دیا' وہ سمرقند آیا تو ترکوں میں سے اہل صغد اس کے مقابلہ میں آئے تو اس نے ان سے جنگ کی اور انہیں شکست دی اور ان کے شہر میں انہیں محصور کر دیا تو انہوں نے اس سے صلح کر لی اور اپنے عظماء کے بیٹوں میں سے پچاس نوجوان اس کے پاس گروی رکھے جو اس کے قبضہ میں ہوں گے اور اس نے ترمذ میں قیام کیا اور ان سے وفا نہ کی اور وہ یرغمالی نوجوانوں کو اپنے ساتھ مدینہ لے آیا' اور اسی میں حضرت معاویہؓ نے لوگوں کو اپنے بیٹے یزید کی دعوت دی کہ وہ آپ کے بعد آپ کا ولی عہد ہوگا۔ اور اس سے قبل آپ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی زندگی میں اس کا عزم کیا تھا۔

ابن جریر نے شعبی کے طریق سے روایت کی ہے کہ حضرت مغیرہ حضرت معاویہؓ کے پاس آئے اور کوفہ کی امارت سے بریت کا اظہار کیا تو آپ نے ان کی کبرسنی اور کمزوری کے باعث انہیں بری کر دیا اور سعید بن العاص کو کوفہ کا امیر مقرر کرنے کا عزم کر لیا جب حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ملی تو انہیں پشیمانی ہوئی اور انہوں نے یزید بن معاویہ کے پاس آ کر اسے مشورہ دیا کہ وہ اپنے باپ سے ولی عہد ہونے کا مطالبہ کرے' اس نے اپنے باپ سے اس کا مطالبہ کیا تو اس نے پوچھا یہ مشورہ تجھے کس نے دیا ہے؟ اس نے کہا حضرت مغیرہؓ نے' حضرت معاویہؓ کو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی یہ بات پسند آئی اور انہوں نے انہیں کوفہ کی عملداری پر واپس بھیج دیا اور حکم دیا کہ وہ اس بارے میں کوشش کریں اس موقع پر حضرت مغیرہؓ نے اس کام کی مضبوطی کے لیے سعی کی اور حضرت معاویہؓ نے زیاد کو خط لکھ کر اس بارے میں اس سے مشورہ لیا تو زیاد نے اس بات کو پسند نہ کیا کیونکہ وہ یزید کے کھلنڈرے پن اور شکار اور کھیل کی

طرف متوجہ ہونے سے واقف تھا' اس نے حضرت معاویہؓ کے پاس عبید ابن کعب بن النمیری کو بھیجا کہ وہ آپ کو اس رائے سے پھیر دے۔ اور وہ زیاد کا بڑا مکار دوست تھا۔ وہ دمشق روانہ ہو گیا اور سب سے پہلے یزید سے ملا اور زیاد کے متعلق اس سے گفتگو کی اور اسے مشورہ دیا کہ وہ اس بات کا مطالبہ نہ کرے اور اس کا چھوڑ دینا اس کے لیے اس میں کوشش کرنے سے بہتر ہوگا' پس یزید اپنے مطالبے سے باز آ گیا اور اس نے اپنے باپ سے ملاقات کی اور دونوں نے اس وقت اس کے ترک کرنے پر اتفاق کر لیا اور جب اس سال زیاد مر گیا تو حضرت معاویہؓ اس بات کے انتظام کرنے اور اس کی طرف دعوت دینے میں لگ گئے اور اپنے بیٹے یزید کے لیے بیعت لی اور آفاق کی طرف یہ بات لکھی اور دیگر صوبوں کے لوگوں نے بھی اس کی بیعت کر لی' مگر حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ' حضرت عبداللہ بن عمرؓ' حضرت حسین بن علیؓ' حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم نے بیعت نہ کی' حضرت معاویہؓ سوار ہو کر مکہ کی طرف عمرہ کرنے آئے اور جب مکہ سے واپسی پر آپ مدینہ سے گزرے تو آپ نے ان پانچوں میں سے ہر ایک کو الگ الگ بلا کر ڈرایا دھمکایا اور ان میں سے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے آپ کو سب سے سخت جواب دیا اور بڑی دلیری کے ساتھ آپ سے گفتگو کی اور ان میں سے سب سے نرم گفتگو کرنے والے حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما تھے پھر حضرت معاویہؓ نے تقریر کی اور یہ لوگ آپ کے منبر کے نیچے موجود تھے اور لوگوں نے یزید کی بیعت کی اور یہ بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے نہ موافقت کی اور نہ اختلاف کا اظہار کیا کیونکہ انہیں ڈرایا دھمکایا گیا تھا پس بقیہ علاقوں میں یزید کی بیعت مرتب ہو گئی اور باقی ماندہ صوبوں سے یزید کے پاس وفد آئے اور ان میں احنف بن قیس بھی آئے حضرت معاویہؓ نے انہیں یزید کے ساتھ گفتگو کرنے کا حکم دیا پس وہ دونوں بیٹھے پھر احنف باہر نکلے تو حضرت معاویہؓ نے انہیں کہا' آپ نے اپنے بھتیجے کو کیسا پایا ہے؟ آپ نے کہا اگر ہم جھوٹ بولیں تو ہم اللہ سے ڈرتے ہیں اور اگر سچ بولیں تو آپ سے ڈرتے ہیں' آپ اس کے لیل ونہار' ظاہر و باطن اور آمد و رفت کو خوب جانتے ہیں اور آپ نے اس کے متعلق جو ارادہ کیا ہے آپ اسے بہتر جانتے ہیں' ہمارا کام صرف سمع و اطاعت کرنا ہے اور آپ پر امت کی خیر خواہی کرنا واجب ہے اور حضرت معاویہؓ نے جب حضرت حسنؓ سے صلح کی تو آپ نے حضرت حسنؓ سے وعدہ کیا تھا کہ میرے بعد آپ امیر ہوں گے اور جب حضرت حسنؓ فوت ہو گئے تو حضرت معاویہؓ کے نزدیک یزید کا معاملہ زور پکڑ گیا اور آپ نے اسے اس بات کا اہل پایا اور یہ باپ کی اپنے بیٹے سے شدید محبت کی وجہ سے تھا اس لیے کہ آپ اس میں دنیاوی نجابت اور بادشاہوں کے بچوں کی علامت اور جنگوں کے بارے میں ان کی واقفیت اور حکومت کا نظم اور اس کی بڑائی کی ذمہ داری دیکھتے تھے اور آپ کا خیال تھا کہ اس مفہوم میں صحابہؓ کے بیٹوں میں سے کوئی ایک بھی کھڑا نہ ہوگا اسی لیے آپ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے خطاب کرتے ہوئے کہا' میں اپنے بعد رعیت کو منتشر بکریوں کی طرح چھوڑنے سے ڈرتا ہوں کہ ان کا کوئی چرواہا نہ ہو' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا' جب سب لوگ اس کی بیعت کر لیں گے تو میں اس کی بیعت کر لوں گا خواہ وہ نکٹا غلام ہی ہو' اور سعید بن عثمان بن عفانؓ نے یزید کو حکمران بنانے کے بارے میں حضرت معاویہؓ کو ملامت کی اور آپ سے مطالبہ کیا کہ اس کی جگہ مجھے حکمران بنا دیں اور سعید نے حضرت معاویہؓ سے باتوں باتوں میں یہ بھی کہا کہ بلاشبہ میرا باپ ہمیشہ آپ کا خیال رکھتا رہا ہے حتیٰ کہ آپ شرف و مجد کی چوٹی تک پہنچ گئے ہیں اور آپ نے اپنے بیٹے کو مجھ پر مقدم کر دیا ہے حالانکہ میں ماں باپ کے لحاظ سے اور ذاتی طور پر اس سے بہتر ہوں'

حضرت معاویہؓ نے اسے کہا تو نے جو میرے ساتھ اپنے باپ کے احسان کا ذکر کیا ہے تو یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے اور یہ کہ تیرا باپ اس کے باپ سے بہتر ہے یہ ایک حق بات ہے اور تیری ماں قرشیہ ہے اور اس کی ماں کلبیہ ہے اور وہ اس سے بہتر ہے اب رہی یہ بات کہ تو اس سے بہتر ہے خدا کی قسم اگر میں غوطہ تک تیرے جیسے لوگ بھر دوں تو یزید تم سب سے زیادہ مجھے محبوب ہوگا۔

اور ہم نے حضرت معاویہؓ سے روایت کی ہے کہ ایک روز آپ نے اپنی تقریر میں کہا' اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ میں نے اسے امیر بنایا ہے اور میرے نزدیک وہ اس کا اہل ہے تو میں نے اسے جس بات کے لیے امیر بنایا ہے اسے اس کے لیے پورا کر دے اور اگر میں نے اسے اس لیے امیر بنایا ہے کہ میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو جس بات کے لیے میں نے اسے امیر بنایا ہے اسے اس کے لیے مکمل نہ کر۔

اور حافظ ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے ایک شب گفتگو کی اور آپ کے اصحاب نے اس عورت کے بارے میں گفتگو کی جس کا بچہ نجیب ہوتا ہے اور انہوں نے اس عورت کی صفت بیان کی جس کا بچہ نجیب ہوتا ہے' حضرت معاویہؓ نے کہا میں چاہتا ہوں کاش میں اس عورت کو جانتا جو اس مقام کی ہوتی' آپ کے ایک ہم نشین نے کہا' یا امیر المومنین میں نے اسے معلوم کر لیا ہے آپ نے پوچھا وہ کون ہے؟ اس نے کہا یا امیر المومنین میری بیٹی' تو حضرت معاویہؓ نے اس سے نکاح کر لیا جس نے یزید بن معاویہ کو جنم دیا اور وہ نجیب' تیز فہم اور حاذق بن کر آیا پھر آپ نے دوسری عورت کو پیغام نکاح دیا اور اسے آپ کے ہاں فوقیت حاصل ہو گئی اور اس نے ایک دوسرے لڑکے کو جنم دیا اور آپ نے یزید کی ماں کو چھوڑ دیا اور وہ آپ کے گھر کے پہلو میں رہتی تھی اور ابھی آپ محو نظارہ ہی تھے اور آپ کی دوسری بیوی آپ کے ساتھ تھی کہ اچانک آپ نے یزید کی ماں کی طرف دیکھا اور وہ اسے کنگھی کر رہی تھی' آپ کی بیوی نے آپ سے کہا اللہ اس کا برا کرے اور اس کا بھی جسے یہ کنگھی کر رہی ہے' آپ نے کہا کیوں؟ خدا کی قسم اس کا بیٹا تیرے بیٹے سے زیادہ نجیب ہے' اور اگر تو پسند کرے تو میں تیرے سامنے اس کی وضاحت کر دوں' پھر آپ نے اس کے بیٹے کو بلایا اور اسے کہا' امیر المومنین کو خیال آیا ہے وہ تجھے آزادی دیتے ہیں تو جو چاہے مجھ سے مانگ لے' اس نے کہا' میں امیر المومنین سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ میرے لیے شکاری کتوں' گھوڑوں اور پیادوں کی آزادی دے دیں وہ شکار میں میرے ساتھ رہا کریں' آپ نے فرمایا ہم نے تیرے لیے اس کا حکم دیا پھر آپ نے یزید کو بلایا اور اسے وہی بات کہی جو اس کے بھائی سے کہی تھی' یزید نے کہا اس وقت امیر المومنین مجھے اس کام سے معاف فرمائیں؟ آپ نے فرمایا تیرے لیے اپنی ضرورت کا مطالبہ کرنا لازمی ہے' اس نے کہا اللہ تعالیٰ امیر المومنین کی عمر دراز کرے۔ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ میں آپ کے بعد ولی عہد ہوں' مجھے معلوم ہوا ہے کہ رعیت میں ایک دن کا عدل' پانچ سو سال کی عبادت کی طرح ہے آپ نے کہا' میں نے آپ کی یہ بات قبول کی پھر آپ نے اپنی بیوی سے فرمایا آپ نے کیسا پایا ہے؟ پس میں نے اس کے بیٹے پر یزید کی فضیلت کو معلوم کر لیا ہے۔

اور ابن جوزی نے اس سال میں حضرت ام حرام بنت ملحان انصاریہ کی وفات کا ذکر کیا ہے جو عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں اور صحیح بات وہ ہے' جس کے سوا علماء نے کوئی بات بیان نہیں کی کہ آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ۲۷ھ میں وفات پائی ہے' حضرت معاویہؓ جب قبرص میں داخل ہوئے تو آپ اور آپ کے خاوند حضرت معاویہؓ کے ساتھ تھے اور آپ کے خچر

نے آپ کی گردن توڑ دی اور آپ فوت ہو گئیں اور آپ کی قبر قبرص ہی میں ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ ابن جوزی نے آپ کے حالات میں آپ کی وہ حدیث بیان کی ہے' جس کی تخریج صحیحین میں آپ کے گھر میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قیلولہ کرنے کے بارے میں ہوئی ہے اور آپ نے خواب میں اپنی امت کے کچھ لوگوں کو دیکھا جو سمندر کے بڑے حصہ میں راہِ خدا میں غازی بن کر خاندان کے بادشاہوں کی مانند سوار ہوں گے اور حضرت ام حرامؓ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ اس کے لیے دعا کریں کہ وہ ان میں سے ہو تو آپ نے اس کے لیے دعا کی' پھر آپ سوئے تو آپ نے اسی قسم کا نظارہ دیکھا تو وہ کہنے لگیں اللہ سے دعا کیجیے وہ مجھے ان میں سے بنا دے آپ نے فرمایا نہیں' تو پہلے لوگوں میں سے ہے اور انہی لوگوں نے قبرص کو فتح کیا اور آپ ان کے ساتھ تھیں' اور ان دوسرے لوگوں میں شامل نہ تھیں جنہوں نے یزید بن معاویہ کے ساتھ ۵۱ھ میں بلاد روم سے جنگ کی اور حضرت ابوایوب انصاریؓ بھی ان کے ساتھ تھے اور آپ نے وہیں وفات پائی ہے اور آپ کی قبر قسطنطنیہ کی فصیل کے قریب ہے اور ہم نے دلائل النبوۃ میں اسے تسلی کے ساتھ بیان کیا ہے۔

۵۷ھ

اس میں عبداللہ بن قیس کا سرمائی مقام سرزمین روم تھی' واقدی نے بیان کیا ہے کہ اس کے شوال میں حضرت معاویہؓ نے' مروان بن الحکم کو مدینہ کی امارت سے معزول کر دیا اور ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کو اس کا امیر مقرر کیا اور انہی نے اس سال لوگوں کو حج کروایا' کیونکہ مدینہ کی امارت ان کے پاس تھی اور الضحاک بن قیس کوفہ کے اور عبیداللہ بن زیاد بصرہ کے اور سعید بن عثمان خراسان کے امیر تھے' ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ اس میں عثمان بن حنیف انصاری اوسی نے وفات پائی آپ عبادہ اور سہل کے بھائی تھے جو حنیف کے صاحبزادے تھے' حضرت عمرؓ نے آپ کو عراق کے مضافات کے ٹیکس کا اندازہ لگانے کے لیے بھیجا اور حضرت عمرؓ نے آپ کو کوفہ پر نائب مقرر کیا اور جب حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ، حضرت عائشہؓ کے ساتھ آئے اور آپ نے دارالامارت کے سپرد کرنے سے انکار کیا تو آپ کی داڑھی' ابرو اور دونوں آنکھوں کی پلکیں نوچ لی گئیں اور آپ کو عذاب دیا گیا اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے اور آپ نے شہر کو ان کے سپرد کیا تو انہیں کہنے لگے یا امیر المومنین میں نے باریش ہونے کی حالت میں آپ سے جدائی اختیار کی اور بے ریش ہونے کی حالت میں آپ سے ملاقات کی ہے' حضرت علیؓ نے مسکرا کر فرمایا اس کا اجر آپ کو اللہ کے ہاں سے ملے گا اور مسند اور سنن میں آپ کی اس اندھے کے بارے میں حدیث میں ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا کہ آپ اس کے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کے نور بصر کو واپس کر دے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے نور بصر کو واپس کر دیا اور نسائی کے ہاں آپ کی ایک اور حدیث بھی ہے اور میں نے ابن جوزی کے سوا کسی کو اس سال میں آپ کی وفات بیان کرتے نہیں دیکھا۔ واللہ اعلم

۵۸ھ

اس میں مالک بن عبداللہ خثعمی نے ارض روم سے جنگ کی' واقدی نے بیان کیا ہے کہ کہتے ہیں کہ اس میں یزید بن شجرہ نے سمندر میں موسم سرما گزارا اور بعض کا قول ہے کہ جنادہ بن امیہ نے سمندر اور بلاد روم سے جنگ کی اور بعض کا قول ہے عمرو ابن یزید الجہنی نے ارضِ روم میں موسم سرما گزارا' ابومعشر اور واقدی نے بیان کیا ہے کہ اس میں ولید بن عتبہ بن ابی سفیان نے لوگوں کو حج

کروایا اور اسی میں حضرت معاویہؓ نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عثمان بن ربیعہ ثقفی' ابن الحکم کو کوفہ کا امیر مقرر کیا اور ام الحکم حضرت معاویہؓ کی بہن تھیں اور الضحاک بن قیس کو کوفہ سے معزول کر دیا اور ابن ام الحکم نے اپنی پولیس پر زائدہ بن قدامہ کو امیر مقرر کیا اور ابن الحکم کے زمانے میں خوارج نے خروج کیا اور اس معرکہ میں ان کا سردار حیان بن ضبیان السلمی تھا' پس اس نے ان کی طرف فوج بھیجی جس نے سب خوارج کو قتل کر دیا۔ پھر ابن الحکم نے اہل کوفہ میں بری سیرت اختیار کی تو انہوں نے اسے اپنے درمیان سے دھتکار کر نکال دیا اور وہ اپنے ماموں حضرت معاویہؓ کے پاس واپس آ گیا اور ان سے اس بات کا ذکر تو آپ نے فرمایا میں ضرور تجھے ایک شہر کا والی بناؤں گا جو تیرے لیے بہتر ہوگا' سو آپ نے اسے مصر کا والی بنا دیا' اور جب وہ اس کی طرف روانہ ہوا تو مصر سے دو دن کے فاصلے پر اسے معاویہ بن خدیج ملے اور اسے کہنے لگے' اپنے ماموں حضرت معاویہؓ کے پاس واپس چلے جاؤ' میری زندگی کی قسم ہم تجھے اس میں داخل نہیں ہونے دیں گے کہ تو اس میں اور ہم میں وہ سیرت اختیار کرے جو تو نے ہمارے کوفی بھائیوں میں کی ہے' پس ابن ام الحکم حضرت معاویہؓ کے پاس واپس آ گیا اور معاویہ بن خدیج بھی حضرت معاویہؓ کے پاس آنے کے لیے اسے آ ملے اور جب وہ ان کے پاس گئے تو انہوں نے ان کی بہن ام الحکم کو ان کے پاس پایا اور وہ اس عبدالرحمٰن کی ماں تھی جسے اہل کوفہ اور اہل مصر نے دھتکار دیا تھا اور جب حضرت معاویہؓ نے آپ کو دیکھا تو کہا' آفرین ہے یہ معاویہ بن خدیج ہیں' ام الحکم کہنے لگیں اسے خوش آمدید نہ ہو' معید ی کے متعلق تیرا سننا اس کے دیکھنے سے بہتر ہے' معاویہ بن خدیج نے کہا اے ام الحکم ذرا آہستگی اختیار کرو' خدا کی قسم تو نے شادی کی ہے اور تو نے عزت نہیں کی اور تو نے بچے جنے ہیں اور اچھے بچے نہیں جنے' تو نے اپنے فاسق بیٹے کو ہم پر والی بنانا چاہا ہے کہ وہ ہم میں وہ روش اختیار کرے جو اس نے ہمارے کوفی بھائیوں میں اختیار کی ہے اور اللہ اسے یہ نہ دکھائے اور اگر وہ ایسا کرے گا تو ہم اسے ایسی ضرب لگائیں گے جس سے اس کا سر جھک جائے گا۔ یا کہا ہم اسے ماریں گے جس سے وہ ڈر جائے گا۔ خواہ یہ بیٹھنے والا۔ یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے ناپسند ہی کرے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بہن کی طرف متوجہ ہو کر کہا' کافی ہو گیا ہے۔

ایک عجیب واقعہ:

ابن جوزی نے اپنی کتاب المنتظم میں اپنی سند سے بیان کیا ہے کہ بنی عذرہ کے ایک نوجوان کا ابن ام الحکم کے ساتھ ایک واقعہ ہوا جس کا ملخص یہ ہے کہ ایک روز حضرت معاویہؓ دستر خوان پر بیٹھے تھے کہ اچانک بنی عذرہ کا ایک نوجوان آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور آپ کو شعر سنانے لگا جن میں اس کی بیوی سعاد کی طرف شوق کا اظہار پایا جاتا تھا' حضرت معاویہؓ نے اسے قریب بلایا اور اس کے معاملے کے متعلق اس سے دریافت کیا' اس نے کہا یا امیر المومنین میں اپنے چچا کی بیٹی سے شادی شدہ تھا اور میرے پاس اونٹ اور بکریاں تھیں میں نے انہیں اس پر خرچ کر دیا اور جب میرا مال کم ہو گیا تو اس کا باپ مجھ سے بے رغبت ہو گیا اور اس نے آپ کے کوفہ کے گورنر ابن ام الحکم کے پاس میری شکایت کر دی اور اسے اس کی خوبصورتی کے متعلق اطلاع مل چکی تھی۔ اس نے مجھے بیڑیوں میں جکڑ دیا اور مجھے مجبور کرنے لگا کہ میں اسے طلاق دے دوں اور جب اس کی عدت ختم ہو گئی تو آپ کے عامل نے اسے دس ہزار درہم دیئے اور اس سے نکاح کر لیا اور یا امیر المومنین میں آپ کے پاس آیا ہوں آپ ستم رسیدہ غمگین کے مددگار اور لٹے پٹے آدمی کا

سہارا ہیں' کیا کوئی کشائش ہے؟ پھر وہ رو کر کہنے لگا۔

''میرے دل میں آگ ہے اور آگ میں شرارہ ہے اور میرا جسم کمزور ہے اور رنگ زرد ہے اور آنکھ غم سے اشکبار ہے اور اس کے آنسو موسلا دھار ہیں اور عاشق' عبرت والا ہے جس میں طبیب حیران رہ جاتا ہے میں نے اس بارے میں بڑا دکھ برداشت کیا ہے جس پر صبر نہیں ہوسکتا' کاش میری رات' رات نہ ہوتی اور نہ میرا دن' دن ہوتا''۔

راوی بیان کرتا ہے حضرت معاویہؓ کو اس پر ترس آ گیا اور آپ نے ابن ام الحکم کو خط لکھا اور اسے اس بات پر زجر و توبیخ اور ملامت کی اور اسے قول واحد میں اسے طلاق دینے کا حکم دیا اور جب اس کے پاس حضرت معاویہؓ کا خط آیا تو اس نے لمبی سانس لی اور کہا' میں چاہتا ہوں کہ امیر المومنین مجھے اور اس عورت کو ایک سال تک اکٹھے چھوڑ دیں پھر مجھے تلوار پر پیش کر دیں اور وہ اسے طلاق دینے کے بارے میں اپنے دل سے مشورہ کرنے لگا مگر وہ ایسا نہ کر سکا اور نہ اس کے دل نے اس کی بات مانی اور جو ایلچی خط لے کر اس کے پاس آیا تھا وہ اسے برانگیختہ کرنے لگا پس اس نے اسے طلاق دے دی اور اسے اپنے ہاں سے نکال کر وفد کے ساتھ حضرت معاویہؓ کے پاس بھجوا دیا اور جب وہ آپ کے سامنے کھڑی ہوئی تو آپ نے اس عورت سے گفتگو کی تو وہ سب لوگوں سے زیادہ فصیح اور شیریں کلام اور حسن و جمال اور ناز و ادا میں مکمل ترتھی' آپ نے اس کے عم زاد سے کہا اے بدو! کیا بہترین خواہش کے عوض اسے بھول سکتے ہو؟ اس نے کہا ہاں جب آپ میرے سر اور میرے جسم کو الگ الگ کر دیں۔

پھر کہنے لگا:

''مجھے اس شخص کی طرح نہ بناؤ جو گرمی کی تیزی سے' آگ سے مدد مانگتا ہے اور میری مثالیں بیان کی جائیں' حیران و غمگین شخص کو سعاد واپس کر دو جو فکرمندی اور اس کی یاد میں صبح و شام کرتا ہے' اسے ایسے قلق و اضطراب نے آلیا ہے جس جیسا کوئی قلق و اضطراب نہیں اور اس نے اس سے اپنے دل کو خوب جلا دیا ہے قسم بخدا میں اس کی محبت کو فراموش نہیں کر سکتا حتیٰ کہ مجھے میری قبر اور پتھروں میں چھپا دیا جائے' میں اسے کیسے بھول سکتا ہوں جب کہ دل اس کا دیوانہ ہو چکا ہے اور اس کے بغیر صبر نہیں کر سکتا''۔

حضرت معاویہؓ نے کہا' ہم اس عورت کو تیرے اور ابن ام الحکم کے درمیان اختیار دیتے ہیں تو وہ عورت کہنے لگی۔

''اگرچہ یہ شخص ایک حلقے میں ہے مگر اس میں آسائش کی کمی پائی جاتی ہے اور یہ مجھے اپنے والدین' اپنے پڑوسی اور درہم و دینار کے مالک سے زیادہ محبوب ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے حضرت معاویہ مسکرائے اور اس شخص کے لیے دس ہزار درہم' سواری اور فرش کا حکم دیا اور جب اس کی عدت ختم ہوگئی تو آپ نے اس عورت سے اس کا نکاح کروا دیا اور اسے اس کے سپرد کر دیا' ہم نے اس سے بہت سے اشعار کو جو طویل تھے' حذف کر دیا ہے۔

اور اس سال میں عبیداللہ بن زیاد اور خوارج کے درمیان طویل رکاوٹیں ہوئیں اور اس نے ان میں سے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور دوسروں کو قید کر لیا اور وہ اپنے باپ کی طرح ان کے معاملے میں دلیر اور بہادر تھا۔ **واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم**

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

اس سال میں حضرت سعید بن العاصؓ بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف' القرشی الاموی نے وفات پائی' بدر کے روز آپ کا باپ کافر ہونے کی حالت میں قتل ہوا اور حضرت سعیدؓ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی گود میں پرورش پائی اور جس روز رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی حضرت سعید رضی اللہ عنہ کی عمر نو سال تھی آپ مشہور اسخیاء اور سادات المسلمین میں سے تھے اور آپ کا دادا سعید بن العاص جس کی کنیت ابواحیحہ تھی۔ قریش کا سردار تھا جسے ذوالتاج کہا جاتا تھا کیونکہ جب وہ عمامہ باندھتا اس روز کوئی شخص اس کی تعظیم کے لیے عمامہ نہ باندھتا اور یہ سعید' مضافات پر حضرت عمرؓ کے عمال میں سے تھے اور حضرت عثمانؓ نے ان کی فصاحت کی وجہ سے انہیں مصاحف لکھنے والوں میں شامل کر دیا اور آپ داڑھی کے لحاظ سے رسول اللہ ﷺ سے سب لوگوں سے بڑھ کر مشابہت رکھتے تھے اور آپ ان بارہ اشخاص میں شامل تھے جو قرآن کو حل کرتے تھے اور اسے سکھاتے اور لکھتے تھے' ان میں حضرت ابی بن کعبؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ بھی تھے' حضرت عثمانؓ نے ولید بن عتبہ کو معزول کرنے کے بعد کوفہ پر آپ کو نائب مقرر کیا اور آپ نے طبرستان اور جرجان کو فتح کیا اور آذربائیجان کے باشندوں نے عہد شکنی کی تو آپ نے ان سے جنگ کر کے آذربائیجان کو فتح کر لیا اور جب حضرت عثمانؓ فوت ہو گئے تو آپ فتنہ سے الگ رہے اور جمل وصفین میں شامل نہ ہوئے اور جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت قائم ہو گئی تو آپ ان کے پاس گئے تو انہوں نے آپ کو ملامت کی تو آپ نے ان کے پاس عذر کیا تو انہوں نے نہایت طویل گفتگو میں آپ کا عذر قبول کر لیا اور دوبارہ آپ کو مدینہ کا امیر مقرر کیا اور مروان بن الحکم کے ذریعے آپ کو دوبار معزول کیا اور یہ حضرت سعید' حضرت علی رضی اللہ عنہما کو گالیاں نہیں دیتے تھے اور مروان آپ کو گالیاں دیتا تھا اور آپ نے حضرت نبی کریم ﷺ اور حضرت عمر بن الخطاب' حضرت عثمان' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے اور آپ سے آپ کے دونوں بیٹوں عمرو بن سعید الاشدق اور ابوسعید اور سالم بن عبداللہ بن عمر اور حضرت عروہ بن زبیرؓ وغیرہ نے روایت کی ہے لیکن مسند اور کتب ستہ میں آپ کی کوئی چیز نہیں پائی جاتی' آپ اچھی سیرت اور اچھے دل والے تھے آپ اکثر ہر جمعہ کو اپنے اصحاب کو اکٹھا کر کے انہیں کھانا کھلاتے اور حلے پہناتے اور ان کے گھروں کی طرف تحائف وہدایا اور بہت سے عطیات بھیجتے اور آپ تھیلیاں باندھ کر مسجد میں ضرورت مند نمازیوں کے آگے رکھ دیتے ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ دمشق میں آپ کا ایک گھر تھا جو آپ کے بعد دیماس کے نواح میں دار نعیم اور حمام نعیم کے نام سے مشہور تھا' پھر آپ نے مدینہ واپس آ کر وہیں اقامت اختیار کر لی یہاں تک کہ آپ وفات پا گئے' آپ قابل تعریف سخی تھے پھر ابن عساکر نے آپ کی کچھ حدیثیں یعقوب بن سفیان کے طریق سے بیان کی ہیں کہ ابوسعید الجعفی نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن الاجلح نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام بن عروہ نے اپنے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ حضرت سعید بن العاصؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا اسلام میں بہترین آدمی جاہلیت میں تمہارا بہترین آدمی تھا' اور زبیر بن بکار کے

طریق میں ہے کہ ایک شخص نے بحوالہ عبدالعزیز بن ابان مجھ سے بیان کیا کہ خالد بن سعید نے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مجھ سے بیان کیا کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چادر لائی اور کہنے لگی میں نے نذر مانی تھی کہ میں یہ کپڑا عرب کے سب سے معزز آدمی کو دوں گی آپ نے فرمایا یہ اس نوجوان کو دے دو۔ یعنی سعید بن العاص کو اور وہ کھڑے ہوئے تھے اس لیے انہیں ثیاب سعیدیہ کا نام دیا گیا ہے۔ اور فرزدق نے آپ کے بارے میں اشعار کہے ہیں ۔

''جب زمانے کی سختیوں میں مصیبت بڑھ جاتی ہے تو تو فیاضی کی طرف سبقت کرنے والے سرداران قریش کو کھڑے ہو کر سعید کی طرف یوں دیکھے گا گویا وہ چاند کو دیکھ رہے ہیں''۔

اور ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہما کو کوفہ سے معزول کر کے حضرت سعیدؓ بن العاص کو اس کا امیر مقرر کر دیا پھر انہیں معزول کر کے ولید بن عتبہ کو اس کا امیر مقرر کر دیا پھر اسے معزول کر کے سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کر دیا آپ نے وہاں ایک وقت تک قیام کیا لیکن نہ ان میں آپ کی سیرت قابل تعریف رہی اور نہ انہوں نے آپ کو پسند کیا' پھر مالک بن الحارث یعنی اشتر نخعی ایک جماعت کے ساتھ سوار ہو کر حضرت عثمانؓ کے پاس گیا اور انہوں نے آپ سے مطالبہ کیا کہ سعید کو ان سے معزول کر دیں مگر آپ نے انہیں معزول نہ کیا اور آپ مدینہ میں حضرت عثمانؓ کے پاس ہی تھے پس آپ نے انہیں ان کے پاس بھیجا تو اشتر کوفہ کی طرف جانے میں سبقت کر گیا اور اس نے لوگوں سے خطاب کیا اور انہیں حضرت سعید رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس آنے سے روکنے کی ترغیب دی اور اشتر ایک فوج کے ساتھ انہیں کوفہ میں داخل ہونے سے روکنے کے لیے سوار ہوا۔ کہتے ہیں کہ وہ انہیں العذیب مقام پر ملے۔ اور حضرت سعیدؓ الرعثہ مقام پر فروکش ہو چکے تھے۔ انہوں نے آپ کو اپنے پاس آنے سے روکا' اور وہ مسلسل انہیں رکاوٹ کرتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے آپ کو حضرت عثمانؓ کے پاس واپس کر دیا اور اشتر نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو نماز اور سرحد کا اور حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما کو غنیمت کا ناظم مقرر کیا اور اہل کوفہ نے اس کی اجازت دے دی اور انہوں نے اس بارے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اطلاع بھیجی اور آپ نے اسے نافذ کر دیا اور آپ نے اس پر خوشی کا اظہار کیا لیکن یہ پہلی کمزوری تھی جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو آئی اور حضرت سعید بن العاصؓ نے مدینہ میں قیام کیا حتیٰ کہ حضرت عثمانؓ کے محاصرہ کا وقت آ گیا اور وہ الدار میں آپ کے پاس موجود تھے پھر جب حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مکہ سے سوار ہو کر قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کی تلاش میں نکلے تو سعید بھی ان کے ساتھ سوار ہو گئے' آپ اور حضرت مغیرہؓ بن شعبہ وغیرہ الگ ہو گئے اور آپ نے طائف میں اقامت اختیار کر لی حتیٰ کہ ان سب جنگوں کا خاتمہ ہو گیا پھر حضرت معاویہؓ نے ۴۹ھ میں انہیں مدینہ کی امارت پر مقرر کیا اور مروان کو معزول کر دیا' اور آپ کو سات دن امارت پر قائم رکھا پھر مروان کو واپس بھیج دیا اور عبدالملک بن عمیر نے بحوالہ قبیصہ بن جابر بیان کیا ہے کہ زیاد نے مجھے مال غنیمت کے ساتھ حضرت معاویہؓ کے پاس بھیجا اور جب میں اپنے امور سے فارغ ہو گیا تو میں نے کہا یا امیر المومنین آپ کے بعد امیر کون ہو گا؟ آپ کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمایا' امارت ایک جماعت کے درمیان ہو گی یا تو قریش کا سخی سعید بن العاص امیر ہو گا یا حیاء' دانش مندی اور سخاوت کے لحاظ سے قریش کا نوجوان عبداللہ بن عامر ہو گا یا حسن بن علی ہو گا جو ایک کریم سردار ہے یا کتاب اللہ کا قاری' دین کا فقیہ' حدود اللہ کے قیام میں سختی کرنے والا مروان بن الحکم ہو گا

یا فقیہ شخص عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہوگا اور یا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ہوگا جو درندوں کی مصیبتوں کے ساتھ شریعت کے پاس آتا ہے اور لومڑی کی طرح مکروفریب سے الگ ہو جاتا ہے۔

اور ہم نے روایت کی کہ ہے کہ ایک روز سعید نے مدینہ کے ایک راستے میں پانی مانگا تو ایک شخص نے ایک گھر سے آپ کو پانی لا دیا تو آپ نے پی لیا پھر کچھ عرصے بعد آپ نے دیکھا کہ وہ شخص اپنا گھر فروخت کے لیے پیش کر رہا ہے۔ آپ نے اس کے متعلق دریافت کیا وہ اپنا گھر کیوں فروخت کر رہا ہے؟ لوگوں نے کہا اس پر چار ہزار دینار قرض ہے تو آپ نے اس کے قرض خواہ کے پاس پیغام بھیجا اور کہا تیرا قرض میرے ذمے ہے اور صاحبِ خانہ کو پیغام بھیجا اپنے گھر سے فائدہ اٹھاؤ' اور آپ کے ہم نشین قراء میں سے ایک شخص محتاج ہو گیا اور اسے شدید فاقہ نے آ لیا تو اس کی بیوی نے اسے کہا بلاشبہ ہمارا امیر سخاوت سے موصوف ہے اگر تم اس کے پاس اپنا حال بیان کرتے تو شاید وہ آپ کو کوئی چیز دے دیتا؟ اس نے کہا تو ہلاک ہو جائے میرے چہرے پر ضرب نہ لگا اس نے اس بارے میں اس سے اصرار کیا تو وہ آ کر آپ کے پاس بیٹھ گیا اور جب لوگ آپ کے ہاں سے واپس چلے گئے تو وہ شخص اپنی جگہ پر بیٹھا رہا' سعید نے اسے کہا میرا خیال ہے آپ کسی ضرورت کی وجہ سے بیٹھے ہیں؟ وہ شخص خاموش رہا' تو سعید نے اپنے غلاموں سے کہا واپس چلے جاؤ' پھر سعید نے اسے کہا' اب میرے اور تمہارے سوا کوئی شخص موجود نہیں' پھر بھی وہ خاموش رہا' پھر اس نے چراغ گل کر کے اسے کہا اللہ تجھ پر رحم کرے تو میرے چہرے کو نہیں دیکھتا اپنی ضرورت بیان کر' اس نے کہا اللہ امیر کا بھلا کرے ہمیں فاقہ اور ضرورت نے دکھ دیا ہے میں نے اس کا ذکر آپ سے کرنا چاہا لیکن مجھے شرم محسوس ہوئی' سعید نے اسے کہا' جب تو صبح کرے تو میرے فلاں وکیل سے ملنا' جب اس شخص نے صبح کی تو وہ وکیل سے ملا' وکیل نے اسے کہا' امیر نے تمہارے متعلق کچھ چیزوں کا حکم دیا ہے' کوئی آدمی لے آ' جو انہیں تمہارے ساتھ اٹھا لے جائے' اس نے کہا میرے پاس کوئی اٹھانے والا نہیں' پھر وہ شخص اپنی بیوی کے پاس واپس گیا اور اسے ملامت کی اور کہنے لگا تو نے مجھے ایسی بات پر آمادہ کیا ہے جس سے میں امیر کے سامنے ذلیل ہو گیا ہوں' اس نے میرے لیے کچھ چیزوں کا حکم دیا ہے جو اٹھانے والے کی محتاج ہیں اور میرا خیال ہے کہ اس نے میرے لیے آٹے یا کھانے کا حکم دیا ہے اور اگر وہ مال ہوتا تو وہ اٹھانے والے کا محتاج نہ ہوتا اور وہ اسے مجھے دے دیتا' اس کی بیوی نے اسے کہا جو کچھ بھی وہ تجھے دے وہ ہماری خوراک ہے اسے لے لے' پس وہ شخص وکیل کے پاس واپس آیا تو وکیل نے اسے کہا میں نے امیر کو اطلاع دی ہے کہ اس کے پاس ان چیزوں کو اٹھانے والا کوئی شخص نہیں تو اس نے ان تینوں حبشیوں کو بھیجا ہے جو تمہارے ساتھ ان چیزوں کو اٹھائیں گے' وہ شخص چلا گیا اور جب وہ اپنے گھر پہنچا تو ان میں سے ہر شخص کے سر پر دس ہزار درہم تھے' اس نے غلاموں سے کہا' جو کچھ تمہارے پاس ہے اسے نیچے رکھ دو اور واپس چلے جاؤ' انہوں نے کہا' امیر نے ہمیں بھی تجھے دے دیا ہے اور وہ جب بھی کسی کی طرف خادم کے ساتھ ہدیہ بھیجتا ہے تو ہدیہ کو اٹھانے والا خادم بھی ہدیہ میں شامل ہوتا ہے' راوی بیان کرتا ہے پس اس شخص کے حالات ٹھیک ہو گئے۔

اور ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ زیاد بن ابی سفیان نے سعید بن ابی سفیان کی طرف ہدایا' اموال اور خط بھیجا جس میں ذکر کیا کہ وہ آپ کو آپ کی بیٹی ام عثمان کے متعلق جو آمنہ بنت جریر بن عبداللہ البجلی سے ہے' منگنی کا پیغام دیتا ہے' پس جب ہدایا' اموال اور خط پہنچا تو آپ نے خط کو پڑھا پھر ہدایا کو اپنے ہم نشینوں میں تقسیم کر دیا پھر اسے ایک لطیف خط لکھا جس میں لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿کَلَّا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰی اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰی﴾

''ہرگز نہیں بلاشبہ انسان اپنے آپ کو مستغنی دیکھ کر سرکشی اختیار کرتا ہے''۔ والسلام

ہم نے بیان کیا کہ سعید نے حضرت ام کلثوم بنتِ حضرت علی جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہم سے تھیں اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں' کو نکاح کا پیغام دیا تو حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے اسے قبول کر لیا اور اپنے دونوں بھائیوں سے مشورہ کیا تو انہوں نے اسے پسند نہ کیا اور ایک روایت میں ہے کہ صرف حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اسے ناپسند کیا اور حضرت حسنؓ نے قبول کر لیا' پس حضرت ام کلثومؓ نے اپنے گھر کو تیار کیا اور تخت نصب کر دیا اور انہوں نے مقررہ وقت کے لیے وعدہ کیا اور آپ نے اپنے بیٹے زید بن عمر کو حکم دیا کہ وہ اس سے آپ کا نکاح کروا دے' پس سعید نے حضرت ام کلثومؓ کی طرف ایک لاکھ درہم بھیجا اور ایک روایت میں دو لاکھ مہر کا ذکر آیا ہے اور سعید کے ساتھ جانے کے لیے ان کے اصحاب ان کے پاس جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا میں اپنی والدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو نکالنا پسند نہیں کرتا' پس آپ نے تزویج کا ارادہ ترک کر دیا اور یہ سارا مال حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو دے دیا اور ابن معین اور عبدالاعلیٰ بن حماد نے بیان کیا ہے کہ ایک بدو نے سعید بن العاص سے سوال کیا تو آپ نے اسے پانچ سو درہم دینے کا حکم دیا' خادم نے کہا پانچ سو درہم یا دینار؟ آپ نے فرمایا میں نے تجھے پانچ سو درہم دینے کا حکم دیا ہے اور تیرے دل میں خیال آیا ہے کہ وہ دینار ہیں' اسے پانچ سو دینار دے دو' جب بدو نے ان دنانیر کو لے لیا تو بیٹھ کر رونے لگا آپ نے اسے کہا تجھے کیا ہوا ہے؟ کیا تو نے اپنی بخشش حاصل نہیں کی؟ اس نے کہا قسم بخدا بے شک حاصل کی ہے' لیکن مجھے زمین پر رونا آتا ہے کہ وہ تیرے جیسے آدمی کو کیسے کھائے گی۔

اور عبدالحمید بن جعفر نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص چار دیات کی ضمانت میں آیا جن کے متعلق اہل مدینہ نے دریافت کیا تو اسے بتایا گیا کہ تجھ پر حضرت حسن بن علی یا حضرت عبداللہ بن جعفر یا حضرت سعید بن العاص یا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے پاس جانا واجب ہے تو وہ مسجد کی طرف گیا تو حضرت سعیدؓ اس کی طرف آ رہے تھے اس نے پوچھا یہ کون ہیں؟ بتایا گیا سعید بن العاصؓ ہیں تو اس نے آپ کا قصد کیا اور آپ کو بتایا کہ میں کس لیے آیا ہوں' آپ نے اسے چھوڑ دیا اور مسجد سے گھر کی طرف واپس چلے گئے اور بدو سے فرمایا' اٹھانے کے لیے اپنے ساتھ آدمی لے آؤ؟ اس نے کہا اللہ آپ پر رحم کرے میں نے آپ سے مال مانگا ہے کھجوریں نہیں مانگیں' آپ نے فرمایا مجھے معلوم ہے اٹھانے کے لیے اپنے ساتھ آدمی لے آؤ' پس آپ نے اسے چالیس ہزار درہم دیئے۔ بدو انہیں لے کر واپس چلا گیا اور اس نے کسی دوسرے آدمی سے سوال نہ کیا۔ اور سعید بن العاص نے اپنے بیٹے سے کہا' اے میرے بیٹے جب بغیر سوال کے ابتدا نہ ہو تو اللہ کے لیے نیکی کا بدلہ دو اور جب تیرے پاس ایک شخص آئے اور تو اس کے چہرے میں اس کا خون دیکھ لے یا تیرے پاس جان کو خطرہ میں ڈالنے والا آ جائے جسے معلوم نہ ہو کہ تو اسے دے گا یا منع کر دے گا اور قسم بخدا اگر تو اپنے سارے مال سے بھی اس کے لیے دستبردار ہو جائے تو تو اس کا بدلہ نہ دے سکے گا' اور سعید نے بیان کیا ہے کہ میرے ہم نشین کے مجھ پر تین حق ہیں' جب وہ قریب آئے تو میں اسے خوش آمدید کہوں اور جب وہ بیٹھے تو میں اس کے لیے کشائش کروں اور جب وہ

بات کرے تو میں اس کی طرف متوجہ ہوں اور اسی طرح آپ نے بیان کیا ہے اے میرے بیٹے شریف آدمی سے مذاق نہ کر وہ تجھ سے بغض رکھے گا اور نہ کمینے آدمی سے مذاق کر تو اس کی نظر میں ہیچ ہو جائے گا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ تجھ پر جرأت کرے گا۔

ایک روز آپ نے تقریر کی تو فرمایا' جسے اللہ تعالیٰ نے رزق حسن دیا ہے اسے اس کے ذریعے سب لوگوں سے بڑھ کر سعادت مند ہونا چاہیے' وہ اسے دو آدمیوں میں سے ایک کے لیے چھوڑے گا یا تو وہ اصلاح کرنے والا ہوگا اور تو نے جو اس کے لیے جمع کیا ہے وہ اس سے سعادت مند ہو جائے گا اور تو ناکام ہو جائے گا اور اصلاح کرنے والے کے لیے کوئی چیز تھوڑی نہیں ہوتی اور یا وہ مفسد ہوگا تو اس کے لیے کوئی چیز باقی نہ رہے گی' ابومعاویہ نے کہا ابوعثمان نے عمدہ کلام جمع کیا ہے۔

اور اصمعی نے بحوالہ حکیم بن قیس بیان کیا ہے کہ سعید بن العاص نے فرمایا' دو مقامات پر میں اپنی نرمی اور دلیری سے شرم محسوس نہیں کرتا' جاہل یا بے وقوف سے خطاب کرتے وقت اور اپنی ضرورت کے سوال کے موقع پر۔

کوفہ کی ایک عابدہ عورت آپ کے پاس آئی' آپ امیر کوفہ تھے' آپ نے اس کی عزت کی اور اس سے حسن سلوک کیا' اس نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو کسی کمینے سے ضرورت نہ ڈالے اور آپ کے احسانات ہمیشہ شرفاء کی گردنوں میں رہیں اور جب وہ کسی کریم سے نعمت کو دور کرتا ہے تو تجھے اس نعمت کو اسے واپس کرنے کا سبب بنا دیتا ہے' آپ کے پاس بچیاں بچے تھے اور آپ کی ایک بیوی ام البنین بنت الحکم بن العاص تھی۔ جو مروان بن الحکم کی بہن تھی۔ اور جب حضرت سعید رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنے بیٹوں کو جمع کیا اور انہیں فرمایا:

> ''میرے اصحاب میرے چہرے کے سوا کچھ نہ کھوئیں اور ان سے وہ صلہ رحمی کرو جو میں ان سے کیا کرتا تھا اور جو کچھ میں انہیں دیا کرتا تھا انہیں دو اور انھیں خرچ کی تلاش سے کفایت کرو' بلاشبہ انسان جب ضرورت مند ہوتا ہے تو رد کیے جانے کے خوف سے وہ گھبرا جاتا ہے اور قسم بخدا وہ شخص جو اپنے بستر پر تم کو حاجت کی جگہ پر دیکھ کر تلملا رہا ہے اسے جو تم دیتے ہو وہ اس سے بہت بڑا احسان تم پر کر رہا ہے پھر اس نے انہیں بہت سی وصیتیں کیں' ان میں سے ایک وصیت یہ تھی کہ اس کے ذمے جو قرض اور وعدے ہیں انہیں پورا کریں اور اپنے بھائیوں کی شادیاں ہمسروں سے کریں اور سب سے بڑے کو سردار بنائیں''۔

اور ان سب باتوں کی ذمہ داری اس کے بیٹے عمرو بن سعید الاشدق نے لی' اور جب وہ فوت ہوئے تو اس نے انہیں بقیع میں دفن کیا پھر عمرو سوار ہو کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو انہوں نے اس سے آپ کی تعزیت کی اور حضرت معاویہؓ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور غمگین ہوئے اور فرمایا کیا ان کے ذمے کوئی قرض ہے؟ اس نے کہا ہاں' آپ نے فرمایا کتنا ہے؟ اس نے کہا تین لاکھ درہم اور ایک روایت میں ہے تین کروڑ درہم' حضرت معاویہؓ نے فرمایا اس کی ادائیگی میرے ذمے ہوئی' ان کے بیٹے نے کہا یا امیر المومنین انہوں نے مجھے وصیت کی ہے کہ میں ان کا قرض ان کی اراضی کی قیمت سے ادا کروں' حضرت معاویہؓ نے اس سے قرض کی رقم کے مطابق زمین خرید لی اور عمرو نے ان سے مطالبہ کیا کہ وہ اسے مدینہ بھجوا دیں تو آپ نے اسے مدینہ بھجوا دیا پھر عمرو اپنے باپ کا قرض ادا کرنے لگا حتیٰ کہ کوئی قرض خواہ باقی نہ رہا اور قرض کا مطالبہ کرنے والوں میں ایک نوجوان بھی تھا جس کے پاس

چمڑے کے ایک ٹکڑے پر بیس ہزار درہم لکھے ہوئے تھے' عمرو نے اسے کہا' تم نے یہ دراہم میرے باپ پر کیسے واجب کیے ہیں؟ نوجوان نے کہا' وہ ایک روز اکیلے چلے جارہے تھے میں نے چاہا کہ میں آپ کے ساتھ ہو جاؤں حتیٰ کہ وہ اپنے گھر پہنچ گئے اور فرمایا مجھے چمڑے کا ایک ٹکڑا مطلوب ہے' میں قصابوں کے پاس گیا اور یہ ٹکڑا ان کے پاس لے آیا اور آپ نے اس میں میرے لیے یہ رقم لکھ دی اور معذرت بھی کی کہ آج ان کے پاس کوئی چیز موجود نہیں' عمرو نے اسے وہ مال دے دیا اور اسے کچھ زیادہ بھی دیا' روایت ہے کہ حضرت معاویہؓ نے عمرو بن سعید سے کہا' جس نے تیرے جیسا بیٹا چھوڑا ہے وہ نہیں مرا' پھر فرمایا اللہ ابوعثمان پر رحم فرمائے' پھر فرمایا' مجھ سے بڑے بھی اور چھوٹے بھی وفات پا گئے ہیں اور شاعر کا شعر پڑھنے لگے ۔

''جب آدمی سے چھوٹے اور اس کے بھائیوں میں سے تنہا بھی آگے چل پڑیں تو وہ بھی چلنے ہی والا ہوتا ہے''۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ کی وفات اس سال میں ہوئی ہے اور بعض کا قول ہے کہ اس سے پہلے سال میں ہوئی ہے اور بعض کا قول ہے کہ اس کے بعد آنے والے سال میں ہوئی ہے اور بعض نے کہا ہے کہ آپ کی وفات حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے ایک جمعہ پہلے ہوئی ہے۔

حضرت شداد بن اوس بن ثابتؓ:

ابن المنذر بن حرام' ابویعلیٰ الانصاری الخزرجی' آپ جلیل القدر صحابی اور حضرت حسان بن ثابتؓ کے بھتیجے تھے اور ابن مندہ نے بحوالہ موسیٰ بن عقبہ بیان کیا ہے کہ آپ بدر میں شامل ہوئے تھے' ابن مندہ کا قول ہے کہ یہ ایک وہم ہے اور عبادت میں پوری قوت صرف کر دینے میں آپ کا ایک خاص مقام تھا اور جب آپ اپنے بچھونے پر جاتے تو اس پر یوں پیچ و بل کھاتے جیسے سانپ پیچ و بل کھاتا ہے اور فرماتے اے اللہ بلاشبہ مجھے دوزخ کے خوف نے مضطرب کر دیا ہے پھر اپنی نماز کے لیے تیار ہو جاتے' حضرت عبادہ بن الصامتؓ فرماتے ہیں حضرت شدادؓ ان لوگوں میں سے تھے جنہیں علم اور حلم دیا گیا ہے' حضرت شداد رضی اللہ عنہ فلسطین اور بیت المقدس میں فروکش ہوئے اور اس سال ۷۵ سال کی عمر میں وفات پا گئے اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے ۶۴ سال اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے ۸۱ سال کی عمر میں وفات پائی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ:

ابن کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی القرشی العبشمی' حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے خالہ زاد' آپ کی پیدائش رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ہوئی اور آپ نے ان کے منہ میں تھوکا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے لعاب کو نگلنے لگے تو آپ نے فرمایا' بلاشبہ یہ بہت سیراب ہے' اور آپ جس زمین کو بھی ٹھیک کرتے آپ کے لیے پانی ظاہر ہو جاتا' آپ سخی' قابل تعریف اور مبارک خیال آدمی تھے حضرت عثمانؓ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے بعد آپ کو بصرہ پر نائب مقرر کیا اور حضرت عثمان بن ابی العاصؓ کے بعد آپ کو بلاد فارس کا امیر مقرر کیا اور اس وقت آپ کی عمر ۲۵ سال کی تھی' آپ نے سارے خراسان' فارس کے اطراف' بجستان کرمان اور بلاد غزنی کو فتح کیا اور اپنے زمانے کے شہنشاہ کسریٰ کو قتل کیا۔ جس کا نام یزدگرد تھا۔ پھر حضرت عبداللہ بن عامرؓ نے اس علاقے سے خدا کا شکر ادا کرنے کے لیے حج کا احرام باندھا' اور اہل مدینہ میں بہت سے اموال تقسیم کیے' آپ بصرہ میں ریشم

پہننے والے پہلے شخص ہیں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم' نیز آپ عرفہ میں حوض بنانے والے پہلے شخص ہیں۔ اور آپ نے ان میں شیریں پانی اور چشموں کا پانی جاری کیا اور آپ مسلسل بصرہ کے امیر رہے حتیٰ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے' آپ نے بیت المال کے اموال کر لیا اور انہیں لے کر حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو ملے اور ان کے ساتھ معرکہ جمل میں شامل ہوئے پھر دمشق کی طرف چلے گئے اور صفین میں آپ کا ذکر نہیں سنا گیا' لیکن حضرت معاویہؓ نے آپ کو حضرت حسنؓ سے صلح کرنے کے بعد بصرہ کا امیر مقرر کیا تھا اور آپ نے اس سال عرفات میں اپنی زمین میں وفات پائی اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو وصی مقرر کیا' آپ کی ایک ہی حدیث ہے اور کتب میں آپ کی کوئی چیز موجود نہیں۔ مصعب بن زبیری نے اپنے باپ سے عن حنظلہ بن قیس عن عبداللہ بن عامر روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوا قتل ہو جائے وہ شہید ہے۔ حضرت معاویہؓ نے اپنی بیٹی ہند کا آپ سے نکاح کر دیا' وہ بڑی خوب صورت تھی اور وہ آپ سے اپنی محبت کی وجہ سے بنفس نفیس آپ کی خدمت کرتی تھی' ایک روز آپ نے آئینہ دیکھا اور اس کے چہرے کی صباحت اور اپنی داڑھی کی سفیدی کو دیکھا تو اسے طلاق دے دی اور اس کے باپ کو پیغام بھیجا کہ وہ اسے کسی نوجوان سے بیاہ دے آپ کا چہرہ مصحف کے ورق کی طرح تھا' آپ نے اس سال میں وفات پائی اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے اس سال کے بعد آنے والے سال میں وفات پائی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ:

زبیر بن بکار کے بقول آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سب سے بڑے بیٹے تھے اور آپ میں خوش طبعی پائی جاتی تھی۔ آپ کی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ام رومان تھیں اور آپ حضرت عائشہؓ کے سگے بھائی تھے' آپ نے بدر کے روز مقابلہ میں نکل کر جنگ کی اور مشرکین کے ساتھ گرفتار ہوئے' آپ نے اپنے باپ حضرت ابوبکرؓ کے قتل کا ارادہ کیا' آپ کے باپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی طرف بڑھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا ہمیں اپنے آپ سے فائدہ پہنچاؤ' پھر حضرت عبدالرحمٰنؓ بعد ازاں صلح کے زمانے میں مسلمان ہو گئے اور فتح مکہ سے قبل ہجرت کی' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر سال آپ کو خیبر سے چالیس وسق دیئے اور آپ سادات المسلمین میں سے تھے' جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اس روز آپ ہی حضرت عائشہؓ کے پاس آئے جب آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سینے کا سہارا دیئے ہوئے تھیں اور حضرت عبدالرحمٰنؓ کے پاس ایک تر مسواک تھی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ اسے دیکھنے لگی تو حضرت عائشہؓ نے اس مسواک کو لے کر چبایا اور اسے صاف کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا تو آپ نے اس سے دانتوں کو اچھی طرح صاف کیا پھر فرمایا: **اللّٰھم فی الرفیق الاعلیٰ** پھر وفات پا گئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے اور آپ کے لعاب دہن کو اکٹھا کر دیا ہے اور آپ نے میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے میرے گھر میں میری باری کے دن وفات پائی جس میں' میں نے کسی پر ظلم نہیں کیا حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ یمامہ کی فتح میں شامل ہوئے اور آپ نے سات آدمیوں کو قتل کیا اور آپ ہی نے مسیلمہ کذاب کے باطل پرست دوست محکم بن الطفیل کو قتل کیا۔ محکم دیوار کے ایک شگاف میں کھڑا تھا کہ حضرت عبدالرحمٰن نے اسے تیر مارا اور وہ گر پڑا اور مسلمان اس شگاف سے داخل ہو کر مسیلمہ تک پہنچ گئے اور انھوں نے اسے قتل کر دیا' آپ نے شام کی فتح میں بھی شمولیت کی اور آپ اہل اسلام کے درمیان ایک

باعظمت شخص تھے اور آپ نے شامی عربوں کے بادشاہ الجودی کی بیٹی لیلیٰ کو عطیہ دیا' جسے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے آپ کو حضرت عمر بن الخطابؓ کے حکم سے عطیۂ دیا تھا جیسا کہ ابھی ہم اسے مفصل بیان کریں گے۔

اور عبدالرزاق نے عن معمر عن الزہری عن سعید بن المسیب بیان کیا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے بیان کیا۔ اور آپ کے متعلق کبھی جھوٹ کا تجربہ نہیں ہوا۔ اس نے آپ سے ایک حکایت بیان کی ہے کہ جب یزید بن معاویہ کی بیعت کا معاملہ مدینہ پہنچا تو حضرت عبدالرحمٰنؓ نے مروان سے کہا خدا کی قسم تم نے اسے ہرقلیت اور کسرویت بنالیا ہے۔ یعنی تم نے حکومت کا بادشاہ اس کے بعد آنے والے بیٹے کو بنا دیا ہے۔ تو مروان نے آپ سے کہا' خاموش ہو جاؤ' آپ ہی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ﴿وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّكُمَاۤ اَتَعِدَانِنِیْۤ اَنْ اُخْرَجَ﴾ نازل فرمائی ہے' حضرت عائشہؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہمارے بارے میں قرآن میں کچھ بھی نازل نہیں کیا ہاں اس نے میرا عذر نازل فرمایا ہے۔

روایت ہے کہ آپ نے مروان کو زجر وتوبیخ کا پیغام بھجوایا اور اسے ایک واقعہ بتایا جس میں اس کی اور اس کے باپ کی مذمت تھی اور یہ روایت آپ سے صحیح نہیں ہے' زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم بن محمد بن عبدالعزیز الزہری نے اپنے باپ سے اپنے دادا کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ یزید بن معاویہ کی بیعت کے انکار کے بعد حضرت معاویہؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کی طرف ایک لاکھ درہم بھیجا تو حضرت عبدالرحمٰنؓ نے ان دراہم کو واپس کر دیا اور ان کے لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا میں اپنے دین کو اپنی دنیا کے بدلے فروخت کر دوں؟ اور مکہ کی طرف چلے گئے اور وہیں فوت ہوئے۔ اور ابوزرعۃ دمشقی نے بیان کیا ہے کہ ابومسہر نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نیند کی حالت میں فوت ہو گئے اور ابومصعب نے اسے مالک سے بحوالہ یحییٰ بن سعید روایت کیا ہے اور اس کا ذکر کرنے کے بعد یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی جانب سے کئی غلام آزاد کیے اور ثوری نے اسے یحییٰ بن سعید سے بحوالہ القاسم روایت کر کے بیان کیا ہے' آپ کی وفات ایک جگہ ہوئی جسے الحبشی کہا جاتا ہے۔ یہ جگہ مکہ سے چھ میل کے فاصلہ پر ہے اور بعض نے بارہ میل بیان کیا ہے' پس لوگ آپ کو اپنی گردنوں پر اٹھا کر لائے یہاں تک کہ آپ کو مکہ کے بالائی حصے میں دفن کر دیا گیا۔ اور جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مکہ آئیں تو آپ نے ان کی زیارت کی اور فرمایا' قسم بخدا اگر میں آپ کو دیکھتی تو آپ پر گریہ نہ کرتی اور اگر میں آپ کے پاس ہوتی تو جس جگہ آپ نے وفات پائی ہے وہاں سے آپ کو منتقل نہ کرتی پھر آپ نے متمم بن نویرہ کے اشعار جو اس نے اپنے بھائی مالک کے بارے میں کہے ہیں بطور مثال پڑھے۔

''ہم کچھ عرصہ جذیمہ کے دو بادہ نوش ساتھیوں کی طرح رہے حتیٰ کہ یہ بات کہی گئی کہ یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے اور جب میں اور مالک جدا ہوئے تو باوجود طویل عرصہ تک اکٹھا رہنے کے یوں معلوم ہوتا تھا کہ ہم نے ایک رات بھی اکٹھے بسر نہیں کی''۔

اسے ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے اور ابن سعد نے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابن عمر نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہم کی قبر پر ایک خیمہ لگا دیکھا جسے حضرت عائشہؓ نے کوچ کر جانے کے بعد لگوایا تھا۔ حضرت ابن عمرؓ نے اس کے اکھیڑنے کا حکم دے دیا

اور فرمایا اسے صرف اس کا عمل سایہ دے گا۔ بہت سے علمائے تاریخ کے نزدیک آپ کی وفات اس سال میں ہوئی ہے اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے ۵۳ھ میں وفات پائی ہے یہ قول واقدی اور اس کے کاتب محمد بن سعد' ابوعبید اور کئی دوسرے مؤرخین کا ہے اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے ۵۴ھ میں وفات پائی ہے۔ واللہ اعلم

شامی عربوں کے بادشاہ الجودی کی بیٹی لیلیٰ کے ساتھ آپ کا واقعہ:

زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ محمد بن الضحاک الحزامی نے اپنے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما اپنے دور جاہلیت میں شام میں تجارت کے لیے آئے تو آپ نے ایک عورت کو جسے لیلیٰ بنت الجودی کہا جاتا تھا' اپنی چٹائی پر دیکھا اور اس کے اردگرد اس کی لونڈیاں بھی تھیں وہ عورت آپ کو پسند آئی' ابن عسا کر نے بیان کیا ہے کہ آپ نے اس عورت کو بصریٰ کے علاقے میں دیکھا اور اس کے بارے میں کہا۔

''میں نے لیلیٰ کو یاد کیا اور سماوہ اس کے ورے تھا' پس الجودی کی بیٹی لیلیٰ کو اور مجھے کیا ہو گیا ہے اور میں نے ایک حارثیہ کی بیماری لے لی ہے جس سے میں بستر پر کروٹیں بدلتا رہتا ہوں جو بصری کو امان دیئے ہوئے ہے یا الحوابیا میں اترے ہوئے ہے اور میں اسے ملنے والا ہوں اور شاید آئندہ سال لوگ حج کریں تو وہ مل جائے گا''۔

راوی بیان کرتا ہے جب حضرت عمر بن الخطابؓ نے اپنی فوج کو شام کی طرف بھیجا تو آپ نے امیر فوج سے فرمایا اگر تم بزور قوت لیلیٰ بنت الجودی پر قابو پاؤ تو اسے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو دے دینا' پس اس نے اس پر قابو پا کر اسے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو دے دیا تو آپ اس سے بہت خوش ہوئے اور اسے اپنی بیویوں پر ترجیح دی حتیٰ کہ وہ حضرت عائشہؓ کے پاس اس کی شکایت کرنے لگیں' حضرت عائشہؓ نے آپ کو اس رویہ پر ملامت کی تو وہ کہنے لگے قسم بخدا میں اس کے دانتوں سے انار کے دانے چوستا ہوں' پس اسے ایک تکلیف ہو گئی جس سے اس کا منہ ناکارہ ہو گیا تو عبدالرحمٰنؓ نے اس سے اعراض کر لیا حتیٰ کہ اس نے حضرت عائشہؓ کے پاس آپ کی شکایت کی تو حضرت عائشہؓ نے انہیں کہا اے عبدالرحمٰن تو نے لیلیٰ سے محبت کی تو اس میں افراط سے کام لیا اور تو نے اس سے نفرت کی تو اس میں بھی افراط سے کام لیا' یا تو تو اس سے انصاف کر اور یا اسے اس کے اہل کے پاس بھجوا دے' زبیری نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن نافع نے عن عبدالرحمٰن بن ابی الزناد عن ہشام بن عروہ عن ابیہ مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو فتح دمشق کے وقت لیلیٰ بنت الجودی عطیۃً دی اور وہ دمشق کے بادشاہ کی بیٹی تھی۔ یعنی دمشق کے اردگرد رہنے والے عربوں کے بادشاہ کی بیٹی تھی۔ واللہ اعلم

حضرت عبیداللہ بن عباس بن عبدالمطلبؓ:

القرشی الہاشمی' حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمزاد' آپ اپنے بھائی عبداللہ سے ایک سال چھوٹے تھے اور آپ کی والدہ ام الفضل لبابہ بنت الحارث الہلالیہ تھیں اور حضرت عبیداللہؓ بڑے سخی اور خوبرو تھے اور خوبصورتی میں اپنے باپ سے مشابہ تھے۔ ہم نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ' عبیداللہ اور کثیر کو ایک قطار میں کھڑا کرتے اور فرماتے جو سب سے پہلے میرے پاس آئے گا اسے یہ انعام ملے گا' پس وہ آپ کی طرف دوڑتے اور آپ کی پشت اور سینے پر بیٹھ جاتے اور آپ انہیں چومتے اور اپنے ساتھ

لگا لیتے اور حضرت علیؓ بن ابی طالب نے اپنے دورِ خلافت میں آپ کو یمن پر نائب مقرر کیا اور آپ نے لوگوں کو ۳۶ھ اور ۳۷ھ کا حج کروایا اور جب ۳۸ ہجری کا سال آیا تو آپ میں اور یزید بن سمرۃ الرہادی میں جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے حج کے لیے آیا تھا' اختلاف ہو گیا' پھر دونوں نے شیبہ بن عثمان الحجبی پر صلح کر لی۔ اور اس نے اس سال لوگوں کے لیے حج کی تکبیر کہی پھر جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو شوکت حاصل ہو گئی تو بسر بن ارطاۃ نے حضرت عبید اللہ رضی اللہ عنہ پر غلبہ پا لیا اور اس نے آپ کے دو بیٹوں کو قتل کر دیا اور یمن میں کچھ واقعات ہوئے جن میں سے ہم بعض کا ذکر کر چکے ہیں' آپ اور آپ کے بھائی عبد اللہ مدینہ آئے تو عبد اللہ ان کے علم میں اضافہ کرتے اور عبید اللہ انہیں سخاوت میں وسعت دیتے۔

روایت ہے کہ آپ اپنے ایک سفر میں اپنے غلام کے ساتھ ایک بدو کے خیمہ میں اترے تو بدو نے آپ کو دیکھ کر آپ کا اعزاز واکرام کیا اور اس نے آپ کی شکل وصورت اور حسن کر دیکھ کر اپنی بیوی سے کہا' تو ہلاک ہو جائے تمہارے پاس ہمارے اس مہمان کے لیے کیا چیز ہے؟ اس نے کہا ہمارے پاس صرف یہ بکروٹی ہے جس کے دودھ سے تمہاری بچی کی زندگی ہے' اس نے کہا اسے ضرور ذبح کرنا ہے' اس نے کہا کیا تو اپنی بیٹی کو قتل کر دے گا؟ اس نے کہا خواہ ایسا ہی ہو' پس اس نے چھری اور بکری کو پکڑا اور اسے ذبح کرنے اور اس کی کھال اتارنے لگا اور وہ رجزیہ اشعار پڑھنے لگا۔

''اے میری پڑوسن! چھوٹی بچی کو نہ جگانا' اگر تو اسے جگائے گی تو وہ روئے گی اور میرے ہاتھ سے چھری چھین لے گی''۔

پھر اس نے کھانا تیار کر کے حضرت عبید اللہؓ اور ان کے غلام کے آگے رکھ دیا اور دونوں کو شام کا کھانا کھلا دیا' حضرت عبید اللہؓ نے اس کی وہ گفتگو سن لی جو اس نے بکری کے بارے میں اپنی بیوی سے کی تھی اور جب آپ نے کوچ کرنے کا ارادہ کیا تو اپنے غلام سے فرمایا تو ہلاک ہو جائے تیرے پاس کتنا مال ہے؟ اس نے کہا آپ کے خرچ سے پانچ سو دینار بچ گئے ہیں' آپ نے فرمایا یہ بدو کو دے دو' اس نے کہا سبحان اللہ! آپ اس کو پانچ سو دینار دیتے ہیں حالانکہ اس نے آپ کے لیے صرف ایک بکری ذبح کی ہے جس کی قیمت پانچ دراہم کے برابر ہے؟ آپ نے فرمایا تو ہلاک ہو جائے قسم بخدا وہ ہم سے زیادہ سخی ہے اس لیے کہ ہم نے اسے اپنی ملکیت کا کچھ حصہ دیا ہے اور اس نے اپنی ساری ملکیتی پونجی ہمیں بخش دی ہے اور اس نے اپنی جان اور اپنے بچوں پر ہمیں ترجیح دی ہے' حضرت معاویہؓ کو اس بات کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا وہ کس خاندان سے پیدا ہوا ہے اور کس چیز سے ترقی کے مدارج طے کر رہا ہے خلیفہ بن خیاط نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ۵۸ھ میں وفات پائی ہے اور دیگر مؤرخین کا بیان ہے کہ آپ یزید بن معاویہ کے زمانے میں فوت ہوئے ہیں اور ابو عبید القاسم بن سلام نے آپ کی وفات ۸۷ھ میں بیان کی ہے آپ کی وفات مدینہ میں ہوئی تھی اور بعض کا قول ہے کہ یمن میں ہوئی تھی' آپ کی ایک ہی حدیث ہے امام احمد نے بیان کیا ہے کہ ہشیم نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن اسحٰق نے سلیمان بن یسار سے بحوالہ عبید اللہ بن عباسؓ ہم سے بیان کیا کہ الغمیصاء یا الرمیصاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے خاوند کی شکایت کرتے ہوئے آئی' آپ نے خیال کیا کہ وہ اس کے پاس نہیں آتا اور ابھی تھوڑا وقت ہی گزرا تھا کہ اس کا خاوند بھی آ گیا تو آپ نے خیال کیا کہ یہ جھوٹی ہے اور اپنے پہلے خاوند کے پاس واپس جانا چاہتی ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو یہ نہیں کر سکتی جب

تک کوئی اور شخص تیرا شہد نہ چکھے۔ نسائی نے اسے علی بن حجرہ سے بحوالہ ہیثم روایت کیا ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی اور آپ کی سب سے پیاری بیوی، جن کی سات آسمانوں کے اوپر سے برأت کی گئی، آپ کی والدہ ام رومان بنت عامر بن عویمر الکنانیہ تھیں، حضرت عائشہ ام عبداللہ کنیت کرتی تھیں کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے آپ کی کنیت رکھی تھی اور بعض کا قول ہے کہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک بچے کا اسقاط ہو گیا تھا جس کا نام آپ نے عبداللہ رکھا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے سوا کسی دوشیزہ سے نکاح نہیں کیا اور نہ آپ کے سوا کسی اور بیوی کے لحاف میں آپؐ پر وحی نازل ہوئی ہے اور نہ آپ کی بیویوں میں سے کوئی اور بیوی آپ کو ان سے زیادہ محبوب تھی، آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد مکہ میں آپ سے نکاح کیا اور خواب میں دو تین بار ریشمی کپڑے کے ٹکڑے پر فرشتہ ان کی (تصویر) آپ کے پاس لایا اور کہنے لگا یہ آپ کی بیوی ہے آپ نے فرمایا کہ اس نے تجھ سے پردہ اٹھایا تو وہ تو ہی تھی اور میں کہنے لگا اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو وہ اسے پورا کر دے گا، پس آپ نے ان کے باپ کو نکاح کا پیغام دیا تو وہ کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ آپ کے لیے جائز ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں، وہ کہنے لگے کیا میں آپ کا بھائی نہیں؟ آپ نے فرمایا بے شک آپ اسلامی بھائی ہیں اور وہ میرے لیے جائز ہے، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے نکاح کر لیا اور آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ہی حیض آیا، اور قبل ازیں ہم نے اسے سیرت کے آغاز میں بیان کیا ہے اور یہ ہجرت سے دو سال پہلے کا واقعہ ہے اور بعض نے ڈیڑھ سال اور بعض نے تین سال پہلے کا بیان کیا ہے، اس وقت ان کی عمر چھ سال تھی پھر آپؐ ہجرت کے دو سال بعد شوال میں انہیں گھر لائے تو بدر کے بعد ان کی عمر نو سال تھی اور آپ نے ان سے بہت محبت کی اور جب اہل افک نے آپ کے متعلق جھوٹ بولا اور بہتان باندھا تو اللہ تعالیٰ کو آپ کے لیے غیرت آئی اور اس نے قرآن کی دس آیات میں آپ کی برأت نازل فرمائی جن کی نوبت بہ نوبت زمانہ گزرنے پر تلاوت کی جاتی ہے اور ہم پہلے اس بات کو مفصل طور پر بیان کر چکے ہیں اور غزوۃ المریسیع میں اس بارے میں بیان ہونے والی آیات واحادیث کی تشریح کر چکے ہیں اور اسی طرح ہم نے اسے تفسیر کی کتاب میں بھی کفایت کے ساتھ مبسوط طور پر بیان کیا ہے۔

اور جو شخص آپ کی برأت کے بعد آپ پر تہمت لگائے اس کی تکفیر پر علماء کا اجماع ہے اور بقیہ امہات المومنین کے متعلق ان میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ کیا ان پر تہمت لگانے والے کی تکفیر کی جائے گی یا نہیں؟ اس بارے میں دو قول ہیں، ان دونوں میں سے اصح یہ ہے کہ اس کی تکفیر کی جائے گی کیونکہ مقذوفہ (جس پر تہمت لگائی گئی ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہے اور اللہ تعالیٰ آپ کے لیے اسی لیے غضب ناک ہوا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں، پس آپ اور دوسری بیویاں برابر ہیں۔

اور آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی باری دو دن ہوتی تھی ایک آپ کا اپنا دن اور دوسرا دن حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت حاصل کرنے کے لیے بخش دیا تھا اور یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی باری کے دن میں آپ کے گھر میں آپ کے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے وفات پائی اور اللہ تعالیٰ نے دنیا میں آپ کی آخری گھڑی اور آخرت میں آپ کی پہلی گھڑی میں آپ کا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا لعاب دہن اکٹھا کر دیا اور آپ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ہی دفن کیا گیا۔

اور امام احمد نے بیان کیا ہے کہ وکیع نے عن اسماعیل عن مصعب بن اسحٰق ابن طلحہ عن عائشہ عن النبی ﷺ ہم سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا: میرے لیے یہ بات آسائش کا باعث ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہتھیلی کی سفیدی کو جنت میں دیکھا ہے۔ احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں اور یہ عظیم محبت کی انتہا ہے کہ آپ کو راحت محسوس ہوئی کہ آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہتھیلی کی سفیدی کو اپنے آگے جنت میں دیکھا۔

اور آپ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ازواج النبی ﷺ میں سب سے زیادہ عالم تھیں بلکہ علی الاطلاق آپ سب عورتوں سے زیادہ عالم تھیں' زہری نے بیان کیا ہے کہ اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علم کو تمام ازواج کے علم اور تمام عورتوں کے علم کے ساتھ ملا دیا جائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم افضل ہوگا اور حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عائشہؓ سب لوگوں سے زیادہ فقیہ' زیادہ عالم اور عام کاموں کے بارے میں بہتر رائے والی تھیں اور حضرت عروہؓ نے بیان کیا ہے میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو فقہ' طب اور شعر کا جاننے والا نہیں پایا اور نہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ کے سوا' کسی مرد یا عورت کو رسول اللہ ﷺ سے حضرت عائشہؓ کے برابر روایت کرتے دیکھا ہے اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے فرمایا ہے کہ ہم اصحاب محمد ﷺ کو جب بھی کسی حدیث میں مشکل پیش آئی ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا تو ہم نے آپ کے ہاں اس کا علم پایا' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور ابوالضحیٰ نے بحوالہ مسروق بیان کیا ہے کہ میں نے محمد ﷺ کے اصحاب کے اکابر مشائخ کو آپ سے فرائض کے بارے میں دریافت کرتے دیکھا ہے اور بہت سے فقہاء اور علمائے اصول جو بڑی شیفتگی کے ساتھ یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ اپنے دین کا نصف حصہ اس سرخ رنگ عورت سے حاصل کرو۔ اس کی کوئی اصل نہیں اور نہ ہی اصول اسلام میں سے یہ کچھ ثابت کرتی ہے اور میں نے اس کے متعلق اپنے شیخ ابوالحجاج المزی سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا اس کی کوئی اصل نہیں پھر عورتوں میں سے آپ کی شاگردوں عمرۃ بنت عبدالرحمٰن' حفصہ بنت سیرین اور عائشہ بنت طلحہ سے بڑھ کر کوئی عالم نہ تھی اور حضرت عائشہ' صحابہ رضی اللہ عنہم سے مسائل بیان کرنے میں متفرد ہیں اور وہ صرف آپ کے ہاں ہی ملتے ہیں اور اسی طرح آپ اختیارات میں منفرد ہیں جن کے خلاف ایک نوع کی تاویل سے احادیث بیان ہوئی ہیں اور کئی ائمہ نے انہیں جمع کیا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ شعبی نے بیان کیا کہ مسروق جب حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں تو کہتے ہیں' صدیقہ بنت الصدیق' حبیبہ رسول اللہ ﷺ جن کی برأت سات آسمانوں کے اوپر سے ہوئی ہے' نے مجھ سے بیان کیا' اور صحیح بخاری میں ابوعثمان النہدی کی حدیث سے بحوالہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ لکھا ہے کہ میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کون سا آدمی آپ کو زیادہ محبوب ہے؟ آپؐ نے فرمایا عائشہؓ میں نے پوچھا مردوں میں سے؟ آپ نے فرمایا اس کا باپ' اور اسی طرح صحیح بخاری میں حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مردوں میں سے بہت سے کامل ہوئے ہیں مگر عورتوں میں سے حضرت مریم بنت عمران علیہا السلام' حضرت خدیجہؓ بنت خویلد' حضرت آسیہؓ زوجہ فرعونؒ کے سوا کوئی کامل نہیں ہوا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو عورتوں پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسے ثرید کو دوسرے کھانوں پر ہوتی ہے۔ اور بہت سے علماء جو حضرت عائشہ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر فضیلت دینے کے قائل ہیں انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے' راوی بیان کرتا ہے اس میں دیگر تین مذکورہ عورتیں اور دوسری عورتیں بھی شامل ہیں اور اسے و

حدیث بھی قوت دیتی ہے جسے بخاری نے روایت کیا ہے کہ اسماعیل بن خلیل نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن مسہر نے عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا آپ فرماتی ہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ ہالۃ بنت خویلد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی تو آپ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا اجازت مانگنا یاد آ گیا تو آپ اس سے خوفزدہ ہو گئے اور فرمانے لگے اے اللہ ہالۃ ہو' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں مجھے غیرت آئی اور میں نے کہا' آپ قریش کی بوڑھی عورتوں میں سے سرخ باچھوں والی بوڑھی کو کیا یاد کرتے رہتے ہیں جو پہلے زمانے میں فوت ہو چکی ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بہتر عورتیں دی ہیں' بخاری نے اسے اسی طرح روایت کیا ہے اور اس میں یہ اضافہ بھی روایت کیا جاتا ہے کہ قسم بخدا اس نے مجھے اس سے بہتر عورت نہیں دی' اس کی سند صحیح نہیں اور ہم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے موقع پر اسے طوالت کے ساتھ بیان کیا ہے اور جو لوگ حضرت عائشہ پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کے قائل ہیں ان کی دلیل کا بھی ذکر کیا ہے جس کے اعادہ کی یہاں ضرورت نہیں۔ اور بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ ایک روز' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا یہ جبریل تمہیں سلام کہتے ہیں' میں نے کہا' وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' آپ جو کچھ دیکھتے ہیں' میں نہیں دیکھتی۔ اور صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے روز اپنے جانوروں کو ذبح کرتے تھے' آپ کی ازواج حضرت ام سلمہؓ کے پاس اکٹھی ہو کر کہنے لگیں' آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہیں کہ وہ لوگوں کو حکم دیں کہ آپ جہاں بھی ہوں لوگ وہاں آپ کو ہدیہ دیں' حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں جب آپ میرے پاس آئے تو میں نے آپ سے یہ بات کہی تو آپؐ نے مجھ سے اعراض کیا پھر ازواج النبیؐ نے حضرت ام سلمہؓ سے یہ بات کہی اور انہوں نے آپ سے بات کی تو آپ نے ان سے اعراض کیا پھر جب آپؐ حضرت ام سلمہؓ کے پاس باری پر آئے تو حضرت ام سلمہؓ نے آپ سے بات کی تو آپؐ نے فرمایا اے ام سلمہؓ مجھے حضرت عائشہؓ کے بارے میں اذیت نہ دو' خدا کی قسم اس کے سوا تم میں سے کسی عورت کے لحاف میں' کسی گھر میں مجھ پر وحی نازل نہیں ہوئی' اور اس نے بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج نے آپ کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آپؐ کے پاس بھیجا اور انہوں نے کہا۔ آپ کی بیویاں' ابوبکر بن ابوقحافہ کی بیٹی کے بارے میں آپ سے عدل کی اپیل کرتی ہیں تو آپؐ نے فرمایا اے میری بیٹی کیا تو اس سے محبت نہیں کرتی جس سے میں محبت کرتا ہوں' حضرت فاطمہؓ بیان کرتی ہیں' میں نے کہا بے شک' آپ نے فرمایا' پس تم اس سے محبت کرو۔

پھر انہوں نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو بھیجا' وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس موجود تھیں' حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے گفتگو کی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو برا بھلا کہا اور حضرت عائشہؓ نے بھی ان سے بدلہ لیا اور ان سے بات کر کے ان کا منہ بند کر دیا' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف دیکھ کر فرمانے لگے' بلاشبہ یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے۔

اور ہم نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت عمار رضی اللہ عنہ جنگِ جمل کے ایام میں لوگوں سے مدد مانگنے اور انہیں حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ جنگ کے لیے اکٹھا کرنے آئے' تو آپ اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کوفہ کے منبر پر چڑھے تو حضرت عمارؓ نے ایک شخص کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو گالیاں دیتے سنا' آپ نے اسے فرمایا' بھلائی سے دور حرامزادے خاموش ہو جا' خدا کی قسم وہ دنیا اور آخرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں' لیکن اللہ نے تمہاری آزمائش کی ہے کہ تم اس کی اطاعت کرتے ہو یا ان کی'

اور امام احمد نے بیان کیا ہے کہ معاویہ بن عمرو نے ہم سے بیان کیا کہ زائدہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن خثیم نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن ابی ملیکہ نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عائشہؓ کے دربان ذکوان نے اس سے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اجازت طلب کرتے ہوئے آئے' میں آیا تو آپ کے بھتیجے عبداللہ بن عبدالرحمٰن آپ کے سر کے پاس کھڑے تھے' میں نے کہا' ابن عباسؓ اجازت طلب کرتے ہیں۔ آپ اس وقت فوت ہو رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا مجھے ابن عباسؓ سے کیا واسطہ' اس نے کہا اے میری ماں' ابن عباس رضی اللہ عنہما آپ کے صالح بیٹے آپ کو سلام کہتے اور آپ کو الوداع کہتے ہیں' آپ نے فرمایا اگر آپ چاہتے ہیں تو انہیں اجازت دے دیں راوی بیان کرتا ہے میں انہیں اندر لایا اور جب وہ بیٹھ گئے تو کہنے لگے آپ کو بشارت ہو' آپ نے فرمایا' کس چیز کی؟ انہوں نے کہا آپ کے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور احباء کی ملاقات کے درمیان صرف جسم سے روح کے نکلنے کا فرق رہ گیا ہے اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین بیوی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف طیب چیز کو پسند کرتے تھے اور شب ابواء کو آپ کا ہار گر گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور لوگوں نے صبح کی تو ان کے پاس پانی نہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے آیت تیمم نازل فرمائی اور یہ آپ کے باعث ہوا' اور اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے جو رخصت نازل کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر سے آپ کی برأت نازل کی ہے جسے روح الامین لے کر آیا تھا' صبح ہوئی تو مساجد الٰہیہ میں سے کوئی مسجد ایسی نہ تھی جس میں رات اور دن کی گھڑیوں میں تلاوت نہ کی جاتی ہو' حضرت عائشہؓ نے فرمایا اے ابن عباسؓ مجھے چھوڑ دیجئے اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے میں چاہتی ہوں کہ میں بھولی بسری ہوتی' آپ کے فضائل و مناقب کے بارے میں بہت سی احادیث آئی ہیں اور آپ کی وفات اس سال ۵۸ھ میں ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ اس سے ایک سال قبل ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ ایک سال بعد ہوئی اور مشہور یہ ہے کہ اس سال کے رمضان میں آپ کی وفات ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ شوال میں ہوئی اور ۱۷/ رمضان منگل کی رات زیادہ مشہور ہے' آپ نے وصیت کی کہ آپ کو رات کو بقیع میں دفن کیا جائے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز وتر کے بعد آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کی قبر میں پانچ آدمی اترے' حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے دو بیٹے حضرت عبداللہ اور حضرت عروہ جو آپ کی بہن حضرت اسماءؓ سے تھے اور آپ کے بھائی محمد بن ابی بکرؓ کے دو بیٹے قاسم اور عبداللہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کے بیٹے حضرت عبداللہ' اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۶۷ سال تھی اس لیے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو آپ کی عمر ۱۸ سال تھی۔ اور ہجرت کے سال آپ کی عمر ۸ یا ۹ سال تھی۔ واللہ اعلم

۵۹ھ

واقدی کے قول کے مطابق اس میں عمرو بن مرۃ الجہنی نے سرزمین روم کی خشکی میں موسم سرما گزارا اور اس میں بحری جنگ نہ ہوئی اور دوسرے مؤرخین کا بیان ہے کہ اس سال جنادۃ بن امیہ نے بحری جنگ کی اور اس میں حضرت معاویہؓ نے ابن الحکم کو بدسیرتی کی وجہ سے معزول کر کے حضرت نعمانؓ بن بشیر کو اس کا امیر مقرر کیا اور اس میں حضرت معاویہؓ نے عبدالرحمٰن بن زیاد کو خراسان کا امیر مقرر کیا اور حضرت سعید بن عثمانؓ بن عفان کو اس سے معزول کر دیا' پس عبیداللہ' بصرہ گئے اور اس کے بھائی عبدالرحمٰن خراسان گئے اور عباد بن زیاد بجستان کے امیر بن گئے اور عبدالرحمٰن یزید کے زمانے تک خراسان کے امیر رہے پس وہ حضرت حسینؓ کے قتل کے بعد

آپ کے پاس آئے تو آپ نے انہیں کہا' آپ اس مال سے کتنا لائے ہیں؟ انہوں نے کہا بیس کروڑ' آپ نے انہیں کہا اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کا محاسبہ کریں اور اگر آپ چاہیں تو ہم اس شرط پر کہ آپ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کو پانچ لاکھ درہم دے دیں اسے آپ کے لیے مخصوص کر دیں اور آپ کو معزول کر دیں' انہوں نے کہا آپ اسے مخصوص کر دیں اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کو میں آپ کے کہنے کے مطابق رقم دے دوں گا اور اتنی رقم اس کے ساتھ بھی دوں گا' پس آپ نے انہیں معزول کر کے کسی اور کو امیر مقرر کر دیا اور عبدالرحمٰن بن زیاد نے عبداللہ بن جعفر کی طرف ایک کروڑ درہم بھیجے اور کہا پانچ لاکھ درہم امیر المومنین کی طرف سے اور پانچ لاکھ میری طرف سے ہیں' اور اس سال میں عبیداللہ بن زیاد' بصرہ اور عراق کے اشراف کے ساتھ حضرت معاویہؓ کے پاس گیا اور عبداللہ نے اپنی اپنی فرودگاہوں پر سے اندر آنے کے لیے آپ سے اجازت طلب کی اور آخر میں وہ حضرت احنف بن قیس کو حضرت معاویہؓ کے پاس لائے۔ اور عبیداللہ ان کی تعظیم نہ کرتا تھا۔ اور جب حضرت معاویہؓ نے حضرت احنف کو دیکھا تو آپ کو خوش آمدید کہا اور آپ کی تعظیم کی اور آپ کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا اور آپ کے مقام کو بلند کیا پھر لوگوں سے گفتگو کی تو انہوں نے عبیداللہ کی تعریف کی اور حضرت احنف خاموش رہے حضرت معاویہؓ نے آپ سے کہا اے ابوبحر آپ کیوں گفتگو نہیں کرتے؟ آپ نے ان سے کہا اگر میں نے بات کی تو میں لوگوں کے خلاف بات کروں گا' حضرت معاویہؓ نے کہا' اٹھو! میں نے اسے تم سے معزول کیا' اپنے پسند کے والی کو تلاش کرو' پس وہ کئی روز تک قیام کر کے بنی امیہ کے اشراف کے پاس آتے رہے اور ہر ایک سے کہتے کہ وہ ان پر والی بن جائے مگر ان میں سے کسی ایک نے بھی ان کی بات نہ مانی' پھر حضرت معاویہؓ نے انہیں جمع کر کے فرمایا تم نے کسے منتخب کیا ہے؟ تو انہوں نے اس پر اختلاف کیا اور حضرت احنف خاموش رہے' حضرت معاویہؓ نے آپ سے کہا' آپ کیوں نہیں بولتے؟ آپ نے کہا یا امیر المومنین اگر آپ اپنے اہل بیت کے علاوہ کسی اور کو چاہتے ہیں تو آپ کی اپنی رائے ہے' حضرت معاویہؓ نے کہا' میں دوبارہ آپ سے یہ بات کہتا ہوں۔ ابن جریر کا بیان ہے کہ حضرت احنف نے کہا یا امیر المومنین اگر آپ اپنے اہل بیت میں سے ہم پر امیر مقرر کریں تو ہم کسی کو عبیداللہ بن زیاد کے برابر قرار نہیں دیتے اور اگر ان کے علاوہ کسی کو ہم پر امیر مقرر کریں تو اس بارے میں ہمیں کچھ مہلت دیجیے' حضرت معاویہؓ نے فرمایا میں دوبارہ آپ سے یہ بات کہتا ہوں' پھر حضرت معاویہؓ نے عبیداللہ بن زیاد کو' حضرت احنف کے بارے میں بھلائی کی وصیت کی اور آپ کے بارے اس کی رائے اور مباعدت کو برا قرار دیا' اس کے بعد حضرت احنف' عبیداللہ کے اخص اصحاب میں سے ہو گئے اور جب فتنہ وقوع پذیر ہوا تو حضرت احنف بن قیس کے سوا کسی نے عبیداللہ سے وفا نہ کی۔ واللہ اعلم

زیاد کے بیٹوں عبیداللہ اور عباد کے ساتھ یزید بن ربیعہ بن مفرغ حمیری کا واقعہ:

ابن جریر نے بحوالہ عبیدہ معمر بن المثنیٰ وغیرہ بیان کیا ہے کہ یہ شخص شاعر تھا اور سجستان میں عباد بن زیاد کے ساتھ تھا' پس وہ ترکوں کی جنگ میں اس سے غافل ہو گیا اور لوگوں کو چوپایوں کے چارے کے بارے میں تنگی ہو گئی تو ابن مفرغ نے ابن زیاد کے طرز عمل کے بارے میں ایک ہجویہ شعر کہا۔

''کاش داڑھیاں گھاس ہوتیں اور ہم مسلمانوں کے گھوڑوں کو ان کا چارہ ڈالتے''۔

اور عباد بن زیاد کی داڑھی بہت بڑی تھی' اسے اس شعر کی اطلاع ملی تو وہ غضب ناک ہو گیا اور اس کی تلاش کی مگر وہ اس کے خوف سے

بھاگ گیا اور اس نے اس کے بارے میں بہت سے ہجو یہ قصائد کہے جن میں سے اس کے یہ اشعار بھی ہیں۔

''جب معاویہ بن حرب ہلاک ہو جائے تو اپنی قوم کو پیالے کے ٹوٹنے کی بشارت دے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تیری ماں نے پردہ ڈال کر ابوسفیان سے مباشرت نہیں کی لیکن یہ ایسی بات ہے جس میں شدید خوف کے باعث کچھ اشتباہ پایا جاتا ہے''۔

نیز اس نے کہا۔

''معاویہ بن حرب کو یمانی شخص کی طرف سے شہر در شہر پہنچایا ہوا پیغام پہنچا دے' کیا تو اپنے باپ کو پاک دامن کہنے سے ناراض ہوتا ہے اور اپنے باپ کو زانی کہنے سے راضی ہوتا ہے' میں گواہی دیتا ہوں کہ زیاد سے تیری رشتہ داری ایسی ہے جیسے گدھی کے بچے سے ہاتھی کی رشتہ داری ہوتی ہے''۔

عباد بن زیاد نے اپنے بھائی عبیداللہ کو یہ اشعار لکھے اور وہ ان اشعار کو لے کر حضرت معاویہؓ کے پاس گیا' عبیداللہ نے یہ اشعار حضرت معاویہؓ کو سنائے اور آپ سے اس کے قتل کے بارے میں اجازت طلب کی' آپ نے فرمایا اسے قتل نہ کر بلکہ اس کی تادیب کر اور اسے قتل تک نہ پہنچا' اور جب عبیداللہ بصرہ واپس آیا تو اس نے اسے بلایا اور اس نے عبیداللہ بن زیاد کی بیوی کے والد المنذر بن جارود کی پناہ لی ہوئی تھی اور اس کی بیٹی بحریہ عبیداللہ کے پاس تھی' پس اس نے اسے اپنے گھر میں پناہ دی اور الجارودؓ عبیداللہ کو سلام کرنے آیا تو عبیداللہ نے پولیس کو المنذر کے گھر بھیج دیا اور انھوں نے ابن مفرغ کو لا کر اس کے سامنے کھڑا کر دیا' المنذر نے کہا میں نے اسے پناہ دی ہوئی ہے' اس نے کہا وہ تیری اور تیرے باپ کی مدح کرتا ہے اور تو اس سے راضی ہے اور وہ میری اور میرے باپ کی ہجو کرتا ہے پھر تو میرے خلاف اسے پناہ دیتا ہے پھر عبیداللہ کے حکم سے ابن مفرغ کو مسہل دوا پلائی گئی اور انہوں نے اسے پالان والے گدھے پر سوار کروا دیا اور اس کے ساتھ بازاروں میں چکر لگانے لگے اور وہ پاخانہ کرنے لگا اور لوگ اس کی طرف دیکھنے لگے پھر اس کے حکم سے اسے اس کے بھائی عباد کے پاس بجستان میں جلاوطن کر دیا گیا اور ابن مفرغ نے عبیداللہ بن زیاد کے بارے میں کہا۔

''جو کچھ میں نے کیا ہے اسے پانی دھو دیتا ہے اور میرا قول وہ تیری ہڈیوں میں رچا ہوا ہے''۔

جب عبیداللہ نے ابن مفرغ کو بجستان کی طرف جلاوطن کرنے کا حکم دیا تو یمانیوں نے ابن مفرغ کے بارے میں حضرت معاویہؓ سے بات کی کہ اس نے اسے اپنے بھائی کے پاس اس لیے بھیجا ہے کہ وہ اسے قتل کر دے' حضرت معاویہؓ نے ابن مفرغ کو پیغام بھیج کر بلایا اور جب وہ آپ کے سامنے کھڑا ہوا تو رو پڑا اور ابن زیاد نے جو سلوک اس کے ساتھ کیا تھا اس کی حضرت معاویہؓ کے پاس شکایت کی' حضرت معاویہؓ نے اسے کہا تو نے اس کی ہجو کی ہے' کیا تو نے یہ شعر نہیں کہا؟ کیا تو نے یہ شعر نہیں کہا؟ تو اس نے ان اشعار کے کہنے سے انکار کیا اور بتایا کہ ان اشعار کا کہنے والا مروان کا بھائی عبدالرحمٰن بن الحکم ہے اور اس نے ان کو میری طرف منسوب کرنا پسند کیا ہے' پس حضرت معاویہؓ عبدالرحمٰن بن الحکم پر ناراض ہوئے اور اس کی عطا کو روک دیا یہاں تک کہ عبیداللہ اس سے راضی ہو جائے اور ابن مفرغ نے راستے میں اپنی اونٹنی کو مخاطب کرتے ہوئے حضرت معاویہؓ کے بارے میں جو اشعار کہے تھے

آپ کو سنائے۔

''خچر' عباد کو تجھ پر امارت حاصل نہیں تو نجات پا گیا ہے اور یہ آزاد شخص کو اٹھائے ہوئے ہے میری زندگی کی قسم تجھے ہلاکت کے گڑھے سے امام اور لوگوں کی مضبوط رسی نے بچایا ہے مجھے جو اچھی نعمتیں دی گئی ہیں میں ان کا شکریہ ادا کروں گا اور میرے جیسا شخص منعم لوگوں کے شکر کا سزاوار ہے''۔

حضرت معاویہؓ نے اسے کہا' اگر ہم ہی وہ لوگ ہیں جن کی تو نے ہجو کی ہے تو تمہیں ہماری طرف سے کوئی اذیت نہیں پہنچے گی اور نہ ہم اس کے درپے ہوں گے' اس نے کہا یا امیر المومنین اس نے مجھ سے وہ کچھ کیا ہے جو کوئی مسلمان کسی مسلمان کے ساتھ بدعت اور جرم کے نہیں کر سکتا' آپ نے فرمایا کیا تو نے یہ شعر نہیں کہا؟ کیا تو نے یہ شعر نہیں کہا؟ ہم نے تیرا جرم معاف کر دیا ہے اور اگر تو ہم سے معاملہ کرتا تو جو کچھ ہوا ہے اس میں سے کچھ بھی نہ ہوتا پس اب دیکھ لو تم کس کو مخاطب کرتے ہو اور کس کی مشابہت اختیار کرتے ہو' ہر کوئی ہجو کو برداشت نہیں کر سکتا اور ہر ایک شے نیکی کرو اور اپنے متعلق سوچ لو کہ تم کس شہر میں مقیم ہونا پسند کرتے ہو تا کہ ہم تمہیں وہاں بھیج دیا۔ پس اس نے موصل کو پسند کیا اور آپ نے اسے وہاں بھیج دیا۔ پھر عبیداللہ نے بصرہ آنے اور وہاں قیام کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے اسے اجازت دے دی' پھر عبدالرحمٰن سوار ہو کر عبیداللہ کے پاس گیا اور اس کی رضامندی چاہی تو وہ اس سے راضی ہو گیا اور عبدالرحمٰن نے اسے یہ اشعار سنائے۔

''تو آلِ حرب میں ایک اضافہ ہے جو مجھے اپنے ایک پورے سے زیادہ محبوب ہے میں تجھے بھائی' چچا اور چچا کا بیٹا سمجھتا ہوں مجھے معلوم نہیں تو مجھے پس پردہ کیا سمجھتا ہے''۔

عبیداللہ نے اسے کہا خدا کی قسم میں تجھے برا شاعر سمجھتا ہوں پھر وہ اس سے راضی ہو گیا اور اس نے دوبارہ اس کی رُکی ہوئی عطا اسے دے دی' ابو معشر اور واقدی نے بیان کیا ہے اس سال عثمان بن محمد بن ابی سفیان نے لوگوں کو حج کروایا جو ولید بن عتبہ بن ابی سلیمان کا مدینہ میں نائب تھا اور کوفہ کے نائب نعمان بن بشیر اور اس کے قاضی شریح تھے اور عبیداللہ بن زیاد بصرہ کا امیر تھا اور سجستان اور کرمان پر بالترتیب عباد بن زیاد اور شریک بن الاعور' عبیداللہ بن زیاد کی طرف سے امیر تھے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ابن جوزی نے اس میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی وفات بیان کی ہے اور صحیح یہ ہے کہ آپ نے اس سے پہلے سات سال وفات پائی تھی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

الحطیہ شاعر:

اس کا نام جرول بن مالک بن جرول بن مالک بن جویۃ بن مخزوم بن مالک بن قطیعہ بن عیسیٰ ابن ملیکہ تھا' یہ شاعر تھا اور کوتاہ قامتی کی وجہ سے الحطیہ کے نام سے ملقب تھا' اس نے جاہلیت کا زمانہ پایا اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مسلمان ہوا اور یہ بہت ہجو گو تھا' بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے اپنے ماں باپ' ماموں' چچا' اپنی اور اپنی دُلہن کی بھی ہجو کی ہے اور اس نے اپنی ماں کے

بارے میں کہا ہے۔

''مجھ سے ایک طرف ہٹ کر دور بیٹھ جا' اللہ تعالیٰ عالمین کو تجھ سے راحت میں رکھے' جب تجھے کسی راز کا امین بنایا جائے تو تو چھلنی ہوتی ہے اور گفتگو کرنے والوں کے لیے انگیٹھی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ تجھ بڑھیا کے شر کی جزادے اور تو بیٹوں کی نافرمانی سے دوچار ہو''۔

اور اس نے اپنے باپ' چچا اور ماموں کے بارے میں کہا ہے۔

''اللہ تعالیٰ تجھ پر لعنت کرے پھر تجھ پر باپ' چچا اور ماموں کے لحاظ سے صحیح معنوں میں لعنت کرے' تو رسوائیوں کے نزدیک کیسا اچھا شیخ ہے اور بلندیوں کے نزدیک کیسا برا شیخ ہے''۔

اور اس نے خود اپنی مذمت کرتے ہوئے کہا ہے۔

''آج میرے دونوں ہونٹوں نے بری بات کرنے سے انکار کر دیا ہے پس مجھے معلوم نہیں کہ میں کسے وہ بات کہوں' اس نے مجھے وہ چہرہ دکھایا ہے جس کی بناوٹ کو اللہ نے بگاڑ دیا ہے پس اس چہرے کا بھی برا ہو اور اس چہرے کے حامل کا بھی برا ہو''۔

لوگوں نے امیر المومنین حضرت عمر بن الخطابؓ کے پاس کی شکایت کی تو آپ نے اسے بلا کر قید کر دیا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ زبرقان بن بدر نے حضرت عمرؓ کے پاس اس کی شکایت کی تھی' اس نے اس کی ہجو کرتے ہوئے کہا تھا۔

''اچھے اخلاق کو چھوڑ دے ہم ان کی تلاش کے لیے سفر نہیں کریں گے اور بیٹھ جا بلاشبہ تو قابل تعریف کھویا ہے''۔

حضرت عمرؓ نے اسے کہا' میرے نزدیک اس نے تیری ہجو نہیں کی' کیا تو پسند نہیں کرتا کہ تو قابل تعریف کھویا ہو؟ اس نے کہا یا امیر المومنین اس سے بڑھ کر ہجو نہیں ہو سکتی' حضرت عمرؓ نے حضرت حسانؓ بن ثابت کی طرف پیغام بھیج کر آپ سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ نے کہا یا امیر المومنین اس نے اس کی ہجو نہیں کی بلکہ اس پر پاخانہ کر دیا ہے تو حضرت عمرؓ نے اسے قید کر دیا اور فرمایا' اے خبیث میں تجھے مسلمانوں کی عزتوں سے غافل کر دوں گا' پھر حضرت عمرو بن العاصؓ نے اس کی سفارش کی تو آپ نے اسے قید سے باہر نکالا اور اس سے عہد لیا کہ وہ لوگوں کی ہجو نہیں کرے گا اور اس سے توبہ کا بھی مطالبہ کیا' کہتے ہیں کہ آپ نے اس کی زبان قطع کرنے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے اس کے بارے میں سفارش کی تو آپ نے اسے رہا کر دیا اور زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ محمد بن الضحاک بن عثمان الحزامی نے بحوالہ عبداللہ بن مصعب مجھ سے بیان کیا' اس نے ربیعہ بن عثمان سے عن زید بن اسلم عن ابیہ مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عمرؓ نے الحطیئہ کو قید سے نکالنے کا حکم دیا اور اس کے بارے میں آپ سے حضرت عمرو بن العاصؓ وغیرہ نے گفتگو کی' پس آپ نے میری موجودگی میں اسے نکالا تو وہ کہنے لگا:

''آپ ان بچوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو ذومرخ مقام پر خالی لوٹے پڑے ہیں نہ وہاں پانی ہے اور نہ درخت' آپ نے ان کے کمانے والے کو تاریکی کی تہہ میں ڈال دیا ہے اے عمرؓ! رحم کیجیے لوگوں کا بادشاہ آپ کی راہنمائی کرے' آپ اپنے صاحب کے بعد وہ امام ہیں جن کی طرف انسانوں نے عقل کی چابیاں پھینک دی ہیں جب انہوں نے آپ کو ان کے لیے مقدم کیا ہے تو ان کی وجہ سے آپ کو ترجیح نہیں دی بلکہ ان کے دلوں میں آپ کا اثر تھا' ان بچوں پر مہربانی

فرمایئے جن کا مسکن کشادہ نالوں کے درمیان ریتلے مقام پر ہے جہاں انہیں مشیت خداوندی ڈھانپے ہوئے ہے میری جان آپ پر فدا ہو میرے اور ان کے درمیان کتنی چوڑی وادیاں ہیں جن میں حالات کا کچھ پتہ نہیں چلتا''۔

راوی بیان کرتا ہے' جب الحطیئہ نے کہا کہ آپ ان بچوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو ذومرح مقام پر پڑے ہیں تو حضرت عمرؓ رو پڑے اور حضرت عمرو بن العاصؓ نے کہا' زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے اس شخص سے زیادہ عادل شخص کوئی نہیں جو الحطیئہ کے چھوڑنے پر روتا ہے پھر مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ نے الحطیئہ کی زبان قطع کرنے کا ارادہ کیا تا کہ وہ اس سے لوگوں کی ہجو نہ کرے پس آپ نے اسے کرسی پر بٹھایا اور استرا لایا گیا تو لوگوں نے کہا یا امیر المومنین یہ دوبارہ ایسی حرکت نہیں کرے گا اور انہوں نے اسے اشارہ کیا کہ کہہ میں دوبارہ ایسی حرکت نہیں کروں گا تو حضرت عمرؓ نے اسے رہائی دے دی۔ اور جب وہ پیچھے مڑا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے کہا اے حطیئہ واپس آؤ' وہ واپس آیا تو آپ نے اسے فرمایا میں تجھے قریش کے ایک جوان کے پاس دیکھ رہا ہوں جس نے تیرے لیے چھوٹے تکیے کو موڑ کر سہارا لیا ہے اور تیرے لیے دوسرا تکیہ بچھایا ہے نیز آپ نے فرمایا اے حطیئہ ہمیں گیت سناؤ' تو وہ لوگوں کی عزتوں سے ایک طرف ہو کر گانے لگا' اسلم نے بیان کیا ہے کہ اس کے بعد میں نے حطیئہ کو حضرت عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس دیکھا آپ نے اس کے لیے چھوٹا تکیہ موڑ کر سہارا لیا اور اس کے لیے دوسرا تکیہ بچھایا اور فرمایا اے حطیئہ ہمیں گیت سناؤ تو حطیئہ گانے لگا' میں نے اسے کہا اے حطیئہ کیا تجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وہ دن یاد ہے جب آپ نے تجھ سے جو کہنا تھا' کہا' تو وہ گھبرا گیا اور کہنے لگا اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے اگر وہ زندہ ہوتا تو ہم یہ کام نہ کرتے' میں نے عبید اللہ سے کہا' میں نے آپ کے باپ کو اس طرح بیان کرتے سنا ہے اور آپ ہی وہ شخص ہیں اور زبیر نے بیان کیا ہے کہ محمد بن الضحاک نے اپنے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے حطیئہ سے فرمایا' شعر کہنا ترک کر دو' اس نے کہا میں ایسا نہیں کر سکتا آپ نے فرمایا' کیوں؟ اس نے کہا یہ میرے عیال کے کھانے کا ذریعہ اور میری زبان کی بیماری ہے آپ نے فرمایا تباہ کن مدح ترک کر دو' اس نے کہا یا امیر المومنین وہ کیا ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا تو کہتا ہے فلاں کے بیٹے فلاں کے بیٹوں سے افضل ہیں' مدح کرو اور فضیلت نہ دو' اس نے کہا یا امیر المومنین آپ مجھ سے شعر کا زیادہ شعور رکھتے ہیں اور اس کی مشہور شاندار مدح کے اشعار میں سے یہ بھی ہیں۔

''تمہارے باپ کا باپ نہ رہے ان سے بخل کو دور کر دو یا اس جگہ کو بند کرو جسے انہوں نے بند کیا ہے وہ میری قوم کے لوگ ہیں اگر وہ تعمیر کریں گے تو ہم سے نیکی کریں گے اور اگر عہد کریں گے تو اسے پورا کریں گے اور اگر گرہ لگائیں گے تو مضبوطی سے لگائیں گے اور اگر وہ خوشحالی میں ہوں تو وہ اس کے حصے کر لیتے ہیں اور اگر وہ آسودہ حال بنائیں تو اسے گدلا نہیں کرتے اور نہ تھکتے ہیں''۔

مؤرخین کا بیان ہے کہ جب حطیئہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو اسے وصیت کرنے کے بارے میں کہا گیا تو اس نے کہا میں تم کو شعر کہنے کی وصیت کرتا ہوں پھر کہنے لگا۔

''شعر کی سیڑھی دشوار اور طویل ہے اور جب کوئی نادان اس پر چڑھتا ہے تو اس کا قدم پستی کی طرف پھسل جاتا ہے اور شعر پر ظلم کرنے والا اس کی استطاعت نہیں رکھتا وہ اسے وضاحت سے بیان کرنا چاہتا ہے اور وہ اسے گونگا بنا دیتا ہے''۔

ابوالفرج ابن الجوزی نے المنتظم میں بیان کیا ہے کہ حطیئہ نے اس سال میں وفات پائی ہے اور اسی طرح اس نے اس میں عبداللہ بن عامر بن کریز کی وفات کا بھی ذکر کیا ہے اور اس سے پہلے سال میں اسے بیان کیا جا چکا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مالک بن القشب:

آپ کا نام جندب بن نضلہ بن عبداللہ بن رافع ازدی ہے آپ کی کنیت ابومحمد ہے' آپ بنوعبدالمطلب کے حلیف اور ابن بحینہ کے نام سے مشہور ہیں آپ کی ماں بحینہ بنت الارت ہے اور اس کا نام حارث بن عبدالمطلب بن عبدمناف تھا' آپ نے بہت پہلے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ کی مصاحبت اختیار کی' آپ بڑے عبادت گزار اور روزے دار تھے اور آپ ان لوگوں میں سے تھے جو تمام عمر لگاتار روزے رکھتے تھے۔ ابن سعد نے بیان کیا ہے کہ آپ مدینے سے تین میل کے فاصلے پر وادی ریم میں اترا کرتے تھے اور آپ نے ۵۴ھ سے ۵۸ھ کے درمیان مروان کے دوسری بار گورنر بنتے وقت وفات پائی اور عجیب بات یہ ہے کہ ابن جوزی نے محمد بن سعد کے کلام کو نقل کیا ہے پھر آپ کی وفات کو اس سال میں بیان کیا ہے۔ یعنی ۵۹ھ میں۔ واللہ اعلم

حضرت قیس بن سعد بن عبادۃ خزرجی:

آپ اپنے والد کی طرح ایک جلیل القدر صحابی تھے اور صحیحین میں آپ کی ایک حدیث جنازہ کے لیے کھڑا ہونے کے بارے میں ہے نیز المسند میں آپ کی ایک حدیث عاشورہ کے روزے کے بارے میں ہے اور ان کے گھر میں رسول اللہ ﷺ کے غسل کرنے کے بارے میں بھی ایک حدیث ہے' آپ نے رسول اللہ ﷺ کی دس سال خدمت کی ہے اور صحیح بخاری میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کو حضرت نبی کریم ﷺ کے ہاں وہی مقام حاصل تھا جو امیر کے ہاں سپرنٹنڈنٹ پولیس کا ہوتا ہے اور آپ نے بعض غزوات میں رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا اٹھایا اور آپ نے صدقہ پر آپ کو امیر مقرر کیا اور جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح کو تین صد انصار ومہاجرین کے ساتھ بھیجا تو انہیں سخت بھوک نے آ لیا تو حضرت قیس بن سعدؓ نے ان کے لیے نو اونٹ ذبح کر دیئے حتیٰ کہ انہوں نے ساحل سمندر پر اس جانور کو پایا اور اس سے کھایا اور وہاں انہوں نے ایک ماہ قیام کیا حتیٰ کہ وہ فربہ ہو گئے اور حضرت قیس' شجاع مطاع' کریم اور قابل تعریف سردار تھے' حضرت علیؓ نے آپ کو مصر کی نیابت سپرد کی اور آپ اپنی دانش مندی' حیلہ گری اور سیاست سے حضرت معاویہؓ اور حضرت عمروؓ بن العاص کا مقابلہ کرتے تھے اور حضرت معاویہؓ مسلسل ان کے متعلق کوشش کرتے رہے حتیٰ کہ حضرت علیؓ نے آپ کو مصر سے معزول کر کے محمد بن ابی بکر کو وہاں کا امیر مقرر کر دیا' حضرت معاویہؓ نے انہیں معمولی خیال کیا اور جیسا کہ قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں آپ نے ان سے مصر کو حاصل کر لیا اور حضرت قیسؓ نے حضرت علیؓ کے پاس قیام کیا اور صفین ونہروان میں آپ کے ساتھ شمولیت کی اور آپ کے ساتھ رہے حتیٰ کہ وہ قتل ہو گئے پھر آپ مدینہ چلے آئے اور جب حضرت معاویہؓ پر اتفاق رائے ہو گیا تو آپ اپنے اصحاب کی طرح ان کی بیعت کرنے آئے تو حضرت معاویہؓ نے آپ سے کہا:

اے قیس تجھے لگام دیئے جانے والوں کے ساتھ لگام دی جائے؟ قسم بخدا میں چاہتا تھا کہ آج تم میرے پاس نہ آتے مگر میرا ایک دردمند کرنے والا ناخن تجھ پر کامیاب ہو چکا ہے حضرت قیسؓ نے آپ سے کہا' خدا کی قسم میں بھی اس مقام پر کھڑے ہو کر آپ کو

یہ سلام کہنا پسند نہ کرتا تھا' حضرت معاویہؓ نے آپ سے کہا' کیوں؟ تو تو صرف یہود کے علماء میں سے ایک عالم ہے؟ حضرت قیسؓ نے آپ سے کہا' اے معاویہ یہ تو جاہلیت کے بتوں میں سے ایک بت ہے' تو اسلام میں بادل نخواستہ داخل ہوا ہے اور خوشی سے اس سے باہر نکل گیا ہے' حضرت معاویہؓ نے کہا اے اللہ بخش دے اپنا ہاتھ بڑھایئے' حضرت قیس بن سعدؓ نے آپ سے کہا اگر آپ مزید کچھ کہنا چاہیں تو میں بھی مزید گفتگو کروں گا۔

موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا ہے کہ ایک بڑھیا نے حضرت قیسؓ سے کہا میں آپ کے پاس تنگدستی کی شکایت کرتی ہوں میرے گھر کو دیکھ لیجئے' حضرت قیسؓ نے فرمایا یہ کنایہ کیا اچھا ہے اس کے گھر کو روٹی' گوشت اور کھجور سے بھر دو' اور دوسرے مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ کے پاس ایک بڑا پیالہ تھا آپ جہاں جاتے وہ بھی آپ کے ساتھ ہوتا اور آپ کا منادی اعلان کرتا کہ گوشت اور ثرید کی طرف آ جاؤ' اور آپ سے قبل آپ کا باپ اور دادا بھی آپ ہی کی طرح کرتے تھے' عروہ بن زبیر نے بیان کیا ہے کہ حضرت قیس بن سعدؓ نے حضرت معاویہؓ کے پاس نوے ہزار میں ایک زمین فروخت کی اور مدینہ آ گئے اور آپ کے منادی نے اعلان کیا جس نے قرض لینا ہو آ جائے پس آپ نے ان میں سے پچاس ہزار قرض دے دیا اور باقی کو بھلائی کے کاموں میں خرچ کر دیا پھر اس کے بعد آپ بیمار ہو گئے تو آپ کی عیادت کرنے والوں میں کمی ہو گئی آپ نے اپنی بیوی قریبہ بنت ابی عتیق سے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں کہا' میں اپنی اس بیماری میں عیادت کرنے والوں کی کمی کو دیکھ رہا ہوں اور یہ کمی اس وجہ سے ہے کہ میرا کچھ مالی قرض لوگوں کے ذمے ہے' پس جس شخص کے ذمے آپ کا قرض تھا آپ نے اس کی طرف سے اس کا تحریر کردہ وثیقہ بھیج دیا اور اپنا مال انہیں بخش دیا اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے اپنے منادی کو حکم دیا اور اس نے اعلان کیا کہ جس شخص کے ذمے حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کا قرض ہے وہ اس سے آزاد ہے' اور ابھی شام نہیں ہوئی تھی کہ عیادت کرنے والوں کی کثرت سے آپ کے دروازے کی دہلیز ٹوٹ گئی اور آپ فرمایا کرتے تھے اے اللہ مجھے مال اور اچھے افعال سے حصہ دے اور اچھے افعال' مال سے ہی درست ہوتے ہیں۔

حضرت سفیان ثوریؒ نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت قیس بن سعدؓ سے تیس ہزار درہم قرض لیے اور جب وہ انہیں آپ کو دینے آیا تو حضرت قیسؓ نے اسے کہا' ہم ایسے لوگ ہیں جسے دیتے ہیں اس سے واپس نہیں لیتے اور الہیثم بن عدی نے بیان کیا ہے کہ تین اشخاص نے کعبہ کے پاس اپنے زمانے کے سب سے بڑے سخی کے بارے میں اختلاف کیا تو ان میں سے ایک نے کہا حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سب سے بڑے سخی ہیں دوسرے نے حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کا نام لیا اور تیسرے نے عرابہ اوسی کا نام لیا' پس انہوں نے اس بارے میں جھگڑا کیا حتیٰ کہ کعبہ کے پاس ان کا شور بلند ہو گیا تو ایک شخص نے انہیں کہا' تم میں سے ہر ایک اس شخص کے پاس جائے جس کے متعلق اس کا خیال ہے کہ وہ دوسرے سے زیادہ سخی ہے اور جو وہ اسے دیتا ہے اسے دیکھے اور موجودہ چیز پر فیصلہ کرے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کا ساتھی ان کے پاس گیا تو وہ اپنی جاگیر میں جانے کے لیے رکاب میں پاؤں رکھے ہوئے تھے اس نے آپ سے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمزاد' مسافر ہوں جس کی سواری ہلاک ہو گئی ہے اور زادِ راہ ختم ہو گیا ہے' راوی بیان کرتا ہے آپ نے رکاب سے اپنا پاؤں نکالا اور فرمایا' اپنا پاؤں رکھ کر اس پر سوار ہو جاؤ۔ یہ اور جو کچھ اس پر ہے وہ تمہارا ہوا اور جو کچھ تھیلے میں ہے وہ بھی لے لو اور تلوار کے بارے میں دھوکہ نہ کھانا یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے' پس وہ

ایک عظیم اونٹنی کے ساتھ اپنے اصحاب کی طرف واپس آ گیا اور تھیلے میں چار ہزار دینار اور ریشمی چادریں وغیرہ تھیں اور سب سے بڑھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تلوار تھی' اور حضرت قیس بن سعد کا ساتھی ان کے پاس گیا تو وہ سوئے ہوئے تھے' لونڈی نے اس سے پوچھا تجھے ان سے کیا کام ہے؟ اس نے کہا مسافر ہوں جس کی سواری ہلاک ہو گئی ہے اور زادراہ ختم ہو گیا ہے' لونڈی نے کہا تیری ضرورت ان کے بیدار کرنے کی نسبت زیادہ آسان ہے' اس تھیلی میں سات سو دینار ہیں آج قیس کے گھر میں اس کے سوا کوئی مال نہیں ہمارے اونٹوں کے باڑے کے مالک کے پاس جاؤ اور اپنے لیے ایک ناقہ اور غلام لے لو' اور ہدایت یافتہ ہو کر چلے جاؤ اور جب حضرت قیس نیند سے بیدار ہوئے تو لونڈی نے جو کچھ کہا تھا اس کے متعلق آپ کو اطلاع دی تو آپ نے اسے اس کے اس عمدہ فعل پر آزاد کر دیا اور فرمایا تو نے مجھے کیوں نہیں جگایا۔ حتیٰ کہ میں اسے وہ کچھ دیتا جو اسے ہمیشہ کفایت کرتا' شاید جو کچھ تو نے اسے دیا ہے اس کی حاجت براری نہ کرے' اور عرابہ اوسی کا ساتھی اس کے پاس گیا تو اس نے دیکھا کہ وہ نماز کے لیے اپنے گھر سے نکل گیا ہے اور وہ اپنے دو غلاموں کا سہارا لیے ہوئے ہے۔ اور وہ نابینا ہو چکا تھا۔ اس نے اسے کہا اے عرابہ! مسافر ہوں جس کی سواری ہلاک ہو گئی ہے اور زادراہ ختم ہو گیا ہے' راوی بیان کرتا ہے وہ دونوں غلاموں سے الگ ہو گیا پھر اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے تالی بجائی یعنی دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر مارا پھر کہنے لگا اخاہ! قسم بخدا تو نے صبح و مساعرابہ کے مال سے کچھ حقوق کو ترک کیا ہے لیکن اب ان دو غلاموں کو لے لو' اس نے کہا میں ایسا کرنے کا نہیں' اس نے کہا اگر تو نے ان دونوں کو نہ لیا تو یہ دونوں آزاد ہوں گے' چاہے انہیں آزاد کر دے' چاہے انہیں لے لے' اور وہ اپنے ہاتھ سے دیوار کو ٹٹولتا ہوا آیا' راوی بیان کرتا ہے اس نے ان دونوں کو لے لیا اور انہیں اپنے دونوں ساتھیوں کے پاس لے آیا' راوی بیان کرتا ہے کہ لوگوں نے فیصلہ دیا کہ حضرت ابن جعفرؓ نے بہت مال کی سخاوت کی ہے اور ایسا کرنا آپ سے کوئی عجیب بات نہیں مگر تلوار کی سخاوت سب چیزوں سے بڑی ہے اور حضرت قیس بھی ایک سخی ہیں جن کی لونڈی نے آپ کے علم کے بغیر آپ کے مال میں تصرف کیا اور آپ نے اس کے فعل کی تحسین کی اور اس کے شکریہ میں اسے آزاد کر دیا اور انہوں نے اتفاق کیا ہے کہ عرابہ اوسی تینوں سے بڑا سخی ہے اس لیے کہ اس نے اپنا تمام مملوکہ مال سخاوت کر دیا اور یہ ایک غریبانہ کوشش ہے اور حضرت سفیان ثوریؒ نے عمرو سے بحوالہ ابو صالح بیان کیا ہے کہ حضرت سعدؓ نے اپنے مال کو اپنے لڑکوں کے درمیان تقسیم کیا اور شام کی طرف چلے گئے۔ اور وہیں فوت ہو گئے اور آپ کی وفات کے بعد آپ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا تو حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہم کے پاس آئے اور کہنے لگے آپ کے باپ نے اپنا مال تقسیم کر دیا ہے اور جب یہ بچہ حمل میں تھا تو انہیں اس کا حال معلوم نہیں ہوا پس اسے بھی اپنے ساتھ حصہ دار بنا لو' حضرت قیسؓ نے کہا' جو کچھ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کر چکے ہیں میں اسے تبدیل نہیں کروں گا لیکن میرا حصہ اس کا ہوا' اور عبدالرزاق نے اسے عن معمر عن ایوب عن محمد ابن سیرین روایت کیا ہے اور اس نے اس کو بیان کیا ہے اور عبدالرزاق نے اسے بحوالہ جریج روایت کیا ہے کہ مجھے عطاء نے بتایا اور اس نے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے۔

اور ابن خیثمہ نے بیان کیا ہے کہ ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ مسعر نے بحوالہ معبد بن خالد ہم سے بیان کیا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ ہمیشہ اپنی انگشت شہادت اٹھائے رکھتے تھے۔ یعنی دعا کرتے تھے۔ اور ہشام بن عمار نے بیان کیا ہے کہ الجراح بن ملیح نے

ہم سے بیان کیا کہ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ نہ سنا ہوتا کہ مکر وفریب آگ میں ہوگا۔ تو میں اس امت کا بڑا فریبی ہوتا۔ اور زہری نے بیان کیا ہے کہ جب فتنہ بھڑک اٹھا تو عربوں کے دانش مند پانچ تھے' حضرت معاویہ' حضرت عمرو بن العاص' حضرت مغیرہ بن شعبہ' حضرت قیس بن سعد اور حضرت عبداللہ بن بدیل' حضرت قیس اور حضرت عبداللہ' حضرت علی رضی اللہ عنہم کے ساتھ تھے اور حضرت مغیرہؓ طائف میں گوشہ نشین تھے حتیٰ کہ حکمین نے فیصلہ کیا پس وہ دونوں حضرت معاویہؓ کے پاس چلے گئے۔

اور قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ محمد بن ابی حذیفہ نے مصر پر متغلب ہو کر وہاں سے حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو نکال دیا تھا جو حضرت عمرو بن العاصؓ کے بعد حضرت عثمانؓ کے نائب تھے' حضرت علیؓ نے تھوڑی مدت وہاں برقرار رکھا' پھر حضرت قیس بن سعدؓ کے ذریعے انہیں معزول کر دیا اور جب آپ مصر میں داخل ہوئے تو آپ نے اچھی روش اختیار کی اور اس کا کنٹرول کیا یہ ۳۶ھ کا واقعہ ہے اور حضرت معاویہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو آپ کی امارت گراں گزری اور ان دونوں نے آپ سے خط و کتابت کی کہ آپ حضرت علیؓ کے خلاف ان کے ساتھ ہو جائیں مگر آپ نے انکار کیا اور آپ نے لوگوں کے سامنے دونوں سے خیر خواہی کا اظہار کیا اور باطن میں آپ حضرت علیؓ کے ساتھ تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے انہیں معزول کر دیا اور اشتر نخعی کو مصر کی طرف بھیجا اور اشتر مصر پہنچنے سے قبل رملہ میں فوت ہو گیا اور حضرت علیؓ نے محمد بن ابی بکر کو بھیجا تو حضرت معاویہؓ اور حضرت عمرو بن العاصؓ نے آپ کی امارت کو معمولی خیال کیا اور ہمیشہ ان سے الجھتے رہے حتیٰ کہ ان سے دیار مصر کو حاصل کر لیا اور یہ محمد بن ابی بکر قتل ہو گئے اور ایک گدھے کی مردہ لاش میں آپ کو جلا دیا گیا۔ پھر حضرت قیسؓ مدینہ چلے گئے اور حضرت علیؓ عراق چلے گئے اور آپ جنگوں میں حضرت علیؓ کے ساتھ رہے حتیٰ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے اور جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے گئے تو آپ حضرت حسنؓ کے ساتھ تھے اور حضرت قیس فوج کے ہراول کے امیر تھے اور حضرت حسنؓ نے حضرت معاوؓیہ کی بیعت کر لی تو حضرت قیس رضی اللہ عنہ کو یہ بات بری لگی اور آپ نے اسے پسند نہ کیا اور آپ حضرت معاوؓیہ کی اطاعت سے دست کش رہے پھر آپ مدینہ چلے گئے پھر انصار کے ایک وفد کے ساتھ حضرت معاویہؓ کے پاس آئے اور شدید معافیت اور سخت کلامی کے بعد آپ نے حضرت معاوؓیہ کی بیعت کر لی پھر حضرت معاویہؓ نے آپ کا اکرام کیا اور آپ کو مقدم کیا اور اپنے ہاں بڑا مرتبہ دیا اور ابھی آپ وفود کے ساتھ حضرت معاویہؓ کے پاس ہی تھے کہ حضرت معاویہؓ کے پاس شاہ روم کا خط آیا جس میں لکھا تھا کہ عرب کے طویل ترین شخص مجھے بھیجئے۔ حضرت معاویہؓ نے کہا ہماری رائے یہی ہے کہ ہم آپ کی شلوار کو بھیجیں؟ حضرت قیسؓ بہت طویل قامت تھے' طویل ترین شخص آپ کے سینے تک نہ پہنچتا تھا۔ پس حضرت قیسؓ اٹھ کر ایک طرف ہو گئے پھر آپ نے اپنی شلوار اتاری اور اسے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف پھینک دیا' حضرت معاویہؓ نے آپ سے کہا کاش آپ اپنے گھر کی طرف جاتے اور پھر اسے ہماری طرف بھیج دیتے اس موقع پر حضرت قیسؓ کہنے لگے۔

''مجھے وفود کی موجودگی میں شلوار اتار کر دینے سے میرا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ قیس کی شلوار ہے اور وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ قیس تو غائب ہے اور یہ شلوار صبح کو حیران ہو جانے والے شخص اور ثمود کی ہے اور میں یمانی قبیلے کا سردار ہوں اور لوگ یا سردار ہیں یا ماتحت ہیں' پس آپ ان سے میرے جیسے شخص کے ساتھ حیلہ و تدبیر کریں اور میرے جیسا

شخص ان پر سخت ہوگا اور مردوں میں میرا وجود لمبا ہے اور لوگوں میں اصل والد اور ہاتھ نے مجھے فضیلت دی ہے اور اس سے میں مردوں سے لمبائی میں بلند ہو جاتا ہوں''۔

راوی بیان کرتا ہے حضرت معاویہؓ کے حکم سے وفد کے طویل ترین شخص نے شلوار کو اپنی ناک پر رکھا تو وہ زمین پر گر پڑی اور ایک روایت میں ہے کہ شاہ روم نے اپنی فوج کے دو آدمیوں کو جن میں سے ایک کو وہ رومیوں کا طاقتور ترین اور دوسرے کو طویل ترین آدمی خیال کرتا تھا' حضرت معاویہؓ کے پاس بھیجا کہ وہ دیکھیں کہ کیا ان کی قوم میں ان دونوں سے قوت وطول میں بڑھ کر کوئی شخص ہے اور اگر آپ کی قوم میں ان دونوں سے بڑھ کر کوئی شخص ہے تو میں آپ کی طرف اتنے قیدی اور اتنے تحائف بھیجوں گا اور آپ کی فوج میں ان دونوں سے کوئی طاقتور اور طویل تر شخص نہ ہو تو مجھ سے تین سال تک مصالحت کر لیجئے' پس جب وہ دونوں حضرت معاویہؓ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے کہا اس طاقتور شخص کا کون مقابلہ کرے گا؟ لوگوں نے کہا اس کے مقابلہ کے صرف دو شخص ہیں' حضرت محمد بن حنفیہؒ یا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما' پس حضرت محمد بن حنفیہ جو حضرت علیؓ بن ابی طالب کے بیٹے ہیں' کو لایا گیا تو لوگ حضرت معاویہؓ کے پاس جمع ہو گئے' حضرت معاویہؓ نے حضرت محمد بن حنفیہ سے کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ میں نے آپ کی طرف کس لیے پیغام بھیجا تھا؟ انہوں نے جواب دیا نہیں' تو آپ نے رومی شخص اور اس کی شدتِ جنگ کا آپ سے ذکر کیا تو حضرت محمد بن حنفیہ نے رومی سے کہا' تم میرے پاس آ بیٹھو یا میں تمہارے پاس آ بیٹھتا ہوں اور تم مجھے اپنا ہاتھ پکڑا دو یا میں تجھے اپنا ہاتھ پکڑا دیتا ہوں اور ہم میں سے جو شخص دوسرے کو اس کی جگہ سے اٹھا دے وہ اس پر غالب ہوگا وگرنہ وہ مغلوب ہوگا' نیز آپ نے فرمایا تو کیا چاہتا ہے؟ تو بیٹھے گا یا میں بیٹھوں؟ رومی نے آپ سے کہا آپ بیٹھئے' پس حضرت محمد بن حنفیہ بیٹھ گئے اور رومی کو اپنا ہاتھ پکڑا دیا' رومی نے پوری قوت کے ساتھ آپ کو اپنی جگہ سے ہٹانے یا ہلانے کی کوشش کی تاکہ وہ آپ کو کھڑا کر دے مگر وہ ایسا نہ کر سکا اور نہ اس نے اس کی کوئی سبیل پائی' پس اس موقع پر رومی مغلوب ہو گیا اور بلاد روم سے اس کے ساتھ جو وفود آئے تھے ان پر واضح ہو گیا کہ وہ مغلوب ہو گیا ہے پھر حضرت محمد بن حنفیہ نے کھڑے ہو کر رومی سے کہا میرے پاس بیٹھ جاؤ۔ وہ بیٹھا اور اس نے اپنا ہاتھ حضرت محمد بن حنفیہ کو پکڑا دیا اور آپ نے بغیر مہلت دیئے اسے جلد ہی کھڑا کر دیا اور اسے ہوا میں بلند کر کے زمین پر دے مارا' جس سے حضرت معاویہؓ بہت خوش ہوئے اور حضرت قیس بن سعدؓ اٹھ کر لوگوں سے الگ ہو گئے پھر آپ نے اپنی شلوار اتاری اور اسے طویل رومی کو دے دیا اس نے اسے پہنا تو وہ اس کے سینے تک پہنچ گئی اور اس کے کنارے زمین پر لکیریں کھینچ رہے تھے پس رومی نے مغلوب ہونے کا اعتراف کر لیا اور ان کے بادشاہ نے جو چیزیں اپنے اوپر لازم کی تھیں وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھیج دیں اور انصار نے حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کو لوگوں کی موجودگی میں اپنی شلوار اتارنے پر ملامت کی تو آپ نے ان سے معذرت کرتے ہوئے متقدم الذکر اشعار کہے تاکہ وہ رومیوں پر ہمیشہ قائم رہنے والی حجت ہو اور انہوں نے حیلہ سے جس بات کا ارادہ کیا تھا آپ نے اس کا خاتمہ کر دیا۔

اور حمیدی نے اسے سفیان بن عیینہ سے بحوالہ عمرو بن دینار روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت قیس بن سعد' فربہ اور مضبوط جسم آدمی تھے اور آپ کا سر چھوٹا تھا اور ڈاڑھی صرف تھوڑی پر تھی اور جب آپ بلند قد گدھے پر سوار ہوتے تو آپ کے پاؤں

زمین پر لکیریں کھینچتے' اور واقدی اور خلیفہ بن خیاط اور کئی مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخر میں مدینہ میں وفات پائی ہے اور ابن جوزی نے اس سال میں آپ کی وفات کا ذکر کیا ہے اور ہم نے اس بارے میں ان کی پیروی کی ہے۔

حضرت معقل بن یسار مزنی رضی اللہ عنہ:

آپ جلیل القدر صحابی ہیں' آپ حدیبیہ میں شامل ہوئے اور آپ ہی درخت کی شاخوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے ہٹاتے تھے جب کہ آپ اس کے نیچے لوگوں کی بیعت لے رہے تھے اور وہ ببول کا درخت تھا جس کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْيُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾ حضرت عمرؓ نے بصرہ کی امارت آپ کے سپرد کی اور آپ نے وہاں ایک نہر کھودی جو آپ کی طرف منسوب ہے اور اسے نہر معقل کہا جاتا ہے اور بصرہ میں آپ کی حویلی بھی ہے۔ حضرت حسن بصریؒ نے بیان کیا ہے کہ عبیداللہ بن زیاد' حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی اس بیماری میں جس میں آپ کی وفات ہوئی' عیادت کرنے آیا تو حضرت معقل رضی اللہ عنہ نے اسے کہا' میں تجھ سے ایک حدیث بیان کرنے لگا ہوں جسے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور اگر میں اپنی اس حالت میں نہ ہوتا تو میں اسے تجھ سے بیان نہ کرتا' میں نے آپ کو فرماتے سنا ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ رعیت کا رکھوالا بنائے اور وہ خیر خواہی سے اس کی دیکھ بھال نہ کرے وہ جنت کی خوشبو کو نہ پائے گا اور بلاشبہ اس کی خوشبو ایک سو سال کی مسافت سے محسوس ہوتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ الدوسی رضی اللہ عنہ:

متعدد اقوال کی بناء پر جاہلیت اور اسلام میں آپ کے اور آپ کے باپ کے نام میں اختلاف کیا گیا ہے اور ہم نے ان کی اکثریت کو تفصیل کے ساتھ اپنی کتاب التکمیل میں بیان کیا ہے اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں اسے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور سب سے مشہور قول یہ ہے کہ آپ کا نام عبدالرحمٰن بن صخر تھا اور آپ ازد قبیلے سے تھے پھر دوس سے تھے اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جاہلیت میں آپ کا نام عبد شمس تھا اور بعض عبد نہم اور بعض عبد غنم بھی بیان کرتے ہیں اور آپ ابوالاسود کنیت کرتے تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام عبداللہ رکھا اور بعض عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں اور آپ کی کنیت ابو ہریرہؓ رکھی' آپ ہی سے روایت ہے کہ آپ نے بیان کیا کہ میں نے ایک جنگلی بلی دیکھی تو میں نے اس کے بچوں کو پکڑ لیا تو میرے باپ نے مجھے کہا' یہ تیری گود میں کیا ہے؟ میں نے اسے بتایا تو اس نے کہا تو ابو ہریرہؓ ہے اور صحیح میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمایا ''اباھر'' اور یہ بھی لکھا ہے کہ آپ نے انہیں فرمایا: یا اباہریرہؓ۔

محمد بن سعد' ابن الکلبی اور طبرانی نے بیان کیا ہے کہ آپ کی ماں کا نام میمونہ بنت صفیح بن الحارث بن ابی صعب بن ہنیۃ بن ثعلبہ تھا' اس نے اسلام قبول کیا اور مسلمان ہونے کی حالت میں وفات پائی۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت اچھی احادیث بیان کی ہیں' آپ حفاظ صحابہؓ میں سے تھے اور آپ نے حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت ابی بن کعب' حضرت اسامہ بن زید' حضرت نضرۃ بن ابی نضرۃ' حضرت فضل بن عباس' حضرت کعب الاحبار اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت کی ہے اور

آپ سے بہت سے اہل علم نے روایت کی ہے جن کا ذکر ہم نے التکمیل میں حروف تہجی کے مطابق کیا ہے جیسا کہ ہمارے شیخ نے اپنی تہذیب میں آپ کا ذکر کیا ہے امام بخاریؒ نے بیان کیا ہے کہ آپ سے تقریباً آٹھ سو اشخاص یا اس سے زیادہ اہل علم صحابہؓ اور تابعینؒ وغیرہ نے روایت کی ہے اور عمرو بن علی الفلاس نے بیان کیا ہے آپ مدینہ آیا کرتے تھے اور آپ نے خیبر کے سال اسلام قبول کیا ہے واقدی نے بیان کیا ہے کہ ذوالحلیفہ میں آپ کی ایک حویلی تھی اور ایک مؤرخ نے بیان کیا ہے کہ آپ گندم گوں اونچے اور چوڑے کندھوں اور ملے ہوئے دانتوں والے تھے ابوداؤد طیالسی اور کئی مؤرخین نے ابی خلدہ خالد بن دینار سے عن ابی العالیہ عن ابی ہریرہؓ بیان کیا ہے کہ جب میں مسلمان ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تو کس قبیلے سے ہے؟ میں نے کہا دوس سے تو آپ نے اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر فرمایا میرا خیال نہیں تھا کہ دوس میں بھی کوئی بھلا شخص ہے زہری نے سعید سے بحوالہ حضرت ابوہریرہؓ بیان کیا ہے کہ میں خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شامل ہوا اور عبدالرزاق نے عن سفیان بن عیینہ عن اسماعیل عن قیس روایت کی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ میں جنگ خیبر میں لوگوں کے جنگ سے فارغ ہو جانے کے بعد آیا اور یعقوب بن سفیان نے بیان کیا ہے کہ سعید بن ابی مریم نے ہم سے بیان کیا کہ الدراوردی نے ہم سے بیان کیا کہ خثیم نے عن عراک بن مالک عن ابیہ عن ابی ہریرہؓ مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ باہر گئے اور آپ نے مدینہ پر حضرت سباع بن عرفطہ رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر کیا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں مدینہ آیا تو وہ دوپہر کو سفر کر گئے اور میں نے صبح کی نماز حضرت عرفطہؓ کے پیچھے پڑھی آپ نے پہلی رکعت میں سورہ مریم اور دوسری میں ویل للمطففین پڑھی حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں میں نے اپنے دل میں کہا فلاں کا باپ ہلاک ہو۔ وہ ایک شخص تھا جو ازد کے علاقے میں رہتا تھا۔ اس کے پاس ناپنے کے دو آلے تھے ایک سے وہ اپنے لیے ناپتا تھا اور دوسرے سے لوگوں کو کم دیتا تھا۔ اور صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ جس شب کی صبح کو آپ کی رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوئی اس شب آپ کا غلام گم ہو گیا اور آپ یہ شعر پڑھنے لگے۔

''اس رات کی درازی اور تکلیف کا کیا کہنا مگر اس نے دارالکفر سے نجات دے دی ہے''۔

اور جب آپ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے انہیں فرمایا یہ آپ کا غلام ہے؟ تو آپ نے کہا یہ خدا تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر آزاد ہے اور اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت ابوہریرہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے اور سفر و حضر میں آپ سے جدا نہ ہوئے اور آپ رسول اللہ ﷺ سے حدیث سننے اور سمجھنے کے بہت شوقین تھے اور آپ شکم سیر ہونے کے باوجود آپ کے ساتھ رہتے تھے ایک روز حضرت ابوہریرہؓ نے اپنی کتان کی قمیص سے اینٹ صاف کی اور کہنے لگے ابوہریرہؓ شاباش کتان سے اینٹ صاف کرتا ہے اور میں نے اپنے آپ کو منبر اور حجر اسود کے درمیان بھوک سے گرے دیکھا ہے گزرنے والا گزرتا تو کہتا اسے جنون ہو گیا ہے حالانکہ مجھے بھوک کے سوا اور کوئی تکلیف نہ ہوتی تھی اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں بھوک کے باعث زمین پر لیٹ رہتا تھا اور بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تھا اور ان میں سے ایک سے آیت کا مفہوم پوچھتا تھا حالانکہ میں اسے اس سے بہتر جانتا تھا اور میرا مقصد صرف یہ ہوتا تھا کہ وہ مجھے اپنے پیچھے پیچھے اپنے گھر چلنے کو کہے اور مجھے کچھ کھلا دے اور آپ نے اہل صفہ کے ساتھ دودھ والی حدیث کا ذکر کیا ہے جیسا کہ ہم اسے دلائل النبوۃ میں قبل ازیں بیان کر چکے ہیں۔

اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ عبدالرحمٰن نے ہم سے بیان کیا کہ عکرمہ بن عامر نے ہم سے بیان کیا کہ ابوکثیر یزید بن عبدالرحمٰن بن اذینۃ السحیمی الاعمی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ قسم بخدا اللہ تعالیٰ نے جس مومن کو پیدا کیا ہے اور وہ میرے متعلق سنتا ہے اور مجھے دیکھتا نہیں وہ مجھ سے محبت کرتا ہے' میں نے کہا اے ابو ہریرہؓ آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا؟ آپ نے فرمایا' میری ماں مشرکہ عورت تھی اور میں اسے دعوتِ اسلام دیا کرتا تھا اور وہ میری بات نہیں مانتی تھی' ایک روز میں نے اسے دعوت دی تو اس نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسی باتیں سنائیں جنہیں میں ناپسند کرتا تھا' میں روتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی ماں کو دعوتِ اسلام دیا کرتا تھا اور وہ میری بات نہیں مانتی تھی اور آج میں نے اسے دعوت دی ہے تو اس نے آپ کے بارے میں مجھے وہ باتیں سنائیں جنہیں میں ناپسند کرتا ہوں' اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ وہ ابو ہریرہؓ کی ماں کو ہدایت دے' آپ نے فرمایا اے اللہ ابو ہریرہؓ کی ماں کو ہدایت دے۔ میں دوڑتا ہوا باہر نکلا کہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے متعلق بشارت دوں جو آپ نے اس کے لیے کی ہے اور جب میں دروازے پر آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ بند ہے اور میں نے جھنکار سنی اور میں نے پاؤں پڑنے کی آواز بھی سنی اور وہ کہنے لگی اے ابو ہریرہؓ تو جیسا ہے ویسا ہی رہ' پھر اس نے دروازہ کھولا اور اس نے جلدی جلدی اپنا دوپٹہ اوڑھا اور کہنے لگی اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ و ان محمدًا عبدہ و رسولہ. اور میں جس طرح غم کے باعث روتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تھا اسی طرح خوشی کے ساتھ روتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آیا اور میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو جایئے اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمالی ہے' اللہ تعالیٰ نے ابو ہریرہؓ کی ماں کو ہدایت دے دی ہے' نیز میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے اور میری ماں کو اپنے مومن بندوں کا محبوب بنا دے تو آپ نے فرمایا اے اللہ! اس غلام اور اس کی ماں کو اپنے مومن بندوں کا محبوب بنا دے۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ نے جس مومن کو بھی پیدا کیا ہے اور وہ میرے متعلق سنتا ہے اور مجھے نہیں دیکھتا یا میری ماں کو دیکھتا ہے وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔ اور مسلم نے اسے عکرمہ کی حدیث سے بحوالہ عمار اسی طرح روایت کیا ہے اور یہ حدیث دلائل النبوۃ میں سے ہے' بلاشبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تمام لوگوں کے محبوب ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذکر کو بلند کیا ہے اس لیے کہ اس نے فیصلہ کیا ہے کہ آپ کی روایت سے بقیہ اقالیم کی متعدد جوامع میں وہ حدیث بیان ہو جو خطبہ کے دوران خاموشی سے بات سننے کے بارے میں ہے اور امام منبر پر موجود ہو اور یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے اور لوگوں کی آپ سے محبت ہے۔

اور ہشام بن عمار نے بیان کیا ہے کہ سعید نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالحمید بن جعفر نے المقبری سے' نضریوں کے غلام سالم کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ اس نے حضرت ابو ہریرہؓ کو بیان کرتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) صرف بشر ہے میں بھی انسانوں کی طرح غضب ناک ہو جاتا ہوں اور تو نے مجھ سے عہد کیا ہے جس کی تو ہرگز وعدہ خلافی نہیں کرے گا کہ مسلمانوں کے جس شخص کو میں ایذا دوں یا برا بھلا کہوں یا کوڑے ماروں' تو اسے قیامت کے روز اپنے ہاں قرب کا ذریعہ بنا دے' حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں' ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مارنے کے لیے درہ اٹھایا اور اس کے ساتھ آپ کا مارنا مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتا' اس لیے کہ میں چاہتا تھا کہ میں مومن ہو جاؤں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول ہو جائے'

اور ابن ابی ذیب نے سعید المقبر ی سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کیا ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ سے بہت سی احادیث سنتا ہوں اور انہیں بھول جاتا ہوں آپؐ نے فرمایا اپنی چادر پھیلاؤ' میں نے اسے پھیلا دیا تو آپ نے فرمایا اسے اکٹھی کر لو' میں نے اسے اکٹھی کر لیا اس کے بعد میں کسی حدیث کو نہیں بھولا۔ اسے بخاریؒ نے روایت کیا ہے' اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ سفیان نے زہری سے بحوالہ عبدالرحمٰن الاعرج ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ تم خیال کرتے ہو کہ ابو ہریرہؓ رسول اللہ ﷺ سے بکثرت احادیث بیان کرتا ہے اور خدا ہی وعدہ گاہ ہے میں ایک مسکین شخص تھا اور اپنے پیٹ سے بے فکر ہو کر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہتا تھا اور مہاجرین بازاروں میں سودے میں مصروف رہتے تھے اور انصار اپنے اموال کی دیکھ بھال میں مصروف رہتے تھے۔ ایک روز میں رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا' جو شخص میری بات ختم کرنے تک اپنی چادر پھیلائے رکھے گا پھر اسے سمیٹ لے گا وہ مجھ سے سنی ہوئی کسی بات کو ہرگز نہیں بھولے گا' پس میں نے اپنی چادر پھیلا دی' حتیٰ کہ آپؐ نے اپنی بات ختم کر لی پھر میں نے اسے سمیٹ لیا' پس اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اس کے بعد میں نے آپؐ سے جو کچھ سنا ہے اسے نہیں بھولا' اور ابن وہب نے اسے عن یونس عن الزہری عن سعید بن المسیب عن ابی ہریرہؓ روایت کیا ہے اور آپ سے اس کے اور طرق بھی ہیں اور بعض کا قول ہے کہ یہ بات آپ کی اس گفتگو سے خاص تھی کہ وہ اس سے کچھ نہیں بھولیں گے' اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ بعض احادیث کو بھول گئے تھے جیسا کہ صحیح میں صراحت کے ساتھ بیان ہوا ہے جب آپ اپنی حدیث **لایورد ممرض علی مصح** کے ساتھ حدیث **لاعدوی ولا طیرۃ** کو بھول گئے تھے اور بعض کا قول ہے کہ یہ بات اس گفتگو اور دیگر باتوں کے متعلق عام تھی۔ واللہ اعلم

اور الدراوردی نے عن عمرو بن ابی عمرو عن سعید المقبر ی عن ابی ہریرہؓ بیان کیا ہے کہ انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ قیامت کے روز کون شخص سب سے بڑھ کر آپ کی شفاعت سے شادکام ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا: اے ابو ہریرہؓ میں نے لوگوں کے متعلق آپ کے شوق کو دیکھ کر خیال کیا کہ آپ سے پہلے اس بات کے متعلق کوئی شخص مجھ سے سوال نہیں کرے گا' بلاشبہ قیامت کے روز سب لوگوں سے بڑھ کر میری شفاعت سے شادکام ہونے والا وہ شخص ہوگا جو خلوص دل سے لا الٰہ الا اللہ کہے گا' بخاری نے اسے عمرو بن ابی عمرو کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ابن ابی ذیب نے سعید المقبر ی سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دو برتن یاد کیے ہیں ایک کو تو میں نے لوگوں میں پھیلا دیا ہے اور اگر دوسرے کو میں پھیلاؤں تو یہ حلق کاٹ دیا جائے' بخاری نے اسے ابن ابی ذیب کی حدیث سے روایت کیا ہے اور کئی لوگوں نے اسے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے اور جس برتن کو آپ ظاہر نہیں کرتے تھے وہ فتنوں' جنگوں اور لوگوں کے درمیان ہونے والے معرکوں اور قتال اور عنقریب واقع ہونے والے واقعات کا برتن تھا اگر آپؐ ان کے متعلق بتاتے تو بہت سے لوگ آپ کی تکذیب میں جلد بازی سے کام لیتے اور آپ کی سچی باتوں کو رد کر دیتے جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ اگر میں تم کو بتاؤں کہ تم اپنے امام کو قتل کرو گے اور باہم تلواروں سے جنگ کرو گے تو تم میری تصدیق نہ کرتے اور اس حدیث سے ہوس پرست' باطل بدعات اور فاسد اعمال والے لوگ تمسک کرتے ہیں اور اسے اس برتن کی طرف منسوب کرتے ہیں جسے حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان نہیں کیا اور وہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ جس بات پر قائم

ہیں وہ اس برتن میں تھی جس کے متعلق حضرت ابو ہریرہؓ نے نہیں بتایا اور ہر باطل پرست اپنے اقوال کے تضاد کے باوجود اسی بات کا ادعا کرتا ہے حالانکہ وہ سب جھوٹے ہیں' پس اگر حضرت ابو ہریرہؓ نے اس کے متعلق نہیں بتایا تو آپ کے بعد اسے کس نے معلوم کیا ہے؟ اس پر صرف کچھ فتنوں اور جنگوں کا ذکر تھا جیسا کہ ان کے متعلق انہوں نے اور دیگر صحابہؓ نے بتایا ہے ان میں سے کچھ ہم بیان کر چکے ہیں اور کچھ ہم کتاب الفتن والملاحم میں عنقریب بیان کریں گے۔

اور حماد بن زید نے بیان کیا ہے کہ عمرو بن عبید انصاری نے ہم سے بیان کیا کہ مروان بن الحکم کے کاتب ابوالزعیزعۃ نے ہم سے بیان کیا کہ مروان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر تخت کے پیچھے بٹھایا اور مروان سوال کرنے لگا اور میں اس کی طرف سے لکھنے لگا حتیٰ کہ سال کے سرے پر اس نے آپ کو بلایا اور پردے کے پیچھے آپ کو بٹھا دیا اور آپ سے اس تحریر کے متعلق دریافت کرنے لگا اور آپ نے اس میں کوئی کمی بیشی نہ کی اور نہ کوئی بات آگے پیچھے بیان کی' اور ابوبکر بن عیاش وغیرہ نے اعمش سے بحوالہ ابوصالح روایت کی ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے سب سے زیادہ حفظ کرنے والے تھے اور ان سے افضل نہیں تھے اور ربیع نے بیان کیا ہے کہ حضرت امام شافعی نے بیان کیا ہے' جن لوگوں نے حضرت ابو ہریرہؓ کے زمانے میں احادیث روایت کی ہیں حضرت ابو ہریرہؓ ان سے زیادہ حفظ کرنے والے تھے اور ابوالقاسم بغوی نے بیان کیا ہے کہ ابوخیثمہ نے ہم سے بیان کیا کہ ولید بن مسلم نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن عبدالعزیز نے بحوالہ مکحول ہم سے بیان کیا کہ ایک شب لوگوں نے باہم ایک دوسرے کے ساتھ حضرت معاویہؓ کے خیموں میں سے ایک خیمے میں جمع ہونے کا وعدہ کیا پس وہ اس میں جمع ہوئے اور حضرت ابو ہریرہؓ نے کھڑے ہو کر انہیں رسول اللہ ﷺ کی باتیں بتائیں حتیٰ کہ صبح ہو گئی اور سفیان بن عیینہ نے عن معمر عن وہب بن منبہ عن اخیہ ہمام بن منبہ بیان کیا کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے سوا' کوئی شخص مجھ سے بڑھ کر آپ سے حدیث روایت کرنے والا نہ تھا' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما لکھ لیا کرتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا اور ابوزرعہ دمشقی نے بیان کیا ہے کہ محمد بن زرعۃ الرعینی نے مجھ سے بیان کیا کہ مروان بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن عبدالعزیز نے اسماعیل بن عبداللہ سے بحوالہ السائب بن یزید ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہتے سنا کہ آپ رسول اللہ ﷺ سے حدیث بیان کرنا چھوڑ دیں وگرنہ میں آپ کو ارض دوس سے ملا دوں گا نیز آپ نے حضرت کعب الاحبارؓ سے فرمایا آپ پہلے (زمانے) کے متعلق باتیں بیان کرنا چھوڑ دیں وگرنہ میں آپ کو بندروں کی زمین سے ملا دوں گا' ابوزرعہ نے بیان کیا ہے اور میں نے ابومسہر کو بحوالہ سعید بن عبدالعزیز اسی قسم کی بات بیان کرتے سنا ہے اور اس نے اس کی سند بیان نہیں کی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ بات اس امر پر محمول ہے کہ آپ کو ان احادیث کے متعلق خدشہ پیدا ہو گیا تھا جنہیں لوگ ان کے مقام پر نہیں رکھتے اور ان میں سے رخصت کی احادیث پر گفتگو کرتے ہیں اور جب کوئی شخص بکثرت احادیث بیان کرتا ہے تو بسا اوقات اس کی احادیث میں کچھ غلطی اور خطا ہو جاتی ہے تو لوگ اسے لے اڑتے ہیں وغیرہ وغیرہ' اور یہ بھی آیا ہے کہ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے آپ کو حدیث بیان کرنے کی اجازت دے دی تھی' اور مسدد نے بیان کیا ہے کہ خالد الطحان نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن عبداللہ نے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہؓ ہم سے بیان کیا کہ حضرت عمرؓ کے پاس

میری بات پہنچی تو آپ نے میری طرف پیغام بھیجا اور فرمایا جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فلاں شخص کے گھر میں تھے تو تم بھی ہمارے ساتھ تھے؟ میں نے کہا' ہاں' اور مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ آپ اس کے متعلق مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا میں نے آپ سے کیوں پوچھا ہے؟ میں نے کہا اس روز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: جو شخص عمداً مجھ پر جھوٹ بولے گا وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لے گا۔ آپؓ نے فرمایا جاؤ اور جا کر حدیث بیان کرو۔

اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالواحد یعنی ابن زیاد نے ہم سے بیان کیا کہ عاصم بن کلیب نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابو ہریرہؓ کو بیان کرتے سنا آپ اپنی حدیث کی ابتدا اس قول سے کرتے تھے کہ صادق مصدوق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص ارادتاً مجھ پر جھوٹ بولے گا وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لے اور اس قسم کی حدیث ایک اور طریق سے بھی آپ سے روایت کی گئی ہے' اور ابن وہب نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن ایوب نے بحوالہ محمد بن عجلان مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کیا کرتے تھے کہ میں احادیث بیان کرتا ہوں اگر میں انہیں حضرت عمرؓ کے زمانے میں یا حضرت عمرؓ کے پاس بیان کرتا تو میرا سر پھوڑ دیا جاتا' اور صالح بن ابی الاخضر نے زہری سے بحوالہ ابوسلمہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے''۔ کہنے کی سکت نہیں رکھتے تھے حتیٰ کہ حضرت عمرؓ فوت ہو گئے۔ اور محمد بن یحییٰ ذہلی نے بیان کیا ہے کہ عبدالرزاق نے معمر سے بحوالہ زہری ہم سے بیان کیا کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سے کم روایت کرو' سوائے ان احادیث کے جن پر عمل کیا جاتا ہے' راوی بیان کرتا ہے پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کیا میں تم سے یہ احادیث بیان کروں اور حضرت عمرؓ زندہ ہوں؟ خدا کی قسم اگر میں ایسا کرتا تو مجھے یقین ہے کوڑا میری پشت پر پڑتا۔ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے قرآن سے اشغال کرو بلاشبہ یہ کلام الٰہی ہے اسی لیے جب آپ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو عراق کی طرف بھیجا تو آپ سے فرمایا' آپ ایسے لوگوں کے پاس جا رہے ہیں جن کی مساجد میں قرآن کی گونج شہد کی مکھیوں کی گونج کی طرح ہوتی ہے پس وہ جس حالت میں ہیں انہیں ان کی حالت پر چھوڑ دینا اور انہیں احادیث میں مشغول نہ کرنا اور میں اس میں آپ کا شریک ہوں' یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک نیکی ہے۔

اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ ہیثم نے عن یعلیٰ بن عطاء عن الولید بن عبدالرحمٰن عن ابن عمرؓ ہم سے بیان کیا کہ آپ حضرت ابو ہریرہؓ کے پاس سے گزرے تو وہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کر رہے تھے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص جنازہ کے پیچھے چلا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی اسے ایک قیراط ملے گا اور اگر وہ اس کے دفن پر موجود رہے گا تو اسے دو قیراط ملیں گے۔ اور قیراط' احد پہاڑ سے بڑا ہوتا ہے حضرت ابن عمرؓ نے آپ سے کہا اباھر' جو کچھ رسول اللہ ﷺ سے بیان کر رہے ہو اس پر غور کر لو' تو حضرت ابو ہریرہؓ آپ کے پاس آ گئے۔ اور آپ کے ساتھ حضرت عائشہؓ کے پاس گئے اور آپ سے کہنے لگے۔ یا ام المومنین میں آپ سے خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے سنا ہے کہ جو شخص جنازہ کے پیچھے چلا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی اسے ایک قیراط ملے گا اور اگر وہ اس کے دفن پر موجود رہے گا تو اسے دو قیراط ملیں گے۔ آپ نے فرمایا بے شک' تو حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا مجھے وادی میں پودے لگانا اور بازار میں سودے بازی کرنا رسول اللہ ﷺ سے غافل نہیں کرتا تھا اور میں رسول اللہ ﷺ سے

وہ بات طلب کرتا تھا جو آپ مجھے سکھاتے تھے یا وہ لقمہ طلب کرتا تھا جو آپ مجھے کھلاتے تھے حضرت ابن عمرؓ نے آپ سے کہا اسے ابا ھر! آپ ہم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہتے تھے اور آپ کی حدیث کو ہم سے زیادہ جانتے تھے اور واقدی نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن نافع نے اپنے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ میں حضرت ابو ہریرہؓ کے جنازہ میں حضرت ابن عمرؓ کے ساتھ تھا اور آپ جنازہ کے آگے چل رہے تھے اور آپ کے لیے بکثرت رحم کی دعا کر رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ آپ ان لوگوں میں سے تھے جو مسلمانوں کے لیے رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو محفوظ رکھتے تھے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے حضرت ابو ہریرہؓ کی بہت سی احادیث کی تفسیر کی ہے اور بعض میں آپ کو وہم ہوا ہے اور صحیح میں ہے کہ حضرت عائشہؓ نے ایک ہی ساعت میں بکثرت احادیث بیان کرنے پر آپ کو ملامت کی ہے اور ابوالقاسم بغوی نے بیان کیا ہے کہ بشر بن الولید الکندی نے ہم سے بیان کیا کہ اسحٰق بن سعد نے بحوالہ سعید ہم سے بیان کیا کہ حضرت عائشہؓ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے فرمایا اے ابو ہریرہؓ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے بکثرت احادیث بیان کی ہیں انہوں نے کہا خدا کی قسم مجھے سرمے دانی اور خضاب اس سے غافل نہیں کرتے لیکن میں نے دیکھا کہ میری حدیث نے آپ کو بکثرت احادیث بیان کرنے سے روک دیا ہے' آپ نے فرمایا شاید ایسا ہی ہو' اور ابو یعلیٰ نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم شامی نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے ثابت سے بحوالہ ابو رافع ہم سے بیان کیا کہ قریش کا ایک شخص اپنے لباس میں ناز و ادا کے ساتھ چلتا ہوا حضرت ابو ہریرہؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ رسول اللہ ﷺ سے بکثرت احادیث بیان کرتے ہیں' کیا آپ نے میرے اس لباس کے بارے میں بھی رسول اللہ ﷺ کو کچھ بیان کرتے سنا ہے؟ آپ نے فرمایا بلاشبہ تم ہمیں اذیت دیتے ہو اور اگر اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب سے ﴿لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ﴾ مواخذہ نہ کیا ہوتا تو میں تم سے کوئی بات بیان نہ کرتا' میں نے حضرت ابوالقاسم کو بیان کرتے سنا ہے کہ تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص اپنے لباس میں ناز و ادا سے چل رہا تھا کہ اچانک اللہ نے اس کو زمین میں دھنسا دیا اور وہ اس میں دھنستا چلا جائے گا حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ اور قسم بخدا مجھے معلوم نہیں کہ وہ تیری قوم کا آدمی تھا یا تیرے قبیلے سے تھا۔ ابو یعلیٰ کو شک ہوا ہے۔ اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ محمد بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ کثیر بن زید نے بحوالہ ولید بن رباح مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابو ہریرہؓ کو مروان سے کہتے سنا کہ خدا کی قسم تو والی نہیں ہے اور بلاشبہ والی کوئی اور ہے اسے چھوڑ دے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب وہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دفن کرنا چاہتے تھے۔ بلکہ تو ایسی بات میں دخل اندازی کر رہا ہے جس سے تیرا کوئی واسطہ نہیں اور تیرا مقصد اس سے اس شخص کو راضی کرنا ہے جو تجھ سے غائب ہے۔ یعنی حضرت معاویہؓ کو روای بیان کرتا ہے مروان غصے ہو کر آپ کی طرف آیا اور کہنے لگا اے ابو ہریرہؓ لوگوں نے کہا ہے کہ تو نے رسول اللہ ﷺ کے متعلق بہت احادیث بیان کی ہیں حالانکہ تو رسول اللہ ﷺ سے تھوڑا عرصہ قبل آیا تھا' حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا' ہاں' میں آیا تو رسول اللہ ﷺ ۷ھ میں خیبر میں تھے اور میری عمر اس وقت تیس سال سے زیادہ تھی اور میں آپ کے ساتھ رہا حتیٰ کہ آپ فوت ہو گئے اور میں آپ کے ساتھ آپ کی بیویوں کے گھروں میں گھومتا تھا اور آپ کی خدمت کرتا تھا اور خدا کی قسم میں اس وقت غریب تھا اور میں آپ کے پیچھے نماز پڑھتا تھا اور حج کرتا تھا اور آپؐ کے ساتھ مل کر جنگیں کرتا تھا اور خدا کی قسم میں لوگوں سے آپ کی حدیث کو زیادہ جانتا ہوں اور خدا کی قسم قریش اور انصار کے کچھ لوگ آپ کی صحبت

اور آپ کی طرف ہجرت کرنے میں مجھ سے سبقت کر گئے تھے اور وہ میرے آپؐ کے ساتھ رہنے کو جانتے تھے اور وہ مجھ سے آپ کی حدیث کے بارے میں دریافت کرتے تھے ان میں سے حضرت عمر' حضرت عثمان' حضرت علی' حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم بھی تھے' خدا کی قسم مدینہ کی کوئی حدیث اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرنے والا کوئی شخص اور جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں کوئی مقام حاصل تھا اور آپ کا ہر ساتھی مجھ سے پوشیدہ نہیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے یار غار تھے وغیرہ وغیرہ' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے ساتھ رکھنے سے انکار کرتے ہوئے اسے باہر نکال دیا۔ آپ نے یہ بات ابومروان الحکم بن العاص پر تعریض کرتے ہوئے کہی۔ پھر حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا ابوعبدالملک اور اس کے اشباہ نے اس کے متعلق مجھ سے دریافت کیا بلاشبہ وہ میرے پاس اس کے متعلق بہت علم اور باتیں پاتے تھے' راوی بیان کرتا ہے خدا کی قسم اس کے بعد مروان ہمیشہ حضرت ابوہریرہؓ سے اجتناب کرتا رہا اور باوجود قدرت رکھنے کے آپ سے باز رہا اور آپ کے جواب سے خوف کھاتا رہا' اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے مروان سے کہا میں نے اپنی مرضی اور خوشی سے اسلام قبول کیا اور ہجرت کی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شدید محبت کی ہے اور تم گھر والے اور دعوت کی جگہ والے تھے' تم نے داعی کو اس کے علاقے سے نکال دیا اور تم نے آپ کو اور آپ کے اصحاب کو اذیت دی اور تمہارا اسلام میرے اسلام سے تمہارے ناپسندیدہ وقت تک متاخر ہے' پس مروان کو آپ سے گفتگو کرنے پر شرمندگی ہوئی اور اس نے آپ سے اجتناب اختیار کیا۔

اور ابن ابی خیثمہ نے بیان کیا ہے کہ ہارون بن معروف نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن سلمہ نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن اسحٰق نے عمر یا عثمان بن عروہ سے اس کے باپ عروہ بن زبیر بن العوام کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ ابوزبیر نے مجھے کہا کہ مجھے اس یمانی کے نزدیک کرو۔ یعنی ابوہریرہؓ کے بلاشبہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بکثرت احادیث بیان کرتا ہے' راوی بیان کرتا ہے میں نے انہیں آپ کے نزدیک کر دیا تو حضرت ابوہریرہؓ بیان کرنے لگے اور حضرت زبیرؓ کہنے لگے' اس نے سچ کہا ہے' جھوٹ کہا ہے' سچ کہا ہے' جھوٹ کہا ہے' راوی بیان کرتا ہے میں نے پوچھا اے میرے باپ آپ کا یہ قول' اس نے سچ کہا ہے' اس نے جھوٹ کہا ہے' کیا ہے؟ اس نے کہا اے میرے بیٹے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے احادیث سننے میں شک نہیں کرتا لیکن ان میں سے کچھ احادیث تو انہوں نے اپنے موقع کے مطابق بیان کی ہیں اور کچھ بے موقع بیان کی ہیں' اور علی بن المدینی نے عن وہب بن جریر عن ابیہ عن محمد بن اسحٰق عن محمد بن ابراہیم عن ابی الیسر بن ابی عامر بیان کیا ہے کہ میں حضرت طلحہ بن عبیداللہ کے پاس تھا کہ اچانک ایک شخص نے آ کر کہا اے ابومحمد خدا کی قسم ہم نہیں جانتے کہ یہ یمانی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تم سے زیادہ جانتا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق وہ باتیں بیان کرتا ہے جو اس نے نہیں سنیں یا آپ نے وہ بیان نہیں کیں؟ حضرت طلحہؓ نے کہا خدا کی قسم ہمیں اس میں کچھ شک نہیں کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ باتیں سنی ہیں جو ہم نے نہیں سنیں اور اسے وہ باتیں معلوم ہیں جو ہمیں معلوم نہیں' ہم مال دار لوگ تھے اور گھروں اور اہل والے تھے اور ہم دن کے دونوں حصوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تھے پھر واپس چلے جاتے تھے اور یہ ایک مسکین شخص تھا جو اہل و مال کے بغیر تھا اور اس کا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور آپ جہاں چکر لگاتے تھے یہ بھی آپ کے ساتھ چکر لگاتا تھا پس ہم شک نہیں کرتے کہ اسے وہ کچھ معلوم ہے جو ہمیں معلوم نہیں اور اس نے وہ کچھ سنا ہے جو ہم نے نہیں سنا اور ترمذی نے بھی اسے اسی

طرح روایت کیا ہے اور شعبہ نے اشعث بن سلیم سے اس کے باپ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ میں نے ابوایوب کو حضرت ابو ہریرہؓ سے بیان کرتے سنا کہ انہیں کہا گیا کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں اور حضرت ابو ہریرہؓ سے بیان کرتے ہیں' انہوں نے کہا بلاشبہ حضرت ابو ہریرہؓ نے وہ باتیں سنی ہیں جو ہم نے نہیں سنیں اور مجھے ان سے وہ بات روایت کرنا جو میں نے نہیں سنی' رسول اللہ ﷺ کی نسبت ان سے روایت کرنا زیادہ پسند ہے۔ اور مسلم بن حجاج نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی نے ہم سے بیان کیا کہ مروان دمشقی نے بحوالہ لیث بن سعد ہم سے بیان کیا کہ بکیر بن الاشج نے مجھ سے بیان کیا کہ بشر بن سعید نے ہمیں کہا کہ خدا سے ڈرو اور حدیث کو یاد کرو' خدا کی قسم ہم نے آپ کو حضرت ابو ہریرہؓ کی ہم نشینی کرتے دیکھا ہے اور وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں اور ہم سے کعب الاحبار سے بیان کرتے ہیں پھر کھڑے ہو جاتے ہیں اور ہمارے ساتھ جو لوگ تھے ان میں سے بعض نے سنایا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو حضرت کعبؓ سے اور حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت کعبؓ کے قول کو رسول اللہ ﷺ کے قول کو حضرت کعبؓ سے بیان کر دیتے ہیں پس اللہ سے ڈرو اور حدیث کے بارے میں ہوشیار رہو۔

اور یزید بن ہارون نے بیان کیا ہے کہ میں نے شعبہ کو بیان کرتے سنا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ تدلیس کرتے تھے۔ یعنی جو بات آپ نے حضرت کعبؓ سے اور رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوتی اسے روایت کرتے اور اس میں ایک دوسری سے امتیاز نہ کرتے۔ اسے ابن عساکر نے بیان کیا ہے۔ اور شعبہ اس سے آپ کی اس حدیث کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ جس نے جنبی ہونے کی حالت میں صبح کی اس کا کوئی روزہ نہیں۔ اور جب اس کی تحقیق کی گئی تو آپ نے کہا مجھے کسی خبر دینے والے نے خبر دی ہے اور میں نے اسے رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنا' اور شریک نے مغیرہ سے بحوالہ ابراہیم بیان کیا ہے کہ ہمارے اصحاب' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو چھوڑ دیتے تھے اور اعمش نے بحوالہ ابراہیم بیان کیا ہے کہ وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہر حدیث کو نہیں لیتے تھے اور ثوری نے منصور سے بحوالہ ابراہیم بیان کیا ہے کہ وہ حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث میں کچھ دیکھتے تھے اور آپ کی ہر حدیث کو نہیں لیتے تھے' سوائے اس حدیث کے جس میں جنت و دوزخ کا حال بیان ہوتا یا عمل صالح کی ترغیب ہوتی یا قرآن کو چھپانے کی مناہی ہوتی اور ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بچاؤ کیا ہے اور ابراہیم نخعی کے اس قول کی تردید کی ہے اور جو بات ابراہیم نے کہی ہے وہی بات کوفیوں کے ایک گروہ نے بھی کہی ہے مگر جمہور ان کے خلاف ہیں۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو صدق' حفظ' دیانت' عبادت' زہادت اور عمل صالح میں بڑا مقام حاصل تھا' حماد بن زید نے عباس الجریری سے بحوالہ ابوعثمان النہدی بیان کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ تہائی شب قیام کرتے تھے اور ان کی بیوی تہائی شب قیام کرتی تھی اور ان کی بیٹی تہائی شب قیام کرتی تھی' آپ کھڑے ہوتے پھر اسے جگا دیتے اور صحیحین میں آپ سے روایت ہے کہ میرے خلیل نے مجھے ہر ماہ تین دن کے روزے رکھنے اور چاشت کی دو رکعت نماز پڑھنے اور سونے سے پہلے وتر پڑھنے کی وصیت کی ہے' اور ابن جریج نے اس سے جس نے آپ سے روایت کی ہے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ میں رات کے تین حصے کرتا ہوں ایک حصہ قرآن کریم کے لیے ہے ایک میں میں سوتا ہوں اور ایک میں میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو یاد کرتا ہوں۔

اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ مسلم بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ اسحٰق بن عثمان قرشی نے ہم سے بیان کیا کہ ابوایوب نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مسجد ان کی کوٹھڑی میں تھی اور ایک مسجد ان کے گھر میں تھی اور ایک مسجد ان کے حجرہ میں تھی اور ایک مسجد ان کے گھر کے دروازے پر تھی اور جب آپ باہر نکلتے تو اس میں سب نمازیں پڑھتے اور عکرمہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ ہر شب کو بارہ ہزار تسبیح کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں اپنی دیت کے برابر تسبیح کرتا ہوں اور ہیثم نے یعلیٰ بن عطاء سے بحوالہ میمون بن ابی میسرہ بیان کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ ہر روز دو دفعہ آواز دیا کرتے تھے' دن کے پہلے حصے کی آواز میں فرماتے' رات گزر چکی ہے اور دن آ گیا ہے اور آل فرعون کو دوزخ پر پیش کیا گیا ہے اور جب شام ہوتی تو فرماتے' دن گزر چکا ہے اور رات آ گئی ہے اور آل فرعون کو آگ پر پیش کیا گیا ہے اور جب شام ہوتی تو فرماتے' دن گزر چکا ہے اور رات آ گئی ہے اور آل فرعون کو آگ پر پیش کیا گیا ہے اور جو شخص آپ کی آواز سنتا دوزخ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا اور حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے فرمایا ہے کہ موسیٰ بن عبیدہ نے زیاد بن ثوبان سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہؓ ہم سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا کہ فاجر کی آسودگی پر رشک نہ کرنا بلاشبہ اس کے پیچھے ایک تیز متلاشی لگا ہوا ہے' وہ جہنم ہے جب کبھی وہ بجھ جاتی ہے ہم ان کی آگ کی لپٹ میں اضافہ کر دیتے ہیں اور ابن لہیعہ نے ابو یونس سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کیا ہے کہ آپ نے ایک روز لوگوں کو نماز پڑھائی اور جب سلام پھیرا تو اپنی آواز کو بلند کر دیا اور فرمایا اس خدا کا شکر ہے جس نے دین کو مایہ انتظام بنایا ہے اور ابو ہریرہؓ کو امام بنایا ہے حالانکہ اس سے قبل وہ اپنا پیٹ بھرنے اور اپنا پاؤں اٹھانے کے لیے ذخیرہ غزوان کا مزدور تھا' اور ابراہیم بن اسحٰق الحربی نے بیان کیا ہے کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ سلیم بن حیان نے ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے اپنے باپ کو بحوالہ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے سنا کہ انہوں نے کہا کہ میں نے یتیمی کی حالت میں پرورش پائی اور مسکینی کی حالت میں ہجرت کی اور میں اپنے پیٹ کے کھانے اور پاؤں کے چلانے کے لیے ذخیرہ غزوان کا مزدور تھا' جب وہ سوار ہوتے تو میں ان کے اونٹوں کو ہانکتا اور جب اترتے تو ایندھن اکٹھا کرتا پس اس خدا کی شکر ہے جس نے دین کو مایہ انتظام اور ابو ہریرہؓ کو امام بنایا ہے پھر فرماتے اے اہل اسلام قسم بخدا میری مزدوری ان کے ساتھ صرف ایک خشک ٹکڑا تھی اور تاریک غبار آلود رات میں سفر کرنا' پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کے ساتھ ملا دیا پس جب وہ سوار ہوتے تو میں بھی سوار ہوتا اور جب وہ خدمت کرتے تو میں بھی خدمت کرتا اور جب وہ اترتے تو میں بھی اتر پڑتا' اور ابراہیم بن یعقوب جوجانی نے بیان کیا ہے کہ حجاج بن نصر نے ہم سے بیان کیا کہ ہلال ابن عبدالرحمٰن حنفی نے عطاء بن ابی میمونہ سے بحوالہ ابوسلمہ ہم سے بیان کیا کہ ہلال ابن عبدالرحمٰن حنفی نے عطاء بن ابی میمونہ سے بحوالہ ابوسلمہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ علم کا ایک باب جسے ہم سیکھتے ہیں وہ ہمیں ایک ہزار نفل رکعات سے زیادہ محبوب ہے اور ایک باب کو ہم سکھاتے ہیں جس پر ہم نے عمل کیا ہے یا عمل نہیں کیا وہ ہمیں ایک سو نفل رکعت سے زیادہ محبوب ہے اور ایک باب کو ہم سکھاتے ہیں جس پر ہم نے عمل کیا ہے یا عمل نہیں کیا وہ ہمیں ایک سو نفل رکعت سے زیادہ محبوب ہے اور دونوں حضرات نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جب طالب علم کو موت آئے اور وہ اسی حالت میں مر جائے تو وہ شہید ہے' یہ حدیث اسی طریق سے غریب ہے اور کئی لوگوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ آپ اپنے سجود میں زنا کرنے' چوری کرنے یا کفر کرنے اور کبیرہ گناہ کرنے

سے پناہ مانگا کرتے تھے' آپ سے دریافت کیا گیا' کیا آپ کو ان باتوں کا خدشہ ہے؟ آپ نے فرمایا' مجھے کون ان باتوں سے اطمینان دلا سکتا ہے جب کہ ابلیس زندہ ہے اور دلوں کا پھیرنے والا انہیں جیسے چاہے پھیر سکتا ہے؟ اور آپ کی بیٹی نے آپ سے کہا اے میرے باپ لڑکیاں مجھے ملامت کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ تیرا باپ تجھے سونے کے زیورات بنوا کر کیوں نہیں دیتا؟ آپ نے فرمایا اے بیٹی ان سے کہنا' میرا باپ شعلے کی گرمی سے ڈرتا ہے' اور حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا میں حضرت عمر بن الخطابؓ کے پاس آیا اور آپ کے لیے ٹھہر گیا اور آپ نماز کے بعد تسبیح کر رہے تھے' میں نے آپ کا انتظار کیا اور جب آپ واپس ہوئے تو میں نے آپ کے نزدیک ہو کر کہا مجھے کتاب اللہ کی کچھ آیات پڑھا دیں اور میرا مقصد صرف کھانا تھا' آپ نے سورہ آل عمران کی کچھ آیات مجھے پڑھا دیں اور جب آپ اپنے اہل کے پاس آئے تو اندر داخل ہو گئے۔ اور مجھے دروازے پر چھوڑ گئے' میں نے کہا آپ اپنے کپڑے اتار کر میرے لیے کھانے کا حکم دیں گے مگر میں نے کوئی چیز نہ دیکھی اور جب دیر ہو گئی تو میں اٹھ کر چل پڑا تو رسول اللہ ﷺ مجھے مل گئے اور آپ نے مجھ سے گفتگو کی اور فرمایا اے ابوہریرہؓ آج شب تیرے منہ کی بو بہت متغیر ہے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ بے شک ایسا ہی ہے' میں دن بھر روزہ دار رہا ہوں اور ابھی میں نے افطاری نہیں کی اور میرے پاس افطاری کے لیے کوئی چیز موجود نہیں' راوی بیان کرتا ہے آپ چل پڑے اور میں بھی آپ کے ساتھ چل پڑا حتیٰ کہ آپ اپنے گھر آ گئے اور آپ نے اپنی ایک سیاہ فام لونڈی کو بلایا اور فرمایا یہ پیالہ ہمیں دو' وہ پیالہ ہمارے پاس لائی تو اس میں کھانے کی چکناہٹ تھی میں نے اسے جو خیال کیا جو کھائے جا چکے تھے اور پیالے کی اطراف میں ان کا تھوڑا سا حصہ لگا ہوا تھا پس میں نے بسم اللہ پڑھی اور ان کو تلاش کرنے لگا اور کھا کر سیر ہو گیا۔ اور طبرانی نے بیان کیا ہے کہ اسحٰق بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے عن معمر عن ایوب عن محمد بن سیرین ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابوہریرہؓ نے اپنی بیٹی سے فرمایا' سونا نہ پہننا مجھے تمہارے بارے میں شعلے کی گرمی کا خوف ہے اور یہ حدیث حضرت ابوہریرہؓ سے کئی طرق سے مروی ہے اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ حجاج نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے عن سماک بن حرب عن ابی الربیع عن ابی ہریرہؓ ہم سے بیان کیا کہ یہ کوڑا کرکٹ تمہاری دنیا اور آخرت کو تباہ کرنے والا ہے۔ یعنی شہوات اور جو کچھ وہ کماتے ہیں۔ اور طبرانی نے ابن سیرین سے بحوالہ حضرت ابوہریرہؓ روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ بن الخطاب نے آپ کو گورنر بنانے کے لیے بلایا تو آپ نے ان کا گورنر بننے سے انکار کر دیا' حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا آپ گورنری کو پسند کرتے ہیں حالانکہ اس نے بھی گورنری کی ہے جو آپ سے بہتر تھا؟ یا فرمایا کہ اس نے بھی گورنری کا مطالبہ کیا ہے جو آپ سے بہتر تھا؟ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا' کس نے؟ آپ نے فرمایا یوسف علیہ السلام نے' حضرت ابوہریرہؓ نے کہا یوسفؑ نبی ہیں اور نبی کے بیٹے ہیں اور میں ابوہریرہؓ بن امیمہ ہوں' میں دو تین باتوں سے ڈرتا ہوں' حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا آپ نے پانچ باتیں نہیں کہی تھیں؟ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا' میں علم کے بغیر بات کرنے اور حلم کے بغیر فیصلہ کرنے سے ڈرتا ہوں اور یہ کہ میری پشت پر مار پڑے اور میرا مال چھن جائے اور میری عزت کو گالی گلوچ کیا جائے اور سعید بن ابی ہند نے بحوالہ حضرت ابوہریرہؓ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ سے فرمایا' کیا آپ مجھ سے ان غنائم کے متعلق سوال نہیں کریں گے جن کے متعلق آپ کے اصحاب نے سوال کیا ہے؟ میں نے کہا' میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے جو کچھ سکھایا ہے اس سے مجھے بھی کچھ سکھا دیں' راوی بیان کرتا ہے آپ نے میری پشت سے چادر کھینچ کر اسے

میرے اور اپنے درمیان پھیلا دیا گویا کہ میں اس پر جوؤں کو رینگتے دیکھ رہا ہوں' پس آپ نے مجھ سے بیان کیا حتیٰ کہ آپ نے اپنی بات کو مکمل کر لیا اور فرمایا اسے اکٹھی کر کے اس کی تھیلی بنالو' پس میری یہ حالت ہوگئی کہ آپ نے جو بات مجھ سے بیان کی اس کا ایک حرف بھی مجھ سے ساقط نہ ہوا اور ابوعثمان النہدی نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے پوچھا آپ روزہ کیسے رکھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا میں مہینے کے آغاز میں تین روز روزہ رکھتا ہوں' پس اگر میرے ساتھ کوئی واقعہ ہو جائے تو مجھے ایک ماہ کا اجر ملے گا' اور حماد بن سلمہ نے ثابت سے بحوالہ ابوعثمان النہدی بیان کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ ایک سفر میں تھے اور آپ کے ساتھ کچھ لوگ بھی تھے اور جب وہ اترے تو انہوں نے توشہ دان رکھ دیا اور آپ کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ ان کے ساتھ کھانا کھائیں' آپ نے فرمایا میں روزے سے ہوں اور جب وہ کھانے سے فارغ ہونے ہی والے تھے تو آپ نے آ کر کھانا شروع کر دیا' اور لوگ اپنے اس ایلچی کی طرف دیکھنے لگے جسے انہوں نے آپ کی طرف بھیجا تھا' اس نے ان سے کہا میں تمہیں اپنی طرف دیکھتے دیکھ رہا ہوں قسم بخدا آپ نے مجھے بتایا تھا کہ میں روزے سے ہوں' حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا اس نے درست کہا ہے' میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے سنا ہے۔ ایک ماہ کے روزے' صبر کے روزے ہیں اور ہر ماہ تین دن کا روزہ رکھنا ہمیشہ کا روزہ رکھنا ہے' میں نے مہینے کے آغاز میں تین دن کا روزہ رکھ لیا ہے پس میں اللہ کی تخفیف کی خاطر افطار کرنے والا ہوں اور اللہ کی تضعیف کی خاطر روزہ رکھنے والا ہوں' اور امام احمدؒ نے روایت کی ہے کہ عبدالملک بن عمرو نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل نے ابوالمتوکل سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہؓ ہم سے بیان کیا کہ جب آپ اور آپ کے اصحاب روزہ رکھتے تو مسجد میں بیٹھ جاتے اور کہتے ہم اپنے روزوں کو پاک کر رہے ہیں اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ ابوعبیدہ حداد نے ہم سے بیان کیا کہ عثمان الشمام ابوسلمہ نے ہم سے بیان کیا کہ فرقد السبخی نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہؓ بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے کہتے' میری ہلاکت میرے پیٹ کی وجہ سے ہے اگر میں اسے سیر کروں تو وہ مجھے برانگیختہ کر دیتا ہے اور اگر اسے بھوکا رکھوں تو وہ مجھے کمزور کر دیتا ہے' اور امام احمدؒ نے بحوالہ عکرمہ روایت کی ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ میں ہر روز اللہ تعالیٰ کے حضور بارہ ہزار دفعہ توبہ واستغفار کرتا ہوں اور یہ میری دیت کے برابر ہے' اور عبداللہ بن احمد نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ آپ کے پاس ایک دھاگا تھا جس میں بارہ ہزار گرہیں تھیں آپ سونے سے قبل اس کے ساتھ تسبیح کرتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک ہزار گرہ تھی اور آپ اس کے ساتھ تسبیح کیے بغیر سوتے نہ تھے اور یہ پہلی روایت سے زیادہ صحیح ہے اور جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ رو پڑے' آپ سے دریافت کیا گیا آپ کیوں روتے ہیں؟ آپ نے فرمایا میں تمہاری اس دنیا میں نہیں روتا بلکہ میں اپنے سفر کی دوری اور اپنے زاد کی کمی پر روتا ہوں اور میں جنت اور دوزخ کی ترائی' چڑھائی میں ہوں مجھے معلوم نہیں کہ مجھے ان دونوں میں سے کس کی طرف پکڑ کر لے جایا جائے گا۔ اور قتیبہ بن سعید نے روایت کی ہے کہ الفرح بن فضالہ نے ابوسعید سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہؓ ہم سے بیان کیا کہ جب تم اپنی مساجد کو نقش و نگار کرو گے اور اپنے مصاحف کو آراستہ کرو گے تو تم پر ہلاکت آئے گی۔ اور طبرانی نے معمر سے روایت کی ہے کہ مجھے حضرت ابو ہریرہؓ کے متعلق اطلاع ملی ہے کہ جب آپ کے پاس سے جنازہ گزرتا تو آپ فرماتے' وہ شام کو چلے گئے ہیں اور ہم صبح کو جانے والے ہیں یا فرماتے کہ وہ صبح کو چلے گئے ہیں اور ہم شام کو جانے والے ہیں' یہ ایک مؤثر نصیحت اور فوری بندھن ہے' پہلا چلا جائے گا اور دوسرا باقی رہے گا' اسے کوئی

عقل نہیں ہے' اور حافظ ابوبکر بن مالک نے بیان کیا کہ عبدالمومن بن عبداللہ السدوسی نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے ابویزید المدینی کو بیان کرتے سنا کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے رسول اللہ ﷺ کے منبر پر رسول اللہ ﷺ کے مقام سے نیچے کھڑے ہو کر عقبہ میں فرمایا' عربوں کے لیے اس شر میں ہلاکت ہے جو نزدیک آ گیا ہے اور بچوں کی امارت میں ان کے لیے ہلاکت ہے وہ ان کے بارے میں خواہش سے فیصلے کرتے ہیں اور غصے سے قتل کرتے ہیں۔

اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ علی بن ثابت نے عن اسامہ بن زید عن ابی زیاد حضرت ابن عباسؓ کے غلام عن ابی ہریرہ ہم سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا میرے لیے پندرہ پھل تھے' پانچ سے میں نے افطاری کی اور پانچ سے سحری کھائی اور پانچ کو میں نے اپنے ناشتہ کے لیے باقی رکھا ہے' اور احمد نے بیان کیا ہے کہ عبدالملک بن عمرو نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل یعنی العبدی نے بحوالہ ابوالمتوکل ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہؓ کے پاس ایک حبشی عورت تھی جس نے اپنے کام سے انہیں غمگین کر دیا' ایک روز آپ نے اس پر کوڑا اٹھایا' پھر فرمایا اگر قیامت کے روز قصاص نہ ہوتا تو میں تجھے اس سے مارتا' لیکن میں عنقریب تجھے اس کے پاس فروخت کر دوں گا جو مجھے تیری پوری قیمت دے گا' جا تو خدا کی خوشنودی کی خاطر آزاد ہے اور حماد بن سلمہ نے عن ایوب عن یحییٰ بن ابی کثیر عن ابی سلمہ روایت کی ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ بیمار ہو گئے تو میں آپ کی عیادت کے لیے آپ کے پاس گیا اور میں نے کہا اے اللہ حضرت ابو ہریرہؓ کو شفا دے' آپ نے فرمایا دوبارہ یہ بات نہ کہنا پھر کہنے لگے اے ابوسلمہ قریب ہے کہ لوگوں پر وہ زمانہ آئے کہ ان میں سے ایک کو موت' سرخ سونے سے بھی زیادہ محبوب ہو گی' اور عطاء نے بحوالہ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب تم چھ باتوں کو دیکھو تو اگر تم میں سے کسی کی جان اس کے ہاتھ میں ہو تو وہ اسے چھوڑ دے' اسی لیے میں اس خوف سے کہ وہ مجھے آ نہ لے موت کی تمنا کرتا ہوں وہ چھ باتیں یہ ہیں' جب بیوقوفوں کو امیر بنایا جائے گا اور فیصلے کو فروخت کیا جائے گا اور خون کو معمولی سمجھا جائے گا اور رشتوں کو قطع کیا جائے گا اور پولیس کے سپاہی زیادہ ہو جائیں گے اور ایسی پود پروان چڑھے گی جو قرآن کو گیت بنا لے گی' اور ابن وہب نے بیان کیا ہے کہ عمرو بن الحارث بحوالہ یزید بن زیاد القرظی ہم سے بیان کیا کہ ثعلبہ بن ابی مالک القرظی نے اس سے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہؓ لکڑیوں کے دو گٹھے اٹھائے ہوئے بازار میں آئے۔ اور ان دنوں وہ مروان بن الحکم کی طرف سے امیر تھے۔ اور فرمایا اے ابن ابی مالک امیر کے لیے یہ وسیع ترین راستہ ہے' میں نے کہا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے یہ کافی ہے' آپ نے فرمایا امیر کے لیے وسیع ترین راستہ یہ ہے کہ اس کے سر پر گٹھا ہو۔

آپ کے فضائل ومناقب اور مواعظ اور خوبصورت گفتگوئیں بہت ہیں' جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں آپ نے خیبر کے سال اسلام قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے اور اس وقت کے سوا' جب آپؐ نے حضرت العلاء بن الحضرمیؓ کے ساتھ آپ کو بحرین کی طرف بھیجا آپ سے الگ نہیں ہوئے اور آپؐ نے انہیں وصیت کی اور حضرت العلاءؓ نے آپ کو مؤذن مقرر کر دیا اور حضرت ابو ہریرہؓ نے انہیں کہا اے امیر آمین کہنے میں مجھ سے سبقت نہ کرنا اور حضرت عمر بن الخطابؓ نے بھی اپنے ایام امارت میں آپ کو بحرین کا گورنر مقرر کیا اور جملہ عمال کے ساتھ آپ کو حصہ دیا' عبدالرزاق نے بیان کیا ہے کہ معمر نے ایوب سے بحوالہ ابن سیرین بیان کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابو ہریرہؓ کو بحرین کا گورنر بنایا تو آپ دس ہزار درہم لائے تو حضرت عمرؓ نے آپ سے

فرمایا اے خدا تعالیٰ اور اس کی کتاب کے دشمن تو نے ان اموال کو ترجیح دی ہے؟ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا میں خدا تعالیٰ اور اس کی کتاب کا دشمن نہیں بلکہ ان دونوں کے دشمن کا دشمن ہوں' آپ نے پوچھا تو نے یہ مال کہاں سے حاصل کیا ہے؟ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا گھوڑوں نے بچے دیئے اور کچھ غلہ اور غلام میرے پاس تھے اور کچھ عطیات تھے جو مسلسل مجھے ملتے رہے' انہوں نے غور وفکر کیا تو آپ کو اپنے قول کے مطابق پایا۔ اور جب اس کے بعد حضرت عمرؓ نے آپ کو گورنر بنانے کے لیے بلایا تو آپ نے آپ کا گورنر بننے سے انکار کر دیا تو حضرت عمرؓ نے آپ سے فرمایا' آپ گورنری کو ناپسند کرتے ہیں حالانکہ اس نے اسے طلب کیا ہے جو آپ سے بہتر تھا؟ یوسف علیہ السلام نے اسے طلب کیا تھا' حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا بلاشبہ حضرت یوسفؑ نبی ابن نبی ابن نبی ابن نبی ہیں اور میں ابو ہریرہ بن امیمہ ہوں اور میں دو تین باتوں سے ڈرتا ہوں' حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا آپ نے پانچ باتیں نہیں کہی تھیں؟ آپ نے فرمایا میں بغیر علم کے بات کرنے اور بغیر حلم کے فیصلہ کرنے سے ڈرتا ہوں اور یہ کہ میری پشت پر مارا جائے اور مال چھین لیا جائے اور میری عزت کو گالی گلوچ کیا جائے' اور دوسرے مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے پہلی گورنری میں آپ کو بارہ ہزار تاوان ڈالا اس لیے آپ نے دوسری بار انکار کر دیا اور عبدالرزاق نے معمر سے بحوالہ محمد بن زیاد بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ حضرت ابو ہریرہؓ کو مدینہ کا گورنر بنا کر بھیجتے اور جب آپ سے ناراض ہو جاتے تو آپ کو معزول کر کے مروان بن الحکم کو گورنر بنا دیتے اور جب حضرت ابو ہریرہؓ مروان کے پاس آتے تو وہ آپ سے چھپ جاتا تو آپ مروان کو معزول کر کے حضرت ابو ہریرہؓ کو گورنر بنا دیتے' آپ نے اپنے غلام سے فرمایا' جو شخص بھی تیرے پاس آئے اسے واپس نہ کرنا اور مروان سے چھپ جاتا' پس جب مروان آیا تو غلام نے اس کے سینے پر ہاتھ مارا اور وہ بڑی کوشش کے بعد داخل ہوا اور جب وہ اندر آیا تو کہنے لگا غلام نے ہمیں آپ سے روکا ہے تو حضرت ابو ہریرہؓ نے اسے کہا بلاشبہ تو سب لوگوں سے بڑھ کر اس بات کا سزاوار ہے کہ تو اس سے ناراض نہ ہو اور مشہور یہ ہے کہ مروان وہ شخص ہے جو حضرت ابو ہریرہؓ کو مدینہ کا نائب امیر مقرر کیا کرتا تھا لیکن وہ یہ حضرت معاویہؓ کی اجازت سے کرتا تھا۔ واللہ اعلم

اور حماد بن سلمہ نے ثابت سے بحوالہ ابو رافع بیان کیا ہے کہ بسا اوقات مروان نے حضرت ابو ہریرہؓ کو مدینہ کا نائب مقرر کیا تو آپ گدھے پر سوار ہوتے اور کسی شخص سے ملتے تو فرماتے راستہ دو' امیر آ گیا ہے' اور آپ امیر ہونے کی حالت میں بچوں کے پاس سے گزرتے اور وہ رات کو دیہاتی عربوں کے کھیل' کھیل رہے ہوتے تو ان کو پتہ نہ چلتا اور آپ اپنے آپ کو ان کے درمیان گرا دیتے اور اپنے دونوں پاؤں سے مارتے گویا آپ مجنون ہیں اور اس سے آپ کا مقصد ان کو ہنسانا ہوتا تھا' پس بچے آپ سے ڈر جاتے اور آپ کو چھوڑ کر اِدھر اُدھر باہم ہنستے ہوئے بھاگ جاتے' ابو رافع نے بیان کیا ہے کہ کئی دفعہ حضرت ابو ہریرہؓ رات کو مجھے اپنے کھانے پر بلاتے اور فرماتے' عراق کو امیر کے لیے چھوڑ دے۔ یعنی گوشت قطع کرنے کے لیے راوی بیان کرتا ہے میں دیکھتا تو وہ تیل کا ثرید ہوتا' اور ابن وہب نے بیان کیا ہے کہ عمرو بن الحارث نے بحوالہ یزید بن زیاد القرظی مجھ سے بیان کیا کہ ثعلبہ بن ابی مالک نے اس سے بیان کیا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ لکڑیوں کا گٹھا اٹھائے ہوئے بازار میں آئے اور اس وقت آپ مروان کے جانشین تھے اور فرمایا اے ابن ابی مالک یہ امیر کے لیے وسیع ترین راستہ ہے' میں نے کہا اللہ آپ کا بھلا کرے اسے پھینک دیجیے آپ نے فرمایا امیر کے لیے وسیع ترین راستہ یہ ہے کہ اس کے سر پر گٹھا ہو اور یہ بات پہلے بیان ہو چکی ہے اور اس قسم کی بات کسی طریق سے

روایت ہوئی ہے اور مروان کے کاتب ابوالزعیزعۃ نے بیان کیا ہے کہ مروان نے ایک سو دینار حضرت ابو ہریرہؓ کے پاس بھیجا اور جب دوسرا دن ہوا تو اس نے آپ کی طرف پیغام بھیجا کہ مجھ سے غلطی ہوگئی ہے اور میں اسے سمجھ نہیں سکا۔ میرا مقصد آپ کے سوا کسی اور کو دینا تھا' حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا' میں انہیں دے چکا ہوں اور جب میری عطا نکل جائے تو انہیں اس سے لے لے' آپ نے انہیں صدقہ کر دیا تھا۔ اور مروان نے آپ کی آزمائش کرنی چاہی تھی' اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ عبدالاعلا بن عبدالجبار نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے بحوالہ یحییٰ بن سعید بن مسیب ہم سے بیان کہ حضرت معاویہؓ جب حضرت ابو ہریرہؓ کو دیتے تو آپ خاموش رہتے اور جب عطاء کو روک لیتے تو آپ باتیں کرتے اور کئی لوگوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ ایک نوجوان آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا اے ابو ہریرہؓ میں نے صبح کو روزہ رکھا اور اپنے باپ کے پاس گیا تو وہ میرے پاس روٹی اور گوشت لایا اور میں نے بھول کر کھا لیا' آپ نے فرمایا یہ کھانا اللہ نے تجھے کھلایا ہے کوئی حرج نہیں' اس نے کہا پھر میں اپنے اہل کے گھر میں آیا تو میرے پاس اونٹنی کا دودھ لایا گیا اور میں نے اسے بھول کر پی لیا آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں' اس نے کہا پھر میں سو گیا پھر بیدار ہوا تو میں نے پانی پی لیا اور ایک روایت میں ہے میں نے بھول کر جماع کر لیا۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا اے میرے بھتیجے تو نے روزے سے تجاوز نہیں کیا' اور کئی مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ جب جنازہ دیکھتے تو فرماتے وہ شام کو چلے گئے ہیں اور ہم صبح کو چلنے والے ہیں یا وہ صبح کو چلے گئے ہیں اور ہم شام کو چلنے والے ہیں' اور کئی مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ رو پڑے آپ سے دریافت کیا گیا آپ کیوں روتے ہیں؟ آپ نے فرمایا' زاد کی قلت اور بیابان کی شدت پر' اور میں ایک ترائی کی گھاٹی پر ہوں یا تو جنت کی طرف جاؤں گا یا دوزخ کی طرف جاؤں گا' مجھے معلوم نہیں' میں ان دونوں میں سے کس کی طرف جاؤں گا۔

اور مالک نے بحوالہ سعید بن ابی سعید المقبری ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جس مرض میں وفات پائی اس میں مروان آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا اے ابو ہریرہؓ اللہ تعالیٰ آپ کو شفا دے' حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا اے اللہ میں تیری ملاقات کو پسند کرتا ہوں تو میری ملاقات کو پسند فرما' راوی بیان کرتا ہے ابھی مروان کیاس والوں کے پاس نہیں پہنچا تھا کہ حضرت ابو ہریرہؓ وفات پا گئے اور یعقوب بن سفیان نے عن دحیم عن ولید بن جابر عن عمیر بن ہانی بیان کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا' مجھے ساٹھ سال کا نہ پائے' راوی بیان کرتا ہے آپ ساٹھویں سال میں یا اس سے ایک سال پہلے وفات پا گئے اور اسی طرح واقدی نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ۵۹ھ میں ۷۸ سال کی عمر میں وفات پائی ہے۔ واقدی نے بیان کیا ہے کہ آپ ہی نے رمضان میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور شوال ۵۹ھ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ پڑھائی ہے پھر ان دونوں کے بعد حضرت ابو ہریرہؓ نے اسی سال میں وفات پائی ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ حضرت ام سلمہؓ' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بعد زندہ رہی ہیں اور کئی مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ۵۹ھ میں وفات پائی ہے اور بعض ۵۸ھ اور ۵۷ھ بھی بیان کرتے ہیں اور مشہور یہ ہے کہ آپ نے ۵۹ھ میں وفات پائی ہے' مؤرخین کا بیان ہے کہ ولید بن عتبہ بن ابی سفیان نائب مدینہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور لوگوں میں حضرت ابن عمرؓ' حضرت ابو سعیدؓ اور بے شمار صحابہؓ اور دوسرے لوگ بھی موجود تھے اور یہ نماز عصر کے قریب کا واقعہ ہے اور آپ کی وفات آپ کے عقیق

والے گھر میں ہوئی' پس آپ کو مدینہ لایا گیا اور آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی' پھر آپ کو بقیع میں دفن کر دیا گیا۔

اور ولید بن عتبہ نے حضرت ابو ہریرہؓ کی وفات کے بارے میں حضرت معاویہؓ کو لکھا تو حضرت معاویہؓ نے انہیں لکھا: ان کے وارثوں کی دیکھ بھال کرو اور ان سے حسن سلوک کرو' اور ان کی طرف دس ہزار درہم بھیج دو' اور ان کے اچھے پڑوسی بنو اور ان سے نیکی کرو' بلاشبہ حضرت ابو ہریرہؓ' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مددگاروں میں شامل تھے اور آپ الدار میں حضرت عثمانؓ کے ساتھ تھے۔

۶۰ھ

اس سال میں مالک بن عبداللہ نے سوریہ شہر سے جنگ کی' واقدی کا بیان ہے کہ اس میں جنادہ بن امیہ جزیرہ روڈس میں داخل ہوا اور اسی میں حضرت معاویہؓ نے ان لوگوں کے وفد سے جو عبیداللہ بن زیاد کے ساتھ دمشق آئے تھے' یزید کی بیعت لی' اور اسی میں رجب کے مہینے میں حضرت معاویہؓ اس مرض میں مبتلا ہوئے جس میں آپ کی وفات ہوئی جیسا کہ ابھی ہم اس کی وضاحت کریں گے۔ ابن جریر نے ابی مخنف کے طریق سے روایت کی ہے کہ عبدالملک بن نوفل بن مساحق بن عبداللہ بن مخرمہ نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت معاویہؓ جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو آپ نے اپنے بیٹے یزید کو بلایا اور فرمایا اے میرے بیٹے میں نے تجھے سفر اور مردوں سے بے نیاز کر دیا ہے اور اشیاء کو تیرے لیے ہموار کر دیا ہے اور اعزاء کو تیرے لیے رام کر دیا ہے اور عربوں کی گردنوں کو تیرے لیے جھکا دیا ہے اور میں نے جس امر کی تیرے لیے بنیاد رکھی ہے اس کے متعلق مجھے چار آدمیوں کے متعلق تیرے ساتھ جھگڑا کرنے کا خوف ہے' حضرت حسین بن علی' حضرت عبداللہ بن عمر' حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم اور صحیح بات یہ ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات سے دو سال قبل فوت ہو چکے تھے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک ثقہ آدمی ہیں جنہیں عبادت نے جلا دیا ہے اور جب ان کے سوا کوئی شخص باقی نہیں رہے گا تو وہ تیری بیعت کر لیں گے اور حضرت حسینؓ کے پس پشت اہل عراق ہیں وہ انہیں تمہارے خلاف بغاوت کرائے بغیر نہ چھوڑیں گے' پس اگر وہ خروج کریں اور تو ان پر فتح پالے تو ان سے درگزر کرنا بلاشبہ ان کا رشتہ قریبی اور حق عظیم ہے اور حضرت ابن ابی بکرؓ ایسے شخص ہیں اگر انہوں نے دیکھا کہ ان کے اصحاب نے کچھ کیا ہے تو وہ بھی اسی طرح کریں گے' صرف عورتوں اور کھیل کے خواہش مند ہیں' اور وہ شخص جو تیرے لیے شیر کی طرح بیٹھے گا اور تجھے لومڑی کی طرح فریب دے گا اور جب اسے موقع ملے گا تو حملہ کرے گا وہ ابن زبیرؓ ہے' پس اگر وہ تجھ سے یہ فعل کرے اور تو اس پر قدرت پائے تو اس کا ایک ایک عضو الگ کر دینا۔

کئی مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت معاویہؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو یزید شکار میں مصروف تھا' حضرت معاویہؓ نے ضحاک بن قیس فہری جو آپ کی دمشق کی پولیس کا سپرنٹنڈنٹ تھا۔ اور مسلم بن عقبہ کو بلا کر انہیں وصیت کی کہ وہ یزید کو سلام پہنچا دیں اور اسے اہل حجاز کے متعلق کرتے ہوئے کہیں کہ اگر اہل عراق میں اس سے ہر روز' عامل کے معزول کرنے اور عامل کے مقرر کرنے کا مطالبہ کریں تو وہ ایسا کرے اور تمہارے خلاف ایک لاکھ تلواروں کے سونتے جانے کی نسبت تجھے ایک شخص کا معزول کرنا زیادہ محبوب ہونا چاہیے اور یہ کہ وہ اہل شام کے ساتھ رہے اور انہیں اپنا مددگار بنائے اور ان کے حق کو پہچانے اور میں اس کے متعلق قریش کے تین اشخاص حضرت حسنؓ' حضرت ابن زبیر اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم کے سوا کسی سے خائف نہیں اور آپ نے حضرت

عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کا ذکر نہیں کیا اور یہی زیادہ صحیح ہے' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو تو عبادت نے جلا دیا ہے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ ایک کمزور شخص ہیں اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے ان سے ان آدمیوں کے ذریعے بے نیاز کر دے گا جنہوں نے ان کے باپ کو قتل کیا ہے اور ان کے بھائی کو بے یارومددگار چھوڑ دیا ہے بلاشبہ ان کا رشتہ قریبی اور حق عظیم ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت بھی ہے اور میرا خیال ہے کہ اہل عراق انہیں بغاوت کرائے بغیر چھوڑنے کے نہیں' پس اگر تو ان پر قابو پائے تو ان سے درگزر کرنا' بلاشبہ اگر میں ان کا مصاحب ہوتا تو انہیں معاف کر دیتا اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما مکار اور کینہ پرور ہیں پس اگر وہ تمہارے سامنے آئیں تو سوائے اس کے کہ وہ تجھ سے صلح کا مطالبہ کریں ان کے مقابلہ میں نکلنا' اور اگر وہ صلح کریں تو ان کی بات قبول کرنا اور حتی المقدور اپنی قوم کے خون سے درگزر کرنا اور حضرت معاویہؓ کی وفات اس سال کے رجب کے شروع میں ہوئی' یہ قول ہشام بن الکلبی کا ہے اور بعض نے نصف رجب میں بیان کی ہے یہ قول واقدی کا ہے اور بعض نے ۲۲/رجب بروز جمعرات بیان کی ہے یہ قول المدائنی کا ہے' ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ سب کا اتفاق اس بات پر ہے کہ آپ نے اس سال کے رجب میں وفات پائی ہے اور آپ کی خودمختار حکومت کی مدت ۴۱ھ سے شروع ہوتی ہے جب حضرت حسن بن علیؓ نے اذرح مقام پر آپ کی بیعت کر لی اور یہ مدت انیس سال تین ماہ بنتی ہے اور آپ شام میں تقریباً بیس سال نائب رہے اور اس کے سوا بھی بیان کیا گیا ہے اور آپ کی عمر ۷۳ سال تھی اور بعض نے ۷۵ سال' بعض نے ۷۸ سال اور بعض نے ۸۵ سال بیان کی ہے' آپ کے حالات کے آخر میں بقیہ گفتگو ابھی بیان ہوگی۔

ابوالسکن زکریا بن یحییٰ نے بیان کیا ہے کہ ابوزحر بن حصین کے چچا نے اپنے دادا حمید بن منہب کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ ہند بنت عتبہ' الفاکہ بن مغیرہ مخزومی کے پاس تھی اور الفاکہ' قریش کے نوجوانوں میں سے تھا اور اس کا ایک مہمان خانہ تھا جس میں لوگ بلا اجازت اس کے پاس آتے تھے' ایک روز یہ گھر خالی ہوا تو الفاکہ لیٹ گیا اور دوپہر کے وقت ہند بھی اس میں موجود تھی پھر الفاکہ اپنے کسی کام کے لیے باہر نکل گیا اور ایک شخص جو اس کے پاس آیا جایا کرتا تھا آیا اور گھر میں داخل ہو گیا اور جب اس نے اس میں عورت کو دیکھا تو پیٹھ پھیر کر بھاگ گیا اور الفاکہ نے اسے گھر سے نکلتے ہوئے دیکھ لیا' پس اس نے آ کر ہند کو' جو لیٹی ہوئی تھی' اپنا پاؤں مار کر کہا' یہ شخص جو تمہارے پاس تھا کون تھا؟ اس نے کہا میں نے کسی کو نہیں دیکھا اور نہ ہی میں بیدار ہوئی ہوں حتیٰ کہ آپ نے مجھے بیدار کیا ہے' اس نے اسے کہا' اپنے باپ کے پاس چلی جا' اور لوگوں نے بھی اس کے متعلق باتیں کیں' اس کے باپ نے اسے کہا اے بیٹی' لوگوں نے تمہارے بارے میں بہت باتیں کی ہیں' مجھے اپنے حالات بتاؤ۔ پس اگر اس شخص نے تمہارے متعلق سچ بولا ہے تو میں خفیہ طور پر اس کی طرف آدمی بھیجتا ہوں جو اسے قتل کر دے گا۔ اور تیرے متعلق باتوں کا خاتمہ ہو جائے گا اور اگر وہ جھوٹا ہے تو میں اسے یمن کے بعض کاہنوں کی طرف بلاتا ہوں' اس موقع پر ہند نے اپنے باپ کے سامنے وہ قسم کھائی جو وہ جاہلیت میں کھایا کرتے تھے کہ وہ اس کے متعلق جھوٹ بول رہا ہے' عتبہ بن ربیعہ نے الفاکہ سے کہا ارے تو نے میری بیٹی پر ایک بہت عظیم بات اور بڑی عار کا الزام لگایا ہے' جسے پانی بھی نہیں دھو سکتا اور تو نے ہمیں عربوں میں ذلیل ورسوا کر دیا ہے اور اگر تو میرا قرابت دار نہ ہوتا تو

میں تجھے قتل کر دیتا لیکن میں تجھے یمن کے کاہن کے پاس لے جاؤں گا۔ ❶

پس وہ مجھے یمن کے ایک کاہن کے پاس لے گیا اور الفاکہ اپنے اقارب بنی مخزوم کی ایک جماعت کے ساتھ اور عتبہ' بنوعبد مناف کی ایک جماعت کے ساتھ نکلا' اور وہ ہند کو بھی ساتھ لے گئے اور اس کے ساتھ ان کے اقارب کی عورتیں بھی تھیں پھر وہ یمن کے ملک کی طرف روانہ ہو گئے اور جب وہ کاہن کے ملک کے نزدیک پہنچے تو کہنے لگے ہم کل کاہن کے پاس جائیں گے اور جب ہند نے یہ بات سنی تو اس کی حالت بدل گئی اور اس کا چہرہ متغیر ہو گیا اور وہ رونے لگی' اس کے باپ نے اسے کہا اے بیٹی میں نے تیری بد حالی اور کثرت گریہ کو دیکھ لیا ہے اور میرا خیال ہے کہ یہ اس مکروہ فعل کی وجہ سے ہے جس کا تو نے ارتکاب کیا ہے' یہ بات لوگوں میں ہمارے سفر کے مشہور ہونے اور پھیلنے سے قبل کیوں نہیں ہوئی' اس نے کہا اے میرے باپ' آپ جس حال میں مجھے دیکھ رہے ہیں یہ مجھ سے کسی مکروہ فعل کے سرزد ہونے کے باعث نہیں ہوا اور میں پاک ہوں لیکن آپ جس غم اور بدحالی کو دیکھ رہے ہیں یہ اس وجہ سے ہے کہ میں جانتی ہوں کہ آپ لوگ اس کاہن کے پاس جائیں گے اور وہ بشر ہے جو غلطی بھی کرتا ہے اور درست بات بھی کرتا ہے اور مجھے خدشہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ وہ میرے معاملے میں کچھ غلطی کر جائے جس کی عار ہمیشہ کے لیے رہے گی اور میں اس سے بھی مامون نہیں کہ وہ مجھے ایسا داغ لگائے جو عربوں میں میری بے عزتی کا باعث ہو' اس کے باپ نے اسے کہا' تو خوف نہ کر' قبل اس کے کہ وہ تیرے معاملے کے بارے میں گفتگو کرے میں اس کی آزمائش کرلوں گا پس اگر اس نے اس بات میں غلطی کی جس میں میں اس کی آزمائش کروں گا تو میں اسے تیرے معاملے میں بات نہیں کرنے دوں گا' پھر وہ لوگوں سے الگ ہو گیا۔ اور وہ ایک بچھڑے پر سوار تھا۔ حتیٰ کہ ایک ٹیلے کے پیچھے ان سے چھپ گیا پس وہ اپنے گھوڑے سے اترا پھر اس نے اس کے لیے سیٹی بجائی حتیٰ کہ اس نے لٹکا دیا' پھر اس نے گندم کا ایک دانہ لے کر اسے بچھڑے کے پیشاب کے سوراخ میں داخل کر کے اس پر تسمہ باندھ دیا اور اس کے بندھن کو مضبوط کر دیا پھر اس نے اس کے لیے سیٹی بجائی حتیٰ کہ اس کے پیشاب کا سوراخ اکٹھا ہو گیا پھر وہ لوگوں کے پاس آ گیا اور انہوں نے خیال کیا کہ وہ قضائے حاجت کے لیے گیا تھا پھر وہ کاہن کے پاس آیا اور جب وہ اس کے پاس آئے تو اس نے ان کا اکرام کیا اور ان کے لیے جانور ذبح کیا' عتبہ نے اسے کہا ہم ایک بات کے لیے آپ کے پاس آئے ہیں اور میں اس کے متعلق آپ کو بات نہیں کرنے دوں گا جب تک آپ یہ واضح نہ کریں کہ میں نے آپ کے لیے کیا چھپایا ہے' میں نے آپ کے لیے ایک چیز چھپائی ہے دیکھئے وہ کیا ہے اور اس کے متعلق ہمیں بتائیے' کاہن نے کہا' پل جیسی چیز میں پھل ہے' اس نے کہا میں اس سے زیادہ وضاحت کا خواہاں ہوں اس نے کہا تو نے بچھڑے کے پیشاب کے سوراخ میں گندم کا دانہ چھپایا ہے اس نے کہا آپ نے درست کہا ہے اب اس بات کو لیجیے جس کے لیے ہم آپ کے پاس آئے ہیں' ان عورتوں کے معاملے میں غور کیجیے پس اس نے عورتوں کو اپنے پیچھے بٹھا دیا اور ہند بھی ان کے ساتھ تھی جسے وہ پہچانتا نہیں تھا پھر وہ ان میں سے ایک ایک کے نزدیک ہوتا اور اس کے کندھے پر مارتا اور اسے بری قرار دیتا اور کہتا کھڑی ہو جا حتیٰ کہ وہ ہند کے نزدیک ہوا اور اس نے اس کے کندھے پر مار کر کہا' پاک دامن' سنجیدہ کھڑی ہو جا جو

❶ یہاں عبارت میں کچھ غلطی رہ گئی ہے۔

پختہ اور زانیہ نہیں ہے اور تو ضرور ایک بادشاہ کو جنم دے گی جسے معاویہ کہا جائے گا' پس الفا کہ اچھل کر اس کے پاس گیا اور اس کا ہاتھ پکڑ لیا پس اس نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے کھینچ لیا اور اسے کہنے لگی مجھ سے پرے ہو جا' خدا کی قسم میرے اور تیرے سر کو کوئی تکیہ اکٹھا نہیں کرے گا۔ خدا کی قسم میری خواہش ہے کہ وہ بادشاہ تیرے سوا کسی اور شخص سے ہو' پس ابوسفیان بن حرب نے اس سے نکاح کر لیا اور اس سے یہ حضرت معاویہؓ پیدا ہوئے' اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے باپ نے الفا کہ سے یہ بات کہی تھی۔ واللہ سبحانہ اعلم

حضرت معاویہؓ کے حالات اور آپ کے دور کا کچھ تذکرہ اور آپ کے فضائل ومناقب:

آپ معاویہ بن ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی القرشی الاموی' ابوعبدالرحمٰن' مومنین کے ماموں' اور رب العالمین کے رسول کے کاتب وحی ہیں اور آپ کی والدہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس ہے۔ حضرت معاویہؓ فتح کے سال مسلمان ہوئے اور آپ ہی سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں یوم القضیہ کو مسلمان ہوا لیکن میں نے اپنے باپ سے اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھا' پھر اسے اس بات کا علم ہوا تو اس نے مجھے کہا' یہ تیرا بھائی یزید تجھ سے بہتر ہے جو اپنی قوم کے دین پر ہے میں نے اسے کہا میرے نفس نے کوشش میں کوتاہی نہیں کی' حضرت معاویہؓ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ عمرۃ القضاء میں میرے پاس مکہ آئے اور میں آپ کا مصدق تھا پھر جب آپ فتح کے سال آئے تو میں نے اپنے اسلام کا اظہار کر دیا اور میں آپ کے پاس آیا تو آپ نے مجھے خوش آمدید کہا اور میں نے آپ کی کتابت کی' واقدی نے بیان کیا ہے کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حنین میں شامل ہوئے اور آپ نے انہیں ایک سو اونٹ اور چالیس سنہری اوقیے[1] دیئے' جن کا وزن حضرت بلالؓ نے کیا اور آپ نے یمامہ میں بھی شمولیت کی اور بعض کا خیال ہے کہ آپ نے ہی مسیلمہ کو قتل کیا ہے' اسے ابن عساکر نے بیان ہے' اس کے قتل میں آپ کی شراکت ہو سکتی ہے' اسے حضرت وحشیؓ نے نیزہ مارا تھا اور حضرت ابودجانہ سماکؓ بن خرشہ نے اسے تلوار سے ڈھانپ لیا تھا اور آپ کا باپ قریش کے سادات میں سے تھا اور معرکہ بدر کے بعد وہ یکتا سردار تھا پھر جب اس نے اسلام قبول کیا تو اس کے بعد وہ حسن اسلام سے آراستہ ہو گیا اور معرکہ یرموک اور اس سے پہلے اور اس کے بعد اس نے قابل تعریف کارنامے سرانجام دیئے ہیں اور حضرت معاویہؓ نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اختیار کی اور آپ کے سامنے کاتبوں کے ساتھ وحی کو لکھا اور صحیحین اور دیگر سنن ومسانید میں آپ نے رسول اللہ ﷺ سے بہت سی احادیث روایت کی ہیں اور آپ سے صحابہؓ اور تابعین کی ایک جماعت نے روایت کی ہے' ابوبکر بن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ دراز قد' سفید رنگ اور خوب صورت تھے' آپ جب مسکراتے تو آپ کا بالائی ہونٹ الٹ جاتا اور آپ بالوں کو رنگ دیا کرتے تھے' محمد بن یزید ازدی نے مجھ سے بیان کیا کہ ابومسہر نے سعید بن عبدالعزیز سے بحوالہ ابوعبدرب مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت معاویہؓ کو اپنی داڑھی کو زرد رنگ دیتے دیکھا گویا وہ سونا ہے' اور دیگر مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ سفید رنگ' دراز قد تھے اور آپ کے سر کے دونوں جانب سے بال گر گئے تھے آپ کا سر اور داڑھی سفید تھی اور آپ دونوں کو مہندی اور وسمہ سے رنگتے تھے' اور آخری عمر میں آپ کو لوقہ کا مرض ہو گیا تھا اور آپ اپنے چہرے کو چھپائے رکھتے تھے

[1] اوقیہ' نصف رطل کا چھٹا حصہ جو چوتھائی چھٹانک ہوتا ہے۔ (مترجم)

اور کہتے تھے اللہ اس بندے پر رحم کرے جو میرے لیے صحت کی دعا کرتا ہے' میں نے اپنے اچھے کاموں میں اور جو کچھ مجھ سے ظاہر ہوتا ہے اس میں زیادتی کی ہے اور اگر یزید کے بارے میں میری خواہش نہ ہوتی تو میں اپنی راست روی کو دیکھ لیتا۔ آپ لوگوں میں حلیم' باوقار' رئیس' سردار' کریم' عادل' اور تیز فہم تھے' المدائنی نے بحوالہ صالح بن کیسان بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ کو چھٹپنے میں ایک عرب قیافہ شناس نے دیکھا تو کہنے لگا میرا خیال ہے کہ یہ بچہ عنقریب اپنی قوم کی سیادت کرے گا اور ہند کہنے لگی اور اگر یہ اپنی ہی قوم کی سیادت نہ کرے تو اس کی ماں اسے کھو دے' اور حضرت امام شافعیؒ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا ہے کہ میں نے ہند کو مکہ میں دیکھا گویا اس کا چہرہ' چاند کا ٹکڑا ہے' اور اس کے سرین بیٹھے ہوئے شخص کی طرح ہیں اور اس کے ساتھ ایک بچہ کھیل رہا ہے' پس ایک شخص گذرا اور اس نے اس بچے کی طرف دیکھ کر کہا اگر یہ بچہ زندہ رہا تو میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ ضرور اپنی قوم کا سردار بنے گا' ہند کہنے لگی' اگر یہ اپنی قوم کا سردار نہ بنے تو اللہ اسے موت دے دے۔ اور وہ بچہ معاویہ بن ابی سفیان تھا۔

اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ علی بن محمد بن عبداللہ بن ابی سیف نے ہمیں بتایا کہ ایک روز حضرت ابوسفیانؓ نے حضرت معاویہؓ کی طرف دیکھا جب کہ وہ بچے ہی تھے تو ہند سے کہنے لگے بلاشبہ میرا یہ بیٹا بڑے سر والا ہے اور یہ اپنی قوم کا سردار بننے کے لائق ہے' ہند کہنے لگی فقط اپنی قوم کا' اگر یہ تمام عربوں کا سردار نہ بنے تو اس کی ماں اسے کھو دے اور ہند چھوٹی عمر میں آپ کو اٹھائے ہوئے کہتی تھی۔

''بلاشبہ میرا بیٹا خاندانی اور کریم ہے اور اپنے اہل میں پسندیدہ اور حلیم ہے' وہ فحش گو اور کمینہ نہیں اور نہ ہی اکتانے والا اور تنگ پڑنے والا ہے وہ صخر بنی فہر کا سردار ہے اور وہ ظن کے خلاف نہیں کرتا اور نہ ناکام ہوتا ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے جب حضرت عمرؓ نے یزید بن ابی سفیان کو شام کے علاقے کا امیر بنایا تو حضرت معاویہؓ اس کے پاس گئے اور ابوسفیان نے ہند سے کہا تو نے دیکھا کہ تیرا بیٹا کس طرح میرے بیٹے کا تابع بن گیا ہے؟ وہ کہنے لگی اگر عربوں کے سواروں نے حرکت کی تو عنقریب تجھے پتہ چل جائے گا کہ تمہارے بیٹے کو میرے بیٹے سے کیا نسبت ہے اور جب حضرت یزید بن ابی سفیان چودہ پندرہ ہجری میں فوت ہو گئے اور ایلچی ان کی موت کی خبر لے کر حضرت عمرؓ کے پاس آیا تو حضرت عمرؓ نے حضرت معاویہؓ کو اپنے بھائی یزید کی جگہ والی بنا کر ایلچی کو شام واپس کر دیا پھر حضرت ابوسفیانؓ سے ان کے بیٹے یزید کے بارے میں تعزیت کی' انہوں نے پوچھا یا امیر المومنین اس کی جگہ آپ نے کس کو امیر بنایا ہے؟ آپ نے فرمایا اس کے بھائی معاویہ کو' ابوسفیان نے کہا یا امیر المومنین آپ نے صلہ رحمی کی ہے اور ہند نے حضرت معاویہؓ کو خط میں لکھا:

''اے میرے بیٹے خدا کی قسم کوئی شریف زادی کم ہی تیرے جیسا بچہ جنے گی اور بلاشبہ اس شخص نے مجھے اس کام کے لیے کھڑا کیا ہے پس تو پسند و ناپسند میں اس کی اطاعت کر''۔

اور آپ کے باپ نے آپ سے کہا:

''اے میرے بیٹے مہاجرین کے اس گروہ نے ہم سے سبقت کی ہے اور ہم پیچھے رہ گئے ہیں پس ان کی سبقت اور اقدمیت نے انہیں اللہ اور اس کے رسولؐ کے ہاں بلند مقام دے دیا ہے اور ہماری تاخیر نے ہم کو چھوٹا کر دیا ہے' پس وہ

قائد اور سردار بن گئے ہیں اور ہم اتباع بن گئے ہیں۔ اور انھوں نے تمہارے سپرد بڑا کام کیا ہے پس ان کی مخالفت نہ کرنا' تو ایک غایت کی طرف جار ہا ہے' اگر تو نے اسے حاصل کر لیا تو تو اسے اپنی اولاد کو دے گا''۔

پس حضرت معاویہ' حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی حکومت کے دور میں مسلسل شام کے نائب رہے اور آپ نے ۲۳ھ میں جزیرہ قبرص کو فتح کیا اور مسلمانوں نے آپ کے دور حکومت میں تقریباً ۶۰ھ میں وہاں سکونت اختیار کی اور آپ کے بعد بھی وہاں سکونت کی اور آپ کے دور میں بلاد روم وفرنگ کے ساتھ مسلسل جہاد ہوتا رہا اور فتوحات ہوتی رہیں اور جب آپ کا اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا معاملہ ہوا تو ان ایام میں کلیتہً کوئی فتح نہیں ہوئی نہ آپ کے ہاتھوں پر اور نہ حضرت علیؓ کے ہاتھوں پر' اور جب شاہِ روم کو ڈرایا اور ذلیل کیا اور اس کی فوجوں کو دبایا تو اس کے بعد اس نے حضرت معاویہؓ کے بارے میں لالچ کیا اور جب شاہِ روم نے حضرت معاویہ کو حضرت علیؓ کے ساتھ مصروف پیکار پایا تو وہ عظیم فوجوں کے ساتھ ملک کے بعض حصوں کے قریب آ گیا اور ان میں دلچسپی لینے لگا تو حضرت معاویہؓ نے اسے لکھا:

''خدا کی قسم اگر تو باز نہ آیا اور اے لعین تو اپنے ملک کو واپس نہ گیا تو میں اور میرا عم زاد تیرے برخلاف مصالحت کر لیں گے اور میں تجھے تیرے تمام ملک سے باہر نکال دوں گا اور زمین کو باوجود فراخی کے تجھ پر تنگ کر دوں گا''۔

اس موقع پر شاہ روم خوفزدہ ہو کر واپس چلا گیا اور مصالحت کا طلب گار بن کر پیغام بھیجا' پھر تحکیم کا معاملہ ہوا اور بعد ازاں یہ معاملہ آپ کے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ صلح کرنے کے وقت تک اسی طرح رہا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' پس حضرت معاویہ پر اتفاق ہو گیا اور جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں' رعایا نے ۴۱ھ میں آپ کی بیعت پر اتفاق کر لیا اور آپ اس مدت میں اس سال تک جس میں آپ کی وفات ہوئی با اختیار امیر رہے اور دشمن کے ممالک سے جہاد قائم رہا اور خدا کا بول بالا رہا اور زمین کی اطراف سے غنائم آپ کے پاس آتی رہیں اور مسلمان راحت وعدل اور عفو ودرگزر کے ساتھ آپ کے ساتھ رہے۔

اور صحیح مسلم میں عکرمہ بن عمار کے طریق سے ابی زمیل سماک بن ولید سے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما لکھا ہے کہ ابوسفیان نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے تین باتیں عطا فرمائیں آپ نے فرمایا بہت اچھا' ابوسفیان نے کہا مجھے امیر بنا دیجیے تا کہ میں کفار سے اس طرح جنگ کروں جیسے میں مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرتا تھا آپ نے فرمایا بہت اچھا' اس نے کہا معاویہ کو اپنا کاتب بنا لیجیے آپ نے فرمایا بہت اچھا اور تیسری بات اس نے یہ بیان کی کہ اس کی خواہش ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی دوسری بیٹی عزۃ بنت ابی سفیان سے نکاح کر لیں اور اس بارے میں اس نے اس کی بہن حضرت ام حبیبہؓ سے بھی مدد طلب کی' آپ نے فرمایا یہ بات میرے لیے جائز نہیں اور ہم نے ایک الگ جلد میں اس پر گفتگو کی ہے اور ائمہ کے اقوال اور انہوں نے ابوسفیان کی طرف سے جو عذر بیان کیا ہے اس کا بھی ذکر کیا ہے۔

حاصل کلام یہ کہ حضرت معاویہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبانِ وحی میں سے تھے اور امام احمدؒ، امام مسلمؒ، اور امام حاکمؒ نے اپنے مستدرک میں ابوعوانہ الوضاح ابن عبداللہ الیشکری کے طریق سے ابوحمزہ عمران بن ابی عطاء سے بحوالہ حضرت ابن عباسؓ روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ اچانک رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ میں نے کہا کہ آپ میری

طرف ہی آئے ہیں' پس میں دروازے میں چھپ گیا آپؐ نے میرے پاس آ کر مجھے ایک یا دو علامات لگائیں پھر فرمایا جاؤ اور معاویہ کو میرے پاس بلا لاؤ۔ آپ کاتب وحی تھے آپ بیان کرتے ہیں میں نے جا کر آپ کو بلایا تو بتایا گیا کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں میں نے آ کر رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں' آپ نے فرمایا جاؤ اور انہیں بلاؤ' میں دوسری بار گیا تو بتایا گیا کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ میں نے آپ کو اس کی اطلاع کر دی تو آپ نے تیسری بار فرمایا اللہ تعالیٰ اس کے پیٹ کو سیر نہ کرے آپ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد آپ سیر نہیں ہوئے اور حضرت معاویہؓ نے اپنی دنیا اور آخرت میں اس دعا سے فائدہ اٹھایا ہے' دنیا میں اس طرح کہ جب آپ شام کے امیر ہو گئے تو آپ دن میں سات بار کھانا کھاتے تھے' جسے ایک پیالے میں لایا جاتا تھا جس میں بہت سا گوشت اور پیاز ہوتا تھا اور آپ اس میں سے کھاتے تھے' اور آپ دن میں سات بار گوشت کے ساتھ کھانا کھاتے تھے اور حلوہ اور بہت سے پھل بھی کھاتے تھے اور کہتے تھے خدا کی قسم میں سیر نہیں ہوا البتہ تھک گیا ہوں اور یہ ایک نعمت اور معدہ ہے جس میں سب بادشاہ رغبت رکھتے ہیں اور آخرت میں اس طرح فائدہ اٹھایا کہ مسلمؒ نے اس حدیث کا ایک اور حدیث سے پیچھا کیا ہے جسے بخاری وغیرہ نے کئی طریق سے صحابہ ؓ کی ایک جماعت سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اے اللہ میں ایک بشر ہوں پس جس بندے کو میں نے برا بھلا کہا ہے یا اسے کوڑے مارے ہیں یا اس پر بددعا کی ہے اور وہ اس کا مستحق نہ تھا تو تو اسے کفارہ اور قربت بنا دے جس سے وہ قیامت کے روز تیرا قرب حاصل کرے' پس مسلمؒ نے پہلی حدیث اور اس حدیث سے حضرت معاویہؓ کی فضیلت بیان کی ہے اور اس کے علاوہ انھوں نے کوئی حدیث بیان نہیں کی۔

اور مسیب بن واضح نے عن ابی اسحٰق الفزاری عن عبدالملک بن ابی سلیمان عن عطاء بن ابی رباح عن ابن عباس بیان کیا ہے کہ حضرت جبریلؑ، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا اے محمد ﷺ معاویہ کو سلام کہیے اور انہیں بھلائی کی وصیت کیجیے' بلاشبہ وہ کتاب اور وحی پر اللہ کے امین ہیں اور بہت اچھے امین ہیں۔ پھر ابن عساکر نے اسے ایک اور طریق سے بحوالہ عبدالملک بن ابی سلیمان بیان کیا ہے پھر اسے حضرت علیؓ اور حضرت جابرؓ بن عبداللہ کی روایت سے اسی طرح بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاویہؓ کو اپنا کاتب بنانے کے لیے حضرت جبریلؑ سے مشورہ کیا تو انھوں نے کہا' انھیں کاتب بنا لیجیے بلاشبہ وہ امین ہیں' لیکن ان دونوں کی طرف اسانید میں غرابت پائی جاتی ہے' پھر ابن عساکر نے حضرت علیؓ اور دیگر لوگوں سے اس بارے میں بہت سے غرائب بیان کیے ہیں۔

اور ابوعوانہ نے عن سلیمان عن عمرو بن مرۃ عن عبداللہ بن الحارث عن زہیر بن الاقمر الزبیدی عن عبداللہ بن عمرو بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ' حضرت نبی کریم ﷺ کے کاتب تھے اور ابوالقاسم طبرانی نے بیان کیا ہے کہ احمد بن محمد صیدلانی نے ہم سے بیان کیا کہ السری نے بحوالہ عاصم ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن یحییٰ بن ابی کثیر نے اپنے باپ ہشام بن عروہ سے بحوالہ حضرت عائشہؓ ہم سے بیان کیا آپ فرماتی ہیں کہ جب حضرت ام حبیبہؓ کے ہاں حضرت نبی کریم ﷺ کی باری تھی تو ایک کھٹکھٹانے والے نے دروازہ کھٹکھٹایا' حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا' دیکھو کون ہے؟ لوگوں نے کہا حضرت معاویہؓ ہیں' آپؐ نے فرمایا انھیں اجازت دو' آپ اندر آئے تو آپ کے کان میں قلم تھا جس سے آپ لکھتے تھے آپؐ نے پوچھا اے معاویہ آپ کے کان پر یہ قلم کیسا ہے؟ آپ نے

جواب دیا میں نے اس قلم کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے لیے تیار کیا ہے' آپؐ نے انھیں فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے نبی کی طرف سے جزائے خیر دے' خدا کی قسم میں نے وحی الٰہی سے آپ کو کاتب مقرر کیا ہے اور میں ہر چھوٹا بڑا کام وحی الٰہی سے کرتا ہوں' اگر اللہ تعالیٰ تجھے قمیص یعنی خلافت پہنائے تو تیرا کیا حال ہوگا' پس حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اٹھ کر آپؐ کے سامنے بیٹھ گئیں اور پوچھنے لگیں یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ انہیں قمیص پہنانے والا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں' لیکن اس میں مصیبت پائی جاتی ہے' حضرت ام حبیبہؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! ان کے لیے اللہ سے دعا کیجیے' آپ نے فرمایا اے اللہ ہدایت سے ان کی راہنمائی فرما اور انھیں ہلاکت سے بچا اور انھیں دنیا اور آخرت میں بخش دے۔

طبرانی نے بیان کیا ہے کہ السری اس حدیث کے بیان کرنے میں عن عاصم بن عبداللہ بن یحییٰ بن ابی کثیر عن ہشام متفرد ہے اور ابن عسا کر نے اس کے بعد بہت سی موضوع احادیث بیان کی ہیں اور یہ ایک تعجب انگیز بات ہے کہ وہ اپنے حفظ و اطلاع کر باوجود اس کے متعلق اور اس کی نکارت اور اس کے رجال کے ضعف پر کیسے مطلع نہیں ہو سکے' واللہ الموفق للصواب. اور ہم نے حضرت ابو ہریرہ' حضرت انسؓ اور حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہم کے طریق سے مرفوعاً بیان کیا ہے کہ امین تین ہیں' جبریلؑ میں اور معاویہ' اور یہ اپنے جمیع وجوہ سے صحیح نہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ امین سات ہیں' قلم' لوح' اسرافیل' میکائیل' جبریل علیہ السلام' میں اور معاویہ اور یہ پہلی احادیث سے بھی زیادہ منکر اور اسناد کے لحاظ سے زیادہ ضعیف ہے۔

اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ عبدالرحمٰن بن مہدی نے عن معاویہ یعنی ابی صالح عن یونس بن سیف عن الحارث بن زیاد عن ابی رھم عن العرباض بن ساریہ سلمی ہم سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ماہ رمضان میں ہمیں سحری کی طرف بلاتے سنا کہ صبح کے بابرکت کھانے کی طرف آؤ' پھر میں نے آپ کو فرماتے سنا۔ اے اللہ معاویہ کو حساب و کتاب سکھا اور اسے عذاب سے بچا۔ احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں اور ابن جریر نے اسے ابن مہدی کی حدیث سے روایت کیا ہے اور اسی طرح اسے اسد بن موسیٰ بشر بن السری اور عبدالرحمٰن بن صالح نے معاویہ بن صالح سے اس جیسے اسناد سے روایت کیا ہے اور بشر بن السری کی روایت میں ہے کہ اسے جنت میں داخل کر اور ابن عدی وغیرہ نے اسے عثمان بن عبدالرحمٰن الجمحی کی حدیث سے عطاء سے بحوالہ حضرت ابن عباسؓ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ معاویہ کو حساب و کتاب سکھا اور اسے عذاب سے بچا۔ اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ سلیمان بن حرب اور حسین بن موسیٰ الاشہب نے ہم سے بیان کیا کہ ابو ہلال محمد بن سلیم نے ہم سے بیان کیا کہ جبلہ بن عطیہ نے بحوالہ مسلمہ بن مخلد ہم سے بیان کیا اور اشہب نے بیان کیا ہے کہ ابو ہلال نے بیان کیا یا کسی شخص سے بحوالہ مسلمہ بن مخلد بیان کیا اور سلیمان بن حرب نے بیان کیا ہے کہ مسلمہ نے کسی شخص کے حوالہ سے اس سے بیان کیا کہ اس نے حضرت معاوؓیہ کو کھانا کھاتے دیکھا تو اس نے حضرت عمرو بن العاصؓ سے کہا بلاشبہ تیرا یہ عمزاد بہت کھانے والا ہے۔ انہوں نے کہا میں تجھ سے یہ بات کہتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے سنا ہے کہ اے اللہ اسے کتاب سکھا اور اسے شہروں میں مختار بنا اور اسے عذاب سے بچا۔ اور کئی تابعین نے اسے مرسل قرار دیا ہے جن میں زہری' عروہ بن رویم' جریر بن عثمان الرجبی الحمصی اور یونس بن میسرہ بن حلبس شامل ہیں اور طبرانی نے بیان ہے کہ ابو زرعہ اور احمد بن محمد بن یحییٰ بن حمزہ جو دمشق کے باشندے ہیں نے ہم سے بیان کیا ہے کہ ابو مسہر

نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن عبدالعزیز نے ربیعہ بن یزید سے بحوالہ عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ مزنی جو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے تھے۔ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاویہؓ سے فرمایا اے اللہ اسے حساب و کتاب سکھا اور اسے عذاب سے بچا۔ ابن عساکر نے بیان کیا ہے یہ حدیث غریب ہے۔ اور اس اسناد سے العرباض متقدم الذکر حدیث محفوظ ہے پھر انہوں نے طبرانی کے طریق سے عن ابی زرعہ عن ابی مسہر عن سعید بن ربیعہ عن عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ مزنی بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت معاویہؓ سے کہتے سنا اے اللہ اسے ہادی' مہدی بنادے اور اسے ہدایت دے اور اس کے ذریعے ہدایت دے۔ اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ علی بن بحر نے ہم سے بیان کیا کہ ولید بن مسلم نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن عبدالعزیز نے عن ربیعہ بن یزید عن عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ عن النبی ﷺ ہم سے بیان کیا کہ آپ نے حضرت معاویہؓ کا ذکر کیا اور فرمایا اے اللہ اسے ہادی' مہدی بنادے اور اس کے ذریعے ہدایت دے۔ اور ایسے ہی ترمذی نے اسے عن محمد بن یحییٰ عن ابی مسہر عن سعید بن عبدالعزیز روایت کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ یہ حسن غریب ہے' اور عمر بن عبدالواحد اور محمد بن سلیمان حرانی نے اسے اسی طرح روایت کیا ہے جس طرح ولید بن مسلم اور ابومسہر نے اسے عن سعید عن ربیعہ بن یزید عن عبدالرحمٰن بن عمیرہ روایت کیا ہے' اور محمد بن المصفی نے اسے عن مروان بن محمد الطاہری عن سعید بن عبدالعزیز عن ربیعہ بن یزید عن ابی ادریس عن ابن ابی عمیرہ روایت کیا ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے حضرت معاویہؓ کے لیے دعا کی اور فرمایا اے اللہ اسے علم سکھا اور اسے ہادی' مہدی بنا اور اسے ہدایت دے اور اس کے ذریعے ہدایت دے اور سلمہ بن شبیب اور صفوان بن صالح اور عیسیٰ بن ہلال اور ابوالازہر نے اسے مروان الطاہری سے روایت کیا ہے اور انہوں نے اس کے اسناد میں ابوادریس کا ذکر نہیں کیا اور طبرانی نے اسے عن عبدان بن احمد عن علی بن سہل الرملی عن ولید بن مسلم عن سعید بن عبدالعزیز عن یونس بن میسرہ بن حلبس عن عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ مزنی روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا اور آپ نے حضرت معاویہؓ کا ذکر کیا اور فرمایا اے اللہ اسے ہادی' مہدی بنادے اور اسے ہدایت دے ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ جماعت کا قول ہی صحیح ہے اور ابن عساکر نے اس حدیث کا اہتمام کیا ہے اور اس میں طوالت سے کام لیا ہے اور اسے نہایت شاندار اور اچھے انداز اور حسن انتقاد سے بیان کیا ہے۔ اور کتنے ہی میدان ہیں جن میں آپ دوسرے حفاظ و نقاد پر سبقت لے گئے ہیں اور ترمذی نے بیان کیا ہے کہ محمد بن یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن محمد النفیلی نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن واقد نے یونس بن حلبس سے بحوالہ ابوادریس خولانی ہم سے بیان کیا کہ جب حضرت عمر بن الخطابؓ نے حضرت عمیرؓ بن سعد کو شام سے معزول کر کے حضرت معاویہؓ کو امیر مقرر کیا تو لوگوں نے کہا' حضرت عمرؓ نے فرمایا حضرت معاویہؓ کا ذکر بھلائی سے کر' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے۔ اے اللہ! اس کے ذریعے ہدایت دے' ترمذی اس کی روایت میں متفرد ہیں اور آپ نے اسے غریب بیان کیا ہے اور عمرو بن واقد ضعیف ہے' اسی طرح اسے اصحاب الاطراف نے عمیر بن سعد انصاری کے مسند میں بیان کیا ہے اور میرے نزدیک حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی روایت ہی صحیح ہونی چاہیے آپ نے فرمایا ہے حضرت معاویہؓ کا ذکر بھلائی سے کرو' تاکہ ان کے امیر مقرر کرنے میں آپ کا عذر ہو اور اسے اس بات سے تقویت ملتی ہے کہ ہشام بن عمار نے بیان کیا کہ ابن ابی السائب یعنی عبدالعزیز بن ولید بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے اپنے باپ کو بیان کرتے سنا کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

کوامیر مقرر کیا تو لوگ کہنے لگے آپ نے نوعمر کو امیر مقرر کر دیا ہے آپ نے فرمایا تم مجھے اس کی امارت کے بارے میں ملامت کرتے ہو حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے سنا ہے کہ اے اللہ اسے ہادی' مہدی بنا دے اور اس کے ذریعے ہدایت دے۔ یہ منقطع ہے اور اسے اس کے ماقبل کی حدیث تقویت دیتی ہے۔

طبرانی نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن عثمان بن صالح نے ہم سے بیان کیا کہ نعیم بن حماد نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن شعیب بن سابور نے ہم سے بیان کیا کہ مروان بن جناح نے یونس بن میسرہ بن حلبس سے بحوالہ عبداللہ بن بسر ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے کسی معاملے میں مشورہ طلب کیا اور فرمایا مجھے مشورہ دو' ان دونوں حضرات نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں آپ نے فرمایا' معاویہ کو بلاؤ' حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے کہا کیا رسول اللہ ﷺ اور قریش کے مردوں میں سے دو مردوان کے معاملے کو پختہ نہیں کر سکتے کہ رسول اللہ ﷺ قریش کے نوجوانوں میں سے ایک نوجوان کی طرف پیغام بھیج رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا' معاویہ کو میرے پاس بلالاؤ' انہیں آپ کے پاس بلایا گیا اور جب وہ آپ کے سامنے کھڑے ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انہیں اپنے معاملے میں شامل کرو اور انہیں اپنے معاملے میں گواہ بناؤ بلاشبہ یہ قوی اور امین ہیں۔ اور بعض لوگوں نے اسے بحوالہ نعیم روایت کیا ہے اور اس میں یہ اضافہ کیا ہے کہ اپنا معاملہ اس کے سپرد کر دو' پھر ابن عساکر نے بہت سی موضوع احادیث کو حضرت معاویہؓ کی فضیلت میں بیان کیا ہے جن سے ہم نے پہلوتہی کی ہے اور ہم نے موضوعات اور منکرات کے مقابلہ میں جو صحاح' حسان اور مستجادات احادیث بیان کی ہیں انہیں پر اکتفا کیا ہے۔

پھر ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ کی فضیلت میں جو روایات بیان ہوئی ہیں ان میں سب سے صحیح ابوجمرہ کی حدیث ہے جو بحوالہ حضرت ابن عباسؓ بیان ہوئی ہے کہ وہ جب سے مسلمان ہوئے حضرت نبی کریم ﷺ کے کاتب تھے۔ مسلم نے اپنی صحیح میں اس کی تخریج کی ہے اور اس کے بعد العرباض کی حدیث ہے کہ اے اللہ معاویہ کو کتاب سکھا اور اس کے بعد ابن ابی عمیرہ کی حدیث ہے کہ اے اللہ اسے ہادی اور مہدی بنا۔

میں کہتا ہوں امام بخاریؒ نے کتاب المناقب میں حضرت معاویہؓ بن ابی سفیانؓ کے ذکر میں بیان کیا ہے کہ حسن بن بشر نے ہم سے بیان کیا کہ المعافی نے عثمان بن الاسود سے بحوالہ ابن ابی ملیکہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت معاویہؓ نے عشاء کے بعد ایک رکعت سے وتر بنایا ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا غلام بھی ان کے پاس تھا' پس وہ ابن عباسؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا حضرت معاویہؓ نے عشاء کے بعد ایک رکعت سے وتر بنایا ہے آپ نے فرمایا انہیں چھوڑ وانہوں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اٹھائی ہے' ابن ابی مریم نے ہم سے بیان کیا کہ نافع بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابن عباسؓ سے دریافت کیا گیا۔ کیا امیر المومنین حضرت معاویہؓ کے متعلق آپ کے پاس کوئی دلیل ہے' انہوں نے ایک رکعت سے وتر بنایا ہے؟ آپ نے فرمایا انہوں نے ٹھیک کیا ہے بلاشبہ وہ فقیہ ہیں' عمرو بن عباس نے ہم سے بیان کیا کہ جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے بحوالہ ابوالتیاح ہم سے بیان کیا کہ میں نے حمران کو ابان سے بحوالہ حضرت معاویہؓ بیان کرتے سنا کہ انہوں نے بیان کیا کہ بلاشبہ تم نماز ادا کرتے ہو اور ہم نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اٹھائی ہے اور ہم نے آپ کو ان دو رکعتوں کو پڑھتے نہیں دیکھا اور آپ نے عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھنے سے منع فرمایا ہے پھر اس

کے بعد امام بخاریؒ نے ہند بنت عتبہ بن ربیعہ کے ذکر میں بیان کیا ہے کہ عبدان نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ یونس نے بحوالہ زہری ہم سے بیان کیا کہ عروہ نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ہند بنت عتبہ زوجہ ابوسفیان رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی یارسول اللہ ﷺ روئے زمین پر جس قدر بھی اہل خیام ہیں ان کے متعلق مجھے یہ بات سب سے زیادہ محبوب ہے کہ وہ آپ کے خیمہ والوں کے مقابلہ میں ذلیل ہو جائیں آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے ایسے ہی ہوگا' وہ کہنے لگی یارسول اللہ ﷺ ابوسفیان ایک بخیل شخص ہے کیا مجھے اس کے مال سے اپنے عیال کو کھلانے پر گناہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا معروف طریق سے ایسا کرنے سے گناہ نہیں ہوگا پس آپ کے قول اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے ایسے ہی ہوگا۔ میں تعریف پائی جاتی ہے اور آپ چاہتے تھے کہ ہند اور اس کے اہل اور تمام کافر اپنی حالتِ کفر میں ذلیل ہوں' پس جب وہ مسلمان ہو گئے تو آپ چاہتے تھے کہ وہ معزز ہوں پس اللہ نے ان کو معزز کر دیا۔ یعنی ہند کے خیمہ والوں کو۔

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ روح نے ہم سے بیان کیا کہ ابوامیہ عمرو بن یحییٰ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے اپنے دادا کو بیان کرتے سنا کہ حضرت ابوہریرہؓ کے بعد حضرت معاویہؓ نے چھاگل پکڑ لی اور اسے ساتھ لے کر رسول اللہ ﷺ کے پیچھے چلے۔ اور حضرت ابوہریرہؓ بیمار تھے۔ اسی دوران میں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو وضو کروا رہے تھے کہ آپ نے وضو کرتے ہوئے ایک یا دوبار آپ کی طرف اپنا سر اٹھایا اور فرمایا اے معاویہ! اگر تو امیر بنے تو اللہ سے ڈرنا اور عدل کرنا' حضرت معاویہؓ بیان کرتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ کے قول کی وجہ سے ہمیشہ ہی اس بات کا خیال رہا کہ عنقریب میری اس کام میں آزمائش ہوگی حتیٰ کہ میری آزمائش ہوئی' احمدؒ اس کی روایت میں متفرد ہیں اور ابوبکر بن ابی الدنیا نے اسے ابواسحٰق ہمذانی سعید بن زنبور بن ثابت سے بحوالہ عمرو بن یحییٰ بن سعید روایت کیا ہے اور ابن مندہ نے اسے بشر بن الحکم کی حدیث سے بحوالہ عمرو بن یحییٰ روایت کیا ہے اور ابویعلیٰ نے بیان کیا ہے کہ سوید بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن یحییٰ بن سعید نے اپنے دادا سے بحوالہ حضرت معاوؓیہ ہم سے بیان کیا آپ بیان کرتے ہیں کہ میں وضو کا برتن لے کر رسول اللہ ﷺ کے پیچھے چلا اور جب آپ نے وضو کیا تو آپ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا۔ اے معاویہ اگر تو امیر بنے تو اللہ سے ڈرنا اور عدل کرنا' پس میں ہمیشہ ہی اس خیال میں رہا کہ میں اس کام میں آزمایا جاؤں گا حتیٰ کہ مجھے امیر بنایا گیا' اور غالب القطان نے اسے حسن سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت معاوؓیہ کو خطبہ میں بیان کرتے سنا کہ ایک روز میں نے رسول اللہ ﷺ پر وضو کا پانی ڈالا تو آپؐ نے میری طرف سر اٹھا کر فرمایا کہ عنقریب میرے بعد تو میری امت کا حاکم بنے گا اور جب ایسا ہو تو ان کے اچھے کی بات کو قبول کرنا اور ان کے برے سے درگزر کرنا' حضرت معاویہ کا بیان ہے کہ میں ہمیشہ ہی اس بات کا آرزومند رہا حتیٰ کہ میں اپنے اس مقام پر کھڑا ہو گیا اور بیہقی نے حاکم سے اس کی سند کے ساتھ اسماعیل بن ابراہیم بن مہاجر کی طرف منسوب کر کے بحوالہ عبدالملک بن عمیر روایت کی ہے کہ حضرت معاویہؓ نے فرمایا' خدا کی قسم مجھے خلافت پر رسول اللہ ﷺ کے قول اگر تو بادشاہ بنے تو حسن سلوک کرنا۔ نے آمادہ کیا ہے۔

بیہقی نے بیان کیا ہے کہ یہ اسماعیل بن ابراہیم ضعیف ہے مگر اس حدیث کے شواہد موجود ہیں اور ابن عساکر نے اپنے اسناد سے بحوالہ نعیم بن حماد روایت کی ہے کہ محمد بن حرب نے بحوالہ ابوبکر بن ابی مریم سے بیان کیا کہ محمد بن زیاد نے بحوالہ عوف بن مالک

اشجعی ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتا ہے کہ میں یوحنا کے کلیسا میں سویا ہوا تھا۔ ان دنوں وہ مسجد تھا اور اس میں نماز پڑھی جاتی تھی۔ کہ اچانک میں اپنی نیند سے بیدار ہو گیا کیا دیکھتا ہوں کہ میرے آگے ایک شیر چل رہا ہے' میں اپنے ہتھیار کی طرف لپکا تو شیر نے کہا ٹھہر جا' مجھے تمہاری طرف ایک پیغام دے کر بھیجا گیا ہے تاکہ تو اسے پہنچا دے' میں نے پوچھا تجھے کس نے بھیجا ہے؟ اس نے کہا مجھے اللہ تعالیٰ نے تیری طرف بھیجا ہے تاکہ تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تک سلام پہنچا دے اور انہیں بتا دے کہ وہ اہل جنت میں سے ہیں' میں نے اسے کہا' معاویہ کون ہیں؟ اس نے کہا معاویہ بن ابی سفیان' اور طبرانی نے اسے عن ابی یزید القراطیسی عن المعلی بن الولید القعقاعی عن محمد بن حبیب الخولانی عن ابی بکر بن عبداللہ بن ابی مریم الغسانی روایت کیا ہے اور اس میں ضعف پایا جاتا ہے اور یہ بہت ہی غریب ہے اور شاید سب خواب ہے اور اس کا یہ قول کہ اچانک میں اپنی نیند سے بیدار ہو گیا' مدخول ہے اسے ابن ابی مریم نے ضبط نہیں کیا۔ واللہ اعلم

اور محمد بن عائذ نے عن ولید عن ابی لہیعہ عن یونس عن زہری بیان کیا ہے کہ جب حضرت عمرؓ الجابیہ تشریف لائے تو آپ نے حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو مصر کی طرف جانے کا حکم دیا اور شام کو دو امیروں حضرت ابوعبیدہؓ اور یزید میں بانٹ دیا پھر حضرت ابوعبیدہؓ فوت ہو گئے اور آپ نے حضرت عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر کیا پھر یزید فوت ہو گئے تو ان کی جگہ آپ نے حضرت معاویہؓ کو امیر مقرر کیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کو اس کی موت کی اطلاع دی اور حضرت ابوسفیان سے فرمایا یزید بن ابی سفیان کے ثواب کی امید رکھ' انہوں نے کہا آپ نے اس کی جگہ کسے امیر بنایا ہے؟ آپ نے فرمایا معاویہ کو' انہوں نے کہا یا امیر المومنین آپ نے صلہ رحمی کی ہے حضرت معاویہؓ اور عمیر بن سعد شام کے امیر تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے۔ اور محمد بن اسحٰق نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوعبیدہؓ نے طاعون عمواس میں وفات پائی اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر کیا اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو آپ نے حضرت یزید بن ابی سفیان کو نائب مقرر کیا اور آپ نے وفات پائی تو آپ نے ان کے بھائی حضرت معاویہؓ کو نائب مقرر کیا اور حضرت عمرؓ نے انہیں برقرار رکھا اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو فلسطین اور اردن کا امیر مقرر کیا اور حضرت معاویہؓ کو دمشق' بعلبک اور بلقاء کا امیر مقرر کیا اور سعد بن عامر بن جذیم کو حمص کا امیر مقرر کیا پھر سارا شام حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان کی تحویل میں دے دیا۔ پھر حضرت عثمانؓ بن عفان نے انہیں شام کا امیر مقرر کیا اور اسماعیل بن امیہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت معاویہؓ کو صرف شام کی امارت دی اور ہر ماہ آپ کے لیے ۸۰ دینار مقرر کیے اور صحیح بات یہ ہے کہ حضرت عثمان بن عفانؓ نے سارے شام کو حضرت معاویہؓ کی تحویل میں دیا تھا' حضرت عمرؓ نے آپ کو اس کے بعض مضافات کا امیر مقرر کیا تھا اور بعض کا قول ہے کہ جب ہند سے یزید بن ابی سفیان کی تعزیت کی گئی۔ اور وہ ہند کا بیٹا نہ تھا۔ تو اسے کہا گیا کہ آپ نے معاویہ کو امیر مقرر کیا ہے تو وہ کہنے لگی کیا انہوں نے معاویہ کی طرح کسی کا نائب مقرر کیا ہے؟ قسم بخدا اگر سب عرب اکٹھے ہو جاتے پھر وہ اسے تیر مارتے تو وہ اس کی جس طرف سے چاہتا نکل جاتا۔ اور دوسرے مؤرخین نے بیان کیا ہے حضرت عمرؓ کے پاس حضرت معاویہؓ کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا قریش کے جوان اور ان کے سردار کے بیٹے کو چھوڑ دو اور وہ غضب میں ہنسنے والا ہے اور صرف رضامندی ہی سے اس سے مطلب حاصل کیا جا سکتا ہے اور جو اسے اس کے سر سے نہیں پکڑتا وہ اس کے قدموں کے نیچے ہوتا ہے۔

اور ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ محمد بن قدامہ جوہری نے مجھ سے بیان کیا کہ عبدالعزیز بن یحییٰ نے اپنے ایک شیخ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ اس نے کہا کہ جب حضرت عمرؓ بن الخطاب شام آئے تو حضرت معاویہؓ ایک عظیم جلوس میں آپ سے ملے اور جب وہ حضرت عمرؓ کے قریب آئے تو آپ نے ان سے کہا آپ جلوس والے ہیں انہوں نے کہا ہاں یا امیر المومنین' آپ نے فرمایا تیرا یہ حال ہے اور اس کے باوجود مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ ضرورت مند لوگ تمہارے دروازے پر طویل عرصہ تک کھڑے رہتے ہیں' حضرت معاویہؓ نے کہا جو باتیں آپ تک پہنچی ہیں ان میں یہ بھی ہوگی' آپ نے فرمایا' تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ میں نے ارادہ کیا ہے کہ تجھے برہنہ پا بلاد حجاز تک پیادہ چلنے کا حکم دوں' حضرت معاویہؓ نے کہا یا امیر المومنین ہم ایسے علاقے میں ہیں جہاں دشمن کے بہت سے جاسوس موجود ہیں' پس ہم پر بادشاہ کی عزت کا اظہار واجب ہے جس میں اسلام اور اہل اسلام کی عزت ہوگی اور انہیں اس سے خوفزدہ بھی کیا جائے گا پس اگر آپ مجھے حکم دیں گے تو میں ایسا کروں گا اور اگر روک دیں گے تو رُک جاؤں گا' حضرت عمرؓ نے آپ سے فرمایا اے معاویہ میں نے آپ سے جس بات کے متعلق بھی دریافت کیا ہے آپ نے مجھے داڑھوں کے جوڑ کی مانند چھوڑ دیا ہے آپ نے جو بات بیان کی ہے اگر وہ درست ہے تو وہ آپ کی رائے ہے اور اگر وہ جھوٹی ہے تو وہ ایک دھوکا ہے' حضرت معاویہؓ نے کہا یا امیر المومنین آپ جو چاہیں مجھے حکم دیں آپ نے فرمایا میں نہ تجھے حکم دیتا ہوں اور نہ تجھے منع کرتا ہوں' پس ایک شخص کہنے لگا یا امیر المومنین آپ نے جس بات میں اسے داخل کیا ہے اس سے یہ نوجوان کس عمدگی کے ساتھ واپس آیا ہے' حضرت عمرؓ نے فرمایا اس کے حسن موارد و مصادر کی وجہ سے ہی ہم نے جو مشقت برداشت کی ہے' برداشت کی ہے' اور ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت عمرؓ شام آئے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ ایک گدھے پر سوار تھے اور حضرت معاویہؓ کو ان دونوں کے متعلق پتہ نہ چلا' آپ سے کہا گیا آپ امیر المومنین سے آگے بڑھ گئے ہیں تو آپ واپس آ گئے اور جب حضرت عمرؓ نے دیکھا تو آپ پیادہ ہو گئے اور آپ نے ان سے وہ باتیں کیں جنھیں ہم بیان کر چکے ہیں' حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا یا امیر المومنین آپ نے جس بات میں اسے داخل کیا ہے وہ کس عمدگی سے اس سے واپس آ گئے ہیں آپ نے فرمایا اسی کی وجہ سے ہم نے جو مشقت برداشت کی ہے' برداشت کی ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن المبارکؒ نے کتاب الزہد میں فرمایا ہے کہ محمد بن ذئب نے مسلم بن جندب سے بحوالہ اسلم جو حضرت عمرؓ کے غلام تھے ہمیں بتایا کہ حضرت معاویہؓ ہمارے پاس آئے اور آپ سفید رنگ اور چمک دمک والے تھے اور سب لوگوں سے بڑھ کر آسودہ اور خوبصورت تھے' آپ حضرت عمرؓ کے ساتھ حج کو چلے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کو دیکھ کر متعجب ہونے لگے پھر آپ نے حضرت معاویہؓ کی کمر پر انگلی رکھی پھر اسے تسمے کی مانند اٹھا لیا اور فرمانے لگے شاباش ہم بہترین لوگ ہیں کہ ہمارے لیے دنیا اور آخرت کی بھلائی اکٹھی کر دی گئی ہے' حضرت معاویہؓ نے کہا' یا امیر المومنین میں عنقریب آپ سے بیان کروں گا کہ ہم حماموں' سبزہ زاروں اور شہوات کے علاقے میں رہتے ہیں' حضرت عمرؓ نے فرمایا میں ابھی آپ سے بیان کروں گا کہ یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ آپ نے اپنے نفس کو بہترین کھانوں سے آسودہ کر لیا ہے اور آپ صبح تک سوتے رہتے ہیں' حتیٰ کہ سورج آپ کی پیٹھ کے دونوں پہلوؤں کو گرم کر دیتا ہے اور ضرورت مند دروازے کے پیچھے کھڑے ہوتے ہیں' حضرت معاویہؓ نے کہا یا امیر المومنین مجھے سکھایئے

میں عمل کروں گا' راوی بیان کرتا ہے جب ہم ذوطویٰ پہنچے تو حضرت معاویہؓ نے ایک حلہ نکال کر زیب تن کر لیا اور حضرت عمرؓ نے اس میں عمدہ خوشبو پائی اور فرمایا تم میں سے ایک شخص ارادہ کرتا ہے اور ایک تنگدست فقیر کی طرح حج کو نکلتا ہے اور جب وہ خدا تعالیٰ کے سب سے بڑے حرمت والے شہر میں آتا ہے تو خوشبو میں بسے ہوئے دو کپڑے نکال کر پہن لیتا ہے' حضرت معاویہؓ نے کہا میں نے انہیں اپنی قوم اور خاندان کے پاس جانے کے لیے پہنا ہے' خدا کی قسم یہاں بھی اور شام میں بھی مجھے آپ کی تکلیف پہنچی ہے اور اللہ جانتا ہے کہ میں نے اس میں حیا محسوس کی ہے پھر حضرت معاویہؓ نے اپنے دونوں کپڑے اتار دیئے اور وہ دو کپڑے پہن لیے جن میں احرام باندھا تھا۔

اور ابوبکر بن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ میرے باپ نے ہشام بن محمد سے بحوالہ ابوعبدالرحمٰن مدنی مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عمرؓ' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کو دیکھتے تو فرماتے یہ عرب کا کسریٰ ہے اور اسی طرح المدائنی نے بھی حضرت عمرؓ سے بیان کیا ہے کہ آپ نے یہ بات کہی تھی اور عمرو بن یحییٰ بن سعید اموی نے اپنے دادا سے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ سبز حلہ پہنے حضرت عمرؓ کے پاس آئے تو صحابہؓ نے اس حلہ کی طرف دیکھا اور جب حضرت عمرؓ نے اسے دیکھا تو درہ لے کر آپ کی طرف لپکے اور درہ سے آپ کو مارنے لگے اور حضرت معاویہؓ کہنے لگے یا امیر المومنین میرے بارے میں اللہ سے ڈریئے' پس حضرت عمرؓ اپنی نشست گاہ کی طرف واپس آ گئے تو لوگوں نے آپ سے کہا یا امیر المومنین آپ نے انہیں کیوں مارا ہے؟ حالانکہ آپ کی قوم میں ان جیسا کوئی شخص نہیں؟ آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں نے بھلائی دیکھی ہے اور مجھے بھلائی ہی پہنچی ہے اور لوگوں سے مجھے اس کے سوا کوئی اور چیز پہنچتی تو آپ ان کے ساتھ میرا اور سلوک دیکھتے لیکن میں نے انہیں دیکھا ہے۔ اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا تو میں نے چاہا کہ جو بلند ہو چکا ہے اسے پست کر دوں۔

اور ابوداؤد نے بیان کیا ہے کہ سلیمان بن عبدالرحمٰن دمشقی نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن حمزہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ابی مریم نے ہم سے بیان کیا کہ قاسم بن مغیرہ نے بتایا کہ ابومریم ازدی نے اسے بتایا کہ میں حضرت معاویہؓ کے پاس گیا تو آپ نے فرمایا اے ابوفلاں ہم تجھ سے شاد کام نہیں ہوئے۔ یہ بات عرب کہا کرتے ہیں۔ میں نے کہا میں نے ایک حدیث سنی ہے جو آپ کو بتائے دیتا ہوں میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے سنا ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے کسی معاملے کا ذمے دار بنائے اور وہ ان کی ضروریات وحاجات اور محتاجگی کے ورے حجاب اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت وحاجت اور اس کی محتاجگی کے ورے حجاب اختیار کرے گا۔ راوی بیان کرتا ہے جب حضرت معاویہؓ نے اس حدیث کو سنا تو بیادہ پا لوگوں کی ضروریات پوری کرنے لگے' اسے ترمذی اور دیگر کتب نے روایت کیا ہے۔

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ مروان بن معاویہ فزاری نے ہم سے بیان کیا کہ حبیب بن الشہید نے بحوالہ ابومجاز ہم سے بیان کیا کہ حضرت معاویہؓ لوگوں کے پاس باہر آئے تو وہ آپ کی خاطر کھڑے ہو گئے تو آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص یہ چاہے کہ لوگ اس کے لیے کھڑے ہو جائیں وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت معاویہؓ ابن عامر اور ابن زبیر کے پاس آئے تو ابن عامر آپ کے لیے کھڑے ہو گئے اور ابن زبیر آپ کے لیے کھڑے نہ

ہوئے تو حضرت معاویہؓ نے ابن عامر سے کہا' بیٹھ جایئے' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص چاہے کہ لوگ اس کے لیے کھڑے ہو جائیں وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لے۔ ابوداؤد اور ترمذی نے اسے حبیب بن الشہید کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے حدیث حسن بیان کیا ہے اور ابوداؤد نے ثوری کی حدیث سے عن ثور بن یزید عن راشد بن سعد المقری الحمصی عن معاویہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر تو نے لوگوں کو کمزوریوں کی جستجو کی تو تو ان کو خراب کر دے گا یا قریب ہے کہ تو ان کو خراب کر دے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ یہ وہ بات ہے جو اس نے حضرت معاویہؓ سے سنی ہے اللہ تعالیٰ اسے اس سے فائدہ پہنچائے' احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں یعنی آپ اچھی سیرت' اچھے چشم پوشی کرنے والے' اچھے معاف کرنے والے اور بہت پردہ پوشی کرنے والے تھے۔

اور صحیحین میں زہری کی حدیث سے حمید بن عبدالرحمٰن سے بحوالہ حضرت معاویہؓ لکھا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس سے بھلائی کا ارادہ کرے اسے دین میں سمجھ عطا کرتا ہے اور میں صرف تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ عطا کرنے والا ہے اور ہمیشہ ہی میری امت کا ایک گروہ حق کا مددگار رہے گا' ان کی مدد چھوڑ دینے والا اور ان کا مخالف ان کو نقصان نہ دے گا یہاں تک کہ امر الٰہی آ جائے گا اور وہ غالب رہیں گے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ اسی حالت میں ہوں گے' اور ایک دفعہ حضرت معاویہؓ نے اس حدیث کو بیان کیا پھر فرمایا' اور یہ مالک ابن یخامر بحوالہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ خبر دیتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور وہ شام میں تھے۔ اور وہ اس سے اہل شام کو اہل عراق کے ساتھ جنگ کرنے پر آمادہ کرتے تھے کہ اہل شام ہی اپنے مخالفین کے مقابلہ میں طائفہ منصورہ ہیں اور حضرت معاویہؓ اس حدیث سے اہل شام کے لیے اہل عراق کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے حجت پکڑا کرتے تھے۔

اور لیث بن سعد نے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی حکومت میں ۱۹ھ میں قیساریہ کو فتح کیا اور دیگر مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ نے قبرص کو ۱۵ھ میں اور بعض کا قول ہے ۱۷ھ میں اور بعض کا قول ہے کہ حضرت عثمانؓ کے زمانے میں ۲۸ھ میں فتح کیا ہے' ان کا بیان ہے کہ غزوۃ المضیق یعنی مضیق القسطنطنیہ آپ کے زمانے میں ۳۲ھ میں ہوا تھا اور آپ ہی اس سال لوگوں کے امیر تھے اور حضرت عثمانؓ نے سارے شام کو حضرت معاویہؓ کی تحویل میں دے دیا اور بعض کا قول ہے کہ حضرت عمرؓ نے شام کو آپ کی تحویل میں دیا تھا اور صحیح یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ نے دیا تھا اور حضرت معاویہؓ نے حضرت ابوالدرداءؓ کے بعد فضالہ بن عبید کو قاضی مقرر کیا پھر حضرت عثمانؓ کے قتل کے بعد آپ کے اور حضرت علیؓ کے درمیان جو کچھ ہوا وہ اجتہاد و رائے سے ہوا اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں ان دونوں کے درمیان عظیم جنگ ہوئی اور حق وصواب' حضرت علیؓ کے ساتھ تھا اور سلف وخلف کے جمہور علماء کے نزدیک حضرت معاویہؓ معذور تھے اور صحیح احادیث نے طرفین یعنی اہل عراق اور اہل شام کے اسلام پر شہادت دی ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں لکھا ہے کہ مسلمانوں کے بہترین فرقہ کے خلاف ایک خارجی فرقہ خروج کرے گا اور دونوں فرقوں میں سے جو فرقہ حق کے زیادہ قریب ہوگا وہ اسے قتل کر دے گا' پس خارجی فرقہ' خوارج ہیں اور حضرت علیؓ اور آپ کے اصحاب نے انہیں قتل کیا ہے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے اور حضرت معاویہؓ ۴۱ھ میں بااختیار امیر بن گئے اور آپ ہر سال دو دفعہ رومیوں سے جنگ

کرتے تھے ایک دفعہ موسم گرما میں اور ایک دفعہ موسم سرما میں' اور اپنی قوم کے ایک شخص کو حکم دیتے اور وہ لوگوں کو حج کرواتا اور آپ نے خود ۵۰ھ میں حج کیا اور آپ کے بیٹے یزید نے ۵۱ھ میں حج کیا اور اس سال یا اس کے بعد آنے والے سال میں آپ نے اسے بلاد روم کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بھیجا اور بہت سے بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اس کے ساتھ گئے حتیٰ کہ اس نے قسطنطنیہ کا محاصرہ کرلیا اور صحیح میں لکھا ہے کہ قسطنطنیہ سے جنگ کرنے والی پہلی فوج مغفور ہے۔ اور وکیع نے اعمش سے بحوالہ ابوصالح بیان کیا ہے کہ حدی خوان' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حدی پڑھتے ہوئے کہتا۔

''بلاشبہ آپ کے بعد حضرت علیؓ امیر ہوں گے اور حضرت زبیرؓ کے وجود میں ایک پسندیدہ خلف پایا جاتا ہے''۔

حضرت کعبؓ نے کہا بلکہ وہ سیاہی مائل سفید رنگ خچر والا ہے۔ یعنی حضرت معاویہؓ اس نے کہا اے ابواسحٰق تو یہ بات کہتا ہے حالانکہ یہاں پر حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ اور محمد ﷺ کے اصحاب موجود ہیں؟ انھوں نے کہا تو خچر والا ہے' اور سیف نے اسے عن بدر بن خلیل عن عثمان ابن عطیہ اسدی عن رجل عن بنی اسد روایت کی ہے کہ حضرت عثمانؓ کے زمانے جب سے حضرت معاویہؓ نے حدی خوان کو یہ بات کہتے سنا کہ بلاشبہ آپ کے بعد حضرت علیؓ امیر ہوں گے اور حضرت زبیرؓ کے وجود میں ایک پسندیدہ خلف پایا جاتا ہے۔ تو آپ ہمیشہ امارت کے خواہش مند رہے۔

حضرت کعبؓ نے کہا تو نے جھوٹ بولا ہے بلکہ ان کے بعد سیاہی مائل سفید رنگ خچر والا امیر ہوگا۔ یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت معاویہؓ نے اس بارے میں ان سے بات کی تو آپ نے فرمایا' تم ان کے بعد امیر ہوگے لیکن قسم بخدا جب تک آپ میری اس حدیث کی تکذیب نہ کریں وہ امارت آپ کو حاصل نہ ہوگی تو اس بات نے حضرت معاویہؓ کے دل پر اثر کیا۔

ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ محمد بن عباد المکی نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان بن عیینہ نے بحوالہ ابوہارون ہم سے بیان کیا کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میرے بعد تم انتشار سے بچنا اور اگر تم نے یہ کام کیا تو معاویہ یقیناً شام میں ہوں گے اور جب تمہیں تمہاری رائے کے سپرد کردیا گیا تو عنقریب تمہیں معلوم ہوجائے گا کہ وہ اسے تم سے کیسے چھین لیتا ہے۔

اور واقدی نے اسے ایک اور طریق سے حضرت عمرؓ سے روایت کیا ہے اور ابن عساکر نے عامر الشعبی سے روایت کی ہے کہ جب حضرت علیؓ نے جنگِ صفین سے قبل یہ اس وقت کی بات ہے جب حضرت علیؓ نے شام جانے کا ارادہ کیا اور اس کے لیے افواج کو اکٹھا کیا تھا۔ جریر بن عبداللہ البجلی کو حضرت معاویہؓ کے پاس بھیجا اور اسے حضرت معاوؓیہ کی طرف ایک خط لکھ کر دیا جس میں انہیں بتایا کہ انھیں آپ کی بیعت کرنا لازم ہے کیونکہ مہاجرین وانصار نے آپ کی بیعت کر لی ہے اور اگر آپ نے بیعت نہ کی تو میں آپ کے خلاف اللہ سے مدد مانگوں گا اور آپ سے جنگ کروں گا اور آپ نے قاتلین عثمان کے متعلق بہت باتیں کی ہیں' پس جب بات کی لوگوں نے اختیار کیا ہے آپ بھی اسے اختیار کرلیں پھر لوگوں کو میری طرف بلانا' میں آپ کو اور انھیں کتاب اللہ پر آمادہ کروں گا' یہ بات آپ نے ایک طویل کلام میں کہی' اور ہم اس کے اکثر حصہ کو قبل ازیں بیان کرچکے ہیں۔ حضرت معاویہؓ نے لوگوں کو یہ خط پڑھ کر سنایا اور جریر نے کھڑے ہوکر لوگوں سے خطاب کیا اور اپنی تقریر میں حضرت معاوؓیہ کو سمع واطاعت کا مشورہ دیا اور انہیں مخالفت و معاندت سے انتباہ کیا اور انھیں لوگوں کے درمیان فتنہ برپا کرنا اور ایک دوسرے کو تلواروں سے مارنے سے روکا' حضرت معاویہؓ نے

کہا' انتظار کیجیے حتیٰ کہ میں اہل شام کی رائے حاصل کرلوں' پھر اس کے بعد حضرت معاویہؓ نے منادی کو حکم دیا اور اس نے لوگوں میں الصلاۃ جامعۃ کا اعلان کیا اور جب لوگ اکٹھے ہو گئے تو آپ نے منبر پر چڑھ کر کہا۔ اس خدا کا شکر ہے جس نے اسلام کے ستونوں کو ارکان' اور ایمان کے شرائع کو برہان بنایا ہے جس کا چراغ' سنت کے ذریعے ارض مقدسہ میں جلتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے انبیاء اور صالحین کے اترنے کی جگہ بنایا ہے پس اہل شام نے اسے حلال کرلیا ہے اور اسے ان کے لیے پسند کیا ہے اور انھیں اس کے لیے پسند کیا ہے کیونکہ اس کے علم مکنون میں پہلے سے یہ بات موجود ہے کہ وہ اس کی اطاعت کرنے والے اور اس کے اولیاء کی خیر خواہی کرنے والے اور اس کے امر کے ذمہ دار اور اس کے دین اور اس کی حرمات کا دفاع کرنے والے ہیں پھر اس نے انھیں اس امت کے لیے ایک فوج بنایا ہے اور بھلائی کے جھنڈوں میں عظمت پائی جاتی ہے جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ عہد شکنوں کو روکتا ہے اور ان کے ذریعے مومنین کے درمیان الفت پیدا کرتا ہے' مسلمانوں کے جو امور پراگندہ ہو گئے ہیں اور قرب والفت کے بعد ان کے درمیان جو بعد پیدا ہو گیا ہے ہم اس کی اصلاح کے لیے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہیں' اے اللہ ہم کو ان لوگوں پر فتح دے جو سونے والے کو جگاتے ہیں اور امن لینے والے کو خوفزدہ کرتے ہیں اور وہ ہمارے خون گرانا چاہتے ہیں اور ہمارے راستوں کو خوفزدہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ہم انہیں سزا دینا نہیں چاہتے اور نہ ان کی پردہ دری کرنا چاہتے ہیں ہاں اللہ تعالیٰ نے ہمیں عزت کا لباس زیب تن کروایا ہے جسے ہم جب تک الوجواب دیتا اور شبنم گرتی اور ہدایت پہچانتی ہے ہرگز خوشی سے نہیں اتاریں گے اور ہمیں معلوم ہے کہ حسد و بغاوت نے انہیں ہمارے خلاف برانگیختہ کیا ہے' پس ہم ان کے خلاف اللہ سے مدد مانگتے ہیں' اے لوگو! تمہیں معلوم ہے کہ میں امیر المومنین حضرت عمرؓ بن الخطاب کا خلیفہ ہوں اور میں تم پر امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خلیفہ ہوں اور میں نے کبھی تم میں سے کسی شخص کو اس کی رسوائی پر کھڑا نہیں کیا اور میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مددگار اور عزادار ہوں' اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے (اور جو شخص مظلومانہ طور پر قتل ہو جائے ہم نے اس کے ولی کو اقتدار بخشا ہے) اور تمہیں معلوم ہے کہ وہ یعنی حضرت عثمانؓ مظلومانہ طور پر قتل ہوئے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے حضرت عثمانؓ کے قتل کے بارے میں اپنے دل کی بات بتاؤ۔

سب اہل شام نے کہا ہم ان کے خون کا بدلہ چاہتے ہیں' پس انہوں نے آپ کو اس کا جواب دیا اور آپ کی بیعت کر لی اور انہوں نے آپ سے عہد کیا کہ وہ اس بارے میں اپنی جانیں اور مال خرچ کر دیں گے اور یا آپ کا بدلہ لیں گے اور یا ان سے قبل اللہ تعالیٰ ان کی جانوں کو فنا کر دے گا' اور جب جریر نے حضرت معاویہؓ کی خاطر اہل شام کی اطاعت کا منظر دیکھا تو اس بات نے اسے گھبراہٹ میں ڈال دیا اور وہ اس سے حیران رہ گیا اور حضرت معاویہؓ نے جریر سے کہا' اگر وہ مجھے شام اور مصر کا اس شرط پر امیر بنا دیں کہ ان کے بعد کسی کی بیعت مجھ پر لازم نہ ہوگی تو میں ان کی بیعت کرلوں گا۔ جریر نے کہا آپ جو چاہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف لکھ دیں اور میں بھی ان کے ساتھ لکھ دوں گا اور جب حضرت علیؓ کے پاس خط پہنچا تو آپ نے فرمایا یہ ایک فریب ہے اور حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے مجھ سے مطالبہ کیا ہے کہ میں حضرت معاویہؓ کو شام کا امیر مقرر کر دوں حالانکہ میں مدینہ میں ہوں اور میں نے اس سے انکار کر دیا ہے (اور میں گمراہ کنندوں کو مددگار بنانے والا نہیں) پھر آپ نے جریر کو اپنے پاس آنے کے متعلق لکھا اور وہ اس وقت آیا جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس فوجیں جمع ہو چکی تھیں اور حضرت معاویہؓ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو خط لکھا۔ آپ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے وقت فلسطین میں گوشہ نشین تھے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آپ کو مصر سے معزول کر دیا تھا اور آپ فلسطین میں گوشہ نشین تھے۔

حضرت معاویہؓ نے آپ سے استدعا کرتے ہوئے آپ کو لکھا کہ بعض امور میں آپ سے مشورہ لینا ہے پس وہ سوار ہو کر آپ کے پاس آ گئے اور دونوں حضرات نے حضرت علیؓ سے جنگ کرنے پر اتفاق کر لیا اور عقبہ بن ابی معیط نے حضرت معاویہؓ کے اس خط کے بارے میں جو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف مصر و شام کی نیابت کا مطالبہ کرتے ہوئے لکھا تھا بیان کیا ہے کہ آپ نے حضرت معاویہؓ کو اس پر ڈانٹ ڈپٹ پلائی اور ملامت کی اور کچھ باتوں کے بارے میں تعریض کی۔

''اے معاویہ' شام تیرا شام ہے پس تو اپنی موت کی پناہ لے لے کہ تیرے پاس سانپ نہ آئیں' حضرت علیؓ تیرے جواب کو دیکھ رہے ہیں' ان کی ایسی جنگ کی طرف راہنمائی کر جو پیشانی کے بالوں کو سفید کر دیتی ہے اور وہ قتال اور نیزوں کے ساتھ اس کے اردگرد پھرے اور تو نیزے لگے ہاتھوں والا کمزور نہ بن' بصورتِ دیگر صلح کر لے اور بلاشبہ امن میں اس شخص کے لیے راحت ہے جو جنگ نہیں چاہتا پس تو معاویہ کو اختیار کر لے اور اے ابن حرب تو نے جو طامعانہ خط لکھا ہے' مصائب تجھ پر ظلم کرنے والے ہیں تو نے اس میں حضرت علیؓ سے وہ مطالبہ کیا ہے جسے تو حاصل نہیں کر سکتا اور اگر تو اسے حاصل کر لے تو وہ چند راتیں ہی باقی رہے گا اور تو کب تک ان سے اس کا مطالبہ کرے گا جس کے بعد کوئی بقاہ نہیں پس خواہشات تجھ پر حملے نہ کریں اور حضرت علیؓ جیسے شخص پر تو دھوکے سے حملہ کرتا ہے اور اس سے قبل تو بنیادوں کو خراب کر چکا ہے اور اگر ایک بار ان کے ناخن تجھ پر گڑ جائیں تو اے ابن ہند' تیرے حیران ہونے کے بعد وہ تجھے پھاڑ دیں''۔

اور کئی طریق سے بیان ہوا ہے کہ حضرت ابومسلم خولانی ایک جماعت کے ساتھ حضرت معاویہؓ کے پاس گئے اور انھیں کہنے لگے: آپ حضرت علیؓ سے جھگڑتے ہیں' کیا آپ ان جیسے ہیں' آپ نے کہا قسم بخدا میں جانتا ہوں کہ وہ مجھ سے بہتر اور افضل ہیں اور مجھ سے امارت کے زیادہ حق دار ہیں' لیکن کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حضرت عثمانؓ مظلومانہ طور پر مارے گئے ہیں اور میں ان کا عمزاد ہوں اور میں ان کے خون کا بدلہ مانگتا ہوں اور ان کا معاملہ میرے ذمہ ہے؟ انھیں کہو وہ حضرت عثمانؓ کے قاتلین کو میرے سپرد کر دیں اور میں ان کی امارت کو تسلیم کر لیتا ہوں' انہوں نے حضرت علیؓ کے پاس آ کر اس بارے میں آپ سے گفتگو کی تو آپ نے کسی ایک قاتل کو بھی ان کے سپرد نہ کیا' اس موقع پر اہل شام نے حضرت معاویہؓ کے ساتھ مل کر جنگ کرنے کی ٹھان لی اور عمرو بن شمر سے عن جابر الجعفی عن عامر الشعبی اور ابوجعفر الباقر روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے دمشق کی طرف ایک شخص کو انھیں انتباہ کرنے کے لیے بھیجا کہ حضرت علیؓ اہل عراق کے ساتھ تمہاری طرف آنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں تاکہ تم جو حضرت معاویہؓ کی اطاعت کرتے ہو اس کے متعلق دریافت کریں۔ پس جب وہ آئے تو حضرت معاویہؓ کے حکم سے لوگوں میں الصلاۃ جامعۃ کا اعلان کر دیا گیا اور انہوں نے مسجد کو بھر دیا پھر آپ نے منبر پر چڑھ کر اپنی تقریر میں کہا' بلاشبہ حضرت علیؓ اہل عراق کے ساتھ آپ لوگوں کی طرف آنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں پس تمہارا مشورہ کیا ہے؟ ان میں سے ہر ایک نے اپنے سینے پر ہاتھ مارا اور ان میں سے کسی نے کوئی بات نہ کی اور نہ انہوں نے آپ کی طرف اپنی آنکھیں اٹھائیں۔ اور ذوالکلاع نے کھڑے ہو کر کہا یا امیر المومنین مشورہ دینا آپ کی ذمہ داری

ہے اور کام کرنا ہماری ذمہ داری ہے پھر حضرت معاویہؓ نے لوگوں میں اعلان کیا کہ تین دن میں تم اپنی چھاؤنی میں میرے پاس آ جاؤ اور جس نے ان دنوں کے بعد تخلف کیا اس نے اپنی جان کو مباح کر دیا ہے' پس سب اکٹھے ہو جاؤ' پس یہ شخص سوار ہو کر حضرت علیؓ کے پاس گیا اور آپ کو اطلاع دی تو حضرت علیؓ نے اعلان کرنے والے کو حکم دیا اور اس نے الصلاۃ جامعۃ کا اعلان کر دیا' پس وہ اکٹھے ہو گئے تو آپ نے منبر پر چڑھ کر فرمایا' بلاشبہ حضرت معاویہؓ نے تمہارے ساتھ جنگ کرنے کے لیے لوگوں کو اکٹھا کیا ہے' پس تمہارا کیا مشورہ ہے؟ سو ہر فریق نے باتیں کیں اور ایک دوسرے کی باتیں مختلط ہو گئیں اور انھوں نے جو باتیں کیں' حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کا کچھ پتہ نہ چلا اور آپ منبر سے اناللہ وانا الیہ راجعون. پڑھتے ہوئے اتر آئے قسم بخدا جگر چبانے والی کا بیٹا انہیں لے گیا ہے پھر صفین میں فریقین کا جو معاملہ ہوا سو ہوا' جیسا کہ ہم نے ۳۶ھ میں اسے مبسوط طور پر بیان کیا ہے اور ابوبکر بن درید نے بیان کیا ہے کہ ابو حاتم نے بحوالہ ابوعبیدہ ہمیں بتایا کہ حضرت معاویہؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھا ہے اور میں نے صفین کے روز شکست کا ارادہ کیا مگر مجھے صرف ابن الاطنابہ کے قول نے روکا' وہ کہتا ہے۔

''میری عفت اور میری آزمائش اور نفع بخش قیمت سے میرے تعریف خریدنے اور ناپسندیدہ بات پر میرے نفس کو مجبور کرنے اور کوشش کرنے والے بہادر کی کھوپڑی پر میرے تلوار مارنے اور خوف کے باعث دل کے متلانے کے موقع پر میرے یہ کہنے کہ اپنی جگہ پر ٹھہرا رہ تیری تعریف ہوگی یا تو آرام پائے گا' نے میری بات ماننے سے انکار کر دیا''۔

اور بیہقی نے بحوالہ امام احمدؒ روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم خلفاء ہیں' آپ سے پوچھا گیا اور حضرت معاویہؓ؟ آپ نے فرمایا حضرت علیؓ کے زمانے میں حضرت علیؓ سے خلافت کا زیادہ حقدار کوئی نہ تھا اور اللہ تعالیٰ حضرت معاویہؓ پر رحم فرمائے اور علی بن المدائنی نے بیان کیا ہے کہ میں سفیان بن عیینہ کو بیان کرتے سنا ہے کہ حضرت علیؓ میں ایسی کوئی خصلت نہ تھی جو آپ کو خلافت سے روکتی اور نہ ہی حضرت معاویہؓ میں کوئی ایسی خصلت تھی جس سے وہ حضرت علیؓ کے ساتھ جھگڑا کرتے اور قاضی شریک سے دریافت کیا گیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حلیم تھے؟ آپ نے فرمایا جو شخص حق کو حماقت قرار دے اور حضرت علیؓ سے جنگ کرے وہ حلیم نہیں ہے' اسے ابن عسا کر نے روایت کیا ہے۔

اور سفیان ثوریؒ نے عن حبیب عن سعید بن جبیر عن ابن عباسؓ بیان کیا ہے کہ آپ نے حضرت معاویہؓ کا ذکر کیا اور یہ کہ انہوں نے عرفہ کی شام کو تلبیہ کہا ہے تو آپ نے ان کے متعلق اس میں ایک سخت بات کہی پھر آپ کو اطلاع ملی کہ حضرت علیؓ نے بھی عرفہ کی شام کو تلبیہ کہا ہے تو آپ نے اسے چھوڑ دیا اور ابوبکر بن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ عباد بن موسیٰ نے مجھ سے بیان کیا کہ علی بن ثابت الجزری نے سعید بن ابی عروبہ سے بحوالہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما آپؐ کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں' پس میں نے آپ کو سلام کہا اور بیٹھ گیا اسی دوران میں کہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کو لایا گیا اور دونوں کو ایک گھر میں داخل کر دیا گیا اور دروازہ کو بھیڑ دیا گیا اور میں دیکھ رہا تھا کہ جلدی سے حضرت علیؓ یہ کہتے ہوئے باہر نکلے کہ رب کعبہ کی قسم میرے حق میں فیصلہ ہو گیا ہے پھر جلدی سے حضرت معاویہؓ یہ کہتے ہوئے باہر نکلے کہ رب کعبہ کی قسم اس نے مجھے بخش دیا ہے' اور ابن عسا کر نے ابوزرعہ رازی سے

روایت کی ہے کہ ایک شخص نے اسے کہا' میں حضرت معاویہؓ سے بغض رکھتا ہوں' اس نے پوچھا کیوں؟ اس نے کہا اس لیے کہ انہوں نے حضرت علیؓ سے جنگ کی ہے' ابوزرعہ نے اسے کہا تو ہلاک ہو جائے حضرت معاویہؓ کا رب رحیم ہے اور حضرت معاویہؓ کا مدمقابل کریم ہے تو ان دونوں کے درمیان کس لیے دخل انداز ہوتا ہے؟۔

حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان جو ماجرا ہوا اس کے متعلق حضرت امام احمدؒ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے یہ آیت پڑھی: ﴿تِلْکَ اُمَّةٌ قَدْخَلَتْ لَهَا مَاکَسَبَتْ وَ لَکُمْ مَا کَسَبْتُمْ وَ لَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ﴾ اور یہی بات کئی سلف نے بیان کی ہے۔

اور اوزاعی نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے درمیان جو ماجرا ہوا اس کے متعلق حضرت حسنؒ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا اسے سابقت حاصل تھی اور اسے بھی سابقت حاصل تھی اسے بھی قرابت حاصل تھی اور اسے بھی قرابت حاصل تھی یہ آزمائش میں پڑا اور وہ بچایا گیا' اور جو ماجرا حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان ہوا اس کے متعلق آپ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اسے بھی قرابت حاصل تھی اور اسے بھی قرابت حاصل تھی' اسے سابقت حاصل تھی اور اسے سابقت حاصل نہ تھی اور دونوں آزمائش میں پڑے' اور کلثوم بن جوشن نے بیان کیا ہے کہ نضر ابوعمر نے حضرت حسن بصریؒ سے پوچھا حضرت ابوبکرؓ افضل ہیں یا حضرت علیؓ؟ آپ نے فرمایا سبحان اللہ کوئی برابری نہیں' حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کچھ سبقتیں حاصل تھیں جن میں حضرت ابوبکرؓ ان کے شریک ہیں اور حضرت علیؓ نے کچھ نئی باتیں کی ہیں جن میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے شریک نہیں' اور حضرت ابوبکرؓ افضل ہیں' اس نے پوچھا حضرت عمرؓ افضل ہیں یا حضرت علیؓ؟ آپ نے وہی جواب دیا جو حضرت ابوبکرؓ کے بارے میں دیا تھا پھر فرمایا حضرت عمرؓ افضل ہیں' اس نے پوچھا حضرت عثمانؓ افضل ہیں یا حضرت علیؓ تو آپ نے پہلے قول کی مانند جواب دیا۔ پھر فرمایا حضرت عثمانؓ افضل ہیں' اس نے پوچھا حضرت علیؓ افضل ہیں یا حضرت معاویہ؟ آپ نے فرمایا سبحان اللہ کوئی برابری نہیں' حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کچھ سبقتیں حاصل ہیں جن میں حضرت معاویہؓ ان کے شریک ہیں اور حضرت علیؓ' حضرت معاویہؓ سے افضل ہیں اور حضرت حسن بصریؒ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ حضرت معاویہؓ کو چار باتوں پر ملامت کرتے تھے' حضرت علیؓ سے جنگ کرنے پر' حضرت حجر بن عدیؓ کے قتل کرنے پر' زیاد بن ابیہ کے استلحاق پر' اپنے بیٹے یزید کی بیعت لینے پر۔

اور جریر بن عبدالحمید نے بحوالہ مغیرہ بیان کیا ہے کہ جب حضرت معاویہؓ کے پاس حضرت علیؓ کے قتل ہونے کی خبر پہنچی تو آپ رونے لگے تو آپ کی بیوی نے آپ سے کہا' کیا آپ اس پر روتے ہیں حالانکہ آپ نے ان سے جنگ کی ہے؟ حضرت معاویہؓ نے کہا تو ہلاک ہو جائے تجھے معلوم نہیں کہ لوگوں نے کس قدر فضل' فقہ اور علم کو کھو دیا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے آپ سے کہا' کل آپ ان سے جنگ کرتے تھے اور آج اس پر روتے ہیں؟

میں کہتا ہوں کہ حضرت علیؓ ۴۰ھ کے رمضان میں قتل ہوئے اسی لیے لیث بن سعد نے کہا ہے کہ ایلیاء میں حضرت معاویہؓ کی جماعتی بیعت ہوئی اور آپ ۴۱ھ میں کوفہ میں آئے اور صحیح بات وہی ہے جو ابن اسحٰق نے بیان کی ہے اور جمہور کا قول یہ ہے کہ ۴۰ھ کے رمضان میں ایلیاء میں اس وقت آپ کی بیعت ہوئی جب اہل شام کو حضرت علیؓ کے قتل کی اطلاع ملی' لیکن آپ حضرت حسنؓ سے

مصالحت کرنے کے بعد ماہ ربیع الاوّل ۴۱ھ میں کوفہ میں آئے اور عام الجماعۃ یعنی جماعت کا سال تھا اور یہ مصالحت اذرج مقام پر ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ عراق کے مضافات میں انباز کی جانب مسکن مقام پر ہوئی اور حضرت معاویہؓ بااختیار امیر بن گئے حتیٰ کہ ۶۰ھ میں فوت ہو گئے۔

اور بعض کا قول ہے کہ حضرت معاویہؓ کی انگوٹھی کا نقش ''لکل عمل ثواب'' تھا اور بعض کہتے ہیں کہ ''لاقوۃ الا باللہ'' تھا اور یعقوب بن سفیان نے بیان کیا ہے کہ ابوبکر بن ابی شیبہ اور سعید بن منصور نے ہم سے بیان کیا کہ ابومعاویہ نے ہم سے بیان کیا کہ اعمش نے عمرو بن مرۃ سے بحوالہ سعید بن سوید ہم سے بیان کیا کہ حضرت معاویہؓ نے کوفہ سے باہر نخیلہ مقام پر ہمیں دھوپ میں جمعہ کی نماز پڑھائی پھر ہمیں خطبہ دیا اور کہا' میں نے تم سے اس لیے جنگ نہیں کی کہ تم روزے رکھو اور نہ اس لیے کہ تم نماز پڑھو اور نہ اس لیے کہ تم حج کرو اور نہ اس لیے کہ تم زکوٰۃ دو' مجھے معلوم ہے کہ تم یہ کام کرتے ہو لیکن میں نے تم سے اس لیے جنگ کی ہے کہ میں تم پر امیر بن جاؤں اور اللہ تعالیٰ نے تمہاری ناپسندیدگی کے باوجود مجھے امارت دے دی ہے۔ ایسے محمد بن سعد نے لیلیٰ بن عبید سے بحوالہ اعمش روایت کیا ہے اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ عارم نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن یزید نے معمر سے بحوالہ زہری ہم سے بیان کیا کہ حضرت معاویہؓ نے دو سال' حضرت عمرؓ کے وہ کام کیے جن میں کمی رہ گئی تھی پھر وہ ان کاموں سے دور ہو گئے اور نعیم بن حماد نے بیان کیا ہے کہ ابن فضیل نے السری بن اسماعیل سے بحوالہ شعبی ہم سے بیان کیا کہ سفیان بن اللیل نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کوفہ سے مدینہ آئے تو میں نے انہیں کہا ''اے مومنین کو ذلیل کرنے والے'' آپ نے فرمایا ایسا نہ کہو میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے سنا ہے کہ شب و روز ختم نہ ہوں گے حتیٰ کہ معاویہ بادشاہ بن جائیں گے' پس مجھے معلوم ہو گیا کہ اللہ کا حکم ہو کر رہنے والا ہے پس میں نے پسند نہ کیا کہ میرے اور ان کے درمیان مسلمانوں کے خون بہائے جائیں' اور مجالد نے شعبی سے بحوالہ حارث اعور بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے صفین سے واپسی کے بعد فرمایا اے لوگو! معاویہ کی امارت کو ناپسند نہ کرو اور اگر تم نے اسے کھو دیا تو تم سروں کو ان کے کندھوں سے حنظل کی طرح اڑتا دیکھو گے اور ابن عساکر نے اپنے اسناد سے بحوالہ ابوداؤد طیالسی بیان کیا ہے کہ ایوب بن جابر نے ابواسحٰق سے بحوالہ اسود بن یزید ہم سے بیان کیا' و۔ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عائشہؓ سے کہا' کیا آپ اس شخص پر تعجب نہیں کرتیں جو طلقاء میں سے ہے اور خلافت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب سے جھگڑا کرتا ہے' حضرت عائشہؓ نے فرمایا اور تو اس بات سے تعجب نہیں کرتا کہ یہ اقتدار الٰہی ہے جسے وہ نیک اور بد کو دیتا ہے اور اس نے فرعون کو اہل مصر پر چار سو سال تک بادشاہ بنایا اور اسی طرح دیگر کفار کو بھی۔

زہری نے بیان کیا ہے کہ قاسم بن محمد نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حج کرنے کے ارادے سے مدینہ آئے تو آپ حضرت عائشہؓ کے پاس گئے اور دونوں نے علیحدگی میں گفتگو کی اور ان کی گفتگو کے وقت ذکوان ابوعمر اور حضرت عائشہؓ کے غلام کے سوا' کوئی شخص موجود نہ تھا' حضرت عائشہؓ نے فرمایا تو اس بات سے بےخوف ہے کہ میں تیرے لیے ایک شخص کو چھپا دوں جو تجھے میرے بھائی محمد کے قتل کرنے کے بدلے میں قتل کر دے؟ حضرت معاویہؓ نے کہا آپ نے مجھ سے درست کہا ہے پس جب حضرت معاویہؓ کی آپ کے ساتھ بات چیت ختم ہو گئی تو حضرت عائشہؓ نے تشہد پڑھا پھر اللہ تعالیٰ نے جس ہدایت اور دین حق کے

ساتھ اپنے نبی کو بھیجا تھا اور آپ کے بعد خلفاء نے جو طریق اختیار کیا تھا اسے بیان کیا اور آپ نے حضرت معاویہؓ کو عدل کرنے اور ان کی سنت کی اتباع کی ترغیب دی اور آپ نے اس بارے میں اس حد تک بات کی کہ حضرت معاویہؓ کے لیے کوئی عذر باقی نہ چھوڑا اور جب آپ اپنی بات ختم کر چکیں تو حضرت معاویہؓ نے آپ سے کہا خدا کی قسم آپ عالمہ اور رسول اللہ ﷺ کے احکام پر عمل کرنے والی اور ناصحہ مشفقہ اور بلیغ انداز میں نصیحت کرنے والی ہیں آپ نے بھلائی کی ترغیب دی ہے اور اسی کا حکم دیا ہے اور آپ نے ہمیں وہی حکم دیا ہے جس میں ہماری مصلحت ہے اور آپ اطاعت کی اہل ہیں اور آپ نے اور حضرت معاویہؓ نے بہت سی باتیں کیں' اور جب حضرت معاویہؓ کھڑے ہوئے تو آپ نے ذکوان کا سہارا لیا اور فرمایا خدا کی قسم میں نے کسی خطیب کو نہیں سنا جو اللہ کا رسول نہ ہو اور وہ حضرت عائشہؓ سے زیادہ فصیح و بلیغ ہو۔

اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ خالد بن مخلد البجلی نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان بن بلال نے ہم سے بیان کیا کہ علقمہ بن ابی علقمہ نے اپنی ماں کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ مدینہ آئے تو آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف پیغام بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ کی چادر اور آپ کے بال مجھے بھیج دیں تو آپ نے میرے ہاتھ انہیں بھیج دیا یہاں تک کہ میں حضرت معاویہؓ کے پاس پہنچ گیا تو آپ نے چادر لے کر پہن لی اور آپ کے بالوں کو لے کر پانی منگوا کر انہیں دھویا اور پیا اور اپنی جلد پر بہایا اور اصمعی نے ہذلی سے بحوالہ شعبی بیان کیا ہے کہ عام الجماعۃ کو جب حضرت معاویہؓ مدینہ آئے تو قریش کے کچھ سرداروں نے آپ سے ملاقات کی اور کہنے لگے اس خدا کا شکر ہے جس نے آپ کو مدد دی اور آپ کے امر کو بلند کیا تو آپ نے انہیں کوئی جواب نہ دیا یہاں تک کہ مدینہ میں داخل ہو گئے' پس آپ مسجد میں گئے اور منبر پر چڑھ گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا:

''امابعد! خدا کی قسم جب سے میں نے آپ لوگوں کی امارت سنبھالی ہے اور مجھے معلوم ہے کہ تم میری حکومت سے خوش نہیں ہو اور نہ اسے پسند کرتے ہو اور اس کے متعلق جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے میں اسے بھی جانتا ہوں لیکن میں نے اپنی اس تلوار سے جلدی سے تمہیں آ لیا ہے اور میں نے حضرت ابی قحافہ کا سا عمل کرنے کا ارادہ کیا مگر میں نے دیکھا کہ میرا نفس نہ اس کی ذمہ داری ادا کر سکتا ہے اور نہ اس کی استطاعت رکھتا ہے اور میں نے حضرت ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کا سا عمل کرنے کا ارادہ کیا تو میرا نفس اس سے بڑا نفور اور فرار اختیار کرنے والا تھا اور میں نے حضرت عثمانؓ کے سے کام کرنے چاہے تو اس نے میری بات نہ مانی اور ان جیسا آدمی کہاں ہے؟ اور کون ان کے سے اعمال کی مقدرت رکھتا ہے؟ ناممکن ہے کہ ان کے بعد آنے والا کوئی شخص ان کی خوبیوں کو پا سکے۔

ہاں میں نے اپنے نفس کو ایک اپنے راستے پر چلایا ہے جس میں منفعت ہے اور تمہارے لیے بھی اس میں اسی قسم کی منفعت ہے اور اس میں ہر ایک کے لیے جب تک سیرت مستقیم رہے اور اچھی اطاعت رہے' کھانے پینے کا اچھا سامان ہے' اگر تم مجھے اپنا اچھا آدمی نہیں سمجھتے تو میں تمہارے لیے اچھا ہوں' خدا کی قسم جس کے پاس تلوار نہیں میں اس پر تلوار نہیں اٹھاؤں گا اور جو کچھ پہلے ہو چکا ہے تمہیں معلوم ہے میں نے اسے اپنے کان پیچھے کر دیا ہے اور اگر تم مجھے اپنے سارے حق کا پاسبان نہیں پاتے تو اس کے بعض سے مجھ سے راضی ہو جاؤ بلاشبہ یہ اس کے چوزے کے انڈے کو توڑنے

والی بات ہے اور جب سیلاب آتا ہے تو کمزور کر دیتا ہے اور اگر کم ہو تو غنی کر دیتا ہے اور فتنہ سے اجتناب اختیار کرو اور اس کا ارادہ نہ کرو بلاشبہ یہ معیشت کو خراب کر دیتا ہے اور آسائش کو مکدر کر دیتا ہے اور استیصال کو وارث بناتا ہے میں اللہ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے بخشش مانگتا ہوں۔ استغفر اللہ''۔

پھر آپ منبر سے نیچے اتر آئے۔

ظاہر ہے کہ یہ خطبہ ۴۴ھ کے حج کے سال کا ہے یا ۵۰ھ کے سال کا ہے نہ کہ عام الجماعۃ کا۔

اور لیث نے بیان کیا ہے کہ علوان بن صالح بن کیسان نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت معاویہؓ لوگوں کے آپ پر متفق ہو جانے کے بعد پہلے حج میں مدینہ آئے تو حضرت حسن' حضرت حسین رضی اللہ عنہما اور قریش کے کچھ لوگ آپ سے ملے اور آپ حضرت عثمان بن عفانؓ کے گھر بھی گئے اور جب آپ گھر کے دروازے کے قریب ہوئے تو عائشہ بنت عثمان چلائیں اور اپنے باپ کا ندبہ کیا' حضرت معاویہؓ نے ان لوگوں سے جو آپ کے ساتھ تھے' کہا' اپنے گھروں کو واپس چلے جاؤ مجھے اس گھر میں کوئی کام ہے' وہ واپس چلے گئے تو آپ نے اندر جا کر عائشہ بنت عثمان کو تسلی دی اور اسے اس بات سے باز رہنے کا حکم دیا اور اسے کہا اے میری بھتیجی! لوگوں نے ہمیں ہماری بادشاہی دے دی ہے اور ہم نے ان کے لیے وہ حلم ظاہر کیا ہے جس کے نیچے غضب ہے اور انھوں نے ہمارے لیے اس اطاعت کا اظہار کیا ہے جس کے نیچے کینہ ہے پس ہم نے اس کا اس کے بدلے ان کے ساتھ سودا کیا ہے اور انہوں نے اس کا اس کے بدلے ہمارے ساتھ سودا کیا ہے پس اگر ہم نے انہیں وہ چیز دی جو انہوں نے ہم سے نہیں خریدی تو وہ ہمارا حق دینے میں بخل کریں گے اور ہم ان کے حق کا انکار کرنے والے ہوں گے اور ان میں سے ہر انسان کے ساتھ اس کے مددگار ہیں اور وہ اپنے مددگاروں کی جگہ کو دیکھتا ہے پس اگر ہم نے ان سے عہد شکنی کی تو وہ ہم سے عہد شکنی کریں گے پھر ہمیں معلوم نہ ہوگا کہ ہمیں غلبہ حاصل ہوتا ہے یا ہم مغلوب ہوتے ہیں اور مجھے تیرا مسلمانوں کی لونڈی بننے کی نسبت تیرا امیر المومنین عثمان کی بیٹی ہونا زیادہ پسند ہے اور میں تیرے باپ کے بعد تیرا کیا ہی اچھا خلف ہوں۔

اور ابن عدی نے علی بن زید کے طریق سے جو ضعیف ہے ابی نضرہ سے بحوالہ ابوسعید روایت کی ہے اور مجالد کی حدیث سے بھی جو ضعیف ہے ابوالوداک سے بحوالہ ابوسعید روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم معاویہ کو میرے منبر پر دیکھو تو اسے قتل کر دو۔ اور اس نے اسے الحکم بن ظہیر کے طریق سے جو متروک ہے۔ عن عاصم عن زر عن ابن مسعود مرفوعاً قوت دی ہے' بلاشبہ یہ حدیث جھوٹ ہے اور اگر یہ صحیح ہوتی تو صحابہؓ اس فعل کی طرف سبقت کرتے اس لیے کہ وہ اللہ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت کی پرواہ نہ کرتے تھے اور عمرو بن عبید نے اسے بحوالہ حسن بصری مرسل قرار دیا ہے' ایوب نے بیان کیا ہے کہ یہ جھوٹ ہے اور خطیب بغدادی نے اسے مجہول اسناد کے ساتھ ابوزبیر سے بحوالہ جابر مرفوعاً روایت کیا ہے کہ جب تم معاویہ کو میرے منبر پر خطبہ دیتے دیکھو تو اسے قتل کر دو[1]' بلاشبہ وہ امین ماموں ہے۔

---

[1] شاید یہ لفظ فاقبلوہ ہے یعنی اسے قبول کرلو اس کی دلیل یہ ہے کہ سلسلہ کلام میں آپ کا یہ قول بیان ہوا ہے کہ بلاشبہ وہ امین ماموں ہے۔ اور اس حدیث پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا اور مفہوم بھی صحیح رہتا ہے۔ واللہ اعلم

اور ابو زرعہ دمشقی نے عن دحیم عن الولید عن الاوزاعی بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ کی خلافت کو کئی صحابہؓ نے پایا جن میں حضرت اسامہ' حضرت سعد' حضرت جابر' حضرت ابن عمر' حضرت زید بن ثابت' حضرت سلمہ بن مخلد' حضرت ابو سعید' حضرت رافع بن خدیج' حضرت ابو امامہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم شامل ہیں اور جن لوگوں کا ہم نے نام لیا ہے ان سے کئی گنا اچھے اور بہتر آدمی بھی ہیں جو چراغ ہدایت اور علم کی پوٹ تھے۔ انہوں نے کتاب سے اس کے مرتب حصے اور دین کے جدید حصے کو پیش کیا اور اسلام سے وہ کچھ سمجھا جو ان کے اغیار نے نہ سمجھا اور انہوں نے خدیج' حضرت ابو امامہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم شامل ہیں اور جن لوگوں کا ہم نے نام لیا ہے ان سے کئی گنا سے تاویل قرآن سیکھی اور ان کی اچھی طرح پیروی کرنے والوں میں حضرت المسور بن مخرمہ' حضرت عبدالرحمٰن بن الاسود بن عبد یغوث' حضرت سعید بن المسیب اور حضرت عبداللہ بن محیریز بھی شامل ہیں اور ان جیسے لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں جماعت سے دست کش نہیں ہوئے۔

ابو زرعہ نے عن دحیم عن الولید عن سعید بن عبدالعزیز بیان کیا ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو لوگوں کے واسطے لڑنے والی کوئی فوج نہ تھی حتیٰ کہ عام الجماعۃ آ گیا تو حضرت معاویہؓ نے سرزمین روم سے سولہ جنگیں لڑیں' موسم گرما میں ایک سریہ جاتا اور موسم سرما سرزمین روم میں گزارتا پھر واپس آ جاتا اور اس کے بعد دوسرا جاتا' اور جن لوگوں کو آپ نے جنگ کے لیے بھیجا ان میں آپ کا بیٹا یزید بھی تھا اور اس کے ساتھ بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی تھے پس وہ انہیں خلیج کے پار لے گیا اور انھوں نے اہل قسطنطنیہ کے ساتھ قسطنطنیہ کے دروازے پر جنگ کی پھر وہ انہیں ساتھ لے کر واپس شام آ گیا اور حضرت معاویہؓ نے اسے آخری وصیت یہ کی کہ وہ رومیوں کے گلے کو مضبوطی سے دبا دے' اور ابن وہب نے یونس سے بحوالہ زہری بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے اپنے دور خلافت میں دو دفعہ لوگوں کو حج کروایا اور آپ کا دور انیس سال گیارہ ماہ تھا اور ابوبکر بن عیاش نے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے ۴۴ھ اور ۵۰ھ میں لوگوں کو حج کروایا اور دیگر مؤرخین نے ۵۱ھ بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم

اور لیث بن سعد نے بیان کیا ہے کہ بکیر نے بحوالہ بشر بن سعید ہم سے بیان کیا کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عثمانؓ کے بعد کسی شخص کو اس دروازے والے یعنی حضرت معاویہؓ سے بڑھ کر حق کے ساتھ فیصلہ کرنے والا نہیں دیکھا۔ اور عبدالرزاق نے بیان کیا ہے کہ معمر نے زہری سے بحوالہ حمید بن عبدالرحمٰن ہم سے بیان کیا کہ المسور بن مخرمہ نے ہم سے بیان کیا کہ وہ حضرت معاویہؓ کے پاس آئے' وہ بیان کرتے ہیں جب میں آپ کے پاس گیا۔ میں نے خیال کیا کہ انہوں نے کہا کہ میں نے اسے سلام کہا ہے۔ آپ نے فرمایا اے مسور' ائمہ پر تیرے اعتراض نے کیا کیا؟ میں نے کہا اس بات کو چھوڑ دیئے اور ہم پہلے جو کچھ کر چکے ہیں اس کے بارے میں حسن سلوک کیجیے' آپ نے فرمایا آپ مجھ سے اپنے بارے میں بات کریں' راوی بیان کرتا ہے کہ میں جو عیب بھی ان پر لگاتا تھا ان میں سے کوئی بات بھی نہ چھوڑی اور انہیں اس کے متعلق بتایا تو آپ نے فرمایا' گناہ سے پاک نہ بن' کیا تمہارے کچھ ایسے گناہ ہیں کہ جن کے متعلق تمہیں خوف ہے کہ اگر اللہ نے انہیں نہ بخشا تو وہ تجھے ہلاک کر دیں گے' راوی بیان کرتا ہے میں نے کہا ہاں' بلاشبہ میرے کچھ ایسے گناہ ہیں اگر اللہ نے انہیں نہ بخشا تو میں ان کے سبب ہلاک ہو جاؤں گا' آپ نے فرمایا تجھے کس نے مجھ سے بڑھ کر مغفرت کی امید کا حقدار بنایا ہے' خدا کی قسم میرے ذمے رعایا کی اصلاح حدود کا قیام' لوگوں کے

درمیان صلح کروانا اور راہ خدا میں جہاد کرنا اور ایسے بڑے بڑے کام ہیں جنہیں اللہ کے سوا کوئی شمار نہیں کر سکتا اور نہ ہم انہیں ان عیوب و ذنوب سے زیادہ شمار کر سکتے ہیں جن کا آپ نے ذکر کیا ہے اور اس میں ایک ایسے دین پر ہوں جس میں اللہ تعالیٰ نیکیوں کو قبول کرتا اور بدیوں سے درگزر کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس بات کا گواہ ہے کہ اگر مجھے اللہ اور اس کے غیر میں اختیار دیا جائے تو میں اللہ تعالیٰ کو اس کے غیر کے مقابلہ میں پسند کروں گا۔ راوی بیان کرتا ہے جب آپ نے مجھ سے یہ باتیں کیں تو میں سوچ میں پڑ گیا اور مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ جھگڑے میں مجھ پر غالب آ گئے ہیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت مسور جب اس کے بعد آپ کا ذکر کرتے تو آپ کے لیے دعائے خیر کرتے' اور شعیب نے بھی اسے عن الزہری عن عروہ عن المسور اسی طرح روایت کیا ہے۔

اور ابن درید نے ابو حاتم سے بحوالہ العتبی بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے فرمایا اے لوگو! میں تم سے بہتر نہیں اور بلاشبہ تم میں ایسے لوگ موجود ہیں جو مجھ سے بہتر ہیں جیسے حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم وغیرہ افاضل' لیکن ہو سکتا ہے کہ میں حکومت کے لحاظ سے تمہارے لیے زیادہ فائدہ مند ہوں اور تمہارے دشمن پر غالب آ کر اسے زیادہ قتل کرنے والا ہوں اور تمہیں زیادہ دودھ دینے والا ہوں' اور محمد کے اصحاب نے اسے عن ابن سعد عن محمد بن مصعب عن ابی بکر بن ابی مریم عن ثابت مولیٰ معاویہ روایت کیا ہے کہ اس نے حضرت معاویہؓ کو اس قسم کی بات کرتے سنا' اور خطیب دمشق ہشام بن عمار نے بیان کیا ہے کہ عمرو بن واقد نے ہم سے بیان کیا کہ یونس بن حلبس نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے جمعہ کے روز' دمشق کے منبر پر حضرت معاویہؓ کو بیان کرتے سنا کہ اے لوگو! میری بات کو سمجھو' تم امور دنیا و آخرت کو مجھ سے بڑھ کر جاننے والا ہرگز نہیں پاؤ گے' نماز میں اپنے چہروں اور صفوں کو درست رکھو' وگرنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں مخالفت ڈال دے گا' اپنے بیوقوفوں کے ہاتھوں پر گرفت کرو' وگرنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کو تم پر مسلط کر دے گا اور وہ تمہیں برا عذاب دے گا' صدقہ دو اور کوئی آدمی نہ کہے کہ میں غریب ہوں' بلاشبہ غریب کا صدقہ' غنی کے صدقے سے افضل ہے پاکدامن عورتوں پر تہمت تراشنے سے اجتناب کرو اور یہ کہ کوئی شخص کہے کہ میں نے سنا ہے اور مجھے اطلاع ملی ہے اور اگر تم میں سے کسی نے حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے کی عورت پر بھی تہمت تراشی تو قیامت کے روز اس سے اس کے متعلق پوچھا جائے گا۔ اور ابوداؤد طیالسی نے بیان کیا ہے کہ یزید ابن طہمان الرقاشی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن سیرین نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت معاویہؓ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تو تہمت نہ لگاتے' اور ابوالقاسم بغوی نے اسے عن سوید بن سعید عن ہمام بن اسماعیل عن ابی قبیل روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ ہر روز ابوالجیش نامی شخص کو بھیجتے اور وہ مجالس میں گھومتا پھرتا اور پوچھتا کیا کسی کے گھر بچہ پیدا ہوا ہے؟ یا کوئی مہمان آیا ہے؟ اور جب اسے اس کے متعلق بتایا جاتا تو وہ رجسٹر میں اسے رسد دینے کے لیے اس کا نام لکھ دیتا' اور دیگر مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ متواضع تھے اور آپ کے کوڑے بچوں کے کوڑوں کی طرح ہوتے تھے جنہیں وہ کولڑے کہتے تھے اور آپ ان سے لوگوں کو مارتے تھے۔

اور ہشام بن عمار نے عمرو بن واقد سے بحوالہ یونس بن میسرہ بن حلبس بیان کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت معاویہؓ کو دمشق کے بازار میں دیکھا آپ اپنے پیچھے ایک خدمت گار کو بٹھائے ہوئے تھے اور آپ کی قمیص کے گریبان کو پیوند لگے ہوئے تھے اور آپ دمشق کے بازاروں میں چل پھر رہے تھے اور اعمش نے بحوالہ مجاہد بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا اگر تم حضرت

معاویہؓ کو دیکھتے تو تم کہتے یہ مہدی ہے' اور ہیثم نے عن العوام عن جبلہ ابن سحیم عن ابن عمر و بیان کیا ہے' آپ نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت معاویہؓ سے بڑا سردار نہیں دیکھا' راوی بیان کرتا ہے میں نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی' آپ نے فرمایا حضرت عمرؓ ان سے بہتر تھے اور حضرت معاویہؓ ان سے بڑے سردار تھے' اور ابوسفیان الحمیری نے اسے بحوالہ العوام بن حوشب روایت کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت معاویہؓ سے بڑا سردار نہیں دیکھا' دریافت کیا گیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی بڑے سردار نہ تھے؟ انہوں نے کہا حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم آپ سے بہتر تھے اور آپ بڑے سردار تھے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کئی طرق سے اس جیسی روایت کی گئی ہے اور عبدالرزاق نے معمر سے بحوالہ ہمام بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بیان کرتے سنا کہ میں نے حضرت معاویہؓ سے بڑھ کر کسی شخص کو بادشاہت کے لائق نہیں دیکھا اور حنبل بن اسحٰق نے بیان کیا ہے کہ ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ابی عتیبہ نے اہل مدینہ کے ایک شیخ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ حضرت معاویہؓ نے کہا کہ میں پہلا بادشاہ ہوں اور ابن ابی خیثمہ نے بیان کیا ہے کہ ہارون بن معروف نے ہم سے بیان کیا کہ حمزہ نے بحوالہ ابن شوذب ہم سے بیان کیا کہ حضرت معاویہؓ بیان کیا کرتے تھے کہ میں پہلا بادشاہ اور آخری خلیفہ ہوں' میں کہتا ہوں سنت یہ ہے کہ حضرت معاویہؓ کو بادشاہ کہا جائے اور حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میرے بعد خلافت تیس سال ہوگی پھر کاٹنے والی حکومت ہوگی۔ کے مطابق آپ کو خلیفہ نہ کہا جائے۔

اور عبدالملک بن مروان نے ایک روز حضرت معاویہؓ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ میں نے حلم و برداشت اور سخاوت میں ان کی مانند نہیں دیکھا اور قبیصہ بن جابر نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت معاویہؓ سے بڑھ کر کسی شخص کو حلیم' بردبار' نرم خو سردار اور نیکی میں کشادہ دست نہیں دیکھا' اور بعض نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت معاویہؓ کو سخت بری باتیں سنائیں تو آپ سے کہا گیا کاش آپ اس پر حملہ کر کے اسے مغلوب کر لیتے؟ آپ نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ میری رعیت کے کسی شخص کے گناہ سے میرا حلم تنگ پڑ جائے' اور ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے آپ سے کہا یا امیر المومنین آپ کو کس نے حلیم بنایا ہے؟ آپ نے فرمایا مجھے اس بات سے شرم محسوس ہوتی ہے کہ کسی شخص کا جرم میرے حلم سے بڑھ جائے۔

اور اصمعی نے بحوالہ ثوری بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے فرمایا' مجھے شرم محسوس ہوتی ہے کہ گناہ میرے عفو سے بڑھ جائے یا جہل میرے حلم سے بڑھ جائے یا قابل شرم کمزوری کو میں اپنے پردے سے چھپا نہ سکوں اور اصمعی اور شعبی نے اپنے باپ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ ابوالجہم نامی شخص اور حضرت معاویہؓ کے درمیان کچھ گفتگو ہوئی جس میں حضرت معاویہؓ کے متعلق کینہ پایا جاتا تھا' حضرت معاویہؓ نے سر جھکا لیا پھر اپنے سر کو اٹھا کر کہا اے ابوالجہم' بادشاہ سے اجتناب اختیار کرو وہ بچوں کی طرح غضب ناک ہو جاتا ہے اور شیر کی طرح پکڑ لیتا ہے اور اس کا تھوڑا سا غصہ بہت سے لوگوں پر غالب آ جاتا ہے پھر حضرت معاویہؓ نے ابوالجہم کو مال دینے کا حکم دیا اور ابوالجہم نے اس بارے میں حضرت معاویہؓ کی مدح کرتے ہوئے کہا۔

''ہم ان کے پہلوؤں کی طرف یوں جھکتے ہیں جیسے اپنے باپوں کی طرف جھکتے ہیں اور ہم اسے اس یک دونوں حالتوں کی خبر دینے کے لیے پلٹتے ہیں تو ہمیں ان دونوں سے سخاوت اور نرمی کی خبر ملتی ہے''۔

اور اعمش نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے حضرت معاویہؓ کے ساتھ چکر لگایا اور حضرت معاویہؓ حضرت حسن رضی اللہ عنہما کے آگے آگے چل رہے تھے حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا' ان کے سرین' ہند کے سرین سے کس قدر مشابہت رکھتے ہیں تو حضرت معاویہؓ نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا یہ بات حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو بھی حیرت میں ڈال دیا کرتی تھی اور آپ کے بھانجے عبدالرحمٰن بن الحکم نے حضرت معاویہؓ سے کہا فلاں شخص مجھے گالیاں دیتا ہے آپ نے اسے فرمایا اس کے آگے پست ہو کر گزر وہ تجھے معاف کر دے گا اور ابن الاعرابی نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت معاویہؓ سے کہا میں نے آپ سے زیادہ برداشت والا شخص نہیں دیکھا' حضرت معاویہؓ نے فرمایا ہاں جو شخص آدمیوں کا مقابلہ کرتا ہے وہ ایسے ہی ہوتا ہے' اور ابوعمرو بن العلاء نے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے فرمایا مجھے سرخ اونٹوں کی سخاوت میں خوشی محسوس ہوتی ہے نیز فرمایا فتح کے مقابلہ میں حلم اختیار کرنے سے مجھے خوشی ہوتی ہے اور بعض نے کہا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے فرمایا اے بنی امیہ حلم کے ذریعے قریش سے ممتاز ہو جاؤ' قسم بخدا جاہلیت میں' میں کسی شخص سے ملتا تو وہ مجھے جی بھر کر گالیاں دیتا اور میں اس سے بڑا حلم اختیار کرتا پس میں واپس لوٹتا تو وہ میرا دوست ہوتا اور اگر میں اس سے مدد مانگتا تو وہ میری مدد کرتا اور میں حملہ کرتا تو وہ میرے ساتھ حملہ کرتا۔ اور شریف سے حلم کا روکنا اس کا شرف نہیں اور وہ اسے کرم میں زیادہ کر دیتا ہے نیز فرمایا حلم کی آفت' ذلت ہے' اور جب تک کسی شخص کا حلم اس کے جہل پر اور اس کا صبر اس کی شہوت پر غالب نہ آ جائے وہ مشورہ کے مقام تک نہیں پہنچتا اور اس تک آدمی حلم کی قوت سے ہی پہنچ سکتا ہے اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے' ابن ہند کے کیا کہنے' ہم اس سے ڈرا کرتے تھے اور شیر اپنے پنجوں سمیت اس سے دلیر نہیں تھا پس وہ ہم سے الگ ہو جاتا اور ہم اسے فریب دیتے تھے اور اہل زمین کا کوئی شب زاد اس سے زیادہ دانا تھا اور وہ ہم سے فریب کرتا' اور آپ نے کوہ ابوقبیس کی طرف اشارہ کر کے کہا میں چاہتا ہوں جب تک اس پہاڑ میں پتھر موجود ہیں ہم اس سے فائدہ اٹھائیں' ایک شخص نے حضرت معاویہؓ سے کہا' لوگوں کا بڑا سردار کون ہے؟ آپ نے فرمایا جب اس سے سوال کیا جائے تو وہ دل کے لحاظ سے ان سب سے بڑا سخی ہو اور مجالس میں ان سے بڑا با اخلاق ہو اور جب اسے جاہل شمار کیا جائے تو وہ ان سے بڑھ کر حلیم ہو' اور ابوعبیدہ معمر بن المثنیٰ نے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ یہ اکثر یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

''حلم کی مانند' حماقت کو کسی چیز نے قتل نہیں کیا اور حلیم' جہل پر احسان کرتا ہے اور اگر تو غصے سے بھرپور ہو تو کسی سے بداخلاقی نہ کر بلاشبہ فحش ایک کمینگی ہے اور اپنے بھائی سے گناہ کے ارتکاب پر قطع تعلق نہ کر بلاشبہ گناہوں کو کریم انسان بخش دیتا ہے''۔

اور قاضی ماوردی نے الاحکام السلطانیہ میں بیان کیا ہے کہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت معاویہؓ کے پاس چوروں کو لایا گیا تو آپ نے ان کا قطع کیا حتیٰ کہ ان میں سے ایک چور باقی رہ گیا اس نے کہا۔

''اے امیرالمومنین میں اپنے دائیں ہاتھ کو آپ کے عفو کی پناہ میں دیتا ہوں کہ اسے عیب دار مقام پر پھینکا جائے' میرا ہاتھ خوب صورت تھا کاش اس کا پردہ مکمل ہوتا اور خوبصورت ہاتھ اس عیب کو نہ کھوئے جو اسے عیب دار کر رہا ہے اور دنیا میں کوئی بھلائی نہیں اور جب میرا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ سے الگ ہو جائے گا تو بھی دنیا محبوب ہی ہوگی''۔

حضرت معاویہؓ نے فرمایا میں تجھ سے کیا سلوک کروں؟ ہم نے تیرے اصحاب کا قطع کر دیا ہے' چور کی ماں کہنے لگی یا

امیر المومنین آپ اپنے جن گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اسے ان میں رکھ لیں تو آپ نے اسے آزاد کر دیا اور وہ پہلا خوش نصیب تھا جسے اسلام میں چھوڑا گیا' اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے آپ نے فرمایا مجھے معلوم ہے کہ حضرت معاویؓہ کس بات کی وجہ سے لوگوں پر غالب آ گئے تھے' جب وہ اڑتے تو یہ گر پڑتے اور جب یہ گر پڑتے تو وہ اڑتے اور دیگر مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے اپنے نائب زیاد کی طرف لکھا:

''اس کے لیے مناسب نہیں کہ وہ صرف نرمی کی سیاست ہی لوگوں سے روا رکھے کہ وہ اکڑ جائیں اور نہ سخت سیاست اختیار کرے کہ لوگوں کو ہلاکتوں پر آمادہ کرے' بلکہ تو سختی' درشتی اور کھردرے پن کی سیاست اختیار کر اور میں نرمی' الفت اور رحمت کی سیاست اختیار کرتا ہوں تاکہ جب کوئی خائف' خوف زدہ ہو جائے تو وہ داخل ہونے کے لیے ایک دروازہ پالے''۔

اور ابومسہر نے بحوالہ سعید بن عبدالعزیز بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جانب سے اٹھارہ ہزار دینار ادا کیے حالانکہ آپ پر کوئی قرض نہیں تھا جو آپ لوگوں کو ادا کرتیں اور ہشام بن عروہ نے اپنے باپ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف ایک لاکھ درہم بھیجے اور آپ نے انہیں اسی روز تقسیم کر دیا اور ان میں سے ایک درہم بھی باقی نہ بچا' آپ کی خادمہ نے آپ سے کہا آپ نے ہمارے لیے کوئی درہم باقی کیوں نہیں رکھا جس سے ہم گوشت خریدتے اور آپ اس پر روزہ افطار کرتیں' حضرت عائشہؓ نے فرمایا اگر تو مجھے یاد دلاتی تو میں ایسا کر دیتی۔ اور عطاءؒ نے بیان کیا ہے حضرت معاویہؓ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جب کہ آپ مکہ میں تھیں ایک گلوبند بھیجا جس کی قیمت ایک لاکھ درہم تھی' آپ نے اسے قبول کر لیا اور زید بن الحباب نے حسین بن واقد سے بحوالہ عبداللہ بن بریدہ بیان کیا ہے کہ حضرت حسن بن علیؓ' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم کے پاس آئے اور آپ نے حضرت حسنؓ سے کہا میں آپ کو ایسا عطیہ دوں گا جو مجھ سے پہلے کسی نے نہیں دیا' پس آپ نے انہیں چار کروڑ عطیہ دیا' اور ایک دفعہ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما آپ کے پاس آئے تو آپ نے فوراً انہیں دو لاکھ عطیہ دیا اور دونوں سے کہا مجھ سے پہلے کسی نے انہیں عطیہ نہیں دیا حضرت حسینؓ نے آپ سے کہا' آپ نے ہم سے افضل کسی شخص کو عطیہ نہیں دیا اور ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ یوسف بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے بحوالہ مغیرہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت حسن بن علی اور حضرت عبداللہ بن جعفر نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم کی طرف پیغام بھیجا اور ان سے مال کا مطالبہ کیا تو آپ نے ان دونوں کی طرف یا ان دونوں میں سے ہر ایک کی طرف ایک لاکھ درہم بھیجے' حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے ان دونوں سے فرمایا' کیا تمہیں شرم نہیں آتی؟ وہ ایک ایسا شخص ہے کہ ہم صبح وشام اس کو بے آبرو کرتے ہیں اور تم اس سے مال مانگتے ہو۔ ان دونوں نے کہا آپ نے ہمیں محروم کیا ہے اور وہ ہمیں بکثرت دیتے ہیں اور اصمعی نے روایت کی ہے کہ حضرت حسن اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو آپ نے حضرت حسنؓ سے فرمایا اے پسر رسول خوش آمدید' اور آپ کو تین لاکھ درہم دینے کا حکم دیا اور حضرت ابن زبیرؓ سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد خوش آمدید' اور آپ کو ایک ایک لاکھ درہم دینے کا حکم دیا اور ابومروان المروانی نے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی طرف ایک لاکھ درہم بھیجے تو آپ نے انہیں اپنے ہم نشینوں میں تقسیم کر دیا اور وہ دس آدمی تھے اور ہر ایک کو دس ہزار درہم ملے' اور آپ نے حضرت عبداللہ بن

جعفر رضی اللہ عنہ کی طرف ایک لاکھ درہم بھیجے تو ان کی بیوی فاطمہ نے ان سے مانگ لیے تو آپ نے انہیں دے دیئے اور آپ نے مروان بن الحکم کی طرف ایک لاکھ درہم بھیجے تو اس نے ان میں سے پچاس ہزار تقسیم کر دیئے اور پچاس ہزار روک لیے اور آپ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی طرف ایک لاکھ درہم بھیجے تو آپ نے ان میں سے نوے ہزار تقسیم کر دیئے اور دس ہزار باقی رکھ لیے تو حضرت معاویہؓ نے فرمایا یہ میانہ رو ہیں اور میانہ روی کو پسند کرتے ہیں اور آپ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف ایک لاکھ درہم بھیجے تو انہوں نے ایلچی سے کہا تو انہیں دن کو کیوں لایا ہے؟ تو انہیں رات کو کیوں نہیں لایا' پھر انہوں نے انہیں اپنے پاس روک لیا اور ان میں سے کسی کو کچھ نہ دیا تو حضرت معاویہؓ نے فرمایا بلاشبہ یہ دغاباز اور کینہ توز ہیں' گویا تو نے اس سے اس کی دم اونچی کر دی ہے اور رگ کاٹ دی ہے' اور ابن داب نے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ پر ہر سال حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو ایک کروڑ درہم دینا واجب تھا اور ان کے ساتھ وہ آپ کی ایک سو ضروریات بھی پوری کرتے تھے ایک سال وہ آپ کے پاس آئے تو آپ نے انہیں مال دیا اور ان کی ضروریات بھی پوری کیں اور ایک ضرورت باقی رہ گئی اسی دوران میں کہ وہ آپ کے پاس موجود تھے کہ اچانک اصبغہند بحستان حضرت معاویہؓ کے پاس مطالبہ کرتے ہوئے آیا کہ آپ اسے اس علاقے کا بادشاہ بنا دیں اور آپ نے وعدہ کیا کہ جو شخص ان کی ضرورت کو پورا کرے گا آپ اسے اپنے مال سے ایک کروڑ درہم دیں گے' پس وہ ان شامی اور عراقی امراء کے پاس گیا جو احنف بن قیس کے ساتھ آئے تھے اور سب یہی بات کہتے تھے کہ تجھ پر عبداللہ بن جعفر کی ضرورت کو پورا کرنا واجب ہے' پس نمبردار نے اس کا قصد کیا اور ابن جعفر نے اس کے متعلق حضرت معاویہؓ سے گفتگو کی تو آپ نے سو ضرورت پوری کرنے کے لیے اس کی حاجت کو پورا کر دیا اور کاتب نے آپ کے حکم سے اس کے لیے پروانہ لکھا اور ابن جعفر اسے نمبردار کے پاس لے گئے تو اس نے آپ کو سجدہ کیا اور اسے ایک کروڑ لا کر دے دیا تو ابن جعفرؓ نے اسے کہا اللہ کو سجدہ کرو اور اپنے مال کو اپنے گھر لے جاؤ' ہم اہل بیت نیکی کو قیمتاً فروخت نہیں کرتے' حضرت معاویہؓ کو اس بات کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا اگر یہ بات یزید نے کہی ہوتی تو وہ مجھے عراق کے خراج سے زیادہ محبوب ہوتی۔ بنو ہاشم صرف سخاوت کرتے ہیں اور دیگر مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ پر ہر سال حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو ایک کروڑ درہم دینا واجب تھا اور بعض اوقات ان پر پانچ لاکھ قرض اکٹھا ہو گیا تو ان کے قرض خواہوں نے ان سے اصرار کیا تو آپ نے ان سے حضرت معاویہؓ کے پاس جانے کی مہلت طلب کی کہ وہ عطیہ میں سے آپ سے کچھ پیشگی کا مطالبہ کریں گے' آپ نے آ کر پوچھا اے ابن جعفرؓ کیسے آنا ہوا؟ انہوں نے کہا مجھ پر کچھ قرض ہے اور قرض خواہوں نے مجھ سے اصرار کیا ہے؟ آپ نے پوچھا کتنا قرض ہے؟ انہوں نے کہا پانچ لاکھ درہم' تو آپ نے انہیں آپ کی طرف سے ادا کر دیا اور انہیں فرمایا' ایک کروڑ اپنے وقت پر تمہارے پاس پہنچ جائے گا اور ابن سعد نے بیان کیا ہے کہ موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ہلال نے بحوالہ قتادہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت معاویہؓ نے فرمایا' حضرت حسنؓ بن علیؓ پر تعجب ہے کہ انہوں نے یمانی شہد کو رومہ کے پانی کے ساتھ پیا تو فوت ہو گئے پھر ابن عباسؓ سے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت حسنؓ بن علیؓ کے بارے میں آپ کو غمگین نہ کرے اور نہ دُکھ دے' حضرت ابن عباسؓ نے حضرت معاویہؓ سے کہا جب تک اللہ تعالیٰ امیر المومنین کو باقی رکھے گا مجھے اللہ تعالیٰ غم اور دکھ نہیں دے گا' راوی بیان کرتا ہے آپ نے انہیں ایک کروڑ درہم اور مال واسباب اور اشیاء عطا کیں اور فرمایا انہیں لے کر اپنے اہل

میں تقسیم کردؤ اور ابوالحسن المدائنی نے بحوالہ سلمہ بن محارب بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ سے دریافت کیا گیا کہ تم میں سے اشرف کون ہے تم یا بنو ہاشم؟ آپ نے فرمایا ہم بہت اشراف والے ہیں اور وہ بھی اشرف ہیں ان میں ہاشم ایک ایسا شخص ہے کہ بنی عبد مناف میں اس جیسا کوئی نہیں اور جب وہ فوت ہو گئے تو ہم زیادہ تعداد اور زیادہ اشراف والے ہو گئے اور ان میں حضرت عبدالمطلب بھی تھے ہم میں ان جیسا کوئی نہ تھا اور جب وہ فوت ہو گئے تو ہم زیادہ تعداد اور زیادہ اشراف والے ہو گئے اور ان میں ایک بھی ہمارے ایک کی طرح نہ تھا اور ابھی آنکھ ٹکی بھی نہ تھی کہ وہ کہنے لگے ہم میں نبی ہے اور نبی آیا جس کی مثل اوّلین اور آخرین نے نہ سنا تھا یعنی محمد ﷺ پس اس فضیلت اور شرف کو کون پا سکتا ہے؟

اور ابن ابی خیثمہ نے عن موسیٰ بن اسماعیل عن حماد بن سلمہ عن علی بن زید عن یوسف بن مہران عن ابن عباسؓ روایت کی ہے کہ حضرت عمرو بن العاصؓ نے حضرت معاویہؓ کے پاس اپنا خواب بیان کیا جس میں آپ نے حضرت ابوبکرؓ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ ان کے ایام خلافت کا محاسبہ ہو رہا ہے اور آپ نے حضرت معاویہؓ کو دیکھا کہ ان پر دو شخص مقرر ہیں جو ان کے ایام امارت کے اعمال کا محاسبہ کر رہے ہیں حضرت معاویہؓ نے انہیں کہا وہاں تم نے مصر کے دینار نہیں دیکھے؟ اور ابن درید نے ابوحاتم سے بحوالہ العتبی بیان کیا ہے کہ حضرت عمرؓ و حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو آپ کے پاس ایک خط آیا تھا جس میں آپ کے بعض اصحاب کی تعریف کی گئی تھی حضرت معاویہؓ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا تو حضرت عمرو بن العاصؓ نے کہا۔

''صالح لوگ مر رہے ہیں اور تو زندہ ہے موتیں تجھ سے خطا کر جاتی ہیں اور تو نہیں مرتا''۔

تو حضرت معاویہؓ نے انہیں کہا۔

''کیا تو آرزومند ہے کہ میں مر جاؤں اور تو زندہ رہے اور جب تک تو نہ مرے میں مرنے کا نہیں''۔

اور ابن سماک نے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے فرمایا کہ میں حاسد نعمت کے سوا ہر شخص کو راضی رکھنے کی استطاعت رکھتا ہوں بلاشبہ وہ صرف زوال نعمت سے ہی راضی ہوتا ہے اور زہری نے عبدالملک سے بحوالہ ابی بحریہ بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے فرمایا جوانمردی چار باتوں میں ہے اسلام میں پاک دامن رہنا مال کا ٹھیک رکھنا بھائیوں کا تحفظ کرنا اور پڑوسی کا تحفظ کرنا اور ابوبکر الہذلی نے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ یہ شعر کہا کرتے تھے اور جب آپ نے خلافت سنبھالی تو آپ کے اہل نے آپ سے کہا آپ انتہا تک پہنچ گئے ہیں اب شعر کا کیا بنے گا؟ ایک روز آپ نے خوش ہو کر کہا۔

''میں نے اپنی حماقت کا قلع قمع کر دیا ہے اور اپنے حلم کو راحت دی ہے اور مجھے اپنے تحمل پر اعتراض ہے اس کے باوجود جب مجھے سخت آنکھوں والے اپنی ضروریات کی طرف دعوت دیتے ہیں تو میں جواب دیتا ہوں''۔

اور مغیرہ نے بحوالہ شعبی بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے بیٹھ کر خطبہ دیا یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ کی چربی زیادہ ہو گئی اور پیٹ بڑھ گیا اور اسی طرح مغیرہ سے بحوالہ ابراہیم روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ جمعہ کے روز بیٹھ کر خطبہ دینے والے سب سے پہلے شخص حضرت معاویہؓ ہیں اور ابوالملیح نے بحوالہ میمون بیان کیا ہے کہ سب سے پہلے منبر پر بیٹھنے والے شخص حضرت معاویہؓ ہیں اور لوگوں نے بیٹھنے کے لیے آپ سے اجازت طلب کی اور قتادہ نے بحوالہ حضرت سعید بن

المسیبؒ بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے عید الفطر اور قربانی کے روز اذان اور اقامت کہی اور حضرت ابوجعفر الباقر نے بیان کیا ہے کہ مکہ کے دروازوں کے قفل نہیں تھے‘ حضرت معاویہؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ان کے لیے دروازے بنوائے اور ابوالیمان نے شعیب سے بحوالہ زہری بیان کیا ہے کہ وہ سنت چلی گئی کہ کافر‘ مسلمان کا وارث نہ ہوگا اور نہ مسلمان کافر کا وارث ہو گا‘ حضرت معاویہؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مسلمان کو کافر کا وارث قرار دیا اور آپ کے بعد بنوامیہ نے اسی کے مطابق فیصلہ کیا حتیٰ کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کا زمانہ آ گیا اور آپ سنت کو واپس لائے اور آپ کے بعد حضرت معاویہؓ اور بنوامیہ نے جو فیصلہ کیا تھا اسے ہشام دوبارہ واپس لے آیا اور یہی بات زہری نے بیان کی ہے۔

اور وہ سنت بھی چلی گئی کہ معاہد کی دیت‘ مسلمان کی دیت کی طرح ہوگی اور حضرت معاویہؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اسے نصف تک کم کیا اور نصف خود لے لی۔ اور ابن وہب نے مالک سے بحوالہ زہری بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت سعید بن المسیبؒ سے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کے متعلق پوچھا تو آپ نے مجھے فرمایا زہری سنو‘ جو شخص حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کا محبّ ہونے کی حالت میں مرے گا اور عشرہ مبشرہ کے جنتی ہونے کی شہادت دے گا اور حضرت معاویہ کو رحمہ اللہ کہے گا‘ اللہ پر واجب ہے کہ اس کا حساب سختی سے نہ لے۔ اور سعید بن یعقوب طالقانی نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن المبارک کو بیان کرتے سنا ہے کہ حضرت معاویہؓ کے ناک کی مٹی حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے افضل ہے اور محمد بن یحییٰ بن سعید نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن المبارکؒ سے حضرت معاویہؓ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا میں اس شخص کے بارے میں کیا کہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو آپ کے خلف نے ربنا ولک الحمد کہا‘ آپ سے دریافت کیا گیا حضرت معاویہؓ اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ میں سے کون افضل ہے؟ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں جو مٹی حضرت معاویہؓ کے دونوں نتھنوں میں پڑتی تھی وہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے بہتر اور افضل ہے اور دیگر لوگوں نے حضرت ابن المبارکؒ سے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے فرمایا ہمارے پاس ایک ڈھال ہے اور جسے ہم اس کی طرف ترچھی نظروں سے دیکھتے دیکھیں ہم اس پر صحابہؓ پر جھوٹ بولنے کی تہمت لگاتے ہیں‘ اور محمد بن عبداللہ بن عمار موصلی وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ المعافی بن عمران سے دریافت کیا گیا حضرت معاویہؓ افضل ہیں یا حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ؟ تو آپ نے غصے ہو کر سائل سے فرمایا‘ کیا تو ایک صحابی کو ایک تابعی کی مانند بناتا ہے؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھی‘ رشتہ دار‘ کاتب اور وحی الٰہی کے امین تھے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے‘ میرے اصحاب اور میرے رشتہ داروں کو میرے لیے چھوڑ دو‘ جو شخص انہیں گالی دے گا اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہوگی اور یہی بات فضل بن عتیبہ نے بیان کی ہے اور ابوتوبۃ الربیع بن نافع حلبی نے بیان کیا ہے‘ حضرت معاویہؓ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کے لیے پردہ ہیں‘ پس جب کوئی شخص پردے کو اٹھاتا ہے تو جو کچھ اس کے ماوراء ہے اس پر جرأت کرتا ہے‘ اور المیمونی نے بیان کیا ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے مجھے کہا‘ اے ابوالحسن! جب تو کسی شخص کو کسی ایک صحابی کو بھی برائی سے یاد کرتا دیکھے تو اسے اسلام پر متہم کر‘ اور فضل ابن زیاد نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابوعبداللہ کو ایک شخص کے بارے میں دریافت کرتے سنا جو حضرت معاویہؓ اور حضرت عمروؓ بن العاص کی تنقیص کرتا تھا‘ کیا اسے رافضی کہا جائے؟ آپ نے فرمایا بلاشبہ اس نے ان دونوں کے خلاف اس لیے

جرأت کی ہے کہ اس کی اندرونی حالت بری ہے اور جس شخص نے بھی کسی صحابی کی عیب گیری کی ہے اس کی اندرونی حالت بری ہے اور حضرت ابن المبارک نے محمد بن مسلم سے بحوالہ ابراہیم بن میسرہ بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز کو کسی انسان کو مارتے نہیں دیکھا سوائے اس انسان کے جو حضرت معاوؓیہ کو گالیاں دے' آپ نے اسے کئی کوڑے مارے اور بعض سلف نے بیان کیا ہے کہ میں شام میں ایک پہاڑ پر تھا کہ اچانک میں نے ہاتف کو کہتے سنا' جس نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے بغض رکھا وہ زندیق ہے اور جس نے حضرت عمرؓ سے بغض رکھا اسے جہنم کی طرف گروہ کی صورت میں لایا جائے گا' اور جس نے حضرت عثمانؓ سے بغض رکھا اس کا مدمقابل رحمان ہوگا اور جس نے حضرت علیؓ سے بغض رکھا اس کے مدمقابل حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے اور جس نے حضرت معاویہؓ سے بغض رکھا اسے سپاہی بھڑکتی جہنم کی طرف گھسیٹ کر لے جائیں گے اور اسے بھڑکتے ہاویہ میں پھینک دیں گے اور بعض نے بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپ کے پاس حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت عثمان' حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم بھی تھے کہ اچانک ایک شخص آ گیا تو حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہماری عیب گیری کرتا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ڈانٹا تو اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ان کی عیب گیری نہیں کرتا بلکہ میں اس یعنی حضرت معاوؓیہ کی عیب گیری کرتا ہوں آپ نے فرمایا تو ہلاک ہو گیا یہ میرا صحابی نہیں' آپ نے یہ بات تین بار کہی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نیزہ لیا اور اسے حضرت معاوؓیہ کو دیا اور فرمایا اسے اس کے سینے میں گھسیڑ دو' اس نے اسے اس نیزہ سے مارا اور میں بیدار ہو کر صبح سویرے اپنے گھر کی طرف گیا کیا دیکھتا ہوں کہ رات کو اس شخص کو حلق کا درد ہوا اور وہ مر گیا اور وہ راشد کندی تھا۔

اور ابن عساکر نے فضیل بن عیاض سے روایت کی ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت معاوؓیہ' صحابہؓ میں سے تھے اور کبار علماء میں سے تھے لیکن دنیا کی محبت میں آزمائے گئے اور العتبی نے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ سے دریافت کیا گیا بڑھاپا بڑی تیزی سے آپ کی طرف آ گیا ہے؟ آپ نے فرمایا ایسا کیوں نہ ہو' میں ہمیشہ دیکھتا ہوں کہ عربوں کا ایک شخص میرے سر پر کھڑا ہو کر گفتگو سے مجھے برانگیختہ کر رہا ہے جس کا جواب دینا مجھے واجب ہے اگر میں صحیح جواب دیتا ہوں تو میری تعریف نہیں ہوتی اور اگر میں غلطی کرتا ہوں تو اس سے جھگڑا اچل پڑتا ہے اور شعبی وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ آخری عمر میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کھجلی ہو گئی تھی۔

اور ابن عساکر نے حضرت معاویہؓ کے غلام خدیج الخصی کے حالات میں بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے ایک سفید رنگ خوب صورت لونڈی خریدی اور میں اسے بے لباس کر کے آپ کے پاس لے گیا اور آپ کے ہاتھ میں چھڑی تھی اور آپ اس کی متاع یعنی فرج کی طرف جھکنے لگے اور کہنے لگے یہ متاع کاش میرے لیے متاع ہوتی' اسے یزید بن معاویہؓ کے پاس لے جا' پھر کہنے لگے نہیں۔ ربیع بن عمرو القرشی کو میرے پاس بلا لاؤ وہ فقیہ تھے۔ اور جب وہ آپ کے پاس آئے تو آپ کہنے لگے اس لونڈی کو برہنہ حالت میں میرے پاس لایا گیا ہے اور میں نے اسے اِدھر اُدھر سے دیکھا ہے اور میں نے چاہا کہ اسے یزید کے پاس بھیج دوں' انھوں نے کہا یا امیر المومنین ایسا نہ کیجیے یہ اس کے مناسب حال نہیں آپ نے کہا آپ کی رائے بہت اچھی ہے' راوی بیان کرتا ہے پھر آپ نے اسے حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام عبداللہ بن مسعدۃ فزاری کو بخش دیا جو سیاہ فام تھا اور آپ نے اسے کہا اس سے

اپنے بچوں کو سفید بنانے اور یہ حضرت معاویہؓ کی عقل مندی اور سمجھداری کی بات ہے کیونکہ آپ نے اسے شہوت کی نظر سے دیکھا لیکن آپ نے اپنے نفس کو اس سے کمزور پایا تو آپ اسے اپنے بیٹے یزید کو اس قول الٰہی ﴿وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُم مِّنَ النِّسَاءِ﴾ کی وجہ سے ہبہ کرنے سے ڈر گئے اور فقیہ ربیعہ بن عمرو الجرشی الدمشقی نے اس پر آپ سے اتفاق کیا۔

اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمرو بن العاصؓ، اہل مصر کے وفد کے ساتھ حضرت معاویہؓ کے پاس آئے تو آپ نے راستے میں انہیں کہا کہ جب تم حضرت معاویہؓ کے پاس جاؤ تو انہیں سلام خلافت نہ کہنا وہ اسے پسند نہیں کرتے اور جب حضرت عمروؓ ان سے پہلے آپ کے پاس گئے تو حضرت معاویہؓ نے اپنے دربان سے کہا انہیں اندر لاؤ اور اسے اشارہ کر دو کہ وہ انہیں اندر آنے کے بارے میں ڈرائے اور خوفزدہ کرے نیز فرمایا میرا خیال ہے کہ عمرو کسی بات کے لیے ان سے آگے آیا ہے اور جب وہ انہیں آپ کے پاس اندر لائے۔ اور انہوں نے ان کی توہین کی تو جب ان میں سے کوئی شخص داخل ہوتا تو کہتا السلام علیک یا رسول اللہ اور جب حضرت عمروؓ آپ کے پاس سے اٹھے تو کہنے لگے تمہارا برا ہو میں نے تمہیں انہیں سلام خلافت کہنے سے روکا تھا اور تم نے انہیں سلام نبوت کہا ہے۔

اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت معاویہؓ سے سوال کیا کہ وہ اس کے گھر کی تعمیر کے لیے لکڑی کے بارہ ہزار تنوں کی مدد دیں، حضرت معاویہؓ نے پوچھا تمہارا گھر کہاں ہے؟ اس نے کہا بصرہ میں، آپ نے پوچھا اس کی وسعت کیا ہے؟ اس نے کہا لمبائی چوڑائی دو دو فرسخ ہے۔ آپ نے فرمایا یہ نہ کہہ کہ میرا گھر بصرہ میں ہے بلکہ یہ کہہ کہ بصرہ میرے گھر میں ہے، بیان کیا گیا ہے کہ ایک شخص اپنے بیٹے کے ساتھ آیا اور دونوں حضرت معاویہؓ کے دسترخوان پر بیٹھ گئے اور اس کا بیٹا جلدی جلدی کھانے لگا اور حضرت معاویہؓ اسے دیکھنے لگے، اور اس کا باپ اسے اس بات سے منع کرنا چاہتا تھا مگر وہ نہ سمجھا اور جب وہ دونوں باہر نکلے تو اس کے باپ نے اسے ملامت کی اور اسے آنے سے روک دیا، حضرت معاویہؓ نے اسے کہا تمہارا بڑے بڑے لقمے نگلنے والا لڑکا کہاں ہے؟ اس نے کہا وہ بیمار ہے آپ نے فرمایا مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ اس کا کھانا اسے بیمار کر دے گا، راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے ایک شخص کو مخاطب کرتے ہوئے جو آپ کے سامنے کھڑا تھا، دیکھا اور وہ ایک چوغہ پہنے ہوئے تھا، اور آپ اسے حقیر سمجھنے لگے، اس نے کہا یا امیر المومنین آپ چوغے سے مخاطب نہیں بلکہ جو شخص اس چوغے کو پہنے ہوئے ہے وہ آپ سے مخاطب ہے، اور حضرت معاویہؓ نے فرمایا بہترین شخص وہ ہے کہ جب اسے دیا جائے تو وہ شکر کرے اور جب آزمایا جائے تو صبر کرے اور جب غصے ہو تو غصہ پی جائے اور جب طاقت پائے تو بخش دے اور جب وعدہ کرے تو پورا کرے اور جب برائی کرے تو بخشش طلب کرے، اور مدینہ کے ایک شخص نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ جب مردوں کے بچوں کے اولاد ہو جاتی ہے اور بڑھاپے کے باعث ان کے بازو متحرک ہو جاتے ہیں اور ان کی بیماریاں ان کے پاس آنے لگتی ہیں تو وہ کھیتیاں ہوتی ہیں جن کی کٹائی کا وقت قریب آ جاتا ہے، حضرت معاویہؓ نے فرمایا اس نے مجھے میری موت کی اطلاع دی ہے۔

اور ابن الدنیا نے بیان کیا ہے کہ ہارون بن سفیان نے بحوالہ عبداللہ سہمی مجھ سے بیان کیا کہ ثمامہ بن کلثوم نے مجھے بتایا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے آخری خطبہ میں فرمایا:

''اے لوگو! جس نے کاشت کی ہے اس کی کٹائی کا وقت قریب آ گیا ہے اور میں تمہارا والی رہا ہوں اور میرے بعد مجھ سے بہتر ہرگز تمہارا کوئی والی نہ ہوگا بلکہ جو تمہارا والی بنے گا وہ مجھ سے برا ہوگا جیسا کہ مجھ سے پہلے تمہارا والی تھا وہ مجھ سے بہتر تھا اور اے یزید جب میری موت قریب آ جائے تو میرے غسل کا کام ایک دانشمند شخص کے سپرد کرنا' بلاشبہ دانش مند کا اللہ کے ہاں ایک مقام ہوتا ہے پس وہ اچھی طرح غسل دے اور بلند آواز سے تکبیر کہے پھر خزانہ میں ایک رومال ہے اس کا قصد کرنا اس میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑوں میں سے ایک کپڑا اور آپ کے کٹے ہوئے بال اور ناخن ہیں' پس کٹے ہوئے بالوں اور ناخنوں کو میری ناک' منہ اور دونوں کانوں اور دونوں آنکھوں پر رکھ دینا اور اس کپڑے کو لپیٹنے والے کپڑے کے اندر میری جلد کے ساتھ رکھنا اور اے یزید' والدین کے بارے میں اللہ کی وصیت کو یاد کرنا اور جب تم مجھے میرے کپڑوں میں لپیٹ دو اور مجھے میری قبر میں رکھ دو تو معاویہ اور ارحم الراحمین کو چھوڑ دو''۔

اور بعض نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت معاویہؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ کہنے لگے۔

''میری زندگی کی قسم میں نے زمانے میں تھوڑی عمر پائی ہے اور دنیا تلواروں کے پڑنے سے میری مطیع ہوگئی ہے اور مجھے سرخ مال' حکومت اور عقل عطا کی گئی ہے اور مجھے سب جابر بادشاہوں نے سلام کہا ہے اور جس بات سے میں خوش ہوا کرتا تھا وہ گزشتہ گزرے ہوئے حکم کی طرح ہوگئی ہے' کاش میں بادشاہت سے ایک ساعت بھی سروکار نہ رکھتا اور نہ تروتازہ زندگی کی لذات میں وسعت اختیار کرتا اور میری پوزیشن دو چادروں والے شخص کی سی ہے جو صرف گزارے پر جیا ہو اور پھر قبر کی تنگی سے دوچار ہو گیا ہو''۔

اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ علی بن محمد نے محمد بن الحکم سے اس شخص کے حوالے سے جس نے اس سے بات بیان کی' بیان کیا ہے کہ جب حضرت معاویہؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے وصیت کی کہ آپ کے نصف مال کو بیت المال کی طرف واپس کر دیا جائے۔ گویا آپ نے اسے پاک کرنے کا ارادہ کیا۔ اس لیے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے اپنے عمال کو قسم دی تھی۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آخری عمر میں آپ کو سخت سردی لگتی تھی اور جب آپ لباس پہنتے یا کسی بوجھل چیز سے اپنے آپ کو ڈھانپتے تو وہ آپ کو غمگین کرتی پس آپ نے اپنے لیے پرندوں کے پوٹوں کا کپڑا بنایا۔ پھر بعد ازاں وہ بھی آپ کے لیے بوجھل ہو گیا تو آپ نے فرمایا اے گھر تیرے لیے ہلاکت ہو میں چالیس سال تیرا مالک رہا' بیس سال امیر بن کر اور بیس سال خلیفہ بن کر' پھر تجھ میں میرا یہ حال اور انجام ہے' دنیا اور اس سے محبت کرنے والوں کے لیے ہلاکت ہو۔

اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ ابو عبیدہ نے ابو یعقوب ثقفی سے بحوالہ عبدالملک بن عمیر ہمیں بتایا کہ جب حضرت معاویہؓ کی حالت بگڑ گئی اور لوگ آپ کی موت کی باتیں کرنے لگے تو آپ نے اپنے اہل سے کہا' میری آنکھوں کو سرمے سے بھر دو اور میرے سر کو خوب تیل لگاؤ' انہوں نے ایسے ہی کیا اور آپ کے چہرے کو تیل سے بھر دیا پھر آپ کے لیے مجلس آراستہ کی گئی اور آپ نے فرمایا مجھے سہارا دو' پھر فرمایا لوگوں کو اطلاع دو وہ مجھے کھڑے ہو کر سلام کہیں اور کوئی شخص نہ بیٹھے' پس ایک شخص آتا اور کھڑے ہو کر سلام کہتا تو وہ آپ کو سرمہ اور تیل لگائے ہوئے دیکھتا اور لوگوں سے بات کرنے والا شخص کہتا بلاشبہ امیر المومنین بڑے صحت مند لوگوں میں سے

ہیں اور جب وہ آپ کے پاس سے چلے گئے تو حضرت معاویہؓ نے اس بارے میں کہا۔

''اور خوش ہونے والوں کے لیے میرا مضبوطی دکھانا اس لیے تھا کہ میں انہیں دکھاؤں کہ میں گردش زمانہ کے سامنے عاجزی اختیار کرنے والا نہیں اور جب موت اپنے ناخن گاڑ دیتی ہے تو تو دیکھے گا کہ کوئی تعویذ فائدہ نہیں دیتا''۔

راوی بیان کرتا ہے آپ کو کھجلی ہوگئی تھی اور آپ نے اسی روز وفات پائی۔ اور موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت معاویہؓ کی موت کا وقت آیا تو آپ نے فرمایا کاش میں ذوطویٰ میں قریش کا ایک شخص ہوتا اور میں نے اس امارت سے کچھ حصہ نہ لیا ہوتا اور ابوالسائب مخزومی نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے مثال کے طور پر شاعر کا یہ قول پڑھا۔

''اے میرے رب! اگر تو کرید کرے گا تو تیری کرید عذاب بن جائے گی اور مجھے عذاب سہنے کی طاقت نہیں اور یا عفو کے ساتھ درگزر کر دے اور اس برائی کرنے والے کو معاف کر دے جس کے گناہ مٹی کی طرح ہیں''۔

اور بعض نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت معاویہؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ کے اہل آپ کو الٹنے پلٹنے لگے تو آپ نے انہیں کہا تم کس شیخ کو الٹتے پلٹتے ہو؟ کاش کل اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کے عذاب سے نجات دے دے۔ اور محمد بن سیرین نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت معاویہؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ اپنا رخسار زمین پر رکھتے پھر اپنے چہرے کو پلٹتے اور دوسرے رخسار کو زمین پر رکھتے اور روتے اور کہتے' اے اللہ تو نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ (بلاشبہ اللہ اس بات کو نہیں بخشتا کہ اس کا شرک کیا جائے اور اس سے کم تر گناہوں کو جس کے لیے چاہتا ہے بخش دیتا ہے) اے اللہ مجھے ان لوگوں میں شامل کر جنہیں تو بخشنا چاہتا ہے اور العتبی نے اپنے باپ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے اپنی موت کے نزدیک کسی کا یہ شعر بطور مثال پڑھا۔

''یہ موت ہے اور اس سے نجات پانے کی کوئی جگہ نہیں اور موت کے بعد جس امر سے ہم ڈرتے ہیں وہ بڑا قبیح اور سخت ہے۔

پھر فرمایا اے اللہ لغزش و گناہ کو معاف کر اور اپنے حلم سے اس کے جہل سے درگزر فرما جو تیرے غیر سے امید نہیں رکھتا بلاشبہ تو وسیع مغفرت والا ہے اور خطا کار کے لیے اپنی خطا سے تیرے پاس بھاگنے کے سوا اور کوئی جگہ نہیں''۔

اور ابن درید نے اسے عن ابی حاتم عن ابی عبیدہ عن ابی عمرو بن العلاء روایت کیا ہے اور اسی کی مانند بیان کیا ہے اور یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ پھر آپ فوت ہو گئے' اور دیگر مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ بے ہوش ہو گئے پھر ہوش آیا تو آپ نے اپنے اہل سے فرمایا اللہ سے ڈرو بلاشبہ جو اللہ سے ڈرے گا وہ اسے بچائے گا اور جو نہیں ڈرے گا وہ اسے نہیں بچائے گا پھر آپ فوت ہو گئے۔ اور ابومخنف نے بحوالہ عبدالملک بن نوفل بیان کیا ہے کہ جب حضرت معاویہؓ فوت ہو گئے تو الضحاک بن قیس نے منبر پر چڑھ کر لوگوں سے خطاب کیا۔ اور حضرت معاویہؓ کا کفن اس کے ہاتھوں میں تھا۔ حمد و ثنائے الٰہی کے بعد اس نے کہا بلاشبہ حضرت معاویہؓ عربوں کی فصیل' مدد اور نصیبہ تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے سے فتنہ کا خاتمہ کیا اور انہیں بندوں پر بادشاہ بنایا اور ان کے ذریعے ملکوں کو فتح کرایا' آگاہ رہو وہ فوت ہو چکے ہیں اور یہ ان کا کفن ہے اور ہم انہیں اس میں لپیٹنے والے ہیں اور انہیں ان کی قبر میں داخل کرنے والے ہیں

اور ان کے عمل کے درمیان سے الگ ہو جانے والے ہیں پھر قیامت تک برزخ کا خوف ہوگا پس تم میں سے جو شخص انہیں دیکھنا چاہتا ہے وہ پہلے موقع پر حاضر ہو جائے پھر وہ منبر سے نیچے اترا اور اس نے یزید بن معاویہ کی طرف ایلچی بھیجا کہ وہ اسے بتائے اور اسے آنے کی ترغیب دے۔

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ آپ نے رجب ۶۰ھ میں دمشق میں وفات پائی اور ایک جماعت کا قول ہے کہ ۱۵/ رجب ۶۰ھ کو جمعرات کی شب کو وفات پائی اور بعض کا قول ہے ۲۲/ رجب ۶۰ھ کو جمعرات کی شب کو وفات پائی۔ یہ قول ابن اسحٰق اور دیگر مؤرخین کا ہے اور بعض کا قول ہے کہ ۴/ رجب کو وفات پائی۔ یہ قول لیث کا ہے اور سعد بن ابراہیم کا قول ہے کہ رجب کے آغاز میں وفات پائی۔

محمد بن اسحٰق اور امام شافعی نے بیان کیا ہے کہ آپ کے بیٹے یزید نے آپ کی نماز پڑھائی اور کئی طریق سے بیان ہوا ہے کہ آپ نے اسے وصیت کی تھی کہ آپ کو رسول اللہ ﷺ کے اس کپڑے میں کفن دیا جائے جو آپ نے انہیں پہنایا تھا اور وہ آج کے دن کے لیے آپ کے پاس سنبھالا پڑا تھا اور یہ کہ آپ کے پاس رسول اللہ ﷺ کے جو کٹے ہوئے بال اور ناخن پڑے ہیں وہ انہیں آپ کے منہ، ناک اور آنکھوں اور کانوں میں رکھ دے اور دیگر مؤرخین کا بیان ہے کہ آپ کا بیٹا یزید غائب تھا اور ظہر کی نماز کے بعد دمشق کی مسجد میں الضحاک بن قیس نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی پھر آپ کو دفن کر دیا گیا، بعض کا قول ہے کہ آپ کو دارالامارت الخضراء میں دفن کیا گیا اور بعض کا قول ہے کہ باب الصغیر کے قبرستان میں دفن کیا گیا اور جمہور کا یہی خیال ہے۔ واللہ اعلم، اس وقت آپ کی عمر ۷۸ سال تھی اور بعض کہتے ہیں کہ آپ کی عمر ۸۰ سال سے متجاوز تھی اور یہی قول زیادہ مشہور ہے۔ واللہ اعلم

پھر الضحاک بن قیس ایک فوج کے ساتھ سوار ہو کر یزید بن معاویہ کو ملنے گیا۔ اور یزید حوارین میں تھا۔ اور جب یہ لوگ ثنیۃ العقاب تک پہنچے تو یزید کے بوجھ انہیں ملے، کیا دیکھتے ہیں کہ یزید ایک بختی اونٹ پر سوار ہے اور غم اس کے چہرے سے نمایاں ہے، لوگوں نے اسے سلام امارت کہا اور اس سے اس کے باپ کی تعزیت کی اور ان کے جواب میں اس کی آواز پست تھی اور لوگ خاموش تھے اور ضحاک بن قیس کے سوا، اس سے کوئی شخص گفتگو نہ کرتا تھا، پس وہ باب توما تک پہنچا تو لوگوں نے خیال کیا کہ وہ اس میں داخل ہو کر شہر جائے گا، پس وہ فصیل کے ساتھ ساتھ اس سے آگے گزر گیا یہاں تک مشرقی دروازے تک پہنچ گیا اسے کہا گیا کہ وہ اس سے داخل ہو جائے کیونکہ یہ خالد کا دروازہ ہے پس وہ اس سے گزر کر باب الصغیر پر آ گیا تو لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ وہ اپنے باپ کی قبر پر جانا چاہتا ہے اور جب وہ باب الصغیر پر پہنچا تو قبر کے نزدیک پیادہ پا ہو گیا پھر اس نے اندر جا کر دفن ہو جانے کے بعد اپنے باپ کی نماز جنازہ پڑھی پھر مڑ گیا اور جب وہ قبرستان سے باہر نکلا تو خلافت کی سواریاں لائی گئیں اور وہ سوار ہو گیا۔

پھر وہ شہر میں داخل ہوا اور اس کے حکم سے الصلاۃ جامعۃ کا اعلان کیا گیا اور الخضراء میں داخل ہوا اور غسل کیا اور اچھا لباس پہنا پھر باہر آ کر لوگوں سے خطاب کیا اور یہ پہلا خطبہ تھا جو اس نے امیر المومنین بن کر دیا اور اس نے حمد وثنائے الٰہی کے بعد کہا، اے لوگو! حضرت معاویہؓ اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے تھے اللہ تعالیٰ نے ان پر انعام کیا پھر انہیں اپنے پاس لے گیا آپ اپنے بعد آنے والوں سے بہتر اور اپنے سے پہلوں سے کمتر تھے، اور میں اللہ کے مقابلہ میں ان کی تعریف نہیں کرتا وہ انہیں بہتر جانتا ہے اگر وہ

انہیں معاف کر دے تو یہ اس کی رحمت ہے اور اگر وہ انہیں سزا دے تو وہ ان کے گناہ کی وجہ سے ہوگی اور ان کے بعد مجھے امارت ملی ہے اور میں جستجو پر افسوس نہیں کرتا اور نہ تفریط پر معذرت کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ جب کسی بات کا ارادہ کرتا ہے تو وہ ہو جاتی ہے اور اس نے اپنے اس خطبہ میں ان سے کہا' بلاشبہ حضرت معاویہؓ تم کو جنگ کے لیے سمندر میں بھیجا کرتے تھے اور میں کسی مسلمان کو سمندر میں لے جانے والا نہیں' اور حضرت معاویہؓ سردیوں میں تمہیں رومیوں کے علاقے میں بھیجتے تھے اور میں کسی شخص کو سردیوں میں رومیوں کے علاقے میں بھیجنے والا نہیں' اور حضرت معاویہؓ تمہارے لیے تین حصے عطیات نکالا کرتے تھے اور میں تمہارے لیے ان سب کو جمع رکھوں گا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ لوگ اسے چھوڑ کر منتشر ہو گئے اور وہ کسی کو اس پر فضیلت نہ دیتے تھے' اور محمد بن عبداللہ بن الحکم نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام شافعی کو بیان کرتے سنا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے بیماری کی حالت میں یزید کی طرف پیغام بھیجا اور جب ایلچی اس کے پاس پہنچا تو وہ یہ کہتے ہوئے سوار ہو گیا۔

''ایلچی جلدی سے ایک کاغذ لایا ہے اور دل نے اس کے کاغذ سے گھبراہٹ محسوس کی ہے ہم نے کہا تو ہلاک ہو جائے تمہارے کاغذ میں کیا لکھا ہے اس نے کہا خلیفہ کو بڑی تکلیف ہو گئی ہے' پس زمین گھوم گئی اور قریب تھا کہ وہ ہمارے ساتھ گھوم جاتی گویا اس کے خاکستری ستون اکھڑ گئے ہیں پھر ہم باریک کمر اور دھنسی ہوئی آنکھوں والی اونٹنیوں کے پاس گئے اور ہم نے انہیں راستوں پر چلا دیا اور ہم جلدی سے آگے پیچھے نہیں چل رہے تھے اور جب وہ ہمارے پاؤں کو تکلیف دیتیں تو ہم پرواہ نہ کرتے اور ان میں سے کوئی مرمات اور طلع مقام پر نہ مری اور جب ہم پہنچے تو گھر کا دروازہ رملہ کی آواز سے ہل رہا تھا جس سے ڈر کر دل پھٹ گیا اور جس کا دل ہمیشہ بلندیوں پر جھانکتا رہا ہو' قریب ہے کہ اس دل کی چابیاں گر جائیں' ابن ہند ہلاک ہو گیا ہے اور اس کے پیچھے بزرگی بھی ہلاک ہو گئی ہے گویا دونوں مل کر اکٹھے صحیح سالم تھے وہ روشن رو تھا جس سے بارش طلب کی جاتی تھی اگر وہ لوگوں سے ان کی عقلوں کی قرعہ اندازی کرتا تو جیت جاتا۔ جسے اس نے پھاڑ دیا ہے لوگ خواہ کس قدر اسے پیوند لگانے کی کوشش کریں' نہیں لگا سکیں گے اور جس کو اس نے پیوند لگایا ہے اسے پھاڑ نہیں سکیں گے''۔

اور حضرت امام شافعیؒ نے بیان کیا ہے کہ یزید نے یہ دو شعر اعشیٰ سے سرقہ کیے ہیں پھر آپ نے بیان کیا ہے کہ وہ اپنے باپ کی وفات سے قبل دمشق میں داخل ہوا اور آپ نے اسے وصی مقرر کیا' یہ قول ابن اسحٰق اور دیگر مؤرخین کا ہے لیکن جمہور کا خیال یہ ہے کہ وہ اپنے باپ کی وفات کے بعد دمشق آیا ہے اور اس نے آپ کی قبر پر لوگوں کو نماز جنازہ پڑھائی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ واللہ اعلم

اور ابوالورد العنبری نے حضرت معاویہؓ کا مرثیہ کہتے ہوئے کہا ہے۔

''آگاہ رہو میں معاویہ بن حرب کی موت کی خبر یوں دیتا ہوں جیسے حرم کے باہر کے علاقے کو ماہ حرام کی اطلاع دی جاتی ہے' موت کی خبر دینے والوں نے تمام راستوں میں لگاموں میں تیروں کی طرح جھک کر اس کی موت کی خبر دی۔ ستارے تمہارے پاس آئے تو وہ گونگے تھے وہ بلند ہمت معاویہ کا نوحہ کر رہے تھے''۔

اور ایمن بن حریم نے آپ کا مرثیہ کہتے ہوئے کہا۔

''گردش روزگار نے آل حرب کی عورتوں کو اس انداز سے تیر مارا کہ وہ حیران رہ گئیں اور انھوں نے اپنے سیاہ بالوں کو سفید کر لیا اور اپنے سفید چہروں کو سیاہ کر لیا اور اگر تو ہند اور رملہ کے رونے کو دیکھتا جب وہ رخساروں پر تھپڑ مار رہی تھیں تو تو اس زخمی چلانے والی کی طرح روتا جس کے اکلوتے بچے کو زمانے نے مار دیا ہو''۔

آپ کی بیویوں اور بچوں کا بیان:

آپ کا ایک بیٹا عبدالرحمٰن تھا اور اسی سے آپ کنیت کرتے تھے اور دوسرا بیٹا عبداللہ تھا جو ضعیف العقل تھا اور ان دونوں کی ماں فاختہ بنت قرظہ ابن عمرو بن نوفل بن عبد مناف تھی اور اس کے بعد آپ نے اس سے الگ ہو کر اس کی بہن کنوۃ بنت قرظہ سے نکاح کیا جو فتح قبرص کے وقت آپ کے ساتھ تھی اور آپ نے نائلہ بنت عمارۃ الکلبیہ سے بھی نکاح کیا جس نے آپ کو تعجب میں ڈال دیا اور آپ نے میسون بنت بحدل سے کہا' جا کر اپنی عمزادی کو دیکھو وہ اندر گئی تو آپ نے اس سے اس کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا' وہ حسن و جمال میں کامل ہے لیکن میں نے اس کی ناف کے نیچے ایک تل دیکھا ہے اور میرا خیال ہے کہ اس کا خاوند قتل ہو جائے گا اور اس کا سر اس کی گود میں رکھا جائے گا تو حضرت معاویہؓ نے اسے طلاق دے دی اور آپ کے بعد حبیب بن سلمہ فہری نے اس سے نکاح کر لیا پھر اس کے بعد نعمان بن بشیر نے اس سے نکاح کیا اور قتل ہو گئے اور آپ کا سر اس کی گود میں رکھا گیا اور آپ کی مشہور اولاد میں سے یزید ہے جس کی ماں میسون بنت بحدل بن انیف بن دلجۃ بن قنافۃ الکلبی ہے اور یہی نائلہ کے پاس گئی تھی اور حضرت معاویہؓ کو اس کے متعلق جو بتانا تھا بتایا تھا' یہ بڑی دانا' بڑی خوبصورت' بڑی سردار' بڑی عقل مند اور دیندار عورت تھی' ایک روز حضرت معاویہؓ اس کے ہاں آئے تو آپ کے ساتھ ایک خصی خادم بھی تھا اس نے اس سے پردہ کیا اور کہنے لگی آپ کے ساتھ یہ کون شخص ہے آپ نے کہا یہ خصی ہے اس کے سامنے آ جاؤ' اس نے کہا اللہ نے جس چیز کو حرام کیا ہے مثلہ اس کے لیے حلال نہیں کر سکتا اور اس نے اس سے حجاب کیا اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے آپ سے کہا' محض آپ کا اسے مثلہ کر دینا ہرگز وہ چیز اس پر حلال نہیں کرتا جو اللہ نے اس پر حرام کی ہے' اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس کے بیٹے یزید کو اپنے باپ کے بعد خلافت دی اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس میسون نے حضرت معاویہؓ کے لیے ایک اور بیٹی کو جنم دیا جسے امۃ رب المشارق (مشارق کے رب کی لونڈی) کہا جاتا تھا' جو چھوٹی عمر میں فوت ہو گئی' اور رملہ کے ساتھ عمرو بن عثمانؓ بن عفان نے نکاح کیا اس کا گھر دمشق میں عقبۃ السمک کے پاس زقان الرمان کے بالمقابل تھا۔ یہ قول ابن عساکر کا ہے' ابن جریر کا بیان ہے کہ اس کی چکی آج تک مشہور ہے اور ہند بنت عتبہ کے ساتھ عبداللہ بن عامر نے نکاح کیا اور جب جامع مسجد کے پڑوس میں اسے الخضراء میں اس کے پاس لایا گیا اور اس نے اس کے نفس پر قابو پانا چاہا تو اس نے شدید روکاوٹ کی تو اس نے اسے مارا تو وہ چلائی اور جب لونڈیوں نے اس کی آواز سنی تو وہ بھی چلائیں اور انہوں نے اپنی آوازوں کو بلند کیا تو حضرت معاویہؓ نے ان کی آواز سنی تو اٹھ کر ان کے پاس گئے اور ان سے دریافت کیا کہ کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا ہم نے اپنی سیدہ کی آواز سنی تو ہم چلا اٹھیں' آپ اندر گئے کیا دیکھتے ہیں کہ وہ اس کی مار سے رو رہی ہے آپ نے ابن عامر سے کہا تو ہلاک ہو جائے' اس قسم کی عورت کو اس قسم کی رات میں تو مارتا ہے؟ پھر اسے کہا یہاں سے نکل جا پس ابن عامر باہر چلا گیا اور حضرت

معاویہؓ نے علیحدگی میں اسے کہا اے میری بیٹی یہ تیرا خاوند ہے جسے اللہ نے تیرے لیے حلال کیا ہے کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا۔

''وہ کون حیادار' خوب صورت عورتیں ہیں جن کا حرام ہونا تو مشکل ہے اوران کا حلال ہونا آسان ہے؟''۔

پھر حضرت معاویہؓ اس کے پاس سے چلے گئے اور اس کے خاوند سے کہا اندر جاؤ میں نے اس کی طبیعت کو تیرے لیے ہموار اوراستوار کر دیا ہے ابن عامر اندر گیا تو اس کا مزاج ٹھیک ہو چکا تھا پس اس نے اس سے اپنی حاجت پوری کی۔

حضرت عمرؓ بن الخطاب کی حکومت میں حضرت معاویہؓ کے قاضی حضرت ابوالدرداءؓ تھے اور جب آپ کو موت آئی تو آپ نے حضرت معاویہؓ کو مشورہ دیا کہ وہ قضا کا محکمہ فضالہ بن عبید کے سپرد کر دیں پھر فضالہ بھی فوت ہو گئے تو آپ نے ابوادریس خولانی کو قاضی بنا دیا اور آپ کے محافظ دستے میں ایک شخص مختار نامی تھا جو غلاموں میں سے تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کا نام مالک تھا اور اس کی کنیت ابوالمخارق تھی۔ جو حمیر کا غلام تھا۔ اور حضرت معاویہؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے محافظ مقرر کیے اور آپ کی حجابت پر آپ کا غلام سعد تھا اور قیس بن حمزہ پولیس کا افسر تھا پھر زمیل بن عمرو العذری پھر الضحاک بن قیس فہری افسر بنا اور آپ کا مشیر سرجون بن منصور رومی تھا اور حضرت معاویہؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مہر کا دفتر بنایا اور کتابوں پر مہر لگائی۔

اس سال میں وفات پانے والوں کا ذکر

حضرت صفوان بن المعطل:

بن رخصۃ بن المؤمل ابن خزاعی ابوعمرو آپ سب سے پہلے معرکہ المریسیع میں شامل ہوئے اور اس روز آپ ساقہ میں تھے اور انہی پر اہل افک نے حضرت ام المومنین کی تہمت لگائی تھی' پس اللہ نے آپ کو اور حضرت ام المومنین کو ان کی باتوں سے بری قرار دیا اور آپ سادات المسلمین میں سے تھے اور آپ کو سخت نیند آتی تھی حتیٰ کہ بسا اوقات سورج چڑھ جاتا تھا اور آپ سوئے ہوتے تھے اور جاگتے نہیں تھے' رسول اللہ ﷺ نے آپ سے فرمایا جب آپ بیدار ہوا کریں تو نماز پڑھ لیا کریں' حضرت صفوانؓ شہید ہو کر مارے گئے۔

حضرت ابومسلم خولانی رضی اللہ عنہ:

عبد بن ثوب الخولانی' بلاد یمن کی خولان بستی سے تعلق رکھتے تھے اسود عنسی نے آپ کو دعوت دی کہ آپ گواہی دیں کہ وہ اللہ کا رسول ہے اس نے آپ سے کہا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ آپ نے فرمایا میں نہیں سنتا' میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو اس نے آپ کے لیے آگ بھڑکائی اور آپ کو اس میں پھینک دیا مگر آگ نے آپ کو کوئی گزند نہ پہنچایا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے نجات دی' آپ حضرت ابراہیم خلیل کی مانند تھے' حضرت عمرؓ نے آپ سے کہا اس خدا کا شکر ہے جس نے مجھے وفات نہیں دی تاکہ میں محمد ﷺ کی امت میں اس شخص کو دیکھ لوں جس کے ساتھ حضرت ابراہیم خلیل کا سا سلوک کیا گیا اور آپ نے ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور آپ کے احوال و مکاشفات بھی ہیں۔ واللہ سبحانہ اعلم

بیان کیا جاتا ہے کہ اس سال میں حضرت نعمان بن بشیرؓ نے بھی وفات پائی ہے مگر زیادہ واضح بات یہ ہے کہ آپ اس کے بعد فوت ہوئے ہیں جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

یزید بن معاویہؓ اور اس کے دور کے واقعات

رجب ۶۰ھ میں اس کے باپ کی وفات کے بعد اس کی بیعت خلافت ہوئی اور اس کی پیدائش ۲۶ھ میں ہوئی اور جس روز اس کی بیعت ہوئی اس کی عمر ۳۴ سال تھی' اس نے اپنے باپ کے نائبین کو صوبوں پر برقرار رکھا' اور ان میں سے کسی ایک کو بھی معزول نہ کیا اور یہ اس کی ذہانت کی بات ہے۔

ہشام بن محمد الکلبی نے بحوالہ ابومخنف لوط بن یحییٰ کوفی مؤرخ بیان کیا ہے کہ یزید ماہ رجب ۶۰ھ میں حکمران بنا اور امیر مدینہ ولید بن عتبہ بن ابی سفیان اور امیر کوفہ نعمان بن بشیر اور امیر بصرہ عبداللہ بن زیاد اور امیر مکہ' عمرو بن سعید بن العاص تھے اور یزید جب حکمران بنا تو اس کی صرف یہ خواہش تھی کہ وہ لوگ اس کی بیعت کرلیں جنہوں نے یزید کی بیعت کرنے کے لیے حضرت معاویہؓ کی بات کو تسلیم نہیں کیا تھا' اس نے نائب مدینہ ولید بن عتبہ کو خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امیر المومنین یزید کی طرف سے ولید بن عتبہ کی طرف

''امابعد! حضرت معاویہؓ اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے سرفراز کیا اور خلیفہ بنایا اور مالک بنایا اور انہیں قوت دی' وہ ایک انداز ے کے ساتھ زندہ رہے اور وقت آنے پر فوت ہو گئے اللہ ان پر رحم فرمائے وہ قابل تعریف حالت میں زندہ رہے اور نیک اور متقی ہونے کی حالت میں فوت ہوئے''۔ والسلام

اور اس نے ایک ورق میں جو چوہے کی کان کی طرح تھا۔ ولید بن عتبہ کو لکھا:

''امابعد! حضرت حسینؓ' حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کو بیعت کے لیے سختی سے پکڑلو اور اس میں کسی قسم کی نرمی نہیں حتیٰ کہ وہ بیعت کرلیں''۔ والسلام

اور جب اس کے پاس حضرت معاویہؓ کی موت کی خبر آئی تو اس نے اس بات کو سخت اور گراں خیال کیا اور اس نے مروان کی طرف پیغام بھیجا اور اسے خط پڑھ کر سنایا اور ان لوگوں کے بارے میں اس سے مشورہ لیا اس نے کہا میری رائے یہ ہے کہ قبل اس کے کہ انہیں حضرت معاویہؓ کی موت کا علم ہو آپ انہیں بیعت کرنے کی دعوت دیں اور اگر وہ انکار کریں تو انہیں قتل کر دیا جائے' پس اس نے فوراً عبداللہ بن عمرو بن عثمانؓ بن عفان کو حضرت حسینؓ اور حضرت ابن زبیرؓ کے پاس بھیجا۔ یہ دونوں حضرات مسجد میں تھے۔ اور اس نے ان دونوں سے کہا امیر کو جواب دیجیے' ان دونوں نے کہا آپ ابھی واپس جائیے ہم اس کے پاس آتے ہیں اور جب وہ واپس چلا گیا تو حضرت حسینؓ نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے کہا میرا خیال ہے ان کا طاغیہ ہلاک ہو گیا ہے حضرت ابن زبیرؓ نے کہا میرا بھی یہی خیال ہے' راوی بیان کرتا ہے پھر حضرت حسینؓ اٹھے اور آپ نے اپنے غلاموں کو ساتھ لیا اور امیر کے دروازے پر آ کر

اجازت طلب کی اس نے آپ کو اجازت دی اور آپ اکیلے ہی اندر داخل ہوئے اور اپنے غلاموں کو دروازے پر بٹھا دیا اور فرمایا اگر تم کوئی ایسی بات سنو جو تمہیں شک میں ڈالے تو اندر داخل ہو جانا آپ نے سلام کیا اور بیٹھ گئے اور مروان بھی اس کے پاس تھا ولید بن عتبہ نے آپ کو خط دیا اور حضرت معاویہؓ کی وفات کی خبر آپ کو دی آپ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت معاویہؓ پر رحم فرمائے اور تجھے بڑا اجر دے' پس امیر نے آپ کو بیعت کی دعوت دی تو حضرت حسینؓ نے اسے کہا میرے جیسا شخص پوشیدہ بیعت نہیں کرتا اور آپ مجھ سے اس کا تقاضا نہ کریں لیکن جب لوگ اکٹھے ہوں تو ان کے ساتھ ہمیں بھی بلا لیں اور ایک ہی بات ہو جائے گی' ولید نے آپ سے کہا اور وہ عافیت پسند تھا۔ اللہ کا نام لے کر واپس چلے جایئے اور جماعت کے ساتھ ہمارے پاس آیئے' مروان نے ولید سے کہا' خدا کی قسم اگر یہ تجھ سے جدا ہو گئے اور اس وقت بیعت نہ کی تو تمہارے درمیان اور ان کے درمیان بڑا قتلام ہو گا' انہیں روکیے اور بیعت کیے بغیر انہیں جانے نہ دیجئے' بصورت دیگر انہیں قتل کر دیجئے' حضرت حسینؓ نے اٹھ کر کہا اے ابن زرقاء تو مجھے قتل کرے گا؟ خدا کی قسم تو نے جھوٹ بولا ہے اور گناہ کیا ہے پھر آپ اپنے گھر واپس آ گئے تو مروان نے ولید سے کہا خدا کی قسم اس کے بعد تو انہیں کبھی نہیں دیکھے گا' ولید نے کہا اے مروان قسم بخدا میں نہیں چاہتا کہ دنیا و مافیہا میرے لیے ہو اور میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کروں' سبحان اللہ' میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اس قول پر کہ میں بیعت نہیں کرتا قتل کر دوں اور قسم بخدا میرا یقین ہے کہ جو شخص حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کرے گا' قیامت کے روز اس کا ترازو ہلکا ہو گا۔

اور ولید نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف پیغام بھیجا تو انہوں نے انکار کیا اور ایک دن رات اس سے ٹال مٹول کی پھر حضرت ابن زبیرؓ اپنے غلاموں کے ساتھ سوار ہوئے اور اپنے ساتھ اپنے بھائی جعفر کو بھی لیا اور الفرع کے راستے مکہ کی طرف روانہ ہو گئے اور ولید نے حضرت ابن زبیرؓ کے پیچھے پیادہ اور گھڑ سوار بھیجے مگر انہوں نے آپ کو واپس لانے کی سکت نہ پائی اور جعفر نے اپنے بھائی عبداللہ کو جب کہ دونوں چلے جا رہے تھے صبرۃ الحنظلی کا شعر بطور مثال پڑھ کر سنایا۔

''عنقریب ماؤں کے تمام بیٹے رات کا وعدہ کر کے ٹالیں گے اور ان کی اولاد میں سے ایک کے سوا کوئی باقی نہیں رہے گا''۔

عبداللہ نے کہا تیرا اس سے کیا مقصد ہے؟ جعفر نے کہا قسم بخدا میرا مقصد اس سے آپ کو دکھ دینا نہیں' اس نے کہا جو کچھ تمہاری زبان پر جاری ہوا ہے وہ مجھے بہت ناپسند ہے' مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ اس نے اس سے بدشگونی لی۔

اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی وجہ سے ولید' حضرت حسینؓ سے غافل ہو گیا اور جب کبھی وہ آپ کی طرف پیغام بھیجتا آپ فرماتے تم بھی انتظار کرو ہم بھی انتظار کرتے ہیں پھر آپ نے اپنے اہل اور بیٹوں کو جمع کیا اور اتوار کی شب کو جب کہ اس سال کے رجب کی دو راتیں باقی تھیں' حضرت زبیرؓ کے چلے جانے کے ایک رات بعد سوار ہوئے اور آپ کے اہل میں سے حضرت محمد بن الحنفیہ کے سوا کوئی شخص پیچھے نہ رہا' انہوں نے آپ سے کہا اے میرے بھائی قسم بخدا آپ مجھے روئے زمین کے سب باشندوں سے زیادہ عزیز ہیں اور میں آپ کا خیر خواہ ہوں' ان شہروں میں سے کسی شہر میں نہ جانا بلکہ جنگلوں اور ریگستانوں میں ٹھہرنا اور لوگوں کو اطلاع دیجئے اور جب وہ آپ کی بیعت کر لیں اور آپ پر اتفاق کر لیں تو شہر میں داخل ہو جانا اور اگر آپ نے شہر ہی میں رہائش کرنی

ہے تو مکہ کی طرف چلے جائیے اور اگر آپ کو وہ بات نظر آئے جو آپ پسند کرتے ہیں تو ٹھیک ورنہ ریگستانوں اور پہاڑوں کی طرف چڑھ جائیے آپ نے انہیں جزاک اللہ خیراً کہا کہ آپ نے خیر خواہی اور مہربانی کی ہے اور حضرت حسینؓ مکہ کی طرف روانہ ہو گئے اور وہاں پر آپ اور حضرت ابن زبیرؓ اکٹھے ہو گئے اور ولید نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف پیغام بھیجا اور کہا یزید کی بیعت کر لیجیے آپ نے فرمایا جب لوگ بیعت کریں گے میں بھی کرلوں گا تو ایک شخص کہنے لگا آپ چاہتے ہیں کہ لوگ اختلاف کریں اور آپس میں لڑ لڑ کر فنا ہو جائیں اور جب آپ کے سوا کوئی باقی نہ رہے تو وہ آپ کی بیعت کر لیں حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا جو بات تو نے کہی ہے میں اس میں سے کچھ بھی پسند نہیں کرتا لیکن جب لوگ بیعت کرلیں گے اور میرے سوا کوئی باقی نہ رہے گا تو میں بیعت کرلوں گا اور وہ آپ سے خوف کھاتے تھے واقدی نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت معاویہؓ کی موت کی خبر آئی تو حضرت ابن عمرؓ مدینہ میں نہ تھے بلکہ آپ اور حضرت ابن عباسؓ مکہ میں تھے جب یہ دونوں حضرات مکہ سے آ رہے تھے تو حضرت حسینؓ اور حضرت ابن زبیرؓ انہیں ملے آپ نے پوچھا تم دونوں کے پیچھے کیا ہے؟ دونوں نے کہا حضرت معاویہؓ اور یزید بن معاویہ کی بیعت حضرت ابن عمرؓ نے دونوں سے کہا اللہ سے ڈرو اور مسلمانوں کی جماعت میں تفرقہ نہ ڈالو اور حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابن عباسؓ مدینہ آ گئے اور جب شہروں کی بیعت آ گئی تو لوگوں کے ساتھ حضرت ابن عمرؓ نے بیعت کر لی اور حضرت حسینؓ اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما مکہ آ گئے اور وہاں انہوں نے عمرو بن سعید بن العاص کو پایا ان دونوں نے اسے خوفزدہ کیا اور کہا ہم صرف اس گھر کی پناہ لینے آئے ہیں۔

اور اس سال کے رمضان میں یزید بن معاویہؓ نے ولید بن عتبہ کو اس کی کوتاہی کی وجہ سے مدینہ کی امارت سے معزول کر دیا اور اسے نائب مکہ عمرو بن سعید بن العاص کے ساتھ شامل کر دیا پس وہ ذوالقعدہ سے قبل رمضان میں مدینہ آیا اور وہ متکبر اور معبود بنا ہوا تھا اور اس نے عمرو بن زبیر کو جو اپنے بھائی عبداللہ کا دشمن تھا۔ اس کے ساتھ جنگ پر مختار بنا دیا اور عمرو بن سعید حضرت زبیرؓ سے جنگ کرنے کے لیے فوجیں بھیجنے لگے اور صحیحین میں لکھا ہے کہ ابوشریح خزاعی نے عمرو بن سعید سے جب کہ وہ مکہ کی طرف فوجیں بھیج رہا تھا کہا اے امیر مجھے اجازت دیجیے کہ میں آپ سے ایک حدیث بیان کروں جو فتح سے اگلے دن رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر بیان کی جسے میرے کانوں نے سنا اور دل نے یاد رکھا آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مکہ کو حرام قرار دیا ہے اور لوگوں نے اسے حرام نہیں بنایا اور مجھ سے پہلے لوگوں میں سے کسی کے لیے اس میں قتال جائز نہ تھا اور نہ میرے بعد کسی کے لیے جائز ہو گا اور میرے لیے بھی صرف دن کی ایک ساعت جائز ہوا ہے پھر آج اس کی حرمت کل کی حرمت کی طرح ہو گئی ہے اور چاہیے کہ موجود شخص غیر موجود تک پہنچا دے اور ایک روایت میں ہے پس اگر کوئی اس میں رسول اللہ ﷺ کے قتال سے جواز نکالے تو کہو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اجازت دی ہے اور تمہیں اجازت نہیں دی ابوشریح سے دریافت کیا گیا اس نے تجھے کیا کہا ہے؟ اس نے کہا اس نے مجھے کہا ہے اے ابوشریح ہم اس بات کو تجھ سے بہتر جانتے ہیں بلاشبہ حرم نافرمان کو پناہ نہیں دیتا اور نہ خون کر کے بھاگنے والے اور خرابی کر کے بھاگنے والے کو پناہ دیتا ہے۔

واقدی نے بیان کیا ہے عمرو بن سعید نے مدینہ کی پولیس پر عمرو بن زبیر کو افسر مقرر کر دیا اور اس نے اپنے بھائی کے اصحاب اور اس کے ہوا خواہوں کو تلاش کیا اور انہیں بہت مارا حتیٰ کہ منجملہ ان کے اپنے بھائی المنذر بن زبیر کو بھی مارا اور ضروری تھا کہ وہ اپنے

بھائی عبداللہ کو چاندی کے طوق سے بھی پکڑ کر خلیفہ کے سامنے پیش کرے' پس اس نے المنذر بن زبیر اور اس کے بیٹے محمد بن المنذر اور محمد بن عمار بن یاسر وغیرہ کو مارا اور اس نے انہیں چالیس سے پچاس ساٹھ تک کوڑے مارے اور عبدالرحمٰن بن عثمان التیمی اور عبدالرحمٰن بن عمرو بن سہل لوگوں کے ساتھ مکہ سے بھاگ گئے پھر یزید کی طرف سے عمرو بن سعید کی طرف ابن زبیر کی تلاش کے عزم کی اطلاع آئی کہ خواہ وہ بیعت کرے تب بھی وہ اس کی بات کو قبول نہ کرے جب تک وہ اسے سونے یا چاندی کے طوق میں جو اس کی ٹوپی کے نیچے ہو' اس کے پاس نہ لے کر آئے پس وہ اسے دیکھے نہیں مگر اس کی آواز سنے اور حضرت ابن زبیرؓ نے حارث بن خالد مخزومی کو اہل مکہ کو نماز پڑھانے سے روک دیا جو مکہ میں عمرو بن سعید کا نائب تھا اس وقت عمرو نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی وجہ سے مکہ کی طرف فوج بھیجنے کا پختہ ارادہ کر لیا اور عمرو بن سعید نے عمرو بن زبیر سے مشورہ کیا کہ اس سے جنگ کرنے کے لیے کون شخص مناسب ہوگا کہ ہم اسے مکہ کی طرف بھیجیں؟ عمرو بن زبیر نے اسے کہا تو اس کی طرف مجھ سے بڑھ کر اسے زخم لگانے والا شخص نہیں بھیجے گا' پس اس نے اسے اس فوج پر سالار مقرر کر دیا اور اس کے ہراول پر سات سو جانبازوں کے ساتھ انیس بن عمرو اسلمی کو امیر مقرر کیا اور واقدی نے بیان کیا ہے کہ ان دونوں کو خود یزید بن معاویہؓ نے مقرر کیا تھا اور اس نے اس کی اطلاع عمرو بن سعید کو بھیج دی' پس انیس نے جرف مقام پر پڑاؤ کر لیا اور مروان نے عمرو بن سعید کو مشورہ دیا کہ وہ مکہ سے جنگ نہ کرے اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو وہیں چھوڑ دے کیونکہ اگر وہ تھوڑے عرصے میں قتل نہ ہوئے تو مر جائیں گے اور ان کے بھائی عمرو بن زبیر نے کہا قسم بخدا اگر وہ کعبہ کے اندر بھی ہوئے تو ہم ناپسند کرنے والے کی ناپسندیدگی کے باوجود بھی ان سے ضرور جنگ کریں گے' مروان نے کہا قسم بخدا مجھے یہ بات خوش کرتی ہے' پس انیس روانہ ہو گیا اور بقیہ فوج کے ساتھ جو دو ہزار تھی۔ عمرو بن زبیر اس کے پیچھے پیچھے گیا حتیٰ کہ ابطح میں اتر گیا اور بعض کا قول یہ ہے کہ اپنے گھر میں اترا جو صفا کے پاس تھا اور انیس ذوطویٰ میں اترا' اور عمرو بن زبیر لوگوں کو نماز پڑھاتا تھا اور اس کے بھائی حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اس کے پیچھے نماز پڑھتے تھے اور عمرو نے اپنے بھائی کو پیغام بھیجا کہ خلیفہ کی قسم کو سچا ثابت کر اور اس کے پاس اس حالت میں جا کہ تیری گردن میں سونے یا چاندی کا طوق ہو اور لوگوں کو اس طرح نہ چھوڑ کہ وہ ایک دوسرے کو ماریں اور اللہ سے ڈر' بلاشبہ تو حرمت والے شہر میں رہتا ہے' حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے اپنے بھائی کو پیغام بھیجا' تمہاری ملاقات کی جگہ مسجد ہے اور حضرت عبداللہ بن زبیر نے حضرت عبداللہ بن صفوان بن امیہ کو ایک فوج کے ساتھ بھیجا اور انہوں نے عمرو بن انیس اسلمی کے ساتھ جنگ کی اور انیس کو بری طرح شکست دی اور عمرو بن زبیر کے ساتھی منتشر ہو گئے اور عمرو' ابن علقمہ کے گھر کی طرف بھاگ گیا اور اس کے بھائی عبیدہ بن زبیر نے اسے پناہ دی تو اس کے بھائی حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے اسے ملامت کی اور فرمایا تو اسے پناہ دیتا ہے جس کی گردن میں لوگوں کے حقوق ہیں؟ پھر اس نے مدینہ میں جن لوگوں کو مارا تھا ان سب نے المنذر بن زبیر اور ان کے بیٹے کے سوا' اسے مارا' ان دونوں نے عمرو سے قصاص لینے سے انکار کیا اور اسے عارم کے ساتھ قید کر دیا تو اس کا نام عارم کا قید خانہ پڑ گیا اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عمرو بن زبیر کوڑوں کے نیچے ہی فوت ہو گیا تھا۔ واللہ اعلم

حضرت حسین بن علی علیہما السلام کا واقعہ اور طلب امارت میں آپ کے مکہ سے نکلنے کا سبب اور آپ کے قتل کی کیفیت

اس سے قبل ہم آپ کے کچھ حالات بیان کرتے ہیں پھر ہم آپ کے مناقب وفضائل کو بیان کریں گے۔

آپ حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم ابوعبداللہ القرشی الہاشمی، کربلا میں شہید ہونے والے پوتے اور رسول اللہ ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے بیٹے اور دنیا میں آپ کا پھولوں کا گلدستہ ہیں۔ آپ اپنے بھائی حضرت حسنؓ کے بعد پیدا ہوئے اور حضرت حسنؓ ۳ھ میں پیدا ہوئے اور بعض کا قول ہے کہ دونوں بھائیوں کے درمیان ایک طہر اور مدت حمل کا فرق ہے، آپ ۵/ شعبان ۴ھ کو پیدا ہوئے اور قتادہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسینؓ چھٹے سال کے پانچویں مہینے کی پندرہ تاریخ کو پیدا ہوئے اور محرم ۶۱ھ کے دسویں دن بروز جمعہ قتل ہوئے اور آپ کی عمر ۵۴ سال ساڑھے چھ ماہ تھی۔

حضرت نبی کریم ﷺ سے روایت کی گئی ہے کہ آپؐ نے ان کو گھٹی دی اور ان کے منہ میں تھوکا اور ان کے لیے دعا کی اور آپ کا نام حسینؓ رکھا اور اس سے پہلے آپ کے باپ نے آپ کا نام حرب رکھا تھا اور بعض، جعفر بیان کرتے ہیں اور آپؐ نے ساتویں روز ان کا نام رکھا اور ان کا عقیقہ کیا، اور ایک جماعت نے عن ابی اسحٰق عن ہانی بن ہانی عن علیؓ بیان کیا ہے کہ حضرت حسنؓ سینے کے درمیان سے سر تک رسول اللہ ﷺ کے بہت مشابہ تھے اور حضرت حسینؓ اس سے نچلے حصے میں آپؐ کے بہت مشابہ تھے اور زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ محمد بن الضحاک الحزامی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا چہرہ رسول اللہ ﷺ کے چہرے سے مشابہ تھا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا جسم رسول اللہ ﷺ کے جسم سے مشابہ تھا، اور محمد بن سیرینؒ اور ان کی بہن حفصہ نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں ابن زیاد کے پاس موجود تھا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر لایا گیا اور وہ آپ کی ناک پر چھڑی رکھ کر کہنے لگا، میں نے اس کی مانند خوب صورت نہیں دیکھا میں نے اسے کہا آپ ان سب سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ سے مشابہ تھے اور سفیان نے بیان کیا ہے کہ میں نے عبیداللہ بن زیاد سے کہا، تم نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا ہاں، وہ کیا ہی اچھے سیاہ ریش اور سیاہ سر تھے سوائے چند بالوں کے جو آپ کی داڑھی کے اگلے حصے میں تھے مجھے معلوم نہیں کہ آپ نے خضاب لگایا تھا اور اس جگہ کو رسول اللہ ﷺ سے تشبہ کے لیے چھوڑ دیا تھا یا اس کے سوا، آپ کے دیگر بال سفید نہ ہوئے تھے؟ اور ابن جریج نے بیان کیا ہے کہ میں نے عمر بن عطاء کو بیان کرتے سنا کہ میں نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو وسمہ سے رنگ کرتے دیکھا اس وقت آپ کی عمر ساٹھ سال تھی اور آپ کا سر اور داڑھی بہت سیاہ تھے۔

اور وہ حدیث جو دو ضعیف طریقوں سے روایت کی گئی ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے مرض الموت میں پوچھا

کہ وہ ان کے دونوں بچوں کو کچھ دیں تو آپ نے فرمایا حسنؓ کے لیے میری ہیبت اور سرداری ہے اور حسینؓ کے لیے میری جرأت اور سخاوت ہے یہ صحیح حدیث نہیں اور نہ ہی اصحاب کتب معتبرہ میں سے کسی ایک نے اس کی تخریج کی ہے اور حضرت حسینؓ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے پانچ سال یا اس کے قریب پائے اور آپ سے احادیث روایت کی ہیں اور مسلم بن الحجاج نے بیان کیا ہے کہ آپ کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رؤیت حاصل تھی اور صالح بن احمد بن حنبلؒ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت حسن بن علیؓ کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ ثقہ تابعی ہیں اور یہ غریب قول ہے پھر تو وہ حضرت حسینؓ کے بارے میں کہیں گے کہ وہ بطریق اولیٰ تابعی ہیں۔

اور ابھی ہم بیان کریں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کا اکرام کرتے تھے اور ان سے محبت وشفقت کا اظہار کرتے تھے' حاصل کلام یہ کہ حضرت حسینؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا اور آپ کی صحبت اختیار کی حتیٰ کہ آپؐ ان سے راضی ہونے کی حالت میں فوت ہو گئے لیکن آپ چھوٹے تھے پھر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ بھی آپ کا اعزاز واکرام کرتے تھے اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ بھی اسی طرح آپ کا اعزاز واکرام کرتے تھے اور آپ اپنے باپ کے ساتھ رہے اور ان سے روایت کی اور آپ جمل وصفین کے تمام معرکوں میں اپنے باپ کے ساتھ رہے اور ان سے روایت کی اور آپ جمل وصیفن کے تمام معرکوں میں اپنے باپ کے ساتھ رہے اور آپ معظم ومؤقر تھے اور ہمیشہ اپنے باپ کے اطاعت گزار رہے حتیٰ کہ قتل ہو گئے اور جب خلافت آپ کے بھائی کے پاس واپس آئی اور اس نے مصالحت کرنے کا ارادہ کیا تو یہ بات آپ کو گراں گزری اور آپ نے اس بارے میں اپنے بھائی کی رائے کو درست قرار نہ دیا بلکہ اسے اہل شام کے ساتھ جنگ کرنے کی ترغیب دی' تو آپ کے بھائی نے آپ سے کہا خدا کی قسم میں نے ارادہ کیا ہے کہ تجھے ایک گھر میں قید کر دوں اور اس کا دروازہ تجھ پر بند کر دوں حتیٰ کہ میں اس کام سے فارغ ہو جاؤں پھر میں تمہیں باہر نکالوں' اور جب حضرت حسینؓ نے یہ بات دیکھی تو سکوت اختیار کر لیا اور صلح کر لی اور جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت قرار پکڑ گئی تو حضرت حسینؓ اپنے بھائی حضرت حسنؓ کے ساتھ حضرت معاویہؓ کے پاس آتے جاتے تھے اور حضرت معاویہؓ ان دونوں کا بہت اکرام کرتے اور ان دونوں کو خوش آمدید کہتے اور انہیں بہت عطیات دیتے تھے اور انہوں نے ایک دن میں ان دونوں کو دو لاکھ درہم دیئے اور کہا انہیں لے لو میں پسر ہند ہوں' خدا کی قسم تم دونوں کو مجھ سے پہلے اور میرے بعد کوئی نہ دے گا' حضرت حسینؓ نے کہا' خدا کی قسم نہ آپ اور نہ آپ سے پہلے اور نہ آپ کے بعد کوئی شخص ہم سے افضل آدمی کو دے گا اور جب حضرت حسنؓ فوت ہو گئے تو حضرت حسینؓ ہر سال حضرت معاویہؓ کے پاس جایا کرتے تھے اور وہ آپ کو عطیہ دیتے اور آپ کا اکرام کرتے تھے اور آپ اس فوج میں بھی شامل تھے جس نے حضرت معاویہؓ کے بیٹے یزید کے ساتھ ۶۱ھ میں قسطنطنیہ سے جنگ کی تھی اور جب حضرت معاویہؓ کی زندگی میں یزید کے لیے بیعت لی گئی تو حضرت حسینؓ' حضرت ابن زبیرؓ' حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ' حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے اس کی بیعت سے انکار کر دیا تھا' پھر حضرت ابن ابی بکرؓ نے اسی رائے پر وفات پائی اور جب حضرت معاویہؓ ۶۰ھ میں فوت ہو گئے اور یزید کی بیعت ہوئی تو حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابن عباسؓ نے بیعت کر لی اور حضرت حسینؓ اور حضرت ابن زبیرؓ نے مخالفت کا پختہ ارادہ کر لیا اور دونوں حضرات مدینہ سے بھاگ کر مکہ چلے گئے اور وہیں اقامت اختیار کر لی اور

جب لوگوں نے حضرت معاویہؓ کی موت اور یزید کی خلافت کے متعلق سنا تو وہ حضرت حسینؓ کے ساتھ لازم رہنے لگے اور آپ کے پاس آنے لگے اور آپ کی باتیں سننے لگے اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کعبہ کے پاس آنے جانے لگے اور ان کے لیے ممکن نہیں تھا کہ وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں اپنے دل کی بات کے مطابق حرکت کرتے کیونکہ آپ کو معلوم تھا کہ لوگ ان کی تعظیم کرتے ہیں اور انہیں آپ پر ترجیح دیتے ہیں علاوہ ازیں آپ کی وجہ سے مکہ بھیجنے کے لیے فوجیں مخصوص کی گئیں لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان پر فتح عطا فرمائی پس فوجیں شکست کھا کر مکہ سے منتشر ہو گئیں اور جن یزیدیوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو ہلاک کرنے کا ارادہ کیا تھا آپ ان پر غالب آ گئے اور آپ نے اپنے بھائی عمر کو مارا اور قید کیا اور اس سے قصاص لیا اور اس موقع پر بلاد حجاز میں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی قدر ومنزلت بڑھ گئی اور آپ کی بات مشہور ہو گئی اور آپ کی شہرت دور دور تک پھیل گئی ان سب باتوں کے باوجود آپ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرح لوگوں کے نزدیک معظم نہ تھے بلکہ لوگوں کا میلان حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف تھا کیونکہ آپ بڑے سردار اور رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کے بیٹے تھے اور روئے زمین کا کوئی شخص اس وقت آپ کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا اور نہ آپ کی برابری کر سکتا تھا لیکن ساری یزیدی حکومت آپ سے دشمنی کرتی تھی۔

اور بلاد عراق سے آپ کے پاس بکثرت خطوط آئے وہ آپ کو اپنے پاس بلاتے تھے یہ اس وقت کی بات ہے جب انہیں حضرت معاویہؓ کی موت اور یزید کی حکومت اور حضرت حسینؓ کے بیعت یزید سے فرار کر کے مکہ آنے کی اطلاع ملی۔ پس سب سے پہلے عبداللہ بن سبع ہمدانی اور عبداللہ بن دال آپ کے پاس آئے جن کے پاس ایک خط تھا جس میں سلام اور حضرت معاویہؓ کی موت کی مبارک باد تھی یہ دونوں اس سال کی دس رمضان کو حضرت حسینؓ کے پاس آئے پھر انہوں نے ان دونوں کے بعد ایک اور جماعت کو بھیجا جس میں قیس بن مسہر صدائی۔ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن الکواء ارحبی' اور عمارۃ بن عبداللہ سلولی شامل تھے اور ان کے پاس حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی جانب تقریباً ڈیڑھ سو خطوط بھی تھے پھر انہوں نے ہانی بن ہانی سبیعی اور سعید بن عبداللہ حنفی کو بھیجا جن کے پاس ایک خط تھا جس میں ذکر تھا آپ جلد ان کی طرف چل پڑیں اور شیث بن ربعی' حجار بن ابجر' یزید بن حارث ابن رویم' عمرو بن حجاج زبیدی اور محمد بن عمر یحییٰ تمیمی نے آپ کی طرف لکھا:

''امابعد! باغات سرسبز ہو گئے ہیں اور پھل پک چکے ہیں اور پیالے چھلک رہے ہیں' آپ جب چاہیں اپنے جمع شدہ لشکر کے پاس آ جائیں' آپ پر سلامتی ہو''۔

پس سب ایلچی اپنے خطوط کے ساتھ حضرت حسینؓ کے پاس جمع ہو گئے اور آپ کو ان کے پاس جانے پر آمادہ کرنے لگے تا کہ وہ یزید بن معاویہ کے عوض آپ کی بیعت کر لیں۔ اور وہ اپنے خطوط میں بیان کرتے لگے کہ وہ حضرت معاویہؓ کی موت سے خوش ہیں اور وہ آپ کو گالیاں دیتے اور آپ کی حکومت کے بارے میں اعتراضات کرتے اور یہ کہ انہوں نے اب تک کسی کی بیعت نہیں کی اور وہ آپ کی آمد کے منتظر ہیں تا کہ آپ کو ان پر مقدم کریں' اس موقع پر آپ نے اپنے عمزاد حضرت مسلم بن عقیل بن ابی طالب کو عراق کی طرف بھیجا تا کہ وہ آپ کے لیے اس امر کی حقیقت اور اتفاق کو معلوم کریں اور اگر یہ کوئی حتمی محکم اور مستقل امر ہو تو آپ کی طرف پیغام بھیجیں تا کہ آپ اپنے اہل وعیال کے ساتھ سوار ہو کر کوفہ آ جائیں تا کہ آپ اپنے دشمنوں پر فتح پالیں اور آپ نے ان

کے ساتھ اہل عراق کی جانب اس بارے میں ایک خط بھی لکھا اور جب حضرت مسلم رضی اللہ عنہ مکہ سے چلے تو مدینہ سے گزرے اور آپ نے وہاں سے دو راہنما لیے جو آپ کو متروک راستوں کے جنگلات سے لے گئے اور سب سے پہلے ان دونوں میں سے ایک راہنما پیاس کی شدت سے ہلاک ہو گیا۔ اور وہ راستے سے بھٹک گئے اور دوسرا راہنما جو اکیلا ہی رہ گیا خبیت وادی کے المضیق مقام پر ہلاک ہو گیا۔ جس سے حضرت مسلمؒ نے بدشگونی لی اور حضرت مسلمؒ وہیں ٹھہر گئے اور دوسرا راہنما بھی مر گیا' آپ نے حضرت حسینؓ سے اپنے بارے میں مشورہ طلب کرتے ہوئے خط لکھا اور حضرت حسینؓ نے انہیں قسم دیتے ہوئے لکھا کہ وہ عراق میں داخل ہو جائیں اور اہل کوفہ سے مل کر ان کی حقیقت حال معلوم کریں۔ آپ جب کوفہ میں داخل ہوئے تو آپ ایک شخص کے ہاں اترے جسے مسلم بن عوسجہ اسدی کہا جاتا تھا اور بعض کا قول ہے کہ آپ مختار ابن عبید ثقفی کے گھر اترے۔ واللہ اعلم

اہل کوفہ نے آپ کی آمد کا سنا تو انہوں نے آپ کے پاس آ کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی امارت پر آپ کی بیعت کی اور انہیں حلف دیا کہ وہ اپنے جان و مال سے آپ کی مدد کریں گے پس اہل عراق میں سے بارہ ہزار آدمیوں نے آپ کی بیعت پر اتفاق کیا پھر وہ بڑھ کر اٹھارہ ہزار تک پہنچ گئے تو حضرت مسلمؒ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ وہ عراق آ جائیں' بیعت اور امور آپ کے لیے ہموار ہو چکے ہیں' پس حضرت حسین رضی اللہ عنہ مکہ سے کوفہ جانے کے لیے تیار ہو گئے جیسا کہ ہم ابھی ذکر کریں گے۔

اور ان کی خبر پھیل گئی حتیٰ کہ امیر کوفہ نعمان بن بشیر کو پہنچ گئی یہ خبر آپ کو ایک شخص نے دی' اور آپ اس سے پہلو تہی کرنے لگے اور اسے اہمیت نہ دی لیکن لوگوں سے خطاب کر کے انہیں اختلاف اور فتنہ سے روکا اور انہیں مل جل کر رہنے اور سنت پر چلنے کا حکم دیا اور فرمایا جو شخص مجھ سے جنگ نہیں کرتا میں اس سے جنگ نہیں کروں گا اور جو مجھ پر حملہ نہیں کرتا میں اس پر حملہ نہیں کروں گا اور نہ تہمت کی بنا پر تم کو پکڑوں گا لیکن اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں' اگر تم نے اپنے امام کو چھوڑا اور اس کی بیعت کو توڑا تو جب تک میری تلوار کا دستہ میرے ہاتھ میں ہے میں تم سے جنگ کروں گا سوا ایک شخص جسے عبداللہ بن مسلم بن شعبہ حضرمی کہا جاتا تھا آپ کے پاس جا کر کہنے لگا' بلاشبہ یہ معاملہ دلیری سے ہی اصلاح پذیر ہوتا ہے اور اے امیر آپ نے جو راستہ اختیار کیا ہے وہ کمزوروں کا راستہ ہے' نعمان نے اسے کہا مجھے اطاعت الٰہی میں کمزور ہونا' معصیت الٰہی میں قوی ہونے سے زیادہ محبوب ہے پھر آپ منبر سے اترے تو اس شخص نے یزید کو خط لکھا اور اسے اس بات کی اطلاع دے دی اور عمارہ بن عقبہ اور حضرت عمرو بن سعد بن ابی وقاص نے بھی یزید کی طرف خط لکھے اور یزید نے پیغام بھیجا اور نعمان کو کوفہ سے معزول کر دیا اور بصرہ کے ساتھ کوفہ کو بھی عبیداللہ بن زیاد کے ماتحت کر دیا اور یہ یزید بن معاویہ کے غلام سرجون کے مشورہ سے ہوا اور یزید اس سے مشورہ لیا کرتا تھا' سرجون نے کہا' اگر حضرت معاویہؓ یہ زندہ ہوتے تو وہ جو مشورہ تجھے دیتے تو اسے قبول کرتا؟ اس نے کہا ہاں' سرجون نے کہا' میری بات مان لو' عبیداللہ بن زیاد کے سوا کوئی شخص کوفہ کے قابل نہیں اسے کوفہ کا امیر بنا دو' اور یزید' عبیداللہ بن زیاد سے بغض رکھتا تھا اور وہ اسے بصرہ سے معزول کرنا چاہتا تھا' پس اس نے اسے بصرہ اور کوفہ کا امیر بنا دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ اور دوسروں کی منشا یہی تھی۔

پھر یزید نے ابن زیاد کو لکھا' جب تو کوفہ آئے تو حضرت مسلم بن عقیل کو طلب کرنا اور اگر تو ان پر قابو پائے تو انہیں قتل کر دینا یا انہیں جلاوطن کر دینا اور اس نے عہد کے ساتھ مسلم بن عمرو باہلی کے ہاتھ خط بھیجا اور ابن زیاد بصرہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہو گیا اور

کوفہ میں سیاہ عمامے کا ڈھاٹھہ باندھ کر داخل ہوا اور لوگوں کے اشراف کی جس جماعت کے پاس سے گزرتا انہیں السلام علیکم کہتا اور وہ وعلیکم السلام خوش آمدید اے پسر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے۔ وہ خیال کرتے کہ یہ حضرت حسینؓ ہیں اور وہ آپ کی آمد کے منتظر تھے' اور اس کے پاس لوگوں کا جمگھٹا ہو گیا اور وہ کوفہ میں سترہ آدمیوں کے ساتھ آیا اور مسلم بن عمرو نے انہیں یزید کی جانب سے کہا' پیچھے ہٹ جاؤ یہ امیر عبیداللہ بن زیاد ہے اور جب انہیں اس بات کا علم ہوا تو ان پر دل شکستگی اور شدید غم چھا گیا اور عبیداللہ کو خبر کا یقین ہو گیا اور وہ کوفہ کے قصر امارت میں اتر پڑا اور جب اس کا معاملہ مضبوط ہو گیا تو اس نے ابورھم کے غلام اور بعض کا قول ہے کہ اپنے غلام معقل کو تین ہزار درہم کے ساتھ بلاد حمص سے آنے والے کی صورت میں بھیجا اور یہ کہ وہ صرف بیعت کرنے کے لیے آیا ہے' پس یہ غلام گیا اور مسلسل اس گھر کا پتہ معلوم کرتا رہا جہاں لوگ حضرت مسلم بن عقیل کی بیعت کر رہے تھے حتیٰ کہ وہ اس گھر میں داخل ہو گیا اور وہ ہانی بن عروہ کا گھر تھا جس میں آپ پہلے گھر سے وہاں منتقل ہو گئے تھے' پس اس نے بیعت کی اور وہ اسے حضرت مسلم بن عقیل کے پاس لے گئے اور وہ کئی روز ان کے ساتھ رہا حتیٰ کہ ان کے معاملہ کی منکشف شدہ حقیقت پر مطلع ہو گیا اور اس نے حضرت مسلم بن عقیلؓ کے حکم کے مطابق مال کو ابوثمامہ عامری کے سپرد کر دیا۔ اور جو اموال آتے تھے انہیں وہی سمیٹتا تھا اور ہتھیار خریدتا تھا۔ اور وہ عرب کے شہسواروں میں سے تھا' اس غلام نے واپس آ کر عبیداللہ کو گھر اور اس گھر کے مالک کے متعلق بتایا اور حضرت مسلم بن عقیل' ہانی بن حمید بن عروہ مرادی کے گھر منتقل ہو گئے پھر شریک بن اعور کے گھر منتقل ہو گئے جو اکابر امراء میں سے تھا اور اسے اطلاع ملی کہ عبیداللہ اس کی عیادت کرنا چاہتا ہے۔ اس نے ہانی کو پیغام بھیجا کہ مسلم بن عقیل کو میرے گھر میں بھیج دیں تاکہ جب عبیداللہ میری عیادت کو آئے تو وہ اسے قتل کر دے اس نے حضرت مسلم کو اس کے پاس بھیج دیا تو شریک نے آپ سے کہا' آپ خیمے میں چھپ جائیں اور جب عبیداللہ بیٹھ جائے گا تو میں پانی طلب کروں گا اور یہ آپ کی طرف اشارہ ہو گا آپ نکل کر اسے قتل کر دیں اور جب عبیداللہ آ کر شریک کے بچھونے پر بیٹھ گیا اور ہانی بن عروہ بھی شریک کے پاس ہی تھا اور مہران نامی غلام اس کے آگے سے اٹھ کھڑا ہوا تو اس نے ایک ساعت اس سے گفتگو کی' پھر شریک نے کہا مجھے پانی پلاؤ تو حضرت مسلمؒ نے اس کے قتل سے بزدلی دکھائی اور ایک لونڈی پانی کا ایک پیالہ لے کر نکلی تو اس نے حضرت مسلم کو خیمے میں دیکھا تو اس نے شرم محسوس کی اور تین بار پانی لے کر واپس چلی گئی۔ پھر شریک نے کہا مجھے پانی پلاؤ خواہ میری جان چلی جائے کیا تم مجھے پانی سے حمام کراؤ گے؟ پس مہران خیانت کو سمجھ گیا اور اس نے اپنے آقا کو اشارہ کیا اور وہ جلدی سے اٹھ کر باہر نکل گیا' شریک نے کہا اے امیر میں آپ کو وصیت کرنا چاہتا ہوں اس نے کہا میں ابھی واپس آتا ہوں پس اس کا غلام اسے نکال کر لے گیا اور اسے سوار کرا دیا اور اسے بھگا لے گیا اور اس کا غلام اسے کہنے لگا لوگوں نے تمہارے قتل کا ارادہ کیا تھا' اس نے کہا تو ہلاک ہو جائے میں ان سے نرمی کرنے والا ہوں' ان کا کیا حال ہو گیا ہے؟ اور شریک نے حضرت مسلمؒ سے کہا آپ کو باہر نکلنے سے کون سی چیز مانع تھی ہم اسے قتل کر دیتے؟ آپ نے فرمایا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث پہنچی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ ایمان' غفلت میں حملہ کرنے کی ضد ہے اور مومن غفلت میں حملہ نہیں کرتا' اور میں نے اسے تمہارے گھر میں قتل کرنا پسند نہیں کیا' اس نے کہا' اگر آپ اسے قتل کر دیتے تو آپ محل میں بیٹھتے اور اس سے کوئی شخص مدد نہ مانگتا اور وہ بصرہ کی امارت میں آپ کو کفایت کرتا اور اگر آپ اسے قتل کرتے تو آپ ایک ظالم فاجر کو قتل کرتے اور تین دن کے بعد شریک مر گیا۔

اور جب ابن زیاد محل کے دروازے پر پہنچا تو وہ ڈھاٹھہ باندھے ہوئے تھا' نعمان بن بشیر نے خیال کیا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ آ گئے ہیں' اس نے دروازے کو بند کر دیا اور کہا' میں اپنی امانت کو تمہارے سپرد کرنے کا نہیں' عبیداللہ نے اسے کہا' کھول دے تو اسے نہ کھولے' اس نے دروازہ کھولا اور وہ اسے حضرت حسینؓ ہی خیال کیے ہوئے تھا اور جب اسے یقین ہو گیا تو وہ شرمندہ ہوا اور عبیداللہ قصر امارت کی طرف گیا اور منادی کو حکم دیا اور اس نے الصلاۃ الجامعۃ کا اعلان کر دیا پس لوگ اکٹھے ہو گئے تو اس نے ان کے پاس جا کر اللہ کی حمد وثنا کی پھر کہنے لگا:

''امابعد! امیر المومنین نے مجھے تمہارے امر' سرحد اور غنیمت کا امیر مقرر کیا ہے اور مجھے تمہارے مظلوم سے انصاف کرنے اور تمہارے محروم کو عطا کرنے اور تمہارے سمع واطاعت کرنے والے کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور تمہارے شک میں ڈالنے والے اور نافرمانی کرنے والے پر سختی کرنے کا حکم دیا ہے اور میں تم میں ان کے حکم پر عمل کرنے والا اور ان کے عہد کا نافذ کرنے والا ہوں پھر وہ منبر سے اتر آیا اور نمبرداروں کو حکم دیا کہ وہ ان کے ہاں جو جھوٹے' شکی اور اختلاف وشقاق پیدا کرنے والے ہیں ان کے نام لکھیں اور جس نمبردار نے ہمیں اس کی اطلاع نہ دی اسے صلیب دیا جائے گا یا جلاوطن کر دیا جائے گا اور دفتر سے اس کی نمبرداری ساقط کر دی جائے گی''۔

اور ہانی بھی بڑے امراء میں سے ایک تھا۔ اور جب سے عبیداللہ آیا تھا اس نے اسے سلام نہیں کیا اور جان بوجھ کر بیمار بنا رہا' عبیداللہ نے اس کا ذکر کرتے ہوئے کہا' کیا وجہ ہے کہ ہانی امراء کے ساتھ میرے پاس نہیں آیا' لوگوں نے کہا اے امیر وہ بیمار ہے اس نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھتا ہے اور بعض کا خیال ہے کہ اس نے شریک بن اعور سے قبل اس کی عیادت کی اور حضرت مسلم بن عقیلؓ اس کے پاس تھے اور انہوں نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا لیکن ہانی نے اپنے گھر میں ہونے کی وجہ سے انہیں ان پر قابو نہ دیا' پس امراء ہانی بن عروہ کے پاس آئے اور وہ مسلسل اس کے پاس رہے حتیٰ کہ وہ اسے عبیداللہ بن زیاد کے پاس لے گئے تو عبیداللہ نے قاضی شریح کی طرف متوجہ ہو کر بطور مثال شاعر کا یہ شعر پڑھا۔

''میں اس کی زندگی کا خواہاں ہوں اور وہ میرے قتل کا خواہاں ہے' تجھے تیرے مرادی دوست کے بارے میں کون معذور سمجھے''۔

اور جب ہانی نے عبیداللہ کو سلام کہا تو اس نے پوچھا اے ہانی' حضرت مسلم بن عقیل کہاں ہیں؟ اس نے کہا مجھے معلوم نہیں' تو وہ تمیمی غلام جو ہانی کے گھر میں حمص سے آنے والے کی صورت میں آیا تھا اور اس کے گھر میں بیعت کی تھی اور ہانی کی موجودگی میں حضرت مسلم کو دراہم دیئے تھے کھڑا ہو گیا' اس نے پوچھا کیا تم اسے پہچانتے ہو؟ اس نے کہا ہاں' اور جب ہانی نے اسے دیکھا تو خاموش اور شرمندہ ہو گیا اور کہنے لگا اللہ امیر کا بھلا کرے قسم بخدا میں نے آپ کو اپنے گھر نہیں بلایا بلکہ انہوں نے آ کر اپنے آپ کو مجھ پر ڈال دیا ہے' عبیداللہ نے کہا انہیں میرے پاس لاؤ' اس نے کہا خدا کی قسم اگر وہ میرے پاؤں کے نیچے ہوں تو میں اسے آپ کے اوپر سے نہ اٹھاؤں' اس نے کہا اسے میرے قریب کرو' انہوں نے اسے اس کے قریب کیا تو اس نے اس کے چہرے پر نیزہ مارا اور اس کے ابرو کو زخمی کر دیا اور اس کی ناک توڑ دی اور ہانی نے ایک سپاہی کی تلوار پکڑ لی تا کہ اسے سونتے مگر اسے اس بات سے روک دیا گیا اور عبیداللہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے تیرا خون میرے لیے حلال کر دیا ہے کیونکہ تو حروری ہے پھر اس کے حکم سے اسے گھر کے

ایک پہلو میں قید کر دیا گیا اور اس کی قوم بنو مذحج' عمرو بن الحجاج کے ساتھ آ کر محل کے دروازے پر کھڑے ہو گئے ان کا خیال تھا کہ اسے قتل کر دیا گیا ہے' عبیداللہ نے ان کا شور سنا تو اس نے قاضی شریح سے جو اس کے پاس ہی تھا' کہا ان کے پاس جا کر انہیں کہو' امیر نے اسے صرف اس لیے قید کیا ہے کہ اس سے حضرت مسلم بن عقیلؓ کے بارے میں پوچھے سو شریح نے انہیں کہا تمہارا آقا زندہ ہے اور ہمارے بادشاہ نے اسے اتنا مارا ہے جس نے اس کی جان کو نقصان نہیں دیا وہ واپس چلے گئے اور حضرت مسلم بن عقیلؓ نے یہ خبر سنی تو آپ سوار ہوئے اور اپنے شعار ''یا منصور امت'' سے آواز دی تو چار ہزار کوفی آپ کے پاس اکٹھے ہو گئے اور مختار بن ابی عبید بھی آپ کے ساتھ تھا اور اس کے پاس سبز جھنڈا تھا اور عبداللہ بن نوفل بن حارث کے پاس سرخ جھنڈا تھا' پس آپ نے انہیں میمنہ اور میسرہ میں منظم کیا اور خود آپ قلب کے ساتھ عبیداللہ کی طرف چلے اور وہ ہانی کے بارے میں لوگوں سے خطاب کر رہا تھا اور لوگوں کے اشراف اور امراء اس کے منبر تلے تھے اسی دوران میں کہ وہ اسی حالت میں تھا کہ اچانک تماشائی آ کر کہنے لگے' حضرت مسلم بن عقیل آ گئے ہیں' پس عبیداللہ جلدی سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ محل میں داخل ہو گیا اور انہوں نے دروازہ بند کر لیا اور جب حضرت مسلم محل کے دروازے پر پہنچے تو اپنی فوج کے ساتھ وہاں کھڑے ہو گئے اور محل میں عبیداللہ کے پاس قبائل کے جو امراء موجود تھے انہوں نے کھڑے ہو کر اپنی قوم کے ان لوگوں کو جو حضرت مسلمؒ کے ساتھ تھے واپس چلے جانے کا اشارہ کیا اور انہیں ڈرایا دھمکایا' اور عبیداللہ نے بعض امراء کو نکالا اور انہیں حکم دیا کہ وہ کوفہ میں جا کر لوگوں کو حضرت مسلم بن عقیل کی مدد نہ کرنے کی ترغیب دیں تو انہوں نے ایسے ہی کیا اور ایک عورت اپنے بھائی اور بیٹے کو آ کر کہتی' گھر واپس چلا جا' لوگ تجھے کفایت کریں گے اور ایک شخص اپنے بیٹے اور بھائی سے کہتا' کل شامی فوجیں آ گئیں تو تو ان کے ساتھ کیا کرے گا؟ پس لوگوں نے مدد ترک کر دی اور سستی کی اور علیحدگی اختیار کر لی اور حضرت مسلم کو چھوڑ کر واپس چلے گئے حتیٰ کہ صرف پانچ سو آدمی باقی رہ گئے پھر اور کم ہو گئے حتیٰ کہ آپ تین سو آدمیوں کے ساتھ باقی رہ گئے پھر اور کم ہو گئے حتیٰ کہ آپ کے پاس تیس آدمی باقی رہ گئے' آپ نے ان کو مغرب کی نماز پڑھائی اور آپ نے کندہ کے دروازوں کا قصد کیا اور ان میں سے آپ دس آدمیوں کے ساتھ نکلے پھر وہ بھی آپ کو چھوڑ کر واپس چلے گئے اور آپ اکیلے ہی باقی رہ گئے اور آپ کے ساتھ راستہ بتانے والا اور آپ کے ساتھ موانست کرنے والا اور اپنے گھر میں پناہ دینے والا بھی کوئی شخص باقی نہ رہا' آپ سیدھے چلتے گئے اور تاریکی بڑھ گئی اور آپ اکیلے ہی راستے میں ٹانک ٹوئیاں مار رہے تھے اور آپ کو معلوم نہ تھا کہ کہاں جائیں' پس آپ ایک دروازے پر آئے اور اس کے پاس اتر کر اسے کھٹکھٹایا تو اس سے طوعہ نام ایک عورت باہر نکلی جو اشعث بن قیس کی ام ولد تھی اور اس کا ایک بیٹا بھی تھا جو کسی اور مرد سے تھا جسے بلال بن اسید کہا جاتا تھا' وہ لوگوں کے ساتھ باہر نکلا تھا اور اس کی ماں دروازے میں کھڑے ہو کر اس کا انتظار کر رہی تھی حضرت مسلم بن عقیلؒ نے اسے کہا مجھے پانی پلایئے' اس نے آپ کو پانی پلایا پھر وہ اندر گئی اور باہر نکلی تو اس نے آپ کو دیکھا اور کہنے لگی کیا آپ نے پانی نہیں پیا آپ نے فرمایا پیا ہے' اس نے کہا اللہ آپ کو برائی سے بچائے اپنے اہل کے پاس چلے جایئے آپ کا میرے دروازے پر بیٹھنا مناسب نہیں' آپ نے کھڑے ہو کر کہا اے خدا کی بندی اس شہر میں نہ میرا کوئی گھر ہے اور نہ خاندان' کیا کوئی اجر' نیکی اور فعل ہے کہ ہم آج کے بعد تجھے اس کا بدلہ دیں؟ اس نے پوچھا اے بندۂ خدا وہ کیا؟ آپ نے فرمایا میں مسلم بن عقیلؒ ہوں ان لوگوں نے مجھ سے جھوٹ بولا اور فریب دیا ہے وہ کہنے لگی آپ مسلم

ہیں؟ آپ نے کہاہاں' اس نے کہا اندر آیئے' اور اس نے اپنی حویلی کے ایک گھر میں جو اس کے گھر کے علاوہ تھا آپ کو داخل کیا اور آپ کے لیے بستر لگایا اور آپ کو شام کا کھانا پیش کیا مگر آپ نے کھانا نہ کھایا اور جلد ہی اس کا بیٹا آ گیا اور اس نے اسے بکثرت اندر باہر جاتے دیکھا تو اس نے اس سے اس کا حال پوچھا تو وہ کہنے لگی اے میرے بیٹے اسے چھوڑ دیئے اس نے اس سے اصرار کیا تو اس نے اس سے عہد لیا کہ وہ کسی سے بات نہ کرے تو اس نے اسے حضرت مسلمؒ کے متعلق خبر دی تو وہ صبح تک بغیر بات کیے خاموش لیٹا رہا۔

اور عبید اللہ بن زیاد' عشاء کے بعد ان اشراف اور امراء کے ساتھ جو اس کے پاس موجود تھے محل سے نیچے اترا اور انہیں جامع مسجد میں عشاء کی نماز پڑھائی پھر ان سے خطاب کیا اور ان سے حضرت مسلم بن عقیل کا مطالبہ کیا اور ان کی تلاش کی ترغیب دی اور جس کے ہاں وہ پائے گئے اور اس نے اسے نہ بتایا اس کا خون رائیگاں ہوگا اور جو انہیں لائے گا ان کی دیت اسے ملے گی اور اس نے پولیس کو طلب کیا اور اسے اس بات کی ترغیب دی اور دھمکایا اور جب اس بڑھیا کے بیٹے نے صبح کی تو اس نے عبدالرحمٰن بن اشعث کے پاس جا کر اسے بتا دیا کہ حضرت مسلم بن عقیلؒ ان کے گھر میں ہیں پس عبدالرحمٰن آ گیا اور اس نے اپنے باپ سے سرگوشی کی اور وہ ابن زیاد کے پاس موجود تھا' ابن زیاد نے پوچھا اس نے تجھ سے کیا سرگوشی کی ہے تو اس نے اسے حقیقت حال بتا دی تو اس نے اس کے پہلو میں چھڑی چبھوئی اور کہا اٹھو اور ابھی انہیں میرے پاس لاؤ' اور ابن زیاد نے عمرو بن حریث مخزومی کو جو اس کا سپرنٹنڈنٹ پولیس تھا۔ عبدالرحمٰن اور محمد بن اشعث کے ساتھ ستر یا اسی سواروں کے ساتھ بھیجا اور حضرت مسلم کو پتہ بھی نہ چلا اور جس گھر میں آپ تھے اس کا محاصرہ ہو گیا پس وہ آپ کے پاس گئے تو آپ تلوار لے کر ان کے پاس گئے اور تین بار انہیں گھر سے باہر نکال دیا اور آپ کا بالائی اور نچلا ہونٹ زخمی ہو گیا پھر وہ آپ کو پتھر مارنے لگے اور سرکنڈوں کی رسیوں میں آگ لگانے لگے۔ اور آپ کا دل ان سے تنگ ہو گیا تو آپ تلوار لے کر ان کے پاس گئے اور ان سے جنگ کی اور عبدالرحمٰن نے آپ کو امان دی تو آپ نے اسے اپنا ہاتھ پکڑا دیا تو وہ ایک خچر لائے اور آپ کو اس پر سوار کرایا اور آپ کی تلوار آپ سے لے لی اور آپ کو اپنے پر کچھ کنٹرول نہ تھا اس وقت آپ روئے اور آپ کو معلوم ہو گیا کہ آپ قتل ہونے والے ہیں پس آپ اپنے آپ سے مایوس ہو گئے اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور جو شخص آپ کے ارد گرد تھے ان میں سے ایک نے کہا جس شخص کی آپ کی طرح تلاش ہو اس پر جب یہ مصیبت نازل ہو تو وہ رویا نہیں کرتا۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں اپنے آپ پر نہیں روتا بلکہ میں حضرت حسینؓ اور آل حسینؓ پر روتا ہوں اور وہ مکہ سے آج یا کل آپ لوگوں کی طرف روانہ ہو چکے ہیں پھر آپ نے محمد بن اشعث کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا' اگر آپ میری زبانی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیج سکیں تو انہیں واپس جانے کا مشورہ دیجیے پس محمد بن اشعث نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف واپسی کا مشورہ دیتے ہوئے پیغام بھیجا مگر ایلچی نے اس بارے میں تصدیق نہ کی اور کہا جو اللہ کے ہاں فیصلہ ہو چکا ہے وہ واقع ہو کر رہے گا' مؤرخین نے بیان کیا ہے جب حضرت مسلم بن عقیل محل کے دروازے پر پہنچے تو دروازے پر امرائے ابنائے صحابہ کی ایک جماعت کھڑی تھی جنہیں آپ پہچانتے تھے وہ اس بات کے منتظر تھے کہ انہیں ابن زیاد کے پاس جانے کی اجازت دی جائے اور حضرت مسلم کا چہرہ اور کپڑے خون سے لت پت تھے اور آپ کے زخموں سے خون ٹپک رہا تھا اور آپ کو شدید پیاس لگی تھی۔ کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں ٹھنڈے پانی کا ایک کوزہ پڑا ہے آپ نے اسے پکڑنا چاہا تا کہ اس سے پانی پئیں تو ان میں سے ایک شخص نے آپ سے کہا خدا کی قسم آپ اس سے پانی

نہیں پی سکتے جب تک آپ گرم پانی نہ پئیں آپ نے اسے کہا اے ابن ناہلہ تو ہلاک ہوتو مجھ سے گرم پانی اور دوزخ کی آگ میں ہمیشہ رہنے کا زیادہ مستحق ہے' پھر آپ بیٹھ گئے اور آپ نے تھکاوٹ درماندگی اور پیاس کی وجہ سے ایک دیوار سے ٹیک لگا لی اور آپ نے اپنے غلام عمارۃ بن عقبہ بن ابی معیط کو اس کے گھر بھیجا تو وہ ایک کوزہ لایا جس پر رومال پڑا تھا اور اس کے ساتھ پیالہ بھی تھا اور وہ اسے پیالے میں ڈال کر آپ کو دینے لگا کہ آپ پانی پئیں مگر آپ کثرت خون کی وجہ سے جو دو یا تین بار پانی کے اوپر آ گیا تھا' اسے نگل نہ سکے اور جب آپ نے پانی پیا تو آپ کے اگلے دانت پانی کے ساتھ گر پڑے اور آپ نے فرمایا الحمدللہ رزق مقسوم سے میرے لیے پانی کا ایک گھونٹ ہی باقی رہ گیا تھا پھر آپ کو ابن زیاد کے پاس لے جایا گیا اور جب آپ اس کے سامنے کھڑے ہوئے تو آپ نے اسے سلام نہ کہا محافظ نے آپ سے کہا کیا آپ امیر کو سلام نہیں کریں گے؟ آپ نے فرمایا نہیں اگر وہ میرے قتل کا خواہاں ہے تو مجھے اس کو سلام کرنے کی ضرورت نہیں اور اگر وہ میرے قتل کا خواہاں نہیں تو میں ابھی اسے بہت سلام کروں گا' ابن زیاد نے آپ کے پاس آ کر کہا اے ابن عقیل تم لوگوں کے پاس انتشار پیدا کرنے اور ایک دوسرے پر حملہ کروانے کے لیے آئے ہو حالانکہ وہ متفق و متحد ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں میں ہرگز اس کام کے لیے نہیں آیا لیکن شہر والوں کا خیال ہے کہ تیرے باپ نے ان کے اچھے آدمیوں کو قتل کیا ہے اور ان کا خون بہایا ہے اور ان میں قیصر و کسریٰ کے سے اعمال کیے ہیں اور ہم ان کے پاس عدل کا حکم دینے اور کتاب کے فیصلہ کی طرف دعوت دینے آئے ہیں اس نے کہا اے فاسق کجا یہ کام اور کجا تو؟ تو اس وقت ان میں یہ کام کیوں نہ کرتا تھا جب تو مدینہ میں شراب پیتا تھا؟ آپ نے فرمایا میں شراب پیتا ہوں؟ قسم بخدا اللہ یقیناً جانتا ہے کہ تو سچا نہیں اور تو نے بغیر علم کے بات کی ہے اور تو مجھ سے اس بات کا زیادہ حق دار ہے اور میں ایسا نہیں ہوں جیسا تو نے بیان کیا ہے اور مجھ سے اس بات کا زیادہ حق دار ہے اور میں ایسا نہیں ہوں جیسا تو نے بیان کیا ہے اور مجھ سے اس بات کا زیادہ حق دار ہے جو مسلمانوں کے خون کو زبان سے چپڑ چپڑ کر کے پیتا ہے اور اس جان کو قتل کرتا ہے جسے اللہ نے کسی جان کے بدلے کے بغیر قتل کرنا حرام کیا ہے اور غصے اور ظن پر قتل کرتا ہے اور وہ لہو و لعب کرتا ہے گویا اس نے کچھ کیا ہی نہیں' ابن زیاد نے آپ سے کہا اے فاسق تیرے نفس نے تجھے تمنا دلائی اور اللہ اور اس کے اور تیرے درمیان حائل ہو گیا اور اس نے تجھے اس کا اہل نہ پایا اے ابن زیاد اس کا اہل کون ہے؟ اس نے کہا امیر المومنین یزید آپ نے فرمایا الحمدللّٰہ علی کل حال ' ہم اللہ کے اس فیصلے پر راضی ہیں جو وہ ہمارے اور تمہارے درمیان کرے اس نے کہا گویا تمہارا خیال ہے کہ امارت میں تمہارا کچھ حصہ ہے؟ آپ نے فرمایا خدا کی قسم ظن ہی نہیں بلکہ یقین ہے اس نے آپ سے کہا اگر میں آپ کو اس طرح قتل نہ کروں کہ اسلام میں کسی شخص نے اس طرح قتل نہ کیا ہو تو اللہ مجھے قتل کر دے آپ نے فرمایا تو اسلام میں وہ بدعت ایجاد کرنے کا زیادہ حق دار ہے جو اس میں موجود نہ ہو' لیکن تو برے قتل' بری عقوبت اور بری سیرت کو اپنے لکھاریوں اور جاہلوں سے چھڑا نہ سکے گا اور ابن زیاد حضرت حسینؓ اور حضرت علیؓ کو دشنام دینے لگا اور حضرت مسلم خاموش تھے اور اس سے بات نہیں کرتے تھے اسے ابن جریر نے بحوالہ ابومخنف وغیرہ شیعہ رواۃ سے روایت کیا ہے پھر ابن زیاد نے آپ سے کہا میں آپ کو قتل کرنے والا ہوں آپ نے فرمایا اسی طرح؟ اس نے کہا ہاں' آپ نے فرمایا مجھے اپنے لوگوں کو کچھ وصیتیں کر لینے دیجیے اس نے کہا وصیت کر لیجیے آپ نے اس کے ہم نشینوں کو غور سے دیکھا تو ان میں عمرو بن سعد بن ابی وقاص بھی تھا آپ نے فرمایا اے عمر میرے اور تیرے

درمیان قرابتداری ہے اور مجھے تجھ سے ایک کام ہے اور وہ ایک راز ہے' اٹھ کر میرے ساتھ محل کی ایک جانب چلیے تا کہ میں وہ بات آپ سے کروں' اس نے آپ کے ساتھ کھڑا ہونے سے انکار کیا حتیٰ کہ ابن زیاد نے اسے اجازت دی تو وہ ابن زیاد کے قریب ہی ہٹ کر کھڑا ہو گیا' حضرت مسلم نے اسے کہا' کوفہ میں مجھ پر سات سو درہم قرض ہیں انہیں میری طرف سے ادا کر دینا اور میرے جثے کو ابن زیاد سے مانگ کر دفن کر دینا اور حضرت حسینؓ کو اطلاع بھیجنا کہ میں نے انہیں لکھا تھا کہ لوگ ان کے ساتھ ہیں اور میرا خیال ہے کہ وہ آ رہے ہیں' آپ نے جو باتیں عمر سے کہی تھیں اس نے کھڑے ہو کر ابن زیاد پر پیش کیں تو اس نے اسے سب باتوں کی اجازت دے دی اور اس نے کہا حضرت حسینؓ نے نہ ہمارا ارادہ کیا ہے اور نہ ہم نے ان کا ارادہ کیا ہے اور اگر انہوں نے ہمارا ارادہ کیا تو ہم ان سے نہیں رکیں گے پھر ابن زیاد نے حضرت مسلم بن عقیل کے متعلق حکم دیا تو انہیں محل کی بلند جگہ پر چڑھا دیا گیا اور آپ تکبیر و تہلیل اور تسبیح و استغفار کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ کے فرشتوں پر درود پڑھ رہے تھے اور فرما رہے تھے۔ اے اللہ ہمارے درمیان اور ان لوگوں کے درمیان جنہوں نے ہم سے فریب کیا ہے اور ہمیں چھوڑ دیا ہے' فیصلہ فرما پھر ایک شخص نے آپ کو قتل کر دیا جسے بکیر بن حمران کہا جاتا تھا پھر اس نے آپ کے سر کو محل کے نچلے حصے میں پھینک دیا اور آپ کے سر کے بعد آپ کا جسم بھی پھینک دیا پھر ابن زیاد کے حکم سے ہانی بن عروہ مذحجی کو بکریوں کی منڈی میں قتل کر دیا گیا اور کوفہ میں کناسہ مقام پر آپ کو صلیب دیا گیا اور ایک شاعر نے اس بارے میں ایک قصیدہ کہا ہے۔

''اگر تجھے معلوم نہیں کہ موت کیا ہوتی ہے تو بازار میں ہانی اور ابن عقیل کی طرف دیکھ' امام کے حکم سے انہیں مارا گیا اور وہ تمام راستوں پر چلنے والے مسافروں کے لیے باتیں بن گئے اس بہادر کی طرف دیکھ جس کے چہرے کو تلوار نے توڑ دیا ہے اور دوسرا مقتول کے کپڑے میں ہلاک ہوا پڑا ہے تو ایک جسم کو دیکھے گا جس کے رنگ کو موت نے تبدیل کر دیا ہے اور خون کے چھڑکاؤ کو دیکھے گا جو ہر بہنے کی جگہ بہہ پڑا ہے اور اگر تم نے اپنے بھائی کا بدلہ نہ لیا تو فاحشہ عورت بن جاؤ جو تھوڑی چیز پر راضی کر لیا جاتا ہے۔''

پھر ابن زیاد نے ان دونوں کے ساتھ دوسرے لوگوں کو بھی قتل کیا پھر ان دونوں کے سروں کو یزید بن معاویہ کے پاس شام بھیج دیا اور ان دونوں کی صورت حال کے متعلق اسے خط بھی لکھا۔

اور عبید اللہ نے بصرہ سے نکلنے سے ایک روز قبل وہاں کے باشندوں کو ایک بلیغ خطاب کیا اور انہیں نصیحت کی اور انہیں اختلاف' فتنہ اور انتشار سے انتباہ کیا اور اسے ہشام بن الکلبی ابو مخنف نے الصقعب بن زہیر سے بحوالہ ابو عثمان النہدی روایت کیا ہے وہ بیان کرتا ہے حضرت حسینؓ نے اپنے غلام مسلمان کے ہاتھ ایک خط اہل بصرہ کے اشراف کی طرف لکھا جس میں لکھا:

''امابعد' بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی مخلوق پر برگزیدہ کیا اور اپنی نبوت سے سرفراز فرمایا اور اپنی رسالت کے لیے منتخب کیا پھر آپ کو وفات دی ہے اور آپ نے اس کے بندوں کی خیر خواہی کی اور جو کچھ آپ کو دے کر بھیجا گیا اسے آپ نے پہنچا دیا اور ہم ان کے اہل' مددگار اور وارث ہیں اور سب لوگوں سے بڑھ کر لوگوں میں آپ کے مقام کے حق دار ہیں اور آپ نے اس کی وجہ سے ہماری قوم پر اپنے آپ کو ترجیح دی پس ہم راضی ہو گئے اور ہم نے انتشار و

افتراق کو ناپسند کیا اور عافیت کو پسند کیا اور ہم جانتے ہیں کہ ہم اس شخص سے اس حق کے جو ہم پر واجب ہے زیادہ مستحق ہیں اور انہوں نے حسن سلوک کیا اور نیکی کی اور حق کو تلاش کیا اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور ہمیں اور انہیں بخشے اور میں نے تمہاری طرف یہ خط بھیجا ہے اور میں تمہیں کتاب اللہ اور اس کے نبی کی سنت کی طرف دعوت دیتا ہوں بلاشبہ سنت مردہ ہو چکی ہے اور بدعت کو زندہ کیا گیا ہے۔ میری بات کو سنو اور میرے حکم کی اطاعت کرو اگر تم نے ایسا کیا تو میں سیدھے راستے کی طرف تمہاری راہنمائی کروں گا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔''

میرے نزدیک یہ بات محل نظر ہے کہ یہ خط حضرت حسینؓ کا ہو' ظاہر ہے کہ یہ خط کسی شیعہ مرید راوی کے کلام سے آراستہ ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ان اشراف میں سے المنذر بن الجارود کے سوا جس نے بھی اس خط کو پڑھا اسے چھپایا' اس نے خیال کیا کہ یہ ابن زیاد کا پوشیدہ مکر ہے اور وہ اسے اس کے پاس لایا اور اس نے حضرت حسینؓ کی جانب سے خط لانے والے ایلچی کے پیچھے آدمی بھیجا جس نے اسے قتل کر دیا اور عبیداللہ بن زیاد نے منبر پر چڑھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی پھر کہا:۔

''امابعد' خدا کی قسم مجھے کوئی دشواری نہیں اور نہ میں حوادثِ زمانہ سے گھبراتا ہوں' جو مجھ سے دشمنی کرتا ہے میں اسے سزا دینے والا ہوں اور جو مجھ سے جنگ کرتا ہے میں اس کے لیے تیر ہوں اے اہل بصرہ امیر المومنین نے مجھے کوفہ کا امیر مقرر کیا ہے اور میں صبح کو وہاں جا رہا ہوں اور جو مجھ سے جنگ کرتا ہے میں اس کے لیے تیر ہوں اے اہل بصرہ امیر المومنین نے مجھے کوفہ کا امیر مقرر کیا ہے اور میں صبح کو وہاں جا رہا ہوں اور میں نے عثمان بن زیاد بن ابی سفیان کو تم پر نائب مقرر کیا ہے' اختلاف کرنے اور جھوٹی افواہیں اڑانے سے اجتناب کرو' اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر مجھے تم میں سے کسی شخص کے بارے میں اختلاف کی اطلاع ملی تو میں اسے اس کے نمبردار اور اس کے مددگار کو قتل کر دوں گا اور میں دور والے کے بدلے میں نزدیکی کو پکڑ لوں گا یہاں تک کہ امارت میرے لیے استوار ہو جائے گی اور تم میں کوئی مخالف اور عداوت رکھنے والا نہیں رہے گا میں ابن زیاد ہوں میں سنگریزے روندنے والے کی مانند ہوں اور مجھ سے ماموں اور چچا کی مانند کسی نے جھگڑا نہیں کیا۔''

پھر وہ بصرہ سے چلا گیا اور مسلم ابن عمرو باہلی اس کے ساتھ تھا اور اس کا جو واقعہ ہوا جو پہلے بیان ہو چکا ہے۔

ابومخنف نے الصقعب بن زہیر سے بحوالہ عون بن جحیفہ بیان کیا ہے کہ کوفہ میں حضرت مسلم بن عقیل کی برآمدگی ۸/ذوالحجہ بروز منگل ہوئی اور ۹/ذوالحجہ بروز بدھ آپ کو قتل کر دیا گیا اور یہ ۶۰ھ کے عرفہ کا دن تھا اور یہ واقعہ حضرت حسینؓ کے مکہ سے نکل کر ارض عراق کی طرف جانے کے ایک روز بعد ہوا' اور حضرت حسینؓ ۲۸/رجب ۶۰ھ کو اتوار کے روز مدینہ سے مکہ کو گئے اور ۳/شعبان جمعہ کی شب کو مکہ میں داخل ہوئے اور آپ نے بقیہ شعبان' رمضان' شوال اور ذوالقعدہ مکہ میں ہی قیام کیا اور ۸/ذوالحجہ منگل کے روز یوم الترویہ کو مکہ سے نکلے۔

اور ایک روایت میں ہے جسے ابن جریرؒ نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت مسلم بن عقیل روئے تو عبیداللہ بن عباس سلمی نے انہیں کہا کہ جس شخص کی آپ کی مانند تلاش ہو جب اس پر اس جیسی مصیبت نازل ہو جیسی آپ پر ہوئی ہے تو وہ رویا نہیں کرتے' آپ

نے فرمایا خدا کی قسم میں اپنے لیے نہیں روتا اور نہ میں قتل کی وجہ سے اپنے نفس پر رحم کرتا ہوں اگرچہ میں نے ہلاکت کو اس کے لیے ایک لحظہ کے لیے بھی پسند نہیں کیا لیکن میں اپنے کوفہ سے آنے والے اہل کے لیے روتا ہوں۔ میں حضرت حسینؓ اور آل حسین کے لیے روتا ہوں پھر آپ نے محمد بن اشعث کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

''اے بندۂ خدا قسم بخدا مجھے معلوم ہے کہ تو میری خواہشات کو پورا کرنے سے عاجز ہے کیا تو کسی شخص کو بھیجنے کی استطاعت رکھتا ہے جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو میری طرف سے پیغام پہنچا دے؟ مجھے معلوم ہے کہ وہ اور ان کے اہل بیت آج یا کل تمہاری طرف آنے کے لیے روانہ ہو چکے ہیں اور اسی وجہ سے تو مجھے گھبراہٹ میں دیکھ رہا ہے' انہیں کہنا' مجھے ابن عقیل نے آپ کی جانب بھیجا ہے اور وہ لوگوں کے ہاتھوں میں اسیر ہیں انہیں معلوم نہیں وہ صبح کو قتل ہوئے ہیں یا شام کو' اور وہ آپ سے کہتے ہیں کہ اپنے اہل کے ساتھ واپس چلے جائیں اور اہل کوفہ آپ کو دھوکہ نہ دیں' بلاشبہ وہ آپ کے باپ کے وہ اصحاب ہیں جن سے وہ موت یا قتل کے ذریعے جدا ہونے کی تمنا کیا کرتے تھے' بلاشبہ اہل کوفہ نے آپ کی تکذیب کی ہے اور مجھے بھی جھٹلایا ہے اور جھوٹے کی کوئی رائے نہیں ہوتی۔''

ابن اشعث نے کہا خدا کی قسم میں ایسا ضرور کروں گا اور ابن زیاد کو بتاؤں گا کہ میں نے آپ کو امان دی ہے' ابو مخنف نے بیان کیا ہے کہ محمد بن اشعث نے بنی مالک بن ثمامہ کے ایاس بن الیاس طائی کو بلایا جو شاعر تھا اور اسے کہا جاؤ اور حضرت حسینؓ سے ملاقات کرو اور انہیں یہ خط پہنچا دو اور ابن عقیل نے اسے جو حکم دیا اس نے وہ اس میں لکھا پھر اس نے اسے اونٹنی دی اور اس کے اہل اور اس کے گھر کا ضامن ہوا پس وہ روانہ ہو گیا اور وہ زبالہ مقام پر حضرت حسینؓ سے ملا جو کوفہ سے چار راتوں کے فاصلہ پر ہے اور انہیں حقیقت حال سے مطلع کیا اور انہیں پیغام پہنچایا حضرت حسینؓ نے فرمایا جو فیصلہ ہو چکا ہے وہ نازل ہونے والا ہے' اللہ کے ہاں ہمارا اور ہمارے ائمہ کی خرابی کا احتساب ہو گا' اور جب حضرت مسلم محل کے دروازے پر پہنچے اور پانی پینا چاہا تو مسلم بن عمرو باہلی نے آپ سے کہا' کیا آپ دیکھتے ہیں کہ وہ کس قدر ٹھنڈا ہے خدا کی قسم آپ اسے کبھی نہیں چکھیں گے یہاں تک کہ آپ جہنم کی آگ میں گرم پانی کو چکھیں' حضرت ابن عقیل نے اسے کہا تو ہلاک ہو جائے تو کون ہے؟ اس نے کہا میں وہ ہوں جس نے حق کو اس وقت پہچانا ہے جس وقت آپ نے اس کا انکار کیا ہے اور اپنے امام کی خیر خواہی کی ہے جب آپ نے اسے دھوکہ دیا ہے اور سمع و اطاعت کی ہے جب آپ نے نافرمانی کی ہے' میں مسلم بن عمرو باہلی ہوں حضرت مسلم نے اسے کہا تیری ماں کے لیے ہلاکت ہو تو کس قدر اجڈ اور بد اخلاق ہے اور ابن باہلہ تو کس قدر سخت کلام ہے خدا کی قسم تو گرم پانی اور دوزخ کی آگ کا زیادہ حق دار ہے۔

حضرت حسینؓ کے عراق کی طرف روانہ ہونے کا حال:

جب اہل عراق کی جانب سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو متواتر خطوط آنے لگے اور ان کے اور آپ کے درمیان بار بار ایلچی آنے لگے تو حضرت مسلم بن عقیل کا خط بھی آپ کے پاس آیا کہ آپ اپنے اہل کے ساتھ ان کے پاس آ جائیں پھر اس دوران میں حضرت مسلم بن عقیل کے قتل کا وقوعہ ہو گیا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اس کا کچھ علم نہ تھا بلکہ آپ نے ان کی طرف روانہ ہونے اور ان

کے پاس پہنچنے کا پختہ ارادہ کرلیا‘ اتفاق سے مکہ سے آپ کی روانگی ایام الترویہ میں حضرت مسلم کے قتل سے ایک روز قبل ہوئی۔ حضرت مسلم عرفہ کے روز قتل ہوئے تھے اور جب لوگوں کو آپ کی روانگی کا علم ہوا تو وہ اس وجہ سے آپ پر رحم کھانے لگے اور انہوں نے آپ کو اس سے انتباہ کیا اور ان میں سے صاحب الرائے اور محبت کرنے والے لوگوں نے آپ کو عراق کی طرف نہ جانے اور مکہ میں قیام کرنے کا مشورہ دیا اور ان لوگوں نے آپ کے باپ اور بھائی کے ساتھ جو سلوک کیا تھا اسے آپ کے سامنے بیان کیا‘ سفیان بن عیینہ نے عن ابراہیم بن میسرہ عن طاؤس عن ابن عباس بیان کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسینؓ بن علی نے مجھ سے روانگی کے متعلق مشورہ لیا تو میں نے کہا اگر لوگ میری اور آپ کی بدگوئی نہ کریں تو میں اپنا ہاتھ آپ کے سر میں پیوست کردوں اور آپ کو جانے نہ دوں‘ تو آپ نے مجھے جواب دیا کہ فلاں فلاں پر قتل ہونا مجھے مکہ میں قتل ہونے سے زیادہ پسند ہے‘ حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ آپ نے اس جواب سے مجھے تسلی دی۔ اور ابو مخنف نے حارث بن کعب الوالبی سے بحوالہ عقبہ بن سمعان روایت کی ہے کہ جب حضرت حسینؓ نے کوفہ کی طرف روانگی کا پختہ ارادہ کرلیا تو حضرت ابن عباسؓ نے آپ کے پاس آ کر کہا اے عم زاد! لوگوں نے یہ بری خبر اڑادی ہے کہ آپ عراق کو جانے والے ہیں‘ مجھے وضاحت سے بتایئے آپ کیا کرنے والے ہیں؟ آپ نے فرمایا میں نے ان دودنوں میں ایک دن روانہ ہونے کا پختہ ارادہ کرلیا ہے انشاءاللہ۔ حضرت ابن عباسؓ نے آپ سے کہا مجھے بتایئے اگر انہوں نے اپنے امیر کو قتل کرنے اور اپنے دشمن کو جلاوطن اور اپنے شہروں کو کنٹرول کرنے کے بعد آپ کو بلایا ہے تو ان کی طرف چلے جایئے اور اگر ان کا امیر زندہ ہے اور وہ ان کا نگران ہے اور ان پر غالب ہے اور اس کے عمال اپنے شہروں کا خراج جمع کرتے ہیں تو انہوں نے آپ کو فتنہ اور قتال کے لیے بلایا ہے اور مجھے خدشہ ہے کہ لوگ آپ کو قتل کردیں گے۔ اور اپنے دلوں کو آپ کے متعلق بدل لیں گے اور جس بات کے لیے انہوں نے آپ کو بلایا ہے وہ سب لوگوں سے آپ پر سخت ہوگی‘ حضرت حسینؓ نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے استخارہ کروں گا اور جو ہوگا میں اس پر غور کروں گا‘ پس حضرت عباسؓ آپ کو چھوڑ کر باہر نکل گئے۔ اور حضرت ابن زبیر نے آ کر آپ سے کہا‘ مجھے معلوم نہیں ہم نے ان لوگوں کے لیے کیا چھوڑا ہے حالانکہ ہم مہاجرین کے بیٹے ہیں اور ان کے سوا اس امر کے منتظم ہیں‘ مجھے بتایئے آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ حضرت حسینؓ نے کہا میرے دل نے مجھے کوفہ جانے کی بات بتائی ہے‘ میرے وہاں کے پیروکاروں اور اشراف نے مجھے اپنے پاس آنے کا لکھا ہے اور میں اللہ سے استخارہ کروں گا۔ حضرت ابن زبیر نے کہا‘ اگر آپ کے پیروکاروں کی طرح وہاں میرے پیروکار ہوتے تو میں کوفہ جانے سے پہلوتہی نہ کرتا‘ اور جب وہ آپ کے پاس سے چلے گئے تو حضرت حسینؓ نے فرمایا‘ ابن زبیر کو معلوم ہوگیا ہے کہ میرے ساتھ امارت میں سے ان کے لیے کچھ نہیں ہے اور لوگ میرے غیر کو میرے برابر قرار نہیں دیں گے‘ اس نے چاہا ہے کہ میں چلا جاؤں تا کہ اس کا میدان خالی ہو جائے‘ پس جب شام ہوئی یا دوسرا دن ہوا تو حضرت ابن عباس حضرت حسینؓ کے پاس آئے اور آپ سے کہا:

''اے عم زاد! میں بتکلف صبر کرتا ہوں اور میں صبر نہیں کرسکتا اور مجھے اس طرف آپ کی ہلاکت کا خدشہ ہے‘ اہل عراق خائن لوگ ہیں ان سے دھوکہ نہ کھانا‘ اس شہر میں قیام کیجیے یہاں تک کہ اہل عراق اپنے دشمن کو جلاوطن کردیں پھر ان کے پاس جایئے وگرنہ یمن کی طرف چلے جایئے وہاں قلعے اور گھاٹیاں ہیں اور وہاں آپ کے باپ کے پیروکار بھی ہیں اور

لوگوں سے الگ رہیے اور ان کی طرف خط لکھیے اور ان میں اپنے داعی بھیجئے اگر آپ ایسا کریں گے تو مجھے امید ہے کہ جس بات کو آپ پسند کرتے ہیں وہ ہو جائے گی۔''

حضرت حسینؓ نے کہا اے عمزاد! قسم بخدا مجھے معلوم ہے کہ آپ شفیق ناصح ہیں لیکن میں نے روانگی کا پختہ ارادہ کر لیا ہے۔

حضرت ابن عباس نے آپ سے کہا:

''اگر آپ نے ضرور جانا ہی ہے تو اپنے بچوں اور عورتوں کو ساتھ نہ لے جائیے خدا کی قسم مجھے خدشہ ہے کہ آپ قتل ہو جائیں گے جیسے کہ حضرت عثمانؓ قتل ہوئے اور آپ کی بیویاں اور بچے آپ کی طرف دیکھتے رہے۔''

پھر حضرت ابن عباسؓ نے کہا:

''آپ نے حجاز کو حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے لیے خالی چھوڑ کر ان کی آنکھوں کو ٹھنڈا کیا ہے' اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر مجھے معلوم ہوتا کہ جب میں آپ کے بالوں اور پیشانی کو پکڑوں گا تا کہ لوگ میرے اور آپ کے پاس اکٹھے ہو جائیں تو آپ میری بات مان لیں گے تو میں کھڑے ہو کر یہ کام کرتا۔''

راوی بیان کرتا ہے پھر آپ حضرت حسینؓ کے ہاں سے چلے گئے اور حضرت ابن زبیر سے ملے اور کہاں اے ابن زبیر تیری آنکھ ٹھنڈی ہوگئی ہے؟ پھر کہنے لگے۔

''اے آباد اور خوشحال جگہ کی چنڈول' تیرے لیے فضا خالی ہوگئی ہے تو انڈے دے اور گیت گا اور جس کو چاہے چونچ مار' تجھے خوشخبری ہو تیرا صیاد آج قتل ہو گیا ہے۔''

پھر حضرت ابن عباسؓ نے کہا:

یہ حسین عراق جا رہے ہیں اور آپ کے لیے حجاز کو خالی کر رہے ہیں۔

اور کئی لوگوں نے بحوالہ شبابہ بن سوار بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن اسماعیل بن سالم اسدی نے ہم سے بیان کیا ہے کہ میں نے شعبی کو بحوالہ حضرت ابن عمر بیان کرتے سنا کہ وہ مکہ میں تھے کہ آپ کو اطلاع ملی کہ حضرت حسینؓ بن علی عراق کی طرف روانہ ہو گئے ہیں تو آپ تین دن کی مسافت پر انہیں جا ملے اور پوچھا آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا عراق' اور آپ کے پاس خطوط بھی تھے آپ نے کہا یہ ان کے خطوط اور بیعت ہے' حضرت ابن عمرؓ نے کہا ان کے پاس نہ جائیے' آپ نے انکار کیا تو حضرت ابن عمرؓ نے کہا میں آپ کو ایک حدیث بتاتا ہوں کہ حضرت جبریلؑ، حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار دیا تو آپ نے آخرت کو اختیار کر لیا اور دنیا کو نہ چاہا اور آپ رسول اللہ ﷺ کے پارۂ گوشت ہیں خدا کی قسم آپ میں سے کوئی ایک شخص بھی کبھی دنیا کا حکمران نہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس سے ہٹا کر اس چیز کی طرف پھیر دیا ہے جو تمہارے لیے بہتر ہے' مگر حضرت حسینؓ نے واپس جانے سے انکار کر دیا۔ راوی بیان کرتا ہے حضرت ابن عمرؓ نے آپ کو گلے لگا لیا اور رو پڑے اور کہنے لگے' اے مقتول میں تجھے اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔

اور یحییٰ بن معین نے بیان کیا ہے کہ ابو عبیدہ نے ہم سے بیان کیا کہ سلیم بن حیان نے بحوالہ سعید بن مینا ہم سے بیان کیا کہ

میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بیان کرتے سنا کہ حضرت حسینؓ نے اپنے فیصلے کی طرف سبقت کی' قسم بخدا اگر میں انہیں پالیتا تو میں انہیں جانے نہ دیتا سوائے اس کے کہ آپ مجھے مغلوب کر لیتے۔ بنی ہاشم سے اس کام کا آغاز ہوا اور بنی ہاشم پر اس کا اختتام ہو گا پس جب تو دیکھے کہ ہاشمی بادشاہ بن گیا ہے تو زمانہ ختم ہو جائے گا۔

میں کہتا ہوں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے ساتھ یہ بات اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ فاطمی جھوٹے لے پالک تھے اور وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے نہ تھے جیسا کہ کئی ائمہ نے اس کی وضاحت کی ہے اور ابھی ہم اس کے مقام پر اسے بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ

اور یعقوب بن سفیان نے بیان کیا ہے کہ ابوبکر الحمیدی نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن شریک نے بحوالہ بشر بن غالب ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابن زبیر نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے کہا آپ کہاں جا رہے ہیں؟ ان لوگوں کی طرف جنہوں نے آپ کے باپ کو قتل کیا ہے اور آپ کے بھائی پر طعن کیا ہے؟ آپ نے فرمایا فلاں فلاں مقام پر میرا قتل ہونا مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ مکہ کو میری وجہ سے حلال کیا جائے' اور زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ میرے چچا مصعب بن عبداللہ نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ مجھے اس شخص نے بتایا جس نے ہشام بن یوسف کو بحوالہ معمر بیان کرتے سنا کہ اس نے بیان کیا کہ میں نے ایک شخص کو بحوالہ حضرت حسینؓ بیان کرتے سنا کہ آپ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے کہا' میرے پاس چالیس ہزار لوگوں کی بیعت آئی ہے جو طلاق وعتاق کی قسم کھاتے ہیں کہ وہ میرے ساتھ ہیں' حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے آپ سے کہا' کیا آپ ان لوگوں کے پاس جائیں گے جنہوں نے آپ کے باپ کو قتل کیا ہے اور آپ کے بھائی کو نکال دیا ہے؟ ہشام نے بیان کیا ہے میں نے معمر سے اس شخص کے متعلق دریافت کیا تو اس نے کہا وہ ثقہ ہے' زبیر نے بیان کیا ہے کہ میرے چچا نے بیان کیا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ بات حضرت ابن عباسؓ نے کہی ہے اور واقدی کے کاتب محمد بن سعد نے اس عبارت کو بڑی تفصیل اور خوب صورتی سے بیان کیا ہے اس نے بیان کیا ہے کہ علی بن محمد نے عن یحییٰ بن اسماعیل بن ابی المہاجر عن ابیہ وعن لوط بن یحییٰ العامری عن محمد بن بشیر الہمد انی وغیرہ' وعن محمد بن الحجاج عن عبدالملک بن عمیر عن ہارون بن عیسیٰ عن یونس بن اسحٰق عن ابیہ' وعن یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ عن مجالد عن الشعبی ہمیں بتایا کہ محمد بن سعد نے بیان کیا کہ ان لوگوں کے علاوہ دوسرے لوگوں نے بھی اسی طرح اس حدیث کے بارے میں مجھ سے ایک گروہ کے بارے میں بیان کیا اور میں نے حضرت حسینؓ کے قتل کے متعلق ان کی حدیث کے جامع الفاظ کو لکھا:

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت معاویہؓ نے لوگوں سے یزید کی بیعت لی تو حضرت حسینؓ ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے اس کی بیعت نہیں کی اور اہل کوفہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں آپ کی طرف خطوط لکھتے اور آپ کو اپنے پاس آنے کی دعوت دیتے مگر آپ ان کی کوئی بات نہ مانتے' اور ان میں سے کچھ لوگ حضرت محمد بن الحنفیہ کے پاس مطالبہ کرتے ہوئے آئے کہ وہ ان کے ساتھ چلیں مگر انہوں نے انکار کر دیا اور وہ حضرت حسینؓ کے پاس ان کا معاملہ پیش کرنے آئے تو حضرت حسینؓ نے انہیں کہا یہ لوگ چاہتے ہیں کہ ہمیں کھا جائیں اور ہم پر چھا جائیں اور لوگوں کے اور ہمارے خون بہائیں' پس حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو غم نے آ لیا کبھی وہ ان کی طرف جانا چاہتے اور کبھی ان سے دور رہنا چاہتے' حضرت ابوسعید خدریؓ نے آ کر کہا اے ابوعبداللہ میں

آپ کا خیر خواہ ہوں اور آپ پر مہربان ہوں' مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے کوفی پیروکاروں نے آپ سے خط وکتابت کی ہے اور وہ آپ کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دیتے ہیں اور میں نے آپ کے باپ کو کوفہ میں بیان کرتے سنا ہے:

''خدا کی قسم میں ان سے اکتا گیا ہوں اور میں ان سے نفرت کرتا ہوں اور وہ مجھ سے اکتا گئے ہیں اور مجھ سے نفرت کرتے ہیں اور ان میں قطعاً وفا نہیں اور جو ان میں کامیاب ہوا ہے وہ ناکام کرنے والے تیر سے کامیاب ہوا ہے خدا کی قسم نہ ان کی کوئی نیت ہے اور نہ کسی امر کے بارے میں ان کا کوئی عزم ہے اور نہ تلوار پر کوئی صبر ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے حضرت المسیب بن عتبہ فزاری اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت حسینؓ کے پاس آئے اور انھوں نے آپ کو حضرت معاویہؓ کے معزول کرنے کی دعوت دی اور انہوں نے کہا ہمیں آپ کی اور آپ کے بھائی کی رائے کا علم ہے آپ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے بھائی کو جنگ سے رکنے کو پسند کرنے کی وجہ سے اس کی نیت کے مطابق اجر دے گا اور مجھے ظالمین کے ساتھ جہاد کو پسند کرنے کی وجہ سے میری نیت کے مطابق اجر دے گا۔

اور مروان نے حضرت معاویہؓ کی طرف لکھا: ''میں اس بات سے بے خوف نہیں کہ حضرت حسینؓ فتنہ کی گھات میں ہوں اور میرا خیال ہے کہ حضرت حسینؓ کے ساتھ تمہاری جنگ طویل ہوگی''۔ حضرت معاویہؓ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو لکھا: ''بلاشبہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو عہد دے وہ وفا کا مستحق ہے اور مجھے اطلاع ملی ہے کہ کوفہ کے کچھ لوگوں نے آپ کو شقاق کی طرف دعوت دی ہے اور اہل عراق کے متعلق آپ کو تجربہ ہو چکا ہے کہ انھوں نے آپ کے باپ اور بھائی کے ساتھ خرابی کی ہے' اللہ سے ڈرو اور عہد کو یاد کرو' بلاشبہ آپ مجھ سے جنگ کریں گے تو میں آپ سے جنگ کروں گا''۔ حضرت حسینؓ نے آپ کو لکھا: ''آپ کا خط مجھے ملا' آپ کو میرے متعلق جو اطلاع ملی ہے میں اس کے بغیر ہی لائق ومناسب ہوں اور اللہ کے سوا نیکیوں کی طرف کوئی راہنمائی نہیں کرتا۔ اور میں نے آپ سے جنگ کرنے اور آپ کی مخالفت کرنے کا ارادہ نہیں کیا اور میرا خیال ہے کہ آپ سے جہاد ترک کرنے میں اللہ کے ہاں میرا کوئی عذر نہیں ہوگا' مجھے معلوم ہے کہ اس امت کی امارت پر آپ کے قابض ہونے سے بڑھ کر اور کوئی فتنہ نہیں''۔

حضرت معاویہؓ نے کہا ہمیں ابو عبداللہ سے شر پہنچا ہے اور اسی طرح حضرت معاویہؓ نے کچھ ان باتوں کے بارے میں جو ان کو آپ کے بارے میں پہنچی تھیں لکھا: ''میرا خیال ہے آپ کے سر میں فساد ہے میں چاہتا ہوں کہ اسے پالوں اور اسے آپ کو بخش دوں''۔ مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت معاویہؓ کی وفات کا وقت نزدیک آیا تو آپ نے یزید کو بلایا اور اسے جو وصیتیں کرنی تھیں' کیں اور اسے کہا: ''حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا خیال رکھنا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کے بیٹے ہیں اور وہ لوگوں کو بہت محبوب ہیں پس ان سے صلہ رحمی اور نرمی کرنا ان کا معاملہ تمہارے لیے درست ہو جائے گا اور اگر ان سے کوئی بات سرزد ہوئی تو مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے مقابلہ میں تجھے ان لوگوں سے کفایت کرے گا جنہوں نے ان کے باپ کو قتل کیا تھا اور ان کے بھائی کو بے یار ومددگار چھوڑ دیا تھا'' اور حضرت معاویہؓ ۱۵/رجب ۶۰ھ کی شب کو وفات پا گئے اور لوگوں نے یزید کی بیعت کر لی' اور یزید نے عبداللہ بن عمرو بن اویس العامری عامر بن لوئی کے ہاتھ امیر مدینہ ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کو لکھا کہ لوگوں کو بلا کر ان کی بیعت لو۔ اور قریش کے سرداروں سے آغاز کرو اور چاہیے کہ سب سے پہلے تم حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے ابتدا کرو' بلاشبہ

امیر المومنین نے مجھے ان کے بارے میں نرمی کرنے اور ان کی دوستی چاہنے کی وصیت کی ہے''۔ پس ولید نے اسی وقت نصف شب کو حضرت حسین بن علی اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کی طرف پیغام بھیج کر انہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر دی' اور انہیں یزید بن معاویہ کی بیعت کی دعوت دی' ان دونوں نے کہا' صبح کو ہم دیکھیں گے کہ لوگ کیا کرتے ہیں اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ اٹھ کر باہر نکلے اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما بھی ان کے ساتھ باہر نکلے اور دونوں نے کہا' یزید وہی ہے جسے ہم جانتے ہیں خدا کی قسم اس کے عزم و جوانمردی کی کوئی بات بیان نہیں ہوئی اور ولید نے حضرت حسینؓ سے سخت کلامی کی تو حضرت حسینؓ نے اسے برا بھلا کہا اور اس کی پگڑی کو پکڑ کر اس کے سر سے اتار دیا' ولید نے کہا ہم نے ابو عبداللہ سے شر کو برانگیختہ کیا ہے' مروان نے اسے کہا یا اس کے کسی ہم نشین نے کہا اسے قتل کر دو' اس نے کہا بلاشبہ یہ وہ خون ہے جس کے بارے میں بخل کیا جاتا ہے اور بنی عبد مناف میں محفوظ ہے۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسین اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہم اسی شب کو مکہ روانہ ہو گئے اور لوگوں نے صبح کو یزید کی بیعت کر لی اور حضرت حسین اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہم کی تلاش کی گئی تو وہ نہ ملے' اور المسور بن مخرمہ نے کہا کہ حضرت حسینؓ اور حضرت ابن زبیرؓ نے اس امید پر جلدی کی ہے کہ وہ مکہ میں تنہا رہیں' پس وہ دونوں مکہ آ گئے اور حضرت حسین' حضرت عباس رضی اللہ عنہما کے گھر میں اترے اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما حجر اسود سے چمٹ گئے اور المعافری لباس پہن لیا اور لوگوں کو بنی امیہ کے خلاف برانگیختہ کرنے لگے اور آپ صبح و شام حضرت حسینؓ کے پاس جاتے اور انہیں عراق جانے کا مشورہ دیتے اور کہتے وہ لوگ آپ کے اور آپ کے باپ کے پیروکار ہیں اور حضرت ابن عباسؓ انہیں اس بات سے روکتے تھے اور عبداللہ بن مطیع نے انہیں کہا' میں اور میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ہمیں اپنے آپ سے فائدہ پہنچایئے اور عراق کی طرف نہ جایئے' خدا کی قسم ان لوگوں نے آپ کو قتل کر دیا تو وہ ہمیں غلام اور خادم بنا لیں گے۔ مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم اور ابن ابی ربیعہ ان دونوں کو عمرہ سے واپسی پر ابواء مقام پر ملے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان دونوں سے کہا میں تم دونوں کو اللہ کی یاد دہانی کراتا ہوں کہ تم واپس جا کر اس اچھے کام میں شامل ہو جاؤ جس میں لوگ شامل ہوئے ہیں اور دیکھو اگر لوگ اس پر اتفاق کر لیں تو تم سختی نہ کرنا اور اگر وہ افتراق کریں تو یہ وہ بات ہے جس کے تم خواہاں ہو اور حضرت ابن عمر نے حضرت حسین رضی اللہ عنہم سے کہا' خروج نہ کرو' بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت کے درمیان اختیار دیا تھا اور آپ نے آخرت کو پسند کیا تھا اور آپ ان کے پارۂ گوشت ہیں اور آپ دنیا کو حاصل نہیں کریں گے اور آپ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو گلے لگایا اور روئے اور آپ کو الوداع کہا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما خروج کے ذریعے ہم پر غالب آ گئے اور میری زندگی کی قسم آپ نے اپنے باپ اور بھائی میں عبرت دیکھی تھی آپ نے فتنہ اور لوگوں کا ان کو بے یار و مددگار چھوڑ دینا دیکھا۔ انہیں چاہیے تھا کہ وہ جب تک زندہ رہتے حرکت نہ کرتے اور اس اچھی بات میں شامل ہو جاتے جس میں لوگ شامل ہوئے تھے' بلاشبہ جماعت بہتر ہوتی ہے۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آپ سے کہا اے ابن فاطمہؓ آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا عراق اور اپنے پیروکاروں کے پاس' حضرت ابن عباسؓ نے کہا میں آپ کی اس روانگی کو پسند نہیں کرتا' آپ ایسے لوگوں کے پاس جا رہے ہیں جنہوں نے آپ کے باپ کو قتل کیا اور آپ کے بھائی پر طعن کیا ہے حتیٰ کہ انہوں نے ان سے ناراض اور ملول ہو کر انہیں چھوڑ دیا' میں

آپ کو اللہ کے نام کی یاد دہانی کراتا ہوں کہ آپ اپنے آپ کو تباہی کے سامنے پیش کر رہے ہیں اور حضرت ابوسعید خدریؓ نے کہا حضرت حسینؓ خروج کے بارے میں مجھ پر غالب آ گئے اور میں نے انہیں کہا اپنے بارے میں اللہ سے ڈرو اور اپنے گھر رہو اور اپنے امام کے خلاف خروج نہ کرو' اور ابوواقد اللیثی نے بیان کیا کہ مجھے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے خروج کی اطلاع ملی تو میں انہیں ملل مقام پر ملا اور میں نے اللہ کے نام پر ان سے اپیل کی کہ وہ خروج نہ کریں بلاشبہ وہ بلاوجہ خروج کر رہے ہیں اور انہوں نے صرف اپنے آپ کو قتل کرنے کے لیے خروج کیا ہے' آپ نے فرمایا میں واپس نہیں جاؤں گا اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت حسینؓ سے گفتگو کی اور میں نے کہا اللہ سے ڈرو اور لوگوں کو ایک دوسرے سے نہ لڑاؤ خدا کی قسم جو تم نے کیا ہے اچھا نہیں کیا تو آپ نے میری بات نہ مانی اور حضرت سعید بن المسیبؒ نے بیان کیا ہے اگر حضرت حسین رضی اللہ عنہ خروج نہ کرتے تو آپ کے لیے بہتر ہوتا اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو چاہیے تھا کہ وہ اہل عراق کو پہچانتے اور ان کے پاس نہ جاتے لیکن حضرت ابن زبیرؓ نے اس بات پر ان کو حوصلہ افزائی کی' اور حضرت المسور بن مخرمہ نے آپ کو خط لکھا اہل عراق کے خطوط سے دھوکہ کھانے سے بچنا اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کہتے ان کے پاس جاؤ بلاشبہ وہ آپ کے مددگار ہیں اور حضرت ابن عباسؓ نے آپ سے کہا حرم کو نہ چھوڑنا بلاشبہ اگر انہیں آپ کی ضرورت ہوئی تو وہ عنقریب اونٹوں پر سوار ہو کر آپ سے آ ملیں گے اور آپ قوت اور تیاری کے ساتھ خروج کریں سو آپ نے انہیں بہتر بدلہ دیا اور کہا میں اس بارے میں اللہ تعالیٰ سے استخارہ کروں گا اور عمرۃ بنت عبدالرحمٰن نے آپ کو لکھا کہ آپ جو کام کرنا چاہتے ہیں وہ بہت بڑا ہے اور اس نے آپ کو اطاعت کرنے اور جماعت کے ساتھ رہنے کا مشورہ دیا اور آپ کو بتایا کہ اگر انھوں نے ایسا نہ کیا تو ان کو ان کے مقتل کی طرف لے جایا جائے گا' نیز کہا میں گواہی دیتی ہوں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بیان کرتے سنا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے سنا ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کو بابل کی زمین میں قتل کیا جائے گا۔ جب حضرت حسینؓ نے اس کے خط کو پڑھا تو کہنے لگے جب وہ میرا مقتل ہے تو مجھے ضرور وہاں جانا پڑے گا' اور چلتے بنے' اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام آپ کے پاس آیا اور آپ سے کہنے لگا اے عمزاد' جو کچھ اہل عراق نے آپ کے باپ اور بھائی سے سلوک کیا ہے مجھے معلوم ہے اور آپ ان کے پاس جانا چاہتے ہیں اور وہ دنیا کے غلام ہیں اور جس نے آپ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ آپ کی مدد کرے گا وہ آپ سے جنگ کرے گا اور وہ شخص آپ کو چھوڑ دے گا جس کو آپ اپنے مددگار سے زیادہ محبوب ہیں' میں آپ کو آپ کے بارے میں اللہ کے نام کی یاد دہانی کراتا ہوں آپ نے فرمایا اے عمزاد! اللہ آپ کو جزائے خیر دے' اللہ نے جس امر کا فیصلہ کیا ہے وہ ہو کر رہے گا' ابوبکر نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون اے ابوعبداللہ ہم اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب کی امید رکھتے ہیں اور حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے آپ کو خط لکھا اور آپ کو اہل عراق کے متعلق انتباہ کیا اور اللہ کا واسطہ دیا کہ ان کی طرف نہ جائیں' حضرت حسینؓ نے آپ کو لکھا میں نے ایک رؤیا دیکھا ہے اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ نے مجھے ایک حکم دیا ہے اور میں اسے کر گزرنے والا ہوں اور میں اس رؤیا کے متعلق کسی کو بتانے والا نہیں حتیٰ کہ میں اپنے عمل سے ملاقات کروں اور حرمین کے نائب عمرو بن سعید بن العاص نے آپ کو لکھا: ''میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو آپ کے رشد کا الہام کرے اور جو بات آپ کو تباہ کرنے والی ہے اس سے آپ کو ہٹا دے' مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ نے عراق جانے کا پختہ عزم کر

لیا ہے اور میں شقاق سے آپ کو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں اگر آپ خوفزدہ ہیں تو میرے پاس آ جایئے آپ کو میرے ہاں امان اور حسن سلوک حاصل ہوگا''۔ حضرت حسنؓ نے اسے لکھا: ''اگر آپ نے اپنے خط سے میرے ساتھ نیکی اور حسن سلوک کرنے کا ارادہ کیا ہے تو آپ کو دنیا اور آخرت میں جزائے خیر ملے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور عمل صالح کی طرف دعوت دے وہ مخالفت نہیں کرتا اور کہے کہ میں فرماں برداروں میں سے ہوں اور بہترین امان' اللہ کی امان ہے' اور وہ شخص اللہ پر ایمان نہیں لایا جسے اس نے دنیا میں خوفزدہ نہیں کیا اور ہم اللہ سے دنیا میں اس خوف کی دعا کرتے ہیں جو قیامت کے روز اس کے ہاں ہمارے لیے امان کو واجب کرے''۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ یزید بن معاویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو خط لکھا اور انہیں بتایا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ مکہ چلے گئے ہیں اور میرا خیال ہے کہ اہل مشرق سے کچھ لوگ ان کے پاس آئے ہیں اور انہوں نے آپ کو خلافت کی رغبت دلائی ہے اور آپ کو ان کے متعلق تجربہ ہے اور ان کی حقیقت کی خبر ہے اور اگر انہوں نے ایسا کیا ہے تو انہوں نے قرابت کی پختگی کو قطع کر دیا ہے اور آپ اہلبیت کے بزرگ اور بھلے آدمی ہیں' انہیں انتشار کی کوشش سے روکیے اور اس نے آپ کی طرف اور مکہ اور مدینہ میں رہنے والے قریش کی طرف یہ اشعار لکھے۔

''اے سوار! جس کی سواری' دوڑ کر اونٹنی سے آگے بڑھ جانے والی ہے اور اس کی چال میں سکوت پایا جاتا ہے' قریش کو ملاقات گاہ کی دوری کے باوجود اس قرابت کی خبر دے دے جو میرے اور حضرت حسینؓ کے درمیان پائی جاتی ہے اور بیت اللہ کے صحن میں ایک موقف ہے جس نے اسے اللہ کا عہد سنایا اور عہد پورے نہیں ہوئے' تم نے اپنی ماں پر فخر کرتے ہوئے اپنی قوم کو قیدی بنایا میری زندگی کی قسم ماں اصیل' نیکوکار اور سخی ہے اس سے فضل میں کوئی لگا نہیں کھا سکتا' وہ دختر رسول ہے اور لوگوں کو معلوم ہے کہ وہ سب لوگوں سے بہتر ہے اس کی فضیلت تمہاری فضیلت ہے اور تمہاری قوم کے سوا جو لوگ ہیں ان کو اس کے فضل سے حصہ دیا گیا ہے' میں جانتا ہوں یا اس کے جاننے والے کی طرح گمان کرتا ہوں اور کبھی کبھی گمان سچ ہو جاتا ہے اور مرتب ہو جاتا ہے' تم جس چیز کے دعویدار ہو عنقریب میرا قتل تمہیں اس حال میں چھوڑے گا کہ عقاب اور کرگس تمہیں تحائف دیں گے اے ہماری قوم کے لوگو جب جنگ کی آگ بجھ جائے تو اسے نہ بھڑکاؤ اور سلم درخت کی رسیوں سے چمٹ جاؤ اور بچاؤ اختیار کرو' تم سے پہلے لوگوں نے جنگ کا تجربہ کیا ہے' جنگ سے قومیں تباہ ہوگئی ہیں اپنی قوم سے انصاف کرو اور غصے سے ہلاک نہ ہو جاؤ' بہت سے غصے والوں کے قدم اس سے لغزش کھا جاتے ہیں''۔

راوی بیان کرتا ہے حضرت ابن عباسؓ نے اسے لکھا: ''مجھے امید ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا خروج اس امر کے لیے ہوگا جسے تو پسند نہیں کرتا اور میں ہر اس طریق سے ان کی خیر خواہی کروں گا جس سے الفت بڑھتی اور جوش ٹھنڈا ہوتا ہو اور حضرت ابن عباسؓ نے حضرت حسینؓ کے پاس آ کر طویل گفتگو کی اور انہیں کہا' میں آپ کو بتاتا ہوں کہ کل آپ ضائع ہونے والے حال میں ہلاک ہو جائیں گے' عراق نہ جایئے اور اگر آپ نے ضرور جانا ہی ہے تو حج کے اجتماع کے ختم ہونے تک ٹھہر جایئے اور لوگوں سے ملیے اور معلوم کیجیے وہ کیا ظاہر کرتے ہیں پھر اپنی رائے پر غور کیجیے' یہ گفتگو ۱۰/ ذوالحجہ کو ہوئی' حضرت حسینؓ نے عراق جانے کے سوا اور

کوئی بات نہ مانی تو حضرت ابن عباسؓ نے انہیں کہا خدا کی قسم میرا خیال ہے کہ کل آپ اپنی بیویوں اور بیٹیوں کے درمیان اسی طرح قتل ہوں گے جیسے حضرت عثمانؓ اپنی بیویوں اور بیٹیوں کے درمیان قتل ہوئے تھے' خدا کی قسم مجھے خدشہ ہے کہ آپ ہی سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص لیا جائے گا انا للہ وانا الیہ راجعون. حضرت حسینؓ نے آپ سے کہا اگر یہ بات مجھے اور آپ کو عیب نہ لگاتی تو میرا ہاتھ آپ کے سر میں گڑ جاتا اور اگر مجھے معلوم ہوتا کہ جب ہم ایک دوسرے سے اصرار کریں گے تو آپ ٹھہر جائیں گے تو میں ایسا کرتا لیکن میرا خیال ہے کہ یہ بات آپ کو روکنے والی نہیں' حضرت حسینؓ نے کہا اگر میں فلاں فلاں مقام پر قتل ہو جاؤں تو یہ مجھے مکہ میں قتل ہونے سے زیادہ پسند ہے اور یہ کہ وہ میرے لیے حلال ہو' راوی بیان کرتا ہے حضرت ابن عباسؓ نے رو کر کہا' اس سے آپ نے ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی آنکھ کو ٹھنڈا کیا ہے اور اس بات سے میں نے اپنے دل کو تسلی دی تھی' راوی بیان کرتا ہے پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ناراض ہو کر حضرت حسینؓ کے ہاں سے چلے گئے اور حضرت ابن زبیرؓ دروازے پر کھڑے تھے جب آپ نے انہیں دیکھا تو فرمایا اے ابن زبیر آپ جس بات کو پسند کرتے ہیں وہ ہوا چاہتی ہے آپ کی آنکھ ٹھنڈی ہو' یہ ابوعبداللہ جانے والے ہیں اور آپ کو اور حجاز کو چھوڑنے والے ہیں پھر کہنے لگے۔

''اے آباد اور خوشحال جگہ کی چنڈول تیرے لیے فضا خالی ہوگئی ہے تو انڈے دے اور گیت گا اور جسے چاہتی ہے اسے چونچ مار' تیرا صیاد آج قتل ہونے والا ہے۔ تجھے خوشخبری ہو''۔

راوی بیان کرتا ہے' حضرت حسینؓ نے مدینہ پیغام بھیجا کہ بنی عبدالمطلب میں سے جو شخص کوچ کرنا چاہتا ہے وہ ان کے پاس آ جائے اور وہ انیس مرد تھے اور آپ کی بہنوں' بیٹیوں اور بیویوں میں سے عورتیں اور بچے تھے اور حضرت محمد بن الحنفیہ ان کے پیچھے روانہ ہوئے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو مکہ میں آ ملے اور انہیں بتایا کہ آج کی رائے سے ان کا خروج کرنا مناسب نہیں مگر حضرت حسینؓ نے ان کی بات نہ مانی تو حضرت محمد بن الحنفیہ نے اپنے بیٹیوں کو روک لیا اور ان میں سے ایک بیٹے کو بھی نہ بھیجا حتیٰ کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے دل میں حضرت محمد بن الحنفیہ پر رنج پیدا ہوا اور آپ نے فرمایا' آپ اپنے بچوں کو اس جگہ روکتے ہیں جس میں مجھے مارا جائے گا؟ حضرت محمد بن الحنفیہ نے کہا مجھے کوئی ضرورت نہیں کہ آپ مارے جائیں اور وہ بھی آپ کے ساتھ مارے جائیں' اگرچہ ہمارے نزدیک آپ کی مصیبت ان سے بڑی ہے۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ اہل عراق نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف ایلچی اور خطوط بھیجے جن میں آپ کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دی' پس آپ اپنے اہل بیت اور ساٹھ کوفی اشخاص کے ساتھ ان کے پاس جانے کے لیے نکلے اور یہ ۱۰/ ذوالحجہ سوموار کا واقعہ ہے اور مروان نے ابن زیاد کو لکھا:

''امابعد! حضرت حسین رضی اللہ عنہ آپ کی طرف روانہ ہو چکے ہیں اور وہ حسین بن فاطمہ رضی اللہ عنہما ہیں اور حضرت فاطمہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی ہیں اور قسم بخدا جس کسی کو اللہ چھوڑ دے وہ ہمیں حضرت حسینؓ سے زیادہ محبوب نہیں' اپنے نفس پر اس چیز کو برانگیختہ کرنے سے بچ جسے کوئی چیز روک نہ سکے اور نہ عوام اسے پیچھے کر سکیں اور نہ تو کبھی اس کے ذکر کو چھوڑ سکے''۔ والسلام

اور عمرو بن سعید بن العاصؓ نے اسے لکھا:

''امابعد! حضرت حسین رضی اللہ عنہ آپ کی طرف روانہ ہو چکے ہیں اور اس قسم کے موقع پر تو آزاد ہوگا یا غلاموں کی طرح غلام بن جائے گا''۔

اور زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ محمد بن الضحاک نے اپنے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا ہے کہ یزید نے ابن زیاد کو لکھا:

''مجھے اطلاع ملی ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کوفہ کی طرف روانہ ہو چکے ہیں اور زمانوں میں سے آپ کے زمانے کو اور شہروں میں سے آپ کے شہر کو اور امراء میں سے آپ کو ان سے پالا پڑ گیا ہے' اور اس موقع پر یا تو آزاد ہو جائے گا یا غلاموں کی طرح دوبارہ غلام بن جائے گا''۔

پس ابن زیاد نے آپ کو قتل کر دیا اور آپ کے سر کو اس کے پاس بھیج دیا۔

میں کہتا ہوں' صحیح بات یہ ہے کہ اس نے حضرت حسینؓ کے سر کو شام نہیں بھیجا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ یزید نے ابن زیاد کو لکھا:

''مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضرت حسینؓ عراق کی جانب روانہ ہو چکے ہیں پس دیکھنے کی جگہیں اور میگزین تیار کرو' اور محفوظ رہو اور تہمت پر قید کرو' اور پکڑو' اور جو تجھ سے جنگ کرے صرف اسے قتل کرو اور جو صورت حال پیدا ہو اس کے متعلق مجھے لکھو''۔ والسلام

زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ محمد بن الضحاک نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت حسینؓ نے کوفہ سے مکہ کی جانب جانے کا ارادہ کیا تو آپ مسجد الحرام کے دروازے سے گزرے اور کہا۔

''تو نے پو پھٹتے وقت چکر لگانے والے کو غارت گری کرتے ہوئے خوفزدہ نہیں کیا اور نہ تو نے یزید کو پکارا ہے اس روز' جس نے موت کے خوف سے ظلم کیا اور موتیں مجھے دیکھتی رہیں کہ میں اکیلا ہو جاؤں''۔

اور ابو مخنف نے بیان کیا ہے کہ ابو خباب یحییٰ بن ابی خیثمہ نے عدی بن حرملہ اسدی سے بحوالہ عبداللہ بن سلیم اور المنذر بن المشمعل بیان کیا ہے یہ دونوں اسد قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں' ان دونوں کا بیان ہے کہ ہم کوفہ سے حج کے لیے نکلے اور مکہ آئے اور یوم الترویہ کو داخل ہوئے' کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت حسینؓ اور حضرت ابن زبیرؓ حجر اسود اور دروازے کے درمیان دھوپ چڑھ جانے کے وقت کھڑے ہیں اور ہم نے حضرت ابن زبیر کو حضرت حسین رضی اللہ عنہم سے کہتے سنا کہ اگر آپ ٹھہرنا چاہتے ہیں تو ٹھہر جائیے اور اس امارت کو سنبھال لیجیے ہم آپ کی مدد کریں گے اور آپ کی خیر خواہی کریں گے اور آپ کی بیعت کریں گے؟ حضرت حسینؓ نے کہا' میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ اس کے لیے ایک مینڈھا ہے جو اس کی حرمت کو جائز سمجھے گا اور قتل ہوگا اور میں وہ مینڈھا نہیں بننا چاہتا' حضرت ابن زبیرؓ نے انہیں کہا اگر آپ چاہیں تو مجھے یہ امارت سپرد کر دیں آپ کی اطاعت ہوگی اور نافرمانی نہیں ہوگی' آپ نے فرمایا میں اسے بھی پسند نہیں کرتا' پھر انہوں نے ہم سے اپنی گفتگو کو خفیہ رکھا اور وہ مسلسل ایک دوسرے سے سرگوشی کرتے رہے حتیٰ کہ ہم نے دوپہر کے وقت لوگوں کے داعیوں کو منیٰ کی طرف جاتے سنا وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسینؓ نے بیت اللہ اور صفا اور

مروہ کے درمیان طواف کیا اور اپنے بالوں کو کٹوایا اور اپنے عمرہ سے حلال ہو گئے پھر آپ کوفہ کی طرف چلے گئے اور ہم لوگوں کے ساتھ منیٰ کی طرف چلے گئے۔

ابومخنف نے بیان کیا ہے کہ حارث بن کعب الوالبی نے بحوالہ عقبہ بن سمعان مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ مکہ سے نکلے تو آپ کو نائب مکہ عمرو بن سعید کے ایلچی ملے جن کا سربراہ اس کا بھائی یحییٰ بن سعید تھا۔ انہوں نے آپ سے کہا واپس ہو جایئے آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ آپ نے ان کی بات نہ مانی اور چل دیئے' اور فریقین نے مزاحمت کی اور ایک دوسرے کو کوڑوں اور لاٹھیوں سے مارا' پھر حضرت حسینؓ اور آپ کے اصحاب نے زبردست بچاؤ کیا اور حضرت حسینؓ اپنے راستے پر چل پڑے تو اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو آواز دی۔ اے حسین رضی اللہ عنہ کیا آپ اللہ سے نہیں ڈرتے؟ آپ جماعت سے نکلتے ہیں اور اتفاق کے بعد امت میں تفرقہ پیدا کرتے ہیں راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت حسینؓ نے اس آیت (میرے لیے میرا عمل اور تمہارے لیے تمہارا عمل ہے میں جو عمل کرتا ہوں اس سے تم بری ہو اور جو تم عمل کرتے ہو میں اس سے بری ہوں) کی تفسیر کی۔

راوی بیان کرتا ہے پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ تنعیم سے گزرے اور وہاں ایک قافلہ سے ملے جسے نائب یمن بحیر بن زیاد حمیری نے بھیجا تھا اس نے اسے یمن سے یزید بن معاویہ کی طرف بھیجا تھا' اونٹوں پر ورس[1] اور بہت سے کپڑے تھے' حضرت حسینؓ نے انہیں لے لیا اور انہیں لے کر چل دیئے اور اونٹوں والوں سے کوفہ تک کرایہ مقرر کر لیا اور ان کا کرایہ انہیں دے دیا' پھر ابومخنف نے اپنے پہلے اسناد سے بیان کیا ہے کہ راستے میں فرزدق' حضرت حسینؓ سے ملا اور آپ کو سلام کیا اور آپ سے کہنے لگا' اللہ تعالیٰ نے آپ کا مطالبہ پورا کر دیا ہے اور جو آپ چاہتے تھے اس کا مالک بنا دیا ہے' حضرت حسینؓ نے ان لوگوں سے اور جو کچھ اس کے پیچھے تھا اس کے متعلق پوچھا تو اس نے آپ سے کہا لوگوں کے دل آپ کے ساتھ ہیں اور ان کی تلواریں بنی امیہ کے ساتھ ہیں اور فیصلہ آسمان سے نازل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے' حضرت حسینؓ نے اسے کہا تو نے درست کہا ہے' پہلے اور بعد کا امر اللہ ہی کے لیے ہے وہ جو چاہے کرتا ہے اور ہر روز ہمارے رب کی ایک شان ہوتی ہے' اگر فیصلہ ہماری پسند کے مطابق ہو تو ہم اللہ کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرتے ہیں اور ادائے شکر پر اسی سے مدد طلب کی جاتی ہے اور اگر فیصلہ ہماری امید کے ورے حائل ہو جائے تو جس کی نیت حق اور اندر تقویٰ ہو اس پر ظلم نہیں ہوتا۔ پھر حضرت حسینؓ نے اپنی سواری کو حرکت دی اور فرمایا السلام علیکم' پھر دونوں الگ ہو گئے اور ہشام بن الکلبی نے عن عوانہ بن الحکم عن لبطہ بن غالب بن الفرزدق عن ابیہ بیان کیا ہے وہ بیان کرتا ہے میں نے اپنی ماں کو حج کروایا' اسی دوران میں میں اس کے اونٹ کو چلاتے چلاتے ایام حج میں حرم میں داخل ہو گیا یہ ۶۰ھ کا واقعہ ہے کہ اچانک میں حضرت حسینؓ سے ملا آپ مکہ سے باہر جا رہے تھے اور آپ کی تلواریں اور ڈھالیں بھی آپ کے ساتھ تھیں' میں نے آپ سے کہا اے پسر رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کس وجہ سے حج سے سبقت کر رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا اگر میں سبقت نہ کروں تو پکڑا جاؤں پھر آپ نے مجھ سے پوچھا' تم کس سے تعلق رکھتے ہو' میں نے کہا میں ایک عراقی ہوں' آپ نے مجھ سے لوگوں کے متعلق پوچھا تو میں نے آپ سے کہا' دل آپ کے ساتھ ہیں اور تلواریں بنی امیہ کے ساتھ ہیں اور جو بات پہلے بیان ہو چکی ہے' اس کی مانند بیان کیا۔

---

[1] ورس' ایک قسم کی گھاس ہے جو رنگائی کے کام آتی ہے۔ (مترجم)

فرزوق نے بیان کیا کہ میں نے حضرت حسینؓ سے کچھ باتوں کے متعلق اور کچھ مناسک کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے مجھے ان کے متعلق بتایا' راوی بیان کرتا ہوں کہ عراق میں اسے ذات الجنب کی بیماری ہوگئی تھی جس کی وجہ سے اس کی زبان بوجھل ہوگئی تھی۔

راوی بیان کرتا ہے پھر میں چلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حرم میں ایک خیمہ لگا ہوا ہے اور بڑا اچھا منظر ہے' اچانک میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو دیکھا آپ نے مجھ سے پوچھا تو میں نے انہیں بتایا کہ میں حضرت حسینؓ سے ملا ہوں' انہوں نے کہا تو ان کے پیچھے کیوں نہیں چلا؟ بلاشبہ حضرت حسینؓ کے متعلق تجھے وہ ہتھیار سلام نہ کہے جس سے آپ کا قتل ہونا مقدر نہیں' پس فرزوق شرمندہ ہوگیا اور اس نے آپ سے ملنے کا ارادہ کرلیا۔ اور اس کے دل پر حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما کی بات کا اثر ہوا' پھر میں نے انبیاء اور ان کے قتل کو یاد کیا تو اس بات نے مجھے آپ سے ملنے سے روک دیا اور جب اسے پتہ چلا کہ آپ قتل ہوگئے ہیں تو اس نے ابن عمروؓ نے لعنت کی اور ابن عمرو کہا کرتا تھا خدا کی قسم درخت کھجور اور چھوٹا بچہ بالغ نہیں ہوگا کہ یہ امر اپنے کمال کو پہنچ جائے گا اور نمایاں ہو جائے گا اور حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما کے قول کہ تجھے ہتھیار سلام نہ کہے کا مقصد یہ ہے کہ وہ ہتھیار جس سے آپ کا قتل ہونا مقدر نہیں۔ اور اس کے علاوہ بھی اس کے مفہوم بیان کیے گئے ہیں اور بعض کا قول ہے کہ آپ کا مقصد فرزوق سے مذاق کرنا تھا' مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کسی چیز کی طرف توجہ دیئے بغیر روانہ ہوگئے حتیٰ کہ ذات عرق میں اترے۔

ابومخنف نے بیان کیا ہے کہ حارث بن کعب الوالبی نے بحوالہ علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہما مجھ سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں' جب ہم مکہ سے نکلے تو حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے اپنے بیٹے عون اور محمد کے ہاتھ ایک خط حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو لکھا:

''امابعد! میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آپ میرے اس خط کو دیکھے بغیر واپس نہ ہوں' مجھے آپ کی حالت پر رحم آتا ہے اس لیے کہ اس میں آپ کی ہلاکت اور آپ کے اہل بیت کی بیخ کنی ہوگی اور اگر آج آپ ہلاک ہوگئے تو نور اسلام بجھ جائے گا بلاشبہ آپ ہدایت پانے والوں کے علم اور مومنین کی امید ہیں' روانگی میں جلدی نہ کیجئے' میں بھی اپنے خط کے پیچھے آرہا ہوں''۔ والسلام

پھر حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما' نائب مکہ عمرو بن سعید کے پاس گئے اور اسے کہا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خط لکھو جس میں انہیں امان دو' اور انہیں نیکی اور حسن سلوک کی تمنا دلاؤ اور اپنے خط میں انہیں اعتبار دلاؤ اور ان سے واپسی کا مطالبہ کرو تا کہ وہ اس بات سے مطمئن ہوکر واپس آجائیں' عمرو نے آپ سے کہا آپ جو چاہتے ہیں میری طرف سے لکھ دیں اور خط کو میرے پاس لے آئیں میں اس پر مہر لگا دوں گا' حضرت ابن جعفرؓ نے عمرو بن سعید کی زبان سے وہ کچھ لکھا جو عبداللہ نے چاہا' پھر خط کو عمرو کے پاس لائے تو اس نے اپنی مہر سے اس پر مہر لگا دی اور عبداللہ نے عمرو بن سعید سے کہا میرے ساتھ اپنی امان بھی بھیج دیجئے تو اس نے ان کے ساتھ اپنے بھائی یحییٰ کو بھیج دیا تو وہ دونوں واپس چلے گئے حتیٰ کہ حضرت حسینؓ سے جا ملے' اور آپ کو خط پڑھ کر سنایا تو آپ نے واپس جانے سے انکار کر دیا اور فرمایا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے اور آپ نے خواب میں مجھے ایک حکم دیا ہے جسے میں کر گزرنے والا ہوں' ان دونوں نے کہا' وہ خواب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا میں وہ خواب کسی ایک کو ضرور بتاؤں گا حتیٰ کہ اپنے

رب سے جا ملوں گا۔

ابو مخنف نے بیان کیا ہے کہ محمد بن قیس نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ آئے حتیٰ کہ ذوالرمۃ وادی کی بلند جگہ پر پہنچ گئے جس کے بیچ میں پست جگہ تھی اور آپ نے قیس بن مسہر الصید اوی کو اہل کوفہ کے پاس بھیجا اور اسے ان کی طرف خط لکھ کر دیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی طرف سے اپنے مومنین اور مسلمین بھائیوں کی طرف:

''تم پر سلامتی ہو میں تمہارے ساتھ مل کر اس خدا کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں' امابعد! مسلم بن عقیل کا خط میرے پاس آیا ہے جس میں انہوں نے مجھے تمہاری رائے کی عمدگی اور تمہارے سرداروں کے ہماری مدد پر متفق ہونے اور ہمارے حق کا مطالبہ کرنے کی اطلاع دی ہے' ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ عمدہ طور پر ہمارا کام کر دے اور تم لوگوں کو اس کا بڑا اجر دے اور میں نے ۸/ ذوالحجہ یوم الترویہ کو بروز منگل تمہاری طرف کوچ کیا ہے' پس جب میرا ایلچی تمہارے پاس آئے تو اپنے معاملہ کو پوشیدہ رکھنا اور سنجیدہ رہنا اور میں انہی دنوں میں تمہارے پاس آ رہا ہوں۔ ان شاء اللہ''۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت مسلم کا خط آپ کو قتل ہونے سے ستائیس راتیں پہلے ملا جس کا مضمون یہ تھا:

''امابعد! پیش رو اپنے اہل سے جھوٹ نہیں بولتا بلاشبہ سب اہل کوفہ آپ کے ساتھ ہیں' آپ جب میرے اس خط کو پڑھیں تو آ جائیں''۔ والسلام علیکم

راوی بیان کرتا ہے' قیس بن مسہر الصید اوی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا خط لے کر کوفہ آیا اور جب وہ قادسیہ پہنچا تو حصین بن نمیر ثقفی نے اسے پکڑ کر عبیداللہ بن زیاد کے پاس بھجوا دیا' ابن زیاد نے اسے کہا' محل کی چوٹی پر چڑھ کر کذاب بن کذاب علی بن ابی طالب اور ان کے بیٹے حسین کو گالیاں دو' اس نے چڑھ کر اللہ کی حمد وثنا کی پھر کہا اے لوگو! بلاشبہ یہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما اللہ کی مخلوق کا بہترین آدمی ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بیٹا ہے اور میں تمہاری طرف اس کا ایلچی ہوں اور میں وادی ذوالرمۃ کی بلند جگہ سے آپ سے جدا ہوا ہوں' انہیں جواب دو اور ان کی سمع واطاعت کرو' پھر اس نے عبیداللہ بن زیاد اور اس کے باپ پر لعنت کی اور حضرت علیؓ اور حضرت حسینؓ کے لیے بخشش طلب کی' پھر ابن زیاد کے حکم سے اسے محل کی چوٹی سے گرا دیا گیا اور وہ لخت لخت ہو گیا بلکہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں اور اس میں زندگی کے آخری سانس باقی رہ گئے اور عبدالملک بن عمیر البجلی نے اس کے پاس جا کر اسے قتل کر دیا اور کہنے لگا میں نے اسے تکلیف سے آرام دینا چاہا ہے اور بعض کا قول ہے کہ وہ شخص عبدالملک بن عمیر کے مشابہ تھا وہ خود نہیں تھا اور ایک روایت میں ہے کہ جو شخص حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا خط لایا تھا وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا رضاعی بھائی عبداللہ بن یقطر تھا' پس اسے محل کی چوٹی سے گرا دیا گیا۔ واللہ اعلم

پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کوفہ کی طرف چلنے لگے اور جو واقعات ہو چکے تھے ان کے متعلق آپ کو کچھ علم نہ تھا' ابو مخنف نے ابو علی انصاری سے بحوالہ بکر بن مصعب مزنی بیان کیا ہے وہ بیان کرتا ہے کہ حضرت حسینؓ عرب کے جس پانی کے پاس سے گزرتے وہ آپ

کا پیچھا کرتا' ابو مخنف نے عن ابی خباب عن عدی بن حرملہ عن عبداللہ بن سلیم والمنذر بن المشمعل الاسدیین بیان کیا ہے وہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ جب ہم حج ادا کر چکے تو ہمارا صرف یہی ارادہ تھا کہ ہم حضرت حسینؓ سے ملیں اور ہم ان سے جا ملے اور آپ بنی اسد کے ایک شخص کے پاس سے گزرے تو حضرت حسینؓ نے ان سے گفتگو کرنی چاہی اور اس سے پوچھنا چاہا پھر آپ نے یہ ارادہ ترک کر دیا اور ہم نے اس شخص کے پاس آ کر اس سے لوگوں کے حالات پوچھے تو اس نے کہا قسم بخدا میں اس وقت کوفہ سے نکلا ہوں جب حضرت مسلم بن عقیلؓ اور ہانی بن عروہ کو قتل کر دیا گیا اور میں نے ان دونوں کو دیکھا کہ انہیں ٹانگوں سے پکڑ کر بازار میں گھسیٹا جا رہا ہے' ہم وہ دونوں بیان کرتے ہیں ہم نے حضرت حسینؓ کے پاس آ کر انہیں اطلاع دی تو آپ بار بار انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے لگے' ہم نے آپ سے کہا اپنے بارے میں اللہ سے ڈریئے آپ نے فرمایا ان دونوں کے بعد زندگی میں کوئی بھلائی نہیں' ہم نے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کو منتخب کیا ہے اور آپ کے بعض اصحاب نے آپ سے کہا خدا کی قسم آپ مسلم بن عقیل کی مانند نہیں' اگر آپ کوفہ آتے تو لوگ بہت سرعت کے ساتھ آپ کے پاس آتے اور دوسروں نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت حسینؓ کے اصحاب نے حضرت مسلم بن عقیلؓ کے قتل کا سنا تو اس موقع پر بنو عقیل بن ابی طالب اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے خدا کی قسم ہم اپنا بدلہ لیے بغیر واپس نہیں جائیں گے یا ہم وہ مزا چکھیں گے جو ہمارے بھائی نے چکھا ہے' پس حضرت حسین رضی اللہ عنہ چل پڑے اور جب آپ زرود مقام پر پہنچے تو آپ کو اس شخص کے قتل کی اطلاع ملی جسے آپ نے مکہ سے نکلنے کے بعد وادی ذوالرمۃ کی بلند جگہ پر پہنچ کر اپنا خط دے کر اہل کوفہ کے پاس بھیجا تھا اور آپ نے فرمایا ہمارے پیروکاروں نے ہمیں بے یار و مددگار چھوڑ دیا ہے پس جو شخص تم میں سے واپس جانا چاہتا ہے وہ واپس چلا جائے اسے کوئی گناہ نہیں ہوگا اور نہ ہماری طرف سے اس پر کوئی ذمہ داری ہوگی' راوی بیان کرتا ہے کہ لوگ آپ کو چھوڑ کر دائیں بائیں منتشر ہو گئے اور آپ اپنے ان اصحاب میں باقی رہ گئے جو مکہ سے آپ کے ساتھ آئے تھے اور آپ نے ایسا اس لیے کیا کہ آپ نے خیال کیا کہ جن اعراب نے آپ کی اتباع کی ہے انہوں نے صرف اس لیے آپ کی اتباع کی ہے کہ آپ اس شہر میں جائیں گے جس کے باشندے آپ کی اطاعت میں مستقیم ہوں گے پس آپ نے اپنے ساتھ ان کے چلنے کو پسند نہ کیا' سوائے اس کے کہ انہیں معلوم ہو کہ وہ کہاں جا رہے ہیں اور آپ کو معلوم ہو گیا تھا کہ جب آپ ان کے سامنے حقیقت حال کی وضاحت کریں گے تو آپ کی مصاحبت وہی شخص کرے گا جو موت میں آپ کی ہمدردی کرنا چاہتا ہے راوی بیان کرتا ہے جب سحر ہوئی تو آپ نے اپنے جوانوں کو حکم دیا کہ وہ بکثرت پانی لے لیں پھر آپ چل پڑے حتیٰ کہ وادی عقبہ سے گزرے اور وہاں اتر پڑے۔

اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ جعفر بن سلیمان نے بحوالہ یزید الرشک ہم سے بیان کیا کہ حضرت حسینؓ کے ساتھ بالمشافہ بات کرنے والے نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے بیابان میں خیمے لگے دیکھے میں نے پوچھا یہ کس کے خیمے ہیں؟ انہوں نے بتایا یہ حضرت حسینؓ کے خیمے ہیں' راوی بیان کرتا ہے میں آپ کے پاس آیا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شیخ قرآن پڑھ رہا ہے اور اس کے رخساروں اور داڑھی پر اشک رواں ہیں' میں نے پوچھا اے پسر دختر رسول آپ کو اس علاقے اور بیابان میں جہاں کوئی شخص موجود نہیں' کس نے اتارا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ خطوط اہل کوفہ نے مجھے لکھے ہیں اور میں انہیں اپنا قاتل پاتا ہوں اور جب وہ ایسا کریں گے تو وہ خدا تعالیٰ کی ہر حرمت کی بے حرمتی کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان پر ایسے شخص کو مسلط کر

دے گا جوان کو ذلیل کرے گا اور وہ لونڈی کی اوڑھنی سے بھی ذلیل تر ہو جائیں گے۔

اور علی بن محمد نے حسن بن دینار سے بحوالہ معاویہ بن قرۃ ہمیں بتایا کہ حضرت حسینؓ نے فرمایا قسم بخدا وہ مجھ پر زیادتی کریں گے جیسے بنی اسرائیل نے سبت کے بارے میں زیادتی کی تھی اور علی بن محمد نے بحوالہ جعفر بن سلیمان الضبعی ہم سے بیان کیا کہ حضرت حسینؓ نے بیان کیا خدا کی قسم جب تک وہ میرے پیٹ سے اس لوتھڑے کو باہر نہ نکال لیں مجھے نہیں چھوڑیں گے اور جب وہ ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر ایسے شخص کو مسلط کر دے گا جو انہیں ذلیل کر دے گا حتیٰ کہ وہ لونڈی کی اوڑھنی سے بھی ذلیل تر ہو جائیں گے پس آپ ۱۰/محرم ۶۱ھ کو نینویٰ مقام پر قتل ہو گئے اور یعقوب بن سفیان نے بیان کیا ہے کہ ابوبکر الحمیدی نے ہم سے بیان کیا کہ شہاب بن خراش نے اپنی قوم کے ایک شخص کے حوالے سے ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتا ہے میں اس فوج میں شامل تھا جسے ابن زیاد نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا تھا' میں حضرت حسینؓ سے ملا تو میں نے آپ کو سیاہ سر اور سیاہ ریش پایا میں نے آپ سے کہا اے ابوعبداللہ السلام علیک آپ نے وعلیک السلام فرمایا اور اس میں گنگناہٹ تھی۔ نیز فرمایا آج شب تم میں چوروں نے رات بسر کی ہے' شہاب کا بیان ہے میں نے یہ بات حضرت زید بن علی سے بیان کی تو آپ حیران رہ گئے اور ان میں بھی گنگناہٹ تھی' سفیان بن عیینہ نے بیان کیا ہے کہ حسینیوں میں گنگناہٹ تھی۔

ابومخنف نے بحوالہ ابوخالد الکاہلی بیان کیا ہے کہ جب صبح کو سواروں نے حضرت حسینؓ بن علیؓ پر حملہ کیا تو آپ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر فرمایا اے اللہ تو ہی ہر غم و رنج میں میرے لیے قابل بھروسہ اور ہر سختی میں میری امید ہے اور تو ہر نازل ہونے والے امر میں میرے لیے سامان اور بھروسہ کے قابل ہے اور کتنے ہی غم ہیں جن میں دل کمزور ہو جاتا ہے اور حیلہ کم ہو جاتا ہے اور ان میں دوست' مدد چھوڑ دیتا ہے اور دشمن خوش ہوتا ہے پس میں نے انہیں تیرے سامنے پیش کیا اور دوسرے سے بے نیاز ہو کر تیرے پاس ان کی شکایت کی' پس تو نے انہیں دور کر دیا اور تو نے مجھے ان کے مقابلہ میں کفایت کی' پس تو میرے لیے ہر نعمت کا منتظم اور ہر نیکی کا مالک اور ہر غایت کا منتہا ہے' اور ابوعبید القاسم بن سلام نے بیان کیا ہے کہ حجاج بن محمد نے ابومعشر سے اس کے بعض مشائخ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ جب وہ کربلا میں اترے تو حضرت حسینؓ نے فرمایا' اس زمین کا نام کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کربلا' آپ نے فرمایا کرب اور بلاء' اور عبیداللہ بن زیاد نے عمر بن سعد کو ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بھیجا تو حضرت حسینؓ نے اسے کہا اے عمر مجھے تین باتوں میں سے ایک بات کے انتخاب کرنے کا اختیار دو' یا تو مجھے چھوڑ دو کہ میں جیسے آیا ہوں ویسے ہی واپس چلا جاؤں اور اگر تو اس بات کو تسلیم نہ کرے تو مجھے یزید کے پاس لے جا اور میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں رکھ دوں اور وہ جو مناسب سمجھے میرے بارے میں فیصلہ کرے اور اگر تو یہ بات بھی تسلیم نہ کرے تو مجھے ترکوں کے پاس بھیج دے کہ میں ان سے جنگ کروں حتیٰ کہ مر جاؤں' اس نے یہ باتیں ابن زیاد کو پہنچا دیں اور اس نے آپ کو یزید کے پاس بھجوانے کا ارادہ کیا تو شمر بن ذی الجوشن نے کہا' جب تک یہ تمہارا فیصلہ نہ مانیں انہیں یزید کی طرف نہیں بھجوایا جائے گا۔ پس اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو یہ بات پہنچا دی تو حضرت حسینؓ نے کہا خدا کی قسم میں ایسا نہیں کروں گا اور عمر نے آپ سے جنگ کرنے میں دیر کر دی اور ابن زیاد نے شمر بن ذی الجوشن کو بھیجا اور اسے کہا اگر عمر آگے بڑھے تو جنگ کرو گرنہ اسے قتل کر کے اس کی جگہ سنبھال لینا میں نے امارت کو تمہارے سپرد کر دیا ہے اور عمر کے ساتھ اہل کوفہ

کے تقریباً تمیں سردار تھے انہوں نے اسے کہا' پسر دختر رسول تمہارے سامنے تین باتیں پیش کر رہا ہے تم ان میں سے کوئی بات بھی قبول نہیں کرتے؟ پس وہ حضرت حسینؓ کے ساتھ مل کر جنگ کرنے لگے۔

ابوزرعۃ نے بیان کیا ہے کہ سعید بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ عباد بن العوام نے بحوالہ حصین ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت حسینؓ کے قتل کی کیفیت کو دیکھا وہ بیان کرتا ہے کہ سعد بن عبیدہ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھا آپ دھاری دار جبہ پہنے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے جسے عمرو بن خالد الطہری کہا جاتا تھا آپ کو تیر مارا اور میں نے اس تیر کو آپ کے جبہ کے ساتھ لٹکے ہوئے دیکھا اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ محمد بن عمار الرازی نے ہم سے بیان کیا ہے کہ سعید بن سلیمان نے مجھ سے بیان کیا کہ عباد بن العوام نے ہم سے بیان کیا کہ اہل کوفہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ آپ کے ساتھ ایک لاکھ آدمی ہیں اور آپ نے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہما کو ان کے پاس بھیجا اور اس نے حضرت مسلم کے واقعہ کو اس طرح بیان کیا ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ حصین نے بیان کیا ہے کہ ہلال بن یساف نے مجھ سے بیان کیا کہ ابن زیاد نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ واقصہ کے درمیانی علاقہ سے شام کے راستے تک اور شام سے بصرہ کے راستے تک حفاظتی تدابیر اختیار کر لیں اور نہ کسی کو اندر آنے دیں اور نہ باہر جانے دیں۔

اور حضرت حسینؓ آئے تو آپ کو کچھ معلوم ہی نہ تھا حتیٰ کہ آپ نے اعراب کے پاس آ کر ان سے لوگوں کے متعلق پوچھا تو وہ کہنے لگے خدا کی قسم ہمیں اس کے سوا کچھ معلوم نہیں کہ آپ نہ داخل ہو سکتے ہیں اور نہ باہر جا سکتے ہیں' راوی بیان کرتا ہے آپ یزید بن معاویہ کی طرف چل پڑے تو کربلا مقام پر سوار آپ سے ملے اور آپ ان کو اللہ اور اسلام کا واسطہ دیتے ہوئے اتر پڑے' راوی بیان کرتا ہے کہ ابن زیاد نے عمر بن سعد' شمر بن ذی الجوشن اور حصین بن نمیر کو آپ کے پاس بھیجا اور آپ نے ان کو اللہ اور اسلام کا واسطہ دیا کہ وہ آپ کو امیر المومنین یزید کے پاس لے جائیں اور وہ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں رکھ دیں گے انہوں نے آپ سے کہا ایسا نہیں ہو سکتا سوائے اس کے کہ آپ ابن زیاد کے فیصلہ کو تسلیم کریں اور جو لوگ ان کے ساتھ تھے ان میں حر بن یزید حنظلی ثم نہشلی بھی سواروں کا سالار تھا' جب اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو اس نے انہیں کہا کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے؟ کیا تم ان لوگوں کی ان باتوں کو قبول نہیں کرو گے جو وہ تمہارے سامنے پیش کر رہے ہیں' خدا کی قسم اگر ترک اور دیلم تم سے یہ مطالبہ کرتے تو ان کو واپس کرنا تمہارے لیے جائز نہ ہوتا مگر انہوں نے ابن زیاد کے فیصلے کے سوا کسی اور فیصلہ کو ماننے سے انکار کر دیا ہے' پس اس نے اپنے گھوڑے کو چابک مارا اور حضرت حسینؓ کے پاس آ گیا اور انہوں نے خیال کیا کہ وہ ان کے ساتھ جنگ کرنے آیا ہے اور جب وہ ان کے نزدیک ہوا تو اس نے اپنی ڈھال کو پلٹ دیا اور انہیں سلام کہا پھر اس نے ابن زیاد کے اصحاب پر حملہ کر دیا اور ان میں سے دو آدمیوں کو قتل کر دیا پھر خود قتل ہو گیا۔

اس نے بیان کیا ہے کہ زہیر بن القین البجلی حضرت حسینؓ سے ملا اور وہ حاجی تھا پس وہ آپ کے ساتھ آیا اور ابن ابی مخرمہ اور دو اور شخص عمرو بن الحجاج اور معن السلمی اس کے پاس آئے اور حضرت حسینؓ اس شخص کے ساتھ گفتگو کرنے آئے جسے ابن زیاد نے آپ کے پاس بھیجا تھا اور آپ دھاری دار جبہ زیب تن کیے تھے پس جب آپ ان سے گفتگو کر چکے تو واپس لوٹے اور بنی تمیم کے

ایک شخص نے جسے عمرو الطہری کہا جاتا تھا آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان تیر مارا اور میں اس تیر کو آپ کے کندھوں کے درمیان آپ کے جبہ کے ساتھ لٹکے ہوئے دیکھ رہا ہوں پس جب انہوں نے آپ کی بات نہ مانی تو آپ اپنے میدان کارزار کی طرف واپس آ گئے اور میں ان کی طرف دیکھ رہا ہوں وہ تقریباً ایک سو آدمی تھے' ان میں حضرت علیؓ کی صلب کے پانچ اور بنی ہاشم کے سولہ اور بنی سلیم کا ایک شخص جوان کا حلیف تھا اور بنی کنانہ کا ایک شخص جوان کا حلیف تھا اور ابن زیاد کا عمزاد شامل تھے۔

اور حصین نے بیان کیا ہے کہ سعید بن عبیدہ نے مجھ سے بیان کیا ہم عمر بن سعد کے ساتھ پانی میں نہار ہے تھے کہ اچانک اس کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے اس سے سرگوشی کی اور اس نے اس سے کہا' ابن زیاد نے تمہاری طرف جویریہ بن بدر تمیمی کو بھیجا ہے اور اسے حکم دیا ہے کہ اگر تو نے ان لوگوں کے ساتھ جنگ نہ کی تو وہ تجھے قتل کر دے راوی بیان کرتا ہے کہ وہ اٹھ کر اپنے گھوڑے کے پاس گیا اور اس پر سوار ہو گیا پھر اس نے اپنے ہتھیار منگوا کر پہنے اور وہ اپنے گھوڑے پر سوار تھا اور وہ لوگوں کے ساتھ ان کی طرف گیا اور انہوں نے ان کے ساتھ جنگ کی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر ابن زیاد کے پاس لا کر اس کے سامنے رکھا گیا اور وہ اپنی چھڑی کو آپ کی ناک پر رکھ کر کہنے لگا بلا شبہ ابو عبداللہ سیاہ و سفید بالوں والے ہیں' راوی بیان کرتا ہے اور آپ کی بیویوں' بیٹیوں اور اہل کو بھی لایا گیا' راوی بیان کرتا ہے اس نے سب سے اچھا کام یہ کیا کہ ان کے لیے ایک فرودگاہ کا حکم دیا جو ایک الگ تھلگ جگہ پر تھی اور ان کی رسد جاری کر دی اور ان کے لیے لباس اور اخراجات کا حکم دیا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ان میں سے دو لڑکوں نے جو حضرت عبداللہ بن جعفرؓ یا ابن ابی جعفر کی اولاد میں سے تھے' آ کر طی قبیلہ کے ایک شخص کی پناہ لی تو اس نے ان دونوں کو قتل کر دیا اور ان دونوں کے سر لا کر ابن زیاد کے سامنے رکھ دیئے۔ ابن زیادہ نے بھی اسے قتل کرنے کا ارادہ کر لیا اور اس کے حکم سے اس کے گھر کو منہدم کر دیا گیا' راوی بیان کرتا ہے مجھے حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ کے غلام نے بتایا کہ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر لا کر یزید کے سامنے رکھا گیا تو میں نے اسے روتے اور کہتے دیکھا کہ اگر ابن زیاد اور ان کے درمیان قرابت ہوتی تو ابن زیاد یہ نہ کرتا۔ حصین نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو وہ دو یا تین ماہ ٹھہرے یوں معلوم ہوتا تھا کہ طلوع آفتاب کے وقت دیواریں خون سے لتھڑ جاتی ہیں حتیٰ کہ وہ بلند ہو جاتا۔

ابو مخنف نے بیان کیا ہے کہ لوذان نے مجھ سے بیان کیا کہ عکرمہ نے مجھ سے بیان کیا کہ اس کے ایک چچا نے حضرت حسینؓ سے پوچھا آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ آپ نے اسے بتایا تو اس نے آپ سے کہا' میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ اگر آپ واپس نہ لوٹے تو خدا کی قسم آپ کے آگے جو لوگ ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی آپ کا دفاع نہ کرے گا اور نہ آپ کے ساتھ مل کر جنگ کرے گا اور قسم بخدا آپ نیزوں اور تلواروں کے پاس جا رہے ہیں اور جن لوگوں نے آپ کی طرف پیغام بھیجا ہے کاش وہ آپ کو جنگ کے اخراجات سے کفایت کرتے اور اشیاء کو آپ کے لیے درست کر دیتے پھر اس کے بعد آپ ان کے پاس آتے اور یہ ایک مشورہ ہے اور اس صورت میں میں آپ کو کچھ کرتے نہیں دیکھتا' حضرت حسینؓ نے اسے کہا جو تو نے بیان کیا اور دیکھا ہے مجھ پر مخفی نہیں لیکن اللہ اپنے امر میں مغلوب نہیں ہوتا پھر آپ کوفہ جانے کے لیے کوچ کر گئے اور خالد بن العاص نے کہا۔

''بہت سے خیر خواہ دھوکہ دیتے اور ہلاک کرتے ہیں اور غیب پر بدگمانی کرنے والا خیر خواہ کو پالیتا ہے اور اس سال عمرو

بن سعید بن العاص نے لوگوں کو حج کروایا اور وہ یزید کی طرف سے مدینہ اور مکہ کا گورنر تھا اور یزید نے مدینہ کی امارت سے ولید بن عتبہ کو معزول کر دیا اور عمرو بن سعید کو اس سال مکہ کا گورنر مقرر کیا''۔ واللہ وسبحانہ وتعالیٰ اعلم

۶۱ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما' اپنے اقرباء اور اصحاب کے ساتھ مکہ اور عراق کے درمیان کوفہ کی طرف رواں دواں تھے اور مشہور قول کے مطابق جسے واقدی اور کئی مؤرخین نے صحیح قرار دیا ہے آپ اس سال کے محرم کی دس تاریخ کو قتل ہو گئے اور بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ آپ اس سال کے صفر میں قتل ہوئے مگر پہلا قول اصح ہے۔

آپؓ کے قتل کا یہ بیان اس شان کے ائمہ سے ماخوذ ہے نہ کہ جس طرح اہل تشیع کا جھوٹا گمان ہے:

ابومخنف نے عن ابی خباب عن عدی بن حرملہ عن عبداللہ بن حرملہ عن عبداللہ بن سلیم والمذری بن المشمعل الاسدیین بیان کیا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ آئے اور جب شرف میں اترے تو آپ نے اپنے نوجوانوں سے بوقتِ سحر کہا کہ زیادہ سے زیادہ پانی جمع کرلو پھر وہ دن کے شروع میں روانہ ہو گئے اور حضرت حسینؓ نے ایک شخص کو تکبیر کہتے سنا اور آپ نے اسے کہا تم نے کس وجہ سے تکبیر کہی ہے؟ اس نے کہا میں نے نخیلہ کو دیکھا ہے' اسد قبیلہ کے دونوں آدمیوں نے اسے کہا' اس جگہ سے کسی شخص نے نخیلہ کو نہیں دیکھا' حضرت حسینؓ نے دریافت کیا' تم دونوں کی رائے میں اس نے کیا دیکھا ہے ان دونوں نے کہا یہ سوار آ گئے ہیں حضرت حسینؓ نے کہا کیا ہمارے لیے کوئی پناہ گاہ نہیں کہ ہم اسے پس پشت رکھیں اور ایک جانب سے لوگوں کا سامنا کریں؟ ان دونوں نے کہا ہاں ذوحسم جگہ ہے پس آپ نے اس کی طرف جانے کے لیے بائیں جانب کو اختیار کیا اور اتر پڑے اور آپ کے حکم سے خیمے لگا دیئے گئے اور حر بن یزید تمیمی کے ساتھ ایک ہزار سوار آ گئے اور وہ اس فوج کے ہراول تھے جسے ابن زیاد نے بھیجا تھا اور وہ دوپہر کے وقت آپ کے سامنے کھڑے ہو گئے اور حضرت حسینؓ اور آپ کے اصحاب عمامے باندھے ہوئے اور اپنی تلواریں لٹکائے ہوئے تھے' حضرت حسینؓ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ وہ پانی سے سیراب ہو جائیں اور اپنے گھوڑوں کو پانی پلائیں اور اپنے دشمنوں کے گھوڑوں کو بھی پانی پلائیں' ابومخنف اور دیگر مؤرخین نے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ جب ظہر کا وقت ہوا تو حضرت حسینؓ کے حکم سے حجاج بن مسروق نے اذان دی پھر حضرت حسینؓ ایک تہبند' چادر اور دو جوتوں کے ساتھ باہر نکلے اور آپ نے اپنے اصحاب اور اپنے دشمنوں سے خطاب کیا اور یہاں آنے کے متعلق ان کے سامنے عذر پیش کیا کہ اہل کوفہ نے آپ کو لکھا ہے کہ ان کا کوئی امام نہیں ہے اور اگر آپ ہمارے پاس آئیں تو ہم آپ کی بیعت کریں گے اور آپ کے ساتھ مل کر جنگ کریں گے پھر نماز کھڑی ہو گئی تو حضرت حسینؓ نے حر سے فرمایا آپ اپنے اصحاب کو نماز پڑھانا چاہتے ہیں اس نے کہا نہیں' آپ نماز پڑھیے ہم آپ کے پیچھے نماز پڑھیں گے پس حضرت حسینؓ نے انہیں نماز پڑھائی پھر آپ اپنے خیمے میں آ گئے اور آپ کے اصحاب بھی آپ کے پاس جمع ہو گئے اور حر اپنی فوج کے پاس واپس چلا گیا اور سب اپنی اپنی جگہ تیار تھے اور جب عصر کا وقت ہوا تو حضرت حسینؓ نے انہیں نماز پڑھائی پھر واپس چلے گئے اور آپ نے ان سے خطاب کیا اور انہیں سمع واطاعت کرنے اور ان دشمن لے پالکوں سے علیحدگی اختیار کرنے کی ترغیب دی جو تم میں ظلم کو روا

رکھے ہوئے ہیں' حر نے آپ سے کہا' ہمیں معلوم نہیں یہ خط کیسے ہیں اور انہیں کس نے لکھا ہے' حضرت حسینؓ نے خطوط کے دو بھرے ہوئے تھیلے پیش کیے اور انہیں اس کے سامنے بکھیر دیا اور اس نے ان میں سے کچھ خطوط پڑھے حر نے کہا' ہم ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جنہوں نے آپ کو خطوط لکھے ہیں اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ جب ہم آپ سے ملیں تو آپ سے الگ نہ ہوں حتیٰ کہ ہم آپ کو عبیداللہ بن زیاد کے پاس لے آئیں۔ حضرت حسینؓ نے کہا اس بات سے موت زیادہ نزدیک ہے پھر حضرت حسینؓ نے اپنے اصحاب سے فرمایا سوار ہو جاؤ' پس وہ سوار ہو گئے اور عورتیں بھی سوار ہو گئیں اور جب آپ نے واپسی کا ارادہ کیا تو وہ لوگ آپ کے درمیان اور واپسی کے درمیان حائل ہو گئے' حضرت حسینؓ نے حر سے فرمایا تیری ماں تجھے کھودے تو کیا چاہتا ہے' حر نے آپ سے کہا خدا کی قسم اگر عربوں میں سے آپ کے سوا کوئی اور شخص یہ بات کہتا اور وہ آپ جیسی حالت میں ہوتا تو میں اس سے قصاص لیتا اور اس کی ماں کو نہ چھوڑتا' لیکن ہمیں مقدور بھر احسن رنگ میں آپ کی ماں کا ذکر کرنے کے سوا چارہ نہیں اور لوگوں نے باہم سوال و جوابات کیے تو حر نے آپ سے کہا' مجھے آپ کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم نہیں دیا گیا مجھے صرف یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ سے الگ نہ ہوں حتیٰ کہ آپ کو کوفہ میں ابن زیاد کے پاس پیش کر دوں اور جب آپ کو اس بات کے ماننے سے انکار ہے تو آپ ایسا راستہ اختیار کریں جو آپ کو نہ کوفہ لے جائے اور نہ آپ کو مدینہ واپس لے جائے اور اگر آپ چاہیں تو میں ابن زیاد کو خط لکھ دیتا ہوں' شاید اللہ تعالیٰ کوئی ایسا حکم لے آئے جس میں آپ کے معاملہ میں مبتلا ہونے کی بجائے میرے لیے عافیت کا سامان ہو' راوی بیان کرتا ہے' حضرت حسینؓ نے العذیب اور قادسیہ کے راستے سے بائیں طرف کو اختیار کر لیا اور حر بن یزید آپ کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا اور آپ سے کہہ رہا تھا اے حسینؓ میں آپ کو آپ کی جان کے بارے میں اللہ کا نام یاد دلاتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اگر آپ نے جنگ کی تو آپ قتل ہو جائیں گے اور اگر آپ سے جنگ کی گئی تو میرے خیال میں ہم ہلاک ہو جائیں گے حضرت حسینؓ نے اسے کہا کیا تو مجھے موت سے ڈراتا ہے؟ لیکن میں اوس قبیلے کے شخص کی طرح جس نے اپنے عمزاد سے کہا تھا' کہتا ہوں وہ اسے ملا تو وہ رسول اللہ ﷺ کی مدد کو جا رہا تھا اس نے کہا تو کہاں جا رہا ہے بلاشبہ تو قتل ہونے والا ہے؟ اس نے کہا۔

''میں ابھی جاؤں گا اور جب نوجوان حق کی نیت کرے اور مسلمان ہو کر جہاد کرے تو موت اس کے لیے عار نہیں اور اپنی جان سے صالح مردوں کی ہمدردی کرے اور اس خوف کو چھوڑ دے کہ وہ زندہ رہے گا اور ذلیل ہوگا''۔

ان اشعار کو ایک اور طرح بھی بیان کیا گیا ہے۔

''میں ابھی جاؤں گا اور جب نوجوان حق کی نیت کرے اور وہ مجرم نہ ہو تو موت اس کے لیے عار نہیں' پس اگر تو مر گیا تو میں پشیمان نہ ہوں گا اور اگر تو زندہ رہا تو دردمند نہ ہوں گا تیرے لیے یہی موت کافی ہے کہ تو ذلیل وخوار ہو''۔

جب حر نے آپ سے یہ اشعار سنے تو وہ آپ سے ایک طرف ہو گیا اور اپنے اصحاب کے ساتھ آپ سے ایک طرف ہو کر چلنے لگا پس وہ عذیب الہجانات تک پہنچ گئے اور جب چار آدمیوں نے سفر کیا جو کوفہ سے اپنی سواریوں پر دو گام چلتے ہوئے اور نافع بن ہلال کے گھوڑے کو جسے الکامل کہا جاتا تھا کوتل بنا کر آئے' وہ کوفہ سے حضرت حسینؓ کے پاس آئے اور ان کا راہنما جسے الطرماح بن عدی کہا جاتا تھا' گھوڑے پر سوار تھا اور وہ کہہ رہا تھا۔

''اے میری ناقہ' میری ڈانٹ سے خوف نہ کر' اور بہترین سوار کے ساتھ اور بہترین سفر میں طلوع فجر سے قبل تیز تیز چل
یہاں تک کہ تو کریم الاصل بزرگ' شریف اور کشادہ سینے والے شخص کے پاس جا اترے جسے اللہ تعالیٰ بہترین کام کے
لیے لایا ہے وہاں وہ اسے ہمیشہ زندہ رکھے''۔

حر نے چاہا کہ وہ ان کے درمیان اور حضرت حسینؓ کے درمیان حائل ہو جائے مگر حضرت حسینؓ نے اسے اس بات سے روکا اور جب وہ آپ کے پاس پہنچے تو آپ نے ان سے پوچھا مجھے اپنے پچھلے لوگوں کے متعلق بتاؤ تو ان چاروں میں سے ایک شخص مجمع بن عبداللہ عامری نے آپ سے کہا' سرداران قوم آپ کی عداوت پر متحد ہیں اس لیے کہ انہیں بڑی رشوت دی گئی ہے اور ان کے تھیلوں کو بھر دیا گیا ہے' اس سے ان کی محبت اور خیر خواہی کو حاصل کیا گیا ہے پس وہ سب آپ کی عداوت پر متحد ہیں اور بقیہ لوگوں کے دل آپ کی طرف مائل ہیں اور کل ان کی تلواریں آپ کے خلاف سونتی ہوئی ہوں گی آپ نے فرمایا کیا تمہیں میرے ایلچی کے متعلق کوئی علم ہے؟ انہوں نے پوچھا آپ کا ایلچی کون ہے؟ آپ نے فرمایا قیس بن مسہر الصیداوی' انہوں نے کہا ہاں پس ابن نمیر نے اسے پکڑ کر ابن زیاد کے پاس بھجوا دیا ہے اور ابن زیاد نے اسے حکم دیا کہ وہ آپ اور آپ کے باپ پر لعنت کرے تو اس نے آپ کی اور آپ کے باپ کی تعریف کی اور ابن زیاد اور اس کے باپ پر لعنت کی اور لوگوں کو آپ کی مدد کرنے کی دعوت دی اور انہیں آپ کی آمد کی اطلاع دی تو ابن زیاد کے حکم سے اسے محل کی چوٹی سے پھینک دیا گیا اور وہ مر گیا' حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں اور آپ نے یہ آیت ﴿فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ قَضٰى نَحۡبَهٗ وَ مِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّنۡتَظِرُ﴾ پڑھی' یعنی ان میں سے کچھ تو فوت ہو گئے ہیں اور کچھ منتظر ہیں۔

پھر آپ نے فرمایا اے اللہ جنت ان کا ٹھکانہ بنا دے اور ہمیں اور انہیں اپنی رحمت کے ٹھکانے اور اپنے ثواب کی جمع شدہ مرغوب اشیاء میں اکٹھا کر دے' پھر الطرماح بن عدی نے حضرت حسینؓ سے کہا' دیکھئے آپ کے ساتھ کیا ہے؟ میں آپ کے ساتھ اس چھوٹے سے گروہ کے سوا کسی کو نہیں دیکھ رہا اور جن لوگوں کو میں آپ کے ساتھ ساتھ چلتا دیکھ رہا ہوں وہ آپ کے ساتھیوں کے ہم پلہ ہیں اور یہ کیسے ہوگا جب کہ کوفہ کا بیرونی علاقہ گھوڑوں اور فوجوں سے بھرا ہوا ہے جو ضرور آپ کا قصد کریں گے میں آپ سے خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ اگر آپ کے بس میں ہے تو ایک بالشت بھی ان کی طرف نہ بڑھیں اور ایسا ہی کیجیے اور اگر آپ نے کسی شہر میں اترنے کا ارادہ کیا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے آپ کو غسان وحمیر کے بادشاہوں اور نعمان بن المنذر اور اسود احمر سے بچائے گا' قسم بخدا! اگر کبھی ہمیں ذلت نے آ لیا تو میں آپ کے ساتھ چلوں گا حتیٰ کہ آپ کو پستی میں اتاروں گا پھر آپ طیؑ کے باجا اور سلمیٰ کے مردوں کی طرف پیغام بھیجنا پھر جو معلوم ہو اس کے مطابق ہمارے ساتھ قیام کرنا میں دس ہزار طائیوں کا سردار ہوں جو آپ کے آگے اپنی تلواروں سے شمشیر زنی کریں گے' خدا کی قسم وہ کبھی آپ تک نہ پہنچ سکیں گے اور ان کی آنکھ دیکھ لے گی' حضرت حسینؓ نے اسے کہا اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔ مگر آپ جس بات کے درپے تھے اس سے رجوع نہ کیا تو الطرماح نے آپ کو الوداع کہا اور حضرت حسینؓ چلتے بنے اور جب رات ہوئی تو آپ نے اپنے جوانوں کو حکم دیا کہ وہ اپنی ضرورت کے مطابق پانی جمع کر لیں پھر آپ رات کو چلے اور اپنے سفر میں آپ کو اونگھ آ گئی حتیٰ کہ آپ کا سر جھٹکے کھانے لگا اور آپ انا للہ وانا الیہ راجعون اور الحمد للہ رب العالمین کہتے ہوئے بیدار ہو گئے پھر آپ نے فرمایا میں نے گھوڑے پر ایک سوار دیکھا ہے جو کہہ رہا ہے کہ لوگ چل رہے ہیں اور موتیں ان کی

طرف چل رہی ہیں پس مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ ہماری جانیں ہیں جن کی موت کی خبر ہمیں دی گئی ہے جب فجر طلوع ہوئی تو آپ نے اپنے اصحاب کو نماز پڑھائی اور جلدی سے سوار ہو گئے پھر اپنے سفر میں بائیں طرف ہو گئے یہاں تک کہ نینوا پہنچ گئے' کیا دیکھتے ہیں کہ ایک سوار کمان کندھے پر رکھے کوفہ سے آیا ہے اور اس نے حر بن یزید کو سلام کیا ہے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو سلام نہیں کہا اور اس نے حر کو ابن زیاد کا خط دیا ہے' جس کا مضمون یہ ہے کہ وہ سفر میں عراق تک کسی بستی اور قلعے میں اترے بغیر برابر حضرت حسینؓ کے ساتھ رہے یہاں تک کہ اس کے ایلچی اور اس کی فوجیں اس کے پاس آ جائیں اور یہ ۲/محرم ۶۱ھ جمعرات کا روز تھا اور جب دوسرا دن ہوا تو عمر بن سعد چار ہزار فوج کے ساتھ آیا اور ابن زیاد نے اسے ان لوگوں کے ساتھ دیلم کی طرف بھیجا تھا اور وہ کوفہ کے باہر خیمہ زن ہو گیا اور جب انہیں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا معاملہ پیش آیا تو اس نے اسے کہا ان کی طرف روانہ ہو جا اور جب تو ان سے فارغ ہو جائے تو دیلم کی طرف چلے جانا' عمر بن سعد نے اس سے اس بات کی معافی چاہی تو ابن زیاد نے اسے کہا اگر تو چاہے تو میں تجھے معاف کر دیتا ہوں اور ان شہروں کی حکومت سے تجھے معزول کر دیتا ہوں جن پر میں نے تجھے حاکم بنایا ہے' اس نے کہا ذرا مجھے اپنے معاملے میں غور وفکر کر لینے دو' اور وہ جس شخص سے بھی مشورہ کرتا وہ اسے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف جانے سے روکتا۔ حتیٰ کہ اس کے بھانجے حمزہ بن مغیرہ بن شعبہؓ نے اسے کہا' حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف جانے سے بچنا تو اپنے رب کی نافرمانی کرے گا اور اپنی قرابت کو قطع کرے گا خدا کی قسم اگر تو ساری زمین کی حکومت سے بے دخل ہو جائے تو یہ بات خون حسینؓ کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے کی نسبت تجھے زیادہ محبوب ہونی چاہیے۔ اس نے کہا میں ان شاء اللہ ایسا ہی کروں گا۔

پھر عبید اللہ بن زیاد نے اسے عزل وقتل کی دھمکی دی تو وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ ہو گیا اور اس مقام پر آپ سے جنگ کی جس کا ہم نے ذکر کیا ہے' پھر اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف ایلچی بھیجے کہ آپ کیوں آئے ہیں؟ آپ نے فرمایا اہل کوفہ نے مجھے خط لکھے ہیں کہ میں ان کے پاس آؤں' پس اب جب انہوں نے مجھے ناپسند کیا ہے تو میں مکہ واپس چلا جاتا ہوں اور تم کو چھوڑ دیتا ہوں' جب عمر بن سعد کو یہ اطلاع ملی تو اس نے کہا مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے آپ کے ساتھ جنگ کرنے سے بچائے گا اور اس نے یہ بات ابن زیاد کو بھی لکھ بھیجی' ابن زیاد نے اسے جواب دیا کہ ان کے اور پانی کے درمیان حائل ہو جاؤ جیسا کہ پرہیز گار پاکباز مظلوم امیر المومنین حضرت عثمانؓ بن عفان کے ساتھ کیا گیا تھا اور حضرت حسینؓ اور ان کے ساتھیوں کو پیشکش کرو کہ وہ امیر المومنین یزید بن معاویہ کی بیعت کر لیں تو یہی ہماری رائے ہے' اور عمر بن سعد کے اصحاب حضرت حسینؓ کے اصحاب کو پانی سے روکنے لگے اور ان کے ایک دستے کا سالار عمرو بن الحجاج تھا آپ نے ان کے لیے پیاس کی بددعا کی تو یہ شخص شدت پیاس سے مر گیا پھر حضرت حسینؓ نے عمر بن سعد سے مطالبہ کیا کہ وہ دونوں فوجوں کے درمیان آپ سے ملاقات کرے اور دونوں میں سے ہر ایک تقریباً بیس سواروں کے ساتھ آیا اور دونوں نے طویل گفتگو کی حتیٰ کہ رات کا ایک حصہ گزر گیا اور کسی کو معلوم نہ تھا کہ دونوں نے کیا بات کی ہے لیکن بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آپ نے اس سے مطالبہ کیا کہ آپ اس کے ساتھ یزید بن معاویہ کے پاس شام چلے جاتے ہیں اور دونوں فوجوں کو مقابل میں کھڑا چھوڑ دیتے ہیں' عمر نے کہا اس صورت میں ابن زیاد میرے گھر کو منہدم کر دے گا' حضرت حسینؓ نے کہا میں اسے تیرے لیے اس سے بھی خوبصورت رنگ میں تعمیر کر دوں گا' نے کہا وہ میری جاگیر کو ضبط کر لے گا۔ آپ

نے فرمایا میں تجھے اپنے حجازی مال سے اس جاگیر سے بھی بہتر عطا کروں گا' راوی بیان کرتا ہے عمر بن سعد نے اس بات کو پسند نہ کیا اور بعض مؤرخین کا قول ہے کہ آپ نے اس سے مطالبہ کیا کہ یا تو وہ یزید کے پاس چلے جاتے ہیں یا وہ حجاز واپس چلے جاتے ہیں یا کسی سرحد پر جا کر ترکوں سے جنگ کرتے ہیں' عمر نے عبیداللہ کی طرف یہ باتیں لکھ بھیجیں تو اس نے کہا بہت اچھا میں انہیں قبول کرتا ہوں' پس شمر بن ذی الجوشن اٹھا اور کہنے لگا خدا کی قسم ایسا نہیں ہوگا یہاں تک کہ آپ کے اصحاب تمہارے حکم کو قبول کریں پھر کہنے لگا خدا کی قسم مجھے اطلاع ملی ہے کہ حضرت حسینؓ اور ابن سعد دونوں فوجوں کے درمیان بیٹھ کر رات کا اکثر حصہ باہم گفتگو کرتے رہے ہیں' ابن زیاد نے اسے کہا' تمہاری رائے بہت اچھی ہے۔

اور ابومخنف نے روایت کی ہے کہ عبدالرحمٰن بن جندب نے بحوالہ عقبہ بن سمعان مجھ سے بیان کیا کہ میں مکہ سے قتل کے وقت تک حضرت حسینؓ کے ساتھ رہا ہوں اور قسم بخدا آپ نے میدان کارزار میں جو بات بھی کی ہے میں نے اسے سنا ہے اور آپ نے یہ مطالبہ نہیں کیا کہ آپ یزید کے پاس جاتے ہیں اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں رکھتے ہیں اور نہ ہی آپ نے یہ مطالبہ کیا ہے کہ آپ کسی سرحد کی طرف چلے جاتے ہیں بلکہ آپ نے دو باتوں میں سے ایک کا مطالبہ کیا ہے کہ یا تو وہ جہاں سے آئے ہیں وہاں واپس چلے جاتے ہیں اور یہ وہ آپ کو وسیع وعریض زمین میں جانے کے لیے چھوڑ دیں تا کہ وہ دیکھیں کہ لوگوں کی امارت ان کے پاس آتی ہے' پھر عبیداللہ نے شمر بن ذی الجوشن کو بھیجا اور کہا' اگر حضرت حسینؓ اور ان کے اصحاب میرے حکم کو قبول کر لیں تو فبہا وگرنہ عمر بن سعد کو ان کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دو اور اگر وہ اس سے گریز کرے تو اسے قتل کر دینا پھر تم ہی لوگوں کے امیر ہو گے اور اس نے حضرت حسینؓ کے ساتھ جنگ کرنے میں سستی کرنے پر عمر بن سعد کو دھمکی آمیز خط لکھا اور اس نے اسے حکم دیا کہ اگر وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اس کے پاس نہ لایا تو وہ اس کے اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ جنگ کرے گا' بلاشبہ وہ مخالفین ہیں اور عبیداللہ بن ابی المحل نے اپنی پھوپھی ام البنین بنتِ حرام کے بیٹوں کے لیے جو حضرت علیؓ سے تھے امان طلب کی اور وہ عباس' عبداللہ' جعفر اور عثمان تھے' ابن زیاد نے انہیں پروانہ امان لکھ دیا اور عبیداللہ بن المحل نے اپنے غلام کرمان کے ہاتھ اسے بھیج دیا اور جب اس نے انہیں یہ پروانہ امان پہنچا دیا تو انہوں نے کہا ہم ابن سمیہ کی امان کے خواہاں نہیں اور ہم ابن سمیہ کی امان سے بہتر امان کی امید رکھتے ہیں اور جب شمر بن ذی الجوشن عبیداللہ بن زیاد کا خط لے کر عمر بن سعد کے پاس آیا تو عمر نے کہا اللہ تیرے گھر کو تباہ کرے اور جو تو لایا ہے اس کا برا کرے خدا کی قسم میں تجھے وہ شخص خیال کرتا ہوں جس نے اسے ان تین امور سے برگشتہ کر دیا ہے جن کا حضرت حسینؓ نے مطالبہ کیا تھا اور میں نے انہیں اس کے سامنے پیش کیا تھا' شمر نے اسے کہا مجھے بتاؤ تم کیا کرنے والے ہو؟ کیا تو ان سے جنگ کرے گا یا مجھے اور ان کو چھوڑ دے گا' عمر نے اسے کہا' نہیں تجھے عظمت حاصل نہ ہو میں اس کام کو سنبھالوں گا اور اس نے اسے پیادوں کا سالار بنا دیا اور اس نے ۹/محرم بروز جمعرات شام کو ان پر تیزی سے حملہ کیا اور شمر بن ذی الجوشن نے کھڑے ہو کر کہا میرے بھانجے کہاں ہیں؟ تو حضرت علیؓ کے بیٹے' عباس' عبداللہ' جعفر اور عثمان اس کے پاس گئے تو اس نے کہا تم امان میں ہو' انہوں نے کہا اگر تو ہمیں اور پسر رسول کو امان دے تو فبہا ورنہ ہمیں تمہاری امان کی ضرورت نہیں' راوی بیان کرتا ہے پھر عمر بن سعد نے فوج میں اعلان کیا اے اللہ کے سوارو' سوار ہو جاؤ اور خوشخبری ہو' پس وہ سوار ہو گئے اور اسی دن کی نماز عصر کے بعد ان کی طرف ڈھیرے ڈھیرے بڑھے اور حضرت حسین اپنے خیمے

کے آگے اپنی تلوار کو گود میں رکھے بیٹھے تھے کہ آپ کو اونگھ آ گئی اور آپ کے سر کو جھٹکا لگا اور آپ کی ہمشیرہ نے شور سنا تو قریب ہو کر آپ کو جگایا تو آپ اپنے سر کو پہلی حالت پر واپس لائے اور فرمایا میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے آپ نے مجھے فرمایا ہے۔ تو بلاشبہ شام کو ہمارے پاس آئے گا تو اس نے اپنے چہرے پر تھپڑ مارا اور کہنے لگی' ہائے میری ہلاکت' آپ نے فرمایا اے ہمشیرہ آپ کے لیے ہلاکت نہیں' پرسکون ہو جائیے آپ پر رحمان رحم فرمائے گا اور آپ کے بھائی عباس بن علی نے آپ سے کہا' اے میرے بھائی لوگ آپ کے پاس آئے آپ نے فرمایا ان کے پاس جاؤ اور پوچھو ان کی کیا مرضی ہے وہ تقریباً بیس سواروں کے ساتھ ان کے پاس گئے اور پوچھا تمہیں کیا ہے؟ انہوں نے کہا امیر کا حکم آیا ہے یا تو تم اس کا حکم مان لو یا ہم تم سے جنگ کریں گے' عباس نے کہا اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو میں جا کر ابوعبداللہ کو بتاتا ہوں آپ واپس آ گئے' اور آپ کے اصحاب کھڑے رہے اور وہ آپس کی گفتگو میں الٹ پھیر کرنے لگے اور ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے' حضرت حسینؓ کے ساتھی کہتے تم کس قدر برے لوگ ہو تم اپنے نبی کی ذریت اور اپنے زمانے کے بہترین لوگوں کو قتل کرنا چاہتے ہو' پھر عباس بن علی' حضرت حسینؓ کے پاس سے ان کی طرف واپس گئے اور انہیں کہنے لگے ابوعبداللہ تمہیں کہتے ہیں کہ اس شام کو واپس چلے جاؤ تا کہ وہ آج شب اپنے معاملے میں سوچ بچار کر سکیں' عمر بن سعد نے شمر بن ذی الجوشن سے کہا تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا تم امیر ہو اور رائے بھی تمہاری ہی ہے' عمرو بن الحجاج بن سلمہ زبیدی نے کہا' سبحان اللہ خدا کی قسم اگر دیلم کا کوئی شخص تم سے اس بات کا مطالبہ کرتا تو اس کا قبول کرنا ضروری ہوتا۔ اور قیس بن اشعث نے کہا' جو بات انہوں نے آپ سے پوچھی ہے اس کا جواب دو' اور میری زندگی کی قسم کل صبح کو وہ تم سے ضرور جنگ کریں گے' یہ معاملہ اسی طرح چلتا رہا اور جب عباس واپس آئے تو حضرت حسینؓ نے انہیں کہا' واپس جا کر انہیں آج شام واپس کر دو تا کہ ہم اس شب کو اپنے رب کی نماز پڑھ لیں اور اس سے دعا و استغفار کر لیں اور اللہ تعالیٰ کو میرے متعلق معلوم ہے کہ میں اس کی نماز اور اس کی کتاب کی تلاوت اور دعا و استغفار کو پسند کرتا ہوں اور حضرت حسینؓ نے اس شب اپنے اہل کو وصیت کی اور رات کے پہلے حصے میں اپنے اصحاب سے خطاب کیا اور اللہ کی حمد و ثناء کی اور فصیح و بلیغ عبارت میں اس کے رسول پر درود پڑھا اور اپنے اصحاب سے فرمایا جو شخص آج شب اپنے اہل کے پاس واپس جانا پسند کرتا ہے میری طرف سے اسے اجازت ہے بلاشبہ دشمن کو صرف میں مطلوب ہوں' مالک بن النضر نے کہا' مجھ پر قرض ہے اور میرے عیال بھی ہیں آپ نے فرمایا آج کی رات نے تمہیں ڈھانپ لیا ہے پس تم اسے پازیب بنا لو اور تم میں سے ہر شخص میرے اہل بیت کے کسی مرد کا ہاتھ پکڑ لے پھر تم اس رات کی تاریکی میں سطح زمین پر اپنے اپنے ممالک اور شہروں میں چلے جاؤ' بلاشبہ دشمن کو میں ہی مطلوب ہوں کاش وہ دوسروں کی تلاش سے غافل ہو کر مجھے تکلیف دیتے چلے جاؤ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کشائش کر دے' آپ کے بھائیوں' بیٹوں اور بھتیجوں نے آپ سے کہا' آپ کے بعد ہماری کوئی زندگی نہیں اور آپ کے بارے میں اللہ ہمیں وہ کچھ نہ دکھائے جسے ہم پسند نہیں کرتے' حضرت حسینؓ نے فرمایا اے بنی عقیل' تمہارے بھائی مسلم کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ تمہارے لیے کافی ہے' چلے جاؤ میری طرف سے تمہیں اجازت ہے' انہوں نے کہا' لوگ کیا کہیں گے ہم نے اپنے شیخ اور سردار اور اپنے بہترین چچاؤں کے بیٹوں کو چھوڑ دیا ہے اور ہم نے دنیاوی زندگی کی رغبت میں ان کے ساتھ ایک تیر نہیں چلایا اور نہ ان کے ساتھ نیزہ مارا ہے اور نہ ان کے ساتھ تلوار چلائی ہے' خدا کی قسم ہم ایسا نہیں کریں گے بلکہ ہم اپنے جان و مال

اور اہل کو آپ پر قربان کر دیں گے اور آپ کے ساتھ مل کر جنگ کریں گے حتیٰ کہ آپ کے گھاٹ پر آ جائیں گے آپ کے بعد اللہ تعالیٰ زندگی کو خراب کر دے اور اسی قسم کی بات مسلم بن عوسجہ اسدی نے کی اور سعید بن عبداللہ حنفی نے بھی ایسی ہی بات کی کہ خدا کی قسم ہم آپ کو تنہا نہ چھوڑیں گے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہو جائے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی غیر موجودگی میں آپ کی حفاظت کی ہے خدا کی قسم اگر مجھے معلوم ہو کہ میں آپ کی حفاظت میں ایک ہزار بار قتل ہوں گا اور اللہ تعالیٰ اس قتل کے ذریعے آپ سے اور آپ کے اہل بیت کے ان جوانوں سے مصیبت کو دور کر دے گا تو میں اس بات کو پسند کر لوں گا حالانکہ یہ صرف ایک ہی قتل ہے اور آپ کے اصحاب کی جماعت نے بھی گفتگو کی جو ایک طریق سے ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہے انہوں نے کہا خدا کی قسم ہم آپ سے جدا نہیں ہوں گے اور ہماری جانیں آپ پر فدا ہوں گی' اور ہم آپ کو اپنے سینوں' اپنی پیشانیوں' اپنے ہاتھوں اور اپنے بدنوں سے بچائیں گے اور جب ہم قتل ہو جائیں گے تو ہم اس حق کو جو ہم پر لازم ہے پورا کر دیں گے اور آپ کے بھائی عباس نے کہا اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کی موت کا دن نہ دکھائے اور ہمیں آپ کے بعد زندگی کی کوئی ضرورت نہیں اور آپ کے اصحاب نے اس پر موافقت کی۔

ابو مخنف نے بیان کیا ہے کہ حارث بن کعب اور ابو الضحاک نے بحوالہ علی بن الحسین زین العابدین مجھ سے بیان کیا کہ جس شب کی صبح کو میرے باپ قتل ہوئے ہیں اس کی شام کو بیٹھا ہوا تھا اور جب میرے باپ اپنے خیمے میں الگ ہو جاتے اور ان کے ساتھ ان کے اصحاب بھی ہوتے تو میری پھوپھی حضرت زینب میری تیمار داری کرتیں اور آپ کے پاس حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا غلام حوی بھی تھا جو آپ کی تلوار کو درست کر رہا تھا اور میرے باپ کہہ رہے تھے۔

''اے زمانے تیرے دوست ہونے پر افسوس ہے تیری کتنی ہی چاشتیں اور شامیں ہیں اور کتنے ہی ساتھی یا مقتول کے طالب ہیں اور زمانہ' عوض پر قناعت نہیں کرتا اور معاملہ' خدائے جلیل کے سپرد ہے اور ہر زندہ اس راستے پر چلنے والا ہے''۔

آپ نے ان اشعار کو دو تین بار دہرایا حتیٰ کہ میں نے انہیں یاد کر لیا اور میں آپ کے مقصد کو سمجھ گیا' پس آنسوؤں نے میرا گلا گھونٹ دیا اور میں انہیں دہرانے لگا اور میں نے خاموشی اختیار کر لی اور مجھے معلوم ہو گیا کہ مصیبت نازل ہو چکی ہے اور میری پھوپھی ننگے سر کھڑی ہو گئیں حتیٰ کہ آپ کے پاس پہنچ کر کہنے لگیں ہائے اس کا کھو دینا' کاش موت آج میری زندگی کو ختم کر دیتی' میری ماں حضرت فاطمہؓ اور میرے باپ حضرت علیؓ اور میرے بھائی حضرت حسنؓ فوت ہو گئے ہیں اے گزشتہ کے جانشین اور باقی رہنے والے کے فریاد رس' آپ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی طرف دیکھا اور فرمایا اے میری بہن شیطان آپ کے حلم کو ختم نہ کر دے وہ کہنے لگیں اے ابو عبداللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ نے اپنے آپ کو قتل کے لیے پیش کر دیا ہے' اور حضرت زینبؓ نے اپنے چہرے پر طمانچے مارے اور اپنا گریبان پھاڑ دیا اور غش کھا کر گر پڑیں' حضرت حسینؓ نے آپ کے پاس آ کر بہن کے چہرے پر پانی ڈالا اور فرمایا اے میری بہن' اللہ سے ڈر اور صبر کر اور اللہ کی تسلی سے تسلی حاصل کر اور جان لے کہ اہل زمین مر جائیں گے اور اہل آسمان بھی باقی نہیں رہیں گے اور اس خدا کے سوا ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے جس نے مخلوق کو اپنی قدرت سے پیدا کیا ہے اور وہ انہیں اپنی قوت اور غلبے سے مارے گا اور انہیں دوبارہ واپس لائے گا اور وہ اس اکیلے کی عبادت کریں گے اور وہ اکیلا یکتا ہے اور جان لے میرا باپ مجھ سے بہتر تھا اور میری ماں مجھ سے بہتر تھی اور میرا بھائی مجھ سے بہتر تھا اور میرے لیے اور ان کے لیے اور ہر

مسلمان کے لیے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں اچھا نمونہ ہے پھر آپ نے ان پر تنگی کی کہ ان کے مرنے کے بعد ان باتوں میں سے کچھ نہ کرنا پھر آپ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور انہیں میرے پاس واپس بھیج دیا پھر آپ اپنے اصحاب کے پاس چلے گئے اور انہیں حکم دیا کہ وہ اپنے گھروں کو ایک دوسرے کے نزدیک کر لیں کہ ایک دوسرے کی رسیاں ایک دوسرے میں داخل ہو جائیں اور ایک طرف کے سوا' دشمن کے لیے اپنے پاس آنے کا کوئی راہ نہ رہنے دیں اور خیمے ان کے دائیں بائیں اور پیچھے ہوں اور حضرت حسینؓ اور آپ کے اصحاب نے پوری رات نماز پڑھتے' استغفار کرتے' دعا کرتے اور تضرع کرتے گزاری اور ان کے دشمن کے محافظوں کے گھوڑے ان کے پیچھے چکر لگاتے رہے جن کا لیڈر عزرۃ بن قیس احمسی تھا اور حضرت حسینؓ ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْا اِثْمًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ. مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ﴾ کی آیت پڑھ رہے تھے اور ابن زیاد کے اصحاب میں سے جو سوار حفاظت کر رہے تھے ان میں سے ایک شخص نے اس آیت کو سنا تو وہ کہنے لگا رب کعبہ کی قسم ہم پاک ہیں' اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ سے ممتاز کیا ہے' راوی بیان کرتا ہے میں نے اسے پہچان لیا اور میں نے زید بن حضیر[1] سے کہا' کیا آپ کو معلوم ہے کہ یہ کون ہے؟ اس نے کہا نہیں میں نے کہا یہ ابو حرب السبیعی عبیداللہ بن شمیر ہے۔ اور وہ بڑا ہنس مکھ' تمسخر کرنے والا' معزز' شجاع اور دلیر تھا اور سعید بن قیس نے کئی دفعہ اسے اپنے خیمے میں قید کر دیا تو یزید بن حصین نے اسے کہا اے فاسق تو کب سے پاکیزہ لوگوں کے ہم پلہ ہوا ہے؟ اس نے پوچھا تو ہلاک ہو تو کون ہے؟ اس نے کہا میں یزید بن حصین ہوں اس نے کہا انا للہ' اے دشمن خدا' خدا کی قسم تو ہلاک ہو گیا ہے' وہ کیوں تیرے قتل کا خواہاں ہے؟ میں نے اسے کہا اے ابوحرب کیا ہو سکتا ہے کہ تو اپنے بڑے بڑے گناہوں سے توبہ کرے؟ قسم بخدا ہم ہی پاکیزہ لوگ ہیں اور بلاشبہ تم لوگ خبیث ہو' اس نے کہا ہاں اور میں اس کا گواہ ہوں' اس نے کہا تیرا برا ہو کیا تجھے تیری معرفت فائدہ نہیں دیتی؟ راوی بیان کرتا ہے' جو دستہ ہماری حفاظت کر رہا تھا اس کے امیر عزرۃ بن قیس نے اسے ڈانٹا تو وہ ہمارے پاس سے واپس چلا گیا۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ جب عمر بن سعد نے جمعہ کے روز اپنے اصحاب کو صبح کی نماز پڑھائی اور بعض کا قول ہے کہ ہفتے کے روز صبح کی نماز پڑھائی۔ اور وہ ۱۰/محرم تھی۔ تو وہ جنگ کے لیے کھڑا ہو گیا اور اسی طرح حضرت حسینؓ نے بھی اپنے اصحاب کو نماز پڑھائی اور وہ ۳۲ سوار اور چالیس پیادے تھے' پھر آپ نے واپس آ کر ان کی صف بندی کی اور آپ نے اپنے میمنہ پر زہیر بن القین اور میسرہ پر حبیب بن المطہر کو امیر مقرر کیا اور اپنے بھائی عباس بن علی کو اپنا علم عطا کیا اور خیموں کو بیویوں سمیت اپنے پس پشت رکھا اور حضرت حسینؓ کے حکم سے انہوں نے اپنے خیموں کے پیچھے خندق کھود دی اور اس میں ایندھن' لکڑیاں اور سرکنڈے پھینک دیئے پھر اس میں آگ جلا دی تاکہ پیچھے سے کوئی شخص ان کے خیموں میں نہ آ جائے اور عمر بن سعد نے اپنے میمنہ پر عمرو بن الحجاج النہدی اور میسرہ پر شمر بن ذی الجوشن کو امیر مقرر کیا۔ شمر بن ذی الجوشن کا نام شرحبیل بن الاعور بن عمرو بن معاویہ تھا جو بنی الضباب بن الکلاب سے تھا۔ اور سواروں پر عزرۃ بن قیس احمسی اور پیادوں پر شبیث بن ربعی کو امیر مقرر کیا اور اپنے غلام وردان کو جھنڈا دیا اور

---

[1] طبری میں بریر بن حضیر ہے۔

لوگ اس جگہ ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہو گئے اور حضرت حسینؓ نصب کیے ہوئے خیمہ میں واپس آ گئے اور اس میں غسل کیا اور چونے کی مالش کی اور بہت سی کستوری کی خوشبو لگائی اور آپ کے بعد کچھ امراء آئے اور انہوں نے بھی آپ کی طرح غسل کیا اور خوشبو لگائی اور انہوں نے ایک دوسرے سے کہا' اس گھڑی میں یہ کیا ہو رہا ہے؟ بعض نے کہا اسے چھوڑ یئے خدا کی قسم اس گھڑی میں یہ بیکار کام نہیں' اور یزید بن حصین نے کہا خدا کی قسم میری قوم کے لوگوں کو معلوم ہے کہ میں نے جوانی اور کہولت میں بے کار کام کو پسند نہیں کیا لیکن قسم بخدا میں اس بات سے خوش ہوں جس سے ہم دو چار ہونے والے ہیں' خدا کی قسم ہمارے درمیان اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں کے درمیان صرف اتنا ہی فرق ہے کہ یہ لوگ ہم پر حملہ کر دیں اور ہمیں قتل کر دیں' پھر حضرت حسینؓ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور مصحف کو لے کر اپنے آگے رکھا پھر دونوں ہاتھ اٹھا کر لوگوں کی طرف منہ کر کے وہ دعا کرنے لگے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے کہ اے اللہ! تو ہر مصیبت میں میرے لیے قابل بھروسہ اور ہر سختی میں میری امید ہے الخ اور آپ کا بیٹا علی بن حسین جو کمزور اور مریض تھا۔ گھوڑے پر سوار ہوا' اس گھوڑے کو احمق کہا جاتا تھا اور حضرت حسینؓ نے اعلان کیا اے لوگو میں تمہیں جو نصیحت کرنے لگا ہوں اسے سنو' تو سب لوگ خاموش ہو گئے اور آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا:

''اے لوگو! تم میری مانو اور مجھ سے انصاف کرو تو تم اس سے بڑے سعادت مند بن جاؤ گے اور تمہارے لیے مجھ پر کوئی حجت نہ ہو گی اور اگر تم میری بات کو قبول نہ کرو تو ﴿ فَاَجْمِعُوْا اَمْرَكُمْ وَ شُرَكَآءَ كُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْا اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنَ اِنَّ وَلِيِّيَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتَابَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِيْنَ ﴾

پس جب آپ کی بہنوں اور بیٹیوں نے یہ بات سنی تو گریہ سے ان کی آوازیں بلند ہو گئیں تو اس موقع پر آپ نے فرمایا اللہ ابن عباس کو اپنی رحمت سے دور نہ کرے۔ یعنی جب آپ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ آپ عورتوں کو ساتھ نہ لے جائیں اور حکومت کے منظم ہونے تک انہیں مکہ میں چھوڑ جائیں۔ پھر آپ نے اپنے بھائی عباس کو بھیجا تو اس نے انھیں خاموش کرایا پھر آپ لوگوں سے اپنی فضیلت اور عظمتِ نسب اور اپنی بلندی شرف و قدر کو بیان کرنے لگے اور فرمانے لگے اپنے نفوس کو ٹٹولو اور ان کا محاسبہ کرو' کیا میرے جیسے شخص سے جنگ کرنا تمہارے لیے مناسب ہے میں تمہارے نبی کی بیٹی کا بیٹا ہوں اور روئے زمین پر میرے سوا نبی کی بیٹی کا کوئی بیٹا موجود نہیں اور حضرت علیؓ میرے باپ اور حضرت جعفر ذوالجناحین میرے چچا اور حضرت حمزہؓ سید الشہداء میرے باپ کے چچا ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور میرے بھائی سے فرمایا یہ دونوں نوجوانانِ جنت کے سردار ہیں۔ پس اگر تم میری بات کی تصدیق کرو تو یہ حق ہے اور قسم بخدا جب سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ سے ناراض ہوتا ہے میں نے جھوٹ کا قصد نہیں کیا بصورتِ دیگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب حضرت جابر بن عبداللہ' حضرت ابوسعید' حضرت سہل بن سعد' حضرت زید بن ارقم اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے پوچھ لو وہ تمہیں اس کے بارے میں بتائیں گے' تم ہلاک ہو جاؤ کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے؟ کیا میرا خون بہانے سے اس وقت تمہیں کوئی رکاوٹ نہیں' اس موقع پر شمر بن ذی الجوشن نے کہا یہ کنارے پر اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور جو یہ کہتے ہیں میں اسے جانتا ہوں' حبیب مظہر[1] نے اسے کہا اے شمر خدا کی قسم تو ستر کناروں پر اللہ کی عبادت کرتا ہے اور قسم بخدا وہ جو

[1] طبری میں حبیب بن مظاہر ہے۔

بیان کرتے ہیں ہمیں بھی معلوم ہے اور اللہ نے تیرے دل پر مہر لگا دی ہے پھر آپ نے فرمایا اے لوگو! مجھے چھوڑ دو میں اپنے زمینی مامن کی طرف واپس چلا جاؤں انہوں نے کہا آپ کو اپنے عمزادوں کا فیصلہ قبول کرنے سے کس نے روکا ہے؟ آپ نے فرمایا (میں ہر متکبر سے جو یوم حساب پر ایمان نہیں لاتا' اپنے اور تمہارے رب کی پناہ مانگتا ہوں) پھر آپ نے اپنی سواری کو بٹھایا اور عقبہ بن سمعان نے آپ کے حکم سے اس کی ٹانگ باندھ دی' پھر فرمایا مجھے بتاؤ کیا تم مجھے اپنے کسی مقتول کی وجہ سے جسے میں نے قتل کیا ہے' تلاش کرتے ہو؟ یا میں نے تمہارا مال کھایا ہے؟ یا کسی زخم کے تراشے میں مجھے طلب کرتے ہو؟ راوی بیان کرتا ہے وہ آپ سے بات نہ کرتے تھے' راوی بیان کرتا ہے آپ نے آواز دی' اے شبیث بن ربعی' اے حجار بن ابجر' اے قیس بن اشعث' اے زید بن الحارث کیا تم نے مجھے نہیں لکھا کہ پھل پک چکے ہیں اور صحن سرسبز ہو چکا ہے آپ ہمارے پاس آئیں بلاشبہ آپ جمع شدہ فوج کے پاس آئیں گے؟ انہوں نے آپ سے کہا ہم نے خط نہیں لکھے' آپ نے فرمایا سبحان اللہ' خدا کی قسم تم نے خط لکھے ہیں' پھر فرمایا اے لوگو! اگر مجھے ناپسند کرتے ہو تو مجھے چھوڑ دو میں تم کو چھوڑ کر واپس چلا جاؤں' قیس بن اشعث نے آپ سے کہا کیا آپ اپنے عمزادوں کے فیصلہ کو نہیں مانیں گے بلاشبہ وہ آپ کو اذیت نہیں دیں گے اور جس بات کو آپ پسند کرتے ہیں آپ ان سے وہی بات دیکھیں گے؟ حضرت حسینؓ نے اسے کہا تو اپنے بھائی کا بھائی ہے۔کیا تو چاہتا ہے کہ بنو ہاشم تجھے مسلم بن عقیلؓ کے خون سے بھی زیادہ تلاش کریں؟ خدا کی قسم میں انہیں ذلیل شخص کی طرح اپنا ہاتھ نہیں دوں گا اور نہ ان کے سامنے غلاموں کی طرح اقرار کروں گا۔

راوی بیان کرتا ہے وہ آپ کی طرف دھیرے دھیرے بڑھنے لگے اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ان میں سے تقریباً تیس سواروں کی ایک ٹولی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی فوج کی طرف سمٹ آئی جن میں ابن زیاد کی فوج کے ہراول کا امیر حر بن یزید بھی شامل تھا اس نے اس سلوک کے بارے میں جو انہوں نے حضرت حسینؓ سے کیا تھا' آپ سے معذرت کی اور کہا اگر مجھے ان کی اس نیت کا علم ہوتا تو میں آپ کے ساتھ یزید کے پاس جاتا' حضرت حسینؓ نے اس کی معذرت کو قبول کیا پھر اس نے حضرت حسینؓ کے اصحاب کے آگے ہو کر عمر بن سعد کو مخاطب کیا اور کہا تم ہلاک ہو جاؤ' کیا تم رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کے بیٹے کی پیش کردہ تین باتوں میں سے ایک بات بھی قبول نہیں کرتے؟ اور کہا اگر وہ مجھے یہ پیشکش کرتے تو میں قبول کر لیتا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت حسینؓ کے اصحاب میں سے زہیر بن القین اپنے گھوڑے پر ہتھیاروں سے مسلح ہو کر باہر نکلا اور اس نے کہا اے اہل کوفہ اللہ کے عذاب سے ڈرو' مسلمان پر اپنے مسلمان بھائی کی خیر خواہی کرنا فرض ہے اور ہم ابھی تک بھائی بھائی ہیں اور ایک دین پر ہیں اور جب تک ہمارے اور تمہارے درمیان تلوار نہ چلے ایک ملت ہیں اور جب تلوار چلے گی تو عصمت ختم ہو جائے گی اور تم ایک جماعت ہو گے اور ہم ایک جماعت ہوں گے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں اور تمہیں اپنے نبی کی ذریت کے ذریعے آزمایا ہے تاکہ وہ ہماری اور تمہاری عملی کیفیت کو دیکھے' ہم آپ کو اس کی مدد کرنے اور طاغیہ عبیداللہ بن زیاد کی مدد چھوڑنے کی طرف دعوت دیتے ہیں اور تم لوگوں نے ان دونوں کے عمومی اقتدار میں برائی کے سوا کچھ نہیں پایا' وہ تمہاری آنکھوں میں سلائی پھیرتے ہیں اور تمہارے ہاتھ پاؤں قطع کرتے ہیں اور تمہارا مثلہ کرتے ہیں اور تمہارے افضل آدمیوں اور قاریوں جیسے حجر بن عدی اور ان کے اصحاب اور ہانی بن عروہ جیسے لوگوں کو قتل کرتے ہیں۔

راوی بیان کرتا ہے انہوں نے اسے گالیاں دیں اور ابن زیاد کی تعریف کی اور اس کے لیے دعا کی اور کہنے لگے ہم جب تک تمہارے آقا اور اس کے ساتھیوں کو قتل نہ کر دیں ہم باز نہیں آئیں گے اس نے کہا بلاشبہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بیٹا سمیہ کے بیٹے سے محبت اور مدد کا زیادہ مستحق ہے اور اگر تم نے ان کی مدد نہ کی تو میں تمہیں ان کے قتل سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں' اس شخص اور اس کے عمزاد یزید بن معاویہ کے درمیان سے ہٹ جاؤ' وہ جہاں چاہے چلا جائے میری زندگی کی قسم' بلاشبہ یزید' حضرت حسینؓ کے قتل کے بغیر ہی تمہارے اطاعت کرنے سے راضی ہو جائے گا۔ راوی بیان کرتا ہے شمر بن ذی الجوشن نے اسے تیر مارا اور کہا اللہ تجھے خاموش کرائے خاموش ہو جا تو نے اپنی گفتگو سے ہمیں زچ کر دیا ہے' زہیر نے اسے کہا اے اپنی ایڑھیوں پر پیشاب کرنے والے کے بیٹے' میں تجھ سے مخاطب ہوں؟ تو تو ایک چوپایہ ہے خدا کی قسم میرا خیال ہے تو کتاب اللہ کی دو آیتیں بھی اچھی طرح نہیں پڑھ سکتا' تجھے قیامت کے روز ذلت و رسوائی اور دردناک عذاب کی بشارت ہو۔

شمر نے اسے کہا' بلاشبہ تجھے اور تیرے آقا کو ایک ساعت بعد قتل کرنے والا ہے' زہیر نے اسے کہا کیا تو مجھے موت سے ڈراتا ہے؟ خدا کی قسم تمہارے ساتھ جنت میں رہنے کی نسبت مجھے موت کی خاطر ان کے ساتھ رہنا زیادہ پسند ہے' پھر زہیر لوگوں کے پاس آیا اور وہ بلند آواز سے کہہ رہا تھا اے بندگانِ خدا یہ اجڈ بے وقوف تمہیں تمہارے دین کے بارے میں دھوکہ نہ دے خدا کی قسم ان لوگوں کو محمد ﷺ کی شفاعت نصیب نہ ہوگی جنہوں نے آپ کی ذریت کا خون بہایا ہے اور ان کے مددگاروں اور ان کے حریم کا دفاع کرنے والوں کو قتل کیا ہے۔

اور حر بن یزید نے عمر بن سعد سے کہا اللہ آپ کا بھلا کرے کیا آپ اس شخص سے جنگ کرنے والے ہیں' اس نے کہا ہاں قسم بخدا ایسی جنگ جس کے معمولی حصے سے سر ساقط ہو جائیں گے اور ہاتھ بکھر جائیں گے اور حر کوفہ کے بڑے بہادروں میں سے تھا اس کے ایک ساتھی نے اسے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف جانے پر ملامت کی تو اس نے اسے کہا خدا کی قسم میں اپنے نفس کو جنت اور دوزخ کے درمیان اختیار دے رہا ہوں اور قسم بخدا میں جنت کے سوا کسی چیز کو اختیار نہیں کروں گا خواہ مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے اور جلا دیا جائے پھر وہ اپنے گھوڑے کو چلا کر حضرت حسینؓ کے ساتھ جا ملا اور آپ سے معذرت کی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے پھر اس نے کہا اے اہل کوفہ تمہاری ماں تمہیں کھو دے کیا تم حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بلاتے ہو اور جب وہ تمہارے پاس آتے ہیں تو تم انہیں بے یار و مددگار چھوڑ دیتے ہو' تم نے خیال کیا کہ تم ان کی حفاظت میں اپنی جانیں لڑاؤ گے پھر تم نے انہیں قتل کرنے کے لیے ان پر حملہ کر دیا اور تم نے انہیں خدا تعالیٰ کے وسیع و عریض علاقوں میں جانے سے روک دیا جن میں کتے اور خنزیر کو بھی نہیں روکا جاتا اور تم ان کے اور دریائے فرات کے رواں پانی کے درمیان حائل ہو گئے جس سے کتے اور خنزیر بھی پانی پیتے ہیں حالانکہ پیاس نے انہیں زمین پر گرا دیا ہے؟ تم محمد ﷺ کی ذریت کے بارے میں بدترین خلف ہو' اگر تم آج اور اس گھڑی کی پوزیشن سے توبہ اور رجوع نہ کرو تو اللہ تعالیٰ بڑی پیاس کے دن تمہیں سیراب نہ کرے' پس ان کے پیادوں نے تیروں کے ساتھ اس پر حملہ کر دیا اور وہ آ کر حضرت امام حسینؓ کے آگے کھڑا ہو گیا اور عمر بن سعد نے انہیں کہا اگر میں امیر ہوتا تو میں حضرت حسینؓ کے مطالبہ کو پسند کرتا لیکن عبیداللہ بن زیاد نے میری بات نہیں مانی اور اس نے اہل کوفہ کو خطاب کیا اور انہیں زجر و توبیخ کی اور برا بھلا کہا تو حر بن یزید نے انہیں

کہا تم ہلاک ہو جاؤ تم نے حضرت حسینؓ اور ان کی بیویوں اور بیٹیوں کو فرات کے اس پانی سے روک دیا ہے جسے یہود ونصاریٰ پیتے ہیں اور اس میں علاقے کے خنزیر اور کتے لوٹتے ہیں اور وہ آپ کے ہاتھوں میں قیدی کی مانند ہیں جو اپنی جان کے نفع ونقصان کے بھی مالک نہیں۔

راوی بیان کرتا ہے عمر بن سعد نے آگے بڑھ کر اپنے غلام سے کہا اے درید اپنے جھنڈے کو قریب کر و اس نے اسے قریب کیا پھر عمر نے اپنی آستین چڑھائی اور تیر مارا اور کہا' میں لوگوں کو تیر مارنے والا پہلا شخص ہوں' راوی بیان کرتا ہے لوگوں نے باہم تیراندازی کی اور زیاد کے غلام یسار اور عبیداللہ کے غلام سالم نے باہر نکل کر کہا' کون مقابلہ کرے گا؟ تو حضرت حسینؓ سے اجازت لینے کے بعد عبیداللہ بن عمر الکلبی ان دونوں کے مقابلہ میں نکلا اور اس نے پہلے یسار کو اور پھر اس کے بعد سالم کو قتل کر دیا اور سالم نے اسے تلوار مار کر اس کے بائیں ہاتھ کی انگلیاں اڑا دیں اور عبداللہ بن حوزۃ نامی ایک شخص نے حملہ کیا حتیٰ کہ حضرت حسینؓ کے سامنے کھڑا ہو کر آپ سے کہنے لگا' اے حسین آپ کو دوزخ کی بشارت ہو' حضرت حسینؓ نے اسے کہا تو ہلاک ہو جائے' میں رب رحیم اور شفیع مطاع کے پاس جا رہا ہوں اور تو دوزخ کا زیادہ سزاوار ہے' مؤرخین نے بیان کیا ہے وہ واپس ہوا تو اس کے گھوڑے نے اس کی گردن توڑ دی اور وہ گر پڑا اور اس کا پاؤں رکاب میں الجھ گیا۔ حضرت حسینؓ نے اس سے اس کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا میں ابن حوزۃ ہوں' حضرت حسینؓ نے اپنا ہاتھ اٹھا کر فرمایا اے اللہ اسے آگ میں داخل کر اور ابن حوزۃ نے ناراض ہو کر آپ پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کیا اور آپ کے اور اس کے درمیان دریا حائل تھا' پس گھوڑا اسے لے کر جولانی کرنے لگا اور اس کا پاؤں پنڈلی اور ران کٹ گئی اور اس کا دوسرا پہلو رکاب سے الجھ گیا اور مسلم بن عوسجہ نے اس پر حملہ کر کے اسے تلوار ماری اور اس کا دایاں پاؤں اڑا دیا اور اس کا گھوڑا اسے لے کر دور پڑا اور وہ جس پتھر کے پاس سے گزرتا اس سے اس کے سر میں چوٹ لگتی حتیٰ کہ وہ مر گیا۔

اور ابومخنف نے بحوالہ ابوخباب روایت کی ہے کہ ہم میں ایک شخص عبداللہ بن نمیر نامی تھا جو بنی علیم سے تعلق رکھتا تھا وہ کوفہ آیا اور اس نے الجعد بن ہمدان کے کنوئیں کے قریب گھر بنا لیا اور اس کے ساتھ اس کی بیوی بھی تھی جو النمر بن قاسط سے تعلق رکھتی تھی اس نے دیکھا کہ لوگ حضرت حسینؓ کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے تیاری کر رہے ہیں تو اس نے کہا قسم بخدا میں مشرکین کے ساتھ جنگ کرنے کا حریص تھا اور مجھے امید ہے کہ پسر دختر رسول کے ساتھ مل کر ان لوگوں کے ساتھ میرا جہاد کرنا' مشرکین کے ساتھ جہاد کرنے سے افضل ہے اور اللہ کے ہاں بڑے ثواب کا موجب ہے اس نے اپنی بیوی کے پاس آ کر اسے اپنے ارادے سے اطلاع دی تو وہ کہنے لگی تو نے ٹھیک فیصلہ کیا ہے اللہ تعالیٰ تیرے ذریعے اچھے کاموں کو درست کرے' تو ایسے ہی کر اور مجھے اپنے ساتھ لے چل' راوی بیان کرتا ہے وہ رات کو اپنی بیوی کو ساتھ لے کر حضرت حسینؓ کے پاس پہنچ گیا پھر اس نے عمرو بن سعد کے تیر مارنے کا واقعہ اور زیاد کے غلام یسار اور ابن زیاد کے غلام سالم کے قتل کا واقعہ بیان کیا اور یہ کہ عبداللہ بن عمیر نے حضرت حسینؓ سے ان دونوں کے مقابلہ میں جانے کی اجازت طلب کی تو حضرت حسینؓ نے اس کی طرف دیکھا تو آپ نے ایک دراز قد گندم گوں مضبوط کلائیوں اور چوڑے کندھوں والے شخص کو دیکھا تو حضرت حسینؓ نے کہا میں اسے ہمسروں کا قاتل سمجھتا ہوں اگر تو چاہتا ہے تو مقابلے میں نکل' وہ مقابلے میں نکلا تو ان دونوں نے اسے کہا تو کون ہے؟ تو اس نے ان دونوں کے سامنے اپنا نسب بیان کیا' انہوں نے کہا ہم تجھے

نہیں جانتے مگر اسے جانتے ہیں جو تم دونوں سے بہتر ہے پھر اس نے یسار پر حملہ کر دیا تو وہ گزشتہ کل کی طرح ہو گیا اور ابھی وہ اس کے ساتھ مشغول تھا کہ ابن زیاد کے غلام سالم نے اس پر حملہ کر دیا تو ایک آواز دینے والے نے آواز دی' غلام نے تجھے آلیا ہے' راوی بیان کرتا ہے اسے پتہ نہ چلا حتیٰ کہ اس نے آکر اس کے بائیں ہاتھ پر تلوار ماری اور اس کی انگلیاں اڑا دیں' پھر اس نے الکلبی پر حملہ کیا تو اس نے اسے تلوار مار کر قتل کر دیا اور وہ رجز پڑھنے لگا۔

''اگر تم دونوں مجھے نہیں جانتے تو میں نسب کے لحاظ سے کلبی ہوں اور میرا گھر علیم حسب والے میں ہے' میں جوانمرد اور غصے والا شخص ہوں اور میں مصیبت کے وقت بزدل نہیں ہوں' میں ام وہب تیرا سردار ہوں اور نیزہ زنی اور شمشیر زنی میں مقدم ہوں اور رب پر ایمان لانے والے غلام کی ضرب لگانے والا ہوں''۔

پس ام وہب لوہے کا ڈنڈا لے کر اپنے خاوند کے پاس آئی اور اسے کہنے لگی' میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں' محمد ﷺ کی اولاد کے پاکبازوں کی حفاظت میں جنگ کرو اور وہ اسے عورتوں کی طرف دھکیلتا ہوا آیا اور وہ اس کا کپڑا کھینچنے لگی اور کہنے لگی چھوڑو مجھے میں تمہارے ساتھ رہوں گی' حضرت حسینؓ نے اس عورت کو آواز دی کہ عورتوں کے پاس واپس جا کر ان کے ساتھ بیٹھ جا' عورتوں پر جنگ فرض نہیں تو وہ عورتوں کے پاس واپس چلی گئی۔

راوی بیان کرتا ہے اس روز فریقین کے درمیان بڑا مقابلہ ہوا اور حضرت حسین کے اصحاب کو اپنی جنگی قوت کی وجہ سے اس میں کامیابی ہوئی اور وہ موت کے خواہاں تھے اور صرف ان کی تلواریں ہی ان کا بچاؤ کرنے والی تھیں' پس عمر بن سعد کے بعض امراء نے اسے عدم مبارزت کا مشورہ دیا اور ابن زیاد کی فوج کے میمنہ کے امیر عمرو بن الحجاج نے حملہ کر دیا اور کہنے لگا جو دین سے خارج ہو گیا ہے اور جس نے جماعت کو چھوڑ دیا ہے اس سے جنگ کرو' حضرت حسینؓ نے کہا اے حجاج تو ہلاک ہو جائے کیا تو لوگوں کو میرے خلاف برانگیختہ کر رہا ہے؟ کیا ہم دین سے خارج ہو گئے ہیں اور تو اس پر قائم ہے؟ جب ہماری روحیں ہمارے اجسام سے جدا ہو جائیں گی تو جلد ہی تم کو علم ہو جائے گا کہ کون دوزخ میں داخل ہونے کا زیادہ حق دار ہے اور اس نے اس حملہ میں مسلم بن عوسجہ کو قتل کر دیا اور یہ حضرت حسینؓ کے اصحاب میں سے قتل ہونے والا پہلا شخص تھا' حضرت حسینؓ چل کر اس کے پاس گئے اور اس کے لیے رحم کی دعا کی اور وہ آخری سانسوں پر تھا' حبیب بن مظہر نے اسے کہا تجھے جنت کی بشارت ہو اس نے کمزور آواز میں اسے کہا اللہ تعالیٰ تجھے بھلائی کی بشارت دے پھر حبیب نے اسے کہا اگر مجھے علم نہ ہوتا کہ میں تیرے پیچھے آنے والا ہوں تو میں تیری وصیت کو ادا کرتا' مسلم بن عوسجہ نے اسے کہا میں تجھے اس کے متعلق وصیت کرتا ہوں۔ اور اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا کہ تو اس کی حفاظت میں مرنا' مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ پھر شمر بن ذی الجوشن نے میسرہ پر حملہ کر دیا اور انھوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا قصد کیا۔ تو آپ کے اصحاب میں سے گھڑ سواروں نے آپ کا عظیم دفاع کیا اور آپ کی زبردست مدافعت کی اور انھوں نے عمر بن سعد سے پیادہ تیر انداز دستے کا مطالبہ کیا تو اس نے تقریباً پانچ سو جوانوں کو ان کے پاس بھیج دیا اور وہ حضرت حسینؓ کے اصحاب کے گھوڑوں کو تیر مارنے لگے اور انھوں نے ان سب کو زخمی کر دیا حتیٰ کہ وہ سب پیادہ ہی باقی رہ گئے اور جب انہوں نے حر بن یزید کے گھوڑے کو زخمی کیا تو وہ تلوار ہاتھ میں لیے نیچے اتر آیا گویا وہ ایک شیر ہے اور وہ کہنے لگا۔

''اگر تم مجھے زخمی کر دو تو میں شریف زادہ ہوں اور میں ایال دار شیر سے زیادہ شجاع ہوں''۔

کہتے ہیں عمر بن سعد نے ان خیموں کے اکھاڑنے کا حکم دے دیا جوان کی جانب سے آنے والے کو جنگ سے مانع تھے اور جو شخص ایسا کرتا حضرت حسینؓ کے اصحاب اسے قتل کر دیتے پس اس نے ان کے جلانے کا حکم دے دیا تو حضرت حسینؓ نے فرمایا انہیں ان کو جلانے دو بلاشبہ یہ لوگ ان سے گزرنے کی سکت نہیں رکھتے اور انہیں جلا دیا گیا اور شمر بن ذی الجوشن (خدا اس کا بھلا نہ کرے) حضرت حسینؓ کے پاس آیا اور اسے یعنی خیمے کو اپنا نارہ مارا اور کہنے لگا میرے پاس آگ لاؤ تاکہ میں اسے جو کچھ اس میں ہے اس سمیت جلا دوں تو عورتیں چلا اٹھیں اور اس سے باہر نکل گئیں' حضرت حسینؓ نے اسے کہا اللہ تعالیٰ تجھے آگ سے جلائے اور شبیث بن ربعی' شمر (خدا اس کا بھلا نہ کرے) کے پاس آیا اور اس نے اسے کہا' میں نے تیرے قول و فعل اور اس موقف سے برا مقام نہیں دیکھا' کیا تو عورتوں کو ڈرانا چاہتا ہے؟ اور اس نے شرمندہ ہو کر واپس جانے کا ارادہ کر لیا اور حمید بن مسلم نے بیان کیا ہے کہ میں نے شمر سے کہا سبحان اللہ' یہ بات تیرے لیے مناسب نہیں کیا تو اپنے نفس پر دو باتوں کو جمع کرنا چاہتا ہے؟ تو اللہ کا عذاب بھی دیتا ہے اور بچوں اور عورتوں کو قتل بھی کرتا ہے' قسم بخدا تیرے مردوں کو قتل کرنے سے تیرا امیر راضی نہیں ہوگا۔ راوی بیان کرتا ہے اس نے مجھ سے پوچھا تو کون ہے؟ میں نے کہا میں تجھے نہیں بتاؤں گا کہ میں کون ہوں۔ اور مجھے خدشہ ہو گیا کہ اگر میں نے اسے بتا دیا اور اس نے مجھے پہچان لیا تو وہ بادشاہ کے پاس میری برائی کرے گا۔

اور زہیر بن القین نے حضرت حسینؓ کے اصحاب کے ساتھ شمر بن ذی الجوشن پر حملہ کیا اور انہوں نے اسے اس کے موقف سے ہٹا دیا اور ابو عزۃ الضبابی جو اصحاب شمر میں سے تھا' کو قتل کر دیا اور جب حضرت حسینؓ کے اصحاب میں سے کوئی شخص قتل ہو جاتا تو ان میں خلل نمایاں ہو جاتا اور جب ابن زیاد کے اصحاب میں سے بہت سے لوگ قتل ہو جاتے تو ان کی کثرت کی وجہ سے یہ بات نمایاں نہ ہوتی اور ظہر کا وقت ہو گیا تو حضرت حسینؓ نے فرمایا انہیں حکم دو کہ وہ جنگ سے رک جائیں تاکہ ہم نماز پڑھ لیں' اور اہل کوفہ میں سے ایک شخص نے کہا آپ کی یہ بات قبول نہیں ہو گی تو حبیب بن مظہر نے اسے کہا تو ہلاک ہو جائے کیا تمہاری بات قبول ہو گی اور آل رسول کی بات قبول نہ ہو گی؟ اور حبیب نے شدید جنگ کی حتیٰ کہ اس نے اس شخص کو قتل کر دیا جسے بدیل بن صریم کہا جاتا تھا اور وہ بنی غطفان سے تعلق رکھتا تھا اور حبیب کہنے لگا۔

''میں حبیب ہوں اور میرا باپ مظہر ہے جو جنگ کا شہسوار اور جنگوں کا بھڑکانے والا ہے تم بڑی تعداد والے ہو اور ہم تم سے زیادہ وفادار اور صابر ہیں نیز ہم حجت کے لحاظ سے اعلیٰ اور حق کے لحاظ سے نمایاں ہیں اور تم سے زیادہ ثابت قدم اور پاکباز ہیں''۔

پھر اس حبیب پر بنو تمیم کے ایک شخص نے حملہ کیا اور اسے نیزہ مارا اور وہ گر پڑا پھر وہ اٹھنے لگا تو حصین بن نمیر نے اس کے سر پر تلوار ماری تو وہ گر پڑا اور تمیمی نے اس کے پاس آ کر اس کا سر کاٹ لیا اور اسے ابن زیاد کے پاس لے گیا' تو حبیب کے بیٹے نے اپنے باپ کا سر دیکھ کر اسے پہچان لیا اور اس کے حامل سے کہا' مجھے میرے باپ کا سر دے دو تاکہ میں اسے دفن کر دوں پھر وہ رو پڑا' راوی بیان کرتا ہے وہ بچہ جوان ہونے تک ٹھہرا رہا اور اس کی یہی خواہش تھی کہ وہ اپنے باپ کے قاتل کو قتل کرے' راوی بیان کرتا ہے

کہ جب مصعبؓ بن زبیر کا زمانہ آیا تو وہ بچہ مصعب کی فوج میں شامل ہو گیا' کیا دیکھتا ہے کہ اس کے باپ کا قاتل اس کے خیمے میں ہے وہ اس کے پاس گیا تو وہ قیلولہ کر رہا تھا اس نے اپنی تلوار سے اس پر وار کیا حتیٰ کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا۔

ابو مخنف نے بیان کیا ہے کہ محمد بن قیس نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حبیب بن مطہر قتل ہو گیا تو اس بات نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو کمزور کر دیا اور آپ نے اس موقع پر فرمایا میں نے اپنے آپ کو کھو دیا ہے اور حر رجز پڑھنے لگا اور حضرت حسینؓ سے کہنے لگا:

''میں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک میں قتل نہ ہوں آپ قتل نہ ہوں گے اور آج کے دن سامنے آ کر مصیبت ڈالوں گا اور میں تلوار کے ساتھ انہیں کاٹنے والی ضرب لگاؤں گا کیونکہ ہم نہ ان سے کمزور ہیں اور نہ چھوڑے ہوئے ہیں''۔

پھر اس نے اور زہیر بن القین نے شدید جنگ کی اور جب ان دونوں میں سے کوئی حملہ کرتا تو دوسرے کے حملے کے پیچھے پڑ جاتا حتیٰ کہ گوشت میں اس کی ہڈی ٹوٹ جاتی پس دونوں نے کچھ وقت تک یہ کام کیا پھر کچھ جوانوں نے حر بن یزید پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور ابو ثمامہ الصائدی نے اپنے عمزاد کو قتل کر دیا جو اس کا دشمن تھا پھر حضرت حسینؓ نے اپنے اصحاب کو ظہر کے وقت نماز خوف پڑھائی پھر اس کے بعد انہوں نے باہم شدید جنگ کی اور حضرت حسینؓ کے بہادر اصحاب نے آپ کا دفاع کیا اور زہیر بن القین نے حضرت حسینؓ کے سامنے شدید جنگ کی اور آپ کے بعض اصحاب کو تیر مارے حتیٰ کہ وہ حضرت حسینؓ کے آگے گر پڑے اور زہیر رجز پڑھنے لگا۔

''میں زہیر ہوں اور میں ابن القین ہوں' میں تم کو تلوار سے حضرت حسینؓ سے ہکال دوں گا''۔

راوی بیان کرتا ہے اور وہ حضرت حسینؓ کے کندھے پر ہاتھ مارنے لگا اور کہنے لگا۔

''آگے بڑھ تو ہادی اور مہدی بن کر راہنمائی کرے آج تو اپنے نانا نبیؐ اور حسنؓ اور علیؓ مرتضیٰ اور بہادر نوجوان ذوالجناحین اور اللہ کے شیر زندہ شہید سے ملاقات کرے گا''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ کثیر بن عبداللہ الشعبی اور مہاجر بن اوس نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔

راوی کا بیان ہے کہ حضرت حسینؓ کے اصحاب میں سے نافع بن ہلال الجملی بھی تھا' جس نے اپنے تیروں کے اوپر کچھ لکھا ہوا تھا اور وہ انہیں زہر آلود کر کے پھینکتا اور کہتا۔

''میں نے ان کے سوفار کو نشان لگایا ہوا ہے اور نفس کو اس کی مخالفت فائدہ نہیں دیتی اور میں جملی ہوں جو علیؓ کے دین پر ہوں''۔

اور اس نے زخمیوں کو چھوڑ کر عمر بن سعد کے بارہ اصحاب کو قتل کیا پھر اسے تلوار لگی حتیٰ کہ اس کے دونوں بازو شکستہ ہو گئے پھر انہوں نے اسے قید کر لیا اور اسے عمر بن سعد کے پاس لائے تو اس نے اسے کہا اے نافع تو ہلاک ہو جائے تو نے اپنے ساتھ جو کچھ کیا ہے اس پر تجھے کس بات نے آمادہ کیا ہے؟ اس نے کہا بلاشبہ میرا رب میرے ارادے کو جانتا ہے اور خون اس کے جسم اور داڑھی پر

رواں تھا پھر اس نے کہا قسم بخدا جن لوگوں کو میں نے زخمی کیا ہے انھیں چھوڑ کر میں نے تمہاری فوج کے بارہ آدمیوں کو قتل کیا ہے اور میں اپنے نفس کو کوشش کرنے پر ملامت نہیں کرتا اور اگر میرا بازو یا کلائی باقی رہتی تو تم مجھے قیدی نہ بناتے' شمر نے عمر سے کہا اسے قتل کر دو' اس نے کہا اسے تو ہی لایا ہے اگر تو چاہتا ہے تو اسے قتل کر دے' شمر نے اٹھ کر اپنی تلوار سونتی تو نافع نے اسے کہا قسم بخدا اے شمر اگر تو مسلمانوں میں سے ہوتا تو ہمارے خون کے ساتھ اللہ سے ملاقات کرنا تجھے شاق گزرتا' اس خدا کا شکر ہے جس نے ہماری موتیں اپنی مخلوق کے بدترین آدمیوں کے ہاتھوں مقدر کی ہیں پھر انہوں نے اسے قتل کر دیا پھر شمر نے آ کر حضرت حسینؓ کے اصحاب پر حملہ کر دیا اور لوگوں نے بھی اس کے ساتھ حملہ کر دیا' قریب تھا کہ وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ تک پہنچ جاتے اور جب حضرت حسینؓ کے اصحاب نے دیکھا کہ انھوں نے ان پر حملہ کر دیا ہے اور وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اور اپنی جانوں کی حفاظت کی سکت نہیں رکھتے تو انہوں نے آپ کے آگے قتل ہو جانے کی رغبت کی اور عزرۃ غفاری کے بیٹے عبدالرحمٰن اور عبداللہ نے آ کر کہا اے ابو عبداللہ آپ پر سلامتی ہو' دشمن ہمیں ہانک کر آپ کے پاس لے آیا ہے اور ہم نے آپ کے آگے قتل ہونا اور آپ کا دفاع کرنا پسند کیا ہے آپ نے فرمایا تم دونوں کو خوش آمدید' میرے قریب ہو جاؤ' وہ آپ کے قریب ہوئے اور آپ کے قریب ہی جنگ کرنے لگے اور کہنے لگے ۔

''بنی نزار کے بعد' بنی غفار اور خندف کو معلوم ہو گیا ہے کہ ہم ہر شمشیر براں کے ساتھ فاجرین کے گروہ کو ماریں گے اے لوگو! اخیار کے بیٹوں کا مشرقی تلوار اور لچک دار نیزے کے ساتھ دفاع کرو''۔

پھر اکا دکا آپ کے اصحاب' آپ کے پاس آ کر آپ کے آگے جنگ کرنے لگے اور آپ ان کے لیے دعا کرنے لگے اور کہنے لگے جزاکم اللہ احسن جزاء المتقین. اور وہ بھی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو سلام کہنے لگے اور جنگ کرنے لگے حتیٰ کہ وہ قتل ہو گئے' پھر عابس بن ابی شعیب نے آ کر کہا اے ابو عبداللہ قسم بخدا روئے زمین پر کوئی قریب و دور کا رشتہ دار مجھے آپ سے بڑھ کر عزیز نہیں اور اگر میں اپنی جان اور خون سے بھی عزیز تر کسی چیز سے آپ سے ظلم اور قتل کو دور رکھنے کی قدرت رکھتا تو میں ایسا کرتا اے ابو عبداللہ آپ پر سلامتی ہو' میرے گواہ رہیے کہ میں آپ کی ہدایت پر قائم ہوں پھر وہ اپنی تلوار سونت کر چلا اور اس کی پیشانی پر تلوار کی چوٹ کا نشان تھا۔ اور وہ بڑا دلیر تھا۔ اس نے پکارا' ارے کوئی شخص کسی شخص کے مقابلہ میں آئے گا؟ ارے میرے مقابلہ میں نکلو' انہوں نے اسے پہچان لیا اور پیچھے ہٹ گئے پھر عمر بن سعد نے کہا' اسے پتھر مارو اور ہر جانب سے اسے پتھر مارنے لگے اور جب اس نے یہ صورت حال دیکھی تو اس نے اپنی زرہ اور خود پھینک دیئے پھر اس نے لوگوں پر حملہ کر دیا اور قسم بخدا میں نے اسے اپنے آگے سے دو سو سے زیادہ آدمیوں کو ہٹاتے دیکھا پھر انہوں نے اس پر ہر طرف سے حملہ کر دیا اور وہ قتل ہو گیا۔ اور میں نے اس کے سر کو بہت سے لوگوں کے ہاتھوں میں دیکھا اور ہر کوئی اس کے قتل کا دعوے دار تھا اور وہ اسے عمر بن سعد کے پاس لائے تو اس نے انہیں کہا' اس کے بارے میں جھگڑا نہ کرو بلاشبہ اسے ایک شخص نے قتل نہیں کیا اور اس نے اس بات سے ان کے درمیان فیصلہ کر دیا۔

پھر حضرت حسینؓ کے اصحاب نے آپ کے آگے جنگ کی حتیٰ کہ فنا ہو گئے اور سوید بن عمرو بن ابی مطاع خثعمی کے سوا' کوئی شخص آپ کے ساتھ نہ رہا اور بنو ابی طالب میں سے حضرت حسینؓ کے اہل سے قتل ہونے والے پہلے شخص علی اکبر بن حسین بن علیؓ ہیں اور آپ کی والدہ لیلیٰ بنت ابی مرۃ بن عروہ بن مسعود ثقفی ہیں' آپ کو مرۃ بن منقذ بن النعمان العبدی نے نیزہ مار کر قتل کیا کیونکہ آپ

اپنے باپ کو بچانے لگے اور وہ آپ کے باپ کا قصد کرنے لگا اور حضرت علیؓ بن حسینؓ نے کہا۔

''میں علی بن حسین بن علی ہوں' بیت اللہ کی قسم ہم حضرت نبی کریم ﷺ کے زیادہ قریبی ہیں قسم بخدا' متبنیٰ کا بیٹا ہم میں حکومت نہ کرے گا' تم آج کے دن میرا باپ سے چھپنا کیسے دیکھتے ہو''۔

پس جب اس نے آپ کو ایک بار نیزہ مارا تو جوانوں نے آپ کو گھیر لیا اور اپنی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تو حضرت حسینؓ نے فرمایا اے میرے بیٹے جن لوگوں نے تجھے قتل کیا ہے اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے محارم کی بے حرمتی کرنے میں کس قدر دلیر ہیں؟ تیرے بعد دنیا پر ہلاکت ہو' راوی بیان کرتا ہے اور آفتاب کی مانند خوبصورت ایک لڑکی باہر نکلی اور کہنے لگی اے میرے بھائی اور میرے بھتیجے کیا دیکھتے ہیں کہ وہ حضرت زینبؓ بنت علیؓ ہیں جو حضرت فاطمہؓ سے ہیں وہ ان پر جھکیں اور وہ مقتول پڑے تھے' راوی بیان کرتا ہے حضرت حسینؓ نے آکر اس لڑکی کو ہاتھ سے پکڑ کر خیمے میں داخل کر دیا اور حضرت حسینؓ کے حکم سے اسے وہاں سے آپ کے سامنے آپ کے خیمے کے پاس منتقل کر دیا گیا' پھر حضرت عبداللہ بن مسلم بن عقیل قتل ہوئے پھر حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کے دونوں بیٹے عون اور محمد قتل ہوئے پھر حضرت عقیل بن ابی طالبؓ کے دونوں بیٹے عبدالرحمٰن اور جعفر قتل ہوئے پھر قاسم بن حسن بن ابی طالب قتل ہوئے۔

ابومخنف نے بیان کیا ہے کہ فضیل بن خدیج کندی نے مجھ سے بیان کیا کہ یزید بن زیاد جو تیرانداز تھا' اور وہ بنی بہدلہ سے ابوالشعثاء الکنانی تھا' حضرت حسینؓ کے آگے اپنے دونوں گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اور اس نے ایک سو تیر چلائے اور ان میں سے پانچ تیر زمین پر گرے اور جب وہ تیراندازی سے فارغ ہوا تو اس نے کہا مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ میں نے پانچ آدمیوں کو قتل کر دیا ہے۔

''میں یزید ہوں اور میں مہاجر ہوں اور میں طاقت ور شیر سے زیادہ بہادر ہوں خدا کی قسم میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا مددگار رہوں اور ابن سعد کو چھوڑنے والا ہوں''۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسینؓ دن بھر اکیلے ہی ٹھہرے رہے اور جو شخص آپ کے پاس آتا وہ آپ کو چھوڑ کر واپس چلا جاتا اور وہ آپ کے قتل کی ذمہ داری لینا پسند نہ کرتا یہاں تک کہ بنی بداء کا ایک شخص آپ کے پاس آیا جسے مالک بن بشیر کہا جاتا تھا اور اس نے حضرت حسینؓ کے سر پر تلوار ماری اور آپ کے سر سے خون بہا دیا اور حضرت حسینؓ کے سر پر ٹوپی تھی جسے اس نے قطع کر دیا اور آپ کا سر زخمی ہو گیا اور ٹوپی خون سے بھر گئی پھر حضرت حسینؓ نے یہ ٹوپی پھینک دی اور عمامہ منگوا کر اسے پہن لیا۔

ابومخنف نے بیان کیا ہے کہ سلیمان بن ابی راشد نے بحوالہ حمید مجھ سے بیان کیا کہ ایک نوجوان ہماری طرف آیا جس کا چہرہ پارۂ ماہ کی مانند تھا اور اس کے ہاتھ میں تلوار تھی اور وہ قمیص' تہبند اور جوتے پہنے ہوئے تھا جن میں سے ایک کا تسمہ ٹوٹ چکا تھا مجھے یاد ہے کہ وہ بایاں تسمہ تھا' عمر بن سعد بن نفیل ازدی نے ہمیں کہا' خدا کی قسم میں ضرور اس پر حملہ کروں گا' میں نے اسے کہا سبحان اللہ تیرا اس سے کیا مقصد ہے؟ تیرے لیے ان لوگوں کو قتل کرنا کافی ہے جنہیں تو دیکھ رہا ہے کہ انہوں نے انہیں گھیر لیا ہے اس نے کہا خدا کی قسم میں ضرور اس پر حملہ کروں گا' پس امیر فوج عمر بن سعد نے اس پر حملہ کیا اور اسے تلوار ماری اور نوجوان چلایا اے چچا' راوی بیان کرتا ہے حضرت حسینؓ نے عمرو بن سعد پر پھٹے کان والے شیر کی طرح حملہ کیا اور عمر کو تلوار ماری تو اس نے بچاؤ کے لیے کلائی کی آڑ لی

اور اس نے اسے کہنی کے قریب سے کاٹ دیا تو وہ چلایا پھر آپ سے پیچھے ہٹ گیا اور کوفی سواروں نے عمر کو حضرت حسینؓ سے چھڑانے کے لیے حملہ کر دیا۔

پس انہوں نے اپنے سینوں کے ساتھ عمر کا استقبال کیا اور اپنے سموں کو حرکت دی۔ اور اپنے سواروں کے ساتھ آپ کے اردگرد جولانی کی پھر غبار چھٹا تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت حسینؓ نوجوان کے سر پر کھڑے ہیں اور نوجوان اپنے پاؤں سے زمین کھود رہا ہے اور حضرت حسینؓ فرما رہے ہیں' ان لوگوں کے لیے ہلاکت ہو جنہوں نے تجھے قتل کیا ہے اور قیامت کے روز تیرے نانا سے تیرے بارے میں ان کا کون جھگڑنے والا ہوگا' پھر فرمایا خدا کی قسم تیرے چچا پر یہ بات گراں گزری ہے کہ تو اسے بلائے اور وہ تجھے جواب نہ دے یا تجھے جواب دے پھر تجھے آواز فائدہ نہ دے' خدا کی قسم اسے ستانے والے زیادہ ہیں اور اس کے مددگار کم ہیں پھر آپ نے اسے اٹھایا اور یوں معلوم ہوتا ہے میں نوجوان کے دونوں پاؤں کو زمین پر لکیریں کھینچتے دیکھ رہا ہوں اور حضرت حسینؓ نے اس کے سینے کو اپنے سینے پر رکھا ہوا ہے پھر آپ نے اسے لا کر اپنے بیٹے علی اکبر اور اپنے اہل بیت کے مقتولین کے ساتھ رکھ دیا' میں نے نوجوان کے متعلق دریافت کیا تو مجھے بتایا گیا کہ وہ قاسم بن حسن بن علی بن ابی طالبؓ ہے۔

اور ہانی بن ثبیت حضرمی نے بیان کیا ہے کہ میں حضرت حسینؓ کے قتل کے روز کھڑا دسواں آدمی تھا اور ہم میں سے ہر شخص گھوڑے پر سوار تھا کہ اچانک آل حسینؓ میں سے ایک نوجوان ان خیموں کی ایک لکڑی پکڑے باہر نکلا اور وہ قمیض اور تہبند پہنے ہوئے تھا اور وہ خوفزدہ ہو کر دائیں بائیں مڑ مڑ کر دیکھ رہا تھا اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ جب کبھی وہ مڑتا ہے میں اس کے دونوں کانوں کے دونوں موتیوں کو ہلتے دیکھ رہا ہوں' اچانک ایک شخص اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا اور جب وہ اس نوجوان کے قریب ہوا تو وہ گھوڑے سے اتر پڑا پھر اس نے اس نوجوان کو پکڑ لیا اور تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے۔ ہشام السکونی نے بیان کیا ہے کہ ہانی بن ثبیت نے ہی اس نوجوان کو قتل کیا تھا اور اس خوف سے کہ اسے ملامت نہ کی جائے اس نے اپنے نفس سے کنایہ کی ہے۔ راوی بیان کرتا ہے پھر حضرت حسینؓ درماندہ ہو گئے اور اپنے خیمے کے دروازے پر بیٹھ گئے اور آپ کی اولاد میں سے ایک بچے کو لایا گیا جس کا نام عبداللہ تھا' آپ نے اسے اپنی گود میں بٹھایا پھر اسے چومنے' سونگھنے اور الوداع کرنے لگے اور اپنے اہل کو وصیت کرنے لگے کہ بنی اسد کے ایک شخص نے جسے ابن موقد النار کہا جاتا تھا اسے تیر مارا اور اس بچے کو قتل کر دیا۔ حضرت حسینؓ نے اس کے خون کو اپنے ہاتھ میں ڈالا اور اسے آسمان کی طرف پھینک کر کہا۔ اے میرے رب اگر تو نے ہم سے آسمانی مدد کو روک لیا ہے تو اسے وہ چیز بنا دے جو بہتر ہو اور ظالموں سے ہمارا انتقام لے۔ اور عبداللہ بن عقبۃ الغنوی نے ابوبکر بن حسین رضی اللہ عنہ کو تیر مار کر قتل کر دیا' پھر حضرت علی بن ابی طالبؓ کے بیٹے اور حضرت حسینؓ کے بھائی عبداللہ' عباس' عثمان' جعفر اور محمد قتل ہوئے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی پیاس شدت اختیار کر گئی اور آپ نے کوشش کی کہ دریائے فرات کے پانی پر پہنچ کر اسے پئیں مگر آپ نے اس کی سکت نہ پائی بلکہ انہوں نے آپ کو اس سے روک دیا' پس آپ اس کے پینے کے قابل پانی کی طرف گئے تو ایک شخص نے جسے حصین بن تمیم کہا جاتا تھا' آپ کے تالو میں تیر مار کر اسے چھید دیا' حضرت حسینؓ نے اسے اپنے تالو سے کھینچا تو خون بہہ پڑا تو آپ نے اسے اپنے دونوں ہاتھوں میں لے لیا پھر خون سے بھرے ہوئے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھایا اور اسے آسمان کی طرف پھینک کر فرمایا۔ اے اللہ ان کی تعداد کو شمار کر اور انہیں متفرق کر

کے قتل کر اور زمین پر ان میں سے کسی کو نہ چھوڑ' اور آپ نے ان کے خلاف زبردست بددعا کی۔

راوی بیان کرتا ہے خدا کی قسم ابھی آپ کو تیر مارنے والا شخص تھوڑی دیر ہی ٹھہرا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے پیاس کو اس پر مسلط کر دیا اور وہ سیر نہیں ہوتا تھا اور اسے پانی ٹھنڈا کر کے پلایا جاتا تھا اور کبھی کبھی اس کے لیے دودھ اور پانی کو اکٹھے ٹھنڈا کیا جاتا تھا اور وہ پی کر سیر نہیں ہوتا تھا بلکہ کہتا تھا' تم ہلاک ہو جاؤ مجھے پانی پلاؤ' مجھے پیاس نے مار دیا ہے' راوی بیان کرتا ہے قسم بخدا ابھی وہ تھوڑی دیر ہی ٹھہرا تھا کہ اس کا پیٹ اونٹ کے پیٹ کی طرح سوکھ گیا پھر شمر بن ذی الجوشن کوفہ کے دس پیادوں کے ساتھ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اس فرودگاہ کی طرف آیا جس میں آپ کا ساز وسامان اور عیال موجود تھے' پس وہ ان کی جانب چلا تو وہ آپ کے اور آپ کی قیام گاہ کے درمیان حائل ہو گئے تو حضرت حسینؓ نے انہیں کہا تم ہلاک ہو جاؤ' اگر تمہارا کوئی دین نہیں اور تم آخرت کے دن سے نہیں ڈرتے تو انہیں دنیا میں ہی تم شریف اور خاندانی شرافت والے بن جاؤ' میری قیام گاہ اور میرے اہل کو اپنے سرکش اور جاہل لوگوں سے بچاؤ۔ ابن ذی الجوشن نے کہا اے ابن فاطمہ آپ کو یہ حفاظت حاصل ہو گی پھر انہوں نے آپ کا گھیراؤ کر لیا اور شمر انھیں آپ کے قتل پر برانگیختہ کرنے لگا' ابوالجنوب نے اسے کہا تجھے ان کے قتل سے کون سی بات مانع ہے؟ شمر نے اسے کہا تم کب تک یہ بات کہتے رہو گے؟ ابوالجنوب نے کہا تم کب تک یہ بات کہتے رہو گے اور دونوں نے کچھ دیر باہم گالی گلوچ کیا تو ابوالجنوب نے جو ایک دلیر شخص تھا اسے کہا' خدا کی قسم میں نے ارادہ کیا ہے کہ اس نیزے کو تیری دونوں آنکھوں میں گھسیڑ دوں تو شمر اسے چھوڑ کر واپس چلا گیا۔

پھر شمر بہادروں کی ایک جماعت کے ساتھ آیا اور انھوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا آپ کے خیمے کے پاس گھیراؤ کر لیا اور کوئی شخص ان کے اور آپ کے درمیان حائل ہونے کے لیے باقی نہ رہا تھا پس ماہ تمام کی مانند ایک نوجوان خیموں سے دوڑتا ہوا آیا اور اس کے دونوں کانوں میں دو موتی تھے اور حضرت زینبؓ بنت علیؓ اسے واپس لانے کے لیے باہر نکلیں تو اس نے ان کی بات نہ مانی اور وہ اپنے چچا کا دفاع کرتا ہوا آیا تو ان میں سے ایک شخص نے اسے تلوار ماری تو اس نے اپنے ہاتھ سے اس کا بچاؤ کیا تو اس نے کھال کے سوا اسے کاٹ دیا اور اس نے کہا ہائے ابا' تو حضرت حسینؓ نے اسے کہا اے میرے بیٹے! اللہ کے ہاں اپنے اجر کی امید رکھ بلاشبہ تو اپنے صالحین آباء سے جا ملے گا پھر جوانوں نے حضرت حسینؓ پر حملہ کر دیا اور آپ ان میں تلوار کے ساتھ دائیں بائیں جولانی کر رہے تھے اور وہ آپ سے یوں بھاگ رہے تھے جیسے بکری درندے سے بھاگتی ہے اور آپ کی بہن حضرت زینبؓ بنت فاطمہؓ آپ کے پاس آئیں اور کہنے لگیں کاش آسمان' زمین پر گر پڑے اور عمر بن سعد کے پاس آ کر کہنے لگیں اے عمر کیا تو پسند کرتا ہے کہ ابوعبداللہ تیرے دیکھتے دیکھتے قتل ہوں؟ پس آنسو اس کی داڑھی پر بہہ پڑے اور اس نے اپنا چہرہ پھیر لیا پھر کوئی شخص آپ کے قتل پر جرأت نہ کرتا حتیٰ کہ شمر بن ذی الجوشن نے آواز دی' تم ہلاک ہو جاؤ اس شخص کے متعلق تم کس بات کے منتظر ہو' تمہاری مائیں تمہیں کھو دیں اسے قتل کر دو' پس جوانوں نے ہر جانب سے حضرت حسینؓ پر حملہ کر دیا اور زرعۃ بن شریک تمیمی نے آپ کے بائیں کندھے پر تلوار ماری اور دائیں کندھے پر بھی تلوار ماری پھر وہ آپ کو چھوڑ کر واپس چلے گئے اور آپ مشقت کے ساتھ اٹھتے اور منہ کے بل گر رہے تھے پھر سنان بن ابی عمرو بن انس نخعی نے آپ کے پاس آ کر آپ کو نیزہ مارا تو آپ گر پڑے اور اس نے گھوڑے سے اتر آپ کو قتل کر دیا اور آپ کا سر کاٹ لیا پھر اس نے خولی بن یزید کو آپ کا سر دے دیا اور بعض کا قول ہے کہ شمر بن ذی الجوشن نے آپ کو قتل 1

کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مذحج کے ایک شخص نے آپ کو قتل کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ عمر بن سعد بن ابی وقاص نے آپ کو قتل کیا ہے۔ مگر یہ کوئی بات نہیں' عمر صرف اس دستے کا سالار تھا جس نے حضرت حسین کو قتل کیا تھا اور پہلا قول زیادہ مشہور ہے اور عبداللہ بن عمار نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اس وقت دیکھا جب انہوں نے آپ کے پاس اکٹھ کیا آپ اپنی دائیں جانب کے لوگوں پر حملہ کرتے حتیٰ کہ وہ آپ سے خوفزدہ ہو گئے' خدا کی قسم میں نے کبھی کسی مغلوب شخص کو جس کے بچے اور اصحاب قتل ہو گئے ہوں' آپ سے بڑھ کر مضبوط دل اور دلیر نہیں دیکھا' خدا کی قسم میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ کی مثل نہیں دیکھا' راوی بیان کرتا ہے' عمر بن سعد حضرت حسین کے قریب ہوا تو حضرت زینبؓ نے اسے کہا اے عمر کیا ابوعبداللہ تیرے دیکھتے دیکھتے قتل ہوں گے؟ تو وہ رو پڑا اور اس نے آپ سے اپنا چہرہ پھیر لیا۔

ابومخنف نے بیان کیا ہے کہ الصقعب بن زہیر نے بحوالہ حمید بن مسلم مجھ سے بیان کیا کہ حضرت حسینؓ جوانوں پر حملہ کرنے لگے اور کہنے لگے کیا تم میرے قتل کو پسند کرتے ہو؟ قسم بخدا میرے قتل کے بعد تم اللہ کے بندوں میں سے کسی بندے کو قتل نہیں کرو گے کہ وہ میرے قتل سے بڑھ کر تم پر ناراض ہو اور قسم بخدا مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری ذلت سے مجھے عزت دے گا پھر اللہ تم سے میرا اس طرح انتقام لے گا کہ تمہیں احساس بھی نہ ہوگا اور قسم بخدا اگر تم نے مجھے قتل کر دیا تو اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان جنگ اور خونریزی ڈال دے گا پھر تم سے اس بات سے راضی نہ ہوگا حتیٰ کہ تم کو دوگنا عذاب دے گا۔

راوی بیان کرتا ہے' آپ دن کا بڑا حصہ ٹھہرے رہے اور اگر لوگ آپ کو قتل کرنا چاہتے تھے کہ یہی لوگ آپ کے قتل سے انہیں کفایت کریں یہاں تک کہ شمر بن ذی الجوشن نے آواز دی' تم ان کے قتل میں کس بات کے منتظر ہو؟ پس زرعۃ بن شریک تمیمی نے آپ کی طرف بڑھ کر آپ کے کندھے پر تلوار ماری پھر سنان بن انس بن عمرو نخعی نے آپ کو نیزہ مارا پھر گھوڑے سے اتر کر آپ کا سر کاٹ لیا اور اسے خولی کو دے دیا۔

اور ابن عساکر نے شمر بن ذی الجوشن کے حالات میں بیان کیا ہے کہ ذوالجوشن ایک جلیل القدر صحابی ہے جس کا نام شرجیل بیان کیا گیا ہے اور بعض نے عثمان بن نوفل بیان کیا ہے اور ابن اوس بن الاعور العامری الضبابی بھی بیان کیا جاتا ہے جو کلاب کا ایک بطن ہے اور شمر کی کنیت ابوالسابغہ ہے پھر عمر بن شبہ کے طریق سے روایت کی گئی ہے کہ ابواحمد نے ہم سے بیان کیا کہ میرے چچا فضیل بن الزبیر نے عبدالرحیم بن میمون سے بحوالہ محمد بن عمرو بن حسن مجھ سے بیان کیا کہ ہم کربلا کے دو دریاؤں میں حضرت حسینؓ کے ساتھ تھے کہ آپ نے شمر بن ذی الجوشن کی طرف دیکھ کر فرمایا' اللہ اور اس کے رسولؐ نے سچ فرمایا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ گویا میں ایک سفید کتے کو اپنے اہل بیت کے خون میں منہ مارتے دیکھ رہا ہوں' اور شمر' خدا اس کا بھلا نہ کرے پھلبہری والا تھا اور سنان وغیرہ نے آپ کا سامان لے لیا اور لوگوں نے آپ کے اموال اور بقیہ چیزیں اور جو کچھ آپ کے خیمے میں موجود تھا حتیٰ کہ عورتوں کے پاکیزہ کپڑے بھی اہم تقسیم کر لیے۔

اور ابومخنف نے بحوالہ جعفر بن محمد بیان کیا ہے کہ حضرت حسینؓ جب قتل ہوئے تو ہم نے آپ کے وجود پر نیزوں کی ۳۳ اور تلواروں کی ۳۴ ضربیں دیکھیں اور شمر بن ذی الجوشن نے حضرت حسینؓ کے بیٹے علی اصغر زین العابدین کو بھی قتل کرنے کا ارادہ کیا جو

چھوٹے بچے اور مریض تھے حتیٰ کہ اس کے اصحاب میں سے ایک شخص حمید بن مسلم نے اسے اس ارادے سے روک دیا اور عمر بن سعد نے آ کر کہا' ان عورتوں کے پاس کوئی شخص نہ آئے اور نہ کوئی اس بچے کو قتل کرے اور جس کسی نے ان کے سامان میں سے کوئی چیز لی ہے وہ اسے ان کو واپس کر دے' راوی بیان کرتا ہے خدا کی قسم کسی نے کچھ بھی واپس نہ کیا تو علی بن حسین نے اسے کہا تجھے جزائے خیر ملے اللہ تعالیٰ نے تیری بات کی وجہ سے مجھ سے شر کو دور کر دیا ہے' مؤرخین نے بیان کیا ہے پھر سنان بن انس' عمر بن سعد کے خیمے کے دروازے پر آیا اور اس نے بلند آواز سے پکار کر کہا۔

''میری سواریوں کو چاندی اور سونے سے لاد دو' میں نے پردہ میں رہنے والے بادشاہ کو قتل کیا ہے' میں نے اس شخص کو قتل کیا ہے جو ماں اور باپ کے لحاظ سے بہترین شخص تھا اور جب وہ نسب بیان کرتے تھے تو ان سے بہتر تھا''۔

عمر بن سعد نے کہا اسے میرے پاس لاؤ' اور جب وہ اندر آیا تو اس نے اسے کوڑا مارا اور کہا تو ہلاک ہو جائے تو پاگل ہے خدا کی قسم اگر ابن زیاد تجھے یہ کہتے سنتا تو وہ تجھے قتل کر دیتا اور عمر بن سعد نے عقبہ بن سمعان پر اس وقت احسان کیا جب اس نے اسے بتایا کہ وہ غلام ہے اور اس کے سوا ان میں سے کوئی نہیں بچا اور المرقع بن یمامہ کو قید کیا گیا تو ابن زیاد نے اس پر احسان کیا اور حضرت حسینؓ کے اصحاب میں سے ۷۲ آدمی قتل ہو گئے اور الفاضریہ کے باشندوں نے جو بنی اسد سے تعلق رکھتے تھے انہیں قتل کے ایک دن بعد دفن کر دیا۔ راوی بیان کرتا ہے پھر عمر بن سعد نے حکم دیا کہ حضرت حسینؓ کو گھوڑوں سے روندا جائے اور یہ بات درست نہیں۔ واللہ اعلم

اور عمر بن سعد کے اصحاب میں سے ۸۸ آدمی قتل ہوئے اور محمد بن حنفیہ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت حسینؓ کے ساتھ ۱۷ اشخاص قتل ہوئے جو سب کے سب اولاد فاطمہؓ سے تھے' اور حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت حسینؓ کے ساتھ ۱۶ آدمی قتل ہوئے جو سب کے سب اہل بیت میں سے تھے' ان دنوں روئے زمین پر ان کا کوئی مثیل نہ تھا اور دوسروں نے بیان کیا ہے کہ آپ کے بچوں' بھائیوں اور اہل بیت میں سے ۲۳ آدمی قتل ہوئے' اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے جعفرؓ' حسینؓ' عباسؓ' محمدؓ' عثمانؓ' اور ابوبکرؓ قتل ہوئے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے علی اکبرؓ اور عبداللہ قتل ہوئے اور حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کی اولاد میں سے عونؓ اور محمدؓ قتل ہوئے اور حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے جعفرؓ' عبداللہؓ' اور عبدالرحمٰنؓ قتل ہوئے اور حضرت مسلمؒ اس سے پہلے قتل ہو گئے تھے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں' یہ چاروں آپ کی صلب تھے اور دو اور عبداللہ بن مسلم بن عقیل اور محمد بن ابی سعید بن عقیل تھے' پس حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے چھ مکمل ہو گئے اور انہی کے بارے میں شاعر کہتا ہے:

''اے عورت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صلب کے چھ اشخاص اور حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی اولاد کے چھ آدمیوں کا ندبہ کر جو قتل ہو گئے ہیں اور حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم نام ان میں چھوڑا گیا ہے وہ صیقل شدہ تلوار کے ساتھ اس پر غالب آ گئے ہیں''۔

اور حضرت حسینؓ کے ساتھ کربلا میں قتل ہونے والے عبداللہ بن یقطر آپ کے رضاعی بھائی بھی ہیں اور بعض کا قول ہے کہ وہ اس سے قبل قتل ہو گئے تھے جب آپ نے ان کے ہاتھ اہل کوفہ کی طرف خط بھیجا تھا انہیں ابن زیاد کے پاس لایا گیا تو اس نے انہیں قتل کر دیا اور عمر بن سعد کے کوفی اصحاب میں سے زخمیوں کو چھوڑ کر ۸۸ آدمی قتل ہوئے اور عمر بن سعد نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور انھیں دفن کیا۔

کہتے ہیں کہ عمر بن سعد کے حکم سے دس سواروں نے اپنے گھوڑوں کے سموں سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو روندا حتیٰ کہ معرکہ

کے روز انھیں زمین کے ساتھ چپکا دیا اور اس نے حکم دیا کہ آپ کا سر آج ہی خولی بن یزید اصبحی کے ہاتھ ابن زیاد کے پاس لے جایا جائے اور جب وہ محل تک پہنچا تو اس نے اسے بند پایا اور وہ اسے واپس اپنے گھر لے آیا اور اسے کپڑے دھونے والے ٹب کے نیچے رکھ دیا اور اپنی بیوی نوار بنت مالک سے کہنے لگا' میں تمہارے پاس زمانے کا معزز لایا ہوں' اس نے پوچھا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر' وہ کہنے لگی لوگ سونا اور چاندی لائے ہیں اور تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے بیٹے کا سر لایا ہے؟ قسم بخدا میں اور تو بستر میں کبھی اکٹھے نہ ہوں گے پھر وہ بستر سے اٹھ کھڑی ہوئی اور اس نے اپنی دوسری بیوی کو جو بنی اسد سے تھی' بلایا اور وہ اس کے پاس سوئی اور دوسری اسدی بیوی نے کہا' خدا کی قسم میں اس ٹب سے نور کو مسلسل آسمان کی طرف بلند ہوتے اور سفید پرندوں کو اس کے اردگرد پھڑ پھڑاتے دیکھ رہی ہوں اور جب صبح ہوئی تو وہ اسے ابن زیاد کے پاس لے گیا اور اسے اس کے سامنے رکھ دیا' کہتے ہیں کہ اس کے پاس آپ کے بقیہ اصحاب کے سر بھی تھے اور یہی مشہور قول ہے جو مجموعی طور پر ۷۲ سر تھے اس لیے کہ جو شخص بھی قتل ہوا انہوں نے اس کا سر کاٹ لیا اور اسے ابن زیاد کے پاس لے گئے پھر ابن زیاد نے انہیں یزید بن معاویہ کے پاس شام بھجوا دیا۔

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ حسینؒ نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے محمد سے بحوالہ انس ہم سے بیان کیا کہ عبید اللہ بن زیاد کے پاس حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر لایا گیا تو وہ اسے طشت میں رکھ کر چھڑی مارنے لگا اور آپ کے حسن کے بارے میں بھی اس نے کوئی بات کی تو حضرت انسؓ نے کہا آپ ان سب سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے اور وہ وسمہ سے رنگا ہوا تھا۔

اور بخاری نے اسے المناقب میں عن محمد بن حسن بن ابراہیم ابن اشکاب عن حسین بن محمد عن جریر بن حازم عن محمد بن سیرین عن انسؓ روایت کیا ہے اور اس کا ذکر کیا ہے اور ترمذی نے اسے حفصہ بنت سیرین کی حدیث سے بحوالہ انس روایت کیا ہے اور اسے حسن صحیح بیان کیا ہے اور اس میں یہ الفاظ آئے ہیں کہ وہ آپ کی ناک پر چھڑی مارنے لگا۔ اور کہنے لگا:

میں نے ان کی مانند خوبصورت شخص نہیں دیکھا۔ اور البزار نے بیان کیا ہے کہ مفرج بن شجاع بن عبید اللہ موصلی نے ہم سے بیان کیا کہ غسان بن الربیع نے ہم سے بیان کیا کہ یونس بن عبیدہ نے ثابت اور حمید سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ جب عبید اللہ بن زیاد کے پاس حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر لایا گیا تو وہ آپ کے دانتوں پر چھڑی مارنے لگا اور کہنے لگا۔ میرا خیال ہے کہ اس نے انہیں خوبصورت کہا۔ میں نے کہا خدا کی قسم میں تجھے ضرور خراب کروں گا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ جگہ چومتے دیکھا ہے جہاں تیری چھڑی پڑ رہی ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ وہ منقبض ہو گیا' البزار اس طریق سے اس کی روایت میں متفرد ہے اور اس نے بیان کیا ہے کہ ہم نہیں جانتے کہ اسے یونس بن عبدۃ کے سوا کسی نے حمید سے روایت کیا ہو وہ بصرہ کا ایک مشہور شخص ہے اور اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے اور ابو یعلیٰ موصلی نے اسے عن ابراہیم بن الحجاج عن حماد بن سلمہ عن علی بن زید عن انس روایت کیا ہے اور اسے بیان کیا ہے اور قرۃ بن خالد نے اسے حسن سے بحوالہ حضرت انسؓ روایت کیا ہے اور اسے بیان کیا ہے۔

اور ابو مخنف نے سلیمان بن ابی راشد سے بحوالہ حمید بن مسلم بیان کیا ہے کہ عمر بن سعد نے مجھے بلایا اور مجھے اپنے اہل کے پاس بھیجا تا کہ میں فتح اور اس کی عافیت کی انھیں خوشخبری دوں اور میں نے ابن زیاد کو لوگوں کے لیے بیٹھے دیکھا اور جو لوگ اس کے پاس آئے تھے ان کا وفد اس کے پاس گیا تو میں بھی داخل ہونے والوں کے ساتھ داخل ہو گیا' کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا

سر اس کے سامنے پڑا ہے اور وہ کچھ دیر تک آپ کے دانتوں پر اپنی چھڑی مارتا رہا تو حضرت زید بن ارقمؓ نے اسے کہا ان دانتوں سے اس چھڑی کو اٹھا لو اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہونٹوں کو ان دانتوں کو بوسہ دیتے دیکھا ہے پھر شیخ بہت روئے اور ابن زیاد انہیں کہنے لگا اللہ آپ کی آنکھ کو رُلائے اگر آپ خراب عقل اور بے عقل بوڑھے نہ ہوتے تو میں آپ کو قتل کر دیتا' راوی بیان کرتا ہے وہ اٹھ کر باہر چلے گئے اور جب وہ باہر چلے گئے تو لوگوں نے کہا خدا کی قسم حضرت زید بن ارقمؓ نے وہ بات کہی ہے اگر ابن زیاد اسے سن لیتا تو انہیں قتل کر دیتا' راوی بیان کرتا ہے میں نے پوچھا انھوں نے کیا کہا ہے؟ انھوں نے کہا وہ ہمارے پاس سے کہتے ہوئے گزرے کہ ایک غلام غلاموں کا بادشاہ بن گیا ہے اور اس نے انہیں پرانا مقبوضہ مال بنا لیا ہے' اے گروہ عرب آج کے بعد تم غلام ہو گے تم نے ابن فاطمہ کو قتل کر دیا ہے اور ابن مرجانہ کو امیر بنا لیا ہے وہ تمہارے نیکوکاروں کو قتل کرے گا اور تمہارے شریروں کو غلام بنا لے گا' ذلت سے راضی ہونے والے کے لیے ہلاکت ہو اور اسے ابوداؤد کے طریق سے اس کے اسناد سے بحوالہ حضرت زید بن ارقمؓ اسی طرح روایت کیا گیا ہے اور طبرانی نے اسے ثابت کے طریق سے بحوالہ زید روایت کیا ہے۔

اور ترمذی نے بیان کیا ہے کہ واصل بن عبدالاعلیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ابومعاویہ نے اعمش سے بحوالہ عمارۃ بن عمیر ہم سے بیان کیا کہ جب عبیداللہ بن زیاد اور اس کے اصحاب کے سر لائے گئے تو انہیں کوفہ کی مسجد میں نصب کیا گیا' میں ان کے پاس پہنچا تو وہ کہہ رہے تھے' وہ آ گیا ہے وہ آ گیا ہے' کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سانپ سروں کے درمیان سے آیا اور عبیداللہ بن زیاد کے نتھنوں میں داخل ہو گیا اور کچھ دیر ٹھہر کر پھر باہر نکل گیا اور غائب ہو گیا پھر انہوں نے کہا وہ آ گیا ہے وہ آ گیا ہے اس نے دو تین بار اس طرح کیا پھر ترمذی نے بیان کیا ہے کہ یہ حسن صحیح ہے۔

اور ابن زیاد کے حکم سے الصلاۃ جامعۃ کا اعلان کیا گیا اور لوگ اکٹھے ہو گئے تو اس نے منبر پر چڑھ کر اس فتح کا ذکر کیا۔ جو اللہ تعالیٰ نے اسے قتل حسینؓ کے متعلق دی جس نے ان سے حکومت سلب کرنی چاہی اور ان کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنا چاہا تھا' عبداللہ بن عفیف ازدی نے اس کے پاس جا کر کہا اسے ابن زیاد کے حکم سے اسے قتل کر دیا گیا اور صلیب دی گئی پھر اس کے حکم سے حضرت حسینؓ کے سر کو کوفہ میں نصب کیا گیا اور کوفہ کی گلیوں میں اسے گھمایا گیا پھر اس نے اسے زحر بن قیس کے ہاتھ آپ کے اصحاب کے سروں کے ساتھ یزید بن معاویہ کے پاس بھجوا دیا اور زحر کے ساتھ سواروں کی ایک جماعت تھی جن میں ابو بردہ بن عوف ازدی اور طارق بن ابی ظبیان ازدی بھی شامل تھے وہ تمام سروں کو لے کر یزید بن معاویہ کے پاس آ گئے۔

ہشام نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن یزید بن روح بن زنباع الجذامی نے اپنے باپ سے بحوالہ الغاز بن ربیعۃ الجرشی حمیری مجھ سے بیان کیا کہ قسم بخدا جب زحر بن قیس آیا تو میں دمشق میں یزید بن معاویہ کے پاس موجود تھا وہ یزید کے پاس آیا تو یزید نے اسے کہا تو ہلاک ہو جائے تیرے پیچھے کیا ہے؟ اس نے کہا اے امیر المومنین اللہ نے آپ کو جو فتح دی ہے اس کی مبارک ہو اور اس نے حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما اور اس کے اہل بیت کے ۱۸ آدمیوں اور اس کے ساتھ مددگاروں کو ہمیں واپس دیا ہے' ہم ان کے مقابلہ میں گئے اور ہم نے ان سے مطالبہ کیا کہ وہ فرماں برداری اختیار کریں اور امیر عبیداللہ بن زیاد کے حکم کو تسلیم کریں یا جنگ کریں تو انہوں نے جنگ کو پسند کیا اور ہم سورج نکلتے ہی ان کی طرف گئے اور ہم نے ہر طرف سے ان کا گھیراؤ کر لیا یہاں تک کہ تلواروں

نے لوگوں کی کھوپڑیوں کو پکڑ لیا اور وہ کسی جائے فرار اور جائے پناہ کے بغیر بھاگنے لگے اور وہ ہمارے مقابلہ میں ٹیلوں اور گڑھوں میں یوں پناہ لینے لگے جیسے کبوتر' باز سے پناہ لیتا ہے اور قسم بخدا وہ صرف اونٹوں کے اندازے سے یا قیلولہ کرنے والے کی نیند کی مانند تھے حتیٰ کہ ہم نے انہیں آخر تک آ لیا اور یہ ان کے برہنہ اجسام اور لپیٹے ہوئے کپڑے اور خاک آلود رخسار ہیں' جنہیں سورج گرمی پہنچا رہا ہے۔ اور ہوا ان پر خاک اڑا رہی ہے اور عقاب اور کرگس انہیں اٹھا رہے ہیں۔

راوی بیان کرتا ہے' یزید بن معاویہ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور اس نے کہا میں قتل حسین کے بغیر بھی تمہاری فرماں برداری سے راضی تھا۔ اللہ تعالیٰ ابن سمیہ پر لعنت کرے' قسم بخدا اگر میں آپ کے ساتھ ہوتا تو آپ کو معاف کر دیتا اور اللہ تعالیٰ حضرت حسینؓ پر رحم فرمائے اور جو شخص حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر لایا تھا اس نے اسے کچھ عطیہ نہ دیا اور جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر یزید کے سامنے رکھا گیا تو اس نے کہا قسم بخدا اگر میں آپ کے ساتھ ہوتا تو میں آپ کو قتل نہ کرتا پھر اس نے حسین بن حمام المری الشاعر کا یہ شعر پڑھا۔

''وہ تلواریں ان جوانوں کے سروں کو پھوڑ دیتی ہیں جو ہم پر گراں ہوتے ہیں اور وہ بڑے نافرمان اور ظالم تھے''۔

ابو مخنف نے بیان کیا ہے کہ ابو جعفر العبسی نے مجھ سے بیان کیا' کہ مروان بن الحکم کے بھائی یحییٰ بن الحکم نے اٹھ کر کہا۔

''طف کے پہلو میں ایک کھوپڑی پڑی ہے جو ابن زیاد سے قرابت قریبہ رکھتی ہے جو ایک فرومایہ نسب والا غلام ہے' سمیہ کی نسل سنگریزوں کی تعداد کی مانند ہو گئی ہے اور آج آل مصطفیٰ کی کوئی نسل نہیں ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے' یزید نے یحییٰ بن الحکم کے سینے میں ضرب لگائی اور اسے کہا خاموش ہو جا' اور محمد بن حمید الرازی جو شیعہ ہے۔ نے بیان کیا ہے کہ محمد بن یحییٰ احمری نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے بحوالہ مجاہد ہم سے بیان کیا کہ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر لا کر یزید کے سامنے رکھا گیا تو اس نے بطور مثال یہ شعر پڑھے۔

''کاش میرے بزرگ بدر میں تیزوں کی چوٹ پر خزرج کی گھبراہٹ کو دیکھتے انھوں نے آواز بلند کی اور خوشی سے چمک اٹھے پھر انہوں نے مجھے کہا ابھی نہ پوچھ' جب ان کے اونٹوں کے صحن میں ٹکراؤ ہوا اور عبدالاسل میں خوب قتلام ہوا ہم نے تمہارے دگنے سرداروں کو قتل کیا ہے اور ہم نے بدر کی کجی کو سیدھا کر دیا ہے پس تو بھی سیدھا ہو جا''۔ [1]

مجاہد نے بیان کیا ہے کہ اس نے ان اشعار میں منافقت سے کام لیا ہے خدا کی قسم اس کی فوج میں کوئی شخص ایسا نہ تھا جس نے اسے ملامت نہ کی ہو۔

اور اس کے بعد علماء نے حضرت حسینؓ کے سر کے بارے میں اختلاف کیا ہے کہ کیا ابن زیاد نے اسے یزید کے پاس شام

---

[1] یہ بات تصور میں بھی نہیں آ سکتی کہ ان ایام میں یزید نے ان اشعار کو بطور تمثیل پڑھا ہو' بلاشبہ تمام مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ اس نے ان اشعار کو اس وقت بطور تمثیل پڑھا جب اس کے پاس مدینہ شریف کے معرکہ حرہ اور انصار کے قتل کی خبر پہنچی اور حرہ کا معرکہ اس کے بعد ہوا ہے جیسا کہ آپ کو ابھی معلوم ہو جائے گا' نیز حضرت حسینؓ کے قضیہ میں خزرج کا کوئی شخص حاضر نہ تھا یہ بات واقعات اور ایام الناس کے سمجھنے سے معلوم کی جا سکتی ہے۔

بھجوایا تھا یا نہیں' اس بارے میں دو قول ہیں' ان دونوں میں سے زیادہ واضح قول یہ ہے کہ اس نے اسے یزید کے پاس بھجوایا تھا اور اس بارے میں بہت سے آثار بیان ہوئے ہیں۔ واللہ اعلم

اور ابو مخنف نے عن ابی حمزۃ الشمالی عن عبداللہ الیمانی عن القاسم بن نجیت بیان کیا ہے کہ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر یزید بن معاویہ کے سامنے رکھا گیا تو وہ اپنے ہاتھ کی چھڑی کو آپ کے دانتوں پر مارنے لگا' پھر کہنے لگا' اس کی اور ہماری مثال حصین ابن الحمام المری کے قول کے مطابق ہے کہ۔

''وہ تلواریں ان جوانوں کی کھوپڑیوں کو توڑ دیتی ہیں جو ہم پر گراں ہوتے ہیں اور وہ بڑے نافرمان اور ظالم تھے''۔

حضرت ابو برزہ اسلمی نے اسے کہا خدا کی قسم' تیری یہ چھڑی اس جگہ لگی ہے جسے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چومتے دیکھا ہے۔ پھر انہوں نے کہا بلاشبہ یہ قیامت کے روز آئیں گے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سفارشی ہوں گے اور تو آئے گا تو تیرا سفارشی ابن زیاد ہوگا پھر وہ کھڑے ہوئے اور پشت پھیر کر چلے گئے' اور ابن ابی الدنیا نے اسے عن ابی الولید عن خالد بن یزید بن اسد بن عمار الدھنی عن جعفر روایت کیا ہے کہ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سر کو یزید کے سامنے رکھا گیا تو اس کے پاس حضرت ابو برزہ بھی موجود تھے وہ چھڑی مارنے لگا تو انہوں نے اسے کہا اپنی چھڑی کو اٹھالو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسے بوسے دیتے دیکھا ہے' ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ مسلم بن شبیب نے الحمیدی سے بحوالہ ابو سفیان مجھ سے بیان کیا کہ میں نے سالم بن ابی حفصہ سے سنا کہ حسن نے بیان کیا کہ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر لایا گیا تو یزید چھڑی سے ٹھوکے دینے لگا' سفیان نے بیان کیا ہے کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ حصین اس کے بعد یہ شعر پڑھتا تھا۔

''سمیہ کی نسل سنگریزوں کی تعداد کی مانند ہوگئی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کی کوئی نسل نہیں ہے''۔

اور آپ کے بقیہ اہل اور بیویوں کو عمر بن سعد نے محافظوں کے سپرد کیا پھر انہوں نے ان کو ہودجوں میں اونٹوں پر سوار کرادیا اور جب وہ میدانِ کارزار کے پاس سے گزرے اور انہوں نے وہاں حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب کو پڑے ہوئے دیکھا تو عورتیں روئیں اور چلائیں اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا ندبہ کیا اور اس نے روتے ہوئے کہا:

''اے محمدؐ! اے محمدؐ! اللہ تعالیٰ اور آسمان کے فرشتے آپ پر درود پڑھیں' حسین خون میں لتھڑا اور مقطوع الاعضاء ہوکر میدان میں پڑا ہے' اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی بیٹیاں قیدی ہیں اور آپ کی ذریت قتل ہوئی پڑی ہے جس پر صبا خاک اڑاتی ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے' خدا کی قسم حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ہر دوست اور دشمن کو رُلا دیا۔

قرۃ بن قیس نے بیان کیا ہے کہ جب عورتیں مقتولین کے پاس سے گزریں تو وہ چلائیں اور انھوں نے اپنے رخساروں پر طمانچے مارے' راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے عورتوں کا اس قدر خوبصورت منظر کبھی نہیں دیکھا جتنا میں نے اس روز دیکھا' قسم بخدا وہ بیرین کی نیل گایوں سے بھی زیادہ خوبصورت تھیں اور اس نے وہ بات بیان کی ہے جو پہلے بیان ہو چکی ہے پھر اس نے بیان کیا ہے پھر وہ انہیں کربلا سے لے گئے حتیٰ کہ کوفہ میں داخل ہو گئے اور ابن زیاد نے ان کی عزت کی اور انھیں اخراجات اور لباس وغیرہ دیئے'

راوی بیان کرتا ہے‘ حضرت زینب بنت حضرت فاطمہؓ اپنے حقیر ترین کپڑوں میں داخل ہوئیں آپ بد حال ہو چکی تھیں اور آپ کی لونڈیوں نے آپ کو گھیرا ہوا تھا‘ آپ جب عبیداللہ بن زیاد کے پاس آئیں تو اس نے پوچھا یہ کون ہے؟ تو آپ نے اس سے بات نہ کی اور آپ کی ایک لونڈی نے کہا یہ زینب بنت فاطمہؓ ہیں‘ اس نے کہا اس خدا کا شکر ہے جس نے آپ کو رسوا کیا ہے اور قتل کیا ہے اور تمہارے ایک بت کی تکذیب کی ہے حضرت زینبؓ نے کہا بلکہ اس خدا کا شکر ہے جس نے محمد ﷺ کے ذریعے ہمیں معزز کیا ہے اور ہمیں اچھی طرح پاک کیا ہے نہ کہ جیسا تو نے بیان کیا ہے‘ اور صرف فاسق کی رسوائی ہوتی ہے اور فاجر کی تکذیب کی جاتی ہے‘ اس نے پوچھا تو نے اپنے اہل بیت کے ساتھ اللہ کے سلوک کو کیسے پایا ہے‘ حضرت زینبؓ نے کہا اس نے ان پر قتل ہونا فرض کیا اور وہ اپنے مقتل کی طرف چلے گئے اور عنقریب اللہ تعالیٰ تجھے اور انہیں اکٹھا کر دے گا اور وہ اللہ کے ہاں تجھ سے جھگڑا کریں گے‘ پس ابن زیاد غصے سے بھڑک اٹھا تو عمرو بن حریث نے اسے کہا اللہ امیر کا بھلا کرے‘ یہ صرف ایک عورت ہے اور کیا عورت کی گفتار پر کچھ مواخذہ ہوتا ہے؟ اس کے قول پر مواخذہ نہیں ہوتا اور نہ بے ہودہ گوئی پر ملامت کی جاتی ہے۔

ابومخنف نے مجالد سے بحوالہ سعید بیان کیا ہے کہ جب ابن زیاد نے زین العابدین علی بن حسین کی طرف دیکھا تو اس نے سپاہی سے کہا دیکھو کیا یہ بچہ بالغ ہو گیا ہے اور اگر یہ بالغ ہو چکا ہے تو اسے لے جا کر قتل کر دو؟ اس نے آپ کا تہبند اٹھا کر کہا ہاں‘ ابن زیاد نے کہا اسے لے جا کر قتل کر دو‘ علی بن حسین نے اسے کہا اگر تیرے اور ان عورتوں کے درمیان قرابت پائی جاتی ہے تو ان کے ساتھ ایک شخص کو بھیج جو ان کی حفاظت کرے‘ ابن زیاد نے آپ سے کہا‘ تم ہی آؤ اور اس نے آپ کو ان کے ساتھ بھیج دیا‘ ابومخنف نے بیان کیا ہے کہ سلیمان بن ابی راشد نے بحوالہ حمید بن مسلم مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما کو ابن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا تو میں ابن زیاد کے پاس کھڑا تھا اس نے آپ سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا میں علی بن حسین ہوں‘ اس نے کہا اللہ نے علی بن حسین کو قتل نہیں کیا؟ آپ خاموش رہے تو ابن زیاد نے آپ سے پوچھا آپ بات کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے کہا میرا ایک بھائی تھا جسے علی کہا جاتا تھا لوگوں نے اسے قتل کر دیا ہے اس نے کہا بلا شبہ اللہ نے اسے قتل کیا ہے‘ آپ خاموش رہے تو اس نے پوچھا آپ بات کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا (اللہ نفوس کو ان کی موت کے وقت وفات دیتا ہے۔ اور کوئی جان اذنِ الٰہی کے بغیر نہیں مر سکتی) اس نے کہا قسم بخدا تو بھی ان میں سے ہے‘ تو ہلاک ہو جائے‘ دیکھو یہ بالغ ہو چکا ہے‘ قسم بخدا میں اسے مرد خیال کرتا ہوں پس مری بن معاد احمری نے آپ کا کپڑا اٹھایا اور کہنے لگا ہاں یہ بالغ ہو چکا ہے اس نے کہا اسے قتل کر دو‘ حضرت علی بن حسین نے کہا ان عورتوں کو کس کے سپرد کیا جائے گا اور ان کی پھوپھی حضرت زینب ان سے چمٹ گئیں اور کہنے لگیں اے ابن زیاد جو کچھ تو نے ہمارے ساتھ کیا ہے وہی تجھے کافی ہے کیا تو ہمارے خون سے سیر نہیں ہوا اور کیا تو نے ہم میں سے کسی کو زندہ رہنے دیا ہے؟ راوی بیان کرتا ہے حضرت زینبؓ نے حضرت علی کو گلے لگا لیا اور کہنے لگیں اگر تو مومن ہے تو میں تجھے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتی ہوں تو اسے جب قتل کرے گا جب مجھے اس کے ساتھ قتل کرے گا‘ اور حضرت علی بن حسینؓ نے پکار کر کہا اے ابن زیاد اگر تیرے اور ان عورتوں کے درمیان قرابت پائی جاتی ہے تو ان کے ساتھ ایک متقی شخص کو بھیج جو ان کے ساتھ اسلامی طریق کے مطابق رہے‘ راوی بیان کرتا ہے اس نے ایک ساعت ان عورتوں کی طرف دیکھا پھر لوگوں کی طرف دیکھ کر کہنے لگا‘ رشتہ بھی عجیب چیز ہے خدا کی قسم میں

خیال کرتا ہوں کہ حضرت زینب نے چاہا کہ اگر میں نے حضرت علی بن حسین کو قتل کیا تو میں انہیں بھی اس کے ساتھ قتل کر دوں گا' بچے کو چھوڑ دو اپنی عورتوں کے ساتھ چلے جاؤ' راوی بیان کرتا ہے پھر ابن زیاد نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی بیویوں' بچوں اور بیٹیوں کو حکم دیا تو انہیں یزید کے پاس لے جایا گیا اور اس کے حکم سے حضرت علی بن حسین کو گردن تک طوق ڈالا گیا اور اس نے انہیں محقر بن ثعلبۃ العائذی جو قریش کے عائذہ سے تعلق رکھتا تھا۔ اور شمر بن ذی الجوشن کے ساتھ اللہ اس کا بھلا نہ کرے' بھیج دیا اور جب وہ یزید کے دروازے پر پہنچے تو محقر بن ثعلبہ نے بلند آواز سے کہا یہ محقر بن ثعلبہ ہے' کمینے فاجروں سے امیر المومنین کو کیا نسبت' یزید بن معاویہ نے اسے جواب دیا' ام محقر نے برا اور کمینہ نہیں جنا۔ ❶

جب مستورات اور سر یزید کے پاس آئے تو اس نے شام کے اشراف کو بلا کر اپنے اردگرد بٹھایا پھر اس نے حضرت علی بن حسین اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کی بیویوں اور بچوں کو بلایا' انہیں اس کے پاس لایا گیا تو لوگ دیکھ رہے تھے اس نے حضرت علی بن حسینؓ سے کہا' اے علی! تمہارے باپ نے میرے رشتے کو قطع کیا اور میرے حق کو ضائع کیا ہے اور میرے اقتدار میں مجھ سے کشاکش کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس سے جو سلوک کیا ہے تو اسے دیکھ چکا ہے' حضرت علی بن حسینؓ نے کہا: ﴿مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ﴾ یزید نے اپنے بیٹے خالد سے کہا اسے جواب دو' راوی بیان کرتا ہے خالد کو کچھ سمجھ نہ آیا کہ وہ اسے کیا جواب دے' تو یزید نے اسے کہا' کہو ﴿مَا اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ﴾ پس اس نے کچھ دیر آپ سے اعراض کیا پھر اس نے عورتوں اور بچوں کو بلایا اور ان کی بری حالت کو دیکھا تو اس نے کہا اللہ ابن مرجانہ کا برا کرے اگر اس کے اور ان کے درمیان قرابت اور رشتہ ہوتا تو وہ ان کے ساتھ ایسا سلوک نہ کرتا اور نہ تم کو اس حالت میں بھجواتا۔

ابومخنف نے حارث بن کعب سے بحوالہ فاطمہ بنت علی روایت کی ہے وہ بیان کرتی ہیں جب ہمیں یزید کے سامنے بٹھایا گیا تو اس نے ہم پر ترس کھایا اور ہم سے مہربانی کی اور ہمارے لیے کچھ حکم دیا پھر اہل شام میں سے ایک سرخ رنگ شخص یزید کے پاس گیا اور کہنے لگا اے امیر المومنین مجھے یہ لڑکی بخش دو۔ اس کی مراد میں تھی۔ اور میں خوبصورت لڑکی تھی تو میں اس کی بات سے گھبرا کر کانپنے لگی اور میں نے خیال کیا کہ یہ ان کے لیے جائز ہے پس میں نے اپنی بہن زینب کے کپڑوں کو پکڑ لیا۔ اور وہ مجھ سے بڑی اور زیادہ عقل مند تھیں۔ اور وہ جانتی تھیں کہ یہ جائز نہیں۔ وہ اس شخص سے کہنے لگیں خدا کی قسم تو نے جھوٹ بولا ہے اور کمینگی کی ہے یہ بات تیرے اور اس کے لیے جائز نہیں' یزید نے غصے ہو کر حضرت زینبؓ سے کہا تو نے جھوٹ بولا ہے خدا کی قسم یہ میرے لیے جائز ہے اور اگر میں اسے کرنا چاہوں تو کرلوں' حضرت زینبؓ نے کہا ہرگز نہیں' خدا کی قسم خدا نے تیرے لیے یہ جائز نہیں کیا سوائے اس کے کہ تو ہماری ملت سے نکل جائے اور ہمارے دین کے سوا کوئی اور دین اختیار کرے' حضرت زینب بیان کرتی ہیں یزید غصے اور طیش میں آ گیا پھر کہنے لگا تو اس بات سے ہمارا سامنا کرتی ہے' تیرا باپ اور تیرا بھائی دین سے خارج ہو گئے ہیں' حضرت زینب نے کہا اللہ کے دین اور میرے باپ کے دین اور میرے بھائی اور میرے نانا کے دین سے تو نے اور تیرے باپ نے اور تیرے دادا نے ہدایت پائی ہے'

---

❶ اس جگہ مصری نسخہ میں کوئی غلطی رہ گئی ہے جس کی وجہ سے فقرہ مکمل نہیں ہے۔ (مترجم)

اس نے کہا اے دشمن خدا تو نے جھوٹ بولا ہے' حضرت زینب نے کہا' تو مسلط امیر المومنین ہے تو ظالم ہو کر گالیاں دیتا ہے اور اپنے اقتدار سے غالب آتا ہے' حضرت زینب بیان کرتی تھیں وہ شرمندہ سا ہو کر خاموش ہو گیا پھر اس شخص نے اٹھ کر کہا یا امیر المومنین مجھے یہ لڑکی بخش دو' یزید نے اسے کہا دور ہو جا اللہ تجھے کام تمام کرنے والی موت دے' پھر یزید نے نعمان بن بشیر کو حکم دیا کہ وہ ان کے ساتھ مدینہ تک ایک امین شخص کو بھیجے جس کے ساتھ پیادہ اور سوار ہوں اور حضرت علی بن حسین ان کے ساتھ ہوں پھر اس نے عورتوں کو اپنے حریم کے پاس دارالخلافتہ میں اتارا اور آل معاویہ کی عورتوں نے حضرت حسینؓ پر روتے اور نوحہ کرتے ہوئے ان کا استقبال کیا پھر انہوں نے تین دن گریہ زاری کی اور یزید' علی بن حسین اور ان کے بھائی عمر بن حسین کے بغیر صبح وشام کا کھانا نہ کھاتا تھا' ایک روز یزید نے عمر بن حسین سے کہا وہ بہت چھوٹے تھے۔ کیا تو اس کے ساتھ جنگ کرے گا۔ یعنی اس کے بیٹے خالد بن یزید کے ساتھ' اس کا مقصد آپ سے مزاح اور تفریح کرنا تھا۔ عمر بن حسین نے کہا مجھے اور اسے ایک ایک چھری دے دو تا کہ ہم باہم جنگ کریں تو یزید نے آپ کو پکڑ کر اپنے ساتھ لگا لیا اور کہنے لگا' میں سانپ کی طبیعت کو جانتا ہوں' سانپ سانپ ہی کو جنم دیتا ہے؟

اور جب یزید نے انہیں الوداع کہا تو حضرت علی بن حسین سے کہا' اللہ ابن سمیہ کا بھلا نہ کرے خدا کی قسم اگر میں آپ کے باپ کے ساتھ ہوتا تو وہ جس بات کا مجھ سے مطالبہ کرتا میں اسے دیتا اور میں حتی المقدور اس سے موت کو دور کرتا خواہ میرے بعض بچے ہلاک ہو جاتے لیکن اللہ نے جو فیصلہ کیا ہے آپ نے اسے دیکھ لیا ہے پھر اس نے آپ کو تیار کیا اور بہت سامال اور پوششیں دیں اور ان کے متعلق اس ایلچی کو وصیت کی اور اسے کہا جو ضرورت تجھے ہو اس کے متعلق مجھے لکھنا اور جس ایلچی کو اس نے ان عورتوں کے ساتھ بھیجا وہ راستے میں ان سے علیحدہ ہو کر چلتا اور ان سے اتنا دور رہتا جہاں سے اس کی نظر انہیں دیکھ سکتی اور وہ ان کی خدمت میں رہا حتیٰ کہ وہ مدینہ پہنچ گئے' حضرت فاطمہ بنت علی نے بیان کیا ہے کہ میں نے اپنی بہن حضرت زینب سے کہا بلاشبہ اس نے جس شخص کو ہمارے ساتھ بھیجا ہے اس نے ہماری اچھی مصاحبت کی ہے کیا آپ کے پاس کوئی چیز ہے کہ ہم اسے انعام دیں' وہ کہنے لگیں خدا کی قسم ہمارے پاس ہمارے زیورات کے سوا' اسے انعام دینے کو کچھ نہیں' حضرت فاطمہ کہتی ہیں' میں نے حضرت زینب سے کہا ہم اسے اپنے زیورات دیں گی' آپ بیان کرتی ہیں میں نے اپنا کنگن اور بازوبند لیا اور میری بہن نے اپنا کنگن اور بازوبند لیا اور ہم نے انہیں اس کے پاس بھجوا دیا اور ہم نے اس کے پاس معذرت کی اور کہا آپ نے ہمارے ساتھ جو اچھی مصاحبت کی ہے یہ اس کا بدلہ ہے' اس نے کہا' میں نے جو سلوک تم سے کیا ہے اگر وہ صرف دنیا کے لیے ہے تو آپ نے جو کچھ مجھے بھیجا ہے وہ میری رضامندی کے لیے کافی ہے اور زیادہ ہے لیکن قسم بخدا میں نے یہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کو جو قرابت حاصل ہے اس کی خاطر کیا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جب یزید نے حضرت حسینؓ کے سر کو دیکھا تو کہا' کیا تم جانتے ہو کہ ابن فاطمہ کہاں سے آئے ہیں؟ اور جو کچھ انہوں نے کیا ہے اس پر انہیں کس نے آمادہ کیا ہے اور جس بات میں وہ الجھ گئے ہیں اس میں انہیں کس نے الجھایا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں' اس نے کہا ان کا خیال ہے کہ ان کا باپ میرے باپ سے بہتر ہے اور ان کی ماں حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ میری ماں سے بہتر ہے اور ان کے نانا رسول اللہ ﷺ میرے نانا سے بہتر ہیں اور وہ مجھ سے بہتر ہیں اور اس امارت کے مجھ سے

زیادہ حق دار ہیں' ان کا یہ کہنا کہ ان کا باپ میرے باپ سے بہتر ہے' اس کا جواب یہ ہے کہ میرے باپ نے ان کے باپ سے اللہ کے ہاں جھگڑا کیا اور لوگوں کو معلوم ہو گیا ہے کہ اس نے کس کے حق میں فیصلہ دیا ہے اور ان کا یہ کہنا کہ ان کی ماں میری ماں سے بہتر ہے' میری زندگی کی قسم حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ میری ماں سے بہتر ہیں اور ان کا یہ کہنا کہ ان کے نانا رسول اللہ ﷺ میرے نانا سے بہتر ہیں' میری زندگی کی قسم جو شخص اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ ہم میں رسول اللہ ﷺ کا ہم پایہ اور ہمسر موجود نہیں ہے لیکن انہوں نے یہ بات اپنی کم فہمی سے کہی ہے کیا انہوں نے آیت ﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ﴾ اور آیت ﴿وَاللّٰهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَنْ يَّشَآءُ﴾ نہیں پڑھی۔

اور جب عورتیں یزید کے پاس گئیں تو حضرت فاطمہ بنت حسین جو حضرت سکینہ سے بڑی تھیں۔ کہنے لگیں اے یزید رسول اللہ ﷺ کی بیٹیاں قیدی ہیں' یزید نے کہا اے میری بھتیجی! میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں' اور وہ بیان کرتی ہیں میں نے کہا انہوں نے ہمارے لیے سونے کی انگوٹھی بھی نہیں چھوڑی' اس نے کہا میری بھتیجی جو کچھ تمہارے پاس آیا ہے وہ اس سے بہت بڑا ہے جو تم سے چلا گیا ہے پھر وہ انہیں اپنے گھر لے گیا پھر اس نے ہر عورت کے پاس پیغام بھیجا کہ اس سے کیا کچھ لیا گیا ہے اور ان میں سے ہر عورت نے اسی قدر چیزوں کا دعویٰ کیا جتنا اس کا نقصان ہوا تھا مگر اس نے اسے اس سے دُگنا دیا۔

اور ہشام نے بحوالہ ابومخنف بیان کیا ہے کہ ابوحمزہ الشمالی نے عبداللہ الشمالی سے بحوالہ قاسم بن نجیب مجھ سے بیان کیا کہ جب کوفہ کا وفد حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر لایا تو وہ اس کے ساتھ دمشق کی جامع مسجد میں داخل ہوئے تو مروان بن الحکم نے انہیں پوچھا تم نے کیسے کام کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ان میں اٹھارہ اشخاص ہمارے پاس آئے اور قسم بخدا ہم نے انہیں ان کے آخری آدمی تک آ لیا اور یہ سر اور قیدی عورتیں ہیں تو مروان اچھل پڑا اور واپس چلا گیا اور اس کے بھائی یحییٰ بن الحکم نے ان کے پاس آ کر کہا تم نے کیا کام کیا ہے؟ تو انہوں نے اسے وہی جواب دیا جو اس کے بھائی کو دیا تھا تو اس نے انہیں کہا' قیامت کے روز تم محمد ﷺ سے محجوب رہو گے' میں کسی امر پر کبھی تم سے موافقت نہیں کروں گا پھر وہ اٹھ کر واپس چلا گیا راوی بیان کرتا ہے جب اہل مدینہ کو حضرت حسینؓ کے قتل کی اطلاع ملی تو بنی ہاشم کی عورتیں آپ پر روئیں اور انہوں نے آپ کا نوحہ کیا۔

روایت ہے کہ یزید نے ان کے معاملے میں لوگوں سے مشورہ لیا تو جن لوگوں کو اللہ نے بھلائی سے دور کر دیا تھا انہوں نے کہا یا امیر المومنین برا کتا' پلے نہ بنائے' علی بن حسین کو قتل کر دیجیے تاکہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ذریت میں سے کوئی شخص باقی نہ رہے' یزید نے خاموشی اختیار کر لی تو نعمان بن بشیر نے کہا یا امیر المومنین ان سے وہ سلوک کیجیے جو رسول اللہ ﷺ ان کے ساتھ کرتے تھے کاش وہ انہیں اس حال میں دیکھتے' پس یزید کو ان پر ترس آ گیا اور اس نے انہیں حمام میں بھجوا دیا اور انہیں لباس' عطایا اور کھانے دیے اور انہیں اپنے گھر میں اتارا۔

یہ بات روافض کے قول کو رد کرتی ہے کہ انہوں نے قیدی عورتوں کو کوتل اونٹوں پر برہنہ سوار کرایا حتیٰ کہ ان میں سے بعض نے یہاں تک جھوٹ بولا ہے کہ اس روز ان عورتوں کی قبل و دبر کی شرمگاہوں کو چھپانے کے لیے بختی اونٹوں کی سات سات کوہانیں

پیدا ہو گئیں۔

پھر ابن زیاد نے امیر الحرمین عمرو بن سعید کو حضرت حسینؓ کے قتل کی خوشخبری کا خط لکھا اور اس نے منادی کو حکم دیا اور اس نے اس کا اعلان کر دیا اور جب بنو ہاشم کی عورتوں نے اعلان کو سنا تو ان کی گریہ ونوحہ کی آوازیں بلند ہو گئیں اور عمرو بن سعید کہنے لگا' یہ حضرت عثمانؓ بن عفان کی بیویوں کے رونے کا بدلہ ہے اور عبدالملک بن عمیر نے بیان کیا ہے کہ میں عبیداللہ بن زیاد کے پاس گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس کے سامنے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا سر ایک ڈھال پر پڑا ہے اور قسم بخدا ابھی میں تھوڑی دیر ہی ٹھہرا تھا کہ میں مختار بن ابی عبید کے پاس گیا' کیا دیکھتا ہوں عبیداللہ بن زیاد کا سر' مختار کے سامنے ایک ڈھال پر پڑا ہے اور قسم بخدا ابھی میں تھوڑی دیر ہی ٹھہرا تھا کہ میں عبدالملک بن مروان کے پاس گیا' کیا دیکھتا ہوں کہ مصعب بن زبیر کا سر اس کے آگے ایک ڈھال پر پڑا ہے۔

اور ابوجعفر بن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ زکریا بن یحییٰ الضریر نے مجھ سے بیان کیا کہ احمد بن خباب المصیفی نے ہم سے بیان کیا کہ خالد بن یزید نے بحوالہ عبداللہ القسری ہم سے بیان کیا کہ عمار الدھنی نے ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے ابوجعفر سے کہا مجھے قتل حسین کے متعلق بتاؤ گویا میں وہاں موجود تھا' اس نے کہا حضرت حسین' حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہما کا وہ خط لے کر آئے جو انہوں نے آپ کو لکھا تھا اور اس میں آپ کو اپنے پاس آنے کا مشورہ دیا تھا اور جب آپ اور قادسیہ کے درمیان تین میل کا فاصلہ رہ گیا تو حر بن یزید تمیمی آپ سے ملا اور اس نے آپ سے کہا آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا میں اس شہر میں جانا چاہتا ہوں' اس نے آپ سے کہا واپس چلے جایئے میں نے اپنے پیچھے کوئی بھلائی نہیں چھوڑی کہ اس کی امید کروں حضرت حسینؓ نے واپسی کا ارادہ کیا اور آپ کے ساتھ حضرت مسلم بن عقیلؓ کے بھائی بھی تھے انہوں نے کہا خدا کی قسم ہم جب تک اپنے بھائی کے قاتلین سے اپنا بدلہ نہ لیں یا ہم قتل نہ ہو جائیں ہم واپس نہیں جائیں گے' آپ نے فرمایا تمہارے بعد زندگی میں کوئی بھلائی نہیں' پس آپ چل پڑے اور ابن زیاد کے سواروں کا پہلا دستہ آپ سے ملا' اور جب آپ نے اسے دیکھا تو آپ کربلا کی طرف لوٹ آئے اور آپ نے اپنی پشت کو حلفا کا سہارا دیا تا کہ ایک جہت سے جنگ کریں' پس آپ نے اتر کر اپنے خیمے لگائے اور آپ کے اصحاب میں سے ۴۵ سوار اور ایک سو پیادہ تھے اور عمر بن سعد بن ابی وقاص کو ابن زیاد نے ری کا امیر بنایا اور اسے وصیت کی اور کہا کہ تو مجھے اس شخص سے کفایت کر اور اپنے کام پر چلا جا' اس نے کہا مجھے معاف کر' اس نے اسے معاف کرنے سے انکار کیا تو اس نے کہا مجھے آج شب کی مہلت دو' اس نے اسے مہلت دی تو اس نے اپنے معاملے میں غور وفکر کیا اور جب صبح ہوئی تو وہ اس حکم سے جو اس نے اسے دیا تھا راضی ہو کر اس کے پاس گیا' پس عمر بن سعد حضرت حسین کی طرف گیا اور جب وہ آیا تو حضرت حسینؓ نے اسے کہا' تین باتوں میں سے ایک بات کو اختیار کر لو' مجھے چھوڑ دو تا کہ میں جہاں سے آیا ہوں وہاں واپس چلا جاؤں یا مجھے یزید کے پاس جانے دو' یا مجھے سرحدوں پر جانے دو' عمر نے اسے قبول کر لیا اور عبیداللہ بن زیاد نے اسے خط لکھا کہ ایسا نہیں ہوگا اور جب تک وہ اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں نہ دیں کوئی عزت کی بات نہیں' حضرت حسینؓ نے کہا' خدا کی قسم ایسا کبھی نہیں ہوگا اور اس نے آپ سے جنگ کی اور حضرت حسینؓ کے سب اصحاب قتل ہو گئے جن میں آپ کے اہل بیت کے دس پندرہ جوان بھی تھے اور ایک تیر آ کر آپ کے

بیٹے کو لگا جو آپ کی گود میں تھا اور آپ خون کو پونچھنے اور کہنے لگے: اے اللہ ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان فیصلہ فرما انہوں نے ہمیں بلایا کہ وہ ہماری مدد کریں گے اور انہوں نے ہمیں قتل کر دیا ہے پھر آپ کے حکم سے ایک یمنی چادر لائی گئی جسے آپ نے پھاڑا پھر اسے پہن کر اپنی تلوار لے کر باہر نکلے اور جنگ کی حتیٰ کہ قتل ہو گئے' آپ کو مذحج کے ایک شخص نے قتل کیا اور اسی نے آپ کا سر کاٹا پس وہ اسے ابن زیاد کے پاس لے گیا اور اس نے اس بارے میں کہا۔

''میری سواریوں کو سونے اور چاندی سے بوجھل کر دو' میں نے پردہ میں رہنے والے بادشاہ کو قتل کیا ہے میں نے اس شخص کو قتل کیا ہے جو ماں باپ کے لحاظ سے لوگوں سے بہتر ہے اور جب وہ نسب بیان کرتے ہیں تو بھی ان سے بہتر ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے اس نے اس یزید بن معاویہ کے پاس بھیج دیا پس اس نے آپ کے سر کو اپنے آگے رکھا اور اس کے پاس حضرت ابو برزہ اسلمی بھی تھے اور یزید چھڑی سے آپ کے منہ پر ٹھوکے دینے لگا اور کہنے لگا۔

وہ تلواریں ان مردوں کی کھوپڑیوں کو پھاڑ دیتی ہیں جو ہم پر گراں ہوتے ہیں اور وہ بڑے نافرمان اور ظالم تھے ابو برزہ نے اسے کہا اپنی چھڑی اٹھالو قسم بخدا میں نے بسا اوقات رسول اللہ ﷺ کو اپنے منہ کو ان کے منہ پر رکھ کر چومتے دیکھا ہے' راوی بیان کرتا ہے اور عمر بن سعد نے آپ کی بیویوں اور عیال کو ابن زیاد کے پاس بھیج دیا اور آل حسین میں سے ایک بچے کے سوا کوئی باقی نہ بچا اور وہ عورتوں کے ساتھ مریض تھا' ابن زیاد نے اس کے قتل کا حکم دیا تو حضرت زینبؓ نے اپنے آپ کو اس پر گرا دیا اور کہنے لگیں خدا کی قسم جب تک تم مجھے قتل نہ کرو وہ قتل نہ ہوگا تو اسے آپ پر ترس آ گیا اور وہ اس کے قتل سے رک گیا۔ راوی بیان کرتا ہے اس نے انہیں یزید کے پاس بھیج دیا اور یزید نے اہل شام کے ان اشخاص کو جو اس کے پاس موجود تھے' جمع کیا انہوں نے اس کے پاس آ کر اسے فتح کی مبارک باد دی' اور ان میں سے ایک سرخ نیلگوں شخص کھڑا ہوا اور اس نے آپ کی بیٹیوں میں سے ایک خدمت کے قابل لڑکی کو دیکھ کر کہا یا امیر المومنین مجھے یہ لڑکی بخش دیجئے' حضرت زینب نے کہا' تجھے اور اسے عزت حاصل نہ ہوا ایسا نہیں ہوگا' سوائے اس کے کہ تم دونوں اللہ کے دین سے خارج ہو جاؤ' راوی بیان کرتا ہے نیلگوں شخص نے اس بات کو دہرایا تو یزید نے اسے کہا اس بات سے باز آ جا پھر وہ انہیں اپنے عیال کے پاس لے گیا پھر انہیں سوار کرا کر مدینہ بھیج دیا اور جب وہ مدینہ میں داخل ہوئے تو بنی عبدالمطلب کی ایک عورت اپنے بال کھولے اور اپنی آستین اپنے سر پر رکھے باہر آ کر ان سے ملی اور وہ رو رو کر کہہ رہی تھی۔

''اگر نبی ﷺ تم سے کہیں کہ آخری امت ہوتے ہوئے تم نے میرے فوت ہونے کے بعد میرے اہل اور میری اولاد سے کیا سلوک کیا تو تم کیا جواب دو گے ان میں کچھ تو قیدی ہیں اور کچھ خون سے لتھڑے پڑے ہیں۔ جب میں نے تمہاری خیر خواہی کی ہے تو یہ میرا بدلہ نہیں ہوسکتا کہ تم میرے رشتہ داروں کے بارے میں برائی سے میری جانشینی کرو''۔

اور ابو مخنف نے سلیمان بن ابی راشد سے بحوالہ عبدالرحمٰن بن ابی عبید ابی الکنود روایت کی ہے کہ حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی نے یہ اشعار کہے ہیں اور زبیر بن بکار نے بھی یہی بات بیان کی ہے کہ جب آل حسینؓ مدینہ نبویہ میں داخل ہوئی تو زینب الصغریٰ بنت عقیل بن ابی طالب نے یہ اشعار کہے اور ابوبکر بن الانباری نے اپنے اسناد سے روایت کی ہے کہ زینب بنت علی

بن ابی طالبؓ جو حضرت فاطمہؓ کے بطن سے تھیں۔ اور جب حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کی بیوی اور ان کے بیٹوں کی ماں تھی۔ نے کربلا کے روز جس دن حضرت حسین رضی اللہ عنہ قتل ہوئے اپنے خیمے کا پردہ اٹھایا اور یہ اشعار کہے۔ واللہ اعلم

اور ہشام بن الکلبی نے بیان کیا ہے کہ ہمارے بعض اصحاب نے بحوالہ عمرو بن المقدام مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتا ہے عمر بن عکرمہ نے مجھ سے بیان کیا کہ جس روز حضرت حسین رضی اللہ عنہ قتل ہوئے ہم نے مدینہ میں اس کی صبح کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ ہماری ایک لونڈی ہم سے بیان کر رہی ہے کہ میں نے گذشتہ رات سے پہلی رات کو ایک پکارنے والے کو پکارتے سنا وہ کہہ رہا تھا:

''اے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو از راہ ظلم قتل کرنے والو' تمہیں عذاب وسزا کی بشارت ہو' تمام اہل آسمان' نبی' مالک اور لوگ تمہارے خلاف بددعا کر رہے ہیں' تم پر حضرت داؤد' حضرت موسیٰ اور حامل انجیل علیہ السلام کی طرف سے لعنت کی گئی ہے''۔

ابن ہشام نے بیان کیا ہے کہ عمرو بن حیزوم الکلبی نے اپنی ماں کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتی ہے کہ میں نے اس آواز کو سنا ہے اور لیث اور ابونعیم نے ہفتے کا دن بیان کیا ہے اور حاکم ابوعبداللہ نیشاپوری وغیرہ نے حضرت حسینؓ کے قتل کے بارے میں بعض متقدمین کے جو اشعار سنائے ہیں ان میں سے یہ اشعار بھی ہیں۔

''اے پسر بنت رسول وہ تیرے سر کو تیری چادر میں لپیٹ کر لائے ہیں گویا اے پسر بنتِ رسول انہوں نے تجھے واضح طور پر عمداً قتل کیا ہے' انہوں نے تجھے پیاسا رکھ کر قتل کیا ہے اور انہوں نے تیرے قتل کے بارے میں قرآن پر تدبر نہیں کیا اور تیرے قتل پر وہ تکبیر کہتے ہیں حالانکہ انہوں نے تیرے قتل کرنے سے تکبیر و تہلیل کو قتل کر دیا ہے''۔

باب

حضرت حسینؓ ۱۰/محرم ۶۱ھ کو بروز جمعہ قتل ہوئے اور ہشام بن الکلبی نے ۶۲ھ بیان کیا ہے اور یہی قول علی بن المدینی کا ہے اور ابن لہیعہ نے ۶۲ھ یا ۶۳ھ بیان کیا ہے اور دوسرے لوگوں نے ۶۰ھ بیان کیا ہے اور پہلا قول صحیح ہے آپ طف میں سرزمین عراق میں کربلا کے مقام پر قتل ہوئے' اور آپ کی عمر ۵۸ سال یا اس کے قریب قریب تھی اور ابونعیم نے اپنے قول میں غلطی کھائی ہے کہ آپ ۶۵ یا ۶۶ سال کی عمر میں قتل ہوئے تھے۔

امام احمد نے بیان کیا ہے کہ عبدالصمد بن حسان نے ہم سے بیان کیا کہ عمارۃ ابن زاذان نے ثابت سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ بارش کے فرشتے نے حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے اسے اجازت دے دی اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا ہمارے دروازے کی نگرانی کرنا کہ کوئی شخص ہمارے پاس نہ آئے حضرت حسین رضی اللہ عنہ آئے اور کود کر اندر داخل ہو گئے اور حضرت نبی کریم ﷺ کے کندھے پر چڑھنے لگے' فرشتے نے کہا کیا آپ اس سے محبت کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں' اس نے کہا آپ کی امت اسے قتل کرے گی اور اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو وہ جگہ بھی دکھا دوں جہاں یہ قتل ہوگا' راوی بیان کرتا ہے اس نے اپنا ہاتھ مارا اور آپ کو سرخ مٹی دکھائی' حضرت ام سلمہؓ نے یہ مٹی لے لی اور اسے اپنے کپڑے کے پلو میں باندھ لیا' راوی بیان کرتا ہے ہم سنا کرتے تھے کہ آپ کربلا میں قتل ہوں گے' اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن سعید نے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت عائشہؓ یا بحوالہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے گھر میں ایک فرشتہ آیا جو اس سے پہلے نہیں آیا تھا اور اس نے مجھے کہا: بلاشبہ آپ کا یہ بیٹا حسین مقتول ہوگا اور اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو وہ زمین بھی دکھا دوں جس میں آپ قتل ہوں گے' راوی بیان کرتا ہے اس نے سرخ مٹی نکالی' اور اس حدیث کو بحوالہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کئی طریق سے روایت کیا گیا ہے اور طبرانی نے اسے بحوالہ ابوامامہ روایت کیا ہے ہے اور اس میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ ہے' اور محمد بن سعد نے اسے بحوالہ حضرت عائشہ' حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت کی طرح روایت کیا ہے۔ واللہ اعلم' اور اسے حضرت زینبؓ بنت جحش اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی لبابہ ام فضل کی حدیث سے بھی روایت کیا گیا ہے اور کئی تابعینؒ نے اسے مرسل کہا ہے۔

اور ابوالقاسم بغوی نے بیان کیا ہے کہ محمد بن ہارون ابوبکر نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن محمد الرقی اور علی بن حسن رازی نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن عبدالملک ابوواقد الحرانی نے ہم سے بیان کیا کہ عطاء بن مسلم نے ہم سے بیان کیا کہ اشعث بن سحیم نے اپنے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ میں نے انس بن حارث کو بیان کرتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ میرا بیٹا یعنی حضرت حسینؓ ارض کربلا میں قتل ہوگا اور تم میں جو شخص اس موقع پر موجود ہو وہ اس کی مدد کرے۔ راوی بیان کرتا ہے'

انس بن حارث کربلا کی طرف گئے اور حضرت حسینؓ کے ساتھ قتل ہو گئے' ابوالقاسم بغوی بیان کرتے ہیں' میں نہیں جانتا کہ اس کے سوا کسی دوسرے شخص نے اسے روایت کیا ہو۔

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ محمد بن عبید نے ہم سے بیان کیا کہ شراحیل بن مدرک نے عبداللہ بن یحییٰ سے اس کے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ وہ حضرت علیؓ کے ساتھ روانہ ہوا۔ اور وہ آپ کا کوزہ بردار تھا۔ اور جب وہ صفین کو جاتے ہوئے نینویٰ سے گزرے تو حضرت علیؓ نے آواز دی اے ابوعبداللہ ٹھہر جاؤ' اے ابوعبداللہ فرات کے کنارے پر ٹھہر جاؤ' میں نے پوچھا آپ کیا کہنا چاہتے ہیں آپ نے فرمایا میں ایک روز رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا تو آپ کی آنکھیں اشکبار تھیں' میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ کو کس بات نے رلایا ہے؟ آپ نے فرمایا ابھی جبریلؑ میرے پاس سے اٹھے ہیں انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ حسینؓ، فرات کے کنارے پر قتل ہوں گے نیز کہا کیا میں آپ کو اس کی مٹی سونگھا دوں' حضور فرماتے ہیں اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور ایک مٹھی مٹی پکڑ کر مجھے دے دی اور میں اپنے آنسوؤں کو ضبط نہ کر سکا' احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

اور محمد بن سعد نے عن علی بن محمد عن یحییٰ بن زکریا عن رجل عن عامر الشعبی عن علی اسی کی مثل روایت کی ہے اور محمد بن سعد وغیرہ نے کئی طریق سے حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت کی ہے کہ وہ صفین جاتے ہوئے اندرائن کے پودوں کے پاس کربلا سے گزرے تو آپ نے اس کا نام دریافت کیا تو آپ کو بتایا گیا کہ اس کا نام کربلا ہے' آپ نے فرمایا کرب اور بلاء' آپ نے اتر کر وہاں ایک درخت کے پاس نماز پڑھی پھر فرمایا' یہاں شہداء قتل ہوں گے جو صحابہؓ کے سوا بہترین شہداء ہوں گے وہ جنت میں بلاحساب داخل ہوں گے۔ اور آپ نے وہاں ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا پس انہوں نے اسے کچھ پہچان لیا اور حضرت حسینؓ اسی جگہ میں قتل ہوئے اور حضرت کعب الاحبارؒ سے کربلاء کے متعلق کچھ آثار مروی ہیں اور ابوالخباب الکلبی وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ اہل کربلاء حضرت حسینؓ پر ہمیشہ جنات کا نوحہ سنتے رہے اور وہ کہتے تھے۔

''رسول اللہ ﷺ نے آپ کی پیشانی پر ہاتھ پھیرا ہے اور اس کی چمک رخسار میں ہے اور آپ کے والدین قریش کے عالی قدر آدمیوں میں سے ہیں اور آپ کا نانا' بہترین نانا ہے''۔

اور ایک شخص نے انہیں جواب دیا۔

''وہ ان کے پاس آ کر انہیں نکال لے گئے اور وہ آپ کے لیے بدترین وفد تھے انہوں نے اپنے نبی کی بیٹی کے بیٹے کو قتل کر دیا ہے اور اس کے ذریعے رخساروں والوں کو پرسکون کر دیا ہے''۔

اور ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ لوگوں کا ایک گروہ ایک غزوہ میں بلاد روم کی طرف گیا تو انہوں نے ایک کلیسا میں لکھا دیکھا۔

''کیا وہ امت جس نے حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے' یوم حساب کو اس کے نانا کی شفاعت کی امید رکھتی ہے؟''۔

انہوں نے ان سے پوچھا یہ شعر کس نے لکھا ہے انہوں نے کہا یہ آپ کے نبی کی بعثت سے تین سو سال پہلے کا لکھا ہوا ہے' روایت ہے کہ جن لوگوں نے آپ کو قتل کیا انہوں نے واپس آ کر شراب نوشی کرتے ہوئے رات گزاری اور سر ان کے پاس موجود تھا تو ایک آہنی قلم ان کے سامنے نمودار ہوا اور اس نے دیوار پر ان کے لیے یہ شعر لکھا:

''کیا وہ امت جس نے حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے یوم حساب کو اس کے نانا کی شفاعت کی امید رکھتی ہے؟''۔

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ عبدالرحمن اور عفان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے عمار بن ابی عمار سے بحوالہ حضرت ابن عباسؓ ہم سے بیان کیا کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دوپہر کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پراگندہ مو غبار آلود حالت میں دیکھا اور آپ کے پاس ایک شیشی ہے جس میں خون ہے میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ حسینؓ اور اس کے اصحاب کا خون ہے میں مسلسل اس روز سے اسے جمع کر رہا ہوں عمار نے بیان کیا ہے کہ ہم نے اس روز کو شمار کیا تو ہمیں معلوم ہوا کہ آپ اسی روز قتل ہوئے ہیں احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں اور اس کا اسناد قوی ہے۔

اور ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن محمد بن ہانی ابوعبدالرحمن نحوی نے ہم سے بیان کیا کہ مہدی بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن زید بن جدعان نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابن عباسؓ نیند سے بیدار ہوئے تو آپ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور فرمایا قسم بخدا حضرت حسین رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے ہیں آپ کے اصحاب نے انہیں کہا اے ابن عباس رضی اللہ عنہما کیوں؟ آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور آپ کے پاس خون کی ایک شیشی ہے اور آپ نے فرمایا کیا تجھے معلوم ہے کہ میرے بعد میری امت نے کیا کیا ہے؟ انہوں نے حسین کو قتل کر دیا ہے اور یہ اس کا اور اس کے اصحاب کا خون ہے میں ان دونوں خونوں کو اللہ کے حضور پیش کروں گا۔

پس آپ نے جس روز یہ بات کہی آپ نے اس روز اور اس گھڑی کو لکھ لیا اور ابھی ۲۴ دن ہی گزرے تھے کہ مدینہ میں ان کے پاس خبر آئی کہ آپ اسی روز اور اسی گھڑی کو قتل ہوئے ہیں اور ترمذی نے عن ابی سعید الاشج عن ابی خالد الاحمر عن رزین عن سلمی روایت کی ہے آپ بیان کرتی ہیں کہ میں حضرت ام سلمہؓ کے پاس گئی تو وہ رو رہی تھیں میں نے پوچھا آپ کیوں روتی ہیں؟ آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور آپ کے سر اور داڑھی پر مٹی پڑی ہوئی ہے میں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو کیا ہوا ہے آپ نے فرمایا میں نے ابھی حسینؓ کے قتل کو دیکھا ہے۔

اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ محمد بن عبداللہ انصاری نے ہمیں بتایا کہ قرۃ بن خالد نے ہمیں خبر دی کہ عامر بن عبدالواحد نے بحوالہ شہر بن حوشب مجھے بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی حضرت ام سلمہؓ کے پاس تھا کہ ہم نے دادخواہ کی آواز سنی وہ حضرت ام سلمہؓ کے پاس آ کر کہنے لگا حسین رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے ہیں حضرت ام سلمہؓ نے پوچھا انہوں نے یہ کام کر دیا ہے اللہ تعالیٰ ان کی قبروں یا گھروں کو آگ سے بھر دے اور بے ہوش ہو کر گر پڑیں اور ہم اٹھ آئے امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن مہدی نے ہم سے بیان کیا کہ ابن مسلم نے بحوالہ عمار ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت ام سلمہؓ سے سنا آپ نے فرمایا میں نے جنات کو حضرت حسینؓ پر روتے سنا نیز میں نے جنات کو حضرت حسینؓ پر نوحہ کرتے سنا اسے حسین بن ادریس عن ہاشم بن ہاشم عن امہ عن ام سلمہؓ روایت کیا ہے آپ فرماتی ہیں میں نے جنات کو حضرت حسینؓ پر نوحہ کرتے سنا وہ کہہ رہے تھے۔

''اے حسین کو جہالت سے قتل کرنے والو! تمہیں عذاب وسزا کی بشارت ہو تمام اہل آسمان نبی مرسل اور لوگ تمہارے خلاف بددعا کر رہے ہیں تم پر حضرت داؤد حضرت موسیٰ اور صاحب انجیل علیہ السلام کی زبان سے لعنت کی گئی ہے''۔

اور ایک طریق سے حضرت ام سلمہؓ سے اس شعر کو اور طرح سے روایت کیا گیا ہے۔

اور خطیب نے بیان کیا ہے کہ احمد بن عثمان بن ساج السکر دنے ہمیں خبر دی کہ محمد بن عبداللہ بن ابراہیم الشافعی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن شداد المسمعی نے ہم سے بیان کیا کہ ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ عبیداللہ بن حبیب بن ابی ثابت نے اپنے باپ سے عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کی طرف وحی کی کہ میں نے حضرت یحییٰ بن زکریا کے بدلے میں ستر ہزار آدمیوں کو قتل کیا ہے اور میں تیری بیٹی کے بیٹے کے بدلے میں ایک لاکھ چالیس ہزار آدمیوں کو قتل کرنے والا ہوں' یہ حدیث بہت غریب ہے اور حاکم نے اسے اپنے مستدرک میں روایت کیا ہے اور طبرانی نے یہاں پر بہت غریب آثار کو بیان کیا ہے اور شیعہ حضرات نے یوم عاشورہ کے بارے میں بڑا مبالغہ کیا ہے اور قبیح جھوٹ کے طور پر بہت سی احادیث وضع کی ہیں مثلاً یہ کہ اس روز سورج کو گرہن لگ گیا اور ستارے ظاہر ہو گئے اور اس روز جو پتھر بھی اٹھایا جاتا اس کے نیچے خون نظر آتا اور آسمان کی اطراف سرخ ہو گئیں اور سورج طلوع ہوتا تو اس کی شعاعیں خون کی طرح ہوتیں اور آسمان خون کے لوتھڑے کی طرح ہو گیا اور ستارے ایک دوسرے سے ٹکرانے لگے اور آسمان نے سرخ خون برسایا اور اس روز سے پہلے آسمان میں سرخی نہ تھی۔ وغیرہ وغیرہ

اور ابن لہیعہ نے بحوالہ ابوقبیل المعافری روایت کی ہے کہ اس روز سورج گرہن ہوا حتیٰ کہ ظہر کے وقت ستارے نمودار ہو گئے اور جب وہ حضرت حسینؓ کے سر کو قصر امارت میں لے گئے تو دیواریں خون برسانے لگیں اور زمین تین روز تاریک رہی اور اس روز زعفران اور ورس سے جو چیز مس کرتی وہ اس کے چھونے سے مل جاتی اور بیت المقدس کے جس پتھر کو اٹھایا جاتا اس کے نیچے تازہ خون نمودار ہو جاتا اور حضرت حسینؓ کے جن اونٹوں کو انہوں نے غنیمت بنایا جب انہوں نے انہیں پکایا تو ان کا گوشت' اندرائن کی طرح کڑوا ہو گیا' اس قسم کی دیگر اکاذیب اور موضوع احادیث وغیرہ میں سے کچھ بھی صحیح نہیں ہے۔

اور آپ کے قتل کے بارے میں جو احادیث اور فتن بیان کیے گئے ہیں ان میں سے اکثر صحیح ہیں اور جن لوگوں نے آپ کو قتل کیا ہے ان میں سے کوئی کم ہی دنیا میں آفت اور مصیبت سے بچا ہے اور وہ اس دنیا سے اس وقت نہیں گیا یہاں تک کہ اسے مرض لاحق ہوا اور ان کی اکثریت کو جنون ہو گیا اور شیعہ اور رافضہ نے حضرت حسینؓ کے قتل کے بارے میں بہت سا جھوٹ اور جھوٹی خبریں بنائی ہیں اور جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے کافی ہے اور جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے اس کا بعض حصہ محل نظر ہے اور اگر ابن جریر وغیرہ حفاظ اور ائمہ نے اس کا ذکر نہ کیا ہوتا تو میں اسے بیان نہ کرتا اور اس کا اکثر حصہ ابومخنف لوط بن یحییٰ کی روایت سے ہے جو شیعہ تھا اور ائمہ کے نزدیک وہ ضعیف الحدیث ہے بلکہ وہ حافظ مؤرخ ہے اس کے پاس یہ چیزیں ہیں جو دوسروں کے پاس نہیں' اسی لیے اس کے بعد آنے والے بہت سے مصنفین نے اس بارے میں اس پر کلوخ اندازی کی ہے۔

اور رافضہ نے چار سو سال کی حدود میں اور اس کے نزدیک نزدیک بنی بویہ کی حکومت میں حد سے تجاوز کیا اور یوم عاشورہ کو بغداد وغیرہ شہروں میں ڈھول بجائے جاتے اور راستوں اور بازاروں میں راکھ اور تو ڑی بکھیری جاتی اور دوکانوں پر ٹاٹ لٹکائے جاتے اور لوگ غم اور گریہ کا اظہار کرتے اور اس رات بہت سے لوگ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی موافقت میں پانی نہ پیتے کیونکہ آپ کو

پیاسا ہونے کی حالت میں قتل کیا گیا تھا' پھر عورتیں برہنہ منہ نوحہ کرتیں اور اپنے سینوں اور چہروں پر طمانچے مارتے ہوئے برہنہ پا بازاروں میں نکلتیں اور دیگر اس قسم کی شنیع بدعات اور قبیح خواہشات اور من گھڑت رسوائی کے کام کیے جاتے اور اس قسم کے کاموں سے ان کا مقصد بنی امیہ کی حکومت کو بے عزت کرنا تھا کیونکہ حضرت حسینؓ ان کی حکومت میں قتل ہوئے تھے۔

اور شامی خوارج نے یوم عاشورہ کو شیعہ اور رافضہ کے برعکس کیا وہ یوم عاشورہ کو دانے پکاتے' غسل کرتے' خوشبو لگاتے اور قیمتی کپڑے پہنتے اور اس دن کو عید بنا دیتے اور اس میں طرح طرح کے کھانے پکاتے اور خوشی و مسرت کا اظہار کرتے اور اس سے ان کا مقصد' روافض کی مخالفت کرنا تھا۔

اور انھوں نے حضرت حسینؓ کے قتل کی یہ تاویل کی کہ وہ مسلمانوں کے اتحاد کے بعد ان کا اتحاد کو پارہ پارہ کرنے اور جس شخص کی لوگوں نے بیعت کی تھی اور جس پر اتفاق کیا تھا اسے معزول کرنے آئے تھے اور صحیح مسلم میں اس کے بارے میں زجر و انتباہ کرنے اور دھمکانے کی حدیث بیان ہوئے ہے' اگرچہ جہال کے ایک گروہ نے آپ کے خلاف تاویل کی ہے اور آپ کو قتل کر دیا ہے لیکن ان پر تین باتوں کا قبول کرنا واجب تھا جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے پس جب ایک سرکش گروہ کی مذمت کی جائے گی اور اس کے نبی پر اتہام لگایا جائے گا' لیکن حقیقت وہ نہیں جیسا کہ انہوں نے خیال کیا ہے بلکہ قدیم و جدید ائمہ کی اکثریت نے کوفہ کے ایک چھوٹے سے گروہ کے سوا (اللہ ان کا بھلا نہ کرے) آپ کے اور آپ کے اصحاب کے قتل کو ناپسند کیا ہے اور اہل کوفہ کی اکثریت نے آپ سے اس لیے خط و کتابت کی کہ وہ اپنے فاسد اغراض و مقاصد کو حاصل نہ کر سکیں۔

اور جب ابن زیاد کو علم ہوا کہ وہ حصول دنیا کے خواہاں ہیں تو اس نے انہیں لالچ دے کر اور خوفزدہ کر کے آپ کے خلاف برانگیختہ کر دیا تو انہوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا اور پھر آپ کو قتل کر دیا اور یہ ساری فوج آپ کے قتل سے راضی نہ تھی بلکہ یزید بن معاویہ بھی اس سے راضی نہ تھا۔ واللہ اعلم

اور اس نے اسے ناپسند بھی نہیں کیا' ظن غالب یہی ہے کہ اگر یزید آپ کے قتل ہونے سے قبل آپ پر قابو پا لیتا تو وہ اپنے باپ کی وصیت کے مطابق آپ کو معاف کر دیتا جیسا کہ خود اس نے اپنے متعلق اس کی صراحت کی ہے' معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اس فعل کی وجہ سے ابن زیاد پر لعنت کی ہے اور اسے گالیاں دی ہیں لیکن اس نے اسے معزول نہیں کیا اور نہ اسے سزا دی ہے اور نہ اسے ملامت کرنے کے لیے کسی آدمی کو بھیجا ہے۔ واللہ اعلم

چاہیے کہ ہر مسلمان آپ کے قتل سے غمگین ہو بلاشبہ آپ سادات المسلمین اور علماء و صحابہؓ میں سے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی اس بیٹی کے بیٹے تھے جو آپ کی بیٹیوں میں سے افضل تھی' اور آپ عبادت گزار' دلیر اور سخی تھے لیکن شیعہ جس طریق پر بے صبری سے غم و تکدر کا اظہار کرتے ہیں وہ مناسب نہیں اور شاید اس کا اکثر حصہ تصنع اور ریاء ہے اور آپ کے باپ آپ سے افضل تھے وہ بھی قتل ہوئے ہیں اور وہ حضرت حسینؓ کے قتل کے دن کی طرح ان کے قتل کا ماتم نہیں کرتے' بلاشبہ آپ کے باپ ۱۷/ رمضان ۴۰ھ کو جمعہ کے روز فجر کی نماز کو جاتے ہوئے قتل ہوئے تھے اور اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی قتل ہوئے تھے جو اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک حضرت علیؓ سے افضل تھے' آپ ماہ ذوالحجہ ۳۶ھ کے ایام التشریق میں اپنے گھر میں محصور ہو کر قتل ہوئے تھے' آپ کی شاہ

رگ کو قطع کیا گیا اور لوگوں نے آپ کے قتل کے روز کو ماتم کا دن نہیں بنایا اور اسی طرح حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی قتل ہوئے جو حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ سے افضل تھے' آپ محراب میں کھڑے ہو کر فجر کی نماز پڑھاتے اور قرآن پڑھتے ہوئے قتل ہوئے اور لوگوں نے آپ کے قتل کے روز کو بھی ماتم کا دن نہیں بنایا اور اسی طرح حضرت صدیق رضی اللہ عنہ آپ سے افضل تھے اور لوگوں نے آپ کے یوم وفات کو بھی ماتم کا دن نہیں بنایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا اور آخرت میں سید ولد آدم ہیں آپ کو اللہ تعالیٰ نے اسی طرح وفات دی جیسے آپ سے پہلے انبیاء نے وفات پائی اور کسی نے ان کی وفات کے روز کو ماتم کا دن نہیں بنایا اور نہ وہ کام کیے ہیں جو یہ جاہل رافضی حضرت حسینؓ کے قتل کے روز کرتے ہیں اور نہ ان کی موت کے روز اور نہ ان سے پہلے کسی شخص نے متقدم الذکر امور میں سے کسی امر کا اظہار کیا ہے جس کا یہ لوگ حضرت حسینؓ کے قتل کے روز ادعا کرتے ہیں جیسے سورج گرہن اور وہ سرخی جو آسمان پر نمودار ہوتی ہے وغیرہ ذالک۔

اور اس قسم کے مصائب کے ذکر کے موقع پر جو بہترین بات بیان کی جاتی ہے وہ یہ ہے جسے علی بن حسینؓ نے اپنے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے اور وہ اس کے قدیم العہد ہونے کے باوجود اسے یاد کرتا ہے اور از سر نو اس کے لیے انا للہ وانا الیہ راجعون کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس روز کی مانند اجر دیتا ہے جس روز اسے تکلیف پہنچی تھی۔ اسے امام احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی قبر:

بہت سے متاخرین کے نزدیک یہ بات مشہور ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت گاہ میں دریائے کربلاء کے نزدیک طف کے ایک مقام میں ہے اور ابن جریر وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ آپ کے قتل کی جگہ کا نشان مٹ گیا ہے اور کسی کو اس کی تعیین کے متعلق اطلاع نہیں ہے اور ابو نعیم' الفضل بن دکین اس شخص پر جو یہ خیال کرتا تھا کہ وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی قبر کو پہچانتا ہے عیب لگاتے تھے اور ہشام بن الکلبی نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی قبر پر پانی چھوڑ دیا گیا تاکہ آپ کی قبر کا نشان مٹ جائے اور وہ پانی چالیس دن کے بعد خشک ہو گیا' اور بنی اسد کا ایک ایک مٹھی مٹی لے کر اسے سونگھنے لگا حتیٰ کہ وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی قبر پر گر پڑا اور رو کر کہنے لگا آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں آپ کس قدر خوشبودار ہیں اور آپ کی مٹی بھی خوشبودار ہے پھر کہنے لگا۔

''انہوں نے چاہا کہ آپ کی قبر کو آپ کے دشمن سے چھپا دیں اور قبر کی مٹی کی خوشبو نے قبر کا پتہ دے دیا''۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر:

اہل تاریخ اور اہل سیر کے نزدیک مشہور بات یہ ہے کہ اسے ابن زیاد نے یزید بن معاویہؓ کے پاس بھیج دیا مگر کئی لوگوں نے اس بات سے انکار کیا ہے اور میرے نزدیک پہلی بات زیادہ مشہور ہے۔ واللہ اعلم' پھر انہوں نے اس جگہ کے بارے میں جس میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر دفن کیا گیا تھا' اختلاف کیا ہے' محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ یزید نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر نائب مدینہ عمرو بن سعید کو بھجوا دیا اور اس نے اسے آپ کی ماں کے پاس بقیع میں دفن کر دیا اور ابن ابی الدنیا نے عثمان بن عبدالرحمٰن کے طریق سے بحوالہ محمد بن عمر بن صالح یہ دونوں ضعیف ہیں۔ بیان کیا ہے کہ آپ کا سر ہمیشہ یزید بن معاویہؓ کے خزانہ میں رہا حتیٰ کہ وہ مر گیا

پس اسے اس کے خزانہ سے لے کر کفن دیا گیا اور دمشق شہر میں باب الفرادیس کے اندر دفن کر دیا گیا' میں کہتا ہوں آج کل وہ جگہ باب الفرادیس الثانی کے اندر مسجد الرأس کے نام سے مشہور ہے اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں یزید بن معاویہ کی دایہ ریا کے حالات میں بیان کیا ہے کہ جب یزید کے سامنے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر رکھا گیا تو اس نے ابن الزبعریٰ کے شعر کو بطور مثال پڑھا۔

''کاش میرے شیوخ بدر میں نیزوں کے پڑنے سے خزرج کی گھبراہٹ کو دیکھتے''۔

راوی بیان کرتا ہے پھر اس نے سر کو دمشق میں تین روز تک نصب کیے رکھا پھر اسے اسلحہ خانے میں رکھ دیا حتیٰ کہ سلیمان بن عبدالملک کا زمانہ آ گیا تو اسے اس کے پاس لایا گیا اور وہ سفید ہڈیاں ہی رہ گیا تھا پس اس نے اسے کفن دیا اور خوشبو لگائی اور اس پر نماز پڑھی اور اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیا اور جب بنوعباس آئے تو انہوں نے اسے کھود کر نکالا اور اسے اپنے ساتھ لے گئے' ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ یہ عورت بنی امیہ کی حکومت کے بعد بھی زندہ رہی اور ان کی عمر ایک سو سال سے متجاوز تھی۔ واللہ اعلم

اور فاطمیوں نے ۴۰۰ھ کے قبل سے لے کر ۶۶۰ھ کے بعد تک دیار مصر پر قبضہ کیا۔ دعویٰ کیا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر دیار مصر میں پہنچا اور انہوں نے اسے وہاں دفن کیا اور اس پر ۵۰۰ھ کے بعد ایک مزار بنایا جو اسی کے نام سے مصر میں مشہور ہے اور کئی اہل علم ائمہ نے بیان کیا ہے کہ اس کی کوئی اصل نہیں ہے اور اس سے ان کا مقصد نسب شریف کے دعویٰ کے بطلان کو چھپانا ہے اور وہ اس میں جھوٹے اور خائن ہیں اور قاضی باقلانی اور علماء کے کئی ائمہ نے اسے ان کی حکومت میں جو ۴۰۰ھ کی حدود میں قائم تھی' بیان کیا ہے جیسا کہ ہم ان سب باتوں کو عنقریب بیان کریں گے جب ہم اس کے مقام پر پہنچیں گے۔ ان شاء اللہ

میں کہتا ہوں کہ اکثر لوگ ان کے متعلق اس قسم کی بات مشہور کرتے ہیں کہ وہ سر کو لائے اور انہوں نے اسے مذکورہ مسجد میں رکھ دیا اور کہنے لگے یہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر ہے پس یہ بات ان کے متعلق مشہور ہو گئی اور انہوں نے اس کا یقین کر لیا۔ واللہ اعلم

باب:

آپ کے چند فضائل

بخاری نے شعبہ اور مہدی بن میمون کی حدیث سے بحوالہ محمد بن ابی یعقوب روایت کی ہے کہ میں نے ابن ابی نعیم سے سنا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہ ایک عراقی نے آپ سے اس محرم کے متعلق دریافت کیا جو مکھی کو مار دیتا ہے آپ نے فرمایا' اہل عراق' مکھی کے مارنے کے متعلق پوچھتے ہیں حالانکہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے بیٹے کو قتل کر دیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ دونوں میرے دنیا کے گلدستے ہیں۔ اور ترمذی نے اسے عن عقبہ بن مکرم عن وہب بن جریر عن ابیہ عن محمد ابن ابی یعقوب' اسی طرح روایت کیا ہے کہ ایک عراقی شخص نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کپڑے کو لگ جانے والے مچھر کے خون کے متعلق پوچھا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا' اہل عراق کی طرف دیکھو جو مچھر کے خون کے متعلق دریافت کرتے ہیں حالانکہ انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے بیٹے کو قتل کیا ہے اور پوری حدیث کو بیان کیا ہے پھر انہوں نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ ابواحمد نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے عن ابی الجحاف عن ابی حازم عن ابی ہریرہؓ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ان دونوں سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ یعنی حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما سے۔

اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ تلید بن سلیمان کوفی نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالجحاف نے ابوحازم سے بحوالہ حضرت ابوہریرہؓ ہم سے بیان کیا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن' حضرت حسین اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہم کی طرف دیکھا اور فرمایا جو تم سے جنگ کرے میں اس سے جنگ کروں گا اور جو تم سے صلح کرے اس سے صلح کروں گا۔ ان دونوں کی روایت میں امام احمدؒ متفرد ہیں' اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ ابن نمیر نے ہم سے بیان کیا کہ حجاج ابن دینار نے عن جعفر بن ایاس عن عبدالرحمٰن بن مسعود عن ابی ہریرہؓ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اور حضرت حسنؓ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے' ایک ایک کندھے پر اور ایک دوسرے کندھے پر' اور آپ ایک دفعہ اسے چومتے اور ایک دفعہ اسے چومتے' حتیٰ کہ آپ ہمارے پاس پہنچ گئے' ایک شخص نے آپ سے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی قسم بلاشبہ آپ ان دونوں سے محبت رکھتے ہیں آپ نے فرمایا جس نے ان دونوں محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا احمدؒ اس کی روایت میں متفرد ہیں اور ابویعلیٰ موصلی نے بیان کیا ہے کہ ابوسعید الاشج نے ہم سے بیان کیا کہ عقبہ بن خالد نے مجھ سے بیان کیا کہ یوسف بن ابراہیم تمیمی نے مجھ سے بیان کیا کہ اس نے حضرت انسؓ بن مالک کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ آپ کے اہل بیت میں سے کون شخص آپ کو زیادہ محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما۔

راوی بیان کرتا ہے آپ فرمایا کرتے تھے میرے دونوں بیٹوں کو بلا لاؤ' آپ ان دونوں کو سونگھتے اور اپنے ساتھ لگا لیتے۔ اور

اسی طرح ترمذی نے اسے ابوسعید الاشج سے روایت کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے حسن غریب ہے اور امام احمد نے بیان کیا ہے کہ اسود بن عامر اور عفان نے عن حماد بن سلمہ عن علی بن زید بن جدعان عن انس ہم سے بیان کیا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی نماز کو جاتے تو چھ ماہ تک حضرت فاطمہؓ کے گھر سے گزرتے رہے اور فرماتے رہے۔ اے اہل بیت نماز پڑھو:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا.

اور ترمذی نے اسے عبد بن حمید سے بحوالہ عفان روایت کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اور ہم اسے صرف حماد بن سلمہ کی حدیث سے جانتے ہیں۔

اور ترمذی نے بیان کیا ہے کہ محمود بن غیلان نے ہم سے بیان کیا کہ ابواسامہ نے عن فضیل بن مرزوق عن عدی عن ثابت عن البراء ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو فرمایا اے اللہ میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں' پس تو بھی ان سے محبت رکھ' پھر بیان کیا ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اور امام احمدؒ نے زید بن الحباب سے بحوالہ حسین بن واقد اور اہل سنن اربعہ حسین بن واقد کی حدیث سے بریدہ سے اس کے باپ کے حوالے سے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خطبہ دیتے کہ اچانک حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ سرخ قمیص پہنے چلتے اور لڑکھڑاتے ہوئے آ جاتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے نیچے اتر کر دونوں کو اٹھا کر اپنے سامنے نیچے بٹھا دیتے پھر فرماتے اللہ نے سچ ہی فرمایا ہے (تمہارے اموال اور اولاد صرف فتنہ ہیں) میں نے ان دونوں بچوں کو چلتے اور لڑکھڑاتے دیکھا تو میں صبر نہ کر سکا حتیٰ کہ میں نے اپنی بات کو قطع کیا اور انہیں اٹھا لیا' یہ الفاظ ترمذی کے ہیں اور انہوں نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اور ہم اسے صرف حسین بن واقد کی حدیث سے جانتے ہیں' پھر انہوں نے بیان کیا ہے کہ حسین بن عرفہ نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن عیاش نے عن عبداللہ بن عثمان بن خثیم عن سعید بن راشد عن یعلیٰ بن مرۃ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسین رضی اللہ عنہ مجھ سے ہیں اور میں حسینؓ سے ہوں۔ جو حسینؓ سے محبت کرے اللہ اس سے محبت کرے' حسینؓ نواسوں میں سے ایک نواسہ ہے۔

پھر امام ترمذی نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور احمدؒ نے اسے عن عفان عن وہب عن عبداللہ بن عثمان بن خثیم روایت کیا ہے اور طبرانی نے اسے عن بکر بن سہل عن عبداللہ بن صالح عن معاویہ بن صالح عن راشد بن سعد عن یعلیٰ بن مرۃ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسنؓ اور حسینؓ نواسوں میں سے دو نواسے ہیں۔ اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے عن یزید بن ابی زیاد عن ابی نعیم عن ابی سعید خدری ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما نوجوانان جنت کے سردار ہیں۔

اور ترمذی نے اسے سفیان ثوری وغیرہ کی حدیث سے بحوالہ یزید بن ابی زیاد روایت کیا ہے اور اسے حسن صحیح کہا ہے اور ابوالقاسم بغوی نے اسے عن داؤد بن رشید عن مروان الفزاری عن الحکم بن عبدالرحمٰن بن ابی نعیم عن ابیہ عن ابی سعید روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری خالہ کے بیٹوں حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کے سوا حسنؓ اور حسینؓ نوجوانانِ جنت کے سردار

ہیں' اور نسائی نے اسے مروان بن معاویہ فزاری کی حدیث سے بیان کیا ہے اور سوید بن سعید نے اسے عن محمد بن حازم عن الاعمش عن عطیہ بن ابی سعید روایت کیا ہے اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ وکیع نے ربیع بن سعد سے بحوالہ ابو سابط ہم سے بیان کیا کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما مسجد میں آئے تو حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا جو شخص نوجوانانِ جنت کے سردار کو دیکھنا چاہتا ہے وہ اس کی طرف دیکھے' میں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں اور ترمذی اور نسائی نے اسرائیل کی حدیث سے عن میسرہ بن حبیب عن المنہال بن عمرو عن زر بن حبیش عن حذیفہ روایت کی ہے کہ اس کی ماں نے اسے بھیجا تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے اور اس کی ماں کے لیے دعا کریں' راوی بیان کرتا ہے میں آپ کے پاس آیا اور میں نے آپ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی۔ پھر آپ نے عشاء کے وقت عشاء کی نماز پڑھی پھر آپ پیچھے مڑے تو میں آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑا آپ نے میری آواز سن کر پوچھا یہ کون ہے؟ حذیفہ ہے؟ میں نے کہا ہاں' آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے اور تیری ماں کو بخشے تجھے کیا کام ہے یہ ایک فرشتہ ہے جو اس شب سے قبل زمین پر نازل نہیں ہوا' اس نے مجھے سلام کرنے اور یہ بشارت دینے کے لیے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جنتی عورتوں کی سردار ہیں اور حسن اور حسین رضی اللہ عنہما نوجوانانِ جنت کے سردار ہیں' اپنے رب سے اجازت طلب کی ہے' پھر امام ترمذیؒ نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے اور یہ صرف اسرائیل کی حدیث سے ہی مشہور ہے اور اس قسم کی حدیث حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی حدیث اور خود حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی روایت کی گئی ہے اور حضرت عمرؓ اور آپ کے بیٹے حضرت عبداللہ' حضرت ابن عباس اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم وغیرہ کی حدیث سے بھی روایت کی گئی ہے اور ان سب کی اسانید میں ضعف پایا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

اور ابوداؤد طیالسی نے بیان کیا ہے کہ موسیٰ بن عطیہ نے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہؓ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے بارے میں فرماتے سنا کہ جو شخص مجھ سے محبت رکھتا ہے اسے ان دونوں سے بھی محبت رکھنی چاہیے۔ اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ سلیمان بن داؤد نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن حرملہ نے بحوالہ عطا مجھے خبر دی کہ ایک شخص نے اسے بتایا کہ اس نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو اپنے ساتھ لگائے دیکھا اور آپ فرما رہے تھے۔ اے اللہ میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت رکھ۔ اور حضرت اسامہ بن زید اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہم سے بھی اس کی مانند کچھ روایت کیا گیا ہے مگر اس میں ضعف وسقم پایا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ اسود بن عامر نے ہم سے بیان کیا کہ کامل کے دونوں بیٹوں کامل اور ابوالمنذر نے ہم سے بیان کیا کہ اسود نے بیان کیا کہ المعنی نے ابو صالح سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہؓ ہمیں بتایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھ رہے تھے پس جب آپ سجدہ کرتے تو حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کود کر آپ کی پشت پر چڑھ جاتے اور جب آپ اپنا سر اٹھاتے تو آپ انہیں نرمی سے پکڑ کر زمین پر بٹھا دیتے اور جب آپ دوبارہ سجدہ کرتے تو وہ دونوں بھی دوبارہ وہی کام کرتے حتیٰ کہ آپ نے اپنی نماز ختم کی اور دونوں کو اپنی رانوں پر بٹھا لیا۔ راوی بیان کرتا ہے میں نے آپ کے پاس جا کر پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ان دونوں کو ان کی ماں کے پاس واپس لے جاؤں؟ راوی بیان کرتا ہے پس بجلی چمکی اور آپ نے دونوں سے فرمایا اپنی

ماں کے پاس چلے جاؤ' راوی بیان کرتا ہے کہ اس کی روشنی ٹھہر گئی حتیٰ کہ وہ دونوں اپنی ماں کے پاس چلے گئے۔ اور موسیٰ بن عثمان حضرمی نے عن الاعمش عن ابی صالح عن ابی ہریرہؓ اسی قسم کی روایت کی ہے اور ابوسعید اور حضرت ابن عمرؓ سے بھی اس کے قریب قریب روایت کی گئی ہے' امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ معاذ بن معاذ نے ہم سے بیان کیا کہ قیس بن الربیع نے ابوالمقدام عبدالرحمٰن الازرق سے بحوالہ حضرت علیؓ ہم سے بیان کیا آپ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے تو حسن یا حسین رضی اللہ عنہما نے پانی مانگا تو رسول اللہ ﷺ ہماری ایک بکری کے پاس گئے تا کہ اسے دھوئیں' پس اس نے دودھ دیا اور دوسرے نے آکر اسے ہٹا دیا تو حضرت فاطمہؓ نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ گویا یہ دونوں آپ کو بہت محبوب ہیں؟ آپ نے فرمایا' نہیں' لیکن اس نے اس سے پہلے پانی مانگا تھا پھر آپ نے فرمایا' میں اور تو اور یہ دونوں اور یہ سونے والا قیامت کے روز ایک مقام میں ہوں گے' احمدؒ اس کی روایت میں متفرد ہیں' اور ابوداؤد طیالسی نے اسے عن عمرو بن ثابت عن ابیہ عن ابی فاختہ عن علی روایت کیا ہے اور اس کی مانند بیان کیا ہے اور لکھا ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ ان دونوں کی عزت کرتے تھے اور ان کو اٹھا لیتے تھے اور انہیں ان کے باپ کی طرح دیتے تھے' ایک دفعہ یمن کے حلے آئے تو آپ نے انہیں صحابہؓ کے بیٹوں میں تقسیم کر دیا اور ان دونوں کو ان سے کچھ نہ دیا اور فرمایا ان میں ان دونوں کے لائق کوئی حلہ نہ تھا پھر آپ نے یمن کے نائب کو پیغام بھیجا تو اس نے ان دونوں کے مناسب حال حلے بنوائے۔

محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ قبیصہ بن عقبہ نے ہمیں بتایا کہ یونس بن ابی اسحٰق نے بحوالہ العیزار بن حریث ہم سے بیان کیا کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کعبہ کے سائے میں بیٹھے تھے کہ آپ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو آتے دیکھا اور فرمایا یہ اہل زمین کو اہل آسمان سے زیادہ محبوب ہے اور زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ سلیمان بن الدراوردی نے جعفر بن محمد سے ان کے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن' حضرت حسین' حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم کی بیعت لی حالانکہ وہ چھوٹے بچے تھے اور ابھی بالغ نہیں ہوئے تھے اور آپ نے ہمارے سوا کسی چھوٹے بچے کی بیعت نہیں لی' یہ حدیث مرسل غریب ہے' اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ لیلیٰ بن عبید نے مجھے بتایا کہ عبداللہ بن الولید الرصافی نے بحوالہ عبداللہ بن عمیرہ سے بیان کیا کہ حضرت حسین بن علیؓ نے پندرہ حج پا پیادہ کیے اور آپ کی اونٹنیاں آپ کے آگے کھینچی جاتی تھیں۔ اور ابونعیم الفضل بن دکین نے ہم سے بیان کیا کہ حفص بن غیاث نے جعفر بن محمد سے ان کے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے پا پیادہ حج کیا اور آپ کی اونٹنیاں آپ کے پیچھے کھینچی جاتی تھیں اور صحیح بات یہ ہے کہ یہ آپ کے بھائی حضرت حسنؓ تھے جیسا کہ بخاری نے بیان کیا ہے اور المدائنی نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے درمیان کوئی گفتگو ہوئی اور دونوں ایک دوسرے سے الگ ہو گئے پھر اس کے بعد حضرت حسن' حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور ان کے سر پر جھک کر اسے بوسے دینے لگے اور اسی طرح حضرت حسینؓ نے اٹھ کر انہیں بوسے دیئے اور فرمایا مجھے اس کام میں ابتدا کرنے سے اس بات نے روکا ہے کہ میں نے خیال کیا کہ آپ مجھ سے احسان کے زیادہ حق دار ہیں اور میں نے اس بات میں آپ سے کشاکش کرنا پسند نہیں کیا جس کے آپ مجھ سے زیادہ حق دار ہیں' اور اصمعی نے بحوالہ ابن عون بیان کیا ہے کہ حضرت حسنؓ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو شعراء کو مال دینے پر ملامت کرتے ہوئے خط لکھا تو حضرت حسینؓ نے کہا' بہترین مال وہ ہے جو درخواست کو پورا کرے۔

اور طبرانی نے روایت کی ہے کہ ابوحنیفہ محمد بن حنفیہ واسطی نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن البراء بن عمرو ابن البراء الغنوی نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان بن الہیثم نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کعبہ کا طواف کر رہے تھے کہ آپ نے حجر اسود کو چومنا چاہا مگر لوگوں نے آپ کے لیے گنجائش نہ کی تو ایک شخص نے پوچھا اے ابوفراس یہ کون ہے تو فرزوق نے کہا۔

''یہ وہ شخص ہے جس کے قدم کی جگہ کو بطحا جانتی ہے اور بیت اللہ اور حل وحرم جانتے ہیں یہ اللہ کے سب بندوں میں سے بہتر بندے کا بیٹا ہے یہ پرہیزگار' پاک صاف اور سردار ہے قریب ہے کہ جب وہ بوسہ دینے آئے تو رکن حطیم اس کی ہتھیلی کو پہچان کر پکڑ ے''۔

اور جب قریش نے اسے دیکھا تو ان کے ایک شخص نے کہا:

''اس شخص کے مکارم پر فیاضی ختم ہو جاتی ہے' وہ حیاء کے باعث نگاہیں نیچی رکھتا ہے اور اس کی ہیبت کی وجہ سے نگاہیں نیچی کی جاتی ہیں اور جب وہ مسکرائے تو تب اس سے گفتگو کی جاتی ہے' اس کے ہاتھ میں چھڑی ہے جس کی خوشبو مہکتی ہے وہ چھڑی ایک ذکی الطبع شخص کے ہاتھ میں ہے' جس کی بینی بلند ہے' اس کی نسبت رسول اللہ ﷺ سے مشتق ہے' اس کے عناصر' طبیعت اور عادات اچھی ہیں' اس کی غایت کے بعد کوئی سخی نہیں پا سکتا اور نہ لوگ اس کی سخاوت کا لگا کھا سکتے ہیں خواہ وہ اس کا ارادہ بھی کریں جو شخص اللہ کو جانتا ہے وہ اس کی اولیت کو بھی جانتا ہے اور اس گھر سے لوگوں نے دین کو حاصل کیا ہے' وہ کون سے خاندان ہیں جن کی گردنیں اس کی اولیت کے آگے سرنگوں نہیں جس کا پہلا لفظ ہی ہاں ہوتا ہے''۔

طبرانی نے اپنے معجم کبیر میں حضرت حسینؓ کے حالات میں ایسے ہی بیان کیا ہے اور یہ غریب ہے اور مشہور یہ ہے کہ فرزوق کے یہ اشعار حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہیں نہ کہ ان کے باپ کے بارے میں ہیں اور یہی زیادہ مناسب ہے کیونکہ فرزوق نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو صرف اس وقت دیکھا ہے جب وہ حج کو آ رہا تھا' اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ عراق کو جا رہے تھے اور حضرت حسینؓ نے فرزوق سے لوگوں کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے وہ بات بیان کی جو پہلے بیان ہو چکی ہے پھر حضرت حسینؓ اس سے جدا ہونے کے تھوڑے دن بعد شہید ہو گئے۔ پس اس نے آپ کو بیت اللہ کا طواف کرتے کب دیکھا۔ واللہ اعلم

اور ہشام نے بحوالہ عوانہ روایت کی ہے کہ عبیداللہ بن زیاد نے عمر بن سعد سے کہا وہ خط کہاں ہے جو میں نے تمہیں حضرت حسینؓ کے قتل کے بارے میں لکھا تھا؟ اس نے کہا میں نے آپ کے حکم کو پورا کر دیا ہے اور خط ضائع ہو گیا ہے' ابن زیاد نے اسے کہا' تجھے وہ ضرور لانا پڑے گا' اس نے کہا میں نے آپ کے حکم کو پورا کر دیا ہے اور خط ضائع ہو گیا ہے' اور ابن زیاد نے اسے کہا تجھے وہ ضرور لانا پڑے گا' اس نے کہا وہ ضائع ہو چکا ہے اس نے کہا خدا کی قسم تجھے وہ ضرور لانا پڑے گا' اس نے کہا خدا کی قسم اسے چھوڑ آگیا ہے اور وہ قریش کی بوڑھیوں کو سنایا جاتا ہے میں مدینہ میں ان کے پاس معذرت کر دوں گا' قسم بخدا میں نے تجھے حضرت حسینؓ کے بارے میں مشورہ دیا تھا اور اگر میں وہ مشورہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو دیتا تو میں ان کا حق پورا کر دیتا' عبیداللہ کے بھائی عثمان بن زیاد نے کہا خدا کی قسم عمر نے درست کہا ہے اور قسم بخدا ابن زیاد کے ہر شخص کی ناک میں قیامت کے دن تک ناتھ ہوگی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ قتل نہیں ہوئے' راوی بیان کرتا ہے خدا کی قسم عبیداللہ بن زیاد نے اس بارے میں اسے کوئی ملامت نہ کی۔

باب:

آپؓ سے مروی چند اشعار

اس میں وہ اشعار بھی ہیں جنہیں ابوبکر بن کامل نے بحوالہ عبداللہ بن ابراہیم پڑھا اور بیان کیا کہ یہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے اشعار ہیں۔

''خالق پر کفایت کر کے مخلوق سے بے نیاز ہو جا' تو صادق اور کاذب پر سردار بن جائے گا اور رحمان سے اس کا فضل طلب کر اور اللہ کے سوا کوئی رازق نہیں' جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ لوگ اسے بے نیاز کر دیں گے وہ رحمٰن خدا پر بھروسہ نہیں رکھتا یا یہ خیال کرتا ہے کہ مال اس کی کمائی سے ہے اس کے جوتے بلند جگہ سے اسے پھسلا دیں گے''۔

اعمش سے روایت ہے کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے کہا۔

''جب مالدار کے مال میں اضافہ ہو جاتا ہے تو اس کے اشغال اور غم میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ اے زندگی کو مکدر کر دینے والی اور ہر فانی اور بوسیدہ ہو جانے والی چیز کے گھر ہم نے تجھے پہچان لیا ہے' جب زاہد عیال سے گراں بار ہو تو زہد کی طلب اس کے لیے صاف نہیں ہوتی''۔

اور اسحٰق بن ابراہیم سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ حضرت حسینؓ نے بقیع میں شہداء کے مقابر کی زیارت کی تو فرمایا۔

''تو نے قبور کے ساکنین کو آواز دی تو انہوں نے خاموشی اختیار کر لی اور ان کی خاموشی کی جانب سے سنگریزوں کی مٹی نے مجھے جواب دیا وہ کہنے لگے کیا تجھے معلوم ہے کہ میں نے اپنے اندر رہنے والے سے کیا سلوک کیا ہے میں نے ان کے گوشت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے اور چادر کو پھاڑ دیا ہے اور میں نے ان کی آنکھوں کو مٹی سے بھر دیا ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ معمولی سے تنکے سے بھی اذیت پاتی تھیں اور میں نے ہڈیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے حتیٰ کہ جوڑ بند اور ہاتھ پاؤں کے اطراف الگ الگ ہو گئے ہیں اور میں نے زاد والے کو اس سے یوں قطع کر دیا ہے کہ میں نے انہیں بوسیدہ ہڈیوں کو چھوڑا ہے جن پر بوسیدگی چکر لگاتی ہے''۔

اور بعض نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے یہ اشعار بھی سنائے ہیں۔

''اگرچہ دنیا بھی نفیس شمار ہوتی ہے مگر اللہ کے ثواب کا گھر اعلیٰ اور شان دار ہے اور اگرچہ ابدان کو موت کے لیے پیدا کیا گیا ہے مگر اللہ کی راہ میں آدمی کا تلوار سے قتل ہونا افضل اور بہتر ہے اور اگرچہ رزق ایک مقدر چیز ہے مگر رزق کے بارے میں آدمی کا کم سعی کرنا زیادہ اچھا ہے اور اگرچہ اموال کا جمع کرنا ترک کرنے کے لیے ہے پس اس متروک کا کیا حال ہے جس کے بارے میں آدمی بخل سے کام لیتا ہے''۔

اور زبیر بن بکار نے آپ کی بیوی رباب بنت انیف کے بارے میں آپ کے اشعار سنائے ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ امرؤ القیس ابن عدی بن اوس الکلبی کی بیٹی کے بارے میں ہیں جو آپ کی بیٹی سکینہ کی ماں تھی۔

''تیری زندگی کی قسم میں اس گھر کو پسند کرتا ہوں' جہاں سکینہ اور رباب فروکش ہوں اور میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں اور اپنے سارے مال کو خرچ کرتا ہوں اور میرے ملامت گر کو اس میں کوئی ناراضگی نہیں۔ اور خواہ مجھ پر مٹی چڑھ جائے اور خواہ وہ میری زندگی میں مجھ سے ناراض ہی رہیں' میں ان کا مطیع نہیں ہوں گا''۔

اور رباب کے باپ نے حضرت عمر بن الخطابؓ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور آپ نے اسے اس کی قوم پر امیر مقرر کر دیا اور جب وہ آپ کے ہاں سے نکلا تو حضرت علیؓ بن ابی طالب نے اسے کہا کہ وہ آپ کے بیٹے حضرت حسن یا حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے ساتھ اپنی کسی بیٹی کا نکاح کر دے تو اس نے ایک ہی ساعت میں حضرت حسنؓ کے ساتھ اپنی بیٹی سلمٰی اور حضرت حسینؓ کے ساتھ اپنی بیٹی رباب کا نکاح کر دیا اور اپنی تیسری بیٹی کا نکاح حضرت علیؓ سے کر دیا جس کا نام المحیاۃ بنت امراؤ القیس تھا حضرت حسینؓ اپنی بیوی رباب سے شدید محبت رکھتے تھے اور وہ آپ کو بہت پسند تھی اور آپ اس کے بارے میں اشعار بھی کہتے تھے اور جب آپ کربلا میں قتل ہوئے تو رباب آپ کے ساتھ تھی' اس نے آپ پر شدید غم کیا' بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے آپ کی قبر پر ایک سال تک قیام کیا پھر یہ کہتے ہوئے واپس آ گئی۔

''اس نے ایک سال تک قیام کیا پھر السلام علیکم کہا اور جو شخص پورا ایک سال روئے وہ معذور ہے''۔

اس کے بعد قریش کے بہت سے اشراف نے اسے نکاح کا پیغام دیا تو وہ کہنے لگی' میں رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی شخص کو خسر بنانے کی نہیں اور قسم بخدا حضرت حسینؓ کے بعد کبھی کوئی چھت مجھے اور کسی شخص کو ٹھکانہ نہ دے گا اور وہ ہمیشہ آپ پر غمگین رہی حتیٰ کہ مر گئی' اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ وہ آپ کے بعد تھوڑے دن ہی زندہ رہی۔ واللہ اعلم

اور اس کی بیٹی سکینہ بنت حسینؓ خوبصورت ترین عورتوں میں سے تھی حتیٰ کہ اس کے زمانے میں اس سے زیادہ خوب صورت ترین عورت کوئی نہ تھی۔ واللہ اعلم

ابو مخنف نے بحوالہ عبدالرحمٰن بن جندب روایت کی ہے کہ حضرت حسینؓ کے قتل کے بعد ابن زیاد نے کوفیوں کے اشراف کو تلاش کیا تو اس نے عبیداللہ بن الحر بن یزید کو نہ پایا' پس اس نے بار بار اس کا مطالبہ کیا حتیٰ کہ کچھ دنوں کے بعد وہ اس کے پاس آ گیا تو اس نے پوچھا اے ابن حر تم کہاں تھے؟ اس نے کہا میں بیمار تھا' اس نے پوچھا دل کے مریض تھے یا بدن کے؟ اس نے کہا میرا دل تو مریض نہیں ہوا۔ اور اللہ نے میرے بدن کو بھی صحت سے سرفراز فرمایا ہے' ابن زیاد نے کہا تو نے جھوٹ بولا ہے بلکہ تو ہمارے دشمن کے ساتھ تھا' اس نے کہا اگر میں تمہارے دشمن کے ساتھ تھا تو میرے جیسے شخص کا مقام پوشیدہ نہیں رہ سکتا اور لوگ اسے ضرور دیکھ لیتے' راوی بیان کرتا ہے کہ اسے ابن زیاد کے بارے میں سمجھ آ گئی اور ابن حر باہر نکل کر اپنے گھوڑے پر بیٹھ گیا پھر کہنے لگا' اسے بتا دو کہ قسم بخدا میں اس کے پاس خوشی سے نہیں آؤں گا' ابن زیاد نے پوچھا ابن حر کہاں ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ وہ باہر چلا گیا ہے اس نے کہا اسے میرے پاس لاؤ' پس پولیس اس کی تلاش میں روانہ ہو گئی اور اس نے انہیں وہ سخت باتیں سنائیں جنہیں وہ پسند نہیں کرتے تھے

اور اس نے حضرت حسینؓ اور ان کے بھائی اور باپ کی خوشنودی چاہی پھر اس نے انہیں ابن زیاد کے بارے میں سخت باتیں سنائیں پھر وہ ان سے رک گیا اور اس نے حضرت حسینؓ اور آپ کے اصحاب کے بارے میں اشعار کہے۔

''خائن امیر کہتا ہے کیا تو نے شہید ابن فاطمہؓ کے ساتھ جنگ نہیں کی' ہائے افسوس کہ میں نے اس کی مدد نہیں کی اور مجھے حسرت ہے کہ تو اس کے ساتھ رہنے والوں سے الگ رہا ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی روحوں کو ہمیشہ برسنے والی بارش سے سیراب کرے جنہوں نے آپ کی مدد کی خاطر ایک دوسرے سے مبارزت کی میں ان کی قبور پر کھڑا ہوا تو اندرونہ ٹوٹ پھوٹ رہا تھا اور آنکھ اشکبار تھی' میری زندگی کی قسم وہ میدانِ کارزار میں بہادر تھے اور جنگ کی طرف سرعت کے ساتھ جانے والے مضبوط شیر تھے' انہوں نے اپنی تلواروں کے ساتھ اپنے نبی کی بیٹی کے بیٹے کی مدد کی اور وہ قوی اور طاقت ور شیر تھے اور اگرچہ انہوں نے زمین کے ان پاکباز نفوس کو قتل کر دیا ہے پھر بھی انہوں نے اس کام کے باعث غم سے اپنے سر جھکا لیے ہیں اور دیکھنے والوں نے ان کی یہ خوبی دیکھی ہے کہ وہ موت کے وقت سادات اور خوشبودار پھول ہوتے ہیں' کیا تو انہیں از راہ ظلم قتل کرتا ہے اور ہماری محبت کی آرزو رکھتا ہے' یہ بات ہمارے مناسب حال نہیں۔ میری زندگی کی قسم تم نے ان کے قتل سے ہمیں غمگین کیا ہے اور ہم میں سے کتنے ہی آدمی اس وجہ سے تم کو ملامت کرتے ہیں' میں نے کئی بار ارادہ کیا ہے کہ میں ایک جرار لشکر کو اس جماعت کے پاس لے جاؤں جس کا ظالم امیر حق سے کنارہ کش ہو گیا ہے' اے ابن زیاد ہمارے ساتھ جنگ کرنے کے لیے مدد مانگ لے اور تنگ موقف کر توڑ کر رکھ دے گا''۔

اور زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ سلیمان بن قتیبہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا مرثیہ کہتے ہوئے کہا ہے۔

''آل ہاشم کے طف کے مقتول نے قریش کی گردنیں جھکا دی ہیں اور قریش ذلیل ہو گئے ہیں اور اگر تم نے اسے بیت اللہ کی پناہ لینے کی حالت میں تلاش کیا تو تم قوم عاد کی طرح ہو جاؤ گے جو ہدایت سے اندھی ہو کر گمراہ ہو گئی تھی اور میں آل محمدؐ کے گھروں کے پاس سے گزرا تو وہ ویسے ہی تھے جب وہ ان میں اترے تھے اور وہ ہمارے لیے غنیمت تھے پس وہ مصیبت بن گئے ہیں اور یہ مصیبتیں بہت بڑی ہیں' اللہ تعالیٰ ان گھروں اور ان کے اہل کو ہلاک نہ کرے اگرچہ وہ میرے خیال میں ان سے خالی ہو گئے ہیں اور جب قیس کو ضرورت پڑی تو ہم نے اس کے فقیر کی خبر لی اور جب جوتا پھسل جاتا ہے تو قیس ہمیں شکست دیتا ہے اور یزید کے پاس ہمارے خون کا ایک قطرہ ہے اور عنقریب جہاں بھی وہ اتریں گے ہم انہیں کسی روز اس کا بدلہ دیں گے کیا تو نے دیکھا نہیں کہ حضرت حسینؓ کے قتل سے زمین فتنہ وفساد سے بھر گئی ہے اور شہر قحط زدہ ہو گئے ہیں''۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد ۶۱ھ میں ہونے والے واقعات:

اس سال جب مسلم بن زیاد' یزید بن معاویہؓ کے پاس آیا تو اس نے اسے بحستان اور خراسان کا امیر مقرر کر دیا اور اس وقت اس کی عمر ۲۴ سال تھی' اور اس کے دونوں بھائیوں عباد اور عبدالرحمٰن کو اس سے معزول کر دیا اور مسلم اپنی عملداری کی طرف روانہ ہو گیا اور وہ سرداروں اور سواروں کو منتخب کرنے لگا اور لوگوں کو جہاد کی ترغیب دینے لگا پھر وہ ایک جرار لشکر کے ساتھ بلاد ترک سے جنگ

کرنے کو نکلا اور اس کے ساتھ اس کی بیوی ام محمد بنت عبداللہ بن عثمان بن ابی العاص بھی تھی اور یہ پہلی عرب عورت تھی جس کے ساتھ اس نے دریا عبور کیا اور اس نے وہاں ایک بچے کو جنم دیا جس کا نام انہوں نے صغدی رکھا اور حاکم صغدی کی بیوی نے اس کی طرف سونے اور موتیوں کا تاج بھیجا اور اس سے قبل' مسلمان ان شہروں میں موسم سرما نہیں گزارتے تھے' پس مسلم بن زیاد نے وہاں موسم گرما گزارا اور مہلب بن ابی صفرۃ کو ترکوں کے اس شہر کی طرف بھیجا اور وہ شہر خوارزم تھا' پس اس نے ان کا محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ انہوں نے بیس کروڑ درہم پر اس سے مصالحت کی اور وہ ان سے سامان کو عوض میں لیتا تھا اور وہ چیز کو نصف قیمت پر لیتا تھا اور جو سامان اس نے ان سے لیا اس کی قیمت پچاس کروڑ تک پہنچ گئی جس کی وجہ سے مہلب کو مسلم بن زیاد کے ہاں رتبہ حاصل ہو گیا پھر اس نے اس میں سے چنیدہ چیزوں کو مرزبان کے ہاتھ یزید بن معاویہ کے پاس بھیجا اور اس کے ساتھ ایک وفد بھی روانہ کیا اور اس غزوہ میں مسلم نے اہل سمرقند کے ساتھ بہت سے مال کی شرط پر مصالحت کی' اور اسی سال یزید نے عمرو بن سعید کو حرمین کی امارت سے معزول کر دیا اور ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کو دوبارہ اس کا امیر بنا دیا' پس اس نے اسے امیر مدینہ مقرر کر دیا اور یہ تقرری اس لیے ہوئی کہ جب حضرت ابن زبیر کو حضرت حسین رضی اللہ عنہم کے قتل کی اطلاع ملی تو وہ لوگوں میں تقاریر کرنے لگے اور حضرت حسینؓ اور آپ کے اصحاب کے قتل کو بڑی بات قرار دینے لگے اور اہل کوفہ اور اہل عراق کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی مدد چھوڑ دینے پر نکوہش و ملامت کرنے لگے اور حضرت حسینؓ پر رحم اور آپ کے قاتلین پر لعنت کی دعا کرنے لگے اور کہنے لگے۔

خدا کی قسم انہوں نے اس شخص کو قتل کیا ہے جو شب کو طویل قیام کرتا تھا اور دن کو بہت روزے رکھتا تھا۔ خدا کی قسم وہ قرآن کے بدلے میں گانے اور کھیل کو پسند نہیں کرتا تھا اور نہ خوفِ الٰہی سے رونے کے بدلے میں لغو اور حدی کو پسند کرتا تھا اور نہ روزوں کے بدلے میں شراب نوشی کرنے اور حرام کے کھانے کو پسند کرتا تھا اور نہ حلقہ ہائے ذکر میں بیٹھنے کے بدلے میں شکار کی تلاش کو پسند کرتا تھا۔ اس میں وہ یزید بن معاویہ پر تعریض کر رہے ہیں۔ اور عنقریب وہ گمراہی سے دوچار ہوں گے اور وہ لوگوں کو بنی امیہ کے خلاف متحد کرنے لگے اور انہیں اس کی مخالفت کرنے اور یزید کے معزول کرنے کی ترغیب دینے لگے اور باطن میں بہت سے لوگوں نے آپ کی بیعت کر لی اور انہوں نے آپ سے اس کے اظہار کا مطالبہ کیا مگر عمرو بن سعید کے وجود کے باعث ان کے لیے یہ ممکن نہ ہو سکا اور وہ آپ پر بڑا سخت تھا مگر اس میں نرمی بھی تھی اور اہل مدینہ وغیرہ نے آپ سے خط و کتابت کی اور لوگوں نے کہا جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے ہیں تو کوئی شخص حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے جھگڑا نہیں کرے گا اور جب یزید کو اس بات کی اطلاع ملی تو اسے یہ بہت شاق گزری اور اسے کہا گیا کہ اگر عمرو بن سعید چاہے تو وہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے سر کو تیرے پاس بھیج سکتا ہے یا ان کا محاصرہ کر کے انہیں حرم سے باہر نکال سکتا ہے' پس اس نے عمرو بن سعید کو پیغام بھیج کر معزول کر دیا اور ماہ ذوالحجہ کے آغاز میں اسے کہا گیا تو اس نے اس سال لوگوں کے لیے حج کی تکبیر کہی اور یزید نے حلف اٹھایا کہ وہ ابن زبیر کو چاندی کی زنجیر میں جکڑ کر ضرور میرے پاس لائے گا اور اس نے ایلچی کے ہاتھ وہ زنجیر بھجوا دی اور اس کے ساتھ خز لیبر کی ایک ٹوپی بھی تھی۔ اور جب ایلچی مدینہ میں مروان کے پاس سے گزرا تو اس نے اسے اپنے سفر کے متعلق اطلاع دی اور جو طرق اس کے پاس تھا اس کے متعلق بھی اسے بتایا تو مروان کہنے لگا۔

''اسے لے لے اور یہ معزز آدمی کے لیے مناسب بات نہیں اور اس میں عاجز آدمی کے لیے بھی گفتگو کرنے کی گنجائش ہوتی ہے اے عامر' لوگوں نے تجھے ایک بات کی تکلیف دی ہے اور ہمسایوں میں ایسی نوک جھونک ہوتی رہتی ہے' میں تجھے اس وقت سے قوم میں پانی لادنے والا اونٹ دیکھ رہا ہوں جسے ڈول کے ساتھ آگے پیچھے ہونے کو کہا جاتا ہے''۔

اور جب ایلچی حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے پاس پہنچے تو مروان نے اپنے دونوں بیٹوں عبدالملک اور عبدالعزیز کو بھیجا کہ وہ اس بارے میں اس کی گفتگو کو یاد کر لیں نیز کہا کہ اس بارے میں میرے اشعار اسے سنا دینا' عبدالعزیز نے بیان کیا ہے کہ جب ایلچی اس کے سامنے بیٹھ گئے تو میں وہ اشعار پڑھنے لگا اور وہ سن رہا تھا مگر مجھے اس کا علم نہیں تھا' اس نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا اپنے باپ کو بتا دینا میں کہتا ہوں۔

''جب بانس اور عشر آپس میں ٹکراتے ہیں تو میں ایک ایسے درخت سے ہوں جس کی گانٹھیں ٹھوس ہیں اور میں ناحق سوال کے لیے نرم نہیں ہوتا حتیٰ کہ چبانے والی ڈاڑھ کے لیے پتھر نرم ہو جائے''۔

عبدالعزیز کا بیان ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ ان دونوں میں سے زیادہ عجیب کون ہے۔

ابومعشر نے بیان کیا ہے کہ اہل سیر کے درمیان اس امر میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ اس سال ولید بن عتبہ نے لوگوں کو حج کروایا اور وہ حرمین کا امیر تھا اور بصرہ اور کوفہ کا امیر عبیداللہ بن زیاد تھا اور خراسان اور بجستان کا امیر مسلم بن زیاد تھا جو عبداللہ بن زیاد کا بھائی تھا اور کوفہ کی قضا پر شریح اور بصرہ کی قضا پر ہشام بن ہبیرہ مقرر تھا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

حضرت حسین بن علیؓ اور آپ کے ساتھ آپ کے اہل بیت کے دس پندرہ اشخاص کو کربلا میں قتل کر دیا گیا اور بعض کا قول ہے کہ بیس پچیس آدمیوں کو قتل کر دیا گیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور ان کے ساتھ بہادروں اور سواروں کی ایک جماعت کو بھی قتل کر دیا گیا۔

حضرت جابر بن عتیک بن قیسؓ:

ابوعبداللہ انصاری سلمی' آپ نے بدر میں شمولیت کی اور فتح مکہ کے روز آپ انصار کے علمبردار تھے ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ آپ نے اس سال یعنی ۶۱ھ میں وفات پائی ہے۔

حضرت حمزہ بن عمرو اسلمیؓ:

آپ جلیل القدر صحابی ہیں' صحیحین میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے آپ بیان فرماتی ہیں کہ حضرت حمزہ بن عمروؓ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا' میں بہت روزے رکھتا ہوں کیا میں سفر میں بھی روزہ رکھ لوں؟ آپ نے انہیں فرمایا چاہو تو رکھ لو' چاہو تو نہ رکھو' آپ نے شام کی فتح میں بھی شمولیت کی اور جنگ اجنادین میں آپ ہی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس فتح کی بشارت لائے' واقدی نے بیان کیا ہے کہ آپ ہی نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف کر دیا ہے تو انہوں

نے اپنے دونوں کپڑے انہیں دے دیئے اور امام بخاری نے تاریخ میں جید اسناد کے ساتھ آپ سے روایت کی ہے کہ آپ نے بیان کیا کہ ہم ایک تاریک شب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھے کہ میری انگلی نے میرے لیے روشنی کر دی حتیٰ کہ میں نے لوگوں کا سب سامان اکٹھا کر لیا' مؤرخین کا اتفاق ہے کہ آپ نے اس سال یعنی ۶۱ ھ میں وفات پائی ہے۔

حضرت شیبہ بن عثمان بن ابی طلحۃ العبدری الحجبی:

آپ کعبہ کے کلید بردار تھے' آپ کے باپ کو جنگ احد میں کافر ہونے کی حالت میں حضرت علی بن ابی طالبؓ نے قتل کیا اور شیبہ نے فتح مکہ کے روز اظہار اسلام کیا اور آپ نے جنگ حنین میں شمولیت کی حالانکہ آپ کے دل میں شک تھا اور آپ نے غفلت کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر دے دی تو آپ نے انہیں ان کے ارادے کے بارے میں بتا دیا تو آپ باطن میں اسلام لے آئے اور اپنے اسلام کو عمدہ بنایا اور اس روز آپ نے جنگ کی اور ثابت قدم رہنے والوں کے ساتھ ثابت قدم رہے' واقدی نے اپنے شیوخ سے بیان کیا ہے کہ حضرت شیبہؓ نے فرمایا کہ میں کہا کرتا تھا کہ اگر سب لوگ محمد ﷺ پر ایمان لے آئیں تو میں آپ پر ایمان نہیں لاؤں گا پس جب آپ نے مکہ کو فتح کیا اور ہوازن کی طرف گئے تو میں بھی اس امید پر آپ کے ساتھ گیا کہ موقع ملنے پر میں آپ سے تمام قریش کا بدلہ لوں گا' راوی بیان کرتا ہے ایک روز لوگ آپس میں مل جل گئے اور رسول اللہ ﷺ اپنے خچر سے نیچے اترے تو میں آپ کے نزدیک ہوا اور میں نے آپ کو مارنے کے لیے اپنی تلوار سونت لی' پس میں نے آگ کا ایک شعلہ دیکھا' قریب تھا کہ وہ مجھے جلا دے' رسول اللہ ﷺ نے میری طرف متوجہ ہو کر مجھے فرمایا اے شیبہ میرے قریب آ جاؤ میں آپ کے قریب ہوا تو آپ نے میرے سینے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:

اے اللہ! اسے شیطان سے پناہ دے' راوی بیان کرتا ہے' خدا کی قسم ابھی آپ نے اپنا ہاتھ نہیں اٹھایا تھا کہ آپ اس دن میری سمع و بصر سے مجھے زیادہ محبوب ہو گئے پھر آپ نے فرمایا جاؤ جا کر لڑو' راوی بیان کرتا ہے میں دشمن کی طرف بڑھا خدا کی قسم اگر میرا باپ زندہ ہوتا اور میں اسے ملتا تو میں اس کو قتل کر دیتا اور جب لوگ اپنی اپنی جگہوں پر واپس آ گئے تو آپ نے مجھے فرمایا اے شیبہ اللہ نے تیرے متعلق وہ ارادہ فرمایا ہے جو اس ارادے سے بہتر ہے جو تو نے اپنے متعلق کیا تھا پھر آپ نے مجھے وہ ساری بات بتائی جو میرے دل میں تھی جس پر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی شخص مطلع نہ تھا' پس میں نے تشہد پڑھا اور کہا میں اللہ سے بخشش کا طلب گار ہوں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تجھے بخش دیا ہے' آپ نے عثمان بن طلحہ کے بعد حجابت سنبھالی اور آج تک آپ کے بیٹوں اور گھر میں حجابت قائم ہے اور بنو شیبہ آپ کی طرف ہی منسوب ہیں اور وہی کعبہ کے دربان ہیں۔

خلیفہ بن خیاط اور کئی لوگوں نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ۵۹ ھ میں وفات پائی ہے اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ آپ یزید بن معاویہؓ کے دور تک زندہ رہے اور ابن جوزی نے المنتظم میں بیان کیا ہے کہ آپ نے اس سال میں وفات پائی ہے۔

حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم:

آپ صحابی ہیں آپ دمشق نقل مکانی کر آئے وہاں آپ کا گھر تھا اور جب آپ نے وفات پائی تو آپ نے یزید بن معاویہ امیر المومنین کو وصیت جاری کرنے کے لیے مقرر کیا۔

حضرت ولید بن عقبہ بن ابی معیط:

ابن ابان بن ابی عمرو ذکوان بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی' ابو وہب القرشی العبشمی' آپ حضرت عثمان بن عفانؓ کے ماں جائے بھائی تھے یعنی اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس کے بطن سے تھے اور اس کی والدہ ام حکیم البیھا بنت عبدالمطلب تھی اور حضرت ولیدؓ کے کئی بھائی بہن تھے' خالد' عمارۃ اور ام کلثوم' اور رسول اللہ ﷺ نے جنگِ بدر کے بعد قیدیوں میں سے آپ کے باپ کو اپنے سامنے قتل کیا تو اس نے کہا اے محمد (ﷺ) بچوں کا نگہبان کون ہوگا؟ آپ نے فرمایا ان کے لیے آگ ہو گی۔ اور یہی سلوک آپ نے نضر بن حارث کے ساتھ کیا' حضرت ولیدؓ نے فتح مکہ کے روز اسلام قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ نے آپ کو بنی المصطلق کے صدقات پر امیر بنا کر بھیجا وہ آپ کے استقبال کو نکلے تو آپ نے خیال کیا کہ وہ آپ سے جنگ کرنے کو نکلے ہیں' پس آپ نے واپس آ کر اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کو بتایا تو آپ نے ان کی طرف فوج بھیجنے کا ارادہ کیا' انہیں اس امر کی اطلاع ملی تو ان میں سے کچھ لوگوں نے آپ کے پاس آ کر آپ سے معذرت کی اور صحیح صورتِ حال سے آپ کو آگاہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ولیدؓ کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: ﴿یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ جَآءَ کُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًا بِجَھَالَۃٍ﴾ الآیہ یہ بات کئی مفسرین نے بیان کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی صحت کے بارے میں بہتر جانتا ہے' اور ابوعمرو بن عبدالبرؒ نے اس پر اجماع بیان کیا ہے اور حضرت عمرؓ نے آپ کو بنی تغلب کے صدقات پر مقرر کیا اور حضرت عثمانؓ نے ۲۵ھ میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے بعد آپ کو کوفہ کی نیابت پر مقرر کیا پھر آپ نے شراب پی کر اپنے اصحاب کو نماز پڑھائی اور ان کی طرف متوجہ ہو کر کہا کیا میں تم کو زیادہ پڑھا دوں؟ اور آپ کو خبط ہو گیا' پھر حضرت عمرؓ نے آپ کو کوڑے مارے اور چار سال کے بعد آپ کو کوفہ کی امارت سے معزول کر دیا اور آپ نے وہیں سکونت اختیار کر لی اور جب حضرت علیؓ عراق کی طرف آئے تو آپ رقہ کی طرف چلے گئے اور وہاں جاگیر خرید کر اقامت اختیار کر لی اور حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے زمانے میں اور اس کے بعد کی تمام جنگوں سے الگ تھلگ رہے یہاں تک کہ اپنی جاگیر ہی میں اس سال وفات پا گئے اور اپنی جاگیر میں ہی دفن ہوئے جو رقہ سے پندرہ میل کے فاصلے پر واقع ہے اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے حضرت معاویہؓ کے زمانے میں وفات پائی ہے۔ واللہ اعلم

امام احمدؒ اور ابوداؤدؒ نے فتح مکہ کے بارے میں آپ کی ایک حدیث ہی روایت کی ہے۔ اور ابن جوزی نے بھی اس سال میں ہی آپ کی وفات کو بیان کیا ہے نیز ام المومنین حضرت میمونہؓ بنت الحارث الہلالیہ کی وفات کا بھی ذکر کیا ہے اور قبل ازیں ۵۱ھ میں آپ کی وفات کا ذکر ہو چکا ہے کہ آپ نے ۶۳ھ میں وفات پائی ہے اور بعض آپ کی وفات ۶۶ھ میں بیان کرتے ہیں اور صحیح قول وہی ہے جو ہم نے بیان کیا ہے۔

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ:

ہند بنت ابی امیہ حذیفہ اور بعض نے سہل بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بیان کیا ہے' آپ قرشیہ مخزومیہ تھیں اور سب سے پہلے آپ اپنے عم زاد ابوسلمہ بن عبدالاسد کے نکاح میں تھیں' جو آپ کو چھوڑ کر مر گیا' پس رسول اللہ ﷺ نے آپ سے نکاح کر لیا اور جنگِ بدر کے بعد شوال ۲ھ میں آپ کو گھر لائے اور آپ نے اپنے خاوند ابوسلمہ سے رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث سنی کہ آپ

نے فرمایا کہ جس کسی مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے اور وہ کہتا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون اے اللہ! مجھے میری مصیبت میں پناہ دے اور میرا اس سے بہتر قائم مقام بن جا تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس سے بہتر دے دیتا ہے' آپ فرماتی ہیں جب ابوسلمہ فوت ہو گیا تو میں نے یہ بات کہی پھر میں نے کہا ابوسلمہ سے کون بہتر ہو سکتا ہے وہ پہلا ہجرت کرنے والا شخص ہے؟ پھر مشیت خداوندی سے میں نے یہ کلمات کہے تو اللہ نے مجھے اس کے بدلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دے دیئے۔ آپ حسین اور عبادت گزار عورتوں میں سے تھیں' واقدی نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ۵۹ھ میں وفات پائی اور حضرت ابوہریرہؓ نے آپ کا جنازہ پڑھایا اور ابن ابی خیثمہ نے بیان کیا ہے کہ آپ نے یزید بن معاویہ کے زمانے میں وفات پائی ہے' میں کہتا ہوں کہ قبل ازیں حضرت حسینؓ کے متعلق جو احادیث بیان ہوئی ہیں وہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آپ حضرت حسینؓ کے قتل کے بعد تک زندہ رہی ہیں۔ واللہ سبحانہ اعلم

۶۲ھ

کہتے ہیں کہ اس سال مدینہ نبویہ کا وفد یزید بن معاویہؓ کے پاس آیا تو اس نے ان کا اکرام کیا اور انہیں قیمتی انعامات دیئے پھر وہ اس کے ہاں سے انعامات لے کر واپس آ گئے اور اسے معزول کر دیا اور حضرت عبداللہ بن حنظلۃ الغسیل کو اپنا امیر بنا لیا اور یزید نے آئندہ سال ان کی طرف مدینہ کی جانب فوج روانہ کی اور حرہ کا معرکہ ہوا جسے ہم ابھی بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ

اور یزید نے حجاز سے عمرو بن سعید بن العاص کو معزول کر دیا اور ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کو ان کا امیر مقرر کیا اور جب وہ مدینہ آیا تو اس نے اموال' املاک اور خزائن کی محافظت کی اور عمرو بن سعید کے غلاموں کو پکڑ کر قید کر دیا اور وہ تقریباً تین سو غلام تھے۔ پس عمرو بن سعید یزید کے پاس جانے کے لیے تیار ہوا اور اس نے اپنے غلاموں کو پیغام بھیجا کہ وہ قید خانے سے نکل کر اس سے آ ملیں اور اس نے ان کی سواری کے لیے اونٹوں کو تیار کیا تو انہوں نے اس کے پیغام کے مطابق عمل کیا اور جونہی وہ اس سے ملے تو وہ یزید کے پاس پہنچ گیا تو یزید نے اس کا اکرام واحترام کیا اور اسے خوش آمدید کہا اور اسے اپنا مقرب بنایا پھر اس نے حضرت ابن زبیرؓ کے بارے میں کوتاہی کرنے پر اسے سرزنش کی تو اس نے اسے کہا یا امیر المومنین جو چیز موجود شخص دیکھتا ہے اسے غائب نہیں دیکھتا' تمام اہل مکہ اور اہل حجاز نے ہمارے خلاف اس کی مدد کی اور اس سے محبت کی اور اگر میں اس کے مقابلہ میں کھڑا ہوتا تو میرے پاس فوج نہیں تھی جس کے ذریعے میں اس پر غالب آتا اور وہ مجھ سے محتاط رہتا تھا اور مجھ سے بچ کر رہتا تھا اور میں اس سے بہت نرمی اور مدارات کرتا تھا تاکہ میں اس پر غلبہ پا کر اس پر حملہ کر دوں' اس کے باوجود میں نے اس پر تنگی وارد کر دی اور بہت سی چیزوں سے اسے روک دیا اور میں نے مکہ اور اس کے راستوں اور گھاٹیوں پر آدمی مقرر کر دیئے کہ وہ اس میں داخل ہونے والے کسی شخص کو اس کا نام اور اس کے باپ کا نام اور یہ کہ وہ کس شہر سے آیا ہے اور کیوں آیا ہے اور اس کا مقصد کیا ہے' لکھے بغیر نہ چھوڑیں' پس اگر وہ اس کے اصحاب میں سے ہوتا یا اس کے متعلق یہ معلوم ہو جاتا کہ وہ اس کے پاس جانا چاہتا ہے تو میں اسے ذلیل کر کے واپس کر دیتا' بصورتِ دیگر میں اس کا راستہ چھوڑ دیتا اور آپ نے ولید کو امیر مقرر کیا ہے اور ابھی آپ کو اس کے متعلق اور اس کے کاموں کے بارے میں اطلاع مل جائے گی جس سے آپ کو میری تیز روی کی فضیلت اور آپ کے بارے میں میری کوششوں اور خیر خواہی کا پتہ چل جائے گا۔ ان شاء اللہ

اللہ آپ کا بھلا کرے گا اور آپ کے دشمن کو ذلیل کرے گا' یزید نے اسے کہا تو ان لوگوں سے زیادہ سچا ہے جنہوں نے تجھ پر تہمت لگائی ہے اور مجھے تیرے خلاف برانگیختہ کیا ہے اور تو ان لوگوں میں سے ہے جن پر میں اعتماد کرتا ہوں اور ان کی مدد کی امید رکھتا ہوں اور انہیں پھوٹ ڈالنے والے کے لیے اور مہم کی کفایت کے لیے اور بڑے بڑے امور کی مصیبتوں کے لیے سنبھال کر رکھتا ہوں' یہ باتیں اس نے طویل گفتگو میں کہیں۔

اور ولید بن عتبہ نے حجاز میں قیام کیا اور کئی بار حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو پکڑنے کا ارادہ کیا اور اس نے انہیں محتاط اور محفوظ پایا جس نے ہر کام کے لیے اہل آدمی تیار کیے ہوئے ہیں اور ایک اور شخص نے جسے نجدہ بن عامر حنفی کہا جاتا تھا' قتل حسینؓ کے وقت یمامہ پر حملہ کر دیا اور یزید بن معاویہ کی مخالفت کی اور ابن زبیر کی مخالفت نہ کی بلکہ علیحدگی اختیار کر لی' اس کے اصحاب اس کی پیروی کرتے تھے' پس جب عرفہ کی شب آئی تو ولید بن عتبہ نے جمہور کے ساتھ دفاع کیا اور حضرت ابن زبیرؓ اور اصحاب نجدہ پیچھے رہ گئے پھر ہر فریق اکیلے اکیلے دفاع کرنے لگا پھر نجدہ نے یزید کو لکھا آپ نے ایک اناڑی شخص کو ہمارے پاس بھیج دیا ہے جو صحیح بات کو اختیار نہیں کرتا اور نہ کسی دانشور کی نصیحت کی پرواہ کرتا ہے' اگر آپ ہمارے پاس کسی نرم طبیعت اور مہربان شخص کو بھیجتے تو مجھے امید ہے کہ جو کام دشوار ہو چکے ہیں وہ سہل ہو جاتے اور جو کام پراگندہ ہو چکے ہیں وہ مجتمع ہو جاتے اس بارے میں غور وفکر کیجیے اس میں ہمارے عوام وخواص کی بھلائی ہوگی۔ ان شاء اللہ

مؤرخین نے بیان کیا کہ یزید نے ولید کو معزول کر دیا اور عثمان بن محمد بن ابی سفیان کو امیر مقرر کر دیا پس وہ حجاز کی طرف روانہ ہو گیا اور اس وقت وہ ایک نوعمر اور ناتجربہ کار جوان تھا' جسے امور ومعاملات میں کوئی مہارت حاصل نہ تھی' پس انہوں نے اس میں دلچسپی لی اور جب وہ مدینہ میں داخل ہوا تو اس نے مدینہ سے ایک وفد یزید کی طرف بھیجا جس میں حضرت عبداللہ بن حنظلۃ الغسیل انصاری' عبداللہ بن ابی عمرو بن حفص بن مغیرہ حضرمی' منذر بن زبیر اور اہل مدینہ کے بہت سے اشراف شامل تھے' وہ یزید کے پاس آئے تو اس نے ان کا اعزاز واکرام کیا اور ان سے حسن سلوک سے پیش آیا اور انہیں بڑے بڑے انعامات دیئے پھر منذر بن زبیر کے سوا سب واپس مدینہ چلے آئے اور وہ اپنے دوست عبیداللہ بن زیاد کے پاس بصرہ چلا گیا اور یزید نے اسے اس وفد کے اصحاب کے مقابلہ میں ایک لاکھ کے برابر انعام دیا اور جب مدینہ کا وفد واپس مدینہ آیا تو وفد کے آدمیوں نے یزید کو سب وشتم کیا اور اس پر عیب لگائے اور کہنے لگے ہم ایک ایسے شخص کے پاس سے آئے ہیں جس کا کوئی دین نہیں وہ شراب نوشی کرتا ہے اور اس کے پاس گلوکارائیں آلات لہو ولعب کے ساتھ گاتی ہیں اور ہم تمہیں گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے اسے معزول کر دیا ہے پس لوگوں نے اس کے معزول کرنے میں ان کی پیروی کی اور موت پر حضرت عبداللہ بن حنظلۃ الغسیل کی بیعت کر لی اور حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما نے انہیں ملامت کی اور منذر بن زبیر بصرہ سے مدینہ واپس آ گیا اور اس نے یزید کی معزولی پر ان لوگوں سے اتفاق کیا اور انہیں اس کے متعلق بتایا کہ وہ شراب نوشی کرتا ہے اور مدہوش ہو جاتا ہے حتیٰ کہ اس نے نماز چھوڑ دی ہے اور اس نے ان سے بھی بڑھ کر اس پر عیب لگائے اور جب یزید کو اس بات کی اطلاع ملی تو اس نے کہا اے اللہ میں نے اسے فضیلت وبرتری دی اور اس کی عزت کی اور اس نے جو کچھ کیا ہے تو نے دیکھ لیا ہے' پس اسے پکڑے اور اسے سزا دے' پھر یزید نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو

اہل مدینہ کے پاس بھیجا کہ وہ انہیں اس کارروائی سے روکیں جو انہوں نے کی ہے اور اس کے انجام سے انہیں انتباہ کریں اور انہیں سمع واطاعت کی طرف رجوع کرنے اور جماعت کے ساتھ لازم رہنے کا حکم دیں حضرت نعمان بن بشیرؓ نے ان کے پاس جا کر یزید کے حکم کے مطابق کام کیا اور انہیں فتنہ سے ڈرایا اور انہیں کہا' فتنہ ایک مضر صحت چیز ہے نیز کہا' اہل شام کے ساتھ لڑنے کی تمہیں سکت نہیں' حضرت عبداللہ بن مطیع نے انہیں کہا اے نعمان کون سی چیز آپ کو ہماری جماعت کے پراگندہ کرنے اور اللہ نے ہمارے جس امر کو درست کیا ہے اس کے خراب کرنے پر آمادہ کر رہی ہے' حضرت نعمانؓ نے انہیں کہا قسم بخدا میں نے ان امور کو ترک کر دیا ہے جن کی طرف آپ دعوت دیتے ہیں اور لوگ اس قافلے میں شامل ہو گئے ہیں جو قوم کی مانگوں اور پیشانیوں پر تلواریں مارے گا اور فریقین کے درمیان موت کی چکی' چکر لگائے گی اور میں آپ کو یوں دیکھ رہا ہوں کہ آپ اپنے خچر کے پہلو پر ضرب لگا کر میری طرف آ گئے ہیں اور آپ نے ان مساکین یعنی انصار کو اپنی گلیوں اور مساجد اور اپنے اپنے گھروں کے دروازوں پر لڑتے پیچھے چھوڑ دیا ہے' پس لوگوں نے ان کی بات نہ مانی اور نہ سنی اور وہ واپس آ گئے اور معاملہ جوں کا توں رہا۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال ولید بن عتبہ نے لوگوں کو حج کروایا اور اس میں اعتراض پایا جاتا ہے اگرچہ وہ اہل مدینہ کے وفد میں شامل تھا مگر وہ لوگ یزید کے پاس سے واپس آ گئے تھے پس صرف عثمان بن محمد بن ابی سفیان گیا تھا اور اگرچہ اس سال ولید نے لوگوں کو حج کروایا تھا تو مدینہ کا وفد ۶۳ھ کے آغاز میں یزید کے پاس آیا تھا اور یہی مناسب ہے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

حضرت بریدۃ بن الحسیب الاسلمیؓ:

آپ اس وقت اسلام لائے جب رسول اللہ ﷺ مدینہ کی طرف ہجرت کرتے ہوئے کراع الغمیم کے نزدیک آپ کے پاس سے گزرے۔ آپ جب وہاں تھے تو بریدہ آپ کو اپنے اہل کے ۸۰ آدمیوں کے ساتھ ملے۔ آپ نے سورہ مریم کا ابتدائی حصہ آپ کو سکھایا پھر آپ احد کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ آئے اور آپ کے ساتھ تمام معرکوں میں شامل ہوئے اور مدینہ میں اقامت اختیار کر لی۔ اور جب بصرہ فتح ہوا تو آپ وہاں اتر پڑے اور وہاں پر گھر کی حد بندی کی پھر آپ خراسان کی جنگ کی طرف گئے اور یزید بن معاویہ کی خلافت میں مرو میں وفات پا گئے' کئی لوگوں نے اس سال میں آپ کی وفات کا ذکر کیا ہے۔

الربیع بن خثیم:

ابو یزید الثوری الکوفی' آپ حضرت ابن مسعودؓ کے اصحاب میں سے ہیں' حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے آپ سے کہا' میں جب بھی آپ کو دیکھتا ہوں مجھے عاجزی کرنے والے یاد آ جاتے ہیں اور اگر رسول اللہ ﷺ آپ کو دیکھتے تو وہ آپ سے محبت کرتے اور حضرت ابن مسعودؓ آپ کا بہت احترام کرتے تھے اور شعبی نے بیان کیا ہے کہ الربیع صدق کا منبع تھے اور آپ حضرت ابن مسعودؓ کے اصحاب میں سے بہت پرہیزگار تھے اور ابن معین نے بیان کیا ہے کہ آپ کی مثل کے متعلق دریافت نہیں کیا جاتا' آپ کے مناقب بہت زیادہ ہیں' ابن جوزی نے اس سال میں آپ کی وفات بیان کی ہے۔

علقمہ بن قیس ابوشبل النخعی الکوفی:

آپ حضرت ابن مسعودؓ کے اکابر اصحاب اور علماء میں سے تھے اور آپ حضرت ابن مسعودؓ کی مانند تھے اور علقمہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے روایت کی ہے اور آپ سے بہت سے تابعینؒ نے روایت کی ہے۔

عقبہ بن نافع فہری:

حضرت معاویہؓ نے آپ کو دس ہزار فوج کے ساتھ افریقہ بھیجا اور آپ نے افریقہ کو فتح کیا اور قیروان کی حد بندی کی اور قیروان کی جگہ بہت درختوں والی اور دلدلی تھی اور درندوں' سانپوں اور حشرات کی وجہ سے اس کا قصد نہیں کیا جاتا تھا' پس آپ نے اللہ سے دعا کی اور وہ اپنے گھونسلوں اور بلوں سے اپنے بچوں سمیت باہر نکلنے لگے اور آپ نے اسے تعمیر کیا اور اس سال تک مسلسل وہیں رہے آپ نے بربری اور رومی اقوام سے جنگیں کیں اور شہید ہو کر فوت ہوئے۔

حضرت عمرو بن حزم:

آپ جلیل القدر صحابی ہیں' رسول اللہ ﷺ نے آپ کو نجران کا عامل مقرر کیا' اس وقت آپ کی عمر سترہ سال تھی آپ نے ایک عرصہ تک وہاں قیام کیا اور یزید بن معاویہ کے زمانے کو پایا۔

مسلم بن مخلد انصاری:

آپ ہجرت کے سال پیدا ہوئے اور رسول اللہ ﷺ سے سماع کیا اور فتح مصر میں شامل ہوئے اور وہاں معاویہ بن یزید کی فوج کے حاکم مقرر ہوئے اور اس سال کے ذوالقعدہ میں وفات پا گئے۔

حضرت مسلم بن معاویہ دیلمیؓ:

آپ جلیل القدر صحابی ہیں' بدر واحد اور خندق میں مشرکین کے ساتھ شامل ہوئے اور آپ نے مسلمانوں کو قتل کیا پھر مسلمان ہو گئے اور حسن اسلام سے آراستہ ہوئے اور فتح مکہ اور حنین میں شامل ہوئے اور ۹ھ میں حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ حج کیا اور حجۃ الوداع میں شمولیت کی اور جاہلیت میں ساٹھ سال کی عمر پائی اور اتنی ہی عمر اسلام میں پائی' یہ قول واقدی کا ہے' نیز واقدی کہتا ہے کہ آپ نے یزید بن معاویہ کا زمانہ پایا اور ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ آپ نے اس سال میں وفات پائی۔

اور اسی میں حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی بیوی الرباب بنت انیف نے وفات پائی' جو اہل عراق کے پاس اس وقت موجود تھی جب وہ ہفتہ یا جمعہ کو آپ کے خاوند حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما' پھر دختر رسول پر زیادتی کرتے تھے۔

۶۳ھ

اس میں حرہ کا معرکہ ہوا اور اس کا سبب یہ تھا کہ جب اہل مدینہ نے یزید بن معاویہ کو معزول کر دیا اور قریش پر حضرت عبداللہ بن مطیع اور انصار پر حضرت عبداللہ بن حنظلہ بن ابی عامر کو امیر مقرر کر دیا تو اس سال کے آغاز میں انہوں نے اس بات کا اظہار کیا اور منبر کے پاس جمع ہو گئے اور ان میں سے ایک شخص کہنے لگا' میں نے یزید کو یوں اتار دیا ہے جیسے میں نے اپنی یہ پگڑی اتار دی ہے اور وہ اسے اپنے سر سے پھینکنے لگا اور دوسرا شخص کہنے لگا میں نے اسے یوں اتار دیا ہے جیسے میں نے اپنی یہ جوتی اتار دی ہے حتیٰ کہ وہاں پر

بہت سی پگڑیاں اور جوتیاں اکٹھی ہوگئیں پھر انہوں نے اپنے درمیان سے یزید کے عامل عثمان بن محمد بن ابی سفیان بن عم یزید کو نکالنے اور بنی امیہ کو مدینہ سے جلاوطن کر دینے پر اتفاق کر لیا' پس بنوامیہ' مروان بن الحکم کے گھر میں اکٹھے ہو گئے اور اہل مدینہ نے محاصرہ کرتے ہوئے ان کا گھیراؤ کر لیا اور علی بن حسین ''زین العابدین'' اور حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما لوگوں سے الگ رہے۔ ان دونوں نے یزید کو معزول نہیں کیا اور نہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے گھر کے کسی شخص نے اسے معزول کیا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے اہل سے فرمایا تم میں سے کوئی شخص یزید کو معزول نہ کرے' پس میرے اور اس کے درمیان فیصلہ کن بات ہوگی اور تلوار کو سیراب کیا جائے گا اور ابھی یہ حدیث اپنے الفاظ واسناد کے ساتھ یزید کے حالات میں بیان ہوگی اور آپ نے اہل مدینہ کو ابن مطیع کی بیعت کرنے اور موت پر ابن حنظلہ کی بیعت کرنے پر ملامت کی اور فرمایا' ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس شرط پر بیعت کیا کرتے تھے کہ ہم فرار نہیں کریں گے اور اسی طرح بنی عبدالمطلب میں سے بھی کسی شخص نے یزید کو معزول نہیں کیا اور حضرت محمد بن حنفیہ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ بڑی سختی سے اس سے رُکے اور یزید کے بارے میں ان سے مناظرہ اور مجادلہ کیا اور انہوں نے یزید پر شراب نوشی کرنے اور بعض نمازوں کے چھوڑنے کے جو الزامات لگائے تھے ان کا انہیں جواب دیا جیسا کہ عنقریب یزید کے حالات میں مفصل طور پر بیان ہوگا۔ ان شاء اللہ

اور بنوامیہ نے اپنے محاصرہ' اہانت اور بھوک پیاس کی حالت کے بارے میں یزید کو لکھا نیز یہ بھی کہا کہ اگر اس نے ان کی جانب اس حالت سے نجات دلانے کے لیے کوئی شخص نہ بھیجا تو ان سب کی بیخ کنی ہو جائے گی اور انہوں نے اس خط کو ایلچی کے ہاتھ بھیجا اور جب وہ یزید کے پاس پہنچا تو وہ اپنے تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور نقرس کے باعث اپنے پاؤں کو پانی میں ٹھنڈک حاصل کرنے کے لیے ڈالے ہوئے تھا جب اس نے خط کو پڑھا تو بے قرار ہو گیا اور کہنے لگا تو ہلاک ہو جائے ان میں ایک ہزار آدمی بھی نہیں ہیں؟ اس نے کہا بے شک ہیں اس نے کہا' کیا انہوں نے دن کی ایک گھڑی بھی جنگ نہیں کی؟ پھر اس نے عمرو بن سعید بن العاص کو پیغام بھیجا اور اسے خط سنا کر اس سے مشورہ لیا کہ وہ کس شخص کو ان کے پاس بھیجے' اور اس کے سامنے پیشکش کی گئی کہ وہ اسے ان کے پاس بھیج دے تو اس نے اس بات سے انکار کیا اور کہا بلاشبہ امیر المومنین نے مجھے مدینہ سے معزول کر دیا ہے اور وہ محفوظ ہے اور اس کے معاملات محکم ہیں مگر اب قریش کا خون شہر کے بلند حصوں میں بہایا جائے گا اور میں اس کی ذمہ داری لینا پسند نہیں کرتا' اس کی ذمہ داری وہ شخص لے جو میری نسبت ان سے دور تر ہو' راوی بیان کرتا ہے اس نے ایلچی کو مسلم بن عقبہ مزنی کے پاس بھیج دیا جو بہت بوڑھا اور ضعیف آدمی تھا اس نے اس کی پکار کا جواب دیا اور یزید نے اس کے ساتھ دس ہزار سواروں کو بھیج دیا اور بعض نے بارہ ہزار سواروں اور پندرہ ہزار پیادوں کا بھیجنا بیان کیا ہے اور اس نے ان میں سے ہر ایک کو ایک سو دینار دیئے اور بعض نے چار دینار کا دینا بیان کیا ہے پھر اس نے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر انہیں کہا کہ جو کچھ ہے دکھاؤ' المدائنی نے بیان کیا ہے کہ اس نے اہل دمشق پر عبداللہ بن مسعدۃ الفزاری اور اہل حمص پر حصین بن نمیر السکونی اور اہل اُردن پر جیش بن دلجۃ القینی اور اہل فلسطین پر روح بن زنباع الجذامی اور شریک الکنانی اور اہل قنسرین پر طریف بن الحسحاس کو امیر مقرر کیا اور ان سب پر مسلم بن عقبہ مزنی غطفانی کو امیر مقرر کیا اور سلف اسے مسرف بن عقبہ کہتے تھے' حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے کہا یا امیر المومنین مجھے ان پر امیر مقرر کر دیجیے میں آپ کو کفایت

کروں گا۔ اور نعمان' عبداللہ بن حنظلہ مناسب حال یہی ظالم ہے' قسم بخدا میں ان سے حسن سلوک کرنے اور بار بار معاف کرنے کے بعد ضرور انہیں قتل کروں گا' حضرت نعمانؓ نے کہا یا امیر المومنین میں آپ کو آپ کے خاندان اور رسول اللہ ﷺ کے انصار کے بارے میں اللہ کا واسطہ دوں گا اور عبداللہ بن جعفر نے اسے کہا اگر وہ آپ کی اطاعت کی طرف رجوع کر لیں تو کیا آپ کے خیال میں ان کی بات قبول کر لی جائے گی؟ اس نے کہا اگر وہ ایسا کریں تو انہیں کوئی باز پرس نہ ہوگی اور یزید نے مسلم بن عقبہ سے کہا' لوگوں کو تین بار دعوت دو' اگر وہ اطاعت کی طرف رجوع کریں تو ان کی بات قبول کرنا اور ان سے باز رہنا' بصورت دیگر اللہ سے مدد طلب کرنا اور ان سے جنگ کرنا اور جب تو ان پر غالب آ جائے تو تین روز تک مدینہ کو مباح کر دینا پھر لوگوں سے باز رہنا اور علی بن حسین کو دیکھنا اور ان سے باز رہنا اور ان کے متعلق بھلائی کا حکم دینا اور ان کو مقرب بنانا بلاشبہ وہ اس بات میں شامل نہیں جس میں یہ شامل ہیں اور اس نے مسلم کو حکم دیا کہ جب وہ مدینہ سے فارغ ہو جائے تو وہ ابن نمیر کے محاصرہ کے لیے مکہ چلا جائے اور اس نے اسے کہا کہ اگر تجھے کوئی حادثہ پیش آ جائے تو حصین بن نمیر السکونی لوگوں کا امیر ہوگا' اور یزید نے عبداللہ بن زیاد کو لکھا کہ وہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف جا کر مکہ میں ان کا محاصرہ کرے تو اس نے انکار کیا اور کہا خدا کی قسم میں ایک فاسق کے لیے ان دو چیزوں کو کبھی اکٹھا نہیں کروں گا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کے بیٹے کو قتل کروں اور بیت الحرام سے جنگ کروں؟ اور جب اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تو اس کی ماں مرجانہ نے اسے کہا تو ہلاک ہو جائے تو نے کیا کیا ہے اور کس فعل کا ارتکاب کیا ہے اور اس نے سخت ڈانٹ پلائی' مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ یزید کو اطلاع ملی کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما اپنے خطبہ میں بیان کرتے ہیں کہ یزید دھوکے باز' شراب نوش' تارک الصلوٰۃ اور گلوکارہ لونڈیوں کے ساتھ رہنے والا ہے اور جب مسلم بن عقبہ نے تیاری کر لی اور دمشق میں فوج کی نمائش کی تو وہ کہنے لگا۔

''ابوبکر کو پیغام پہنچا دو کہ جب فوج رات کو چلے اور وادی القریٰ کے نزدیک پہنچ جائے تو دیکھ رہا ہے کہ اس نے قوم کے ان لوگوں کو جو شراب سے مدہوش ہیں اکٹھا کر لیا ہے اس ملحد پر تعجب ہے جو ام القریٰ میں موجود ہے جو دین سے دھوکہ کو نے والا اور جھوٹے فیصلے کرنے والا ہے''۔

اور ایک روایت میں یہ اشعار یوں آئے ہیں۔

''ابوبکر کو پیغام پہنچا دو کہ جب معاملہ پیش آ جائے اور فوج وادی القریٰ میں اتر جائے وہ بیس ہزار جوان اور ادھیڑ عمر ہیں اور تو دیکھ رہا ہے کہ اس نے قوم کے شراب سے مدہوش لوگوں کو اکٹھا کر لیا ہے''۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ مسلم اپنی فوجوں کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ ہو گیا اور جب اس کے نزدیک پہنچا تو اہل مدینہ نے بنی امیہ کے محاصرہ میں پوری کوشش صرف کر دی اور انہیں کہنے لگے خدا کی قسم ہم بالضرور تمہارے آخری آدمی تک تمہیں قتل کر دیں گے یا تم ہمیں پختہ عہد دو کہ تم ان شامیوں میں سے کسی ایک شخص کو بھی ہمارے بارے میں نہیں بتلاؤ گے' پس انہوں نے اس بات کا عہد دے دیا اور جب فوج پہنچی تو بنی امیہ نے اس کا استقبال کیا اور مسلم ان سے حالات دریافت کرنے لگا مگر کسی شخص نے اسے کوئی بات نہ بتائی تو وہ اس بات سے تنگ ہوا اور عبدالملک بن مروان نے اس کے پاس آ کر اسے کہا اگر تو فتح کا خواہش مند ہے تو

مدینہ کے مشرق میں حرہ میں اتر جا' پس جب وہ تمہارے پاس آئیں گے تو سورج تمہاری گدیوں اور ان کے چہروں پر ہوگا' تم انہیں اطاعت کی دعوت دینا' بلاشبہ اللہ تعالیٰ بات قبول کرلیں تو فبہا ورنہ اللہ سے مدد مانگنا اور ان سے جنگ کرنا' بلاشبہ اللہ تعالیٰ تجھے ان پر فتح دے گا کیونکہ انہوں نے امام کی مخالفت کی ہے اور اطاعت سے باہر نکل گئے ہیں' مسلم بن عقبہ نے اس بات پر اس کا شکریہ ادا کیا اور اس کے مشورے پر عمل کیا اور مدینہ کے مشرق میں حرہ میں اتر گیا اور تین روز تک اس نے وہاں کے باشندوں کو دعوت دی مگر سب نے جنگ کے سوا کسی بات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا پس جب تین دن گزر گئے تو اس نے انہیں کہا اے اہل مدینہ تین دن گزر گئے ہیں اور امیر المومنین نے مجھے کہا تھا کہ تم لوگ ان کی اصل اور خاندان ہو اور وہ تمہاری خونریزی کو ناپسند کرتے ہیں اور انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو تین دن کی مہلت دوں سو وہ تین دن گزر چکے ہیں' تم کیا کرنے والے ہو؟ صلح کرتے ہو یا جنگ؟ انہوں نے کہا بلکہ ہم جنگ کریں گے' اس نے کہا ایسا نہ کرو بلکہ صلح کر لو اور ہم اپنی قوت اور کوشش کو اس ملحد یعنی حضرت ابن زبیرؓ پر صرف کریں' انہوں نے کہا اے دشمن خدا اگر تو نے یہ ارادہ کیا تو ہم تجھے ان پر غلبہ نہیں پانے دیں گے' کیا ہم تجھے چھوڑ دیں گے کہ تم بیت اللہ میں جا کر الحاد اختیار کرو؟ پھر جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ' اور انہوں نے اپنے اور ابن عقبہ کے درمیان خندق بنالی اور انہوں نے اپنی فوج کو چار دستوں میں تقسیم کر لیا اور ہر چوتھے دستے پر ایک امیر مقرر کیا اور انہوں نے سب سے خوب صورت چوتھا دستہ اسے بنایا جس میں حضرت عبداللہ بن حنظلۃ الغسیل تھے پھر انہوں نے باہم شدید جنگ کی پھر اہل مدینہ نے شکست کھائی اور فریقین کے بہت سے سادات واعیان قتل ہوئے جن میں حضرت عبداللہ بن مطیع اور ان کے ساتوں بیٹے ان کے سامنے قتل ہو گئے اور حضرت عبداللہ بن حنظلۃ الغسیل اور ان کے ماں جائے بھائی محمد بن ثابت بن شماس اور محمد بن عمرو بن حزم قتل ہو گئے اور جب وہ بچھڑے پڑے تھے تو مروان آپ کے پاس سے گزرا اور کہنے لگا اللہ آپ پر رحم فرمائے کتنے ہی ستون ہیں جن کے پاس میں نے آپ کو طویل قیام و سجود کرتے دیکھا ہے۔

پھر مسلم بن عقبہ نے جسے سلف مسرف بن عقبہ کہتے ہیں اللہ اس برے اور جاہل شخص کا بھلا نہ کرے یزید کے حکم کے مطابق مدینہ کو تین دن کے لیے مباح کر دیا۔ اللہ یزید کو اس کی نیک جزا نہ دے اور اس نے بہت سے اموال کو اور قراء کو قتل کر دیا اور مدینہ کے بہت سے اموال کو لوٹ لیا اور جیسا کہ کئی مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ بہت سا شر و فساد پیدا ہو گیا اور جن لوگوں کو اس کے سامنے باندھ کر قتل کیا گیا ان میں حضرت معقل بن سنان بھی تھے اور آپ قبل ازیں اس کے دوست تھے مگر آپ نے یزید کے بارے میں اسے سخت باتیں سنائیں جس کے باعث وہ آپ سے ناراض ہو گیا اور اس نے حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما کو بلایا تو وہ مروان بن الحکم اور اس کے بیٹے عبدالملک کے درمیان چلتے ہوئے آئے تا کہ وہ ان دونوں کے ذریعے اس سے امان حاصل کریں اور آپ کو معلوم نہ تھا کہ یزید نے اسے آپ کے متعلق وصیت کی ہے پس جب آپ اس کے سامنے بیٹھ گئے تو مروان نے مشروب منگوایا۔ اور مسلم بن عقبہ شام سے اپنے ساتھ مدینہ برف لایا تھا جسے اس کے مشروب میں ملایا جاتا تھا۔ جب مشروب لایا گیا تو مروان نے تھوڑا سا مشروب پیا اور بقیہ حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما کو دے دیا تا کہ وہ اس سے آپ کے لیے امان حاصل کرے اور مروان' حضرت علی بن حسینؓ کے سامنے بیٹھا تھا' پس جب مسلم بن عقبہ نے آپ کی طرف دیکھا کہ آپ نے اپنے ہاتھ میں برتن پکڑ لیا ہے تو اس نے آپ

سے کہا ہمارے مشروب کو نہ پیو' پھر آپ سے کہنے لگا' آپ ان دونوں کے ساتھ اس لیے آئے ہیں کہ ان دونوں کے ذریعے امان حاصل کریں؟ تو حضرت علی بن حسین کا ہاتھ لرز گیا اور آپ نہ برتن کو اپنے ہاتھ سے نیچے رکھتے اور نہ اسے پیتے' پھر اس نے آپ سے کہا اگر امیر المومنین نے مجھے آپ کے متعلق وصیت نہ کی ہوتی تو میں آپ کو قتل کر دیتا پھر وہ آپ سے کہنے لگا اگر آپ پینا چاہتے ہیں تو پی لیں اور اگر آپ چاہتے ہیں تو ہم آپ کے لیے اور مشروب منگوا لیتے ہیں' آپ نے کہا یہ جو میرے ہاتھ میں ہے میں اسے ہی پینا چاہتا ہوں' پس آپ نے اسے پی لیا' پھر مسلم بن عقبہ نے آپ سے کہا میرے پاس آ کر یہاں بیٹھ جائیے' اور اس نے آپ کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھا لیا اور آپ سے کہنے لگا' امیر المومنین نے آپ کے متعلق مجھے وصیت کی ہے اور ان لوگوں نے مجھے آپ سے غافل کر دیا ہے پھر اس نے حضرت علی بن حسینؓ سے کہا شاید آپ کے اہل خوفزدہ ہوں آپ نے فرمایا قسم بخدا ایسا ہی ہے' پس اس کے حکم سے آپ کے لیے سواری پر زین ڈالی گئی پھر اس نے آپ کو اس پر سوار کرایا اور آپ کو عزت کے ساتھ آپ کے گھر واپس بھیج دیا' پھر اس نے عمرو بن عثمان بن عفان کو بلایا۔ آپ نے بنی امیہ کے ساتھ خروج نہیں کیا تھا۔ اور آپ سے کہنے لگا' تو نے کہا ہے کہ اگر اہل مدینہ غالب آ گئے تو میں ان کے ساتھ ہوں اور اگر اہل شام غالب آ گئے تو میں امیر المومنین کا بیٹا ہوں۔ پھر اس کے حکم سے اس کے سامنے اس کی داڑھی نوچی گئی۔ اور آپ کی داڑھی بہت بڑی تھی۔

المدائنی نے بیان کیا ہے کہ مسلم بن عقبہ نے مدینہ کو تین دن کے لیے مباح کر دیا اور وہ جس شخص کو پاتے قتل کر دیتے اور اموال کو لوٹ لیتے' پس سعدی بنت عوف المریہ نے مسلم بن عقبہ کو پیغام بھیجا کہ میں تیری عمزادی ہوں تم اپنے ساتھیوں کو حکم دو کہ وہ فلاں فلاں جگہ پر ہمارے اونٹوں سے معترض نہ ہوں' اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا سب سے پہلے اسی کے اونٹوں کو پکڑنے سے آغاز کرو اور ایک عورت نے اس کے پاس آ کر اسے کہا میں تیری لونڈی ہوں اور میرا بیٹا قیدیوں میں ہے' اس نے کہا اسے جلدی سے پکڑو پس اسے قتل کر دیا گیا نیز کہا کہ اس کا سر اسے دے دو' کیا تو اس بات سے راضی نہیں کہ جب تک تو اپنے بیٹے کے بارے میں بات نہ کرے وہ قتل نہ ہو اور انہوں نے عورتوں سے زنا کاری کی' کہتے ہیں کہ ان ایام میں خاوند کے بغیر ایک ہزار عورتوں کو حمل ہو گیا۔ واللہ اعلم

المدائنی نے بحوالہ ابی قرۃ بیان کیا ہے کہ ہشام بن حسان نے بیان کیا کہ معرکہ حرہ کے بعد اہل مدینہ کی ایک ہزار عورتوں نے خاوند کے بغیر بچوں کو جنم دیا اور سادات صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت روپوش ہو گئی جن میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے اور حضرت ابوسعید خدریؓ نے باہر نکل کر پہاڑ میں ایک غار کی پناہ لے لی تو ایک شامی شخص آپ سے آ ملا۔ آپ بیان کرتے ہیں جب میں نے اسے دیکھا تو میں نے اپنی تلوار سونت لی اور اس نے میرا قصد کیا اور جب اس نے مجھے دیکھا تو اس نے مجھے قتل کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا پس میں نے اپنی تلوار کو سونگھا' پھر میں نے کہا (میں چاہتا ہوں کہ تو میرے اور اپنے گناہ کے ساتھ لوٹے اور تو دوزخیوں میں سے ہو جائے اور ظالموں کی یہی جزا ہے) جب اس نے یہ بات دیکھی تو کہنے لگا آپ کون ہیں؟ میں نے کہا میں ابوسعید خدریؓ ہوں اس نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی میں نے کہا ہاں تو وہ مجھے چھوڑ کر چلتا بنا۔

المدائنی نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن المسیب کو مسلم کے پاس لایا گیا تو اس نے آپ سے کہا بیعت کیجیے آپ نے فرمایا

میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی سیرت پر بیعت کروں گا تو اس نے آپ کے قتل کرنے کا حکم دے دیا اور ایک آدمی نے گواہی دی کہ آپ مجنون ہیں تو اس نے آپ کو چھوڑ دیا۔ اور المدائنی نے بحوالہ عبداللہ القرشی اور ابواسحٰق تمیمی بیان کیا ہے یہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ جب معرکہ حرہ میں اہل مدینہ نے شکست کھائی تو عورتیں اور بچے چلانے لگے' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا عثمان اور رب کعبہ کی قسم۔

المدائنی نے اہل مدینہ کے ایک شخص کے حوالے سے بیان کیا ہے' وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے زہری سے پوچھا کہ یوم حرہ کو کتنے آدمی قتل ہوئے تھے اس نے کہا انصار و مہاجرین میں سے سات سو سرکردہ لوگ' اور موالی کے سرکردہ لوگ اور جن آزاد اور غلام وغیرہم کو میں نہیں جانتا وہ دس ہزار تھے' راوی بیان کرتا ہے کہ معرکہ حرہ ۲۷/ ذوالحجہ ۶۳ھ کو ہوا تھا' انہوں نے تین دن تک مدینہ کو لوٹا' اور واقدی اور ابومعشر نے بیان کیا ہے کہ معرکہ حرہ ۲۸/ ذوالحجہ ۶۳ھ کو بدھ کے روز ہوا تھا۔

واقدی نے عبداللہ بن جعفر سے بحوالہ عبداللہ بن عون بیان کیا ہے کہ اس سال حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے لوگوں کو حج کروایا اور لوگ انہیں العائذ کہتے تھے۔ یعنی بیت اللہ کی پناہ لینے والا۔ اور وہ امارت کے بارے میں شوریٰ کا نظریہ رکھتے تھے اور اہل مکہ کے پاس حرہ کی خبر حضرت مسور بن مخرمہ کے غلام سعید کے ذریعے محرم کی چاندرات کو پہنچی تو وہ بہت غمگین ہوئے اور اہل شام سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حرہ کا واقعہ ابومخنف کی روایت کے خلاف بھی بیان کیا گیا ہے' احمد بن زہیر نے مجھ سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے وہب بن جریر سے سنا کہ جویریہ بن اسماء نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے اہل مدینہ کے شیوخ کو بیان کرتے سنا کہ جب حضرت معاویہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنے بیٹے یزید کو بلایا اور اسے کہا ایک دن تجھے اہل مدینہ سے پالا پڑے گا پس اگر وہ ایسا کریں تو مسلم بن عقبہ کے ذریعے انہیں مار' بلاشبہ اس شخص کو ہمارے ساتھ جو خیر خواہی ہے میں اسے جانتا ہوں اور جب حضرت معاویہ فوت ہو گئے تو اہل مدینہ کا ایک وفد یزید کے پاس گیا اور جو لوگ اس کے پاس گئے ان میں حضرت عبداللہ بن حنظلہ بن ابی عامر بھی شامل تھے۔ جو ایک شریف' فاضل' سردار اور عبادت گزار شخص تھے۔ اور ان کے ساتھ ان کے آٹھوں بیٹے بھی تھے' یزید نے آپ کو ایک لاکھ دراہم دیئے اور آپ کے ہر بیٹے کو لباس اور بوجھ کے سوا دس دس ہزار دراہم دیئے پھر وہ مدینہ واپس آ گئے اور جب آپ مدینہ آئے تو لوگ آپ کے پاس آ کر آپ سے کہنے لگے آپ کے پیچھے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا میں ایک ایسے شخص کے پاس سے تمہارے پاس آیا ہوں خدا کی قسم اگر میں اپنے ان بیٹوں کے سوا کسی کو نہ پاتا تو میں ان کے ساتھ اس سے جنگ کرتا انہوں نے کہا ہمیں اطلاع ملی ہے کہ اس نے آپ کو عطیات' خادم اور غنیمت سے حصہ دیا ہے اور آپ کی عزت کی ہے' آپ نے فرمایا اس نے ایسا کیا ہے اور میں نے اس سے یہ چیزیں اس لیے قبول کی ہیں تاکہ میں اس کے ساتھ جنگ کرنے کی قوت حاصل کروں پس اس نے لوگوں کو ترغیب دی اور انہوں نے آپ کی بیعت کر لی' یزید کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے مسلم بن عقبہ کو ان کے پاس بھیجا اور اہل مدینہ نے ان تمام پانیوں کی طرف جو ان کے اور اہل شام کے درمیان تھے آدمی بھیجے اور انہوں نے ان میں تارکول کا مشکیزہ ڈال دیا اور اسے جذب کر دیا' پس اللہ تعالیٰ نے شامی فوج پر آسمان سے موسلا دھار بارش بھیج دی اور انہوں نے مدینہ پہنچنے تک ایک ڈول پانی بھی جمع نہ کیا اور اہل مدینہ بہت سی افواج اور ایسی صورت میں

باہر نکلے کہ ایسی صورت کبھی دیکھی نہیں گئی اور جب اہل شام نے انہیں دیکھا تو ان سے ڈر گئے اور ان سے جنگ کو ناپسند نہ کیا اور ان کے امیر مسلم کو شدید درد تھا' اسی دوران میں کہ لوگ ان کے ساتھ جنگ میں مصروف تھے کہ اچانک انہوں نے مدینہ کے وسط سے اپنے پیچھے سے تکبیر کی آواز سنی اور اہل شام کے بنو حارثہ نے ان پر حملہ کر دیا اور وہ دیواروں پر چڑھے ہوئے تھے پس لوگوں نے شکست کھائی اور خندق میں مرنے والوں کی تعداد قتل ہونے والوں سے بھی زیادہ تھی' وہ مدینہ میں داخل ہوئے تو حضرت عبداللہ بن حنظلہ دیوار کی ٹیک لگائے نیند میں خراٹے لے رہے تھے ان کے بیٹے نے انہیں جگایا اور جب انہوں نے اپنی آنکھیں کھولیں اور لوگوں کی کارروائی کو دیکھا تو آپ نے اپنے بڑے بیٹے کو حکم دیا کہ آگے بڑھ کر جنگ کرو' اس نے آگے بڑھ کر جنگ کی اور قتل ہو گیا اور مسلم بن عقبہ نے مدینہ میں داخل ہو کر لوگوں کو بیعت کی دعوت دی کہ وہ یزید بن معاویہؓ کے غلام ہیں اور وہ ان کے خون' اموال اور اہل کے متعلق جو چاہتا ہے فیصلہ کرتا ہے۔

ابن عساکر نے احمد بن عبدالصمد کے حالات میں اپنی تاریخ میں احمد بن مروان مالکی کی کتاب المجالسۃ سے روایت کی ہے کہ حسین بن حسن یشکری نے ہم سے بیان کیا کہ الزیادی نے بحوالہ اصمعی ہم سے بیان کیا اور محمد بن حارث نے بحوالہ المدائنی مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ جب اہل حرہ قتل ہوئے تو مکہ میں اس شب کی شام کو ابوقبیس پر ایک ہاتف نے آواز دی اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما بیٹھے سن رہے تھے۔

"روزہ دار' فرماں بردار' عبادت گزار' نیک' ہدایت یافتہ' حسن سلوک کرنے اور کامیابی کی طرف سبقت کرنے والے' واقم اور بقیع میں کیسے کیسے عظیم اور خوبصورت سردار اور یثرب کے علاقے میں کیسی کیسی رونے اور چلانے والیاں ہیں' اس نے نیک اشخاص اور نیکوں کے بیٹوں کو قتل کر دیا ہے جو بارعب اور سخی تھے"۔

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا اے لوگو! تمہارے اصحاب قتل ہو گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور یزید نے مسلم بن عقبہ کو یہ کہنے میں کہ وہ مدینہ کو تین دن تک مباح کر دے' فحش غلطی کی ہے اور یہ ایک بہت بڑی قبیح غلطی ہے اور اس کے ساتھ بہت سے صحابہؓ اور ان کے بیٹوں کا قتل بھی شامل ہے اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اس نے حضرت حسینؓ اور آپ کے اصحاب کو عبیداللہ بن زیاد کے ہاتھوں قتل کیا اور ان تین ایام میں مدینہ منورہ میں بے حد و حساب عظیم مفاسد رونما ہوئے جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اس نے مسلم بن عقبہ کو بھیج کر اپنی حکومت اور اقتدار کو مضبوط کرنا اور کسی جھگڑا کرنے والے کے بغیر اپنے ایام کو دوام بخشنا چاہا' مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے ارادے کے خلاف اسے سزا دی اور اس کے ارادے کے درمیان حائل ہو گیا پس اللہ تعالیٰ نے اسے ہلاک کر دیا جو جابروں کو ہلاک کرنے والا ہے اور اس نے غالب مقتدر کی طرح گرفت کی اور اسی طرح تیرے رب نے ظالم بستیوں پر گرفت کی بلاشبہ اس کی گرفت دردناک اور سخت ہوتی ہے۔

امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں بیان کیا ہے کہ حسین بن حارث نے ہم سے بیان کیا کہ فضل بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ الجعد نے عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص سے اس کے باپ کے حوالے سے بیان کیا وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے سنا کہ جو کوئی اہل مدینہ سے جنگ کرے گا وہ یوں پگھل جائے گا جیسے نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔ اور مسلم نے اسے

ابوعبداللہ القراظ المدینی جس کا نام دینار ہے۔ کی حدیث سے بحوالہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مدینہ کے متعلق برائی کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے آگ میں سیسے کی طرح پگھلا دے گا۔ پانی میں نمک کی طرح پگھلا دے گا۔ اور مسلم کی ایک روایت میں ابی عبداللہ القراظ کے طریق سے بحوالہ حضرت سعدؓ اور حضرت ابوہریرہؓ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اہل مدینہ سے برائی کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے یوں پگھلا دے گا جیسے نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ انس بن عیاض نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن خصیفہ نے عطاء بن یسار سے بحوالہ السائب بن خلاد ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے از راہ ظلم اہل مدینہ کو خوفزدہ کیا اللہ اسے خوف زدہ کرے گا اور اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہوگی اور بروز قیامت اللہ تعالیٰ اس سے قیمت اور معاوضہ قبول نہیں فرمائے گا' اور نسائی نے اسے کئی طریق سے عن علی بن حجر عن اسماعیل بن جعفر عن یزید بن خصیفہ عن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ عن عطاء بن یسار عن خلاد بن مخوف بن الخزرج روایت کیا ہے اس نے اسے بتایا اور اس کا ذکر کیا اور اسی طرح الحمیدی نے عبدالعزیز بن ابی حازم سے بحوالہ یزید بن خصیفہ اسے روایت کیا ہے اور اسی طرح نسائی نے اسے عن یحییٰ بن حبیب بن عربی عن حماد عن یحییٰ بن سعید عن مسلم بن ابی مریم عن عطاء بن یسار عن ابن خلاد آپ حضرت نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے تھے۔ روایت کیا ہے اور آپ نے اسے بیان کیا ہے اور ابن وہب نے بیان کیا ہے کہ حیوٰۃ بن شریح نے عن ابن الہاد عن ابی بکر بن یسار عن السائب بن خلاد مجھے بتایا وہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے سنا:

جس نے اہل مدینہ کو خوفزدہ کیا اللہ اسے خوفزدہ کرے گا اور اس پر اللہ تعالیٰ' فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہوگی۔ اور دارقطنی نے بیان کیا ہے کہ علی بن احمد بن القاسم نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن عبدالحمید بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ ابوزکریا یحییٰ بن عبداللہ بن یزید بن عبداللہ بن انیس انصاری نے حضرت جابرؓ کے دو بیٹوں محمد اور عبدالرحمٰن کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ وہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ ہم حرہ کے روز اپنے باپ کے ساتھ باہر نکلے اور اس کی نظر بند ہو چکی تھی تو اس نے کہا' جس نے رسول اللہ ﷺ کو خوفزدہ کیا وہ ہلاک ہو گیا ہم نے کہا اے ہمارے باپ کیا کوئی رسول اللہ ﷺ کو خوفزدہ کر سکتا ہے؟ اس نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے۔ جس نے انصار کے اس قبیلے کے لوگوں کو خوفزدہ کیا تو اس نے ان دونوں کے درمیان کو خوفزدہ کیا اور آپ نے اپنا ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھا۔

دارقطنی نے بیان کیا ہے کہ اس کی روایت میں لفظاً اور اسناداً سعد بن عبدالعزیز متفرد ہے اور اس حدیث اور اس قسم کی احادیث سے ان لوگوں نے استدلال کیا ہے جو یزید بن معاویہ پر لعنت ڈالنے میں رخصت کے قائل ہیں اور یہ روایت احمد بن حنبل سے ہے جسے الخلال' ابوبکر عبدالعزیز' قاضی ابویعلیٰ اور اس کے بیٹے قاضی ابوالحسین نے اختیار کیا ہے اور ابوالفرج ابن جوزی نے ایک الگ تصنیف میں اس سے مدد لی ہے اور اس پر لعنت کو جائز قرار دیا ہے اور دوسروں نے اس سے روکا ہے اور اس بارے میں اسی طرح کتابیں تصنیف کی ہیں تاکہ اس کی لعنت اس کے باپ یا کسی صحابی کی لعنت کا ذریعہ نہ بن جائے اور جو کچھ اس سے صادر ہوا ہے اسے انہوں نے برے تصرف پر محمول کیا ہے یعنی یہ کہ اس نے تاویل کی ہے اور غلطی کی ہے نیز کہا ہے کہ اس کے باوجود وہ فاسق امام

تھا اور علماء کے دو اقوال میں اصح قول کے مطابق امام صرف فسق کرنے سے معزول نہ ہوگا بلکہ اس کے خلاف بغاوت کرنا بھی جائز نہ ہوگا کیونکہ اس سے فتنہ انگیزی اور فساد پیدا ہوتا ہے اور حرمت والے خون کی خونریزی اور اموال کی لوٹ اور عورتوں وغیرہ کے ساتھ قبیح کام ہوتے ہیں اور ان کے علاوہ بھی کچھ کام ہوتے ہیں جن میں سے ہر ایک میں سے اس کے فسق سے کئی گنا زیادہ فساد پیدا ہوتا ہے جیسا کہ پہلے سے آج تک ہو رہا ہے۔

اور بعض لوگوں نے یہ جو بیان کیا ہے کہ جب یزید کو اہل مدینہ کے حالات اور مسلم بن عقبہ اور اس کی فوج نے حرہ میں جو سلوک ان کے ساتھ کیا تھا اس کی اطلاع ملی تو وہ اس سے بہت خوش ہوا کیونکہ وہ اپنے آپ کو امام سمجھتا تھا اور وہ اس کی اطاعت سے باہر ہو گئے تھے اور انہوں نے اس کے سوا کسی اور کو اپنا امیر بنا لیا تھا پس اس پر ان کے ساتھ جنگ کرنا واجب تھا تاکہ وہ اطاعت اور لزوم جماعت کی طرف رجوع کریں اور جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اس نے حضرت نعمان بن بشیرؓ اور مسلم بن عقبہ کی زبان سے انہیں انتباہ کیا اور صحیح میں بیان ہوا ہے۔ جو شخص تمہارے پاس اس حالت میں آئے کہ تم متفق ہو اور وہ تم میں تفرقہ پیدا کرنا چاہے تو اسے قتل کر دو خواہ وہ کوئی بھی ہو۔

اور اس بارے میں انہوں نے اس کی جانب جو اشعار بیان کیے ہیں اس کے استشہاد میں ابن الزبعریٰ کے اشعار کو پیش کرتے ہیں جو اس نے معرکہ احد کے بارے میں کہے ہیں وہ کہتا ہے۔

''کاش میرے شیوخ بدر میں نیزوں کے پڑنے سے خزرج کی گھبراہٹ کو دیکھتے جب وہ ان کے صحن میں اترے تو انہوں نے اونٹوں کو بٹھا دیا اور عبدالاشہل میں خوب خونریزی ہوئی اور ہم نے ان کے دُگنے اشراف کو قتل کر دیا' اور ہم نے بدر کی کجی کو درست کر دیا اور وہ درست ہو گئی''۔

اور بعض روافض نے ان میں یہ اضافہ بھی کیا ہے:

''ہاشم نے حکومت کے ساتھ کھیل کیا پس نہ اسے حکومت ملی اور نہ وحی نازل ہوئی''۔

اگر یزید بن معاویہ نے یہ شعر کہا ہے تو اس پر اللہ کی لعنت اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہو اور اگر اس نے یہ شعر نہیں کہا تو اس شخص پر اللہ کی لعنت ہو جس نے اسے گالی دینے کے لیے اسے گھڑا ہے اور عنقریب آئندہ سال میں یزید بن معاویہؓ کے حالات میں اس کے اقوال قبائح اور افعال اور جو کچھ اس کی طرف سے بیان کیا گیا ہے اور جو کچھ اس کے بارے میں کہا گیا ہے بیان کیا جائے گا' معرکہ حرہ اور حضرت حسینؓ کے قتل کے بعد اسے تھوڑی سی مہلت ملی حتیٰ کہ اللہ نے اسے ہلاک کر دیا جس نے اس سے پہلے اور بعد سرکشوں کو ہلاک کیا ہے اور وہ علیم وقدیر ہے' اس سال بہت سے مشاہیر اور اعیان صحابہؓ وغیرہم نے معرکہ حرہ میں وفات پائی جن کا تذکرہ طوالت کا باعث ہوگا اور مشاہیر صحابہؓ میں حضرت عبداللہ بن حنظلہ جو معرکہ حرہ میں امیر مدینہ تھے' حضرت معقل بن سنان' حضرت عبیداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہم اور مسروق بن الاجدع شامل ہیں۔

۶۴ھ

اس سال محرم کے آغاز میں مسلم بن عقبہ' حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ' یزید بن معاویہؓ کی مخالفت کی وجہ

سے جنگ کرنے کے لیے مکہ گیا اور اس نے روح بن زنباع کو مدینہ پر نائب مقرر کیا اور جب وہ ہرشا کی گھاٹی پر پہنچا تو اس نے امرائے فوج کو پیغام بھیج کر اکٹھا کیا اور کہا امیر المومنین نے مجھے وصیت کی ہے کہ اگر مجھے موت کا حادثہ پیش آ جائے تو میں حصین بن نمیر السکونی کو تم پر نائب مقرر کروں اور قسم بخدا اگر مجھے امارت حاصل ہوتی تو میں ایسا نہ کرتا پھر اس نے اسے بلا کر کہا اے ابن بردعۃ الحمار دیکھو' اور میں تجھے وصیت کرتا ہوں اُسے یاد رکھ پھر اس نے اسے حکم دیا کہ جب وہ مکہ پہنچے تو تین دن سے پہلے حضرت ابن زبیرؓ سے جنگ کرے پھر اس نے کہا اے اللہ! میں نے توحید و رسالت کی شہادت کے بعد کبھی کوئی ایسا کام نہیں کیا جو مجھے اہل مدینہ کے قتل سے زیادہ محبوب ہو اور مجھے آخرت میں اس کی جزا ملے گی اور اگر میں اس کے بعد دوزخ میں داخل ہوا تو میں شقی ہوں گا پھر وہ مر گیا خدا اس کا بھلا نہ کرے اور مسلک میں دفن کیا گیا یہ قول واقدی کا ہے۔

پھر اس کے پیچھے اللہ تعالیٰ یزید بن معاویہ کو بھی لے گیا اور وہ اس کے بعد ۱۴/ ربیع الاوّل کو فوت ہو گیا' پس اللہ نے ان دونوں کو اس چیز سے شاد کام نہ کیا جس کی وہ اس سے امید رکھتے تھے بلکہ ان کو اس ہستی نے مغلوب کر لیا جو اپنے بندوں پر غالب ہے اور ان سے حکومت کو چھین لیا اور ان سے اس نے حکومت چھین لی جو جس سے چاہتا ہے حکومت چھین لیتا ہے۔

اور حصین بن نمیر فوج کے ساتھ مکہ روانہ ہو گیا اور واقدی کے قول کے مطابق ۲۶/محرم کو وہاں پہنچا اور بعض کا قول ہے کہ محرم کے سات روز گزرے تھے کہ وہ وہاں پہنچ گیا اور اہل مدینہ کے جو اشراف باقی رہ گئے تھے ان کی جماعتیں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے جاملیں اور اسی طرح نجدہ بن عامر حنفی جو اہل یمامہ میں سے تھا۔ یمامہ کے ایک گروہ کے ساتھ آپ کے ساتھ آ ملا تاکہ وہ بیت اللہ کو اہل شام سے بچائیں اور حصین بن نمیر مکہ کے باہر اترا اور حضرت ابن زبیر اہل مکہ اور اپنے پاس جمع ہونے والے لوگوں کے ساتھ اس کے مقابلہ میں نکلے اور انہوں نے باہم شدید جنگ کی اور منذر بن زبیر اور ایک شامی شخص نے باہم مقابلہ کیا اور دونوں نے ایک دوسرے کو قتل کر دیا اور اہل شام نے اہل مکہ پر بڑی بے جگری سے حملہ کیا اور اہل مکہ منتشر ہو گئے اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا خچر آپ سمیت پھسل کر گر پڑا اور مسور بن مخرمہ اور مصعب بن عبدالرحمٰن بن عوف اور ایک گروہ نے پلٹ کر آپ پر حملہ کیا اور انہوں نے آپ کی حفاظت میں جنگ کی حتیٰ کہ سب کے سب مارے گئے اور حضرت ابن زبیرؓ نے رات تک ڈٹ کر ان کا مقابلہ کیا تو وہ آپ کو چھوڑ کر واپس چلے گئے اور انہوں نے ماہ محرم کے باقیماندہ دنوں میں اور پورے صفر میں باہم جنگ کی اور جب ۳/ ربیع الاوّل ۶۴ھ کو ہفتہ کا دن آیا تو انہوں نے کعبہ پر مجانیق نصب کر دیں اور ان سے آگ کے گولے بھی پھینکے اور ہفتہ کے روز بیت اللہ کی دیواریں جل گئیں یہ قول واقدی کا ہے اور وہ کہتے ہیں۔

''اس کا گوپھن پھٹی ہوئی جھاگ دار چیز کی مانند ہے جس سے اس مسجد کی دیواروں پر سنگباری کی جاتی ہے''۔

اور عمرو بن حوطۃ السدوسی کہتا ہے۔

''تو نے ام فروہ کی کارروائی کو کیسے پایا اس نے انہیں صفا اور مروہ کے درمیان پکڑ لیا''۔

ام فروہ' ایک منجنیق کا نام ہے اور بعض کا قول ہے کہ مسجد کی دیواریں اس لیے جل گئیں کہ اہل مسجد کعبہ کے ارد گرد آگ جلانے لگے' پس کعبہ کے ایک پردے کو آگ لگ گئی جو اس کی لکڑیوں اور چھتوں تک پہنچ گئی اور بعض کا قول ہے کہ کعبہ اس لیے جل گیا کہ

حضرت ابن زبیرؓ نے شب تاریک میں مکہ کے ایک پہاڑ پر تکبیر کی آواز سنی اور آپ نے خیال کیا کہ یہ اہل شام ہیں پس پہاڑ والے لوگوں کو دیکھنے کے لیے نیزے پر آگ کو بلند کیا گیا تو ہوا نے نیزے کے سرے سے آگ کا ایک شرارہ اڑا دیا جو کعبہ کے رکن یمانی اور اسود کے درمیان جا گرا جس سے کعبہ کے پردوں اور لکڑیوں کو آگ لگ گئی اور وہ جل گئیں اور رکن سیاہ ہو گیا اور تین مقامات سے پھٹ گیا اور ربیع الآخر کے آغاز تک محاصرہ جاری رہا اور لوگوں کے پاس یزید بن معاویہ کی موت کی خبر آ گئی۔ اور وہ ۱۴/ ربیع الاوّل ۶۴ھ کو ۳۵ یا ۳۸ یا ۳۹ سال کی عمر میں فوت ہو گیا اور اس کی حکومت تین سال چھ ماہ یا آٹھ ماہ رہی اور اہل شام وہاں مغلوب ہو گئے اور ذلیل ورسوا ہو کر پلٹ گئے' پس اس وقت جنگ ٹھنڈی پڑ گئی اور فتنہ کی آگ بجھ گئی' اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے یزید کی موت کے بعد تقریباً چالیس راتوں تک حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا محاصرہ کیے رکھا' بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو اہل شام سے قبل یزید کی موت کا علم ہو گیا تھا اور آپ نے ان میں اعلان کر دیا کہ اے اہل شام اللہ تعالیٰ نے تمہارے سرکش کو ہلاک کر دیا ہے پس تم میں سے جو شخص اس میں شامل ہونا چاہتا ہے جس میں لوگ شامل ہوئے ہیں وہ ایسا کرے اور جو اپنے شام کو واپس جانا چاہتا ہے وہ واپس چلا جائے' اور شامیوں نے اہل مکہ کی اس خبر کی تصدیق نہ کی حتیٰ کہ ثابت بن قیس بن القیقع یقینی خبر لایا' بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے حصین بن نمیر کو دونوں صفوں کے درمیان گفتگو کرنے کے لیے بلایا تو دونوں اکٹھے ہوئے حتیٰ کہ دونوں کے گھوڑوں کے سر ایک دوسرے سے مل گئے۔ اور حصین کا گھوڑا بدکنے لگا اور وہ اسے روکنے لگا' حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے اسے کہا تجھے کیا ہوا ہے؟ اس نے کہا میرے گھوڑے کے پاؤں کے نیچے کبوتر گوبر کھا رہا ہے اور میں حرم کے کبوتر کو روندنا ناپسند نہیں کرتا' تو آپ نے اسے کہا تو یہ کام کرتا ہے اور اس کے ساتھ مسلمانوں کو بھی قتل کرتا ہے؟ حصین نے آپ سے کہا ہمیں کعبہ کے طواف کی اجازت دیجیے پھر ہم اپنے ملک کو واپس چلے جائیں گے تو آپ نے انہیں اجازت دے دی اور انھوں نے طواف کیا۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حصین اور حضرت ابن زبیرؓ نے ایک شب کو اکٹھے ہونے کا وعدہ کیا اور دونوں مکہ سے باہر ملے تو حصین نے آپ سے کہا' اگر یہ شخص ہلاک ہو جائے تو آپ اس کے بعد امارت کے سب سے زیادہ حق دار ہیں' آئیے میرے ساتھ شام چلیے' قسم بخدا دو شخص بھی آپ کے بارے میں اختلاف نہیں کریں گے' بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت ابن زبیرؓ نے اس پر اعتماد نہ کیا اور اس سے سخت کلامی کی تو ابن نمیر نے آپ کی بات کو ناپسند کیا اور کہا' میں انہیں خلافت کی دعوت دیتا ہوں اور وہ مجھ سے سخت کلامی کرتے ہیں؟ پھر وہ فوج کے ساتھ شام واپس چلا گیا اور کہنے لگا میں ان سے حکومت کا وعدہ کرتا ہوں اور وہ مجھے قتل کی دھمکی دیتے ہیں؟ پھر حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو اپنی سخت کلامی پر ندامت ہوئی اور آپ نے اس کی طرف پیغام بھیجا کہ میں شام نہیں جاؤں گا تم وہاں کے لوگوں سے میری بیعت لو' میں تمہیں امن دوں گا اور تم میں عدل کروں گا' اس نے آپ کو پیغام بھیجا' اس گھر کے اہل میں سے شام کو چاہنے والے بہت ہیں اور واپسی پر وہ مدینہ سے گزرا اور مدینہ کے باشندوں نے اس کا لالچ کیا اور ان کی بڑی توہین کی اور حضرت علی بن حسین زین العابدینؒ نے ان کی عزت کی اور حسین بن نمیر کو دانے اور چارہ دیا اور بنوامیہ فوج کے ساتھ شام کو واپس چلے گئے اور انہوں نے معاویہ بن یزید بن معاویہ کو اپنے باپ کی جگہ اپنے باپ کی وصیت کے مطابق دمشق میں خلیفہ بنے دیکھا۔ واللہ سبحانہ اعلم بالصواب

یزید بن معاویہ کے حالات:

یزید بن معاویہ بن ابی سفیان بن صخر بن حرب بن امیہ بن عبدشمس' امیر المومنین ابوخالد الاموی' یزید ۲۵ھ یا ۲۶ھ یا ۲۷ھ کو پیدا ہوااور اس کے باپ کی زندگی میں اس کی بیعت خلافت ہوئی کہ وہ اپنے باپ کے بعد ولی عہد ہوگا پھر اس کے باپ کی وفات کے بعد ۱۵/ رجب ۶۰ھ کو اس عہد کو مضبوط کر دیا گیا اور وہ اپنی وفات تک جو ۱۴/ ربیع الاوّل ۶۴ھ کو ہوئی' مسلسل متولی رہا اور اس کی ماں میسون بنت مخول بن انیف بن دلجہ بن نفاثہ بن عدی بن زہیر بن حارثہ کلبی ہے' اس کے باپ حضرت معاویہؓ سے روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ جس کے متعلق بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا کرتا ہے۔ اور ایک اور حدیث وضو کے بارے میں بھی ہے اور اس سے اس کے بیٹے خالد اور عبدالملک بن مروان نے روایت کی ہے اور ابوزرعہ دمشقی نے اسے اس طبقہ میں بیان کیا ہے جو صحابہؓ کے بعد تھا اور یہ بلند طبقہ ہے نیز بیان کیا ہے کہ اس کی احادیث بھی ہیں اور یہ بہت پر گوشت' عظیم الجسم' بہت بالوں والا' جمیل' طویل' بڑے سر والا تیز انگلیوں والا تھا اور موٹی انگلی پر زخم کا نشان تھا اور اس کے باپ نے اس کی ماں کو طلاق دے دی تھی جب کہ وہ اسے حمل میں لیے ہوئے تھی اور اس کی ماں نے خواب میں دیکھا کہ اس کی قبل سے چاند نکلا ہے' اس نے اپنا خواب اپنی ماں کے پاس بیان کیا تو وہ کہنے لگی اگر میرا خواب سچا ہے تو تو ضرور ایسے بچے کو جنم دے گی جس کی بیعت خلافت ہوگی اور ایک روز اس کی ماں میسون بیٹھی ہوئی کنگھا کر رہی تھی اور یہ چھوٹا بچہ تھا اور اس کے والد حضرت معاویہؓ اپنی پیاری بیوی فاختہ بنت قرظہ کے ساتھ بیٹھے تھے اور جب وہ اس کی شانہ گری سے فارغ ہوئی تو اس کی ماں نے اس کی طرف دیکھا اور یہ اسے بہت اچھا لگا تو اس نے اس کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا' اس موقع پر حضرت معاویہؓ نے کہا:

''جب وہ مرے گا تو اس کے بعد مزنیہ کامیاب نہ ہوگا اور اے مزنیہ ہم اس پر تعویذ باندھتے ہیں''۔

اور یزید پیادہ پا چلنے لگا اور فاختہ کی نگاہیں اس کا تعاقب کرنے لگیں پھر وہ کہنے لگی اللہ تعالیٰ تیری ماں کی پنڈلیوں کی سیاہی پر لعنت کرے' حضرت معاویہؓ نے کہا قسم بخدا یہ تیرے بیٹے عبداللہ سے بہتر ہے۔ اس سے آپ کا ایک بیٹا تھا جو احمق تھا فاختہ کہنے لگی خدا کی قسم ایسا نہیں بلکہ آپ اسے اس پر ترجیح دیتے ہیں آپ نے کہا میں ابھی تجھے بتاؤں گا اور تو اپنی اس نشست سے اٹھنے سے قبل معلوم کرے گی۔ پھر آپ نے اس کے بیٹے عبداللہ کو بلا کر کہا مجھے خیال آیا ہے کہ تو میری اس مجلس میں مجھ سے جو کچھ بھی مانگے میں تجھے دے دوں' اس نے کہا آپ میرے لیے ایک خوبصورت کتا اور ایک خوبصورت گدھا خرید لیں مجھے اس کی ضرورت ہے آپ نے فرمایا اے میرے بیٹے تو گدھا ہے اور تو اپنے لیے گدھا خرید لے اٹھ اور چلا جا پھر آپ نے اس کی ماں سے کہا تو نے کیسے پایا ہے؟ پھر آپ نے یزید کو بلایا اور کہا مجھے خیال آیا ہے کہ تو میری اس مجلس میں جو بھی مجھ سے مانگے تجھے دوں' جو چاہتے ہو مجھ سے مانگو' پس یزید سجدے میں گر گیا پھر اس نے سر اٹھا کر کہا' اس خدا کا شکر ہے جس نے امیر المومنین کو اس مدت تک پہنچایا اور انھیں میرے بارے میں یہ رائے سجھائی ہے میری ضرورت یہ ہے کہ آپ اپنے بعد میرے لیے عہد باندھیں اور مجھے اس سال مسلمانوں کے موسم گرما کی خوراک کا منتظم بنا دیں اور جب میں واپس آؤں تو مجھے حج کرنے کی اجازت دے دیں اور مجھے حج کے اجتماع کا منتظم بنا دیں اور اہل شام کے ہر شخص کے عطیہ میں دس دینار کا اضافہ کر دیں اور یہ میری سفارش سے کریں اور بنی جمح' بنی سہم اور بنی عدی کے یتیموں کو بدلہ

دیں مالک نے کہا بنی عدی کے یتیموں کو بھی' اس نے کہا اس لیے کہ انہوں نے مجھ سے عہد و پیمان کیا ہے اور میرے گھر کی طرف منتقل ہو گئے ہیں حضرت معاویہؓ نے کہا میں نے یہ سب کچھ کر دیا اور اس کے چہرے کو بوسہ دیا' پھر آپ نے فاختہ بنت قرظہ سے کہا تو نے کیسے پایا ہے؟ وہ کہنے لگی یا امیر المومنین اسے میرے متعلق وصیت کیجیے آپ اسے مجھ سے بہتر جانتے ہیں تو آپ نے ایسے ہی کیا اور ایک روایت میں ہے کہ جب یزید کو اس کے باپ نے کہا کہ مجھ سے اپنی ضرورت کا سوال کرو تو یزید نے آپ سے کہا مجھے دوزخ سے آزاد کر دیجیے' اللہ تعالیٰ آپ کی گردن کو اس سے آزاد کر دے گا' آپ نے پوچھا کیسے؟ اس نے کہا میں نے آثار میں دیکھا ہے کہ جو شخص تین دن رات امت کی امارت سنبھالے گا اللہ اسے دوزخ پر حرام کر دے گا پس آپ اپنے بعد میرے لیے امارت کی وصیت کر دیں تو آپ نے ایسے ہی کیا۔

اور العتبی نے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے اپنے بیٹے یزید کو دیکھا کہ وہ اپنے ایک غلام کو مار رہا ہے آپ نے اسے کہا اس بات کو جان لے کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر اس سے زیادہ قدرت رکھتا ہے جتنی تو اس پر رکھتا ہے' تیرا برا ہو' کیا تو اسے مارتا ہے جو تجھ سے بچنے کی سکت نہیں رکھتا' قسم بخدا مجھے قدرت نے کینہ توزوں سے انتقام لینے سے روک دیا ہے اور وہ شخص بہت اچھا ہے جو اسے معاف کرتا ہے جس پر اسے قدرت ہوتی ہے۔

میں کہتا ہوں' صحیح میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو مسعودؓ کو اپنے غلام کو مارتے دیکھا تو فرمایا اے ابو مسعود! اللہ تعالیٰ کو تجھ پر اس سے زیادہ قدرت حاصل ہے جتنی تجھے اس پر ہے' العتبی نے بیان کیا ہے کہ زیاد بہت سے اموال اور جواہرات کی بھری ہوئی ٹوکری حضرت معاویہؓ کے پاس لایا تو آپ اس سے بہت خوش ہوئے اور زیاد اٹھ کر منبر پر چڑھ گیا پھر اس نے عراق کے علاقے میں حضرت معاویہؓ کے لیے ممالک کو ہموار کرنے کا جو کام کیا اس پر فخر کیا تو یزید نے اٹھ کر کہا اے زیاد اگر تو نے یہ کیا ہے تو ہم تجھے ثقیف کی رشتہ داری سے قریش کی طرف اور قلم سے منابر کی طرف اور زیاد بن عبید سے حرب بن امیہ کی طرف لے آئے ہیں' حضرت معاویہؓ نے اسے کہا میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں بیٹھ جا۔

اور عطاء بن السائب سے روایت ہے کہ حضرت معاویہؓ نے اپنے بیٹے یزید سے ناراض ہو کر اسے چھوڑ دیا تو احنف بن قیس نے آپ سے کہا یا امیر المومنین ہمارے بچے' ہمارے قلوب کے ثمر اور ہماری کمر کے سہارے ہیں اور ہم ان کے لیے سایہ دار آسمان اور نرم اور ہموار زمین ہیں' اگر وہ ناراض ہوں تو انہیں راضی کرو اور اگر وہ مانگیں تو انہیں دو اور ان پر بوجھ نہ بنو کہ وہ آپ کی زندگی سے اُکتا کر آپ کی موت کی آرزو کریں' حضرت معاویہؓ نے کہا اے ابو بحر تیرے کیا کہنے' اے غلام یزید کے پاس جا اور اسے میرا سلام کہہ اور اسے کہہ کہ امیر المومنین نے تمہارے لیے ایک لاکھ درہم اور ایک سو کپڑے کا حکم دیا ہے' یزید نے کہا امیر المومنین کے پاس سے؟ اس نے کہا احنف کے پاس سے' یزید نے کہا بے شک میں انہیں تقسیم کر دوں گا اور اس نے پچاس ہزار درہم اور پچاس کپڑے احنف کے پاس بھیج دیئے۔

طبرانی نے بیان کیا ہے کہ محمد بن زکریا غلابی نے ہم سے بیان کیا کہ ابن عائشہ نے اپنے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ یزید نوعمری میں شرابی اور نوعمروں والی حرکات کرتا تھا حضرت معاویہؓ نے اس بات کو محسوس کر کے نرمی کے ساتھ اسے نصیحت کرنی

چاہی تو آپ نے فرمایا اے میرے بیٹے تو ذلت ورسوائی کے بغیر جو تیری جوانمردی اور قدر کو تباہ کر دے گی اور تیرا دشمن تیری مصیبت پر خوش ہوگا اور تیرا دوست تجھ سے برا سلوک کرے گا' اپنی حاجت تک پہنچنے کی کس قدر قدرت رکھتا ہے پھر فرمایا اے میرے بیٹے میں تجھے کچھ اشعار سناتا ہوں ان سے ادب سیکھ اور انہیں یاد کرے پس آپ نے اسے اشعار سنائے۔

''بلندیوں کی جستجو میں دن بھر کھڑا رہ اور قریبی حبیب کی جدائی پر صبر کر' حتیٰ کہ رات کا اندھیرا چھا جائے اور رقیب کی آنکھ نہ لگے پس جس کام کا تو خواہش مند ہے رات بھر اس کام میں لگا رہ' رات' دانشمند کا دن ہوتی ہے کتنے ہی فاسق ہیں جن کو تو درویش خیال کرتا ہے وہ رات کو عجیب کام کرتے گذارتے ہیں' رات نے اس پر اپنے پردے ڈال دیئے ہیں اور اس نے امن وعیش سے رات گزاری ہے اور احمق کی لذت ایک ظاہر چیز ہے جس کے متعلق ہر شک پیدا کرنے والا دشمن کوشش کرتا ہے''۔ ❶

میں کہتا ہوں یہ تو ایسے ہی ہے جیسے حدیث میں بیان ہوا ہے کہ جو شخص ان فحش باتوں سے آزمایا جائے اسے چاہیے کہ وہ اللہ کے پردے میں چھپ جائے۔

اور المدائنی نے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم کے پاس گئے تو حضرت معاویہؓ نے اپنے بیٹے یزید کو حکم دیا کہ وہ ان کے پاس جا کر حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی تعزیت کرے اور جب وہ حضرت ابن عباسؓ کے پاس آیا تو آپ نے اسے خوش آمدید کہا اور اس کی عزت کی اور وہ آپ کے پاس آپ کے سامنے بیٹھ گیا اور حضرت ابن عباسؓ نے اس کی نشست کو بلند کرنا چاہا تو اس نے انکار کیا اور کہا' میں تعزیت کرنے والے کی نشست پر بیٹھا ہوں' مبارکباد پیش کرنے والے کی نشست پر نہیں بیٹھا' پھر اس نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا اور کہا اللہ تعالیٰ ابو محمد پر اپنی وسیع رحمت کرے اور اللہ آپ کو بھی بڑا اجر دے اور اچھی تسلی دے اور آپ کی مصیبت کے عوض آپ کو وہ چیز دے جو ثواب کے لحاظ سے اور انجام کے لحاظ سے آپ کے لیے بہتر ہو اور جب یزید آپ کے پاس سے اٹھا تو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا جب بنو حرب مر جائیں گے تو لوگوں کے علماء بھی مر جائیں گے پھر آپ نے بطور مثال یہ شعر پڑھا۔

''بڑی بات سے چشم پوشی کر کے وہ اسے نہیں بولتے اور عقلوں کی وراثتوں کی جڑ اوائل ہی ہیں''۔

اور یزید پہلا شخص ہے جس نے یعقوب بن سفیان کے قول کے مطابق ۴۹ھ میں قسطنطنیہ شہر سے جنگ کی اور خلیفہ بن خیاط نے ۵۰ھ بیان کیا ہے' پھر اس نے سرزمین روم سے اس غزوہ سے واپس آنے کے بعد اس سال لوگوں کو حج کروایا اور حدیث میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیصر کے شہر سے جنگ کرنے والی پہلی فوج مغفور ہے۔ اور وہ دوسری فوج تھی جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام حرامؓ کے پاس اپنے خواب میں دیکھا تھا اور حضرت ام حرام نے کہا اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے ان میں شامل کر دے' آپ نے فرمایا تو اوّلین میں سے ہے یعنی حضرت معاویہؓ کی فوج میں شامل ہوگی جب وہ قبرص سے جنگ کریں گے پس حضرت

❶ حضرت معاویہؓ کی طرف ان اشعار کی نسبت محل نظر ہے' واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

معاویہؓ نے حضرت عثمان بن عفانؓ کے زمانے میں ۲۷ھ میں قبرص کو فتح کیا اور حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا بھی آپ کے ساتھ تھیں اور آپ نے وہیں قبرص میں وفات پائی پھر دوسری فوج کا امیر آپ کا بیٹا یزید بن معاویہ تھا اور حضرت ام حرامؓ نے یزید کی اس فوج کو نہیں پایا اور یہ دلائل النبوۃ میں سے سب سے بڑی دلیل ہے۔

اور اس مقام پر حافظ ابن عساکر نے اس حدیث کو بیان کیا ہے جسے محاضر نے عن الاعمش عن ابراہیم بن عبیدہ عن عبداللہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری صدی کے لوگ بہترین ہیں پھر جو ان کے ساتھ ہوں گے پھر جو ان کے ساتھ ہوں گے۔ اور اسی طرح اسے عبداللہ بن شقیق نے حضرت ابو ہریرہؓ سے بحوالہ حضرت نبی کریم ﷺ اس کی مانند روایت کیا ہے پھر انہوں نے حماد بن سلمہ کے طریق سے ابو محمد سے بحوالہ زرارہ بن اوفیٰ بیان کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں' قرن ایک سو بیس سال ہوتی ہے' پس رسول اللہ ﷺ ایک قرن میں مبعوث ہوئے اور اس کے آخر میں یزید بن معاویہ نے وفات پائی' ابوبکر بن عیاش نے بیان کیا ہے کہ یزید بن معاویہ نے ۵۱ھ' ۵۲ھ اور ۵۳ھ میں لوگوں کو حج کروایا اور ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ ابو کریب نے ہم سے بیان کیا کہ رشد بن عمرو بن الحارث نے بحوالہ ابو بکیر بن الاشج ہم سے بیان کیا کہ حضرت معاویہؓ نے یزید سے کہا اگر تو حاکم بن جائے تو کیا کرے گا؟ اس نے کہا یا امیر المومنین اللہ تعالیٰ آپ سے فائدہ پہنچائے گا آپ نے فرمایا مجھے بتاؤ تو سہی' اس نے کہا اے میرے باپ قسم بخدا میں ان میں حضرت عمر بن الخطابؓ جیسے کام کروں گا حضرت معاویہؓ نے کہا سبحان اللہ اے میرے بیٹے قسم بخدا میں نے مقدور بھر کوشش کی مگر میں نے اس کی طاقت نہ پائی' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سیرت پر کیسے چل سکتا ہے؟

واقدی نے بیان کیا ہے کہ ابو بکر بن عبداللہ بن ابی سبرۃ نے بحوالہ مروان بن ابی سعید بن المعلی مجھ سے بیان کیا کہ حضرت معاویہؓ نے موت کے وقت یزید کو وصیت کرتے ہوئے کہا اے یزید اللہ سے ڈرنا میں نے اس امارت کو تیرے لیے ہموار کر دیا ہے اور جو کچھ میں نے اس سے لینا تھا لے لیا ہے پس اگر یہ کوئی اچھی چیز ہے تو میں اس سے بہرہ مند ہوا ہوں اور اگر یہ کوئی اور چیز ہے تو میں اس سے بدبخت ہوا ہوں' لوگوں سے نرمی کر اور جو تجھے اذیت اور عیب والی بات پہنچے اس سے چشم پوشی کر' اس سے موافقت کر تیری زندگی خوشگوار ہو جائے گی اور تیری رعیت تیرے لیے سدھر جائے گی اور مناقشت اور غصے سے اجتناب کر' بلاشبہ تو اپنے آپ کو اور اپنی رعیت کو ہلاک کر دے گا۔ اور اہل شرف کے بہترین لوگوں کی توہین اور ان پر تکبر کرنے سے بچ' اور ان کے لیے یوں نرم ہو جا کہ وہ تجھ میں کمزوری نہ پائیں اور ان کے لیے اپنے بستر کو ٹھیک ٹھاک کر اور انہیں اپنے قریب کر بلاشبہ وہ تیرے حق کو جانیں گے اور ان کی توہین نہ کر اور نہ ان کے حق کا استخفاف کر' وہ بھی تیری توہین کریں گے اور تیرے حق کا استخفاف کریں گے اور تجھے گالیاں دیں گے اور جب تو کسی بات کا ارادہ کرے تو عمر رسیدہ اور تجربہ کار مشائخ اور متقی حضرات کو بلا کر ان سے مشورہ کر اور ان کی مخالفت نہ کر اور اپنی رائے کو ترجیح دینے سے بچ' بلاشبہ رائے ایک حصے میں نہیں ہوتی اور جس چیز کو تو جانتا ہے اس پر جو شخص تجھے آمادہ کرے اس کے مشورے کو درست جان' اور اسے اپنی بیویوں اور خادموں سے پوشیدہ رکھ اور اپنا تہبند اڑس لے اور اپنی فوج کی دیکھ بھال کر اور اپنی اصلاح کر' لوگ تیرے لیے درست ہو جائیں گے اور انہیں اپنے بارے میں باتیں کرتا نہ چھوڑ' بلاشبہ لوگ جلدی سے شر کی طرف جاتے ہیں اور نماز میں حاضر ہو اور میں تجھے جو وصیت کر رہا ہوں جب تو نے اس پر عمل کیا تو لوگ تیرے حق کو پہچان لیں گے اور

تیری مملکت بڑی ہو جائے گی اور تو بھی لوگوں کی نگاہوں میں بڑا ہو جائے گا اور مکہ اور مدینہ کے باشندوں کے شرف کو پہچاننا بلاشبہ وہ تیرا اصل اور خاندان ہیں اور اہل شام کے شرف کو یاد رکھنا بلاشبہ وہ تیرے مطیع ہیں اور اہل امصار کی طرف خط لکھ جس میں ان سے نیکی کا وعدہ کر' یہ بات ان کی امیدوں کو بڑھا دے گی اور اگر تمام صوبوں سے تیرے پاس آنے والے آئیں تو ان سے حسن سلوک کر اور ان کی عزت کر بلاشبہ وہ اپنے سے پیچھے والوں کے نمائندہ ہیں اور کسی تہمت تراش اور چغل خور کی بات نہ سن' میں نے انہیں برے وزیر پایا ہے۔

اور ایک طریق سے بیان ہوا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے یزید سے کہا بلاشبہ اہل مدینہ میں میرا ایک دوست ہے اس کی عزت کرنا' اس نے پوچھا وہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن جعفرؓ اور جب وہ حضرت معاویہؓ کی وفات کے بعد یزید کے پاس گئے تو حضرت معاویہؓ انہیں جو عطیہ دیتے تھے آپ نے اسے دگنا کر دیا اور حضرت معاویہؓ کے ذمے ان کا چھ لاکھ عطیہ تھا اور یزید نے انہیں ایک کروڑ دیا تو آپ نے اسے کہا میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں تو اس نے آپ کو ایک کروڑ اور دیا تو ابن جعفر نے اسے کہا قسم بخدا میں تیرے بعد اپنے ماں باپ کو کسی کے لیے اکٹھا نہیں کروں گا اور جب حضرت ابن جعفرؓ یزید کے ہاں سے نکلے اور اس نے آپ کو دو کروڑ درہم دیئے تھے تو آپ نے یزید کے دروازے پر بختی اونٹ بیٹھے ہوئے دیکھے جن پر خراسان سے ہدیہ آیا تھا پس حضرت عبداللہ' یزید کے پاس گئے اور ان میں تین بختی اونٹوں کا اس سے مطالبہ کیا تا کہ آپ ان پر سوار ہو کر حج اور عمرہ کریں اور جب آپ یزید کے پاس شام آئے تو یزید نے حاجب سے کہا' دروازے پر یہ بختی اونٹ کیسے ہیں؟ اور اسے ان کا پتہ نہ تھا۔ اور ان پر کئی قسم کے اموال تھے اس نے کہا انہیں اموال سمیت حضرت ابن جعفرؓ کے پاس بھیج دو اور حضرت ابن جعفر فرمایا کرتے تھے کیا تم مجھے اس یعنی یزید کے بارے میں حسن رائے پر ملامت کرتے ہو؟

اور یزید میں حلم' سخاوت' فصاحت' شعر' شجاعت اور حکومت کے بارے میں خوشکن قابل تعریف خصلتیں بھی تھیں اور وہ باہم مل کر رہن سہن کا بھی اچھا تھا اور اسی طرح اس میں شہوات اور بعض اوقات' بعض نمازوں کے ترک کرنے اور اکثر اوقات انہیں نہ پڑھنے کی عادت بھی پائی جاتی تھی' امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ ابوعبدالرحمٰن نے ہم سے بیان کیا کہ حیوۃ نے ہم سے بیان کیا کہ بشیر بن ابی عمرو خولانی نے مجھ سے بیان کیا کہ ولید بن قیس نے اس سے بیان کیا کہ اس نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ ساٹھ سال کے بعد بے خبر آدمی ہوں گے جو نماز کو ضائع کریں گے اور خواہشات کی پیروی کریں گے اور عنقریب ہلاکت سے دوچار ہوں گے پھر کچھ بے خبر آدمی ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے اور وہ ان کے گلوں سے آگے نہ جائے گا اور تین آدمی قرآن پڑھیں گے مومن' منافق اور فاجر' میں نے ولید سے پوچھا یہ تین کیا ہوں گے؟ اس نے کہا منافق اس کا انکاری ہوگا اور فاجر اس کے ذریعے کھانا ہڑپ کرے گا اور مومن اس پر ایمان لائے گا۔

احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں' اور حافظ ابویعلیٰ نے بیان کیا ہے کہ زہیر بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ فضل بن دکین نے ہم سے بیان کیا کہ کامل ابوالعلاء نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابوصالح سے سنا کہ میں نے حضرت ابوہریرہؓ کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سترویں سال اور بچوں کی امارت سے اللہ کی پناہ مانگو اور زبیر بن بکار نے بحوالہ عبدالرحمٰن بن سعید بن

زید بن عمرو بن نفیل روایت کی ہے کہ انہوں نے یزید بن معاویہ کے بارے میں کہا ہے کہ

''تو ہم میں سے نہیں ہے اور نہ تیرا ماموں ہم میں سے ہے اے خواہشات کی خاطر نمازوں کے ضائع کرنے والے''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ شعر موسیٰ بن یسار کے لیے ہے اور موسیٰ شہوات میں معروف و مشہور ہے اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے اپنی ایک لونڈی کو یہ شعر پڑھتے سنا تو آپ نے اسے مارا اور کہا تو کہہ:

''تو ہم میں سے ہے اور تیرا ماموں ہم میں سے نہیں ہے اے خواہشات کی خاطر نمازوں کے ضائع کرنے والے''۔

حافظ ابو یعلیٰ نے بیان کیا ہے کہ الحکم بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن حمزہ نے عن ہشام بن الغاز عن مکحول عن ابی عبیدہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کا معاملہ ہمیشہ عدل و انصاف پر قائم رہے گا حتیٰ کہ بنی امیہ کا ایک شخص جسے یزید کہا جائے گا اسے توڑ پھوڑ دے گا۔ یہ حدیث مکحول اور ابی عبیدہ کے درمیان منقطع ہے بلکہ مفصل ہے اور ابن عسا کرنے اسے صدقہ بن عبداللہ دمشقی کے طریق سے عن ہشام بن الفاز عن مکحول عن ابی ثعلبۃ الخشنی عن ابی عبیدہ عن رسول اللہ ﷺ روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اس امت کا معاملہ ہمیشہ عدل وانصاف پر قائم رہے گا حتیٰ کہ سب سے پہلے اسے توڑنے پھوڑنے والا بنی امیہ کا ایک شخص ہوگا جسے یزید کہا جائے گا۔ پھر ابن عسا کرنے بیان کیا ہے کہ یہ اسی طرح مکحول اور ابو ثعلبہ کے درمیان منقطع ہے اور ابو یعلیٰ نے بیان کیا ہے کہ عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ معاویہ بن ہشام نے عن سفیان عن عوف عن خالد بن ابی المہاجر عن ابی العالیہ ہم سے بیان کیا کہ ہم شام میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس تھے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ میری سنت کو بدلنے والا پہلا شخص بنی امیہ سے ہوگا اور ابن خزیمہ نے اسے عن بندار عن عبدالوہاب بن عبدالمجید عن عوف روایت کیا ہے' مہاجر بن ابی مخلد نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالعالیہ نے مجھ سے بیان کیا کہ ابومسلم نے بحوالہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مجھ سے بیان کیا اور اسے اسی طرح بیان کیا' اور اس میں ایک واقعہ بھی ہے اور وہ یہ کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ غازیوں میں تھے اور ان کا سالار یزید بن معاویہ تھا' یزید نے ایک شخص سے لونڈی غصب کر لی تو اس شخص نے یزید کے خلاف حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مدد مانگی کہ وہ اسے لونڈی واپس دلا دیں' حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے یزید کو حکم دیا کہ وہ لونڈی اسے واپس کر دے تو اس نے پس و پیش کی تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے اسے حدیث بتائی تو اس نے لونڈی کو واپس کر دیا اور یزید نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے کہا میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا وہ شخص میں ہوں؟ آپ نے فرمایا نہیں' اور اسی طرح بخاری نے اسے تاریخ میں روایت کیا ہے اور ابو یعلیٰ نے محمد بن المثنیٰ سے بحوالہ عبدالوہاب روایت کیا ہے پھر امام بخاریؒ نے بیان کیا ہے کہ حدیث معلول ہے اور ہمیں معلوم نہیں کہ حضرت ابوذر' حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما کے زمانے میں شام آئے ہوں' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت یزید بن ابی سفیان' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فوت ہو گئے تو آپ نے ان کی جگہ ان کے بھائی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو امیر بنا دیا اور عباس الدوری نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابن معین سے پوچھا کہ کیا ابوالعالیہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے سماع کیا ہے؟ انھوں نے فرمایا نہیں' اس نے صرف بحوالہ ابومسلم اس سے روایت کی ہے میں نے پوچھا یہ ابومسلم کون ہے؟ انہوں نے فرمایا مجھے معلوم نہیں۔

اور ابن عسا کر نے یزید بن معاویہ کی مذمت میں احادیث بیان کی ہیں جو سب کی سب موضوع ہیں اور ان میں سے کوئی بھی صحیح نہیں اور سب سے بہتر وہ حدیث ہے جسے ہم نے اس کے ضعف اسانید اور بعض حصے کا انقطاع کے باوجود بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم

حارث بن مسکین نے عن سفیان عن شبیب عن عرقدۃ بن المستظل بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ رب کعبہ کی قسم مجھے معلوم ہے کہ عرب کب ہلاک ہوں گے جب ان کا منتظم وہ شخص ہوگا جس نے جاہلیت کا زمانہ پایا ہو گا اور نہ اسے اسلام میں تقدم حاصل ہوگا' میں کہتا ہوں یزید بن معاویہ کو اکثر شراب نوشی کرنے اور بعض فواحش کے ارتکاب کرنے پر ملامت کی جاتی ہے اب رہی بات حضرت حسینؓ کے قتل کی' تو جیسے اس کے دادا ابوسفیان نے احد کے روز کہا تھا کہ نہ اس نے اس کا حکم دیا ہے اور نہ ان سے بے جا سلوک کیا ہے اور قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس نے کہا کہ اگر میں ہوتا تو میں ان سے وہ سلوک نہ کرتا جو ابن مرجانہ یعنی عبداللہ بن زیاد نے کیا ہے اور جو ایلچی آپ کا سر لے کر آئے اس نے ان سے کہا تمہیں اس کے بغیر اطاعت ہی کافی تھی اور اس نے انہیں کچھ نہ دیا اور حضرت حسینؓ کے اہل بیت کی عزت کی اور ان کی تمام گمشدہ اشیاء انہیں واپس کیں اور ان سے دُگنی دیں اور انہیں محملوں اور بڑے سامان کے ساتھ واپس مدینہ بھجوایا اور اس کے کنبے نے اپنے گھر میں' جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا کنبہ تین دن ان کے پاس رہا' حضرت حسینؓ پر نوحہ کیا اور بعض کا قول ہے کہ شروع شروع میں جب یزید کو حضرت حسینؓ کے قتل کی اطلاع ملی تو وہ خوش ہوا پھر اس پر پشیمان ہوا' ابوعبیدہ معمر بن المثنیٰ نے بیان کیا ہے کہ یونس بن حبیب الجرمی نے اس سے بیان کیا کہ جب ابن زیاد نے حضرت حسینؓ اور آپ کے ساتھیوں کو قتل کیا تو اس نے ان کے سروں کو یزید کے پاس بھجوایا تو شروع شروع میں وہ آپ کے قتل سے خوش ہوا اور اس کی وجہ سے ابن زیاد کا مرتبہ اس کے ہاں اچھا ہو گیا پھر تھوڑی دیر بعد وہ پشیمان ہو گیا اور وہ کہا کرتا تھا کہ اگر میں تکلیف برداشت کرتا اور آپ کو اپنے گھر میں اتارتا اور جو وہ چاہتے اس کا فیصلہ ان کے سپرد کرتا تو مجھے کوئی گزند نہ پہنچتا خواہ رسول اللہ ﷺ کے لحاظ اور آپ کے حق اور قرابت کی رعایت کرنے میں میری حکومت میں فساد اور کمزوری پیدا ہو جاتی پھر وہ کہنے لگا ابن مرجانہ پر اللہ کی لعنت ہو کہ اس نے آپ کو تنگ اور مجبور کیا ہے حالانکہ آپ نے اس سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ آپ کا راستہ چھوڑ دے یا آپ میرے پاس آ جاتے یا مسلمانوں کی کسی سرحد پر چلے جاتے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ آپ کو وفات دے دیتا' مگر اس نے ایسا نہ کیا بلکہ آپ کی بات نہ مانی اور آپ کو قتل کر دیا اور اس نے آپ کے قتل سے مجھے مسلمانوں کا مبغوض بنا دیا ہے اور ان کے دلوں میں میری عداوت کا بیج بو دیا ہے اور نیک اور فاجر مجھ سے اس لیے بغض رکھتے ہیں کہ لوگوں نے میرے حضرت حسینؓ کے قتل کرنے کو بری بات خیال کیا ہے مجھے ابن مرجانہ سے کیا واسطہ' اللہ اس کا بھلا نہ کرے اور اس سے ناراض ہو۔

اور جب اہل مدینہ اس کی اطاعت سے دست کش ہو گئے اور انھوں نے اسے معزول کر دیا اور ابن مطیع اور ابن حنظلہ کو اپنا امیر بنا لیا تو انہوں نے اس کے بارے میں کوئی بات نہ کی اور وہ سب لوگوں سے بڑھ کر اس سے عداوت رکھتے تھے۔ صرف اس کے بارے میں شراب نوشی کرنے اور بعض فحش باتوں کے ارتکاب کرنے کا ذکر کیا اور انہوں نے بعض روافض کی طرح اس پر زندقت (بے دینی) کا اتہام نہ لگایا بلکہ وہ فاسق تھا اور فاسق کی معزولی اس وجہ سے جائز نہیں ہوتی کہ اس سے فتنہ انگیزی اور جنگ ہوتی ہے جیسا کہ حرہ کے وقت ہوا اور اس نے انہیں اطاعت کی طرف واپس لانے کے لیے آدمی بھیجا اور انہیں تین دن کی مہلت دی اور جب

وہ واپس آ گئے تو اس نے ان سے جنگ وغیرہ کی' اور اہل حرہ کی جنگ میں ہی کفایت تھی لیکن اس نے مدینہ کو تین دن مباح کر کے حد سے تجاوز کیا' جس کے باعث بڑا شر پیدا ہوا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما اور اہل بیت نبوت کی جماعتوں نے نقض عہد نہ کیا اور نہ آپ نے یزید کی بیعت کے بعد کسی کی بیعت کی' جیسا کہ امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ اسماعیل بن علیہ نے ہم سے بیان کیا کہ صخر بن جویریہ نے بحوالہ نافع مجھ سے بیان کیا کہ جب لوگوں نے یزید بن معاویہ کو معزول کیا تو حضرت ابن عمرؓ نے اپنے بیٹوں اور اہل کو جمع کیا پھر تشہد پڑھا پھر کہنے لگے۔ امابعد! ہم نے اللہ اور اس کے رسول کے عہد پر اس شخص کی بیعت کر لی ہے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ بلاشبہ قیامت کے روز عہد شکن کے لیے ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہ فلاں دھوکے باز ہے اور سب سے بڑی عہد شکنی یہ ہے کہ اللہ کا شریک بنایا جائے اور یہ کہ کوئی شخص اللہ اور اس کے رسول کے عہد پر کسی شخص کی بیعت کرے اور پھر اس کی بیعت توڑ دے' پس تم میں سے کوئی شخص یزید کو معزول نہ کرے اور نہ اس معاملے میں حد سے تجاوز کرے' پس میرے اور اس کے درمیان فیصلہ کن بات ہوگی۔ اور مسلم اور ترمذی نے اسے صخر بن جویریہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے حسن صحیح بیان کیا ہے اور ابوالحسن علی بن محمد بن عبداللہ بن ابی سیف المدائنی نے عن صخر بن جویریہ عن نافع عن ابن عمر روایت کیا ہے اور اس کی مانند بیان کیا ہے۔

اور جب اہل مدینہ یزید کے پاس سے واپس آئے تو حضرت عبداللہ بن مطیع اور ان کے اصحاب حضرت محمد بن حنفیہ کے پاس گئے اور انہوں نے چاہا کہ آپ بھی یزید کو معزول کر دیں مگر آپ نے ان کی بات نہ مانی تو ابن مطیع نے کہا' یزید شراب نوشی کرتا ہے اور تارک الصلوٰۃ ہے اور کتاب کے فیصلہ سے تجاوز کرتا ہے تو آپ نے انہیں کہا جو تم بیان کرتے ہو' میں نے اس سے یہ باتیں نہیں دیکھیں' میں اس کے پاس حاضر ہوا ہوں اور میں نے اس کے ہاں قیام کیا ہے میں نے اسے نماز کا پابند اور بھلائی کا جویاں پایا ہے اور وہ سنت کا پابند ہو کر فقہ کے بارے میں دریافت کرتا ہے' انہوں نے کہا' اس نے آپ کے سامنے یہ کام تصنع سے کیا ہے آپ نے فرمایا اسے مجھ سے کیا خوف یا امید ہے کہ وہ میرے لیے عاجزی کا اظہار کرے؟ کیا اس نے تمہیں شراب نوشی کے متعلق بتایا ہے جو تم اس کا ذکر کر رہے ہو! اور اگر اس نے تمہیں اس کے متعلق بتایا ہے تو بلاشبہ تم بھی اس کے شریک کار ہو اور اگر اس نے تمہیں اس کے متعلق نہیں بتایا تو تمہارے لیے جائز نہیں کہ تم اس بات کے متعلق گواہی دو جس کے متعلق تمہیں علم نہیں' انہوں نے کہا اگرچہ ہم نے اسے نہیں دیکھا لیکن ہمارے نزدیک یہ حق بات ہے آپ نے انہیں فرمایا' گواہوں کے بارے میں اللہ نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا اور فرمایا ہے کہ ﴿إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾ وہ علم کے ساتھ سچی شہادت دیں اور میں تمہارے کسی کام آنے کا نہیں' انہوں نے کہا شاید آپ اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ آپ کے سوا کوئی اور ولی الامر ہو ہم آپ کو اپنا ولی الامر مقرر کرتے ہیں آپ نے فرمایا جس بات کے تم مجھ سے خواہاں ہو اس پر میں تابع اور متبوع ہونے کی حالت میں جنگ کرنا جائز نہیں سمجھتا' انہوں نے کہا آپ نے اپنے باپ کے ساتھ مل کر جنگ کی ہے آپ نے فرمایا میرے باپ جیسا آدمی میرے پاس لاؤ جس قسم کی بات پر انہوں نے جنگ کی تھی میں بھی اس پر جنگ کروں گا' انہوں نے کہا اپنے دونوں بیٹوں ابوالقاسم اور قاسم کو ہمارے ساتھ مل کر جنگ کرنے کا حکم دو' آپ نے فرمایا اگر میں ان دونوں کو حکم دیتا تو خود بھی جنگ کرتا' انہوں نے کہا آپ ہمارے ساتھ ایک مقام پر کھڑے ہوں ہم

اس میں لوگوں کو جنگ کی ترغیب دیں گے' آپ نے فرمایا سبحان اللہ' میں لوگوں کو اس بات کا حکم دوں جو میں نہیں کرتا اور نہ اس کو پسند کرتا ہوں پھر تو میں اللہ کے لیے اس کے بندوں کا خیر خواہ نہ ہوا' انہوں نے کہا پھر ہم آپ کو مجبور کریں گے' آپ نے فرمایا تب میں لوگوں کو اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دوں گا اور خالق کی ناراضگی سے مخلوق راضی نہیں ہوتی پھر آپ مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

اور ابوالقاسم بغوی نے بیان کیا ہے کہ مصعب بن زبیری نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ابی حازم نے عن ہشام عن زید بن اسلم عن ابیہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابن عمر ابن مطیع کے پاس آئے تو وہ بھی اس کے پاس تھا' جب آپ اس کے پاس آئے تو اس نے کہا ابوعبدالرحمٰن کو خوش آمدید' ان کے لیے تکیہ رکھو' آپ نے فرمایا میں آپ کو ایک حدیث سنانے آیا ہوں جسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا ہے۔ جس نے اطاعت سے ہاتھ کھینچا وہ قیامت کے روز آئے گا اور اس کے پاس کوئی حجت نہ ہو گی۔ اور جو شخص جماعت سے علیحدہ ہو کر مرا وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ اور اسی طرح مسلم نے اسے ہشام بن سعد کی حدیث سے عن زید عن ابیہ عن ابن عمر روایت کیا ہے اور اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے زید بن اسلم سے اس کے باپ کے حوالے سے اس کی متابعت کی ہے اور لیث نے اسے عن محمد بن عجلان عن زید بن اسلم عن ابن عمر روایت کیا ہے اور اسے بیان کیا ہے اور حضرت ابوجعفر الباقر نے بیان کیا ہے کہ آل ابوطالب اور آل بنی عبدالمطلب میں سے کسی نے حرہ کے ایام میں خروج نہیں کیا اور جب مسلم بن عقبہ مدینہ آیا تو اس نے آپ کی عزت کی اور آپ کو مقرب بنایا اور آپ کو پروانہ امان دیا اور المدائنی نے روایت کی ہے کہ مسلم بن عقبہ نے روح بن زنباع کو یزید کے پاس حرہ کی بشارت دینے بھیجا اور جب اس نے اسے صورتِ حال سے آگاہ کیا تو اس نے کہا ہائے میری قوم' پھر اس نے ضحاک بن قیس فہری کو بلا کر کہا اہل مدینہ جس حال سے دوچار ہوئے ہیں تو نے اسے دیکھا ہے؟ کون سی چیز ان کی حالت کو درست کرے گی؟ اس نے کہا' کھانا اور عطیات' پس اس نے ان کے پاس کھانا لے جانے کا حکم دیا اور ان پر اپنے عطیات کی بارش کر دی' کذاب رافضیوں نے جو کچھ اس کے بارے میں بیان کیا ہے یہ اس کے خلاف ہے کہ وہ ان کی تکلیف سے خوش ہوا اور ان کے قتل سے اس کا دل ٹھنڈا ہوا اور اس نے ابن الزبعریٰ کے متقدم الذکر اشعار پڑھے اور ابوبکر محمد بن خلف بن المرزبان بن بسام نے بیان کیا ہے کہ محمد بن القاسم نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے اصمعی کو بیان کرتے سنا کہ میں نے ہارون الرشید کو یزید بن معاویہ کے یہ اشعار پڑھتے سنا۔

عامر بن لوئ اور عبد مناف کے درمیان اس نے تمنا کی' بلاشبہ پاکیزہ لوگوں میں اس کے ننہال ہیں پھر اس نے اخلاف کے کارناموں کو حاصل کیا حضرت نبی کریم ﷺ کی عمزادی زمین پر جوتوں کے ساتھ چلنے والوں اور ننگے پاؤں چلنے والوں سے زیادہ معزز ہے تو اسے چھچھورے پن اور سختی میں' صدف کے موتی کی طرح پائے گا۔

اور زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ میرے چچا مصعب نے یزید بن معاویہ بن ابی سفیان کے یہ اشعار مجھے سنائے۔

''یہ غم واپس آ گیا ہے اور گھر گیا ہے پھر نیند چلی گئی ہے اور رُک گئی ہے میں ستارے کو دیکھنے کے لیے اسے تاڑ رہا ہوں مگر ستارہ طلوع نہیں ہوا' اس نے چکر لگایا ہے حتیٰ کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ نشیب میں گر پڑا ہے جب چیونٹیاں جمع شدہ چیزوں کو کھا جاتی ہیں تو انہیں چوڑے منہ کے کنوؤں سے کچھ مل جاتا ہے ان کی پاکیزگی یہ ہے کہ جب وہ پہنچ جاتی ہیں تو

آگے پیچھے ہموار جگہ پر اتر پڑتی ہیں' ایسے گنبدوں میں جو عمارت کے وسط میں ہوں اور اس کے اردگرد زیتون پکا ہوا ہو''۔

اور اس کے یہ اشعار بھی ہیں۔

''جب میں نے اس کے چہرے کو تاریک رات کے چاند سے تشبیہ دی اور میرا راستہ تنگ ہو گیا تو اس نے مجھے کہا تو مجھے چاند سے تشبیہ دیتا ہے یہ میری شان کو کم کرنے والی بات ہے لیکن میں پہلی عورت نہیں جس کی ہجو کی گئی ہو کیا تو نہیں دیکھتا کہ چاند اپنے کمال کے وقت جب تشبیہ کو پہنچتا ہے تو دوبارہ میرے بازو بند کی طرح ہو جاتا ہے اگر تو نے میرے دانتوں کو چاند سے اور میری پلکوں کو سحر سے اور میری آنکھوں کی سیاہی کو رات سے تشبیہ دی ہے تو یہ کوئی فخر کی بات نہیں''۔

اور زبیر بن بکار نے بحوالہ ابو محمد الجزری اس کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ مدینہ میں ایک گلوکارہ لونڈی تھی جسے سلامہ کہا جاتا تھا اور وہ بڑی خوبرو' عقل مند اور قد آور عورتوں میں سے تھی اس نے قرآن پڑھا اور شعر کی روایت کی اور شعر کہے اور عبدالرحمٰن بن حسان اور احوص بن محمد اس کے پاس جا کر بیٹھا کرتے تھے پس اسے احوص سے محبت ہو گئی اور اس نے عبدالرحمٰن سے اعراض کیا تو ابن حسان یزید بن معاویہ کے پاس شام چلا گیا اور اس نے اس کی مدح کی اور اسے سلامہ کے حسن و جمال اور فصاحت کے متعلق بتایا اور کہا یا امیر المومنین وہ آپ کے ہی لائق ہے اور یہ کہ وہ آپ کے داستان سراؤں میں شامل ہو' پس یزید نے مجھے بھیجا اور میں اسے خرید کر اس کے پاس لے آیا اس نے اس کے ہاں بڑا مرتبہ حاصل کر لیا اور اس نے اسے ان تمام لوگوں پر ترجیح دی جو اس کے پاس تھے اور عبدالرحمٰن واپس مدینہ آیا اور احوص کے پاس سے گزرا تو اس نے اسے مغموم پایا اور اس نے اس کے غم میں اضافہ کرنے کے ارادے سے کہا۔

''اے وہ شخص جو واضح طور پر مبتلائے محبت ہے جسے محبوب سے شب ہائے عشق کا سوز پہنچا ہے محبت نے اسے خاموش کر دیا ہے اور وہ صبح کو محبت کے پیالے کے ساتھ لوٹتا ہے اور جو چیز اسے پسند ہے وہ بند ہو چکی ہے اور جو ناپسند ہے وہ کھلی ہوئی ہے اور جس کے پاس وہ ہے اس نے اسے اپنے لیے مخصوص کر لیا ہے جس سے وہ خوشبو حاصل کرتا ہے وہ اللہ کا خلیفہ ہے' محبوب سے پوچھ لے وہ تجھ سے زیادہ مجروح دل ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے' احوص اس کا جواب دینے سے رُک گیا پھر اس کا غم اس پر غالب آ گیا تو اس نے یزید کے پاس جا کر اس کی مدح کی تو یزید نے اس کی عزت کی اور وہ اس کے ہاں صاحب مرتبہ ہو گیا اور سلامہ نے خفیہ طور پر اس کی طرف ایک خادم کو بھیجا اور اسے اس شرط پر مال بھی دیا کہ وہ اسے اس کے پاس لے آئے' خادم نے یزید کو اس کی اطلاع دے دی تو اس نے کہا' اس کا پیغام لے جاؤ تو اس نے ایسے ہی کیا اور احوص کو اس کے پاس لے گیا اور یزید ایسی جگہ پر بیٹھ گیا جہاں سے وہ ان دونوں کو دیکھتا تھا اور یہ دونوں اسے نہ دیکھتے تھے اور جب لونڈی نے احوص کو دیکھا تو وہ رو کر اس کے پاس آئی اور وہ رو کر اس کے پاس گیا اور اس کے حکم سے کرسی بچھا دی گئی جس پر وہ بیٹھ گیا اور دونوں ایک دوسرے کے ساتھ اپنے عشق کی شدت کے شکوے کرتے رہے اور دونوں مسلسل سحر تک گفتگو کرتے رہے اور یزید بغیر اس کے کہ انہیں کچھ شبہ ہو' دونوں کی باتوں کو سنتا رہا اور جب احوص نے باہر جانے کا ارادہ کیا تو

اس نے کہا۔

''میرا دل اس محبوب کی وجہ سے سخت غمگین ہے جس سے میں ہمیشہ محتاط رہا ہوں''۔

وہ کہنے لگی:

''جب محبت کرنے والے جدائی کے بعد مایوس ہو گئے تو وہ تندرست ہو گئے اور میں بھی مایوس ہو گئی اور وہ اپنے حال پر نہیں رہے''۔

اس نے کہا:

''قابل اعتماد شخص کی مایوسی سے کون سکون حاصل کرتا ہے اے سلامہ میں سکون پذیر نہیں ہوا''۔

وہ کہنے لگی:

''قسم بخدا اے میرے غم میں تجھے نہیں بھولوں گی حتیٰ کہ روح میرے جوڑ بند مجھ سے جدا کر دے''۔

اس نے کہا:

''خدا کی قسم جس نے شام کی اور تو اس کی ہو گئی وہ ناکام نہیں ہوا اے اہل و مال کے بارے میں آنکھوں کی ٹھنڈک''۔

راوی بیان کرتا ہے پھر اس نے سلامہ کو الوداع کہا اور باہر نکلا تو یزید نے اسے پکڑ لیا اور سلامہ کو بلایا اور کہا' تم دونوں نے آج شب جو کچھ کیا ہے اس کے متعلق مجھے سچ سچ بتاؤ تو دونوں نے اسے بتایا اور جو اشعار دونوں نے کہے تھے اسے سنائے اور جو کچھ اس نے سنا تھا ان دونوں نے اس میں سے کسی حرف کو نہ بدلا اور نہ اس میں کچھ تغیر و تبدل کیا' یزید نے سلامہ سے پوچھا کیا تو اس سے محبت کرتی ہے؟ اس نے کہا یا امیر المومنین قسم بخدا میں اس سے محبت کرتی ہوں۔

''ایسی شدید محبت جو میرے جسم میں روح کی طرح رواں ہے' کیا روح و جسم کے درمیان جدائی ڈالی جا سکتی ہے''۔

یزید نے احوص سے پوچھا کیا تم اس سے محبت کرتے ہو؟ اس نے کہا یا امیر المومنین قسم بخدا میں اس سے محبت کرتا ہوں۔

''ایسی شدید محبت جو قدیم ہے نئی نہیں' اور وہ پسلیوں کے درمیان آگ کی مانند بھڑک رہی ہے''۔

یزید نے کہا بلاشبہ تم دونوں شدید محبت بیان کرتے ہو' اے احوص اسے پکڑ لو یہ تمہاری ہوئی اور اس نے اسے قیمتی انعام دیا اور احوص خوشی خوشی اسے لے کر حجاز واپس آ گیا۔

روایت ہے کہ یزید گانے بجانے کے آلات' شراب نوشی کرنے' راگ الاپنے' شکار کرنے غلام اور لونڈیاں بنانے' کتے پالنے' مینڈھوں' ریچھوں اور بندروں کے لڑانے میں مشہور تھا' ہر صبح کو وہ مخمور ہوتا اور وہ زین دار گھوڑے پر بندر کو زین سے باندھ دیتا اور وہ اسے چلاتا اور بندر کو سونے کی ٹوپی پہناتا اور یہی حال غلاموں کا تھا اور وہ گھڑ دوڑ کراتا اور جب کوئی بندر مر جاتا تو اس پر غم کرتا اور بعض کا قول ہے کہ اس کی موت کا باعث یہ ہوا کہ اس نے ایک بندر اٹھایا اور اسے نچانے لگا تو اس نے اسے کاٹ لیا اور لوگوں نے اس کے علاوہ بھی اس کے بارے میں باتیں بیان کی ہیں اللہ تعالیٰ ہی ان کی صحت کو بہتر جانتا ہے۔

عبدالرحمٰن بن ابی مدعور نے بیان کیا ہے کہ مجھے بعض اہل علم نے بتایا ہے کہ یزید بن معاویہ نے آخری بات یہ کی کہ اے اللہ

اس بات پر میرا مواخذہ نہ کرنا جسے میں نے پسند نہیں کیا اور نہ اس کا ارادہ کیا ہے اور میرے اور عبیداللہ بن زیاد کے بارے میں فیصلہ فرما' اور اس کی انگوٹھی کا نقش آمنت باللہ العظیم تھا۔

یزید نے ۱۴/ ربیع الاوّل کو دمشق کی بستی حوارین میں وفات پائی اور بعض کا قول ہے کہ ۱۵/ ربیع الاوّل ۶۴ھ کو بروز جمعرات وفات پائی اور اس کے باپ کی وفات کے بعد اس کی حکومت ۱۵/ رجب ۶۰ھ کو شروع ہوئی اور اس کی پیدائش ۲۵ھ کو ہوئی اور بعض لوگ ۲۶ھ اور بعض ۲۷ھ بھی بیان کرتے ہیں' اس کے باوجود اس کی عمر اور اس کی امارت کے ایام کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے اور اس کے متعلق بہت سے اقوال ہیں اور ان تحدیدات میں سے جو کچھ میں نے آپ کے سامنے بیان کیا ہے اس سے اس اختلاف کا اشکال دور ہو جاتا ہے ان میں سے کچھ لوگوں نے بیان کیا ہے کہ جب وہ مرا تو اس کی عمر چالیس سال سے متجاوز تھی۔ واللہ اعلم

پھر وفات کے بعد اسے دمشق لایا گیا اور اس کے بیٹے معاویہ بن یزید نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی جوان دنوں امیر المومنین تھا اور اسے باب الصغیر کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا اور اس کے زمانے میں یزید نامی نہر کو وسیع کیا گیا جو قاسیون پہاڑ کے دامن میں ہے اور وہ ایک چھوٹی سی نہر تھی جسے اس نے اتنا وسیع کر دیا جس میں پانی چل سکتا تھا۔

ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ ابو الفضل محمد بن الفضل بن المظفر العبدی نے جو بحرین کے قاضی تھے اپنے خط میں اپنے الفاظ میں مجھے لکھا کہ میں نے یزید بن معاویہؓ کو خواب میں دیکھا تو میں نے اس سے پوچھا' تو نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں' میں نے اس سے پوچھا کیا اللہ نے تجھے بخش دیا ہے؟ اس نے کہا ہاں' اور اس نے مجھے جنت میں داخل کیا ہے' میں نے کہا وہ حدیث جو بیان کی جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاویہؓ کو یزید کو اٹھائے دیکھا تو فرمایا ایک جنتی ایک دوزخی کو اٹھائے ہوئے ہے۔ اس نے کہا وہ صحیح نہیں' ابن عساکر نے بیان کیا ہے یہ بات ایسے ہی جیسے اس نے بیان کی ہے بلاشبہ یزید حضرت نبی کریم ﷺ کے زمانے میں پیدا نہیں ہوا' بلکہ وہ ہجرت کے بیسویں سال کے بعد پیدا ہوا ہے۔

یزید بن معاویہؓ کی اولاد اور اس کی تعداد:

ابو جعفر بن جریر نے بیان کیا ہے کہ ان میں سے ایک معاویہ بن یزید بن معاویہؓ ہے جس کی کنیت ابو لیلیٰ ہے اور اسی کے بارے میں ایک شاعر کہتا ہے:

''میں دیکھ رہا ہوں کہ فتنے کے آغاز کا وقت قریب آ گیا ہے اور ابو لیلیٰ کے بعد حکومت اس کی ہوگی جو غالب آ جائے گا''۔

اور خالد بن یزید کی کنیت ابو ہاشم تھی' کہتے ہیں کہ اس نے علم کیمیا حاصل کیا تھا اور ابو سفیان بھی ان کا بیٹا تھا اور ان دونوں کی ماں ام ہاشم بنت ابی ہاشم بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس تھی' یزید کے بعد مروان بن الحکم نے اس سے نکاح کر لیا اور اسی کے متعلق ایک شاعر نے کہا ہے۔

''اے ام خالد خوش رہ' بہت سے دوڑنے والے بیٹھنے والے کی طرح ہیں''۔

اور عبدالعزیز بن زید جسے اسوار کہا جاتا ہے اور یہ عربوں کے بڑے تیراندازوں میں سے تھا اور اس کی ماں ام کلثوم بنت عبداللہ بن عامر تھی جس کے بارے میں شاعر کہتا ہے۔

''لوگوں کا خیال ہے کہ جب وہ اساور (بصرہ میں آباد ہونے والی ایک پرانی قوم) کا ذکر کرتے ہیں تو وہ قریش کا بہترین آدمی ہوتا ہے''۔

اور عبداللہ اصغر' ابوبکر' عتبہ' عبدالرحمٰن' ربیع اور محمد مختلف ماؤں سے ہیں اور یزید' حرب' عمر اور عثمان بھی ہیں یہ پندرہ نرینہ اولاد ہیں اور اس کی بیٹیاں عاتکہ' رملہ' ام عبدالرحمٰن ام یزید اور ام محمد ہیں اور یہ پانچ بیٹیاں ہیں اور یہ سب ہلاک ہو چکے ہیں اور یزید کی کوئی اولاد باقی نہیں۔ واللہ سبحانہ اعلم

معاویہ بن یزید بن معاویہ کی امارت:

ابوعبدالرحمٰن اور ابو یزید اور ابولیلیٰ قرشی اموی بھی بیان کیا جاتا ہے' اس کی ماں ام ہاشم بنت ابی ہاشم ابن عتبہ بن ربیعہ تھی' اس کے باپ کی وفات کے بعد اور یہ اس کے بعد اس کا ولی عہد تھا۔ ۱۴/ ربیع الاوّل ۶۴ھ کو اس کی بیعت ہوئی اور یہ ایک نیک اور درویش انسان تھا اور اس کی مدت لمبی نہیں ہوئی' بعض کا قول ہے کہ اس نے چالیس روز حکومت کی اور بعض بیس دن اور بعض دو ماہ اور بعض ڈیڑھ ماہ اور بعض تین ماہ بیس دن اور بعض چار ماہ بیان کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

اور یہ اپنی حکومت کے زمانے میں مریض تھا اور لوگوں کے پاس نہیں آیا اور ضحاک بن قیس ہی لوگوں کو نماز پڑھاتا اور امور کو درست کرتا تھا پھر یہی معاویہ بن یزید ۲۱ سال کی عمر میں وفات پا گیا اور بعض ۲۳ سال ۱۸ دن اور بعض ۱۹ سال اور بعض ۲۰ سال اور بعض ۲۵ سال کی عمر میں وفات پانا بیان کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

اور اس کے بھائی خالد نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور بعض نے عثمان بن عتبہ اور بعض نے ولید بن عتبہ بیان کیا ہے اور یہی صحیح ہے بلاشبہ اس نے اسے اس بات کی وصیت کی تھی اور اس کے دفن میں مروان بن الحکم بھی موجود تھا اور ضحاک بن قیس ہی اس کے بعد لوگوں کو نماز پڑھاتا تھا حتیٰ کہ شام میں مروان کی حکومت قائم ہوگئی اور اسے دمشق میں باب الصغیر کے قبرستان میں دفن کیا گیا اور جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس سے دریافت کیا گیا کیا تو وصیت نہیں کرے گا اس نے کہا میں اس کی تلخی کا توشہ اپنی آخرت کو نہیں لے جاؤں گا اور اس کی حلاوت کو میں بنی امیہ کے لیے چھوڑ دوں گا اور یہ مرحوم بہت سفید رنگ' بہت بالوں والا' بڑی بڑی آنکھوں والا' گھنگھریالے بالوں والا' بلند بینی' گول سر' اور خوبرو تھا اور اس کے چہرے پر بہت بال تھے اور پتلے حسین جسم کا تھا۔ ابوزرعہ دمشقی نے بیان کیا ہے کہ معاویہ عبدالرحمٰن اور خالد اس کے بھائی تھے اور وہ اچھے لوگوں میں سے تھے اور اس کے متعلق ایک شاعر عبداللہ بن ہمام البلوی نے کہا ہے ۔

''یزید نے حکومت کو اپنے باپ سے حاصل کیا اور معاویہ نے اسے یزید سے حاصل کیا' اے بنی حرب اسے آپس میں چکر دیتے رہو اور اس سے دور کے نشانے کو نہ مارو''۔

روایت ہے کہ ایک روز اس معاویہ بن یزید نے لوگوں میں الصلاۃ جامعۃ کا اعلان کیا تو لوگ جمع ہو گئے تو اس نے جو باتیں انہیں کہیں ان میں یہ بات بھی تھی کہ اے لوگو میں نے تمہاری امارت سنبھال لی ہے حالانکہ میں اس کے حقوق کی ادائیگی میں کمزور ہوں اگر تم چاہو تو میں اسے طاقت ور شخص کے لیے چھوڑ دیتا ہوں جیسے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے حضرت عمرؓ کے لیے چھوڑ دیا تھا

اور اگر تم چاہو تو میں تمہارے شوریٰ کے چھ آدمیوں میں اسے چھوڑ دیتا ہوں جیسے حضرت عمر بن الخطابؓ نے اسے چھوڑا تھا لیکن تم میں اس کے مناسب حال کوئی شخص نہیں اور میں نے تمہاری امارت کا معاملہ تم پر چھوڑ دیا ہے پس جو شخص تمہارے لیے مناسب ہو اسے اپنا امیر بنالو پھر وہ منبر سے اتر کر اپنے گھر میں داخل ہوگیا اور اس سے باہر نہ نکلا حتیٰ کہ فوت ہوگیا۔ کہتے ہیں کہ اسے زہر پلایا گیا تھا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اسے طاعون ہوگئی تھی۔

اور اس کے دفن کے موقع پر مروان حاضر ہوا اور جب اس سے فارغ ہوا تو مروان نے کہا کیا تمہیں معلوم ہے کہ تم نے کسے دفن کیا ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں معاویہ بن یزید کو' مروان نے کہا وہ ابولیلیٰ ہے جس کے متعلق ارثم خزاری نے کہا ہے۔

''میں فتنے کی ہنڈیوں کو ابلتے دیکھ رہا ہوں اور ابولیلیٰ کے بعد حکومت اس کے لیے ہوگی جو غالب آ جائے گا''۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ جیسے اس نے کہا تھا ویسے ہی ہوا اور اس کا سبب یہ ہوا کہ ابولیلیٰ نے کسی کے متعلق وصیت نہ کی اور فوت ہوگیا۔

پس حجاز میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما متغلب ہوگئے اور دمشق اور اس کے مضافات پر مروان بن الحکم متغلب ہوگیا اور اہل خراسان نے سلم بن زیاد کی بیعت کر لی حتیٰ کہ وہ لوگوں پر خلیفہ بن گیا اور انہوں نے اسے بہت پسند کیا اور سلم نے ان میں اچھی سیرت اختیار کی جس کی وجہ سے انہوں نے اس کو پسند کیا پھر انہوں نے اسے اپنے درمیان سے نکال باہر کیا اور نافع بن ازرق کی سرکردگی میں قراء اور خوارج نے بصرہ میں بغاوت کر دی اور انہوں نے عبیداللہ بن زیاد کو اس کی بیعت کرنے کے بعد دھتکار دیا تاکہ وہ لوگوں کا امام ہو' پس انہوں نے اسے اپنے ہاں سے نکال دیا اور وہ بہت سی رکاوٹوں کے بعد جن کا ذکر کرنا طوالت کا باعث ہوگا' شام چلا گیا اور انہوں نے اس کے بعد عبداللہ بن حارث بن نوفل کی بیعت کر لی جو ببہ کے نام سے مشہور تھا اور اس کی ماں ہند بنت ابی سفیان تھی اور اس نے بصرہ کی پولیس پر ہمیان بن عدی السدوسی کو افسر مقرر کیا اور لوگوں نے جمادی الآخرۃ ۶۴ھ کے آغاز میں اس کی بیعت کر لی اور فرزدق نے کہا ہے۔

''میں نے کئی لوگوں کی بیعت کی اور ان کے عہد کو پورا کیا اور ببہ کی بیعت میں نے کسی ندامت کے بغیر کی''۔

اور اس نے چار ماہ وہاں قیام کیا پھر اپنے گھر ہی کا ہو رہا اور اہل بصرہ نے حضرت ابن زبیر کو خط لکھا اور حضرت ابن زبیرؓ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو خط لکھا جس میں انہیں حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں پس آپ نے دو ماہ ان کو نماز پڑھائی پھر وہ کچھ ہوا جسے ہم ابھی بیان کریں گے اور نجدہ بن عامر حنفی نے یمامہ میں اور بنو ماحوراء نے اہواز اور فارس وغیرہ میں بغاوت کر دی جیسا کہ ابھی اس کی تفصیل بیان ہوگی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی امارت

ابن حزم اور ایک گروہ کے نزدیک آپ اس وقت امیر المومنین تھے:

قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ جب یزید فوت ہوا تو فوج مکہ سے چل پڑی اور یہ وہ لوگ تھے جو حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا محاصرہ کیے ہوئے تھے اور وہ بیت اللہ کی پناہ لیے ہوئے تھے اور جب حصین بن نمیر السکونی فوج کے ساتھ شام واپس آ گیا تو حجاز اور اس کے گردونواح میں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی امارت مضبوط ہوگئی اور لوگوں نے یزید کے بعد وہاں آپ کی بیعت کر لی اور آپ نے اپنے بھائی عبیداللہ بن زبیر کو اہل مدینہ پر نائب مقرر کیا اور اسے بنی امیہ کو مدینہ سے جلاوطن کرنے کا حکم دے دیا پس اس نے انہیں جلاوطن کر دیا اور وہ شام کو چلے گئے اور ان میں مروان بن الحکم اور اس کا بیٹا عبدالملک بھی شامل تھے پھر اہل بصرہ نے باہمی جنگوں اور فتنوں کے بعد جن کا استقصاء طوالت کا باعث ہوگا حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو پیغام بھیجا' ہاں انہوں نے چھ ماہ سے بھی کم عرصے میں اپنے پر چار امیر مقرر کیے پھر ان کے امور میں خلل پڑ گیا پھر انہوں نے مکہ میں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو اپنے متعلق پیغام بھیجا تو آپ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ وہ انہیں نماز پڑھائیں' کہتے ہیں کہ سب سے پہلے مصعب بن عبدالرحمٰن نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت کی تو لوگوں نے کہا' اس امر میں صعوبت پائی جاتی ہے اور عبداللہ بن جعفر اور عبداللہ بن علی بن ابی طالبؓ نے بھی آپ کی بیعت کی اور آپ نے حضرت ابن عمر، حضرت ابن حنفیہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم کو بھی بیعت کرنے کا پیغام بھیجا مگر انہوں نے آپ کی بات نہ مانی اور تقریباً تین ماہ امام کے بغیر رہنے کے بعد رجب میں لوگوں نے آپ کی بیعت کر لی اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے عبدالرحمٰن بن یزید انصاری کو امام الصلوٰۃ بنا کر اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن عبیداللہ کو خراج کا افسر مقرر کر کے اہل کوفہ کی طرف روانہ کیا اور دونوں شہروں نے آپ سے عہد کیا اور آپ نے مصر کی طرف آدمی بھیجا تو انہوں نے اس کی بیعت کر لی اور آپ نے عبدالرحمٰن بن جحدر کو مصر پر نائب مقرر کیا اور جزیرہ نے اس کی اطاعت کر لی اور آپ نے حارث بن عبداللہ بن ربیعہ کو بصرہ کا امیر بنا کر بھیجا اور یمن اور خراسان کی طرف بھی پیغام بھیجا تو انہوں نے آپ کی بیعت کر لی اور شام میں ضحاک بن قیس کو پیغام بھیجا تو اس نے بھی بیعت کر لی کہتے ہیں کہ بلاد اردن میں اہل دمشق اور اس کے گردونواح کے باشندوں نے آپ کی بیعت نہیں کی اس لیے کہ جب حصین بن نمیر مکہ سے شام کی طرف واپس آیا تو انہوں نے مروان بن الحکم کی بیعت کر لی تھی اور حضرت ابن زبیرؓ کے پاس خوارج کی ایک جماعت آپ کا دفاع کرتے ہوئے سمٹ آئی جن میں نافع بن ارزق' عبداللہ بن اباض اور ان کے سرکردہ لوگوں کی ایک جماعت بھی شامل تھی اور جب آپ کی خلافت مستحکم ہوگئی تو انہوں نے آپس میں کہا تم نے غلطی کی ہے کیونکہ تم نے اس شخص کے ساتھ مل کر جنگ کی ہے اور تمہیں حضرت عثمانؓ بن عفان کے بارے میں اس کی رائے کا علم نہیں ہوا۔ اور وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عیب گیری کرتے تھے۔ پس وہ اکٹھے ہو کر آپ کے پاس گئے اور انہوں نے آپ سے حضرت عثمانؓ کے

بارے میں پوچھا اور آپ نے انہیں وہ جواب دیا جس سے انہیں تکلیف ہوئی اور جس ایمان' تصدیق اور عدل واحسان اور سیرت حسنہ اور بات کے واضح ہو جانے پر آپ کے حق کی طرف رجوع کرنے کو ان کے سامنے بیان کیا تو اس موقع پر انہوں نے آپ سے اعراض کیا اور آپ سے علیحدہ ہو گئے اور بلاد عراق وخراسان کو چلے گئے اور وہ ان میں اپنے ابدان وادیان اور مختلف ومنتشر مذاہب ومسالک کو لے کر پھیل گئے۔ جو منضبط ومنحصر نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ جہالت اور قوت نفوس اور اعتقاد فاسد پر مفرع ہیں' اس کے باوجود انہوں نے بہت سے شہروں اور صوبوں پر غلبہ پالیا حتیٰ کہ وہ ان سے چھن گئے جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ

مروان بن الحکم کی بیعت کا بیان:

اس کا سبب یہ ہوا کہ جب حصین بن نمیر ارض حجاز سے واپس آیا اور عبید اللہ بن زیاد بصرہ سے شام گیا اور بنو امیہ مدینہ سے شام منتقل ہو گئے تو وہ معاویہ بن یزید کی وفات کے بعد مروان بن الحکم کے پاس آئے اور معاویہ بن یزید نے اس بات کا عزم کیا تھا کہ دمشق میں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت نہ ہو اور اس کے باشندوں نے اس شرط پر ضحاک بن قیس کی بیعت کر لی کہ وہ ان کے درمیان صلح کرائے گا اور ان کے لیے ان کے معاملے کو ٹھیک کر دے گا تاکہ لوگ ایک امام پر متفق ہو جائیں اور ضحاک چاہتا تھا کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت ہو اور حمص میں نعمان بن بشیر نے اور قنسرین میں زفر بن عبد اللہ کلابی نے اور فلسطین میں نائل بن قیس نے آپ کی بیعت کر لی اور روح بن زنباع جذامی کو وہاں سے نکال دیا اور عبید اللہ بن زیاد اور حصین بن نمیر مسلسل مروان بن الحکم کو امارت سنبھالنے کو خوبصورت کر کے دکھاتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے اسے اس کی رائے سے موڑ دیا اور اسے حضرت ابن زبیرؓ کے اقتدار اور حکومت کے شام میں داخل ہونے سے خوف زدہ کر دیا اور انہوں نے اسے کہا تم قریش کے شیخ اور سردار ہو اور تم اس امارت کے زیادہ حق دار ہو پس اس نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت کو چھوڑ دیا اور ابن زیاد اس بات سے ڈر گیا کہ اگر بنی امیہ کے سوا کسی اور نے حکومت سنبھال لی تو وہ ہلاک ہو جائے گا اس موقع پر یہ سب لوگ اپنی قوم بنی امیہ اور اہل یمن کے ساتھ مروان کے پاس سمٹ آئے اور اس نے ان کے ارادے سے اتفاق کر لیا اور وہ کہنے لگا کوئی چیز ضائع نہیں ہوئی اور حسان بن مالک بن بحدل کلبی نے ضحاک بن قیس کو حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت سے موڑنے کے لیے خط لکھا اور بنی امیہ نے اس پر جو احسان کیے تھے اسے بتانے لگا اور ان کے فضل وشرف کو بیان کرنے لگا اور حسان بن مالک نے بنی امیہ کے لیے اہل اردن کی بیعت لی تھی اور وہ اپنے بھانجے خالد بن یزید بن معاویہ بن ابی سفیان کی طرف دعوت دینے لگا اور اس نے اس بارے میں ضحاک کو ایک خط بھی روانہ کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ جمعہ کے روز منبر پر اہل دمشق کو اس کا خط پڑھ کر سنائے اور اس نے فاغضہ بن کریب الطابخی کے ہاتھ خط بھیجا اور بعض نے کہا ہے کہ وہ بنی کلب میں سے تھا اور اسے کہا اگر وہ اسے لوگوں کو نہ سنائے تو تم خود پڑھ دینا پس اس نے اسے خط دیا اور وہ ضحاک کی طرف روانہ ہو گیا اور اس نے اسے خط پڑھنے کا حکم دیا مگر اس نے نہ مانا تو ناغض نے اٹھ کر لوگوں کو خط سنا دیا اور امراء کی ایک جماعت نے اس کی تصدیق کی اور دوسروں نے اس کی تکذیب کی اور لوگوں کے درمیان ایک عظیم فتنہ بھڑک اٹھا پس خالد بن یزید بن معاویہ نے جو ایک نوخیز جوان تھا منبر کی دوسری سیڑھی پر کھڑے ہو کر لوگوں کو پرسکون کیا اور ضحاک نے اتر کر لوگوں کو جمعہ کی نماز پڑھائی اور ضحاک بن قیس نے ناغضہ کی تصدیق کرنے والے لوگوں کو قید کرنے کا حکم دے دیا پس ان کے قبائل بھڑک اٹھے اور

انہوں نے ان کو قید خانے سے باہر نکال دیا اور اہل دمشق حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما اور بنی امیہ کے بارے میں متردد ہو گئے اور جمعہ کی نماز کے بعد باب الجیرون پر لوگ جمع ہو گئے اور اس دن کو یوم جیرون کا نام دے دیا گیا۔

المدائنی نے بیان کیا ہے کہ لوگوں نے ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کو اپنا امیر بنانا چاہا مگر وہ نہ مانا اور انہی دنوں میں فوت ہو گیا پھر ضحاک بن قیس نے جامع مسجد کے منبر پر چڑھ کر لوگوں سے خطاب کیا اور یزید بن معاویہ کو گالیاں دیں تو بنی کلب کے ایک نوجوان نے اس کے پاس جا کر اپنے ڈنڈے سے اسے مارا اور لوگ اپنی تلواریں لگائے بیٹھے ہوئے تھے اور کچھ لوگوں نے ایک دوسرے کے پاس جا کر باہم شدید جنگ کی' پس قیس اور اس کے دوست حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف دعوت دینے لگے اور ضحاک بن قیس کی مدد کرنے لگے اور بنو کلب' بنی امیہ اور خالد بن یزید بن معاویہ کی بیعت کی طرف دعوت دینے لگے اور یزید اور اس کے اہل بیت کی مدد کرنے لگے پس ضحاک بن قیس نے اٹھ کر دارالامارۃ میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا اور صرف ہفتہ کے روز نماز فجر کے لیے باہر نکلا' پس اس نے بنی امیہ کو پیغام بھیجا تو وہ اس کے پاس آ گئے اور ان میں مروان بن الحکم' عمرو بن سعید بن العاص اور یزید بن معاویہ کے بیٹے خالد اور عبداللہ بھی شامل تھے' المدائنی نے بیان کیا ہے کہ جو کچھ اس سے ہوا تھا اس پر اس نے ان سے معذرت کی اور ان کے ساتھ سوار ہو کر حسان بن مالک کلبی کے پاس جانے پر اتفاق کیا کہ وہ امارت کے لیے بنی امیہ کے کسی شخص پر اتفاق کر لیں' پس وہ سب سوار ہو کر اس کے پاس گئے اور اس دوران میں کہ وہ حسان کے پاس جانے کے لیے جابیہ کی طرف رواں تھے کہ اچانک معن بن ثور بن اخنس اپنی قوم قیس کے ساتھ آ گیا اور اس نے اسے کہا تو نے ہمیں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت کی طرف دعوت دی تو ہم نے تیری بات مان لی اور اب تو اس بدو کی طرف جا رہا ہے کہ وہ اپنے بھانجے خالد بن یزید بن معاویہ کو خلیفہ بنا دے' ضحاک نے اسے کہا' کیا مشورہ ہے؟ اس نے کہا مشورہ یہ ہے کہ ہم جس بات کو چھپاتے ہیں اسے ظاہر کریں اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی اطاعت کی طرف دعوت دیں اور جو اس سے انکار کرے اس سے جنگ کریں' پس ضحاک اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس بات کی طرف مائل ہو گیا اور دمشق واپس آ گیا اور اس نے قیس کی اس فوج کے ساتھ جو اس کے ساتھ تھی اور اس کے دوستوں کے ساتھ قیام کیا اور فوجوں کے امراء کی طرف پیغام بھیجا اور لوگوں نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت کر لی اور اس نے یہ بات اطلاعاً حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو لکھ بھیجی اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے اہل مکہ سے اس کا ذکر کیا اور اس کے کام پر اس کا شکریہ ادا کیا اور آپ نے اسے شام کی نیابت کا خط لکھا اور بعض کا قول ہے کہ اس نے خود بیعت خلافت لی۔ واللہ اعلم

المدائنی نے بیان کیا ہے کہ پہلے اس نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت کی دعوت دی پھر عبیداللہ بن زیاد نے اسے یہ بات خوب صورت کر دکھائی کہ وہ خود اپنی طرف دعوت دے اور اس نے یہ کام از راہ مخالفت وفریب کیا تا کہ وہ جس کام کے پیچھے پڑا اسے بگاڑ دے پس ضحاک نے تین دن تک اپنی طرف دعوت دی جس کی وجہ سے لوگوں نے اسے ملامت کی اور کہنے لگے' تو نے ہمیں ایک شخص کی بیعت کی دعوت دی ہے اور ہم نے اس کی بیعت کر لی ہے پھر تو نے کسی عذر وسبب کے اسے معزول کر دیا ہے پھر تو نے ہمیں اپنی طرف دعوت دی ہے؟ پس اس نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت کی طرف رجوع کر لیا اور اس وجہ سے لوگوں کے ہاں حقیر ہو گیا اور یہی ابن زیاد چاہتا تھا اور مروان سے ملاقات کرنے کے بعد عبیداللہ بن زیاد نے اس سے ملاقات کی اور اسے اپنی

طرف دعوت دینے کو خوب صورت کر کے دکھایا پھر مروان اس لیے الگ ہو گیا کہ ضحاک کو دھوکہ دے اور دمشق کے نزدیک اترا اور ہر روز اس کے پاس آنے لگا' پھر ابن زیاد نے ضحاک کو مشورہ دیا کہ وہ دمشق سے صحرا کی طرف چلا جائے اور فوجوں کو اپنی طرف دعوت دے تاکہ اسے قدرت حاصل ہو پس ضحاک سوار ہو کر مرج راہط کی طرف چلا گیا اور فوجوں سمیت وہاں اتر پڑا اور اس موقع پر بنوامیہ اور ان کے پیروکار اردن میں اکٹھے ہو گئے اور بنی کلب کے حسان بن مالک کی قوم بھی ان کے پاس اکٹھی ہو گئی اور جب مروان بن الحکم نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت کو منظم ہوتے اور حکومت کو آپ کے لیے مضبوط ہوتے دیکھا تو اس نے آپ کی بیعت کے لیے سفر کرنے اور آپ سے بنی امیہ کے لیے امان حاصل کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا' پس وہ روانہ ہو کر اذرعات پہنچا تو ابن زیاد اسے عراق سے آتے ملا پس اس نے اسے اس ارادے سے روک دیا اور اس کی رائے کو حقیر قرار دیا اور عمرو بن سعید بن العاص' حصین بن نمیر اور ابن زیاد اور اہل یمن اور بہت سے لوگ اس کے پاس آ گئے اور انہوں نے مروان سے کہا۔ تو قریش کا بڑا سردار ہے اور خالد بن یزید ایک نوجوان ہے اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ادھیڑ عمر کے ہیں اور لوہے کو لوہا ہی کاٹتا ہے پس تو اس نوجوان سے مقابلہ نہ کر اور اپنے سینے کو اس کے سینے میں مار اور ہم تیری بیعت کرتے ہیں اپنا ہاتھ بڑھا' اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو انہوں نے جابیہ میں ۳/ ذوالقعدہ ۶۴ھ کو بروز بدھ اس کی بیعت کر لی' یہ قول واقدی کا ہے اور جب امارت کا معاملہ اس کے لیے ہموار ہو گیا تو وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ضحاک بن قیس کی طرف گیا اور مرج راہط میں دونوں کی ملاقات ہوئی تو مروان نے اس پر قابو پا کر اسے قتل کر دیا اور اس نے قیس سے اتنے آدمی قتل کیے کہ اس کی مثال نہیں سنی گئی' اس کی تفصیل ۶۵ھ کے آغاز میں بیان ہو گی۔

واقدی وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ یہ معرکہ ۶۵ھ کے آغاز میں محرم میں ہوا تھا اور محمد بن سعد کی روایت میں ہے کہ واقدی وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ یہ اس سال کے آخر میں ہوا تھا اور لیث بن سعد' واقدی' المدائنی' ابوسلیمان بن یزید' ابوعبیدہ اور کئی دوسرے مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ مرج راہط کا معرکہ ۱۵/ ذوالحجہ ۶۴ھ کو ہوا تھا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

مرج راہط کا معرکہ اور حضرت ضحاک بن قیس فہری کا قتل:

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضرت ضحاک دمشق میں حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ کے نائب تھے اور جب آپ کسی کام میں مشغول ہوتے تو وہ ان کی طرف سے نماز پڑھاتے اور حدود کو قائم کرتے اور امور کا انتظام کرتے' پس جب حضرت معاویہؓ فوت ہو گئے تو آپ نے ان کے بیٹے یزید کی بیعت کا بار اٹھایا پھر جب یزید فوت ہو گیا تو لوگوں نے معاویہ بن یزید کی بیعت کر لی اور جب معاویہ بن یزید فوت ہو گیا تو دمشق کے لوگوں نے آپ کی بیعت کر لی تا آنکہ لوگ کسی امام پر متفق ہو جائیں اور جب حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت نے وسعت اختیار کی تو آپ نے ان کی بیعت کرنے کا عزم کر لیا' پس آپ نے ایک روز لوگوں سے خطاب کیا اور یزید بن معاویہ پر عیب لگائے اور اس کی مذمت کی اور جامع مسجد میں فتنہ برپا ہو گیا حتیٰ کہ لوگ اس میں تلواروں کے ساتھ ایک دوسرے سے لڑ پڑے سو آپ نے لوگوں کو پرسکون کیا پھر خضراء سے دارالامارۃ میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا پھر آپ نے بنی امیہ کے ساتھ اس بات پر اتفاق کر لیا کہ وہ حسان بن مالک بن بحدل کے پاس اردن جائیں اور جسے وہ امارت کا اہل قرار دے اس کے پاس اس پر اتفاق کر لیں اور حسان' اپنے بھانجے خالد بن یزید بن میسون کی بیعت کرنا چاہتا تھا اور میسون بنت بحدل' حسان کی ہمشیرہ

تھی' پس ضحاک جب ان کے ساتھ سوار ہوا تو فوج کی اکثریت الگ ہوگئی پس وہ دمشق واپس آ کر وہاں محفوظ ہوگیا اور اس نے امرائے فوج کو پیغام بھیجا اور اس نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے لیے ان کی بیعت لی' اور بنو امیہ مروان اور عمرو بن سعید اور یزید بن معاویہؓ کے دونوں بیٹوں خالد اور عبداللہ کے ساتھ روانہ ہوکر جابیہ میں حسان بن مالک کے پاس اکٹھے ہوگئے اور انہیں ضحاک بن قیس کے مقابلہ میں فائدہ بخش طاقت حاصل نہ تھی پس مروان نے بیعت کرنے اور بنی امیہ کے لیے امان حاصل کرنے کے لیے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف کوچ کرنے کا عزم کرلیا اس لیے کہ آپ نے مدینہ سے انہیں جلاوطن کرنے کا حکم دے دیا تھا پس وہ روانہ ہو کر اذرعات پہنچا تو عبیداللہ بن زیاد اسے عراق سے آتے ہوئے ملا۔ اور حصین بن نمیر اور عمرو بن سعید بن العاص بھی اس کے ساتھ تھے انہوں نے اسے یہ بات خوبصورت کر دکھائی کہ وہ اپنی طرف دعوت دے کیونکہ وہ اس ابن زبیرؓ سے اس کا زیادہ حق دار ہے جس نے جماعت کو چھوڑا ہے اور تین خلفاء کو معزول کیا ہے اور وہ مسلسل مروان سے یہ کہتے رہے حتیٰ کہ اس نے ان کی بات کو مان لیا اور عبیداللہ بن زیاد نے اسے کہا' میں تیری خاطر ضحاک کے پاس دمشق جاتا ہوں اور میں اسے تیری خاطر فریب دوں گا اور اس کی امارت کو کمزور کردوں گا پس وہ اس کے پاس گیا اور ہر روز اس کے پاس آنے لگا اور خیر خواہی اور محبت کا اظہار کرنے لگا پھر اس نے اسے یہ بات خوب صورت کر دکھائی کہ وہ اپنی طرف دعوت دے اور ابن زبیر کو معزول کردے بلاشبہ تو ان کے مقابلہ میں امارت کا زیادہ حق دار ہے اس لیے کہ تو ہمیشہ اطاعت میں رہا ہے اور امانت میں مشہور ہے اور ابن زبیرؓ لوگوں سے الگ تھلگ ہے پس ضحاک نے لوگوں کو تین دن اپنی طرف دعوت دی مگر وہ اس کے ساتھ ڈٹ کر نہ رہا تو اس نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی دعوت کی طرف رجوع کرلیا لیکن اس دعوت کے باعث لوگوں کے ہاں وہ حقیر ہوگیا پھر ابن زیاد نے اسے کہا جس چیز کا تو طالب ہے اس کا طالب شہروں اور قلعوں میں فروکش نہیں ہوتا وہ صرف صحرا میں اترتا ہے اور فوجوں کو اپنی طرف دعوت دیتا ہے' سو ضحاک مرج راہط کی طرف گیا اور وہاں اتر پڑا اور ابن زیاد نے دمشق میں اور بنو امیہ نے تدمر میں اور خالد اور عبداللہ نے اپنے ماموں حسان کے پاس جابیہ میں اقامت اختیار کرلی' اور ابن زیاد نے مروان کو خط لکھا کہ وہ اپنی دعوت کا اظہار کرے تو اس نے اپنی طرف دعوت دی اور خالد بن یزید کی ماں ام ہاشم بنت ہاشم بن عتبہ بن ربیعہ کے ساتھ نکاح کرلیا اور اس کا معاملہ عظمت اختیار کر گیا اور لوگوں نے اس کی بیعت کر لی اور اس پر متفق ہوگئے اور وہ ضحاک بن قیس کے پاس مرج راہط کو روانہ ہوا اور عبیداللہ بن زیاد اور اس کا بھائی عباد بن زیاد بھی اس کے پاس گیا حتیٰ کہ مروان کے پاس تیرہ ہزار آدمی جمع ہوگئے اور دمشق میں اس کی طرف سے یزید بن ابی النمر تھا اس نے ضحاک کے عامل کو وہاں سے نکال دیا اور وہ مروان کی ہتھیاروں اور جوانوں کے ساتھ مدد کرتا تھا' کہتے ہیں کہ ان دنوں دمشق پر اس کا نائب عبدالرحمٰن بن الحکم تھا اور مروانؒ نے اپنے میمنہ پر عبیداللہ بن زیاد اور میسرہ پر عمرو بن سعید بن العاص کو امیر مقرر کیا اور ضحاک نے نعمان بن بشیر کی طرف پیغام بھیجا تو نعمان نے اہل حمص کے ساتھ اس کی مدد کی جن کا امیر شرحبیل بن ذی الکلاع تھا اور زفر بن حارث کلابی اہل قنسرین کے ساتھ اس کے پاس آیا اور ضحاک کے پاس تیس ہزار فوج تھی اور اس کے میمنہ پر زیاد بن عمرو العقیلی اور میسرہ پر زکریا بن شمر الہلالی امیر تھے پس انہوں نے صف بند ہوکر مرج میں بیس روز جنگ کی وہ ہر روز مرج میں مڈبھیڑ کرتے اور شدید جنگ کرتے پھر عبیداللہ نے مروان کو مشورہ دیا کہ وہ دھوکے سے انہیں مصالحت کی دعوت دے بلاشبہ جنگ ایک دھوکہ ہے اور تو

اور تیرے اصحاب حق پر ہیں اور وہ باطل پر ہیں پس لوگوں میں اس بات کا اعلان کر دیا گیا پھر مروان کے اصحاب نے خیانت کی اور انہیں بری طرح قتل کرنے لگے اور ضحاک نے بڑی پامردی دکھائی اور ضحاک بن قیس میدان کارزار میں قتل ہو گئے' انہیں بنی کلب کے ایک شخص زحمۃ بن عبداللہ نے قتل کیا' اس نے آپ کو نیزہ مار کر آر پار کر دیا اور وہ آپ کو پہچانتا نہیں تھا اور مروان اور اس کے ساتھیوں نے بھی بڑی پامردی دکھائی حتیٰ کہ وہ اس کے آگے بھاگ اٹھے اور مروان نے اعلان کیا' پشت پھیر کر بھاگنے والے کا تعاقب نہ کرو پھر حضرت ضحاک کا سر لایا گیا' کہتے ہیں کہ سب سے پہلے روح بن زنباع جذامی نے اسے آپ کے قتل ہونے کی بشارت دی اور شام کی حکومت مروان بن الحکم کے ہاتھ میں مستحکم ہو گئی' روایت ہے کہ اسے مرج راہط کے روز اپنے آپ پر رونا آ گیا اور وہ کہنے لگا' کیا میں بوڑھا اور کمزور ہو جانے کے بعد حکومت کی خاطر تلواروں کے ساتھ قتل ہونے کے لیے آ گیا ہوں۔

میں کہتا ہوں اس کی حکومت کی مدت صرف نو ماہ رہی ہے جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔ اور ضحاک بن قیس بن خالد الاکبر بن وہب بن ثعلبہ بن وائلۃ بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر بن مالک' ابوانیس' صحیح قول کے مطابق صحابہؓ کے شیر تھے' آپ نے حضرت نبی کریم ﷺ سے سماع کیا ہے اور آپ سے کئی احادیث روایت کی ہیں اور تابعین کی ایک جماعت نے آپ سے روایت کی ہے اور آپ حضرت فاطمہ بنت قیسؓ کے بھائی ہیں وہ آپ سے دس سال بڑی تھیں اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ آپ کے چچا تھے' اسے ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے اور بعض کا خیال ہے کہ آپ کو صحبت حاصل نہ تھی۔ واقدی نے بیان کیا ہے کہ آپ نے حضرت نبی کریم ﷺ کا زمانہ پایا اور بلوغ سے قبل آپ سے سماع کیا اور واقدی سے ایک روایت میں ہے کہ ضحاک حضرت نبی کریم ﷺ کی وفات سے دو سال قبل پیدا ہوئے اور آپ نے فتح دمشق میں شمولیت کی اور وہیں سکونت اختیار کر لی۔ اور وہاں پر نہر بردا کے قریب حجر الذہب کے پاس آپ کی حویلی ہے اور آپ جنگ صفین میں حضرت معاویہؓ کے ساتھ اہل دمشق کے امیر تھے اور جب حضرت معاویہؓ نے کوفہ پر قبضہ کر لیا تو ۶۵ھ میں آپ کو وہاں نائب مقرر کیا اور امام بخاریؒ نے تاریخ میں بیان کیا ہے کہ ضحاک نے نماز میں سورہ ص پڑھی اور اس میں سجدہ کیا اور علقمہ اور حضرت ابن مسعودؓ کے اصحاب نے سجود میں آپ کی متابعت نہیں کی پھر حضرت معاویہؓ نے اپنے پاس انہیں دمشق پر نائب مقرر کیا اور آپ ہمیشہ انہی کے پاس رہے حتیٰ کہ حضرت معاویہؓ فوت ہو گئے اور ان کا بیٹا یزید امیر بنا پھر آپ کے بیٹے کا بیٹا معاویہ بن یزید امیر بنا پھر آپ کا وہ حال ہوا جو ہم نے بیان کیا ہے۔

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ عفان بن مسلم نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن زید نے بحوالہ حسن ہمیں بتایا کہ جب یزید بن معاویہ فوت ہو گیا تو ضحاک نے الہیثم کو خط لکھا:

''السلام علیک' امابعد' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ بلاشبہ قیامت سے پہلے تاریک رات کے ٹکڑوں کی طرح فتنے ہوں گے اور کچھ فتنے دھوئیں کے ٹکڑوں کی طرح ہوں گے ان میں آدمی کا دل اس طرح مر جائے گا جیسے اس کا بدن مر جاتا ہے' صبح کو آدمی مومن ہو گا اور شام کو کافر ہو گا اور لوگ اپنے خلاق اور دین کو دنیا کے تھوڑے سے سامان کے عوض فروخت کر دیں گے' بلاشبہ یزید بن معاویہ فوت ہو گیا ہے اور تم ہمارے بھائی اور ہماری نظیر ہو پس تم ہم سے سبقت نہ کرو حتیٰ کہ ہم اپنے لیے کوئی تدبیر کریں''۔

اور ابن عساکر نے ابن قتیبہ کے طریق سے عن العباس بن الفرح الریاشی عن یعقوب بن اسحٰق بن ثوبہ عن حماد بن زید روایت کی ہے کہ حضرت ضحاک' حضرت معاویہؓ کے پاس گئے تو حضرت معاویہؓ نے انہیں شعر سنایا۔

''میں نے ضحاک کے لیے مقابلہ کیا حتیٰ کہ میں نے اسے اس کی قوم میں کوتاہ حسب کی طرف لوٹا دیا''۔

ضحاک نے کہا ہماری قوم کو معلوم ہے کہ ہم گھوڑوں کے عرق گیر ہیں' حضرت معاویہؓ نے کہا آپ نے درست کہا ہے تم ان کے عرق گیر ہو اور ہم ان کے سوار ہیں حضرت معاویہؓ کا مقصد یہ ہے کہ تم سدھائے ہوئے ہو اور ہم شہسوار ہیں' روایت ہے کہ دمشق کے مؤذن نے ضحاک بن قیس سے کہا اے امیر قسم بخدا میں تم سے خدا کی خاطر محبت رکھتا ہوں' ضحاک نے اسے کہا لیکن میں تم سے خدا کی خاطر بغض رکھتا ہوں اس نے پوچھا اللہ تیرا بھلا کرے کس لیے؟ اس نے کہا اس لیے کہ تو اپنی اذان میں بتکلف نمائش کرتا ہے اور اپنے تعلیم دینے پر اجر لیتا ہے' حضرت ضحاک مرج راہط کی جنگ میں قتل ہوئے یہ ۱۵/ ذوالحجہ ۶۴ھ کا واقعہ ہے۔ یہ قول لیث بن سعد' ابوعبید' واقدی' ابن زبیر اور المدائنی کا ہے۔

حضرت نعمان بن بشیر انصاری رضی اللہ عنہ کا قتل:

آپ کی ماں عمرۃ بنت رواحہ تھیں' حضرت نعمانؓ ہجرت کے بعد مدینہ میں جمادی الاوّل ۲ھ میں انصار کے ہاں پیدا ہونے والے پہلے بچے تھے آپ کی ماں آپ کو اٹھا کر حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس لائی تو آپ نے اسے گھٹی دی اور آپ کی ماں کو بشارت دی کہ یہ قابل تعریف حالت میں زندگی بسر کرے گا اور شہید ہو کر مرے گا اور جنت میں داخل ہوگا پس آپ بھلائی اور فراخی میں زندہ رہے اور آپ نے کوفہ میں حضرت معاویہؓ کی نو ماہ نیابت کی پھر شام میں سکونت پذیر ہو گئے اور فضالہ بن عبید کے بعد اس کے قاضی بن گئے اور فضالہ حضرت ابوالدرداء کے بعد قاضی بنے تھے اور آپ نے حمص میں حضرت معاویہؓ کی نیابت کی اور آپ ہی نے یزید کے حکم سے آل رسول کو مدینہ کی طرف واپس بھیجا اور آپ ہی نے یزید کو ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا مشورہ دیا تو یزید کو ان پر ترس آ گیا اور اس نے ان سے حسن سلوک کیا اور ان کی عزت کی' پھر جب مرج راہط کا معرکہ ہوا اور ضحاک بن قیس قتل ہو گئے تو نعمان نے انہیں اہل حمص کے ساتھ مدد دی اور انہوں نے آپ کو بیرین نامی بستی میں قتل کر دیا آپ کو خالد بن خلی المازنی نے قتل کیا اور خلی بن داؤد بھی قتل ہو گیا جو خالد بن خلی کا دادا تھا اور آپ کی بیٹی نے آپ کا مرثیہ کہا۔

''کاش ابن مرینہ اور اس کا بیٹا آپ کو قتل سے بچاتے اور تمام بنی امیہ میں سے کوئی باقی نہیں رہا' ایلچی آپ کے قتل کی خبر لایا ہے اے بھونکنے والے کتو! وہ آپ کے سر سے فتح کے طالب ہیں ان پر فنا کرنے والی نے چکر لگایا ہے میں پوشیدہ اور اعلانیہ طور پر روؤں گی اور میں جب تک زندہ ہوں دوڑنے والے درندوں کے ساتھ روؤں گی''۔

کہتے ہیں کہ اعشی ہمدان' حضرت نعمانؓ بن بشیر کے پاس آیا اس وقت آپ حمص کے امیر تھے اور وہ بیمار تھا' نعمان نے اس سے پوچھا کیسے آنا ہوا؟ اس نے کہا' تاکہ آپ مجھ سے صلہ رحمی کریں اور میری قرابت کا خیال کریں اور میرا قرض ادا کر دیں' آپ نے کہا قسم بخدا میرے پاس کچھ نہیں لیکن میں تمہارے لیے ان سے کچھ پوچھتا ہوں پھر آپ اٹھ کر منبر پر چڑھے اور کہا اے اہل حمص یہ عراق سے تمہارا عمزاد ہے اور تم میں کچھ مدد چاہتا ہے تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا ہمارے اموال میں اپنی مرضی سے فیصلہ

کیجیے آپ نے ان کی بات نہ مانی تو انہوں نے کہا ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ہر شخص اپنے مال سے دو دینار دیئے اور حساب لینے والے بیس ہزار آدمی تھے پس حضرت نعمانؓ نے جلدی سے اسے بیت المال سے چالیس ہزار دینار دے دیئے اور جب ان کے عطیات نکل گئے تو آپ نے ان میں سے ہر شخص کی عطاء سے دو دینار ساقط کر دیئے۔

حضرت نعمان بن بشیرؓ کے اقوال:

آزمائش کے وقت تیرا برائی کرنا مکمل ہلاکت ہے اور یعقوب بن سفیان نے بیان کیا ہے کہ ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن عیاش نے ابورواحہ بن ابہم سے بحوالہ الہیثم بن مالک طائی ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو منبر پر کہتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ شیطان کے بہت سے جال اور پھندے ہیں اور اس کے جالوں اور پھندوں میں سے اللہ کی نعمتوں پر اترانا اور فخر کرنا اور اللہ کے بندوں پر بڑائی کرنا اور اللہ کی ذات کو چھوڑ کر خواہشات کی پیروی کرنا بھی ہے اور آپ کی حسان صحاح احادیث میں سے جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہیں یہ حدیث بھی ہے کہ آپ نے فرمایا بلاشبہ حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان کے درمیان مشتبہ امور ہیں جنہیں بہت سے لوگ نہیں جانتے پس جو شبہات سے بچ گیا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچا لیا اور جو شبہات میں پڑ گیا اس کی مثال اس چرواہے کی سی ہے جو رکھ کے اردگرد چراتا ہے' قریب ہے کہ وہ اس میں چر جائے آگاہ رہو ہر بادشاہ کی ایک رکھ ہوتی ہے آگاہ رہو اللہ کی رکھ اس کے محارم ہیں آگاہ رہو' جسم میں ایک لوتھڑا ہے جب وہ درست ہو جائے تو اس سے سارا جسم درست ہو جاتا ہے اور جب وہ بگڑ جائے تو اس سے سارا جسم بگڑ جاتا ہے آگاہ رہو وہ لوتھڑا دل ہے۔

اسے مسلمؒ اور بخاریؒ نے روایت کیا ہے۔

ابومسہر نے بیان کیا ہے کہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ' حمص پر حضرت ابن زبیرؓ کے عامل تھے پس جب مروان بادشاہ بن گیا تو حضرت نعمانؓ بھاگ نکلے اور خالد بن خلی الکلاعی نے آپ کا تعاقب کر کے آپ کو قتل کر دیا۔ ابوعبیدہ اور کئی مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ اس سال میں آپ کو قتل کیا گیا ہے اور محمد بن سعد نے اپنے اسانید سے روایت کی ہے کہ حضرت معاویہؓ نے ایک نہایت خوبصورت عورت سے نکاح کیا اور آپ نے اپنی ایک بیوی قیسون یا فاختہ کو اسے دیکھنے کے لیے بھیجا اور جب اس نے اسے دیکھا تو اس نے اسے بہت پسند کیا پھر وہ آپ کے پاس واپس آئی تو آپ نے پوچھا تو نے اسے کیسا پایا ہے؟ وہ کہنے لگی' وہ بے مثل خوبصورت ہے مگر میں نے اس کی ناف کے نیچے ایک سیاہ تل دیکھا ہے اور میرا خیال ہے کہ اس کا خاوند قتل ہوگا اور اس کا سر اس کی گود میں ڈالا جائے گا' تو حضرت معاویہؓ نے اسے طلاق دے دی اور حضرت نعمان بن بشیرؓ نے اس سے نکاح کر لیا۔ اور جب آپ ۶۵ھ میں قتل ہوئے تو آپ کے سر کو لا کر اس کی گود میں ڈالا گیا۔ اور سلیمان بن زبیر نے بیان کیا ہے کہ آپ کو ۵۷ھ میں سلمیہ میں قتل کیا گیا اور دوسروں نے ۶۵ھ بیان کیا ہے اور بعض نے ۶۰ھ بیان کیا ہے اور صحیح بات وہی ہے جو ہم نے بیان کی ہے۔

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ:

اور اس سال میں حضرت مسور بن مخرمہؓ نے وفات پائی آپ چھوٹے صحابی تھے آپ کو حضرت ابن زبیرؓ کے ساتھ مکہ میں منجنیق

کا پتھر لگا جب کہ وہ حجر میں نماز پڑھ رہے تھے اور آپ حصار مکہ میں قتل ہونے والے اعیان میں سے تھے اور آپ المسور بن مخرمہ بن نوفل ابو عبدالرحمٰن زہری ہیں آپ کی ماں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی بہن عاتکہ ہے آپ کو صحبت اور روایت حاصل ہے آپ حضرت معاویہؓ کے پاس بھی گئے' آپ حضرت عمر بن الخطابؓ کے ساتھ رہنے والے اشخاص میں سے تھے' کہتے ہیں کہ آپ ان لوگوں میں سے ہیں جو ہمیشہ روزہ رکھتے تھے اور جب آپ مکہ آتے تو ہر روز طواف کرتے اور سات روز اس سے غائب رہتے اور دو رکعت نماز پڑھتے کہتے ہیں کہ جنگ قادسیہ میں آپ کو ایک یاقوت سے مرصع لوٹا ملا تو آپ کو پتہ نہ چلا کہ یہ کیا ہے پس ایک ایرانی آپ سے ملا اور اس نے آپ سے کہا اسے میرے پاس دس ہزار درہم میں فروخت کر دو تو پھر آپ کو معلوم ہوا کہ یہ کوئی قیمتی چیز ہے سو آپ نے اسے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے پاس بھیج دیا تو انہوں نے اسے آپ کو ہی غنیمت میں دے دیا تو آپ نے اسے ایک لاکھ میں فروخت کر دیا اور جب حضرت معاویہؓ فوت ہو گئے تو آپ مکہ آ گئے تو حضرت ابن زبیرؓ کے ساتھ آپ کو منجنیق کا پتھر لگا کیونکہ انہوں نے اس سے کعبہ پر سنگ باری کی تھی پس آپ پانچ روز کے بعد مر گئے اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے آپ کو غسل دیا اور جن لوگوں نے آپ کی چارپائی کو اٹھایا اور ان کے ساتھ آپ بھی ان کو اٹھا کر حجون کی طرف لے گئے اور وہ مقتولین کو روندتے اور اہل شام کے درمیان آپ کو لیے جاتے تھے' اور حضرت عمر بن الخطابؓ کے زمانے میں حضرت مسور بن مخرمہ نے کھانا گراں قیمت پر فروخت کرنے کے لیے روک لیا اور آپ نے بادل کو دیکھا تو اسے ناپسند کیا اور جب صبح ہوئی تو آپ بازار گئے اور کہنے لگے جو میرے پاس آئے گا میں اسے دوں گا حضرت عمرؓ نے فرمایا اے ابو مخرمہ کیا تمہیں جنون ہو گیا ہے؟ آپ نے کہا یا امیر المومنین قسم بخدا مجھے جنون نہیں ہوا' لیکن میں نے بادل کو دیکھا تو میں نے اس میں لوگوں کے فائدے کو پسند نہ کیا پس میں نے اس میں کچھ نفع لینا پسند نہیں کیا' حضرت عمرؓ نے آپ سے کہا جزاک اللہ خیراً حضرت مسور ہجرت کے دو سال بعد مکہ میں پیدا ہوئے۔

منذر بن زبیر بن العوامؓ:

آپ حضرت عمر بن الخطابؓ کے دور خلافت میں پیدا ہوئے' آپ کی ماں حضرت اسماءؓ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھیں اور منذر نے یزید بن معاویہ کے ساتھ قسطنطنیہ سے جنگ کی اور حضرت معاویہؓ کے پاس گئے تو انہوں نے آپ کو ایک لاکھ درہم انعام دیا اور زمین بھی جاگیر دی اور آپ کے مال پر قبضہ کرنے سے قبل ہی حضرت معاویہؓ فوت ہو گئے اور منذر بن زبیر اور عثمان بن عبداللہ اور حکیم بن حزام' اہل شام کے ساتھ دن کو جنگ کرتے تھے اور رات کو انہیں کھانا کھلاتے تھے' منذر اپنے بھائی کے ساتھ حصار مکہ میں قتل ہوئے اور جب حضرت معاویہؓ فوت ہوئے تو آپ نے منذر کو وصیت کی کہ وہ آپ کی قبر میں اترے۔

مصعب بن عبدالرحمٰن بن عوفؓ:

آپ نوجوان' دیندار اور فاضل آدمی تھے' مصعب بھی حضرت ابن زبیرؓ کے ساتھ حصار مکہ میں قتل ہوئے معرکہ حرہ میں قتل ہونے والوں میں محمد بن ابی بن کعب' عبدالرحمٰن بن ابی قتادہ' ابو حکیم معاذ بن الحارث انصاری بھی شامل ہیں جنہیں حضرت عمرؓ نے لوگوں کو نماز پڑھانے پر مقرر کیا تھا اور اس روز زینب بنت ام سلمہ کے دو بیٹے بھی قتل ہوئے اور اس روز زید بن محمد بن مسلمہ انصاری بھی قتل ہوئے اور ان کے ساتھ ان کے ساتوں بھائی اور کچھ اور لوگ بھی قتل ہوئے' رحمھم اللہ و رضی عنھم اجمعین' اور اخنس

بن شریق نے بھی معرکہ حرہ میں وفات پائی' آپ نے فتح مکہ میں شمولیت کی اور جنگ صفین میں آپ حضرت علیؓ کے ساتھ تھے۔

اور اس سال یعنی ۶۴ھ میں بلادِ مشرق میں بہت سی جنگیں ہوئیں اور فتنے پھیلے اور بلادِ خراسان پر عبداللہ بن خازم نامی ایک شخص غالب آ گیا اور اس نے اس کے عمال کو مغلوب کر کے انہیں وہاں سے نکال دیا اور یہ واقعہ یزید اور اس کے بیٹے معاویہ کی وفات کے بعد اور اس نواح میں حضرت ابن زبیر کی حکومت کے مستحکم ہونے سے قبل ہوا اور عبداللہ بن حازم اور عمرو بن مرثد کے درمیان جنگوں کا سلسلہ شروع ہو گیا جن کا تذکرہ و تفصیل طویل ہے' ہم نے ان کے مجمل بیان پر اکتفا کیا ہے کیونکہ ان کے بیان سے کوئی بڑا فائدہ نہیں ہے اور وہ ایک دوسرے کے ساتھ باغیوں کی جنگیں ہیں۔ **واللّٰہ المستعان.**

واقدی نے بیان کیا ہے کہ معاویہ بن یزید کی موت کے بعد اس سال اہل خراسان نے سلم بن زیاد بن ابیہ کی بیعت کر لی اور اسے بہت پسند کیا حتیٰ کہ انہوں نے اس سال میں پیدا ہونے والے بچوں میں سے ایک ہزار سے زائد کا نام اس کے نام پر رکھا پھر انہوں نے عہد شکنی کی اور اختلاف کیا اور سلم انہیں چھوڑ کر چلا گیا اور مہلب بن ابی صفرہ کو ان کا امیر بنا کر چھوڑ گیا۔

اور اس سال شیعوں کے سردار کوفہ میں سلیمان بن صرد کے ہاں جمع ہوئے اور حضرت حسینؓ بن علی بن ابی طالب کا بدلہ لینے کے لیے نخیلہ کو مقرر کیا اور وہ ۱۰ محرم ۶۱ھ سے حضرت حسینؓ کے کربلا میں قتل ہونے سے لے کر اس بارے میں پرعزم اور کوشاں رہے اور انہوں نے جو پیغام آپ کو بھیجے تھے انہیں ان پر ندامت ہوئی اور آپ ان کے پاس آئے تو انہوں نے آپ کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا اور آپ سے الگ ہو گئے اور آپ کی مدد نہ کی اور اس وقت وصل کی کوشش کی جب وصل فائدہ نہیں دیتا' پس وہ سلیمان بن صرد کے گھر میں اکٹھے ہوئے اور وہ جلیل القدر صحابی تھا اور اس بارے میں کوشش کرنے والوں کے پانچ سردار تھے۔ سلیمان بن صرد صحابی۔ المسیب بن نجیہ فزاری جو حضرت علیؓ کے کبار اصحاب میں سے ایک تھا۔ عبداللہ بن سعد بن نفیل ازدی' عبداللہ بن وال التیمی' اور رفاعہ بن شداد البجلی۔ اور یہ سب کے سب حضرت علیؓ کے اصحاب تھے ان سب نے تقاریر و مواعظ کے بعد سلیمان بن صرد کے امیر بنانے پر اتفاق کیا اور باہم نخیلہ کا عہد کیا نیز یہ کہ جو شخص ان کی اس بات کو قبول کرے وہ ۶۵ھ میں اس مقام پر آ جائے' پھر انہوں نے بہت سے اموال اور ہتھیار اکٹھے کیے۔ اور اس کے لیے تیاری کی' اور المسیب بن نجیہ نے ان میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور حمد و ثنائے الٰہی کے بعد کہا:

''امابعد' ہماری طول عمری اور کثرتِ فتن سے آزمائش کی گئی ہے اور اللہ نے ہماری آزمائش کی ہے اور اس نے ہمیں پسر بنت رسول کی مدد کرنے میں جھوٹا پایا ہے حالانکہ اس سے قبل ہم نے ان سے مراسلت کی تھی' پس وہ اس خواہش پر ہمارے پاس آئے کہ ہم ان کی مدد کریں گے پس ہم نے ان کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا اور ان سے وعدہ خلافی کی اور ہم انہیں ان کے پاس لے آئے جنہوں نے آپ کو اور آپ کی اولاد اور آپ کے نیک قرابت داروں کو قتل کر دیا اور ہم نے اپنے ہاتھوں سے ان کی مدد نہ کی اور ہماری زبانوں نے ان کی مدد چھوڑ دی اور نہ ہم نے اپنے اموال سے انہیں قوت دی۔

پس ہم سب کے لیے دائمی ہلاکت ہو جب تک ہم آپ کے قاتلین اور آپ کے خلاف مدد دینے والوں کو قتل نہ کریں یا اس سے ورے قتل ہو جائیں اور ہمارے اموال تباہ ہو جائیں اور ہمارے گھر برباد ہو جائیں' اے لوگو تم یکبارگی

کھڑے ہو جاؤ اور اپنے پیدا کرنے والے کے حضور توبہ کرو اور اپنے آپ کو مارو یہ تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک تمہارے لیے بہتر ہے'' اور اس نے لمبی بات کی پھر انہوں نے اپنے سب بھائیوں کو لکھا کہ وہ آئندہ سال نخیلہ میں اکٹھے ہو جائیں۔''

اور سلیمان بن صرد نے سعد بن حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما امیر مدائن کو اس بات کی دعوت دیتے ہوئے خط لکھا تو اس نے اس کی بات قبول کر لی اور سعد نے اہل مدائن میں سے اپنے اطاعت کنندوں کو اس کی دعوت دی تو انہوں نے جلدی سے اسے قبول کر لیا اور اس کی مدد کی اور مذکورہ تاریخ میں نخیلہ میں جمع ہونے کا وعدہ کیا اور سعد بن حذیفہ نے سلیمان بن صرد کو یہ بات لکھ بھیجی تو اہل کوفہ' اہل مدائن کے اس بات پر متفق ہونے سے خوش ہو گئے اور چستی سے اپنے اس کام میں لگ گئے اور جب یزید بن معاویہ تھوڑے عرصے بعد فوت ہو گیا تو انہوں نے امارت کا لالچ کیا اور یقین کر لیا کہ اہل شام کمزور ہو چکے ہیں اور ان کی امارت قائم کرنے والا کوئی شخص باقی نہیں رہا' پس انہوں نے غلبہ پانے اور مقررہ وقت سے قبل نخیلہ کی طرف جانے کے بارے میں سلیمان سے مشورہ طلب کیا تو اس نے انہیں اس بات سے روکا' اور کہا' نہیں حتیٰ کہ وہ مقررہ وقت آ جائے جس کا ہم نے اپنے بھائیوں سے وعدہ کیا ہے پھر وہ اندر ہی اندر ہتھیار اور فوج تیار کرتے رہے اور عوام الناس کو ان کے متعلق پتہ نہ لگا اس وقت کوفہ کے عوام نے عمرو بن حریث کو جو کوفہ میں عبیداللہ بن زیاد کا نائب تھا' جا کر اسے محل سے باہر نکال دیا اور عامر بن مسعود بن اُمیہ بن خلف پر رضامند ہو گئے جس کا لقب وحروجہ تھا۔ اس نے حضرت عبداللہ بن زبیر کے لیے بیعت لی اور وہ حضرت ابن زبیرؓ کے نائبین کے آنے تک امور کو درست کرتا رہا اور جب جب اس سال یعنی ۶۴ھ کی ۲۲ رمضان کو جمعہ کا دن آیا تو حضرت ابن زبیر کی طرف سے دو امیر کوفہ آئے ان میں سے ایک عبداللہ بن یزید خطمی جنگ اور سرحد کا امیر تھا اور دوسرا ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن عبیداللہ التیمی ٹیکس اور اموال کا امیر تھا اور ان دونوں سے ایک جمعہ قبل اس مہینے کی پندرہ تاریخ کو مختار بن ابی عبید مختار بن ابی عبید ثقفی کذاب آیا اور اس نے دیکھا کہ شیعہ سلیمان بن صرد کے پاس جمع ہو چکے ہیں اور انہوں نے اسے بہت عظمت دے دی ہے اور وہ جنگ کے لیے تیار ہیں' پس جب مختار کوفہ میں ان کے پاس ٹھہرا تو اس نے محمد بن علی بن ابی طالب کے امام مہدی ہونے کی طرف دعوت دی جو باطن میں محمد بن حنفیہ تھے اور ان کا لقب مہدی ہے پس بہت سے شیعوں نے اس کی پیروی کی اور سلیمان بن صرد سے الگ ہو گئے اور شیعہ سے دو فرقے بن گئے' ان میں سے عوام تو سلیمان کے ساتھ تھے جو حضرت حسینؓ کا بدلہ لینے کے لیے لوگوں کے خلاف خروج کرنا چاہتے تھے اور دوسرا مختار کے ساتھ تھا جو محمد بن حنفیہ کی امامت کی طرف دعوت دینے کے لیے خروج کرنا چاہتے تھے اور یہ سب کچھ حضرت محمد بن حنفیہ کے مشورے اور رضامندی کے بغیر ہو رہا تھا اور وہ آپ کے متعلق جھوٹ بولتے تھے تاکہ لوگوں پر حقیقت کو مبہم کر کے اپنی فاسد اغراض تک پہنچ جائیں اور عین الصافیہ' حضرت عبداللہ بن زبیر کے نائب عبداللہ بن یزید کے پاس آیا' کیونکہ شیعوں کے دونوں فرقوں نے اپنے اختلاف کے باوجود لوگوں کے خلاف خروج کرنے اور جو وہ چاہتے تھے اس کی دعوت دینے میں اس کی مدد کی تھی اور کسی نے اسے مشورہ دیا کہ وہ جلدی سے ان کے پاس جائے اور ان کی دیکھ بھال رکھے اور پولیس اور جانبازوں کو بھیجے کہ وہ جس فتنہ اور شر کا متفقہ طور پر ارادہ کیے ہوئے ہیں ان کا قلع قمع کرے اس نے اٹھ کر لوگوں میں تقریر کی اور اپنی تقریر میں ان لوگوں کے متعلق وہ باتیں بتائیں جن کی اسے اطلاع ملی تھی اور

جس بات کو انہوں نے ارادہ کیا ہوا تھا وہ بھی بتائی اور یہ کہ ان میں سے کچھ لوگ تو حضرت حسین کا بدلہ لینا چاہتے ہیں اور انہیں معلوم ہو چکا ہے کہ میں آپ کے قاتلین میں شامل نہیں ہوں اور قسم بخدا میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہیں آپ کے قتل کا دکھ ہوا ہے اور جنہوں نے آپ کے قتل کو ناپسند کیا ہے اللہ ان پر رحم فرمائے اور ان کے قاتلین پر لعنت کرے' اور قبل اس کے کہ کوئی مجھ سے جنگ کا آغاز کردے میں اس سے معترض نہ ہوں گا' اور اگر یہ لوگ حضرت حسینؓ کے قتل کا بدلہ لینا چاہتے ہیں تو یہ ابن زیاد کے پاس جائیں اسی نے حضرت حسینؓ اور آپ کے اہل کے نیک لوگوں کو قتل کیا ہے اور اس سے بدلہ لیں اور اپنے شہر کے لوگوں کے خلاف مسلح خروج نہ کریں اس میں ان کی موت اور بیخ کنی ہوگی' پس دوسرے امیر ابراہیم محمد بن طلحہ نے کھڑے ہو کر کہا اے لوگو! اس فریب کار کے کلام سے اپنے آپ کو دھوکہ نہ دو' قسم بخدا ہمیں یقین ہے کہ یہ لوگ ہمارے خلاف بغاوت کرنا چاہتے ہیں اور ہم ضرور باپ کو بیٹے کے بدلے اور بیٹے کو باپ کے بدلے اور دوست کو دوست کے بدلے اور نمبردار کو اس کی نمبرداری کے بارے میں پکڑیں گے حتیٰ کہ وہ حق کو اختیار کریں اور اطاعت اختیار کرلیں' پس المسیب بن نجیہ نے جلدی سے اس کے پاس جا کر اس کی قطع کلامی کی اور کہا اے عہد شکنوں کے بیٹے کیا تو ہمیں اپنی تلوار اور اپنے ظلم سے ڈراتا ہے؟ خدا کی قسم تو اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے' ہم اپنے ساتھ بغض رکھنے کی وجہ سے تجھے ملامت نہیں کرتے حالانکہ ہم نے تیرے باپ اور دادے کو قتل کیا ہے اور ہم تیرے اس محل سے نکلنے سے پہلے تجھے ان دونوں کے ساتھ ملا دینے کی آرزو رکھتے ہیں اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ کے اصحاب میں سے عمال کی ایک جماعت نے المسیب بن نجیہ کی مدد کی اور مسجد میں بڑا فتنہ پیدا ہو گیا۔ اور عبداللہ بن یزید خطمی منبر سے نیچے اتر آیا اور انھوں نے دونوں امیروں کے درمیان موافقت کرانی چاہی مگر موافقت نہ ہوئی پھر سلیمان بن صرد کے شیعہ اصحاب ہتھیاروں کے ساتھ نمودار ہوئے اور لوگوں کے خلاف خروج کرنے کی جو بات ان کے دل میں تھی اس کا اظہار کیا اور سلیمان بن صرد کے ساتھ سوار ہو کر جزیرہ کی طرف چلے گئے اور ان کے حالات کو ہم ابھی بیان کریں گے۔

اور مختار بن عبید ثقفی کذاب' اس روز سے شیعوں کا مبغوض ہے جب اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو نیزہ مارا تھا اور آپ اہل عراق کے ساتھ شام جا رہے تھے' پس آپ نے مدائن میں پناہ لی اور مختار نے اپنے چچا کو جو مدائن کا نائب تھا' مشورہ دیا کہ وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو گرفتار کر کے حضرت معاویہؓ کے پاس بھیج دے اور اسے اس کے ہاں اپنا کارنامہ قرار دے' مگر مختار کے چچا نے اس بات سے انکار کر دیا۔ پس اس وجہ سے شیعوں نے اس سے بغض رکھا اور جب مسلم بن عقیل کا واقعہ ہوا' اور ابن زیاد نے آپ کو قتل کر دیا اس وقت مختار کوفہ میں تھا اور ابن زیاد کو اطلاع ملی کہ وہ کہتا ہے کہ میں مسلم کی نصرت کے لیے ضرور کھڑا ہوں گا اور اس کا بدلہ لوں گا' پس اس نے اسے اپنے سامنے بلایا اور اس کی آنکھ پر اپنی چھڑی ماری جو اس کے ہاتھ میں تھی اور اسے زخمی کر دیا اور اسے قید کرنے کا حکم دے دیا اور جب اس کی بہن کو اس کی قید کی اطلاع ملی تو وہ رو پڑی اور اس نے گھبراہٹ کا اظہار کیا اور وہ حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یزید بن معاویہ کو لکھا کہ وہ مختار کو قید خانے سے نکالنے کے لیے ابن زیاد کے پاس سفارش کرے' یزید نے ابن زیاد کو پیغام بھیجا کہ اس خط سے مطلع ہوتے ہی مختار بن عبید کو قید خانے سے نکال دو' اور ابن زیاد کو اس کے سوا کوئی چارہ نہ رہا اور اس نے اسے قید خانے سے باہر نکال دیا اور اس نے اسے کہا اگر میں نے تین دن کے بعد تجھے کوفہ

میں دیکھا تو میں تجھے قتل کر دوں گا پس مختار یہ کہتا ہوا حجاز کی طرف چلا گیا کہ خدا کی قسم میں عبیداللہ بن زیاد کی انگلیاں کاٹ دوں گا اور میں بالضرور حضرت حسین بن علیؓ کے بدلے میں اتنی تعداد میں لوگوں کو قتل کروں گا جتنے لوگ حضرت یحییٰ بن زکریا کے خون کے بدلے میں قتل ہوئے تھے اور جب عبیداللہ بن زیاد کی امارت مضبوط ہوگئی تو مختار بن عبید نے اس کی بیعت کر لی اور وہ اس کے ہاں بڑے امراء میں سے تھا اور جب حصین بن نمیر نے اہل شام کے ساتھ اس کا محاصرہ کیا تو مختار نے حضرت ابن زبیرؓ کے ورے شدید جنگ کی اور جب اسے یزید بن معاویہ کی موت اور اہل عراق کے اضطراب کی اطلاع ملی تو وہ کسی معاملے میں حضرت ابن زبیرؓ سے ناراض ہو گیا اور حجاز سے نکل کر کوفہ چلا گیا اور جمعہ کے روز کوفہ میں داخل ہوا اور لوگ نماز کی تیاری کر رہے تھے اور وہ جس گروہ کے پاس سے گزرتا اسے سلام کہتا اور کہنے لگا فتح کی بشارت ہو اور اس نے مسجد میں داخل ہو کر ایک ستون کے ساتھ نماز پڑھی حتیٰ کہ نماز کھڑی ہو گئی پھر اس نے نماز کے بعد نماز پڑھی حتیٰ کہ عصر کی نماز پڑھی گئی پھر وہ واپس لوٹا تو لوگوں نے اسے سلام کہا اور اس کے پاس آئے اور اس کی تعظیم کی اور وہ حضرت محمد بن حنفیہ کے امام مہدی ہونے کی طرف دعوت دینے لگا اور اہل بیت کا بدلہ لینے کا اظہار کرنے لگا اور یہ کہ وہ صرف ان کے شعار کے قائم کرنے آیا ہے اور وہ ان کے نشان ظاہر کرے گا اور ان کا مکمل بدلہ لے گا اور شیعوں میں سے جو لوگ سلیمان بن صرد کے پاس جمع ہو گئے تھے انہیں کہنے لگا۔ اور اسے خدشہ ہوا کہ وہ سلیمان بن صرد کے ساتھ خروج کرنے میں جلدی کریں گے۔ اور وہ انہیں مدد نہ دینے کی ترغیب دینے لگا اور انہیں اپنی طرف مائل کرنے لگا اور انہیں کہنے لگا میں ولی الامر' معدن الفضل' وصی الرضی اور امام مہدی کی جانب سے تمہارے پاس ایسی بات لے کر آیا ہوں جس میں شفا' پردے کا اٹھانا' دشمنوں کا قتل کرنا اور نعماء کا مکمل ہونا ہے اور سلیمان بن صرد اور ہم پر اللہ رحم فرمائے وہ ظالموں میں سے ایک ظالم ہے اور ایک بوسیدہ مشکیزہ ہے جو امور کا تجربہ نہیں رکھتا اور نہ اسے جنگ کی مہارت ہے وہ صرف تمہیں نکالنا چاہتا ہے تاکہ اپنے آپ کو اور تمہیں مار دے اور میں اس دلیل پر عمل کرتا ہوں جو میرے تصور میں آتی ہے اور ایک بات مجھ پر واضح ہوئی ہے جس میں تمہارے دوست کی عزت اور تمہارے دشمن کا قتل اور تمہارے سینوں کی ٹھنڈک ہے پس میری سنو اور میرے حکم کی اطاعت کرو پھر خوش ہو جاؤ اور ایک دوسرے کو خوشخبری دو اور جو کچھ تم امیدیں رکھتے اور چاہتے ہو میں ان سب کا کفیل ہوں' پس بہت سے شیعہ اس کے پاس جمع ہو گئے لیکن ان کے عوام سلیمان بن صرد کے ساتھ تھے اور جب وہ سلیمان کے ساتھ نخیلہ کو گئے تو عمر بن سعد بن ابی وقاص اور شبث بن ربعی وغیرہ نے کوفہ کے نائب عبداللہ بن زیاد سے کہا کہ بلاشبہ مختار بن ابی عبید' سلیمان بن صرد کے مقابلہ میں تم پر زیادہ سخت ہے' پس اس نے پولیس کو اس کے پاس بھیجا اور اس نے اس کے گھر کا محاصرہ کر لیا اور اسے پکڑ کر اور بیڑیاں ڈال کر قید خانے میں لے گئے اور بعض کا قول ہے کہ بیڑیوں کے بغیر لے گئے۔ پس وہ ایک عرصہ تک قید خانے میں رہا اور اس میں بیمار ہو گیا' ابو مخنف نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن عیسیٰ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں اور حمید بن مسلم ازدی اس کی عیادت کرنے اور اسے دیکھنے کے لیے اس کے پاس گئے تو میں نے اسے کہتے سنا:

''اے سمندروں' کھجوروں' درختوں' بیابانوں' چٹیل میدانوں' نیک فرشتوں اور نیک نمازیوں کے رب! میں ضرور تمام سرکشوں کو لچک دار نیزے اور شمشیر براں سے اخیار اور انصار کی فوجوں کے ساتھ قتل کر دوں گا جو نہ ناتجربہ کاروں کے

موافق ہیں اور نہ بے ہتھیار ہیں، حتیٰ کہ جب میں دین کے ستون کو کھڑا کر دوں اور مسلمانوں کے شگاف کو درست کر دوں اور مومنین کے سینوں کی پیاس کو ٹھنڈا کر دوں اور تیموں کی اولاد کا بدلہ لے لوں تو میں دنیا کے زوال پر نہیں روؤں گا اور جب موت قریب آ جائے گی تو اس کی پرواہ نہیں کروں گا''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ جب بھی ہم قید خانہ میں اس کے پاس آئے وہ بار بار یہی بات ہمیں دہرا کر کہتا حتیٰ کہ وہ قید خانہ سے باہر نکل گیا۔

حضرت ابن زبیرؓ کے زمانے میں کعبہ کی تہدیم وتعمیر کا بیان:

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال میں حضرت ابن زبیرؓ نے کعبہ کو گرایا۔ کیونکہ اس کی دیوار منجنیق کی سنگباری سے جھک گئی تھی پس آپ نے دیوار کو گرا دیا حتیٰ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اساس تک پہنچ گئے اور اس کے پیچھے طواف کرتے اور نماز پڑھتے اور آپ نے حجر اسود کو تابوت میں ڈال دیا جو ریشمی کپڑوں کے ٹکڑوں میں تھا اور کعبہ میں جو زیورات، کپڑے اور خوشبوئیں خزانچی کے پاس تھیں انہیں جمع کر لیا یہاں تک کہ حضرت ابن زبیرؓ نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منشا کے مطابق دوبارہ تعمیر کر دیا جیسا کہ صحیحین اور دیگر سنن ومسانید میں کئی طرق سے بحوالہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تیری قوم نئی نئی کفر سے نہ نکلی ہوتی تو میں کعبہ کو ڈھا دیتا اور حجر کو اس میں شامل کرتا، بلاشبہ تیری قوم کو اخراجات نے روک دیا اور میں اس کے شرقی اور غربی دروازے کو بناتا جن میں سے ایک سے لوگ داخل ہوتے اور دوسرے سے باہر آتے اور میں اس کے دروازے کو زمین سے لگا دیتا بلاشبہ تیری قوم نے اس کے دروازے کو بلند کر دیا ہے تاکہ جسے چاہیں داخل کریں اور جسے چاہیں روک دیں، پس حضرت زبیرؓ نے اسے اسی طرح تعمیر کیا جیسے آپ کی خالہ ام المومنین حضرت عائشہؓ نے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے بتایا۔ جزاک اللہ خیراً

پھر جب حجاج بن یوسف نے ۷۳ھ میں آپ پر غلبہ پایا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا تو اس نے شمالی دیوار کو گرا دیا اور حجر کو پہلے کی طرح باہر نکال دیا اور جن پتھروں کو آپ نے توڑا تھا انہیں کعبہ کے اندر داخل کر کے اس میں جوڑ دیا پس دروازہ اونچا ہو گیا اور اس کے یہ آثار اب تک باقی ہیں اور جب اسے حدیث کی اطلاع ملی تو اس نے کہا ہم نے اسے چھوڑ دینا چاہا اور اس نے اس کی کوئی ذمہ داری نہ لی، اور منصور مہدی نے اسے دوبارہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی تعمیر پر بنانے کا ارادہ کیا اور اس نے اس بارے میں حضرت امام مالکؒ سے مشورہ لیا تو آپ نے فرمایا، میں پسند نہیں کرتا کہ بادشاہ اسے کھیل بنالیں۔ یعنی اپنی اپنی رائے کے مطابق اس کی تعمیر میں تلاعب کریں۔ اور یہی رائے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی تھی اور یہی رائے عبدالملک بن مروان کی تھی اور یہ اور رائے رکھتا تھا۔ واللہ اعلم

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے لوگوں کو حج کروایا اور مدینہ پر آپ کا بھائی عبیداللہ اور کوفہ پر عبداللہ بن یزید خطمی آپ کا عامل تھا اور اس کی قضاء سعید بن المرزبان کے سپرد تھی اور شریح فتنہ کے زمانے میں فیصلہ دینے سے رُک گئے اور بصرہ پر عمر بن معمر التیمی امیر تھا اور اس کی قضا پر ہشام بن ہبیرہ مقرر تھا اور خراسان کا امیر عبداللہ بن خازم تھا اور اس سال کے آخر میں مرج راہط کا معرکہ ہوا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں، کہتے ہیں کہ اس میں مروان مصر میں داخل ہوا اور اسے ابن

زبیر کے نائب عبدالرحمٰن بن جحدر سے چھین لیا اور شام اور مصر اور اس کے مضافات پر مروان کا ہاتھ مضبوط ہو گیا۔ واللہ اعلم

واقدی نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت ابن زبیرؓ نے بیت اللہ کو گرانے کا ارادہ کیا تو آپ نے اس کے گرانے کے بارے میں لوگوں سے مشورہ کیا اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اور عبید بن عمیر نے آپ کو اس کے گرانے کا مشورہ دیا اور حضرت ابن عباسؓ نے کہا مجھے خدشہ ہے کہ آپ کے بعد آنے والا بھی اسے گرائے گا اور یہ ہمیشہ گرتا ہی رہے گا حتیٰ کہ لوگ اس کی حرمت کو ہیچ خیال کریں گے میرا مشورہ یہ ہے کہ اس کی جو تعمیر خراب ہو چکی ہے آپ اس کو درست کر دیں پھر حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے تین دن اللہ سے استخارہ کیا اور چوتھے دن جا کر رکن کو بنیاد تک ڈھا دینے کا آغاز کیا اور جب وہ بنیاد تک پہنچے تو انہوں نے پتھر کی جڑ کو ہاتھوں کی انگلیوں کی طرح ملا ہوا پایا۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے پچاس آدمی بلائے اور انہیں کھدائی کرنے کا حکم دیا اور جب انہوں نے ان ملے ہوئے پتھروں پر کدالیں ماریں تو مکہ لرز گیا پس آپ نے اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا پھر آپ نے اس پر بنیاد رکھی اور زمین کے ساتھ کعبہ کے دو دروازے بنائے ایک دروازے سے داخل ہوتے اور دوسرے سے باہر نکلتے اور حجر اسود کو آپ نے اپنے ہاتھ سے رکھا اور اسے چاندی کے ساتھ مضبوط کیا کیونکہ وہ پھٹ چکا تھا اور آپ نے کعبہ کی وسعت میں دس ہاتھ اضافہ کیا اور اس کی دیواروں کو کستوری سے لیپ کیا اور انہیں ریشم سے ڈھانک دیا پھر آپ نے مساجد عائشہ سے زیارت کی اور بیت اللہ کا طواف کیا اور نماز پڑھی اور سعی کی اور کعبہ کے اردگرد جو تھوڑا سا پانی اور خون تھا اسے زائل کر دیا اور کعبہ اوپر سے نیچے تک منجنیق کے پتھروں سے کمزور ہو گیا تھا اور حجر اسود کعبہ کے اردگرد کی آگ سے پھٹ گیا تھا اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی تجدید کعبہ کا سبب صحیحین میں لکھی ہوئی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وہ حدیث ہے جو پہلے بیان ہو چکی ہے۔ واللہ اعلم

۶۵ھ

اس میں تقریباً سترہ ہزار آدمی سلیمان بن صرد کے پاس جمع ہو گئے جو سب کے سب حضرت حسینؓ کے قاتلین سے بدلہ لینے کا مطالبہ کرتے تھے۔ واقدی نے بیان کیا ہے کہ جب لوگ نخیلہ کی طرف گئے تو وہ تھوڑے تھے اور سلیمان ان کی قلت سے حیران نہ ہوا اس نے حکیم بن منقذ کو بھیجا تو اس نے بلند آواز سے کوفہ میں اعلان کیا ہائے حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ اور وہ مسلسل منادی کرتا ہوا بڑی مسجد تک پہنچ گیا، پس لوگوں نے اعلان سنا اور نخیلہ کی طرف چلے گئے۔

اور کوفہ کے اشراف بھی نکلے جو سلیمان بن صرد کے رجسٹر کے مطابق تقریباً بیس ہزار یا اس سے زیادہ تھے اور جب اس نے ان کے ساتھ چلنے کا عزم کیا تو ان میں سے چار ہزار کے سوا کسی نے اس کے ساتھ صف نہ باندھی تو المسیب نے بن نجیہ نے سلیمان سے کہا تجھے ناپسند کرنے والا فائدہ نہ دے گا اور تیرے ساتھ مل کر وہی جنگ کرے گا جسے نیت باہر نکالے گی اور وہ اپنے آپ کو اللہ کے لیے فروخت کر دے گا، پس تو کسی کا انتظار نہ کر اور اپنے دشمن کے ساتھ جہاد کو جا اور ان کے خلاف اللہ سے مدد مانگ، اور سلیمان نے اپنے اصحاب میں کھڑے ہو کر کہا اے لوگو! جو شخص خدا کی رضا اور آخرت کے ثواب کے لیے نکلا ہے وہ ہم سے ہے اور ہم اس سے ہیں اور جو ہمارے ساتھ دنیا کے لیے نکلا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور نہ وہ ہمارے ساتھ رہے اور اس کے ساتھ جو لوگ باقی رہ گئے تھے انہوں نے کہا ہم دنیا کے لیے نہیں نکلے اور نہ ہم نے اسے طلب کیا ہے، اس سے دریافت کیا گیا کیا تو حضرت حسینؓ کے

قاتلین کے پاس شام جا رہا ہے اور ان کے سب قاتل ہمارے پاس کوفہ میں ہیں جیسے عمر بن سعد وغیرہ؟ سلیمان نے کہا بلا شبہ ابن زیاد وہ شخص ہے جس نے آپ کے مقابلہ میں فوج بھیجی اور آپ کے ساتھ جو کچھ کرنا تھا کیا' پس جب ہم اس سے فارغ ہو گئے تو ہم آپ کے ان دشمنوں کی طرف واپس آئیں گے جو کوفہ میں ہیں اور اگر پہلے میں ان سے جنگ کروں حالانکہ وہ تمہارے شہر کے باشندے ہیں اور تم میں سے کوئی آدمی ایسا نہ ہوگا کہ وہ ایسے شخص کو دیکھ لے جو جس نے اس کے پاس کو یا بھائی کو یا دوست کو قتل کیا ہو تو اس سے کمزوری واقع ہو جائے گی' پس جب تم ابن زیاد فاسق سے فارغ ہو جاؤ تو تمہارا مقصد حاصل ہو جائے گا انہوں نے کہا تو نے درست کہا ہے سو اس نے ان میں اعلان کر دیا کہ اللہ کا نام لے کر چل پڑو اور وہ ۵/ ربیع الاوّل جمعہ کی شام کو روانہ ہوئے۔

اور اس نے اپنی تقریر میں کہا:

''تم میں سے جو شخص دنیا کے سونے اور زبرجد کے لیے نکلا ہے' ہمارے پاس اس کی مطلوبہ چیز نہیں ہے ہمارے پاس صرف تلواریں ہیں جو ہمارے کندھوں پر پڑی ہیں اور نیزے ہمارے ہاتھوں میں اور ہمارا زاد دشمن سے ملنے تک ہمیں کفایت کرے گا''۔

پس انہوں نے اس کی سمع واطاعت کی اور اس حالت میں اسے جواب دیا اور اس نے انہیں کہا:

''سب سے پہلے تم پر ابن زیاد فاسق کو مارنا لازم ہے' اس کے لیے صرف تلوار ہے اور دیکھو وہ شام سے عراق جانے کے لیے آیا ہے''۔

پس لوگ اس کے ساتھ اس مشورے پر جم گئے اور جب انہوں نے اس کا ارادہ کر لیا تو عبداللہ بن یزید اور ابراہیم بن محمد نے جو حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف سے کوفہ کے امیر تھے' سلیمان کی طرف پیغام بھیجا کہ ہم چاہتے ہیں کہ ابن زیاد کے خلاف ہمارے ہاتھ ایک ہوں اور وہ چاہتے ہیں کہ وہ ان کے ساتھ ایک فوج روانہ کریں تاکہ وہ انہیں ان کے ارادے پر مضبوط کرے اور انہوں نے اس کام کے لیے ایلچی بھیجا کہ وہ ان کا انتظار کرے حتیٰ کہ وہ اس کے پاس آ جائیں' پس سلیمان بن صرد' سرکردہ امراء کے ساتھ ان کے اپنے پاس آنے کے لیے تیار ہو گیا اور وہ اپنی نخوت کے ساتھ بیٹھا اور فوجیں اسے گھیرے ہوئی تھیں اور عبداللہ بن یزید اور ابراہیم بن طلحہ کوفہ کے اشراف کے ساتھ جو حضرت حسینؓ کے قاتل نہیں تھے' آئے تاکہ وہ ان کا لالچ نہ کریں۔ اور عمر بن سعد بن ابی وقاص ان تمام ایام میں اپنی جان کے خوف سے قصر امارت میں عبداللہ بن یزید کے پاس رات گزارتا تھا' پس جب دونوں امیر سلیمان بن صرد کے پاس اکٹھے ہوئے تو ان دونوں نے اسے کہا اور مشورہ دیا کہ جب تک ابن زیاد سے جنگ کرنے پر ان کے دونوں ہاتھ ایک نہ ہوں وہ نہ جائیں اور وہ ان کے ساتھ فوج بھیجیں' بلاشبہ اہل شام بہت بڑی فوج اور جم غفیر ہیں اور وہ ابن زیاد کا دفاع کریں گے مگر سلیمان نے ان دونوں کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور کہا ہم ایسے کام کے لیے نکلے ہیں جسے ہم نہ چھوڑ سکتے ہیں اور نہ اس میں تاخیر کر سکتے ہیں پس دونوں امیر کوفہ واپس آ گئے اور سلیمان بن صرد اور اس کے اصحاب نے اپنے ان بصری اور مدائنی اصحاب کا انتظار کیا جنہوں نے ان سے وعدے کیے تھے۔ پس وہ ان کے پاس نہ آئے بلکہ ان میں سے ایک شخص بھی نہ آیا' تو سلیمان نے اٹھ کر اپنے اصحاب میں تقریر کی اور انہیں اس کام کے لیے جانے کی ترغیب دی جس کے لیے وہ نکلے ہیں' اس نے کہا اگر تمہارے بھائیوں نے

تمہارے خروج کی بات سنی ہوتی تو وہ جلد تم سے آ ملتے' پس سلیمان اور اس کے اصحاب ۵/ ربیع الاوّل ۶۵ھ کو بروز جمعہ نخیلہ سے نکلے اور وہ انہیں کئی مراحل چلا کر لے گیا اور جوں جوں وہ مرحلہ وار شام کی طرف بڑھتے جو لوگ اس کے ساتھ تھے ان میں سے ایک گروہ اس سے پیچھے رہ جاتا اور جب وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس سے گزرے تو وہ بیک آواز چلائے اور بتکلف روئے اور ایک رات اس کے پاس نماز پڑھتے اور دعا کرتے گزاری اور ایک روز انہوں نے آپ کے لیے رحمت کی دعا مانگتے اور آپ کے لیے بخشش مانگتے گذارا اور آپ کی خوشنودی کے لیے انہوں نے تمنا کی کہ کاش وہ آپ کے ساتھ شہید ہو کر مرتے۔

میں کہتا ہوں اگر یہ عزم واجتماع حضرت حسینؓ کے اس مقام تک پہنچنے سے قبل ہوتا تو وہ آپ کے لیے زیادہ فائدہ مند ہوتا اور چار سال بعد سلیمان اور اس کے اصحاب نے آپ کی نصرت کے لیے جو اجتماع کیا اس سے زیادہ مددگار ہوتا اور جب انہوں نے واپسی کا ارادہ کیا تو ان میں سے جو شخص بھی الگ ہوتا وہ قبر کے پاس آ کر آپ کے لیے رحمت اور بخشش کی دعا مانگتا حتیٰ کہ وہ اس ازدحام سے بڑھ کر ازدحام کرنے لگے جو حجر اسود کے پاس ہوتا ہے پھر وہ شام جانے کے ارادے سے چل پڑے اور جب وہ قرقیسیا کے پاس سے گزرے تو زفر بن حارث نے ان سے بچاؤ کیا تو سلیمان بن صرد نے اس کے پاس پیغام بھیجا کہ ہم تم سے جنگ کرنے نہیں آئے' عوام کو ہماری طرف نکالو ہم ایک دن یا دن کا کچھ حصہ تمہارے پاس قیام کریں گے' پس زفر بن حارث نے حکم دیا کہ عوام ان کے پاس جائیں اور المسیب بن نجبہ جو اس کے پاس ایلچی بن کر گیا تھا اس کے لیے اس نے ایک گھوڑے اور ایک ہزار درہم دینے کا حکم دیا' المسیب نے کہا' مال تو میں نہیں لوں گا' گھوڑا لے لوں گا اور زفر بن حارث نے سلیمان بن صرد اور اس کے ساتھ جو سرکردہ امراء تھے ان میں سے ہر ایک کی طرف بیس اونٹ' کھانا اور بہت سا چارا بھیجا پھر زفر بن حارث نے باہر نکل کر ان کی مشایعت کی اور سلیمان بن صرد کے ساتھ ساتھ چلا اور اس نے اسے کہا مجھے اطلاع ملی ہے کہ اہل شام نے حصین بن نمیر اور شرجیل بن ذی الکلاع اور ادھم بن محرز الباہلی اور ربیعہ بن مخارق الغنوی اور جبلہ بن عبداللہ خثعمی کے ساتھ بہت بڑی تعداد میں فوج تیار کی ہے اس نے کہا ہم نے اللہ پر توکل کیا ہے اور مومنین کو اللہ پر ہی توکل کرنا چاہیے پھر زفر نے انہیں پیشکش کی کہ وہ اس کے شہر میں داخل ہوں اور اس کے دروازے کے پاس رہیں پس اگر کوئی ان کے پاس آیا تو وہ اس کے خلاف ان کے ساتھ ہوگا' انہوں نے اس بات کو قبول نہ کیا اور کہنے لگے ہمارے اہل شہر نے بھی ہمیں اس قسم کی پیشکش کی تھی مگر ہم نہیں مانے' اس نے کہا جب تم اس بات سے انکاری ہو تو جلدی سے انہیں عین الوردۃ پر جالو' پس پانی' شہر' بازار اور گھوڑے تمہارے پس پشت ہوں گے اور ہمارے اور تمہارے درمیان جو عہد ہے اس سے تم امن میں ہو گے پھر اس نے انہیں اس بات کے متعلق مشورہ دیا جس پر وہ جنگ کی حالت میں بھروسہ کرتے ہیں' اس نے کہا کھلے میدان میں ان سے جنگ نہ کرنا وہ تم سے تعداد میں زیادہ ہیں وہ تمہارا گھیراؤ کر لیں گے اور میں تمہارے ساتھ پیادوں کو نہیں دیکھتا اور وہ لوگ پیادوں اور سواروں والے ہیں اور ان کے پاس گھوڑوں کے دستے بھی ہیں ان سے محتاط رہو' پس سلیمان بن صرد اور لوگوں نے اس کی اچھی تعریف کی پھر وہ ان کو چھوڑ کر واپس چلا گیا اور سلیمان بن صرد جلدی سے چل کر عین الوردۃ پہنچ کر اس کے مغرب میں اتر گیا اور وہ اپنے دشمنوں کے پہنچنے سے قبل وہاں پہنچ گیا اور سلیمان اور اس کے اصحاب نے آرام کیا اور مطمئن ہو گئے۔

عین الوردۃ کا معرکہ:

جب اہل شام ان کے نزدیک آئے تو سلیمان نے اپنے اصحاب کو خطاب کیا اور انہیں آخرت میں رغبت دلائی اور دنیا سے بے رغبت کیا اور انہیں جہاد کی ترغیب دی اور کہا اگر میں قتل ہو جاؤں تو المسیب بن نجبہ تمہارا امیر ہوگا اور اگر وہ بھی قتل ہو جائے تو عبداللہ بن سعد بن نفیل امیر ہوگا اور اگر وہ بھی قتل ہو جائے تو رفاعہ بن شداد امیر ہوگا۔ پھر اس نے پانچ سو سواروں کے ساتھ المسیب بن نجبہ کو اپنے آگے بھیجا اور انہوں نے ابن ذی الکلاع کی فوج پر حملہ کر دیا اور وہ بھاگ رہے تھے پس انہوں نے ان میں سے ایک جماعت کو قتل کر دیا اور دوسروں کو زخمی کر دیا اور اونٹوں کو ہانک لائے' اور عبیداللہ بن زیاد کو اطلاع ملی تو اس نے اپنے آگے حصین بن نمیر کو بارہ ہزار فوج کے ساتھ بھیجا' پس سلیمان بن صرد اور اس کی فوج ۲۲/ جمادی الاولیٰ کو بدھ کے روز صبح صبح کھڑے تھے اور حصین بن نمیر بارہ ہزار فوج میں کھڑا تھا اور دونوں فریق سے ہر ایک اپنے اپنے مقابل کے ساتھی سے نپٹنے کے لیے تیار ہو چکا تھا' پس شامیوں نے سلیمان کے ساتھیوں کو مروان بن الحکم کی اطاعت اختیار کرنے کی دعوت دی اور سلیمان کے ساتھیوں نے شامیوں کو دعوت دی کہ وہ عبیداللہ بن زیاد کو ان کے سپرد کر دیں اور وہ اسے حضرت حسینؓ کے بدلے میں قتل کر دیں' ہر فریق نے دوسرے فریق کی بات کا جواب دینے سے انکار کر دیا' اور انہوں نے وہ پورا دن' رات تک شدید جنگ کی اور اس میں عراقیوں کو شامیوں پر غلبہ حاصل رہا۔ اور جب انہوں نے صبح کی تو صبح صبح ابن ذی الکلاع اٹھارہ ہزار سواروں کے ساتھ شامیوں کے پاس پہنچ گیا اور ابن زیاد نے اسے زجر و توبیخ کی' اس روز بھی لوگوں نے جنگ کی' جس کی مثل بوڑھوں اور بے ریشوں نے کبھی جنگ نہیں دیکھی' رات تک صرف نماز کے اوقات ہی ان کے درمیان رکاوٹ بنتے اور جب لوگوں نے تیسرے دن کی صبح کی تو ادھم بن محرز دس ہزار کے ساتھ شامیوں کے پاس پہنچ گیا' یہ جمعہ کے دن کا واقعہ ہے پس انھوں نے دھوپ چڑھتے تک سخت جنگ کی پھر اہل شام نے اہل عراق کو چکر دے کر ہر جانب سے ان کا گھیراؤ کر لیا اور سلیمان بن صرد نے لوگوں سے خطاب کیا اور انہیں جہاد کی ترغیب دی اور لوگوں نے باہم سخت جنگ کی پھر سلیمان بن صرد پیادہ ہو گیا اور اس نے اپنی تلوار کا میان توڑ دیا اور آواز دی اے بندگانِ خدا جو شخص جنت کی طرف جانا چاہتا ہے اور اپنے گناہ سے توبہ کرنا چاہتا ہے اور اپنے عہد کو پورا کرنا چاہتا ہے وہ میرے پاس آ جائے تو بہت سے لوگ اس کے ساتھ پیادہ ہو گئے اور انہوں نے اپنی تلواروں کے میان توڑ دیئے اور حملہ کر دیا حتیٰ کہ دشمن کے وسط میں پہنچ گئے اور انھوں نے اہل شام میں سے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا حتیٰ کہ وہ خون میں گھس گئے اور عراقیوں کا امیر سلیمان بن صرد قتل ہو گیا اسے یزید بن حصین نامی ایک شخص نے تیر مارا اور وہ گر پڑا پھر اٹھا پھر گرا پھر اٹھا پھر گرا' اور وہ کہہ رہا تھا رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا ہوں' پس المسیب بن نجبہ نے جھنڈا پکڑ لیا اور اسے لے کر شدید جنگ کی اور وہ کہہ رہا تھا۔

''میں گھنگھریالی زلفوں والی اور ننگے سینے والیوں کو جانتا ہوں میں جنگ کی صبح کو چھلانگ لگانے والے ایال دار شیر سے زیادہ بہادر ہوتا ہوں اور مدمقابل لوگوں کی گردنیں توڑنے والا اور خوفناک پہلو والا ہوتا ہوں''۔

پھر اس نے شدید جنگ کی' پھر ابن نجبہ بھی فوت ہو گیا اور اس جنگ میں اپنے ساتھیوں سے جا ملا۔ پھر عبداللہ بن سعد بن نفیل نے جھنڈا پکڑ کر اسی طرح شدید جنگ کی اور اسی وقت ربیعہ بن مخارق نے اہل عراق پر زبردست حملہ کر دیا اور عبداللہ بن سعد بن نفیل

اور اس نے مبارزت کی پھر دونوں ایک ہو گئے اور ربیعہ کے بھتیجے نے عبداللہ بن سعد پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا پھر اس کا چچا غضب ناک ہو گیا اور عبداللہ بن دال نے جھنڈا پکڑ لیا اور اس نے لوگوں کو جہاد کی ترغیب دی اور کہنے لگا جنت کی طرف روانگی۔ یہ عصر کے بعد کا واقعہ ہے اور اس نے لوگوں کے ساتھ حملہ کیا اور اس کے اردگرد جو آدمی تھے انھیں پراگندہ کر دیا پھر وہ بھی قتل ہو گیا۔ اور وہ مفتی فقہاء میں سے تھا۔ اسے ادھم بن محرز الباہلی نے قتل کیا جو اس وقت شامیوں کا امیر جنگ تھا۔

پھر رفاعہ بن شداد نے جھنڈا پکڑا اور لوگوں کے ساتھ پسپا ہو گیا اور شامی اپنے گھروں کو واپس آ گئے اور رفاعہ اپنے باقی ماندہ لوگوں کے ساتھ اپنے مالک کو واپس آنے کے لیے تیار ہو گیا اور جب شامیوں نے صبح کی تو اچانک عراقیوں نے اپنے ملک کو واپس جاتے ہوئے حملہ کر دیا اور نہ انھوں نے ان کے پیچھے کسی کو تعاقب کے لیے اور نہ مقتولین اور مجروحین کو دیکھنے کے لیے بھیجا اور جب وہ ہیت پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ سعد بن حذیفہ بن الیمان اپنے مدائنی ساتھیوں کے ساتھ ان کی نصرت کے ارادے سے آ گیا ہے اور جب انہوں نے اسے ان کے حالات اور جو مصیبت ان پر نازل ہوئی اس کے متعلق بتایا اور انھوں نے اسے ان کے اصحاب کی موت کی خبر دی تو انھوں نے ان کے لیے رحم اور بخشش کی دعا کی اور اپنے بھائیوں پر روئے اور اہل مدائن واپس مدائن چلے گئے اور اہل کوفہ میں سے واپس جانے والے کوفہ لوٹ گئے اور ان میں سے بہت سے آدمی قتل ہو گئے اور مختار ابھی تک قید خانے میں تھا اور اس سے باہر نہیں نکلا تھا' اس نے رفاعہ بن شداد کو ان میں سے قتل ہو جانے والوں کے متعلق تعزیتی خط لکھا اور ان کے لیے رحم کی دعا کی' اور انہیں ان کے حصول شہادت اور اجر جزیل پر رشک دلانے لگا اور کہنے لگا' ان لوگوں کو خوش آمدید ہو جن کے اجر کو اللہ نے بڑھایا ہے اور ان سے راضی ہوا ہے اور قسم بخدا ان میں سے جس شخص نے ایک قدم بھی اٹھایا ہے اسے اللہ کی طرف سے دنیا و مافیہا سے بڑھ کر ثواب ملے گا' سلیمان نے اپنا فرض پورا کر دیا ہے اور اللہ نے اسے موت دے دی ہے اور اس کی روح کو نبیوں' شہیدوں اور صالحین کی ارواح کے ساتھ رکھا ہے' اس کے بعد میں مامون امیر ہوں اور سرکشوں اور مفسدین کو قتل کرنے والا ہوں۔ ان شاء اللہ

پس تیاری کرو اور تیار ہو جاؤ اور خوش ہو جاؤ' میں تم کو کتاب اللہ اور سنت رسول اور اہل بیت کے خون کا بدلہ لینے کی طرف دعوت دیتا ہوں اور اس نے اس مفہوم کی بہت سی باتیں بیان کیں۔ اور اس نے ان کی آمد سے قبل لوگوں کو اپنے اس آقا سے خبر پا کر جو شیاطین میں سے اس کے پاس آتا تھا' ان کی ہلاکت کی خبر دی اور اس کے پاس شیطان آیا کرتا تھا اور اسے قریباً وہی وحی کیا کرتا تھا جو مسیلمہ کا شیطان اس کی طرف کرتا تھا اور سلیمان بن صرد اور اس کے اصحاب کی فوج کا نام توابین کی فوج تھا اللہ ان پر رحم کرے اور سلیمان بن صرد خزرجی ایک جلیل' نبیل اور عابد و زاہد صحابی تھا اس نے صحیحین وغیرہ میں حضرت نبی کریم ﷺ سے احادیث روایت کی ہیں اور وہ حضرت علیؓ کے ساتھ صفین میں شامل ہوا اور وہ ان لوگوں میں سے ایک تھا جس کے گھر میں شیعہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی بیعت کے لیے جمع ہوا کرتے تھے اور اس نے ان لوگوں کے ساتھ جنہوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو عراق آنے کے خطوط لکھے' آپ کو خط لکھا اور جب آپ عراق آئے تو انہوں نے آپ کو چھوڑ دیا اور اس کے بعد آپ کربلا میں قتل ہو گئے اور ان لوگوں نے دیکھا کہ وہ آپ کی آمد کا سبب بنے ہیں اور انہوں نے آپ کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا ہے حتیٰ کہ آپ اور آپ کے اہلبیت قتل ہو گئے ہیں پس یہ لوگ اس فعل پر جو انہوں نے آپ کے ساتھ کیا تھا' پشیمان ہوئے پھر وہ اس فوج میں اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے اپنی فوج کا نام

''توابین کی فوج'' رکھا اور اپنے امیر سلیمان بن صرد کا نام ''امیر التوابین'' رکھا۔ پس سلیمانؓ عین الوردۃ کے معرکہ میں ۶۵ھ میں قتل ہو گیا اور بعض نے ۶۷ھ میں قتل ہونا بیان کیا ہے' پہلا قول اصح ہے' قتل کے وقت سلیمان کی عمر ۹۳ سال تھی' معرکہ کے بعد اس کا اور المسیب بن نجبہ کا سر مروان بن الحکم کے پاس لایا گیا اور شامی امراء نے مروان کو اس فتح کے متعلق خطوط لکھے جو اللہ نے انہیں ان کے دشمن پر دی اور اس نے لوگوں سے خطاب کر کے فوجوں کے بارے میں اور اہل عراق میں سے جو لوگ قتل ہوئے تھے ان کے متعلق بتایا اور اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے گمراہوں کے سرداروں سلیمان اور اس کے اصحاب کو ہلاک کر دیا ہے اور اس نے دمشق میں سروں کو لٹکا دیا اور مروان بن الحکم نے اپنے بعد اپنے دونوں بیٹوں عبدالملک اور عبدالعزیز کے لیے امارت کی وصیت کی تھی اور اس نے اس سال امراء سے اس امر پر بیعت لی' یہ ابن جریر وغیرہ کا قول ہے۔

اور اسی سال میں مروان بن الحکم اور عمرو بن سعید الاشدق دیار مصر میں داخل ہوئے اور ان دونوں نے مصر کو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے نائب عبدالرحمٰن بن حجدم سے چھین لیا اور اس کا سبب یہ ہوا کہ مروان نے مصر کا قصد کیا اور اس کا نائب ابن حجدم اس کے مقابلہ میں نکلا' پس مروان نے اس سے جنگ کرنے کے لیے اس کا سامنا کیا تو وہ اس کے ساتھ مشغول ہو گیا اور عمرو بن سعید فوج کی ایک ٹکڑی کے ساتھ عبدالرحمٰن بن حجدم کے پیچھے سے نکل کر مصر میں داخل ہو گیا اور اس پر قبضہ کر لیا اور عبدالرحمٰن بھاگ گیا اور مروان نے مصر میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا اور اپنے بیٹے عبدالعزیز کو اس کا امیر مقرر کر دیا اور اسی سال میں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے اپنے بھائی مصعب کو شام کو فتح کرنے کے لیے بھیجا اور مروان نے عمرو بن سعید کو اس کے مقابلہ میں بھیجا' پس وہ اسے فلسطین میں ملا اور مصعب بن زبیر اس کے مقابلہ میں بھاگ گیا اور واپس لوٹ آیا اور اسے کچھ کامیابی حاصل نہ ہوئی اور شام اور مصر کی حکومت مروان کے لیے مستحکم ہو گئی۔

واقدی نے بیان کیا ہے کہ مروان نے مصر کا محاصرہ کر لیا اور عبدالرحمٰن بن حجدم نے شہر کے اردگرد خندق بنا دی اور اہل مصر کے ساتھ اس کے ساتھ جنگ کرنے کو نکلا اور وہ باری باری جنگ کرتے اور آرام کرتے تھے اور اسے یوم التراویح کا نام دیا گیا ہے اور اہل شہر کے خواص میں مسلسل قتل جاری رہا اور ان میں سے بہت سے آدمی مارے گئے اور اس روز عبداللہ بن یزید بن معدی کرب الکلاعی بھی مارا گیا جو ایک سردار تھا' پھر عبدالرحمٰن نے مروان سے اس شرط پر مصالحت کر لی کہ وہ اپنے اہل وعیال کے ساتھ مکہ چلا جائے گا تو مروان نے اس کی بات مان لی اور اس نے اپنے ہاتھ سے اہل مصر کو پروانہ امان لکھ کر دیا اور لوگ منتشر ہو گئے اور اپنے مردوں کو دفن کرنے اور ان پر رونے لگے گئے اور مروان نے ۸۰ آدمیوں کو جنہوں نے اس کی بیعت سے تخلف کیا تھا قتل کر دیا اور اکیدر بن حملۃ اللخمی کو بھی قتل کر دیا وہ حضرت عثمانؓ کے قاتلین میں شامل تھا اور یہ ۱۵/ جمادی الآخرۃ کا واقعہ ہے جس روز حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے وفات پائی ہے اور وہ آپ کے جنازے کے ساتھ جانے کی سکت نہ پا سکے اور انہوں نے آپ کو آپ کے گھر ہی میں دفن کر دیا اور مروان مصر پر غالب آ گیا اور اس نے ایک ماہ وہاں قیام کیا پھر اس نے اپنے بیٹے عبدالعزیز کو وہاں کا عامل مقرر کر دیا اور اپنے بھائی بشر بن مروان اور موسیٰ بن نصیر کو اس کا وزیر بنا کر چھوڑا اور اسے اکابر کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی وصیت کی اور شام کی طرف واپس آ گیا۔

اور اس سال میں مروان نے دو فوجیں تیار کیں ان میں سے ایک کو حبیش بن دلجۃ القینی کے ساتھ کر دیا تا کہ وہ اس کے لیے مدینہ پر قبضہ کرے اور اس کا واقعہ ہم ابھی بیان کریں گے اور دوسری فوج کو عبیداللہ بن زیاد کے ساتھ عراق بھیج دیا تا کہ وہ اسے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے نائبین سے چھین لے اور ابھی وہ راستے ہی میں تھے کہ ان کی ملاقات توابین کی فوج کے ساتھ ہو گئی جو سلیمان بن صرد کے ساتھ تھی۔ اور ان کا واقعہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور شامی فوج' مسلسل عراق کی طرف رواں رہی اور جب وہ جزیرہ میں پہنچے تو انہیں مروان بن الحکم کی موت کی اطلاع ملی۔

اس کی وفات اس سال کے ماہ رمضان میں ہوئی اور اس کی موت کا سبب یہ ہوا کہ اس نے یزید بن معاویہ کی بیوی ام خالد سے نکاح کیا تھا اور وہ ام ہاشم بنت ہاشم بن عتبہ بن ربیعہ تھی اور مروان کے اس کے ساتھ نکاح کرنے کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کی نگاہوں میں اس کے بیٹے خالد کو حقیر کر دے' بلاشبہ بہت سے لوگوں کے دلوں میں یہ بات تھی کہ وہ اسے اس کے بھائی معاویہ کے بعد بادشاہ بنادیں پس اس نے اس کی ماں سے نکاح کر لیا تا کہ اس کے معاملے کو حقیر کر دے' اسی دوران میں ایک روز وہ مروان کے پاس آیا تو اچانک مروان اپنے ہم نشینوں کے ساتھ اس کے بارے میں گفتگو کرنے لگا اور جب وہ بیٹھ گیا تو اس نے اسے خطاب کرتے ہوئے کہا: اے تر سرین والی کے بیٹے! خالد اپنی ماں کے پاس گیا اور اسے وہ بات بتائی جو اس نے اسے کہی تھی' اس نے کہا اس بات کو پوشیدہ رکھ اور اسے یہ نہ بتانا کہ تو نے مجھے یہ بات بتادی ہے اور جب مروان اس کے پاس گیا اس نے اس سے پوچھا کیا خالد نے تیرے پاس میرا ذکر برائی سے کیا ہے؟ اس نے اسے کہا ممکن نہیں کہ وہ آپ کو ایسا کہے جب کہ وہ آپ سے محبت رکھتا ہے اور آپ کی تعظیم کرتا ہے؟ پھر مروان اس کے پاس سو گیا اور جب اسے نیند آ گئی تو اس نے ایک تکیہ لے کر اس کے چہرے پر رکھا اور اس نے اور اس کی لونڈیوں نے اس پر اپنا بوجھ ڈال دیا حتیٰ کہ وہ دم گھٹنے سے مر گیا۔ یہ واقعہ ۳ر رمضان ۶۵ھ کو دمشق میں ہوا' اس وقت اس کی عمر ۶۳ سال تھی اور بعض نے ۸۱ سال بیان کی ہے اور اس کی امارت نو ماہ رہی اور بعض نے تین دن کم دس ماہ بیان کی ہے۔

مروان بن الحکم کے حالات:

مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن شمس بن عبد مناف قرشی اموی' ابو عبدالملک اور اسے ابوالحکم اور ابوالقاسم بھی کہا جاتا ہے اور ایک بڑی جماعت کے نزدیک وہ صحابی ہے اس لیے کہ وہ حضرت کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں پیدا ہوا ہے اور صلح حدیبیہ کے واقعہ کے بارے میں اس سے روایت کی گئی ہے۔ اور صحیح بخاری کی ایک روایت میں عن مروان والمسور بن مخرمہ عن جماعۃ عن الصحابہ اس بات کو پوری طوالت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور مروان نے حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ مروان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کاتب تھا۔ حضرت علیؓ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہما اور بسیرۃ بنت صفوان ازدیہ سے روایت کی ہے اور وہ اس کی ساس تھی اور حاکم ابواحمد نے کہا ہے کہ وہ اس کی خالہ تھی اور اس کے ساس اور خالہ ہونے میں کوئی منافات نہیں پائی جاتی' اور اس سے اس کے بیٹے عبدالملک اور سہل بن سعد اور سعید بن المسیب اور عروۃ بن زبیر اور علی بن حسین زین العابدین اور مجاہد وغیرہ نے روایت کی ہے' واقدی اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ اس نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے اور آپ نے کوئی چیز یاد نہیں کی اور جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے وفات پائی اس کی عمر آٹھ سال تھی اور ابن سعد نے تابعین کے طبقہ اولیٰ میں اس کا ذکر کیا ہے۔ اور مروان' قریش کے سادات اور فضلاء میں سے تھا۔ ابن عساکر وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے ایک عورت کی ماں کو اس کے نکاح کا پیغام دیا تو وہ کہنے لگی۔ مشرق کے جوانوں کے سردار جریر بن عبداللہ البجلی اور قریش کے جوانوں کے سردار مروان بن الحکم اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ جن کے متعلق تم جانتے ہی ہو' نے بھی اسے نکاح کا پیغام دیا ہے اس عورت نے کہا یا امیر المومنین کیا آپ سنجیدگی سے بات کر رہے ہیں آپ نے فرمایا ہاں' اس نے کہا یا امیر المومنین ہم نے آپ کے ساتھ نکاح کر دیا۔ اور حضرت عثمان بن عفانؓ اس کا اعزاز و اکرام کرتے تھے اور یہ الحکم کا تب تھا اور اسی کے سر کے نیچے الدار کا قضیہ ہوا اور اسی کے سبب سے حضرت عثمانؓ کا اس میں محاصرہ ہوا اور انہوں نے آپ سے اصرار کیا کہ آپ مروان کو ان کے سپرد کر دیں مگر حضرت عثمانؓ نے سختی سے انکار کیا اور یوم الدار کو مروان نے شدید جنگ کی اور بعض خوارج کو قتل کر دیا اور یوم الجمل کو یہ میسرہ کا امیر تھا۔ کہتے ہیں کہ اس نے حضرت طلحہؓ کے گھٹنے میں تیر مارا جس سے آپ مر گئے۔ واللہ اعلم

ابوالحکم نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام شافعی کو بیان کرتے سنا ہے کہ جب جنگ جمل میں لوگ شکست کھا گئے تو حضرت علیؓ، مروان کے بارے میں بکثرت پوچھتے تھے آپ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا مجھے اس پر قریبی رشتہ کی وجہ سے رحم آتا ہے اور وہ قریش کے جوانوں کا سردار ہے اور ابن المبارک نے عن جریر بن حازم عن عبدالملک بن عمیر عن قبیصہ بن جابر بیان کیا ہے کہ اس نے حضرت معاویہؓ سے کہا آپ نے اپنے بعد اس امر کے لیے کسے چھوڑا ہے؟ تو انہوں نے کہا' کتاب اللہ کے قاری' اللہ کے دین کے فقیہ اور حدود الٰہی میں سخت گیر مروان بن الحکم کو' اور آپ نے متعدد بار اسے مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا' آپ اسے معزول کرتے پھر دوبارہ اس کا امیر بنا دیتے اور اس نے متعدد سالوں میں لوگوں کے لیے حج کی تکبیر کہی اور حنبل نے بحوالہ امام احمد بیان کیا ہے کہ کہتے کہ مروان کے پاس قضاء کا محکمہ بھی تھا اور وہ حضرت عمر بن الخطابؓ کے فیصلوں کو تلاش کیا کرتا تھا اور ابن وہب نے بیان کیا ہے کہ میں نے امام مالک کو بیان کرتے سنا ہے' ایک روز آپ نے مروان کا ذکر کیا اور فرمایا کہ مروان نے بیان کیا ہے کہ میں نے چالیس سال سے کتاب اللہ کو پڑھا ہے۔ پھر میں خونریزی کرنے اور اس کام میں لگ گیا ہوں۔ اور اسماعیل بن عیاش نے صفوان بن عمرۃ سے بحوالہ شریح بن عبید وغیرہ بیان کیا ہے کہ مروان جب اسلام کا ذکر کرتا تو کہتا۔

''نہ میں اپنے ہاتھ کے پیش کردہ امور سے اور نہ اپنے ورثہ سے' بلکہ میں اپنے رب کے فضل سے خطاء کار ہوں''۔

اور لیث نے یزید بن حبیب سے بحوالہ سالم ابوالنضر بیان کیا ہے کہ مروان ایک جنازہ میں شامل ہوا اور جب اس نے اس کی نماز جنازہ پڑھی تو واپس آ گیا تو حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا اس نے ایک قیراط حاصل کیا ہے اور ایک قیراط سے محروم ہو گیا ہے' مروان کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو وہ دوڑتا ہوا آیا حتیٰ کہ اس کے گھٹنے ننگے ہو گئے اور بیٹھ گیا حتیٰ کہ اسے اجازت دی گئی۔

اور المدائنی نے ابراہیم بن محمد سے بحوالہ حضرت جعفر بن محمد روایت کی ہے کہ مروان نے علی بن حسین کو ان کے باپ کے قتل کے بعد چھ ہزار دینار قرض دیا حتیٰ کہ وہ مدینہ واپس آ گئے اور جب اس کی وفات کا وقت نزدیک آیا تو اس نے اپنے بیٹے عبدالملک کو وصیت کی کہ وہ حضرت علی بن حسینؓ سے کوئی چیز واپس نہ لے' عبدالملک نے آپ کو یہ پیغام بھیجا تو آپ نے اس کے قبول کرنے سے

انکار کر دیا اور اس نے آپ سے اصرار کیا تو آپ مان گئے اور حضرت امام شافعی نے بیان کیا ہے کہ حاتم بن اسماعیل نے جعفر بن محمد سے ان کے باپ کے حوالے سے ہمیں بتایا کہ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ مروان کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے اور اسے دہراتے نہیں تھے اور اس کے لیے تیاری کرتے تھے اور عبدالرزاق نے عن الثوری عن قیس بن مسلم عن طارق بن شہاب روایت کی ہے کہ مروان پہلا شخص ہے جس نے عید کے روز نماز سے پہلے خطبہ پڑھا تو ایک شخص نے اسے کہا تو نے سنت کی مخالفت کی ہے' مروان نے اسے کہا' جو کچھ یہاں ہو رہا ہے اس نے اسے ترک کر دیا ہے' ابوسعید نے بیان کیا ہے کہ اس شخص نے اپنا فرض پورا کر دیا ہے' میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے سنا ہے کہ جو شخص تم میں سے کوئی برائی دیکھے اسے چاہیے کہ اسے اپنے ہاتھ سے بدل دے اور اگر وہ اس کی طاقت نہیں رکھتا تو اپنی زبان سے اس کے متعلق اظہار کرے اور اگر وہ اس کی طاقت نہیں رکھتا تو اپنے دل میں اسے برا سمجھے 'اور یہ سب سے بڑی ایمانی کمزوری ہے' مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ جب وہ مدینہ کا نائب تھا تو جب کوئی مشکل پیش آ جاتی تو اس کے پاس جو صحابہ ؓ تھے ان کو جمع کر کے اس بارے میں ان سے مشورہ لیتا' مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ اسی نے صاعوں کو اکٹھا کر کے ان میں سے سب سے درست صاع کو اختیار کیا اور صاع اس کی طرف منسوب ہو گیا اور کہا جانے لگا کہ یہ مروان کا صاع ہے' اور زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم بن حمزہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ابی علی اللہبی نے اسماعیل بن ابی سعید خدریؓ سے ان کے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہؓ مروان کے ہاں سے باہر نکلے تو انہیں وہ لوگ ملے جو اس کے ہاں سے نکلے تھے اور وہ آپ سے کہنے لگے اے ابو ہریرہؓ، اس نے ابھی ہمیں ایک سو گردن پر گواہ بنایا ہے جنہیں اس نے اسی ساعت میں آزاد کیا ہے' راوی بیان کرتا ہے حضرت ابو ہریرہؓ نے میرے ہاتھ کو ٹھوکا دے کر کہا: اے ابوسعید تیری حلال کمائی' ایک سو گردن سے بہتر ہے' زبیر نے بیان کیا تجھے ایک ہی کافی ہے۔

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے عن الاعمش عن علیہ عن ابی سعید ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب فلاں کے بیٹے تیس جوانوں تک پہنچ جائیں گے تو وہ اللہ کے مال کو ادل بدل کی چیز اور اللہ کے دین کو آمدنی کا ذریعہ اور اللہ کے بندوں کو غلام بنالیں گے۔ اور ابو یعلیٰ نے اسے عن زکریا بن زحمویہ عن صالح بن عمر عن مطرف عن عطیہ عن ابی سعید روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب بنو الحکم تیس جوانوں تک پہنچ جائیں گے تو وہ اللہ کے دین کو آمدنی کا ذریعہ اور اللہ کے بندوں کو غلام اور اللہ کے مال کو ادل بدل کی چیز بنالیں گے۔ اور طبرانی نے اسے عن احمد بن عبدالوہاب عن ابی المغیرہ عن ابی بکر بن ابی مریم عن راشد بن سعد عن ابی ذر روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے سنا ہے کہ جب بنو امیہ چالیس جوانوں تک پہنچ جائیں گے اور اس نے اس حدیث کا ذکر کیا ہے اور یہ منقطع ہے اور العلاء بن عبدالرحمٰن نے اسے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہؓ آپ کا یہ قول روایت کیا ہے کہ جب بنو العاص تیس جوانوں تک پہنچ جائیں گے۔ اور اس نے اس حدیث کو بیان کیا ہے اور بیہقی وغیرہ نے اسے ابن لہیعہ کی حدیث سے عن ابی قبیل عن ابن وہب عن معاویہ وعبداللہ بن عباس عن رسول اللہ ﷺ روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا جب بنو الحکم تیس جوانوں تک پہنچ جائیں گے تو وہ اللہ کے مال کو ادل بدل کی چیز اور اللہ کے بندوں کو غلام اور کتاب اللہ کو خیانت کا ذریعہ بنالیں گے اور جب وہ ۴۹۶ تک پہنچ جائیں گے تو ان کی ہلاکت کھجور

کے چبانے سے بھی پہلے ہو جائے گی اور یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے عبدالملک بن مروان کا ذکر کیا تو فرمایا چار سرکشوں کا باپ یہ سب طرق ضعیف ہیں' اور ابویعلیٰ وغیرہ نے کئی طریق سے عن العلاء عن ابیہ عن ابی ہریرہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ بنوالحکم آپ کے منبر پر اتر چڑھ رہے ہیں تو آپ نے ناراض آدمی کی طرح فرمایا۔ میں نے بنوالحکم کو اپنے منبر پر بندوں کی طرح کودتے دیکھا ہے اور اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کو موت تک اچھی طرح ہنستے نہیں دیکھا گیا۔ اور ثوری نے اسے علی بن زید سے بحوالہ سعید بن المسیب مرسل روایت کیا ہے اور اس میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی کہ یہ صرف دنیا ہے جو انہیں دی گئی ہے تو آپ خوش ہو گئے اور وہ یہ قول الٰہی تھا کہ ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْ اَرَيْنَاكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ﴾ یعنی لوگوں کے لیے آزمائش بنایا گیا ہے اور یہ حدیث مرسل ہے اور سعید کی طرف اس کی سند ضعیف ہے اور اس مفہوم کی کئی موضوع احادیث بیان ہوئی ہیں اس لیے ہم نے ان کی عدم صحت کے باعث ان کے بیان کرنے سے پہلوتہی کی ہے۔

اور مروان کا باپ الحکم' حضرت نبی کریم ﷺ کے بڑے دشمنوں میں سے تھا اور اس نے فتح مکہ کے روز اسلام قبول کیا اور الحکم مدینہ آیا پھر حضرت نبی کریم ﷺ نے اسے طائف کی طرف جلاوطن کر دیا اور وہ وہیں مر گیا اور مروان' حضرت عثمانؓ کے محاصرے کا سب سے بڑا سبب تھا کیونکہ اس نے آپ کی زبان سے ایک جعلی خط اس وفد کے لوگوں کے قتل کرنے کے لیے مصر لکھا اور جب یہ مدینہ پر حضرت معاویؓہ کا والی تھا تو ہر جمعہ کو منبر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیا کرتا تھا اور حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے اسے کہا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبان سے تیرے باپ الحکم پر اس وقت لعنت کی ہے جب تو اس کی صلب میں تھا اور آپ نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے الحکم اور اس کی اولاد پر لعنت کی ہے۔ واللہ اعلم

اور پہلے بیان ہو چکا ہے جب مروان' حسان بن مالک کے پاس جابیہ آیا تو اس نے اپنے پاس اس کی آمد کو پسند کیا اور اس کی بیعت کر لی اور اہل اردن نے اس شرط پر بیعت کی کہ جب اس کی امارت منظم ہو جائے گی تو وہ خالد بن یزید کے لیے امارت سے دستبردار ہو جائے گا اور مروان کے لیے حمص کی امارت اور عمرو بن سعد کے لیے دمشق کی نیابت ہو گی اور مروان کی بیعت ۱۵/ ذوالقعدہ ۶۴ھ کو سوموار کے روز ہوئی۔ یہ قول لیث بن سعد وغیرہ کا ہے اور لیث نے بیان کیا ہے کہ مرج راہط کا معرکہ اس سال کے ذوالحجہ میں عید قربان کے دو دن بعد ہوا تھا' مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ ضحاک بن قیس نے غالب آ کر مصر و شام کی حکومت کو اس کے لیے مستحکم کر دیا اور جب ان ممالک میں اس کی حکومت مضبوط ہو گئی تو اس نے اپنے بعد اپنے بیٹے عبدالملک کے لیے بیعت لی پھر اس کے بعد اپنے بیٹے عبدالعزیز کے لیے بیعت لی۔ جو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے والد تھے۔ اور خالد بن یزید بن معاویہ کی بیعت کو ترک کر دیا اس لیے کہ وہ اس کو خلافت کے اہل نہیں سمجھتا تھا اور مالک بن حسان نے اس معاملے میں اس سے اتفاق کیا حالانکہ وہ خالد بن یزید کا ماموں تھا اور اس نے عبدالملک کی بیعت کا بار اٹھایا تھا پھر ام خالد نے مروان کے بارے میں سازش کی اور اسے زہر دے دیا۔

اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے سونے کی حالت میں اس کے چہرے پر تکیہ رکھ دیا اور وہ گلا گھٹ کر مر گیا پھر اس نے اور اس کی لونڈیوں نے بلند آواز سے چلا کر کہا کہ امیرالمومنین اچانک فوت ہو گئے ہیں پھر اس کے بعد اس کا بیٹا عبدالملک کھڑا ہوا جیسا

کہ ہم ابھی بیان کریں گے اور عبداللہ بن ابی مذعور نے بیان کیا ہے کہ بعض اہل علم نے مجھ سے بیان کیا کہ مروان نے آخری بات یہ کی کہ جو شخص دوزخ سے ڈرا اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔ اور اس کی انگوٹھی کا نقش العزۃ للہ تھا' اور اصمعی نے بیان کیا ہے کہ عدی بن ابی عمار نے اپنے باپ سے بحوالہ حرب بن زیاد ہم سے بیان کیا کہ مروان کی انگوٹھی کا نقش آمنت بالعزیز الرحیم تھا۔

اس کی وفات دمشق میں ۶۱ سال کی عمر میں ہوئی اور بعض نے ۶۳ سال کی عمر بیان کی ہے اور ابو معشر نے بیان کیا ہے کہ وفات کے روز اس کی عمر ۸۱ سال تھی اور خلیفہ نے بیان کیا ہے کہ ولید بن ہشام نے اپنے باپ سے اور اس نے اپنے دادے کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ مروان نے ۳ رمضان ۶۵ھ کو دمشق میں وفات پائی اور اس کی عمر ۶۳ سال تھی اور اس کے بیٹے عبدالملک نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس کی حکومت نو ماہ اٹھارہ دن رہی اور دوسروں نے دس ماہ بیان کیے ہیں اور ابن ابی الدنیا وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ وہ کوتاہ قد' سرخ رو' پتلی کوتاہ گردن والا اور بڑے سر اور داڑھی والا تھا۔ اور اس کا لقب خیط باطل تھا' ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ سعید بن کثیر بن عفیر نے بیان کیا ہے کہ مروان نے مصر سے واپسی پر صنبرہ مقام پر وفات پائی ہے اور بلد میں وفات پانا بھی بیان کیا جاتا ہے اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس نے دمشق میں وفات پائی ہے اور اسے باب الجابیہ اور باب الصغیر کے درمیان دفن کیا گیا ہے کہ اس نے دمشق میں وفات پائی ہے اور اسے باب الصغیر کے درمیان دفن کیا گیا ہے۔

اور عبید بن اوس اس کا کاتب' اور اس کا غلام المنہال اس کا حاجب اور ابوادریس خولانی اس کا قاضی اور اس کا پولیس سپرنٹنڈنٹ یحییٰ بن قیس غسانی تھا اور عبدالملک' عبدالعزیز معاویہ وغیرہ اس کے بیٹے تھے اور مختلف ماؤں سے اس کی کئی بیٹیاں بھی تھیں۔

عبدالملک بن مروان کی خلافت

اس کے باپ کی زندگی میں ہی لوگوں نے اس کی خلافت کو تسلیم کر لیا اور جب ۳ ررمضان ۶۵ ھ کو اس کا باپ مر گیا تو دمشق' مصر اور اس کے مضافات میں اس کی تجدید بیعت ہوئی اور اپنے باپ کی طرح حکومت پر اس کا ہاتھ مضبوط ہو گیا اور وفات سے قبل اس کے باپ نے دو فوجیں بھیجی تھیں ایک کو عبیداللہ بن زیاد کے ساتھ عراق کی طرف تا کہ وہ عراق کو حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے نائبین سے چھین لے اور راستے میں وہ عین الوردۃ کے پاس سلیمان بن صرد کے ساتھ توابین کی فوج سے ملا اور ان کا جو واقعہ ہوا وہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اس نے ان پر فتح پائی اور ان کے امیر اور بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور دوسری فوج کو حبیش بن دلجہ کے ساتھ مدینہ کی طرف بھیجا تا کہ وہ اسے حضرت ابن زبیرؓ کے نائب سے واپس لے لیں وہ مدینہ کی طرف روانہ ہوا اور جب وہ مدینہ پہنچا تو اس کا نائب جابر بن اسود بن عوف بھاگ گیا' جو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا بھتیجا تھا' پس حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی جانب سے بصرہ کے نائب حارث بن عبداللہ بن ربیعہ نے بصرہ سے ابن دلجہ کی طرف مدینہ فوج روانہ کی اور جب حبیش بن دلجہ نے ان کے متعلق سنا تو وہ ان کے مقابلہ میں آیا اور حضرت ابن زبیرؓ نے عباس بن سہل بن سعد کو مدینہ کا نائب بنا کر بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہ حبیش کی تلاش میں جائے پس وہ ان کی تلاش میں گیا حتیٰ کہ ربذہ میں انہیں جا ملا اور یزید بن سیاہ نے حبیش کو تیر مار کر قتل کر دیا اور اس کے کچھ اصحاب بھی قتل ہو گئے اور باقیوں نے شکست کھائی اور ان میں سے پانچ سو آدمی مدینہ میں قلعہ بند ہو گئے' پھر وہ عباس بن سہل کے فیصلے پر اتر آئے تو اس نے انہیں باندھ کر قتل کر دیا اور ان کی شکست خوردہ فوج شام واپس آ گئی۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے اور جب یزید بن سیاہ اسواری' حبیش بن دلجہ کا قاتل' عباس بن سہل کے ساتھ مدینہ آیا تو وہ سفید لباس تر کی گھوڑے پر سوار تھا اور جونہی وہ ٹھہرا تو اس کے کپڑے اور اس کی سواری لوگوں کے ہاتھ پھیرنے اور بکثرت اس پر خوشبو اور کستوری گرانے سے سیاہ ہو گئے۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال بصرہ میں خوارج کی طاقت بڑھ گئی اور اسی سال میں نافع بن ازرق نے جو خوارج اور اہل بصرہ کا سرخیل تھا۔ اہل بصرہ کے شہسوار مسلم بن عبیس کو قتل کیا پھر ربیعہ سلوطی نے اسے قتل کر دیا اور ان دونوں کے درمیان پانچ امراء قتل ہو گئے اور خوارج کے معرکہ میں قرہ بن ایاس مزنی ابو معاویہ قتل ہو گئے جو صحابہؓ میں سے تھے اور جب نافع بن ازرق قتل ہو گیا تو خوارج نے عبیداللہ بن ماجور کو اپنا سردار بنا لیا اور وہ انہیں مدائن لے گیا پس انہوں نے اہل مدائن کو قتل کیا پھر اہواز وغیرہ پر غالب آ گئے اور اموال کو اکٹھا کیا اور یمامہ اور بحرین سے ان کو کمک مل گئی پھر یہ اصفہان کی طرف چلے گئے جس کا امیر عتاب بن ورقاء ریاحی تھا پس اس نے ان سے مڈبھیڑ کی اور انہیں شکست دی اور جب خوارج کا امیر ابن ماجور قتل ہو گیا تو انہوں نے قطری بن الفجاءۃ کو اپنا امیر بنا لیا۔

پھر ابن جریر نے اہل بصرہ کے ساتھ ان کی جنگ کا واقعہ بیان کیا ہے جو دولاب مقام پر ہوئی اور خوارج کو اہل بصرہ پر غلبہ

حاصل ہوا اور اہل بصرہ کو خوارج کے بصرہ میں داخل ہو جانے کا خوف پیدا ہو گیا' پس حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے مہلب بن ابی صفرہ ازدی کو خراسان کی عملداری کا امیر بنا کر بھیج دیا اور جب وہ بصرہ پہنچا تو لوگوں نے اسے کہا کہ خوارج کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے صرف آپ ہی مناسب ہیں' اس نے کہا مجھے امیر المومنین نے خراسان کی طرف بھیجا ہے اور میں ان کے حکم کی نافرمانی نہیں کروں گا پس اہل بصرہ نے اپنے امیر حارث بن عبداللہ بن ربیعہ کے ساتھ اس امر پر اتفاق کیا کہ وہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی زبان سے ایک خط مہلب کو لکھیں جس میں وہ اسے خوارج کے لیے روانگی کا حکم دیں تاکہ وہ انہیں بصرہ میں داخل ہونے سے روکے' اور جب اسے خط سنایا گیا تو اس نے اہل بصرہ پر شرط عائد کی کہ وہ اپنے بیت المال سے اس کی فوج کو قوت دیں اور یہ کہ خوارج کے جن اموال پر اسے قبضہ حاصل ہو گا وہ اسی کے ہوں گے تو انہوں نے اس کی بات مان لی کہتے ہیں کہ انہوں نے یہ بات حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو بھی لکھی تو آپ نے ان کے لیے یہ حکم جاری کر دیا اور اسے جائز قرار دیا' پس مہلب ان کی طرف روانہ ہو گیا اور وہ ایک بہادر اور شجاع سردار تھا اور جب اس نے خوارج سے جنگ کا ارادہ کیا تو وہ ایسی تیاری کے ساتھ اس کی طرف تیزی سے دوڑتے ہوئے آئے کہ اس قسم کی زرہیں' گھوڑے اور ہتھیار نہیں دیکھے گئے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ مدت سے ان نواح کو کھا رہے تھے اور انہیں مقابلہ نہ کیا جانے والی شجاعت' اقدام اور قوت کے ساتھ عظیم تحمل بھی حاصل تھا اور اس نے جنگ کے گھمسان کی طرف سبقت کی اور جب لوگ سل وسل ابری مقام پر ایک دوسرے کے مقابل کھڑے ہوئے تو انہوں نے شدید جنگ کی اور فریقین نے زبردست ثابت قدمی دکھائی اور وہ تقریباً تیس ہزار تھے پھر خوارج نے سخت حملہ کیا اور مہلب کے اصحاب نے شکست کھائی۔ باپ کو اپنے بیٹے کی خبر نہ تھی اور نہ کوئی کسی کی طرف توجہ دیتا تھا۔ اور ان کی ایک جماعت بصرہ پہنچ گئی اور مہلب شکست خوردوں سے آگے نکل کر ایک بلند مقام پر کھڑا ہو گیا اور آواز دینے لگا اے بندگانِ خدا میری طرف آؤ' پس اس کی فوج کے تین ہزار شجاع سوار اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس نے ان میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور اپنی تقریر میں کہا:

''امابعد! اے لوگو بسا اوقات اللہ تعالیٰ بہت بڑی فوج کو ان کے نفوس کے سپرد کر دیتا ہے اور وہ شکست کھا جاتے ہیں اور چھوٹی فوج پر مدد نازل کرتا ہے اور وہ غالب آ جاتی ہے' میری زندگی کی قسم اب تم تھوڑے نہیں ہو' اور تم ثابت قدم سوار اور فاتح ہو اور جن لوگوں نے اب شکست کھائی ہے میں نہیں چاہتا کہ ان میں سے کوئی شخص تمہارے ساتھ ہو (اور اگر وہ تم میں ہوتے تو وہ خرابی میں تمہیں زیادہ کر دیتے)''۔

پھر اس نے کہا:

''میں تم میں ہر شخص کو قسم دیتا ہوں کہ وہ اپنے ساتھ دس پتھر لے لے پھر ہمارے ساتھ مل کر ان کی فوج کی طرف چلو' بلاشبہ اس وقت وہ امن میں ہیں اور ان کے سوار تمہارے بھائیوں کی تلاش میں نکل چکے ہیں اور قسم بخدا میں چاہتا ہوں کہ ان کے سواروں کی واپسی سے قبل تم ان کی فوج کی بیخ کنی کر دو اور ان کے امیر کو قتل کر دو''۔

اور لوگوں نے ایسے ہی کیا پس مہلب بن ابی صفرہ نے ان کے ساتھ خوارج کے گروہ پر حملہ کر دیا اور ان میں سے بہت سے لوگوں کو جو تقریباً سات ہزار تھے' قتل کر دیا اور عبیداللہ بن الماجور' ازارقہ کی بہت بڑی جماعت کے ساتھ مارا گیا اور اس نے ان کے

بہت سے اموال کو اکٹھا کر لیا اور مہلب نے اپنے اور ان لوگوں کے درمیان جو شکست خوروں کی تلاش سے واپس آ رہے تھے سواروں کو گھات میں بٹھا دیا اور وہ اپنی قوم سے ورے ہی کٹنے لگے اور ان کی جماعت کرمان اور سرزمین اصبہان تک شکست کھا گئی اور مہلب نے اہواز میں قیام کیا حتیٰ کہ مصعب بن زبیر بصرہ آ گیا اور اس نے حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ کو وہاں سے معزول کر دیا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال مروان بن الحکم نے اپنی موت سے قبل اپنے بیٹے محمد کو جزیرہ کی طرف بھیجا اور یہ اس کے مصر جانے سے پہلے کا واقعہ ہے میں کہتا ہوں یہ محمد بن مروان مروان الحمار کا باپ ہے اور وہ مروان بن محمد بن مروان ہے اور وہ بنی امیہ کا آخری خلیفہ ہے اور اسی کے ہاتھ سے عباسیوں نے خلافت چھینی تھی جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال حضرت ابن زبیرؓ نے اپنے بھائی عبیداللہ کو مدینہ کی امارت سے معزول کر دیا اور اپنے بھائی مصعب کو اس کا امیر بنایا اور اس کا سبب یہ تھا کہ عبیداللہ نے لوگوں سے خطاب کیا اور اپنی تقریر میں کہا:

''تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ناقہ کے بارے میں حضرت صالح علیہ السلام کی قوم سے کیا سلوک کیا تھا جس کی قیمت پانچ سو درہم تھی''۔

جب اس کے بھائی کو اس بات کی اطلاع ملی تو اس نے کہا بلاشبہ یہ ایک تکلیف ہے اور اس نے اسے معزول کر دیا۔ اسی وجہ سے عبیداللہ کو مقوم الناقۃ کہتے ہیں ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال کے آخر میں حضرت ابن زبیرؓ نے عبیداللہ بن یزید خطمی کو کوفہ سے معزول کر دیا اور عبداللہ بن مطیع کو اس کا امیر مقرر کیا جو حرہ کے معرکہ میں مہاجرین کا امیر تھا جب انہوں نے یزید کو معزول کیا تھا۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال بصرہ میں طاعون جارف پڑی اور ابن جوزی نے المنتظم میں بیان کیا ہے کہ وہ ۶۴ھ میں پڑی تھی اور بعض نے ۶۹ھ میں اس کا پڑنا بیان کیا ہے اور ہمارے شیخ ذہبی وغیرہ نے جو بات بیان کی ہے یہی مشہور و معروف ہے اور بصرہ میں اس کا تین دن بہت زور رہا اور پہلے دن بصرہ کے ستر ہزار آدمی مر گئے اور دوسرے دن اکہتر ہزار مرے اور تیسرے دن تہتر ہزار مرے اور چوتھے دن سوائے چند ایک کے لوگ مردہ ہو گئے حتیٰ کہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہاں کے امیر کی ماں مر گئی تو اسے اٹھانے والا کوئی نہیں ملتا تھا یہاں تک کہ چار آدمیوں کو مزدوری پر حاصل کیا گیا۔

اور حافظ ابو نعیم اصبہانی نے بیان کیا ہے کہ عبیداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن عصام نے ہم سے بیان کیا کہ معدی نے ایک شخص کے حوالے سے جس کی کنیت ابوالنفید تھی مجھ سے بیان کیا اس نے اس طاعون کا زمانہ پایا تھا اس نے بیان کیا کہ ہم قبائل میں گھومتے تھے اور مردوں کو دفن کرتے تھے اور جب مردے زیادہ ہو گئے تو ہم نے دفن کرنے کی سکت نہ پائی ہم ایک گھر میں جس کے رہنے والے مر گئے ہوتے داخل ہوتے اور اسکے دروازے کو ان پر بند کر دیتے اس نے بیان کیا کہ ہم ایک گھر میں داخل ہوئے اور ہم نے اس کا جائزہ لیا تو ہم نے اس کے دروازے کو بند کر دیا۔ اور جب طاعون زدہ لوگ گذر گئے تو ہم نے چکر لگایا اور جن دروازوں کو ہم نے بند کیا تھا انہیں کھول دیا پس ہم نے اس دروازے کو بھی کھولا جسے ہم نے بند کیا تھا۔ یا اس گھر کو بھی کھولا جسے ہم نے بند کیا تھا۔ اور اس کا جائزہ لیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ گھر کے وسط میں ایک تر و تازہ تیل لگا بچہ بیٹھا ہے گویا اس گھڑی اسے اس کی ماں کی گود

سے لیا گیا ہے اس نے بیان کیا کہ اسی دوران میں کہ ہم اس بچے کے پاس کھڑے ہو کر حیران ہو رہے تھے کہ اچانک ایک کتیا دیوار کے شگاف سے داخل ہوئی اور بچے کے قریب ہونے لگی اور بچہ بھی اس کے قریب ہونے لگا حتیٰ کہ اس نے اس کا دودھ پیا' معدی نے بیان کیا ہے کہ میں نے اس بچے کو بصرہ کی مسجد میں اپنی داڑھی پکڑے ہوئے دیکھا۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کعبہ کو تعمیر کیا یعنی اس کی تعمیر کو مکمل کیا اور حجر کو اس میں شامل کیا اور آنے جانے کے لیے اس کے دو دروازے بنائے۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اسحٰق بن ابی اسرائیل نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز بن خالد بن رستم صنعانی ابو محمد نے مجھ سے بیان کیا کہ زیاد بن جبل نے مجھ سے بیان کیا کہ جن دنوں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما مکہ کے امیر تھے وہ مکہ میں تھا اور میں نے آپ کو بیان کرتے سنا کہ میری ماں حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا اگر تیری قوم کے کفر کا زمانہ قریب نہ ہوتا تو میں کعبہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پر لوٹا دیتا' راوی بیان کرتا ہے حضرت ابن زبیرؓ کے حکم سے لوگوں نے کھدائی کی تو انہوں نے اونٹوں کی مانند ٹیلے پائے انہوں نے ان میں سے ایک ٹیلے' یا چٹان کو ہلایا تو اس سے چمک پیدا ہوئی تو آپ نے فرمایا اسے اپنی بنیاد پر رہنے دو' پس حضرت ابن زبیرؓ نے اس کی تعمیر کی اور آنے جانے کے لیے اس کے دو دروازے بنائے' میں کہتا ہوں یہ حدیث متعدد طرق سے حضرت عائشہؓ سے صحاح' حسان اور مسانید میں مروی ہے اور ان طرق کے سیاق کا موضوع ان شاء اللہ کتاب الاحکام میں بیان ہوگا۔

اور ابن جریر نے اس سال میں ان جنگوں کا بھی ذکر کیا ہے جو عبداللہ بن حازم اور الحرشی بن ہلال القریعی کے درمیان خراسان میں ہوئیں جن کی تفصیل طویل ہے' ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے لوگوں کو حج کروایا اور مدینہ کے امیر مصعب بن زبیر اور کوفہ کے امیر عبداللہ بن مطیع اور بصرہ کے امیر حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ مخزومی تھے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص بن وائل ابومحمد السہمی بزرگ' علماء اور عبادت گزار صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے' آپ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے بہت کچھ لکھا ہے آپ نے اپنے باپ سے قبل اسلام قبول کیا اور آپ اپنے باپ سے بارہ سال چھوٹے تھے بڑے وسیع العلم اور عبادت گزار اور دانش مند تھے اور آپ اپنے باپ کو حضرت معاویہؓ کا ساتھ دینے کی وجہ سے ملامت کرتے تھے آپ فربہ جسم تھے اور آپ دو کتابیں قرآن کریم اور تورات پڑھا کرتے تھے' کہتے ہیں کہ آپ رو رو کر اندھے ہو گئے تھے آپ رات کو قیام کرتے اور دن کو روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے اور ایک دن روزہ رکھتے تھے' حضرت معاویہؓ نے آپ کو کوفہ پر اپنا نائب مقرر کیا پھر آپ کو معزول کر کے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو وہاں کا نائب بنا دیا' آپ نے اس سال مصر میں وفات پائی۔

اور حضرت عبداللہ بن سعدۃ فزاری مکہ میں قتل ہوئے آپ کو صحبت حاصل تھی' آپ دمشق میں اترے کہتے ہیں کہ آپ فزارہ کے قیدیوں میں سے تھے۔

٦٦ھ

اس سال مختار بن ابی عبید ثقفی کذاب اپنے خیال کے مطابق کوفہ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کے لیے کھڑا ہو گیا اور اس نے اس کے عامل عبداللہ بن مطیع کو وہاں سے نکال دیا اور اس کا سبب یہ ہوا کہ جب سلیمان بن صرد کے اصحاب مغلوب ہو کر کوفہ واپس آئے تو انھوں نے مختار بن ابی عبید کو قیدی پایا' اس نے انہیں سلیمان بن صرد کے بارے میں تعزیتی خط لکھے اور کہنے لگا میں اس کا بدل ہوں اور میں قاتلین حسین کو قتل کروں گا تو رفاعہ بن شداد نے جو توابین کی فوج کے باقیماندہ لوگوں کے ساتھ واپس آیا تھا اسے لکھا کہ ہم اس بات پر جو تم پسند کرتے ہو تمہارے ساتھ ہیں' پس مختار ان کے ساتھ وعدے کرنے لگا اور انہیں آرزوئیں دلانے لگا اور شیطان ان سے جھوٹا وعدہ ہی کرتا ہے اور اس نے انہیں جو خفیہ خط لکھا اس میں انہیں کہا تمہیں بشارت ہو' اگر میں ان کے پاس گیا تو میں مشرق و مغرب کے درمیان تمہارے دشمنوں پر تلوار سونت لوں گا اور اللہ کے حکم سے انہیں اکا دکا قتل کر کے ان کے ڈھیر لگا دوں گا پس ان میں سے جس شخص نے میانہ روی اختیار کی اور ہدایت پائی اللہ اسے خوش آمدید کہے گا اور انکار اور نافرمانی کرنے والے کو اللہ ہلاک کر دے گا' جب ان کے پاس خط پہنچا تو انہوں نے اسے پوشیدہ طور پر پڑھا اور اسے جواب دیا کہ جو بات تم چاہتے ہو ہم تمہارے ساتھ ہیں اور جب تو چاہے ہم تجھے تیرے قید خانے سے نکال دیں گے پس اس نے پسند نہ کیا کہ وہ کوفہ کے نائبین کو مغلوب کر کے اسے اس کی جگہ سے نکالیں اور اس نے نرم رویہ اختیار کر لیا اور اپنی بہن صفیہ کے خاوند کو خط لکھا' وہ ایک نیک عورت تھی اور اس کے خاوند حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تھے اس نے آپ کو لکھا کہ آپ کوفہ کے نائبین عبداللہ بن یزید خطمی اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ

کے پاس اس کے خروج کے متعلق سفارش کریں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کے بارے میں انہیں سفارشی خط لکھا تو وہ اس کا جواب نہ دے سکے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں لکھا: میرے جو محبتانہ تعلقات پائے جاتے ہیں تم دونوں کو ان کا علم ہے اور میرے اور مختار کے درمیان رشتہ وقرابت کے جو تعلقات پائے جاتے ہیں انہیں بھی تم جانتے ہو اور میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم اسے آزاد کردو۔ والسلام

ان دونوں نے اسے بلایا اور اس کے اصحاب کی جماعت اس کی ضامن ہوئی اور عبداللہ بن یزید نے اسے قسم دی کہ اگر وہ مسلمانوں کے لیے کسی مصیبت کا خواہاں ہوا تو اس پر ایک ہزار اونٹ جرمانہ ہوگا جنہیں وہ کعبہ کے سامنے ذبح کرے گا اور اس کے سب غلام اور لونڈیاں آزاد ہوں گی اس نے ان دونوں کے سامنے اس کی ذمہ داری لی اور اپنے گھر میں بیٹھ گیا اور کہنے لگا اللہ ان دونوں پر لعنت کرے انہوں نے مجھے اللہ کی قسم دی ہے اور جب میں کسی بات کی قسم کھاتا ہوں اور دوسری بات کو اس سے بہتر دیکھتا ہوں تو میں اپنی قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں اور جو کام بہتر ہوتا ہے وہ کر لیتا ہوں اور میرا ایک ہزار اونٹ دینا معمولی بات ہے اور میرا اپنے غلاموں کو آزاد کرنا ایسی بات ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ میرا یہ کام پورا ہو جائے اور میں صرف ایک غلام رکھوں اور شیعوں نے اس پر اتفاق کر لیا اور اس کے اصحاب کی تعداد بڑھ گئی اور انہوں نے پوشیدہ طور پر اس کی بیعت کر لی۔ اور پانچ اشخاص اس کی بیعت لیتے تھے اور لوگوں کو اس کی ترغیب دیتے تھے' جو یہ تھے: السائب بن مالک اشعری' یزید بن انس' احمد بن شمیط' رفاعہ بن شداد اور عبداللہ بن شداد جشمی' اور اس کا معاملہ مسلسل مضبوط ہوتا رہا اور بڑھتا رہا حتیٰ کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے عبداللہ بن یزید اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ کو کوفہ سے معزول کر دیا اور عبداللہ بن مطیع کو اس کا نائب بنا کر بھیج دیا اور حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ کو بصرہ کا نائب بنا کر بھیجا اور جب عبداللہ بن مطیع مخزومی رمضان ۶۵ھ میں کوفہ گیا تو اس نے لوگوں سے خطاب کیا اور اپنی تقریر میں کہا امیر المومنین حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہاری غنیمت کے بارے میں حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما کی سیرت کو اختیار کروں' پس السائب بن مالک شیعی نے اس کے پاس جا کر کہا ہم صرف حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اس سیرت سے راضی ہوں گے جو آپ نے ہمارے ملک میں اختیار کی تھی اور ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سیرت کو نہیں چاہتے۔ اور اس نے آپ پر اعتراضات کیے۔ اور نہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سیرت کو چاہتے ہیں خواہ وہ لوگوں کی بھلائی کے خواہاں تھے' اور بعض امرائے شیعہ نے اس کے قول کی تصدیق کی' تو امیر خاموش ہو گیا اور کہنے لگا میں تم میں وہ سیرت اختیار کروں گا جو تم چاہتے ہو' اور پولیس سپرنٹنڈنٹ ایاس بن مضارب العجلی نے عبداللہ بن مطیع کے پاس آ کر کہا یہ شخص جو آپ کی بات قبول نہیں کر رہا یہ مختار کے سر کردہ اصحاب میں سے ہے اور میں مختار کے بارے میں مطمئن نہیں' اس کے پاس آدمی بھیج کر اسے دوبارہ قید خانے میں بھیج دو' میرے جاسوسوں نے مجھے اطلاع دی ہے کہ اس کا کام اس کی منشاء کے مطابق تکمیل پا چکا ہے' پس عبداللہ بن مطیع نے زائدہ بن قدامہ اور دوسرے امیر کو اس کے پاس بھیجا ان دونوں نے مختار کے پاس جا کر اسے کہا امیر کو جواب دو۔ اس نے اپنے نائب کو بلایا اور اپنی سواری پر زین ڈالنے کا حکم دیا اور ان دونوں کے ساتھ چلنے کے لیے تیار ہو گیا اور زائدہ بن قدامہ نے یہ آیت پڑھی: (جب کفار تیرے متعلق تدبیر کر رہے تھے کہ تجھے پکڑ لیں یا تجھے قتل کر دیں یا تجھے نکال باہر کریں) تو مختار گر پڑا اور اس نے حکم دیا کہ اس پر

چادر ڈال دی جائے اور اس نے بیمار ہونے کا اظہار کیا اور کہنے لگا امیر کو میرے حال کی اطلاع دے دینا ان دونوں نے ابن مطیع کے پاس واپس آ کر اس کی طرف سے معذرت کی تو اس نے ان دونوں کی تصدیق کی اور اس سے غافل ہو گیا اور جب اس سال کے محرم کا مہینہ آیا تو مختار نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کے لیے اپنے خیال کے مطابق خروج کرنے کا عزم کر لیا اور جب اس نے اس بات کی ٹھان لی تو شیعوں نے اس پر اتفاق کر لیا اور انہوں نے اسے اس وقت خروج کرنے سے روکا کہ کسی اور وقت خروج کیا جائے پھر انہوں نے اپنے میں سے ایک پارٹی کو حضرت محمد بن حنفیہؒ کے پاس بھیجا کہ وہ آپ سے مختار کے بارے میں اور جس چیز کی طرف اس نے دعوت دی ہے اس کے متعلق دریافت کرے اور جب وہ آپ کے ہاں اکٹھے ہوئے تو آپ نے جو بات انہیں کہی اس کا ملخص یہ ہے کہ ہم اس بات کو ناپسند نہیں کرتے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس کی چاہے مدد کرے اور مختار کو بھی ان کے حضرت محمد بن حنفیہؒ کے جانے کی اطلاع مل گئی تو اس نے اس بات کو ناپسند کیا اور اسے خدشہ ہوا کہ جو بات اس نے آپ کے متعلق کہی ہے آپ اس کی تکذیب کر دیں گے۔

بلاشبہ وہ بات حضرت محمد بن حنفیہ کی اجازت سے نہیں کی گئی تھی اور اس نے ان کی واپسی سے قبل ہی خروج کرنے کا ارادہ کر لیا اور وہ اس کے متعلق کاہنوں کی طرح ان سے مسجع کلام کرنے لگا پھر جیسے اس نے مسجع کلام کہا تھا ویسے ہی ہوا' اور جب وہ واپس آئے تو انہوں نے جو کچھ حضرت محمد بن حنفیہ نے کہا تھا اسے بتایا' اس موقع پر مختار بن ابی عبید کے ساتھ شیعوں کے خروج کا معاملہ مضبوط ہو گیا۔

ابومخنف نے روایت کی ہے کہ امرائے شیعہ نے مختار سے کہا' اس بات کو سمجھ لو کہ تمام امرائے کوفہ عبداللہ بن مطیع کے ساتھ ہیں اور وہ ہماری عداوت پر متحد ہیں اور اگر ابراہیم بن اشتر نخعی اکیلا ہی آپ کی بیعت کرے تو وہ دوسرے سب امراء سے ہمیں بے نیاز کر دے گا پس مختار نے ایک جماعت کو اس کے پاس بھیجا کہ وہ اسے دعوت دے کہ وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کے لیے ان کے ساتھ شامل ہو جائے اور انہوں نے اسے حضرت علیؓ کے ساتھ اس کے باپ کی سابقت بھی یاد دلائی' اس نے کہا' میں تمہارا مطالبہ اس شرط پر مانتا ہوں کہ میں تمہارا اولی الامر ہوں گا انہوں نے کہا یہ بات ممکن نہیں' اس لیے کہ مہدی نے مختار کو ہمارے لیے اپنا وزیر اور داعی بنا کر بھیجا ہے' پس ابراہیم بن اشتر نے ان سے اعراض کیا اور انہوں نے واپس آ کر مختار کو اطلاع دی۔

پس وہ تین دن تک ٹھہرا پھر اپنے سر کردہ اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ اس کے پاس گیا تو وہ اس کے پاس آیا اور اس نے اس کا اعزاز و اکرام کیا اور اس کے پاس بیٹھا تو اس نے اسے اپنے ساتھ شامل ہونے کی دعوت دی اور حضرت ابن حنفیہ کی زبان سے اس کے لیے ایک خط نکالا کہ وہ اسے اس کے شیعہ اصحاب کے ساتھ نصرت آل بیتِ نبی کے لیے شامل ہونے اور ان کا بدلہ لینے کی دعوت دیتے ہیں' ابن اشتر نے کہا میرے پاس حضرت محمد بن حنفیہ کے کئی خطوط آئے ہیں جو اس طرز کے نہیں' مختار نے کہا' یہ بھی زمانہ ہے اور وہ بھی زمانہ ہے' ابن اشتر نے کہا کون گواہی دیتا ہے کہ یہ ان کا خط ہے؟ تو مختار کے اصحاب کی ایک جماعت نے آگے بڑھ کر اس کی گواہی دی' پس ابن اشتر اپنی نشست سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس۔ نے وہاں مختار کو بٹھایا اور اس کی بیعت کی اور ان کے لیے پھل اور شہد کے مشروب منگوائے' شعبیؒ نے بیان کیا ہے کہ میں اور میرا باپ اس مجلس میں ابراہیم بن اشتر کے واقعہ میں موجود تھے اور

جب مختار واپس چلا گیا تو ابراہیم بن اشتر نے کہا اے شعبی ان لوگوں نے جو گواہی دی ہے اس کے متعلق تیری کیا رائے ہے؟ میں نے کہا یہ لوگ قراء امراء اور لوگوں کے سرکردہ ہیں اور میرا خیال ہے کہ یہ اسی بات کی گواہی دیتے ہیں جسے جانتے ہیں' راوی بیان کرتا ہے میں نے ان کے اتہام کی بات کو دل میں پوشیدہ رکھا لیکن میں چاہتا تھا کہ وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کے لیے نکلیں اور میں بھی لوگوں کی رائے کا پابند تھا' پھر ابراہیم اور اس کی قوم کے جن لوگوں نے اس کی اطاعت کی تھی' مختار کے پاس اس کے گھر آنے جانے لگے۔ پھر شیعوں کا اس مشورے پر اتفاق ہو گیا کہ اس سال یعنی ۶۶ھ کو چودہ راتیں گزرنے پر جمعرات کی رات کو ان کا خروج ہو۔

ابن مطیع کو بھی ان لوگوں کے معاملے اور مشورے کی اطلاع ہو گئی تو اس نے کوفہ کی ہر جانب پولیس بھیج دی اور اس نے ہر امیر پر لازم قرار دیا کہ وہ اپنی جانب سے کسی کو باہر نہ نکلنے دے اور جب منگل کی رات آئی تو ابراہیم بن اشتر اپنی قوم کے ایک سو جوانوں کے ساتھ مختار کے گھر جانے کے ارادے سے نکلا اور وہ قباؤں کے نیچے زرہیں پہنے ہوئے تھے' پس ایاس بن مضارب اسے ملا اور اس نے اسے کہا اے ابن اشتر اس وقت تم کہاں جانا چاہتے ہو؟ تمہارا معاملہ مشتبہ ہے خدا کی قسم میں تجھے امیر کے پاس حاضر کر کے چھوڑوں گا اور وہ تیرے بارے میں اپنی رائے قائم کرے گا' ابن اشتر نے ایک شخص کے ہاتھ سے نیزہ پکڑ کر اس کے سینے کے گڑھے میں دے مارا اور وہ گر پڑا۔ اور اس کے حکم سے ایک شخص نے اس کا سر کاٹ لیا اور اسے لے جا کر مختار کے آگے پھینک دیا' مختار نے اسے کہا اللہ تجھے بھلائی کی بشارت دے۔ یہ نیک شگون ہے پھر ابراہیم نے مختار سے اسی رات کو خروج کرنے کا مطالبہ کیا تو مختار نے آگ بلند کرنے کا حکم دیا اور یہ کہ اس کے اصحاب کے شعار یا منصور امت یا ثارات الحسین' کا اعلان کر دیا جائے پھر مختار اٹھ کر اپنی زرہ اور ہتھیار پہننے لگا۔

سفید رو' خوبصورت پردوں والی' سفید رخساروں والی اور ٹیلے کی طرح اونچے سرینوں والی کو معلوم ہو گیا ہے کہ میں جنگ کے روز بہت اقدام کرنے والا بہادر ہوں اور اس کے آگے آگے ابراہیم بن اشتر ان امراء کا قصد کرنے لگا جو شہر کی نواح پر مقرر تھے اور انہیں ایک ایک کر کے ان کی جگہوں سے دھتکارنے لگا اور مختار کے شعار کا اعلان کرنے لگا اور مختار نے ابوعثمان النہدی کو بھیجا اور اس نے مختار کے شعار' یا ثارات الحسین کا اعلان کیا تو اِدھر اُدھر سے لوگ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور شبث بن ربعی آیا تو وہ اور مختار اس کے گھر کے پاس باہم لڑے اور اس نے اسے گھیر لیا حتیٰ کہ ابن اشتر نے آ کر اسے دھتکارا پس شبث ابن مطیع کے پاس واپس آیا اور اس نے اسے مشورہ دیا کہ وہ امراء کو اپنے پاس اکٹھا کرے اور خود بھی اٹھ کھڑا ہو' بلاشبہ مختار کا معاملہ مضبوط ہو گیا ہے اور بڑھ گیا ہے اور شیعہ ہر گھیرے راستے سے مختار کے پاس آئے اور رات کے دوران تقریباً چار ہزار آدمی اس کے پاس جمع ہو گئے' صبح کو اس نے اپنی فوج کو ترتیب دیا اور انہیں صبح کی نماز پڑھائی اور اس میں پہلی رکعت میں (وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا) اور (عَبَسَ وَتَوَلّٰی) دوسری رکعت میں پڑھی اور ایک سننے والے کا بیان ہے کہ میں نے اس سے زیادہ فصیح لہجے والا آدمی نہیں سنا' اور ابن مطیع نے اپنی فوج تیار کی جو تین ہزار تھی اور اس کا سالار شبث بن ربعی تھا اور چار ہزار فوج اور تھی جو راشد بن ایاس بن مضارب کے ساتھ تھی اور مختار نے ابن اشتر کو چھ سو سواروں اور چھ سو پیادوں کے ساتھ راشد بن ایاس کے مقابلہ میں بھیجا اور نعیم بن ہبیرہ کو تین سو سواروں اور چھ سو پیادوں کے ساتھ شبث بن ربعی کے مقابلہ میں بھیجا ابن اشتر نے تو اپنے مدمقابل راشد بن ایاس کو شکست دی اور اسے قتل کر دیا اور مختار کو اس کی

خوشخبری بھیجی اور نعیم بن ہبیرہ نے شبث بن ربعی سے مڈبھیڑ کی تو شبث نے اسے شکست دی اور اسے قتل کر دیا اور اس نے مختار کا محاصرہ کرلیا اور ابراہیم بن اشتر اس کی طرف آیا تو ابن مطیع کی جانب سے حسان بن فائد بن العبسی نے اسے دو ہزار سواروں کے ساتھ روکا اور انہوں نے ایک ساعت جنگ کی تو ابراہیم نے اسے شکست دی پھر وہ مختار کی طرف آیا تو اس نے دیکھا کہ شبث بن ربعی نے مختار اور اس کی فوج کا محاصرہ کیا ہوا ہے پس وہ مسلسل جنگ کرتا رہا حتیٰ کہ اس نے انہیں دھتکار دیا تو وہ واپس چلے گئے اور ابراہیم' مختار کے پاس گیا اور وہ اس جگہ کو چھوڑ کر کوفہ سے باہر کسی اور جگہ چلے گئے۔ ابراہیم بن اشتر نے اسے کہا ہمیں قصر امارت کی طرف لے چلو اس کی حفاظت کرنے والا کوئی نہیں پس انہوں نے اپنے بوجھ اپنے ساتھ رکھے اور وہاں انہوں نے کمزور مشائخ اور آدمیوں کو بٹھا دیا اور جو لوگ وہاں موجود تھے ان پر اس نے ابوعثمان النہدی کو نائب مقرر کیا اور اپنے آگے اشتر کو بھیجا اور مختار نے پہلے کی طرح اپنی فوج کو منظم کیا اور محل کی طرف روانہ ہو گیا اور ابن مطیع نے عمرو بن الحجاج کو دو ہزار جوانوں کے ساتھ بھیجا اور مختار نے اس کے مقابلے میں یزید بن انس کو بھیجا اور وہ اور ابن اشتر اس کے آگے آگے چلے حتیٰ کہ وہ باب الکناسہ سے کوفہ میں داخل ہو گیا اور ابن مطیع نے شمر بن ذی الجوشن کو جس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا مزید دو ہزار جوانوں کے ساتھ بھیجا اور مختار نے اس کے مقابلہ میں سعد بن منقذ ہمذانی کو بھیجا اور مختار چل کر شبث کے راستے تک پہنچ گیا' کیا دیکھتا ہے کہ نوفل بن مساحق بن عبداللہ بن مخرمہ پانچ ہزار جوانوں کے ساتھ موجود ہے اور ابن مطیع' محل سے لوگوں کے ساتھ نکلا اور اس نے شبث بن ربعی کو اس کا نائب مقرر کیا اور ابن اشتر اس فوج کی طرف بڑھا جو ابن مساحق کے ساتھ تھی اور ان کے درمیان شدید جنگ ہوئی جس میں رفاعہ بن شداد جو توابین کی اس فوج کا امیر تھا جسے اس نے آگے بھیجا تھا اور عبداللہ بن سعد اور ان کے علاوہ ایک جماعت بھی قتل ہو گئی۔ پھر ابن اشتر نے ان پر فتح پا کر انہیں شکست دی اور ابن مساحق کی سواری کی لگام پکڑ لی اس نے اسے قرابت یاد دلائی تو اس نے اسے چھوڑ دیا اور وہ بعد میں بھی ابن اشتر کی نیکی کو نہیں بھولا پھر مختار اپنی فوج کے ساتھ کناسہ کی طرف بڑھا اور انہوں نے تین دن تک ابن مطیع کا اس کے محل میں محاصرہ کیے رکھا اور عمرو بن حریث کے سوا' لوگوں کے اشراف اس کے ساتھ تھے کیونکہ وہ اپنے گھر میں بیٹھا ہوا تھا اور جب ابن مطیع اور اس کے اصحاب کی حالت تنگ ہو گئی تو اس نے ان سے مشورہ لیا تو شبث بن ربعی نے اسے مشورہ دیا کہ وہ اپنے اور ان کے لیے مختار سے امان طلب کرے اس نے کہا میں تو یہ کام نہیں کروں گا جب کہ امیر المومنین حجاز اور بصرہ کے مطاع ہیں' اس نے اسے کہا اگر تیرا یہ خیال ہے تو تو پوشیدہ طور پر جا کر اپنے آقا سے مل کر اسے معاملے کی صورت حال سے آگاہ کر' اور جو کچھ ہم نے اس کی مدد اور اس کی حکومت کے قیام کے لیے کیا ہے اس کی خبر دے' پس جب رات ہوئی تو ابن مطیع خفیہ طور پر باہر نکل کر حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے گھر میں داخل ہو گیا اور جب صبح ہوئی تو امراء نے ابن اشتر سے ان کے لیے امان لے لی اور اس نے انہیں امان دے دی اور وہ محل سے نکل کر مختار کے پاس آئے اور اس کی بیعت کر لی پھر مختار نے محل میں داخل ہو کر وہیں رات بسر کی اور سرکردہ لوگوں نے مسجد اور محل کے دروازے پر صبح کی اور مختار مسجد کی طرف گیا اور اس نے منبر پر چڑھ کر لوگوں سے بلیغ خطاب کیا پھر لوگوں کو بیعت کی دعوت دی اور کہا اس ذات کی قسم جس نے آسمان کو بند چھت اور زمین کو راستوں والی بنایا ہے کہ تم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کے بعد اس سے زیادہ رہنما بیعت نہیں کی پھر وہ منبر سے نیچے اتر آیا اور لوگ آ کر کتاب اللہ' سنت رسول اور اہل بیت کا بدلہ لینے پر اس کی

بیعت کرنے لگے۔ اور ایک شخص نے مختار کو آ کر بتایا کہ ابن مطیع حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے گھر میں ہے اور اس نے اس کے سامنے اظہار کیا کہ وہ اس کی بات کو نہیں سنتا اس نے تین بار یہ بات دہرائی تو وہ شخص خاموش ہو گیا اور جب رات ہوئی تو مختار نے ابن مطیع کی طرف ایک لاکھ درہم بھیجے اور اسے کہا' چلا جا میں نے تیرے مقام پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور اس سے قبل وہ اس کا دوست تھا۔ پس ابن مطیع بصرہ چلا گیا اور مغلوب ہونے کی حالت میں اس نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس واپس جانا پسند نہ کیا اور مختار حسن سیرت کے باعث لوگوں کا محبوب بننے لگا اور اس نے بیت المال میں نو کروڑ درہم پائے اور اس نے اس فوج کو جو جنگ میں اس کے ساتھ تھی بہت سے اخراجات دیئے اور عبداللہ بن یشکری کو اپنا پولیس افسر بنایا اور سرکردہ لوگوں کو قریب کیا اور وہ اس کے ہم نشین تھے اور ان موالی کو یہ بات گراں گزری جو اس کی مدد کو کھڑے ہوئے تھے اور انہوں نے کہا اس نے غزنیہ کے غلام ابوعمرۃ کیسان وہ اس کا باڈی گارڈ تھا کو مقدم کیا ہے اور ابواسحٰق العرب کی قسم ہمیں چھوڑ دیا گیا ہے۔ ابوعمرۃ نے یہ بات اس تک پہنچائی تو اس نے کہا' وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں پھر کہنے لگا (ہم مجرموں سے انتقام لیں گے) ابوعمرۃ نے انہیں کہا خوشخبری ہو وہ عنقریب تمہیں مقرب بنائے گا تو اس بات نے انہیں حیرت زدہ کر دیا اور وہ خاموش ہو گئے۔

پھر مختار نے امراء کو عراق اور خراسان کی اطراف اور شہروں کی جانب روانہ کیا اور جھنڈے باندھے اور امارتیں اور ریاستیں قائم کیں اور وہ صبح و شام لوگوں کے لیے بیٹھ کر فیصلے کرنے لگا اور جب یہ کام بڑھ گیا تو اس نے شریح کو قاضی بنا دیا اور شیعوں کی ایک پارٹی نے شریح پر اعتراضات کیے اور کہنے لگے اس نے حجر بن عدی کو دیکھا ہے اور اس نے ہانی بن عروہ کے متعلق بات نہیں پہنچائی جیسا کہ اسے اس کے متعلق بھیجا گیا تھا اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اسے قضاء سے معزول کر دیا تھا' جب شریح کو ان باتوں کی اطلاع ملی تو بتکلف مریض بن کر گھر بیٹھ گیا اور مختار نے اس کی جگہ عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کو قاضی بنا دیا پھر اسے معزول کر کے عبداللہ بن مالک طائی کو قاضی بنا دیا۔

باب

پھر مختار نے حضرت حسینؓ کے شریف وضیع قاتلین کو قتل کرنے کے لیے تلاش شروع کر دی اور اس کا سبب یہ ہوا کہ مروان نے دمشق سے عبیداللہ بن زیاد کو کوفہ میں داخل ہونے کے لیے تیار کیا اور اگر وہ اس پر فتح پالے تو اسے تین دن تک مباح کر دے پس ابن زیاد کوفہ جانے کے لیے چل پڑا اور توابین کی فوج سے اس کی مڈبھیڑ ہوگئی اور ان کا حال ہم پہلے بیان کر چکے ہیں پھر وہ عین الوردۃ سے چل کر جزیرہ پہنچ گیا اس نے وہاں قیس عیلان کو پایا اور وہ حضرت زبیرؓ کے انصار میں سے تھا اور مروان نے مرج راہط کی جنگ میں ان کے بہت سے آدمی مارے اور وہ اس کی عداوت میں متحد تھے اور اس کے بعد اس کے بیٹے عبدالملک کی عداوت میں بھی متحد تھے پس وہ ایک سال تک روانگی سے رُک گیا اور وہ جزیرہ میں قیس عیلان کی جنگ میں مشغول تھا پھر وہ موصل پہنچا اور اس کا نائب اس سے پھر کر تکریت چلا گیا اور اس نے مختار کو خط لکھ کر یہ بات بتائی تو مختار نے یزید بن انس کو اس کے منتخب کردہ تین ہزار جوانوں کے ساتھ برانگیختہ کیا اور اسے کہا میں عنقریب تجھے جوانوں کے بعد جوانوں سے مدد دوں گا' اس نے کہا صرف دعا سے میری مدد کرنا اور مختار اس کے ساتھ کوفہ کے باہر تک گیا اور اسے الوداع کیا اور اس کے لیے دعا کی اور اسے کہا ہر روز مجھے تمہاری خبر ملنی چاہیے جب تو اپنے دشمن سے ملے اور وہ تجھ سے جنگ کرے تو تو اس سے جنگ کر' اور موقع کو مؤخر نہ کر اور جب انہیں ابن زیاد کی روانگی کی اطلاع ملی تو اس نے اپنے آگے دو فوجوں کو تیار کیا ایک ربیعہ بن مخارق کے ساتھ اور دوسری عبداللہ بن جملہ کے ساتھ یہ دونوں فوجیں تین تین ہزار تھیں اور اس نے کہا تم سے جو سبقت لے جائے وہ امیر ہوگا۔ اور اگر تم دونوں اکٹھے سبقت کرو تو تم دونوں میں سے عمر رسیدہ شخص امیر ہوگا' پس ربیعہ بن مخارق' یزید بن انس کے پاس پہنچنے میں سبقت کر گیا اور وہ دونوں کوفہ کے قریب موصل کے علاقے میں ملے اور دونوں وہاں ٹھہر گئے اور یزید بن انس بیمار اور کمزور تھا اس کے باوجود وہ اپنی قوم کو جہاد کی ترغیب دیتا اور چاروں فوجوں کے گرد چکر لگاتا حالانکہ وہ نحیف ونزار تھا اور اس نے لوگوں سے کہا اگر میں مر جاؤں تو عبداللہ بن ضمرۃ انصاری میمنہ کا سالار' امیر ہوگا اور اگر وہ بھی مر جائے تو میسرہ کا سالار مسعر بن ابی مسعر امیر ہوگا اور ورقاء بن خالد اسدی سواروں کا امیر تھا اور یہی تین چاروں فوجوں کے امراء تھے اور ۶۶ھ کے یوم عرفہ کی صبح روشن ہو جانے کے وقت کا واقعہ ہے' پس انہوں نے اور شامیوں نے باہم شدید جنگ کی اور دونوں کے میمنے اور میسرے مضطرب ہو گئے پھر ورقاء نے سواروں پر حملہ کر کے انہیں شکست دی اور شامی فرار ہو گئے اور ان کا امیر مخارق بن ربیعہ قتل ہو گیا اور شامیوں کی فوج میں جو کچھ بھی موجود تھا مختار نے اکٹھا کر لیا اور ان کے مفرورین نے واپس آ کر دوسرے امیر عبداللہ بن جملہ سے ملاقات کی تو انہوں نے پوچھا تمہارا کیا حال ہے؟ انہوں نے اسے بتایا تو وہ ان کے ساتھ واپس چلا گیا اور ان کو لے کر یزید بن انس کے پاس گیا اور عشاء کو ان کے پاس پہنچا تو لوگوں نے ایک دوسرے کو روکتے رات گزاری اور جب صبح ہوئی تو وہ اپنی تنظیم کے مطابق ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہو گئے اور یہ واقعہ ۶۶ھ کی عید قربان کے دن کا

ہے' پس انہوں نے باہم شدید جنگ کی اور مختار کی فوج نے شامیوں کی فوج کو شکست دی اور انہوں نے ان کے امیر عبداللہ بن جملہ کو قتل کر دیا اور جو کچھ ان کی چھاؤنی میں تھا اکٹھا کر لیا اور ان میں تین سو آدمیوں کو قیدی بنا لیا اور انہیں یزید بن انس کے پاس لے آئے اس وقت وہ زندگی کے آخری سانس لے رہا تھا اس نے انہیں قتل کرنے کا حکم صادر کر دیا۔

اور یزید بن انس اسی روز فوت ہو گیا اور اس کے نائب ورقاء بن عامر نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اسے دفن کیا اور اس کے اصحاب نادم ہوئے اور چوری چھپے کوفہ کی طرف واپس جانے لگے تو ورقاء نے انہیں کہا اے لوگو! تمہاری کیا رائے ہے؟ مجھے اطلاع ملی ہے کہ ابن زیاد شام سے ۸۰ ہزار فوج کے ساتھ آیا ہے اور میں ان کے ساتھ لڑنے کی تم میں طاقت نہیں پاتا اور ہمارا امیر بھی ہلاک ہو چکا ہے اور فوج میں سے ہمارے اصحاب کا ایک حصہ الگ ہو چکا ہے پس اگر ہم اپنے ملک کو واپس لوٹ جائیں اور یہ اظہار کریں کہ ہم اپنے امیر کے غم کی وجہ سے واپس آ گئے ہیں تو یہ بات ہمارے لیے اس سے بہتر ہے کہ ہم ان سے جنگ کریں اور وہ ہمیں شکست دیں اور ہم مغلوب ہو کر واپس جائیں' پس امراء نے اس سے اتفاق کیا اور وہ کوفہ کی طرف واپس چلے گئے اور جب اہل کوفہ کو ان کی خبر پہنچی نیز یہ کہ یزید بن انس ہلاک ہو چکا ہے تو اہل کوفہ نے مختار کے متعلق جھوٹی خبر اڑا دی اور کہنے لگے یزید بن انس میدان کارزار میں قتل ہوا ہے اور اس کی فوج نے شکست کھائی ہے اور عنقریب ابن زیاد تمہارے پاس آ کر تمہاری بیخ کنی کرے گا اور تمہارے سبزے سے نفرت کرے گا' پھر انہوں نے مختار کے خلاف خروج کرنے پر ایکا کر لیا اور کہنے لگے وہ کذاب ہے اور انہوں نے اس کے ساتھ جنگ کرنے اور اسے اپنے درمیان سے نکال باہر کرنے پر اتفاق کر لیا اور انہوں نے یقین کر لیا کہ وہ کذاب ہے اور کہنے لگے اس نے ہمارے اشراف پر ہمارے موالی کو مقدم کیا ہے اور اس کا خیال ہے کہ حضرت ابن حنفیہ نے اسے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کا حکم دیا ہے۔ حالانکہ انہوں نے اسے کوئی حکم نہیں دیا اور وہ ان پر افتراء کرتا ہے اور اس کے خلاف خروج کا انتظار کرو کہ ابراہیم بن اشتر کوفہ سے خروج کرے بلاشبہ مختار نے اسے سات ہزار فوج کے ساتھ ابن زیاد سے جنگ کرنے کے لیے مقرر کیا ہے پس جب ابن اشتر باہر نکلا تو وہ اشراف جو حضرت حسینؓ کے قاتلین کی فوج میں شامل تھے۔ شبث بن ربعی کے گھر میں جمع ہوئے اور انہوں نے مختار کے ساتھ جنگ کرنے پر اتفاق کیا پھر ہر قبیلہ اپنے امیر کے ساتھ اٹھ کر کوفہ کے نواح میں کسی جانب چلا گیا اور انہوں نے قصر امارت کا قصد کیا اور مختار نے عمرو بن ثوبہ کو ایلچی بنا کر ابراہیم بن اشتر کے پاس بھیجا کہ وہ جلد اس کے پاس واپس آ جائے اور مختار نے ان کے پاس آدمی بھیجا کہ وہ انہیں کہے تم کیوں ناراض ہو؟ میں تمہارے سب مطالبات کو مانتا ہوں وہ صرف ابراہیم بن اشتر کے آنے تک انہیں اپنے ساتھ جنگ کرنے سے روکنا چاہتا تھا اور اس نے کہا اگر تم محمد بن حنفیہ کے حکم کے بارے میں میری تصدیق نہیں کرتے تو تم اپنی طرف سے اور میں اپنی طرف سے آدمی بھیجتا ہوں جو ان سے اس کے متعلق دریافت کرے گا اور وہ مسلسل ان سے ٹال مٹول کرتا رہا حتیٰ کہ تین دن بعد ابن اشتر آ گیا پس وہ اور لوگ دو پارٹیوں میں تقسیم ہو گئے' پس مختار اہل یمن کا ضامن ہو گیا اور ابن اشتر مضر کا ضامن ہو گیا اور ان کا امیر شبث بن ربعی تھا اور یہ سب مختار کے مشورے سے ہوا حتیٰ کہ ابن اشتر اپنی یمنی قوم کے جنگ کرنے کا ذمہ دار نہ بنا وہ ان سے شفقت کرتا تھا اور مختار ان پر سختی کرتا تھا۔

پھر لوگوں نے کوفہ کے نواح میں شدید جنگ کی اور فریقین کے مقتول بہت ہو گئے اور ایسے جنگی حالات ہوئے جن کا استقصاء

طوالت کا باعث ہوگا اور اشراف کی ایک جماعت قتل ہوگئی جس میں عبدالرحمٰن بن سعید بن قیس کندی اور اس کی قوم کے سات سواسی آدمی شامل تھے اور مضر میں سے چودہ پندرہ آدمی ہوئے اور یہ دن جبانۃ السبیع کے نام سے مشہور ہے اور یہ ۲۴؍ ذوالحجہ ۶۶ھ بدھ کا دن تھا پھر مختار کو ان پر فتح حاصل ہوئی اور اس نے ان میں سے پانچ سوآدمی قیدی بنائے انہیں اس کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے کہا ان میں سے جو شخص حضرت حسینؓ کے قتل میں شامل تھا اسے قتل کر دو تو ان میں سے دوسو چالیس آدمیوں کو قتل کر دیا گیا اور اس کے اصحاب نے ان میں سے ان آدمیوں کو قتل کیا جو مختار کے حکم کے بغیر انہیں ایذا دیتے تھے اور ان سے بدسلوکی کرتے تھے پھر اس کے باقی لوگوں کو آزاد کر دیا اور عمرو بن الحجاج زبیدی بھاگ گیا اور وہ حضرت حسینؓ کے قاتلین میں شامل تھا معلوم نہیں وہ کس علاقے میں چلا گیا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے والے دستے کے امیر شمر بن ذی الجوشن کا قتل:

اور کوفہ کے اشراف' مصعب بن زبیر کے پاس بصرہ بھاگ گئے ان بھگوڑوں میں شمر بن ذی الجوشن بھی تھا اللہ اس کا بھلا نہ کرے' مختار نے اس کے پیچھے اپنے غلام زربن کو بھیجا اور جب وہ اس کے نزدیک ہوا تو شمر نے اپنے اصحاب سے کہا تم آگے بڑھو اور مجھے تم اپنے پیچھے اس طرح چھوڑ کر بھاگے ہو کہ اس موٹے عجمی کافر نے میرا لالچ کیا ہے پس وہ چلے گئے اور شمر پیچھے رہ گیا تو زربن نے اسے آلیا تو شمر نے پلٹ کر اس پر حملہ کیا اور اس کی کمر توڑ دی اور اسے قتل کر دیا اور شمر چلتا بنا اور اسے چھوڑ دیا اور اس نے مصعب بن زبیر کو بصرہ میں خط لکھا اور اسے اپنی آمد کے متعلق اطلاع دی اور اس معرکے میں جو لوگ بھی بھاگے وہ مصعب کی طرف بصرہ کو بھاگے اور شمر نے اس بستی کے ایک کافر کے ہاتھ خط بھیجا جس کے پاس وہ اترا ہوا تھا اور جس کا نام کلبانیہ تھا اور وہ بستی اس نہر کے پاس تھی جو وہاں ایک ٹیلے کے پہلو میں تھی وہ کافر گیا تو اسے ایک اور کافر ملا اس نے اس سے پوچھا تم کہاں جا رہے ہو؟ اس نے کہا مصعب کے پاس۔ اس نے پوچھا کس کی طرف سے' اس نے کہا شمر کی طرف سے' اس نے کہا میرے ساتھ میرے آقا کے پاس چلو' کیا دیکھتا ہے کہ اس کا آقا ابوعمرۃ ہے جو مختار کے باڈی گارڈوں کا امیر ہے اور وہ شمر کی تلاش میں ہے' کافر نے اسے اس کی جگہ بتائی تو ابوعمرۃ نے اس کا قصد کیا اور شمر کے ساتھیوں نے اسے مشورہ دیا کہ وہ اس مکان سے منتقل ہو جائے تو اس نے کہا یہ سب کذاب کے ٹولے ہیں قسم بخدا میں یہاں سے تین دن تک کوچ نہیں کروں گا تا کہ میں ان کے دلوں کو رُعب سے بھر دوں اور جب رات ہوئی تو ابوعمرۃ نے سواروں کے ساتھ ان پر اچانک حملہ کر دیا اور انہیں سوار ہوئے اور ہتھیار پہننے سے جلد جا لیا اور شمر بن ذی الجوشن نے ان پر حملہ کر دیا' اور اس نے برہنہ حالت میں ان سے نیزہ زنی کی پھر اس نے اپنے خیمے میں داخل ہو کر اس سے تلوار نکالی اور وہ کہہ رہا تھا۔

"تم نے جھاڑی کے بہادر شیر کو جگا دیا ہے جس کا چہرہ ترش ہے اور وہ کندھے کو توڑ دیتا ہے کسی دن نے اسے دشمن سے پیچھے ہٹتے نہیں دیکھا' سوائے اس کے کہ جنگ کرتے ہوئے اس پر حملہ ہو یا وہ جنگ کر رہا ہو وہ انہیں شمشیر زنی سے بے چین کر دیتا ہے اور نیزے کے پھل کو سیراب کر دیتا ہے"۔

پھر وہ مسلسل اپنی حفاظت میں لڑتا رہا حتیٰ کہ قتل ہو گیا اور جب اس کے اصحاب نے شکست خوردگی کی حالت میں تکبیر کی آواز

اور مختار کے اصحاب کا قول اللہ اکبر قتل الخبیث (اللہ اکبر خبیث قتل ہو گیا ہے) سنا تو وہ سمجھ گئے کہ وہ قتل ہو گیا ہے' اللہ اس کا بھلا نہ کرے۔

ابومخنف نے بحوالہ یونس بن ابی اسحٰق بیان کیا ہے کہ جب مختار جبانۃ السبیع سے باہر نکلا اور جنگ سے واپسی پر محل کی طرف آیا تو سراقہ بن مرداس جو قیدیوں میں شامل تھا' نے اسے اپنی بلند آواز سے پکارا۔

''اے معد کے بہترین شخص مجھ پر احسان کر' جو ساحل پر اترنے والے اور فوج سے بہتر ہے اور تلبیہ کہنے والے' روزہ رکھنے والے اور سجدہ کرنے والے سے بہتر ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے اس نے جیلر کو پیغام بھیجا کہ اسے رات کو باندھ دو اور کل کو آزاد کر دو' اور وہ مختار کی طرف یہ اشعار پڑھتا ہوا آیا۔

''ابواسحٰق کو اطلاع دو کہ ہم پر جو چھلانگ لگانا واجب تھی ہم نے لگا دی ہے ہم نکلے تو ہم کمزوروں کو کچھ نہ سمجھتے تھے اور ہمارا خروج تکبر اور عیب تھا ہم انہیں اپنے میدان کارزار میں کم خیال کرتے تھے اور جب ہماری مڈبھیڑ ہوئی تو وہ ٹیلوں کی مانند تھے جب ہم نے انہیں دیکھا تو ہم مقابلہ کو نکلے اور ہم نے دشمن کو دیکھا کہ وہ بھی ہمارے مقابلہ میں نکل آیا ہے اور ہم نے ان سے شمشیر زنی' ہلاکت اور صحیح نیزہ زنی دیکھی حتیٰ کہ ہم پلٹ آئے تو نے ہر روز ہر ٹیلے پر اپنے دشمن پر فتح پائی ہے جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی موت کی خبر دیتا ہے' جیسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بدر کے روز فتح ہوئی اور شعب کے روز جب وہ حنین کو گئے' جب تو بادشاہ بنے تو نرمی اختیار کرنا اور اگر ہم بادشاہ بنتے تو ہم فیصلوں میں ظلم وزیادتی کرتے' میری توبہ کو قبول کر اور جب تو عفو کو دین بنائے گا تو میں شکریہ ادا کروں گا''۔

اور سراقہ بن مرداس قسمیں کھانے لگا کہ اس نے زمین وآسمان کے درمیان چتکبرے گھوڑوں پر فرشتوں کو دیکھا ہے اور ان میں سے ایک فرشتے نے اسے قید کر لیا ہے' مختار نے اسے حکم دیا کہ منبر پر چڑھ کر لوگوں کو یہ بات بتائے' اس نے منبر پر چڑھ کر لوگوں کو یہ بات بتائی اور جب وہ منبر سے اترا تو مختار نے اس سے تنہائی میں ملاقات کی اور اسے کہا مجھے معلوم ہے کہ تو نے فرشتوں کو نہیں دیکھا اور تیری اس بات کا مقصد یہ تھا کہ میں تجھے قتل نہ کروں اور میں تجھے قتل نہیں کروں گا تو جہاں چاہے چلا جا تاکہ تو میرے اصحاب کو خراب نہ کرے' پس سراقہ' مصعب بن زبیر کے پاس بصرہ چلا گیا اور کہنے لگا۔

''ارے ابواسحٰق کو اطلاع دے دو کہ میں نے چتکبرے سیاہ اور یک رنگ گھوڑوں کو دیکھا ہے' میں نے تمہاری وحی سے انکار کیا ہے اور میں نے نذر مانی ہے کہ موت تک تم سے جنگ کرنا مجھ پر لازم ہے میری دونوں آنکھوں نے وہ کچھ دیکھا ہے جو تم دونوں نے نہیں دیکھا ہم دونوں چھوٹے راستوں کے جاننے والے ہیں' جب وہ کہیں گے تو میں انہیں کہوں گا تم جھوٹ بولتے ہو اور اگر باہر نکلے تو میں ان کے لیے اپنا ہتھیار پہن لوں گا''۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ پھر مختار نے اپنے اصحاب سے خطاب کیا اور انہیں اپنے اس خطبہ میں ان قاتلین حسین کے خلاف برانگیختہ کیا جو کوفہ میں مقیم تھے وہ کہنے لگے:

''ہمارا کیا گناہ ہے کہ ہم ان لوگوں کو چھوڑ دیں جنہوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے اور وہ دنیا میں امن کے ساتھ چل پھر رہے ہیں آل محمدؐ کے مددگار بہت برے ہیں تب تو میں کذاب ہوں جیسے تم نے میرا نام رکھا ہے' میں ان کے خلاف اللہ سے مدد مانگتا ہوں اس خدا کا شکر ہے جس نے مجھے انہیں مارنے والی تلوار اور نیزہ بنایا ہے' اور ان کے بدلے کا طالب اور ان کے حق کا قائم کرنے والا بنایا ہے اور اللہ پر واجب ہے کہ وہ آپ کے قاتلین کو قتل کرے اور جو ان کے حق کو ضائع کرے اسے ذلیل کرے' پس ان کے نام لو پھر ان کا پیچھا کرو حتیٰ کہ ان کو قتل کر دو' جب تک میں ان سے زمین کو پاک نہ کر لوں اور انہیں شہر سے جلاوطن نہ کر دوں مجھے کھانا پینا خوش گوار نہیں لگے گا''۔

پھر کوفہ میں جو لوگ تھے وہ ان کی تلاش کرنے لگا۔ وہ انہیں لا کر اس کے سامنے کھڑا کرتے تو وہ ان کے افعال کے مطابق انہیں ہر قسم کے قتل کے طریقوں کے مطابق قتل کرنے کا حکم دیتا ان میں بعض لوگوں کو اس نے آگ سے جلایا اور بعض کے اطراف کو کاٹ کر چھوڑ دیا حتیٰ کہ وہ مر گئے اور بعض کو تیروں سے مارا حتیٰ کہ وہ مر گئے' وہ ملک بن بشر کو اس کے پاس لائے تو مختار نے اسے کہا تو نے حسین رضی اللہ عنہ کی ٹوپی اتاری تھی؟ اس نے کہا ہم بادل نخواستہ نکلے تھے ہم پر احسان کر' اس نے کہا اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دو' انھوں نے اس کے ساتھ یہی سلوک کیا پھر انہوں نے اسے تڑپتے چھوڑ دیا حتیٰ کہ وہ مر گیا اور اس نے عبداللہ بن اسید الجہنی وغیرہ کو بری طرح قتل کیا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر کاٹنے والے خولی بن یزید کا قتل:

مختار نے اپنے باڈی گارڈوں کے امیر ابوعمرۃ کو اس کی طرف بھیجا اس نے اس کے گھر پر حملہ کیا تو اس کی بیوی باہر آئی انہوں نے اس سے اس کے متعلق پوچھا تو وہ کہنے لگی مجھے معلوم نہیں وہ کہاں ہے اور اپنے ہاتھ سے اس مکان کی طرف اشارہ کیا جس میں وہ روپوش تھا۔ اور وہ اس شب سے اس سے نفرت رکھتی تھی جس میں وہ حضرت حسینؓ کے سر کو اس کے پاس لایا تھا اور وہ اسے اس بات پر ملامت کرتی تھی۔ اس کا نام العبوق بنت مالک بن نہار بن عقرب الحضرمی تھا وہ مکان میں گئے تو انہوں نے اسے دیکھا کہ اس نے اپنے سر پر ٹوکرا رکھا ہوا ہے وہ اسے اٹھا کر مختار کے پاس لے گئے تو اس نے اس کے گھر کے قریب اسے قتل کرنے اور اس کے بعد اسے جلا دینے کا حکم دیا اور مختار نے حکیم بن فضل السنبسی کی طرف آدمی بھیجے۔ اس نے قتل حسینؓ کے روز عباس بن علی بن ابی طالبؓ کے کپڑے اتارے تھے اسے پکڑا گیا تو اس کے اہل عدی بن حاتم کے پاس گئے' وہ مختار کے پاس سفارش کرنے گئے اور جن لوگوں نے اسے پکڑا تھا وہ ڈرے کہ حضرت عدیؓ ان سے پہلے سفارش کرنے کے لیے مختار کے پاس پہنچ جائیں گے تو انہوں نے حکیم کو مختار کے پاس پہنچنے سے قبل ہی قتل کر دیا۔ حضرت عدیؓ نے جا کر اس کی سفارش کی تو اس نے آپ کی سفارش قبول کر لی اور جب وہ واپس آئے تو انہوں نے اسے قتل کر دیا تھا حضرت عدیؓ نے ان کو برا بھلا کہا اور ان پر ناراض ہو کر کھڑے ہو گئے اور مختار کا احسان ان کے گلے میں تھا اور مختار نے یزید بن مختار کی طرف آدمی بھیجے اس نے عبداللہ بن مسلم بن عقیل کو قتل کیا تھا جب تلاش کرنے والوں نے اس کے گھر کا گھیراؤ کیا تو اس نے باہر نکل کر ان سے جنگ کی اور انہوں نے اسے تیر اور پتھر مارے حتیٰ کہ وہ گر گیا پھر انہوں نے اسے جلا دیا حالانکہ اس میں زندگی کی رمق موجود تھی اور مختار نے سنان بن انس کو تلاش کیا جو حضرت حسینؓ کے قتل کا مدعی تھا تو انہیں معلوم ہوا کہ

وہ بصرہ یا جزیرہ کی طرف بھاگ گیا ہے تو انھوں نے اس کا گھر گرا دیا اور محمد بن اشعث بن قیس بھی ان لوگوں میں شامل تھا جو مصعب کے پاس بھاگ آیا تھا۔ مختار نے اس کے گھر کے گرانے کا حکم دے دیا اور یہ کہ وہاں حجر بن عدی کا گھر تعمیر کیا جائے جسے زیاد نے گرا دیا تھا۔

قاتلین حسینؓ کے امیر عمر بن سعد بن ابی وقاص کا قتل:

واقدی نے بیان کیا ہے کہ ایک روز حضرت سعدؓ بن ابی وقاص بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کا ایک غلام آیا اور اس کا خون اس کی ایڑیوں پر بہہ رہا تھا' حضرت سعدؓ نے اس سے پوچھا تمہارے ساتھ یہ سلوک کس نے کیا ہے؟ اس نے کہا آپ کے بیٹے عمر نے' حضرت سعدؓ نے فرمایا اسے قتل کر دو اور اس کا خون بہاؤ' حضرت سعد رضی اللہ عنہ مستجاب الدعوات تھے' جب مختار نے کوفہ کے خلاف خروج کیا تو عمر بن سعد نے عبداللہ بن جعدہ بن ہبیرہ سے پناہ طلب کی اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قرابت کی وجہ سے مختار کا دوست تھا' وہ مختار کے پاس آیا اور اس نے اس سے عمر کے لیے امان لے لی جس کا مضمون یہ تھا کہ وہ جب تک اطاعت کرے گا اور اپنے گھر اور اپنے شہر میں رہے گا وہ اپنے نفس' اہل اور مال کے متعلق مامون ہوگا' جب تک وہ کوئی واقعہ نہ کرے اور مختار کا مقصد یہ تھا کہ جب تک وہ پیشاب' پاخانے کو نہ آئے' جب عمر بن سعد کو اطلاع ملی کہ مختار اسے قتل کرنا چاہتا ہے تو وہ رات کو اپنے گھر سے نکلا اور وہ مصعب یا عبیداللہ بن زیاد کی طرف سفر کرنا چاہتا تھا مختار کو اس کے ایک غلام نے یہ بات پہنچا دی تو مختار نے کہا اس سے بڑا واقعہ کیا ہو سکتا ہے؟ اور بعض کا قول ہے کہ اس کے غلام نے اسے یہ بات کہی تو اس نے اسے کہا تو اپنے گھر اور قیام گاہ سے باہر نکلتا ہے واپس چلا جا تو وہ واپس چلا گیا اور جب صبح ہوئی تو اس نے مختار کو پیغام بھیجا کہ کیا تو اپنی امان پر قائم ہے؟ اور بعض کا قول ہے کہ وہ مختار کے پاس اس بات کو معلوم کرنے آیا تو مختار نے اسے کہا بیٹھ جا' اور بعض کا قول ہے کہ اس نے عبداللہ بن جعدہ کو مختار کے پاس بھیجا کہ اس سے پوچھے کہ کیا تو اس امان پر قائم ہے جو تو نے اسے دی ہے؟ تو مختار نے اسے کہا بیٹھ جا اور جب وہ بیٹھ گیا تو مختار نے اپنے باڈی گارڈوں کے افسر کو کہا جاؤ اور اس کا سر میرے پاس لاؤ تو اس نے جا کر اسے قتل کر دیا اور اس کے پاس اس کا سر لے آیا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ مختار نے ایک رات کہا کہ میں کل بڑے بڑے قدموں والے دھنسی ہوئی آنکھوں والے اور اُبھرے ہوئے ابروؤں والے شخص کو ضرور قتل کروں گا جس کے قتل سے مومنین اور ملائکہ مقربین خوش ہوں گے۔

اور الہیثم بن الاسود بھی موجود تھا اس کے دل میں خیال آیا کہ اس کا مقصد عمر بن سعد ہے اس نے اپنے بیٹے الفرثان کو اس کے پاس بھیجا اور اس نے اسے چوکنا کر دیا' اس نے کہا' اس نے مجھے جو عہود و مواثیق دیئے ہیں ان کے بعد یہ بات کیسے ہوگی؟ اور مختار جب کوفہ آیا تو شروع شروع میں اس نے وہاں کے باشندوں سے بڑا اچھا سلوک کیا اور عمر بن سعد کو پروانہ امان دیا سوائے اس کے کہ وہ کوئی واقعہ کرے۔

ابو مخنف نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو جعفر الباقر بیان کیا کرتے تھے کہ مختار کا مقصد یہ تھا کہ سوائے اس کے کہ وہ بیت الخلاء میں داخل ہو اور اس میں بے وضو ہو جائے پھر اسی طرح عمر بن سعد بے قرار ہو گیا پھر ایک محلے سے دوسرے محلے میں منتقل ہونے لگا پھر وہ اپنے گھر لوٹ آیا اور مختار کو بھی اس کے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے کی اطلاع مل گئی تو اس نے کہا ہرگز نہیں قسم بخدا اس

کی گردن میں ایک زنجیر ہے جو اسے منہ کے بل گرا دے گی اگر وہ اڑ بھی جائے تب بھی میں اس سے خون حسین کا بدلہ لوں گا اور اس کا پاؤں پکڑ لوں گا پھر اس نے ابوعمرۃ کو اس کی طرف بھیجا تو اس نے اس سے فرار کرنا چاہا اور وہ اپنی تیزی میں گر پڑا تو ابوعمرہ نے تلوار مار کر اسے قتل کر دیا اور اپنی قباء کے نچلے حصے میں اس کے سر کو لا کر مختار کے سامنے رکھ دیا تو مختار نے اس کے بیٹے حفص سے کہا۔ جو مختار کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ کیا تو اس سر کو پہچانتا ہے؟ تو اس نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہنے لگا' ہاں' لیکن اس کے بعد زندگی میں کوئی بھلائی نہیں' اس نے کہا تو نے درست کہا ہے پھر اس کے حکم سے اسے قتل کر دیا گیا اور اس کے سر کو اس کے باپ کے ساتھ رکھا گیا پھر مختار نے کہا یہ حضرت حسینؓ کے بدلے میں اور یہ علی اکبر بن حسین کے بدلے میں قتل ہوا ہے اور یہ برابر کا قتل نہیں اور قسم بخدا اگر میں حضرت حسینؓ کے بدلے میں تین چوتھائی قریش کو قتل کر دوں تو وہ آپ کی ایک انگلی کے حق کو بھی پورا نہ کریں پھر مختار نے ان دونوں کے سر حضرت محمد بن حنفیہ کو بھیج دیئے اور اس نے اس بارے میں آپ کو ایک خط بھی لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مختار بن ابی عبید کی جانب سے محمد بن علی کی طرف

''اے مہدی آپ پر سلامتی ہو' میں آپ کے ساتھ مل کر اس خدا کا شکر یہ ادا کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں' امابعد! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے دشمنوں پر عذاب بنا کر بھیجا ہے ان میں سے کوئی مقتول ہے کوئی اسیر ہے کوئی جلاوطن ہے کوئی بھگوڑا ہے' اس خدا کا شکر ہے جس نے آپ کے قاتل کو قتل کیا ہے اور آپ کے مددگار کی مدد کی ہے میں نے عمر بن سعد اور اس کے بیٹے کا سر آپ کی طرف بھیجا ہے اور ہم نے حضرت حسینؓ اور آپ کے اہل بیت کے خون میں اشتراک کرنے والے ہر اس شخص کو قتل کر دیا ہے جس پر ہم نے قابو پایا ہے اور باقی ماندہ لوگ اللہ کو ہرگز عاجز نہیں کر پائیں گے اور میں بھی ان سے رُکنے کا نہیں حتیٰ کہ مجھے اطلاع مل جائے کہ ان میں سے ایک بھی روئے زمین پر باقی نہیں رہا اے مہدی مجھے اپنی رائے لکھئے کہ میں اس کی پیروی کروں اور اس پر قائم ہو جاؤں' اے مہدی آپ پر سلام ہو اور اس کی رحمت و برکت ہو''۔

ابن جریر نے حضرت محمد بن حنفیہ کے اسے جواب دینے کا ذکر نہیں کیا حالانکہ اس نے اس فعل کو بڑی شرح وبسط سے بیان کیا ہے اور اس کے کلام سے آپ کے بارے میں اس کے غم کی قوت اور اس کا اشتیاق مترشح ہوتا ہے۔

اس لیے اس نے ابومخنف لوط بن یحییٰ کی روایات کے بیان میں بڑی وسعت سے کام لیا ہے اور وہ خود بھی اس سے روایت کرنے والوں میں شامل ہے خصوصاً تشیع کے باب میں' اور یہ مقام شیعہ حضرات کے لیے بڑی دلچسپی کا ہے کیونکہ اس میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے اہل کے قاتلین سے بدلہ اور انتقام لینے کا ذکر ہے بلاشبہ آپ کے قاتلین کا قتل ضروری تھا اور اس کی طرف پیش رفت کرنا غنیمت تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے مختار کذاب کے ہاتھ پر مقدر کیا تھا جو اپنی طرف وحی آنے کا دعویٰ کرنے کی وجہ سے کافر ہو گیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ بالضرور اس دین کی مدد فاجر شخص سے کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی اس کتاب میں جو کاتبوں کی تحریر کردہ کتابوں سے افضل ہے فرمایا ہے (اور اسی طرح ہم بعض ظالموں کو بعض کے کرتوتوں کی وجہ

سے ان کے پیچھے لگا دیتے ہیں) اور ایک شاعر نے کہا ہے۔

''اور ہر ہاتھ کے اوپر اللہ کا ہاتھ ہے اور ہر ظالم کو عنقریب ظالم سے پالا پڑے گا''۔

اور عنقریب مختار کے حالات میں ایسی باتیں آئیں گی جو اس کے کذب و افترا پر دلالت کریں گی' اور اس نے اہل بیت کی نصرت کا جو ادعا کیا ہے اصل میں یہ ایک پردہ ہے جس میں وہ اپنے آپ کو چھپائے ہوئے تھا تا کہ کوفہ میں رہنے والے شیعوں میں سے رذیل لوگ اس کے پاس اکٹھے ہو جائیں تا کہ وہ ان کے لیے حکومت قائم کرے اور اپنے مخالفین پر حملے کرے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اس پر اس شخص کو مسلط کر دیا جس نے اسے سزا دی اور یہ وہی کذاب ہے جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسماء بنت الصدیق کی حدیث میں فرمایا ہے کہ بلاشبہ عنقریب ثقیف میں ایک کذاب اور ایک بربادی افگن ہوگا۔ اور یہی وہ کذاب ہے جو تشیع کا اظہار کرتا تھا اور بربادی افگن حجاج بن یوسف ثقفی ہے جو عبدالملک بن مروان کی طرف سے کوفہ کا امیر بنا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا اور حجاج اس کے الٹ تھا' وہ بہادر' ظالم ناصبی تھا لیکن اس طبقہ میں کوئی دین اسلام اور دعوت نبوت پر نہ تھا اور یہ کہ اس کے پاس بلند تر جاننے والے کی طرف سے وحی آتی ہے۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال مختار نے المثنیٰ بن مخرمۃ العبدی کو بصرہ بھیجا کہ وہ وہاں کے باشندوں کو مقدور بھر اس کی طرف دعوت دے پس وہ کوفہ میں داخل ہوا اور وہاں اس نے ایک مسجد تعمیر کی جس میں اس کے پاس اس کی قوم کے لوگ اکٹھے تھے پس وہ انہیں مختار کی طرف دعوت دینے لگا پھر الورق شہر میں آیا اور اس کے پاس اس نے پڑاؤ کر لیا تو حارث بن عبداللہ بن ربیعۃ القباع جو مصعب کی معزولی سے قبل بصرہ کا امیر تھا۔ نے پولیس کے امیر عباد بن الحصین کے ساتھ اس کی طرف فوج روانہ کی تو انہوں نے اس کے ساتھ جنگ کی اور اس سے شہر چھین لیا اور اس کے اصحاب کو شکست ہوئی اور بنو عبدالقیس ان کی نصرت کو اٹھے تو اس نے ان کی طرف بھی فوج روانہ کی اور انہوں نے اس کی طرف فوج بھیجی تو اس نے احنف بن قیس اور عمرو بن عبدالرحمٰن مخزومی کو لوگوں کے درمیان مصالحت کروانے کے لیے بھیجا اور مالک بن مسمع نے ان دونوں کی مدد کی تو لوگ ایک دوسرے سے رُک گئے اور وہ ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ شکست خوردہ اور مغلوب اور مسلوب ہو کر مختار کے پاس واپس آ گیا اور اس نے احنف وغیرہ امراء کے ذریعے ہونے والی مصالحت کے متعلق مختار کو بتایا اور مختار نے ان کے بارے میں لالچ کیا اور ان سے خط و کتابت کی کہ وہ اس کے معاملے میں شامل ہو جائیں اور اس نے احنف بن قیس کو جو خط لکھا وہ یہ تھا:

''مختار کی جانب سے احنف بن قیس اور اس سے پہلے کے امراء کی طرف کیا تم مصالحت میں ہو' امابعد! مضر میں سے بنی ربیعہ کے لیے ہلاکت ہو اور احنف اپنی قوم کو دوزخ میں داخل کر رہا ہے جہاں سے وہ ان کی واپسی کی سکت نہیں پائے گا اور میں تمہارے لیے وہی اختیار رکھتا ہوں جو قضا و قدر میں لکھا گیا ہے اور مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم نے میرا نام کذاب رکھا ہے اور مجھ سے پہلے انبیاء کی بھی تکذیب کی گئی ہے اور میں ان سے بہتر نہیں ہوں''۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ ابوالسائب بن جنادہ نے مجھ سے بیان کیا کہ حسن بن حماد نے عن حماد بن علی عن مجالد عن الشعبی ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں بصرہ میں داخل ہو کر ایک حلقہ میں جا بیٹھا جس میں احنف بن قیس بھی تھا' ان لوگوں میں سے ایک

شخص نے پوچھا تو کن لوگوں میں سے ہے؟ میں نے کہا اہل کوفہ میں سے اس نے کہا تم ہمارے موالی ہو میں نے پوچھا' کیسے؟ اس نے کہا' ہم نے تمہیں تمہارے غلاموں سے جو مختار کے اصحاب تھے بچایا ہے' میں نے کہا کیا تمہیں معلوم ہے کہ ہمدان کے ایک شیخ نے ہمارے اور تمہارے متعلق کیا کہا ہے؟

احنف نے پوچھا اس نے کیا کہا ہے؟ میں نے کہا' اس نے کہا ہے:

''اگر تم نے غلاموں کو قتل کر دیا ہے اور ایک دفعہ آل عدل کو شکست دی ہے تو کیا تم فخر کرتے ہو؟ پس جب تم ہم سے فخر کرتے ہو تو اس سلوک کو بھی یاد کرو جو جنگِ جمل کے روز ہم نے تم سے کیا تھا' کچھ شیوخ' خون سے رنگین تھے اور کچھ خوبرو جوان کمزور ہو گئے تھے' وہ زرہ میں لڑکھڑاتا ہوا آیا اور ہم نے چاشت کے وقت اسے اونٹ کی طرح ذبح کر دیا اور ہم نے تمہیں معاف کیا اور تم نے ہمارے معاف کرنے کو فراموش کر دیا اور تم نے خدا کی نعمت کی ناشکری کی' اور تم نے حضرت حسینؓ کے بدلے میں اپنی قوم کی بجائے ان میں سے برے آدمیوں کو قتل کیا''۔

راوی بیان کرتا ہے احنف نے غضب ناک ہو کر کہا اے نوجوان کاغذ لاؤ' کاغذ لایا گیا تو اس میں تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مختار بن ابی عبید کی جانب سے احنف بن قیس کی طرف

''امابعد! مضر میں سے بنی ربیعہ کے لیے ہلاکت ہو بلاشبہ احنف اپنی قوم کو دوزخ میں داخل کر رہا ہے جہاں سے وہ واپسی کی سکت نہیں رکھتے اور مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم میری تکذیب کرتے ہو' پس اگر میری تکذیب کی گئی ہے تو مجھ سے پہلے رسولوں کی بھی تکذیب کی گئی ہے۔ اور میں ان سے بہتر نہیں ہوں''۔

پھر احنف نے کہا یہ ہم سے یا تم میں سے ہے۔

باب

جب مختار کو معلوم ہو گیا کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما ان سے غافل نہیں اور عبدالملک کی طرف سے ابن زیاد کے ساتھ بہت بڑی شامی فوج جس کا قصد نہیں کیا جا سکتا' اس کی طرف آ رہی ہے تو وہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے نرمی کرنے لگا اور آپ کو فریب دینے لگا' اور اس نے آپ کی طرف لکھا: میں نے سمع واطاعت اور آپ کی خیر خواہی کرنے پر آپ کی بیعت کی ہے اور جب میں نے دیکھا کہ آپ نے مجھ سے اعراض کر لیا ہے تو میں آپ سے دور ہو گیا اور اگر آپ اس عہد پر قائم ہیں جو میں نے آپ سے لیا ہے تو میں آپ کی بھی سمع واطاعت پر قائم ہوں اور مختار شیعوں سے اس بات کو مکمل طور پر چھپاتا تھا اور جب کوئی شخص اس میں سے کسی بات کا ذکر اس سے کرتا تو وہ ان کے سامنے یہ اظہار کرتا کہ وہ اس بات سے سب لوگوں سے دور تر ہے جب اس کا خط حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو ملا تو آپ نے معلوم کرنا چاہا کہ کیا یہ سچا ہے یا جھوٹا سو آپ نے عمر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام مخزومی کو بلایا اور اسے کہا' کوفہ کی تیاری کرو میں نے تجھے اس کا امیر بنا دیا ہے' اس نے کہا' کیسے جب کہ وہاں مختار موجود ہے؟ آپ نے کہا اس کا خیال ہے کہ وہ ہمارا سامع اور مطیع ہے اور آپ نے تقریباً چالیس ہزار درہم اسے تیاری کے لیے دیئے' پس وہ چلا گیا اور ابھی وہ راستے ہی میں تھا کہ اسے مختار کی جانب سے زائدہ بن قدامہ پانچ ہزار زرہ پوش سواروں کے ساتھ ملا اور اس کے پاس ستر ہزار روپیہ بھی تھا اور مختار نے اسے حکم دے کر کہا اسے مال دینا اگر وہ واپس چلا جائے تو فبہا' ورنہ جوانوں کی آمدورفت کرانا اور اس سے جنگ کرنا حتیٰ کہ وہ واپس چلا جائے پس جب عمر بن عبدالرحمٰن نے دولت کو دیکھا تو اس نے مال کو لے لیا اور بصرہ کی طرف چلا گیا اور وہ اور ابن مطیع وہاں کے امیر حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ کے پاس اکٹھے ہو گئے اور یہ المثنیٰ بن مخرمہ کے کھڑے ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور مصعب بن زبیر کے بصرہ پہنچنے سے قبل کی بات ہے۔

اور عبدالملک بن مروان نے اپنے عمزاد عبدالملک بن حارث بن الحکم کو ایک فوج کے ساتھ وادی القریٰ کی طرف روانہ کیا تاکہ وہ حضرت ابن زبیرؓ کے نائبین سے شہر کو چھین لیں اور مختار نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو لکھا' اگر آپ پسند کریں تو میں آپ کو فوجی مدد دوں اور وہ آپ کو دھوکا دینا چاہتا تھا' حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے اسے لکھا' اگر تو میری اطاعت پر قائم ہے تو میں اس بات کو ناپسند نہیں کرتا' پس وادی القریٰ کی طرف ایک فوج روانہ کر دو تاکہ وہ شامیوں کے ساتھ جنگ کرنے میں ہماری مددگار ہو' سو مختار نے تین ہزار آدمی تیار کیے جن کا امیر شرحبیل بن ورس ہمدانی تھا اور ان میں صرف سات سو عرب تھے اور اس نے شرحبیل سے کہا چلتے جاؤ حتیٰ کہ شہر میں داخل ہو جاؤ اور جب تو داخل ہو جائے تو مجھے خط لکھنا حتیٰ کہ میرا حکم تیرے پاس آ جائے اور وہ حضرت ابن زبیرؓ سے شہر کو چھیننا چاہتا تھا پھر اس کے بعد مکہ جا کر حضرت ابن زبیر کا محاصرہ کرنا چاہتا تھا اور حضرت ابن زبیر کو خدشہ ہوا کہ مختار نے یہ فوج دھوکا دینے کے لیے بھیجی ہے تو آپ نے عباس بن سہل بن سعد الساعدی کو دو ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ اعراب سے

مدد طلب کرے اور انہیں کہا اگر تم انہیں میرا مطیع دیکھو تو ٹھیک ورنہ ان سے مکر و فریب کرو حتیٰ کہ اللہ انہیں ہلاک کر دے' پس عباس بن سہل آیا اور رقیم میں ابن ورس سے ملا اور ابن ورس اپنی فوج میں موجود تھا ان دونوں نے وہاں ایک پانی پر ملاقات کی تو عباس نے اسے کہا' کیا تم ابن زبیر کی اطاعت میں نہیں ہو؟ اس نے کہا بے شک' اس نے کہا آپ نے مجھے حکم دیا ہے کہ ہم وادی القریٰ کی طرف جائیں اور وہاں جو شامی موجود ہیں ان سے جنگ کریں' ابن ورس نے اسے کہا' مجھے تیری اطاعت کا حکم نہیں دیا گیا' مجھے مختار نے حکم دیا ہے کہ میں شہر میں داخل ہو جاؤں پھر میں اپنے آقا کو خط لکھوں گا اور وہ مجھے اپنا حکم دے گا' پس عباس اس کا مقصد سمجھ گیا اور اس نے اس کے سامنے یہ اظہار نہ کیا کہ وہ اس کا مقصد سمجھ گیا ہے اور اس نے اسے کہا تمہاری رائے بہتر ہے' تمہیں جو معلوم ہو اس پر عمل کرو' پھر عباس اس کے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے ان کی طرف اونٹنیاں' بکریاں اور آٹا بھیجا اور انہیں اس کی شدید ضرورت تھی اور بھوک بھی بہت تھی پس وہ انہیں ذبح کرنے اور پکانے لگے اور وہ روٹیاں پکا کر اسی پانی پر کھانے لگے اور جب رات ہوئی تو عباس بن سہل نے ان پر شب خون مارا' اور اس نے ان کے امیر اور تقریباً ستر آدمیوں کو قتل کر دیا اور بہت سے لوگوں کو قیدی بنا لیا اور ان کی اکثریت کو قتل کر دیا اور ان میں سے تھوڑے سے آدمی مختار کی طرف اور اپنے شہروں کی طرف ناکام ہو کر واپس آ گئے۔

ابومخنف نے بیان کیا ہے کہ یوسف نے مجھ سے بیان کیا کہ عباس بن سہل ان کے پاس پہنچا تو وہ یہ اشعار پڑھ رہا تھا۔

''میں پسر سہل ہوں جو بزدل سوار نہیں جب مینڈھے پیچھے ہٹ جاتے ہیں تو میں حیرت میں ڈال دینے والا بہادر اور سبقت کرنے والا ہوں اور میں جنگ کے روز تلوار کے ساتھ مشہور بہادر کے سر پر سوار ہو جاتا ہوں حتیٰ کہ وہ پچھڑ جاتا ہے''۔

جب مختار کو ان کا حال معلوم ہوا تو اس نے اپنے اصحاب میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور کہا:

''شریر فاجروں نے نیک لوگوں کو قتل کر دیا ہے' آگاہ رہو یہ ایک فیصلہ شدہ بات اور ایک آنے والا امر تھا''۔

پھر اس نے صالح بن مسعود خثعمی کے ہاتھ ایک خط حضرت محمد بن حنفیہ کو لکھا جس میں بیان کیا کہ اس نے آپ کی مدد کے لیے مدینہ کی طرف ایک فوج بھیجی تھی اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی فوج نے اس فوج کے ساتھ دھوکا کیا ہے اگر آپ کی رائے ہو تو میں دوسری فوج کو مدینہ کی طرف بھیج دوں اور آپ اپنی جانب سے ان کی طرف ایلچی بھیجیں پس ایسا کر دیجیے۔

حضرت ابن حنفیہؒ نے اسے لکھا:

''امابعد! مجھے سب امور سے وہ امر زیادہ محبوب ہے جس میں اللہ کی اطاعت کروں' پس تو پوشیدہ اور اعلانیہ امور میں اللہ کی اطاعت کر' اور سمجھ لے کہ اگر میں جنگ کا ارادہ کرتا تو میں لوگوں کو سرعت کے ساتھ اپنے پاس آتا پاتا اور میرے مددگار بہت ہیں لیکن میں ان سے الگ ہوں اور صبر کرتا ہوں حتیٰ کہ وہ میرا فیصلہ کر دے اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے''۔

اور آپ نے صالح بن مسعود سے فرمایا: مختار سے کہہ دینا کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرے اور خونریزی سے باز رہے اور جب حضرت محمد بن حنفیہ کا خط اسے ملا تو اس نے کہا میں نے نیکی اور آسائش کے جمع کرنے اور کفر و خیانت کے دور کرنے کا ارادہ کیا ہے۔

اور ابن جریر نے المدائنی اور ابومخنف کے طریق سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن زبیرؓ نے اہل کوفہ کے سترہ اشراف کے ساتھ

حضرت ابن حنفیہ کے پاس جانے کا ارادہ کیا اور آپ نے انہیں اپنی بیعت کرنے تک قید کر دیا اور انھوں نے امت کے متفق علیہ شخص کے سوا بیعت کرنے سے انکار کر دیا تو آپ نے انہیں ڈرایا دھمکایا اور زمزم میں انہیں باندھ دیا۔ انہوں نے مختار بن ابی عبید کو مدد کا خط لکھا اور اسے کہنے لگے حضرت ابن زبیرؓ نے ہمیں قتل کرنے اور آگ میں جلانے کی دھمکی دی ہے پس تم ہمیں حضرت حسینؓ اور آپ کے اہل بیت کی طرح بے یار و مددگار نہ چھوڑنا' پس مختار نے شیعوں کو جمع کر کے انہیں خط سنایا اور کہنے لگا: یہ اہل بیت کا دادخواہ ہے جو تم سے مدد مانگتا ہے اور وہ اس بات کو لے کر لوگوں میں کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا' اگر میں ان کی بھرپور مدد نہ کروں اور ان کی طرف سیلاب کی طرح سوار نہ بھیجوں جن کے پیچھے بھی سوار ہوں حتیٰ کہ ابن الکاہلیہ پر ہلاکت نازل ہو جائے تو میں ابواسحٰق نہیں' پھر اس نے ابوعبداللہ الجد لی کو ستر طاقتور سواروں اور ظبیان بن عمر التیمی کو چار سو جوانوں اور ابوالمعتمر کو ایک سو جوانوں اور ہانی بن قیس کو ایک سو جوانوں اور عمیر بن طارق کو چالیس جوانوں کے ساتھ بھیجا اور طفیل بن عامر کے ہاتھ حضرت محمد بن حنفیہ کو آپ کی طرف فوجیں بھیجنے کا خط لکھا' ابوعبداللہ الجد لی' ذات عرق میں اترا حتیٰ کہ ۱۵۰ سوار اس کے ساتھ آ ملے پھر وہ ان کو لے کر اعلانیہ طور پر دن کے وقت مسجد حرام میں داخل ہو گیا اور وہ یا ثارات الحسین پکار رہے تھے اور حضرت ابن زبیرؓ نے حضرت ابن حنفیہؒ اور آپ کے اصحاب کے لیے لکڑیاں تیار کیں تھیں کہ اگر وہ ان کی بیعت نہ کریں تو وہ ان سے انہیں جلا دیں اور مدت مقررہ میں صرف دو دن باقی تھے۔ پس مختار کے اصحاب' حضرت محمد بن حنفیہؒ کے پاس گئے اور انھوں نے آپ کو حضرت ابن زبیرؓ کے قید خانے سے رہا کرا دیا اور کہنے لگے اگر آپ ہمیں اجازت دیں تو ہم حضرت ابن زبیرؓ کے ساتھ جنگ کریں آپ نے فرمایا میں مسجد حرام میں جنگ کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ تو حضرت ابن زبیرؓ نے انہیں کہا نہ ہم ہٹتے ہیں نہ تم ہٹو حتیٰ کہ وہ بیعت کر لیں اور تم بھی ان کے ساتھ بیعت کر لینا تو انہوں نے آپ کی بات نہ مانی پھر ان کے بقیہ اصحاب انہیں آ ملے اور وہ حرم کے اندر یا ثارات الحسین پکارنے لگے جب حضرت ابن زبیرؓ نے ان کی یہ حالت دیکھی تو آپ ان سے ڈر گئے اور ان سے باز رہے پھر انہوں نے حضرت محمد بن حنفیہ کو پکڑ لیا اور حاجیوں سے بہت سا مال لے لیا اور ان کو لے کر شعب علی میں داخل ہو گئے اور چار ہزار آدمی اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور اس نے ان کے درمیان یہ مال تقسیم کر دیا' ابن جریر نے یہ واقعہ ایسے ہی بیان کیا ہے اور اس کی صحت محل نظر ہے۔ واللہ اعلم

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے لوگوں کو حج کرایا اور مدینہ میں آپ کا بھائی مصعب آپ کا نائب تھا اور بصرہ پر آپ کا نائب حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ تھا اور کوفہ پر مختار اور بلاد خراسان پر عبداللہ بن حازم مستولی تھا' اور اس نے عبداللہ بن حازم کی جنگوں کا بھی ذکر کیا ہے جن کا بیان طویل ہے۔

باب

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال ابراہیم بن اشتر' عبیداللہ بن زیاد کے پاس گیا یہ ۲۲/ ذوالحجہ کا واقعہ ہے اور ابو مخنف نے اپنے مشائخ سے بیان کیا ہے کہ جونہی مختار' جبانۃ السبیع اور اہل کناسہ سے فارغ ہوا' اس نے دو روز بعد ابن اشتر کو اہل شام کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بھیج دیا' سو وہ ۲۲/ ذوالحجہ ۶۶ھ کو بروز ہفتہ روانہ ہوا اور مختار بھی اسے اپنے سرکردہ اصحاب کے ساتھ الوداع کرنے گیا اور مختار کے مقربین بھی اس کے ساتھ گئے اور ان کے ساتھ مختار کی کرسی بھی چتکبرے خچر پر لدی ہوئی تھی تا کہ وہ دشمنوں کے خلاف اس سے مدد طلب کریں اور وہ برہنہ پا اس سے دعائیں کر رہے تھے اور مدد مانگ رہے تھے اور عاجزی کر رہے تھے پس مختار اسے تین باتوں کی وصیت کرنے کے بعد واپس آ گیا اس نے کہا اے ابن اشتر اپنی پوشیدہ اور اعلانیہ باتوں میں اللہ سے ڈرنا اور جلدی چلنا اور اپنے دشمن سے جلد جنگ کرنا اور کرسی والے اصحاب مسلسل ابن اشتر کے ساتھ چلتے رہے اور ابن اشتر کہنے لگا اے اللہ ہم میں سے جن بے وقوف لوگوں نے بنی اسرائیل کی سنت کے مطابق کیا ہے اس کا ہم سے مواخذہ نہ کرنا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے وہ اپنے بچھڑے کے گرد چکر لگاتے تھے۔ اور جب وہ اور اس کے اصحاب پل پار کر گئے تو کرسی والے اصحاب واپس آ گئے۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس کرسی کے بنانے کا باعث وہ بات تھی جو عبداللہ بن احمد بن شبویہ نے مجھ سے بیان کی ہے میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن المبارک نے بحوالہ اسحٰق بن یحییٰ بن طلحہ ہم سے بیان کیا کہ معبد بن خالد نے مجھ سے بیان کیا کہ طفیل بن جعدۃ بن ہبیرہ نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں چاندی کے سکے کا محتاج ہو گیا اسی حالت میں' میں ایک شخص کے دروازے کے پاس سے گزرا جو میرا پڑوسی تھا اس کے پاس ایک کرسی تھی جو بہت میلی کچیلی تھی میرے دل میں خیال آیا کہ میں اس کے متعلق اس سے بات کروں' میں نے واپس آ کر اسے پیغام بھیجا کہ مجھے کرسی بھیج دو اس نے اسے بھیج دیا میں نے مختار کے پاس آ کر اسے کہا' میں نے ایک چیز تجھ سے چھپائے رکھی ہے مجھے خیال آیا ہے کہ میں تجھے بتا دوں' اس نے پوچھا وہ کیا چیز ہے؟ میں نے کہا' کرسی ہے جس پر جعدۃ بن ہبیرہ بیٹھا کرتا تھا' معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس میں کوئی موروثی علم ہے اس نے کہا سبحان اللہ' تو نے آج تک کیوں تاخیر کی ہے؟ اسے میرے پاس بھیج دو' راوی بیان کرتا ہے میں اسے لایا اور اسے دھویا تو خوبصورت لکڑی نکل آئی حالانکہ وہ تیل سے چکٹ ہو چکی تھی' اس نے میرے لیے بارہ ہزار دینار کا حکم دیا پھر لوگوں میں الصلاۃ جامعۃ کا اعلان کر دیا گیا' راوی بیان کرتا ہے مختار نے لوگوں سے خطاب کیا اور کہا: گذشتہ امتوں میں جو کام بھی ہوا ہے اس کی مانند اس امت میں بھی ہونے والا ہے' بلاشبہ بنی اسرائیل میں ایک تابوت تھا جس سے وہ مدد مانگتے تھے' اور یہ کرسی بھی اس کی مانند ہے پھر اس کے حکم سے اس سے کپڑے ہٹائے گئے اور سبائیہ نے کھڑے ہو کر اپنے ہاتھ بلند کر کے تین بار تکبیر کہی تو شبث بن ربعی نے کھڑے ہو

کر لوگوں کو ملامت کی اور قریب تھا کہ وہ اس تابوت کی ایسی تعظیم کرنے والے کی تکفیر کرتا اور اس نے اسے توڑنے اور مسجد سے نکال باہر کرنے اور ہرنیوں کی جگہ پر پھینک دینے کا اشارہ کیا تو لوگوں نے شبث بن ربعی کا شکریہ ادا کیا اور جب کہا گیا کہ یہ عبیداللہ بن زیاد آ گیا ہے۔ اور مختار نے ابن اشتر کو بھیجا تو اس کے ساتھ اس نے چتکبرے خچر پر کرسی بھی لاد کر بھیجی جسے ریشمی کپڑوں سے ڈھانپا گیا تھا اس کی دائیں طرف بھی سات کپڑے تھے اور جب شامیوں کے ساتھ ان کا مقابلہ ہوا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا اور انھوں نے شامیوں پر غلبہ پایا اور ابن زیاد کو قتل کر دیا تو اس کرسی کی تعظیم میں اضافہ ہو گیا حتیٰ کہ وہ اسے کفر تک لے گئے طفیل بن جعدۃ نے بیان کیا ہے میں نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون اور میں اپنے کیے پر پشیمان ہوا اور لوگوں نے اس کرسی پر اعتراضات کیے اور وہ بکثرت اس کے عیب بیان کرنے لگے تو اس نے کرسی کو غائب کر دیا حتیٰ کہ اس کے بعد اسے نہیں دیکھا گیا۔

اور ابن الکلبی نے بیان کیا ہے کہ مختار نے آل جعدۃ بن ہبیرہ سے وہ کرسی مانگی جس پر جعدہ بیٹھا کرتا تھا انھوں نے کہا ہمارے پاس وہ چیز نہیں جو امیر کہتا ہے اس نے ان سے اصرار کیا تو انہیں معلوم ہو گیا کہ اگر وہ کوئی کرسی بھی لے آئے وہ اسے ان سے قبول کر لے گا وہ ایک گھر سے کرسی اٹھا کر اس کے پاس لائے اور کہنے لگے یہ وہی کرسی ہے اور شاکر شبام اور دیگر مختاری سرداروں نے باہر نکل کر اسے حریر و دیباج پہنا دیا اور ابو مخنف نے بیان کیا ہے کہ سب سے پہلے موسیٰ بن ابی موسیٰ اشعریؓ نے اس کرسی پر پردے لگائے پھر لوگوں نے اس بارے میں اس پر عتاب کیا تو وہ اسے حوشب البرسمی کے پاس لے گیا اور وہ اس کا دوست تھا حتیٰ کہ مختار ہلاک ہو گیا اللہ اس کا بھلا نہ کرے روایت ہے کہ مختار یہ اظہار کرتا تھا کہ اسے معلوم نہیں کہ اس کے اصحاب اس کرسی کی کس وجہ سے تعظیم کرتے ہیں اور اس کرسی کے بارے میں اعشیٰ ہمدان نے کہا ہے۔

''میں تمہارے متعلق گواہی دیتا ہوں کہ تم سباہی ہو اور اے شرک کی پولیس میں تمہیں جانتا ہوں اور میں قسم کھاتا ہوں کہ تمہاری کرسی سکینت والی نہیں ہے اگرچہ اس پر کپڑے لپیٹے گئے ہیں اور تابوت کی مانند ہم میں کوئی چیز نہیں خواہ شبام نہد اور عارف اس کے اردگرد سعی کریں اور میں آل محمد سے محبت کرنے والا شخص ہوں اور میں اس وحی کا پیروکار ہوں جو مصاحف کے اندر ہے اور میں نے عبداللہ کی متابعت کی ہے اس لیے کہ قریش کے سیاہ وسفید بالوں والے اور سخی سردار پے در پے اس کے پاس آئے ہیں''۔

اور متوکل لیثی نے کہا ہے۔

''ابو اسحٰق کو پیغام پہنچا دو کہ میں تمہاری کرسی کا کافر ہوں شبام اس کی لکڑیوں کے اردگرد ناچتے ہیں اور شاکر اس کی وحی کو اٹھاتا ہے اس کے اردگرد ان کی آنکھیں سرخ ہوئی ہیں گویا وہ موٹے چنے ہیں''۔

میں کہتا ہوں یہ اور اس قسم کی باتیں مختار اور اس کے اتباع کی کم عقلی پر دال ہیں اور اس کی کم علمی کمزوری اور جہالت کی زیادتی اور اس کی نادانی اور اپنے اتباع میں باطل کی ترویج اور حق کو باطل کے ساتھ تشبیہ دینے پر بھی دال ہیں تا کہ وہ کمینے لوگوں کو گمراہ کرے اور جاہل عوام اس کے پاس اکٹھے ہو جائیں۔

واقدی نے بیان کیا ہے کہ اس سال مصر میں طاعون پڑی جس میں بہت سے مصری ہلاک ہو گئے اور اسی سال میں عبدالعزیز

بن مروان نے مصر میں دنانیر ڈھالے اور آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مصر میں دنانیر ڈھالے' مرآت الزمان کے مصنف نے بیان کیا ہے کہ اسی سال میں عبدالملک بن مروان نے بیت المقدس کے صخرہ پر گنبد بنانے اور مسجد اقصیٰ کی عمارت کی تعمیر کی ابتدا کی اور اس کی عمارت ۷۳ھ میں مکمل ہوئی اور اس کا سبب یہ تھا کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما مکہ پر قابض تھے اور وہی منیٰ اور عرفہ کے ایام میں خطبہ دیتے تھے اور لوگوں کا قیام مکہ میں تھا' آپ عبدالملک کو برا بھلا کہتے اور بنی مروان کی برائیوں کا ذکر کرتے اور فرماتے۔ بلاشبہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے الحکم اور اس کی اولاد پر لعنت کی ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دھتکارا ہوا اور آپ کا لعنت کیا ہوا ہے اور آپ اپنی طرف دعوت دیا کرتے تھے اور آپ بڑے فصیح البیان تھے' پس اہل شام کا بڑا حصہ آپ کی طرف مائل ہو گیا' عبدالملک کو اس امر کی اطلاع ملی تو اس نے لوگوں کو حج سے روک دیا تو انہوں نے شور مچا دیا تو اس نے صخرہ پر گنبد اور مسجد اقصیٰ کی تعمیر کی تا کہ انہیں حج سے غافل کر دے اور ان کے دلوں کو مائل کرے اور وہ صخرہ کے پاس کھڑے ہوتے اور اس کے اردگرد اس طرح طواف کرتے جیسے وہ کعبہ کے گرد طواف کرتے تھے اور عید کے روز قربانی کرتے اور اپنے سروں کو منڈاتے تھے۔ اور اس نے اپنے متعلق یہ اظہار کیا کہ حضرت ابن زبیرؓ نے اسے برا بھلا کہا ہے اور آپ مکہ میں اسے برا بھلا کہتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس نے اس سے اکاسرہ کے فعل کی مشابہت کی ہے جو وہ ایوان کسریٰ اور خضراء میں کرتے تھے جیسا کہ حضرت معاویہؓ نے کیا تھا۔

اور جب عبدالملک نے بیت المقدس کی تعمیر کا ارادہ کیا تو اس نے اموال اور عمال کو اس کی طرف بھیجا اور کام کو رجاء بن حیوۃ اور اپنے غلام یزید بن سلام کے سپرد کیا اور شہروں کے اطراف سے کاریگروں کو جمع کر کے انہیں بیت المقدس کی طرف بھیجا اور اس کی طرف بہت سے اموال بھیجے اور رجاء بن حیوۃ اور یزید کو حکم دیا کہ اموال کو خوب خرچ کریں اور اس میں توقف نہ کریں' پس انہوں نے اخراجات کو خوب پھیلایا اور گنبد کو شاندار طور پر تعمیر کیا اور رنگین سنگ مرمر سے اس کا فرش بنایا اور گنبد کے لیے دو جھول بنائے ایک سردیوں کے لیے جو سرخ پودکا تھا اور دوسرا گرمیوں کے لیے جو چمڑے کا تھا اور مختلف قسم کے پردوں سے گنبد کا گھیراؤ کیا اور اس کے لیے مختلف قسم کی خوشبوؤں' کستوری' عنبر' گلاب اور زعفران کے لیے خادم مقرر کیے اور وہ اس سے خوشبو بناتے اور رات کو گنبد اور مسجد کو دھونی دیتے اور اس میں سنہری اور نقرئی قندیلیں اور زنجیریں اور بہت سے اشیاء لگائی گئیں اور اس میں عموماً قماری جو کستوری سے ڈھکا ہوتا ہے لگایا گیا اور گنبد اور مسجد میں مختلف قسم کے رنگین قالین بچھائے گئے اور جب وہ بخور چھوڑتے تو اسے بعید مسافت سے سونگھا جاتا اور جب کوئی شخص بیت المقدس سے اپنے شہر کو واپس جاتا تو کئی دنوں تک اس سے کستوری' خوشبو اور بخور کی خوشبو محسوس ہوتی رہتی اور معلوم ہو جاتا کہ وہ بیت المقدس سے آیا ہے اور یہ کہ وہ صخرہ میں داخل ہوا ہے اور اس میں خدام اور بہت سے لوگ اس کے منتظم تھے اور ان دنوں روئے زمین پر بیت المقدس کے صخرہ کے گنبد سے بڑھ کر خوب صورت عمارت موجود نہ تھی کیونکہ اس کی وجہ سے لوگ کعبہ اور حج سے غافل ہو گئے تھے اس لیے کہ وہ حج وغیرہ کے دنوں میں بیت المقدس کے سوا کسی طرف نہیں جاتے تھے اور اس سے لوگ بڑے فتنہ میں پڑ گئے اور ہر جگہ سے وہاں آنے لگے اور آخر میں انہوں نے اس میں بہت سے جھوٹے اشارات وعلامات بنا دیں اور اس میں انہوں نے پل صراط اور جنت کے دروازے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں اور وادی جہنم کی تصویر کشی کی اور اسی طرح اس کے دروازوں اور کئی جگہوں میں ایسا کیا جس سے لوگ فریب کھا گئے اور ہمارے زمانے تک فریب کھا رہے ہیں اور جب

صخرہ بیت المقدس کی تعمیر سے فراغت ہوئی تو روئے زمین پر اس کی خوش منظری کی کوئی نظیر موجود نہ تھی اور اس میں نگینے' جواہر اور رنگ برنگ پتھر کے ٹکڑے اور بہت سی چیزیں جڑی ہوئی تھیں اور ان کی بہت سے خوبصورت اقسام تھیں اور جب رجاء بن حیوۃ اور یزید بن سلام مکمل طور پر اس کی تعمیر سے فارغ ہو گئے تو جو مال انھوں نے اس پر خرچ کیا تھا اس سے چھ لاکھ مثقال اور بعض کہتے ہیں تین لاکھ مثقال بچ گئے انہوں نے لکھ کر عبدالملک کو اس کی اطلاع دی تو اس نے انہیں لکھا میں نے اسے تم دونوں کو بخش دیا ہے ان دونوں نے اسے لکھا اگر ہم استطاعت رکھتے تو ہم اپنی بیویوں کے زیورات سے اس مسجد کی تعمیر میں اضافہ کرتے اس نے انہیں لکھا اگر تم اس کے قبول کرنے سے انکاری ہو تو اسے گنبد اور دروازوں پر خرچ کر دو اور گنبد پر جو نیا اور پرانا سونا لگا تھا اس کی وجہ سے اسے دیکھا نہیں جا سکتا تھا اور جب ابوجعفر منصور ۱۴۰ھ میں اپنے دور خلافت میں بیت المقدس آیا تو اس نے مسجد کو ویران پایا تو اس نے گنبد اور دروازوں پر جو سونا اور پتھر لگے تھے انہیں اکھاڑنے کا حکم دے دیا نیز یہ کہ بعد میں جو ٹوٹ پھوٹ ہو گئی ہے اسے ٹھیک کریں تو انہوں نے ایسے ہی کر دیا اور مسجد طویل تھی تو اس نے حکم دیا کہ اس کے طول کو کم کر کے عرض میں اضافہ کر دیا جائے اور جب عمارت مکمل ہو گئی تو اس نے اس گنبد پر جو سامنے دروازے کے ساتھ ہے' لکھا: امیر المومنین عبدالملک نے ۶۲ھ میں اس کی ٹوٹ پھوٹ کے بعد اس کی تعمیر کا حکم دیا اور قبلہ سے شمال کی طرف مسجد کا طول ۷۶۵ گز تھا اور عرض ۴۶۰ گز تھا اور بیت المقدس ۱۶ھ میں فتح ہوا تھا۔ واللہ اعلم

۶۷ھ

اس سال ابراہیم بن اشتر نخعی کے ہاتھوں عبیداللہ بن زیاد قتل ہوا اور یہ واقعہ یوں ہے کہ ابراہیم بن اشتر گزشتہ سال کی ۲۲/ ذوالحجہ کو ہفتہ کے روز کوفہ سے نکلا پھر اس سال کا آغاز ہو گیا اور وہ ابن زیاد کے قتل کے ارادے سے موصل جا رہا تھا اور خازر مقام پر دونوں کی ملاقات ہوئی' موصل اور خازر کے درمیان پانچ فرسخ کا فاصلہ ہے' ابن اشتر نے یہ رات بے خوابی میں گزاری وہ سو نہیں سکتا تھا اور صبح کا وقت نزدیک آیا تو اس نے اٹھ کر اپنی فوج کو مرتب کیا اور اس کے دستے بنائے اور اپنے اصحاب کو اوّل وقت میں فجر کی نماز پڑھائی پھر سوار ہو کر اس نے ابن زیاد کی فوج سے جنگ کی اور اپنی فوج کے ساتھ دھیرے دھیرے آگے بڑھا اور وہ پیادوں میں پیادہ پا چل رہا تھا حتیٰ کہ اس نے ٹیلے کے اوپر سے ابن زیاد کی فوج کو دیکھا کیا دیکھتا ہے کہ ان میں سے ایک شخص بھی حرکت نہیں کرتا اور جب انہوں نے انہیں دیکھا تو وہ حیرت زدہ ہو کر ان کے سواروں اور ہتھیاروں کی طرف گئے اور ابن اشتر اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور وہ قبائل کے جھنڈوں کے پاس کھڑے ہو کر انہیں ابن زیاد کے ساتھ جنگ کرنے پر اکسانے لگا اور کہنے لگا یہ پسر بنت رسول کا قاتل ہے اللہ نے تمہیں اس پر قابو دے دیا ہے' اس کا مارنا تم پر فرض ہے اس نے پسر بنتِ رسولؐ کے ساتھ وہ سلوک کیا ہے جو فرعون نے بھی بنی اسرائیل کے ساتھ نہیں کیا۔ یہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا قاتل ابن زیاد ہے جو آپ کے اور فرات کے پانی کے درمیان رکاوٹ بن گیا تھا کہ آپ اور آپ کی اولاد اور آپ کی بیویاں اس سے پانی نہ پی سکیں اور اس نے آپ کو اپنے شہر کی طرف واپس جانے اور یزید بن معاویہ کے پاس جانے سے روک دیا حتیٰ کہ اس نے آپ کو قتل کر دیا' تم ہلاک ہو جاؤ اپنے سینوں کو اس سے ٹھنڈا کرو اور اس کے خون سے اپنی تلواروں اور اپنے نیزوں کو سیراب کرو' اسی نے تمہارے نبی کی آل سے جو کچھ کیا ہے کیا ہے اور اللہ اسے تمہارے پاس لے آیا ہے پھر اس نے بار بار اسی قسم کی باتیں کیں' پھر اپنے جھنڈے تلے آ گیا اور ابن زیاد اپنی بہت

سی پیادہ اور سوار فوج کے ساتھ آیا اور اس نے اپنے میمنہ پر حصین بن نمیر اور میسرہ پر عمیر بن الحباب السلمی کو امیر مقرر کیا اس نے ابن اشتر کے ساتھ مل کر اس سے وعدہ کیا کہ وہ اس کے ساتھ ہے نیز یہ کہ وہ کل لوگوں کو شکست دے گا اور ابن زیاد کے سواروں کا امیر شرحبیل بن الکلاع تھا اور ابن زیاد پیادوں کے ساتھ چل رہا تھا جونہی فریقین ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہوئے' حصین بن نمیر نے میمنہ کے ساتھ اہل عراق کے میسرہ پر حملہ کر کے اسے شکست دے دی اور اس کے امیر علی بن مالک جشمی کو قتل کر دیا' اس کے بعد اس کے بیٹے محمد بن علی نے اس کا جھنڈا پکڑ لیا اور وہ بھی اسی طرح قتل ہو گیا اور میسرہ مسلسل بھاگنے لگا۔ اور اشتر انہیں پکارنے لگا اے اللہ کی پولیس کے سپاہیو! میری طرف آؤ میں ابن اشتر ہوں اور اس نے اپنے سر کو ننگا کر دیا تاکہ لوگ اسے پہچان لیں اور مڑ کر اس کے پاس جمع ہو جائیں پھر اہل کوفہ کے میمنہ نے اہل شام کے میسرہ پر حملہ کر دیا اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اہل شام کا میسرہ شکست کھا گیا اور ابن اشتر کے پاس سمٹ گیا' پھر ابن اشتر نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ حملہ کیا اور اپنے علمبردار سے کہنے لگا اس جھنڈے کے ساتھ ان میں داخل ہو جا' اور ابن اشتر نے اس روز زبردست جنگ کی اور وہ جسے بھی تلوار مارتا اسے پچھاڑ کر رکھ دیتا اور بہت سے لوگ قتل ہو گئے اور بعض کا قول ہے کہ اہل شام کا میسرہ ثابت قدم رہا اور انھوں نے نیزوں کے ساتھ شدید جنگ کی پھر تلواروں کے ساتھ جنگ کی' پھر ابن اشتر نے پیچھے سے حملہ کیا اور شامی فوج اس کے آگے شکست کھا گئی اور وہ انہیں بکری کے بچوں کی طرح قتل کرنے لگا اور اس نے خود اور اس کے بہادر ساتھیوں نے ان کا تعاقب کیا اور عبیداللہ بن زیاد اپنے موقف پر ڈٹا رہا حتیٰ کہ ابن اشتر اس کے پاس سے گزرا اور اس نے اسے قتل کر دیا اور یہ اسے پہچانتا نہ تھا' لیکن اس نے اپنے اصحاب سے کہا' مقتولین میں اس شخص کو تلاش کرو جسے میں نے تلوار ماری تو اس سے مجھے کستوری کی خوشبو کی لپٹ آئی' اس کے ہاتھ مشرق کو اور پاؤں مغرب کو ہیں اور وہ نہر خازر کے کنارے پر ایک الگ جھنڈے کے پاس کھڑا تھا اسے تلاش کرو' کیا دیکھتے ہیں کہ وہ عبیداللہ ابن زیاد ہے' اور اسے ابن اشتر نے تلوار مار کر دولخت کر دیا ہے پس انہوں نے اہل شام پر فتح کی خوشخبری کے ساتھ اس کا سر کاٹ کر مختار کے پاس کوفہ بھیج دیا اور اہل شام کے سرکردہ لوگوں میں سے حصین بن نمیر اور شرحبیل بن ذی الکلاع قتل ہو گئے اور کوفیوں نے اہل شام کا تعاقب کیا اور ان میں سے بہت سے آدمی قتل ہو گئے اور ان میں سے جو قتل ہوئے ان سے زیادہ غرق ہو گئے اور ان کے پڑاؤ میں جو اموال اور گھوڑے تھے انہوں نے ان کو اکٹھا کر لیا۔

اور مختار نے اپنے اصحاب کو خبر آنے سے قبل فتح کی بشارت دی تھی ہمیں معلوم نہیں کہ یہ خوش فالی تھی یا اتفاق تھا یا کہانت تھی' اور یہ جو اس کے اصحاب کا خیال ہے کہ اس کے پاس وحی آئی تھی یہ بات نہیں' اور جو ایسا اعتقاد رکھتا ہے اس کی تکفیر کی جائے گی اور جو اس کا اقرار کرتا ہے اس کی بھی تکفیر کی جائے گی۔ لیکن اس نے یہ بھی کہا تھا کہ معرکہ نصیبین میں ہوگا اس کی جگہ کے بارے میں اس سے غلطی ہوئی ہے یہ معرکہ ارض موصل میں ہوا تھا اور یہ وہ بات ہے جس کی وجہ سے عامر شعبی نے جب اس کے پاس خبر آئی' تو اس نے مختار کے اصحاب پر تنقید کی اور مختار' بشارت وصول کرنے کے لیے کوفہ سے باہر نکلا اور مدائن آ کر اس کے منبر پر چڑھ گیا اسی اثناء میں کہ وہ خطاب کر رہا تھا اس کے پاس بشارت آ گئی اور وہ وہیں موجود تھا' شعبی نے بیان کیا ہے کہ اس کے اصحاب میں سے ایک نے مجھے کہا' کیا گزشتہ کل تو نے اسے ہمیں اس کی خبر دیتے نہیں سنا؟ میں نے اسے کہا' اس کا خیال تھا کہ جزیرہ کے علاقے میں نصیبین کے

مقام پر معرکہ ہوگا' اور بشارت دینے والے نے کہا ہے کہ وہ سرزمین موصل میں خازر مقام پر تھے اس نے کہا قسم بخدا اے شعبی تو عذاب دیکھے بغیر ایمان نہیں لائے گا پھر مختار کوفہ واپس آ گیا۔

اور اس کی غیر حاضری میں ایک جماعت نے جس نے یوم جبانۃ السبیع اور کناسہ کو اس سے جنگ کی تھی' مصعب بن زبیر کی طرف بصرہ جانے کی قوت پائی' ان میں شبث بن ربعی بھی شامل تھا اور ابن اشتر نے خوشخبری اور ابن زیاد کا سر بھجوایا اور اس نے ایک شخص کو نصیبین کی نیابت پر بھیجا اور وہ انہی شہروں میں مسلسل مقیم رہا اور اس نے موصل کی طرف عمال کو بھیجا اور اس نے سنجار اور دارا اور جزیرہ کے اردگرد کے مقامات پر قبضہ کر لیا۔

اور ابو احمد الحاکم نے بیان کیا ہے کہ عبید اللہ بن زیاد ۱۰ محرم ۶۶ھ کو قتل ہوا تھا اور صحیح ۶۷ھ ہے اور سراقہ بن مرداس البارقی نے ابن زیاد کے قتل کرنے پر ابن اشتر کی مدح کرتے ہوئے کہا ہے۔

''مذحج کے سرداروں میں سے ایک سردار تمہارے پاس آیا جو دشمن پر جری اور پیچھے ہٹنے والا نہیں تھا' اے ابن زیاد تو بڑے آدمی کے قتل کے بدلہ میں ہلاک ہوا اور تیز صیقل شدہ دو دھاری تلوار کی دھار کا مزا چکھ' ہم نے تجھے تیز دھار تلوار سے مارا ہے جب تو مقتول کے بدلے میں ہمارے پاس قتل ہو کر آیا' اللہ تعالیٰ' الٰہی سپاہیوں کو جزائے خیر دے جنہوں نے کل مجھے عبید اللہ کے قتل کی پیاس سے شفا دی''۔

ابن زیاد کے حالات:

عبید اللہ بن زیاد بن عبید' جو ابن زیاد بن ابی سفیان کے نام سے مشہور ہے اور اسے زیاد بن ابیہ اور ابن سمیہ بھی کہا جاتا ہے جو اپنے باپ زیاد کے بعد عراق کا امیر بنا اور ابن معین نے بیان کیا ہے کہ اسے عبید اللہ بن مرجانہ بھی کہا جاتا ہے' مرجانہ اس کی ماں تھی' اور دیگر مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ وہ مجوسیہ تھی اور عبید اللہ کی کنیت ابو حفص تھی اور وہ یزید بن معاویہ کے بعد دمشق میں سکونت پذیر ہو گیا اور اس کا گھر حمام کے پاس تھا جو اس کے بعد ابن عجلان کے گھر کے نام سے مشہور تھا۔ ابن عساکر نے ابو العباس احمد بن یونس ضبی سے جو روایت کی ہے اس کے مطابق اس کی پیدائش ۳۹ھ میں ہوئی' ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ اس نے حضرت معاویہؓ' حضرت سعدؓ بن ابی وقاص اور حضرت معقل بن یسارؓ سے حدیث روایت کی ہے اور حضرت حسن بصریؒ اور ابوالملیح امامہ نے اس سے روایت کی ہے اور ابو نعیم الفضل بن دکین نے بیان کیا ہے کہ ابن زیاد نے جس وقت حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا اس وقت اس کی عمر اٹھارہ سال تھی میں کہتا ہوں اس لحاظ سے اس کی پیدائش ۴۳ھ میں ہوئی ہوگی۔ واللہ اعلم

اور ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ حضرت معاویہؓ نے زیاد کو لکھا کہ اپنے بیٹے کو میرے پاس بھیج دو اور جب وہ آپ کے پاس آیا تو حضرت معاویہؓ نے اس سے جس چیز کے متعلق پوچھا وہ اس سے آگے بڑھ گیا حتیٰ کہ آپ نے اس سے شعر کے متعلق پوچھا تو اسے اس کے متعلق کچھ معلوم نہ تھا آپ نے اس سے پوچھا' تجھے شعر کے سیکھنے سے کس نے منع کیا ہے؟ اس نے کہا یا امیر المومنین میں نے اپنے سینے میں کلام الرحمٰن کے ساتھ کلام الشیطان کو جمع کرنا پسند نہیں کیا' حضرت معاویہؓ نے کہا خدا کی قسم اس نے عجیب بات کہی ہے اور یوم صفین کے روز مجھے ابن الاطنابہ کے اس شعر نے بھاگنے سے روکا وہ کہتا ہے۔

''میری عفت اور میری آزمائش نفع مند قیمت پر میرے حمد کو لے لینے نے اور محتاج ہونے پر میرے مال دینے اور خوفناک بہادر کی طرف بڑھنے اور جب کبھی خوف ہوا میرے اس قول نے کہ تو اپنی جگہ پر ٹھہرا رہ تیری تعریف ہوگی یا تو راحت حاصل کرے گا' اس بات سے انکار کر دیا کہ میں شان دار کارناموں کو دور کر دوں اور اس کے بعد درست ناک کی حمایت کروں''۔

پھر آپ نے اس کے باپ کو لکھا کہ اسے شعر کا راویہ بناؤ' اس نے اسے راویہ بنایا تو اس کے بعد اس سے اس کے بارے میں کوئی غلطی نہیں ہوئی تھی اور اس کے بعد اس نے جو شعر کہے ان میں یہ اشعار بھی ہیں:

''عنقریب جب دونوں سوار مڈبھیڑ کریں گے تو مروان بن نسوۃ کو پتہ چل جائے گا کہ میں انہیں ترچھے نیزے ماروں گا اور جب مہمان آتے ہیں اور میرے پاس سوائے گھوڑے کے کچھ نہیں ہوتا تو میں اسے ذبح کر کے ان کی خوب مہمان نوازی کرتا ہوں''۔

ایک روز حضرت معاویہؓ نے اہل بصرہ سے ابن زیاد کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا بلاشبہ وہ ذہین ہے لیکن اعرابی غلطی کر جاتا ہے آپ نے فرمایا کیا اعرابی غلطی اس کے لیے اچھی نہیں ابن قتیبہ وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ ان کا مقصد یہ تھا کہ وہ اپنے کلام میں غلطی کرتا ہے یعنی غیر واضح کلام کرتا ہے اور وہ اس کی حجت کو غلط کر دیتا جیسے شاعر نے اس بارے میں کہا ہے۔

''گفتار' خوبصورت ہے اور کبھی کبھی غلطی کرتا ہے اور بہترین بات وہ ہے جو غلط نہ ہو''۔

اور بعض کا قول ہے کہ ان کا مقصد قول میں غلطی کرنے سے یہ تھا کہ وہ اعراب کی ضد ہے اور بعض کا قول ہے کہ صواب کی ضد ہے اور یہی زیادہ مناسب ہے۔ واللہ اعلم

پس حضرت معاویہؓ نے اس کی سہل کلامی کو اچھا سمجھا نیز یہ کہ وہ اپنی گفتگو میں چرب زبانی سے کام نہیں لیتا اور بلا احتیاط ہر قسم کی گفتگو نہیں کرتا اور بعض کا قول ہے کہ عجم کے کلام سے اس میں لکنت پائی جاتی تھی بلاشبہ اس کی ماں شامی تھی اور کسی عجمی بادشاہ یزدگرد وغیرہ کی بیوی تھی' مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ اس کی گفتگو میں کچھ عجم کا کلام بھی پایا جاتا تھا اس نے ایک روز کسی خارجی سے کہا' کیا تو ہروری ہے؟ یعنی کیا تو حروری ہے؟

اور ایک روز اس نے کہا من کاتلنا کا تلناہ یعنی من قاتلنا قاتلناہ' اور حضرت معاویہؓ کا یہ قول کہ اعرابی غلطی اس کے لیے اچھی ہے' اس لیے تھا کہ اس کا میلان اپنے ماموؤں کی طرف تھا اور وہ حسن سیاست' جودت رعایت اور اچھی عادات سے متصف تھے۔

پھر جب زیاد ۵۳ھ میں مر گیا تو حضرت معاویہؓ نے سمرہ بن جندب کو ڈیڑھ سال مصر کا امیر مقرر کیا پھر اسے معزول کر کے عبداللہ بن عمرو بن غیلان بن سلمہ کو چھ ماہ تک وہاں کا امیر مقرر کیا پھر اسے معزول کر کے عبداللہ بن عمرو بن غیلان بن سلمہ کو چھ ماہ تک وہاں کا امیر مقرر کیا پھر اسے معزول کر کے ۵۵ھ میں ابن زیاد کو اس کا امیر مقرر کیا اور جب یزید نے خلافت سنبھالی تو اس نے بصرہ اور کوفہ کی امارت اسے دے دی اور اس نے یزید کی امارت میں البیضاء کی تعمیر کی اور کسریٰ کے قصر ابیض کا دروازہ اسے لگایا اور الحمراء کی تعمیر کی جو المربد کے راستے پر ہے اور وہ الحمراء میں موسم سرما اور البیضاء میں موسم گرما گزارتا۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے ابن زیاد کے پاس آ کر کہا اللہ امیر کا بھلا کرے میری بیوی فوت ہوگئی ہے اور میں اس کی ماں سے نکاح کرنا چاہتا ہوں' اس نے اسے کہا دفتر میں تیرا عطیہ کیا ہے؟ اس نے کہا سات سو درہم' اس نے کہا اے غلام اس کے عطیے میں سے چار سو کم کر دو' پھر اسے کہنے لگا: اس سمجھ کے ساتھ تجھے یہ تین سو کفایت کرے گا۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ ام افیح اور اس کا خاوند لڑتے ہوئے اس کے پاس آئے اور عورت نے اپنے خاوند سے علیحدگی اختیار کرنی چاہی تو ابوافیح نے کہا اللہ امیر کا بھلا کرے' مرد کے دو حصوں میں سے آخری حصہ بہتر ہوتا ہے اور عورت کے دو حصوں میں سے آخری برا ہوتا ہے' اس نے کہا یہ کیسے؟ اس نے کہا' مرد جب عمر رسیدہ ہو جاتا ہے تو اس کی عقل بڑھ جاتی ہے اور اس کی رائے مستحکم ہو جاتی ہے اور اس کی جہالت جاتی رہتی ہے اور جب عورت عمر رسیدہ ہو جاتی ہے تو وہ بداخلاق ہو جاتی ہے اور اس کی عقل کم ہو جاتی ہے اور اس کا رحم بانجھ ہو جاتا ہے اور اس کی زبان تیز ہو جاتی ہے' اس نے کہا تو نے درست کہا ہے اس کا ہاتھ پکڑ۔ اور واپس چلا جا۔

اور یحییٰ بن معین نے بیان کیا ہے کہ ابن زیاد نے صفوان بن محرز کے لیے دو ہزار درہم کا حکم دیا جو چرا لیے گئے' اس نے کہا ہو سکتا ہے کہ اسی میں بہتری ہو' اس کے اہل نے کہا' یہ کیسے بہتر ہو سکتا ہے؟ ابن زیاد کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے اسے مزید دو ہزار درہم دینے کا حکم دیا پھر اسے پہلے دو ہزار بھی مل گئے اور وہ چار ہزار ہو گئے تو وہ بہتر ہو گئے اور ہند بنت اسماء بن خارجہ سے پوچھا گیا۔ اس نے اس کے بعد عراق کے نائبین سے نکاح کیے تیرا سب سے معزز اور مکرم خاوند کون تھا؟ وہ کہنے لگی کسی شخص نے مروان بن بشیر کی طرح عورتوں کی عزت نہیں کی اور نہ حجاج بن یوسف کی ہیبت کی طرح عورتیں کسی سے ڈری ہیں اور میں چاہتی ہوں کہ قیامت قائم ہو اور میں عبیداللہ بن زیاد کو دیکھوں اور اس کی باتوں سے اور اس کی دید سے ٹھنڈک حاصل کروں۔ اور وہ اس کے ختنہ کے کھانے میں آیا تھا۔ اور اس نے دوسرے مردوں سے بھی نکاح کیے تھے۔

اور عثمان بن شیبہ نے عن جریر عن مغیرہ عن ابراہیم بیان کیا ہے کہ ابن زیاد پہلا شخص ہے جس نے فرض نماز میں معوذتین کو بلند آواز سے پڑھا ہے' میں کہتا ہوں اس سے مراد یہ ہے کہ کوفہ میں اس نے ان کو بلند آواز سے پڑھا۔ واللہ اعلم

بلاشبہ حضرت ابن مسعودؓ معوذتین کو اپنے مصحف میں نہ لکھتے تھے اور کوفہ کے فقہاء حضرت ابن مسعودؓ کے کبار اصحاب سے علم حاصل کرتے تھے۔ واللہ اعلم

ابن زیاد میں جرأت و اقدام اور ان باتوں کی طرف سبقت پائی جاتی تھی جو نہ جائز تھیں اور نہ اسے ان کی حاجت تھی۔ اس لیے کہ اس حدیث سے ثابت ہے جسے ابویعلیٰ اور مسلم نے روایت کیا ہے' دونوں نے عن شیبان بن فروخ عن جریر عن الحسن روایت کی ہے کہ عائذ بن عمرو عبیداللہ بن زیاد کے پاس گیا اور کہنے لگا اے میرے بیٹے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ سب سے برے راعی بسیار خور ہیں تو ان میں شامل ہونے سے بچ' اس نے اسے کہا بیٹھ جا تو رسول اللہ ﷺ کے مخلص اصحاب میں سے ہے اس نے پوچھا' کیا ان میں مخلص اصحاب تھے اس نے کہا مخلص ان کے بعد ہوں گے اور دوسرے لوگوں میں بھی ہوں گے اور کئی لوگوں نے حسن سے روایت کی ہے کہ عبیداللہ بن زیاد حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی عیادت کرنے گیا تو آپ نے اسے کہا میں تجھے ایک

حدیث بتاتا ہوں جسے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا ہے کہ:

''جب شخص کو اللہ تعالیٰ رعیت کا رکھوالا بنائے اور وہ جس روز مرے ان سے خیانت کرنے والا ہو تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کر دے گا''۔

اور کئی لوگوں نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت معقلؓ نے وفات پائی تو عبیداللہ بن زیاد نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کے دفن میں شامل نہ ہوا اور ایک بے فائدہ عذر کر دیا اور سوار ہو کر اپنے محل کی طرف چلا گیا اور اس کی جرأت واقدام میں سے ایک یہ بات بھی ہے کہ اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے سامنے حاضر کرنے کا حکم دیا۔ اگرچہ وہ اس سے قبل ہی قتل ہو گئے' حضرت حسینؓ نے اس سے جو مطالبات کیے تھے کہ وہ یزید کے پاس یا مکہ یا کسی سرحد پر چلے جاتے ہیں ان کا جواب دینا اس پر واجب تھا اور جب شمر بن ذی الجوشن نے اسے مشورہ دیا کہ دانائی یہی ہے کہ وہ تیرے پاس حاضر ہوں اور اس کے بعد تو انہیں جہاں چاہے لے جائے' وغیرہ وغیرہ پس اس نے شمر کے مشورے سے اتفاق کیا کہ آپ کو اس کے سامنے حاضر کیا جائے اور حضرت حسینؓ نے اس کے سامنے حاضر ہونے سے انکار کیا کہ ابن مرجانہ جو فیصلہ ان کے بارے میں کرنا چاہتا ہے' کرے اور وہ ہلاک اور خائب و خاسر ہوا اور پسر بنت رسولؐ کے لیے مناسب ہی نہ تھا کہ وہ ابن مرجانہ خبیث کے سامنے حاضر ہوں' محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ الفضل بن دکین اور مالک بن اسماعیل نے ہمیں بتایا کہ عبدالسلام بن حرب نے عبدالملک بن کردوس سے بحوالہ دربان عبیداللہ بن زیاد ہم سے بیان کیا کہ وہ بیان کرتا ہے کہ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ قتل ہوئے تو میں اس کے ساتھ محل میں داخل ہوا' راوی بیان کرتا ہے کہ اس کے چہرے پر آگ بھڑک اٹھی یا اسی قسم کی اس نے کوئی اور بات کہی اور اس نے اپنی آستین سے بتایا کہ اس طرح اس کے چہرے پر آگ بھڑکی' اور اس نے کہا اسے کسی شخص سے بیان نہ کرنا' اور شریک نے بحوالہ مغیرہ بیان کیا ہے کہ مرجانہ نے اپنے بیٹے عبیداللہ سے کہا اے خبیث تو نے پسر بنت رسول کو قتل کر دیا ہے تو کبھی جنت کو نہیں دیکھے گا اور قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ جب یزید بن معاویہ فوت ہوا تو دونوں شہروں میں لوگوں نے عبیداللہ کی بیعت کر لی تا آنکہ لوگ ایک امام پر متفق ہو جائیں پھر انہوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور اپنے درمیان سے اسے نکال باہر کیا اور وہ شام جا کر مروان سے ملا' اور اسے یہ بات اچھی لگی کہ وہ خلافت کو سنبھال لے اور اپنی طرف دعوت دے سو اس نے ایسے ہی کیا اور ضحاک بن قیس کی مخالفت کی پھر عبیداللہ' ضحاک بن قیس کے پاس گیا اور مسلسل اس کے پاس رہا حتیٰ کہ اس نے اسے دمشق سے مرج راہط کی طرف نکال دیا پھر اسے یہ بات اچھی لگی کہ وہ اپنی بیعت اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی معزولی کی دعوت دے سو اس نے ایسے ہی کیا' پس اس کا نظام درہم برہم ہو گیا اور مرج راہط میں ضحاک اور اس کے ساتھ بہت سی مخلوق کے قتل کا جو واقعہ ہوا سو ہوا' اور جب مروان حاکم بن گیا تو اس نے ابن زیاد کو ایک فوج کے ساتھ عراق کی طرف بھیجا' پس اس کی اور سلیمان بن صرد کی فوج کی مڈبھیڑ ہوئی اور اس نے انہیں شکست دی اور وہ اس فوج کے ساتھ مسلسل کوفہ کی جانب رواں رہا اور راستے میں ان دشمنوں نے جو اہل جزیرہ میں تھے اسے رکاوٹ کی' وہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف تھے پھر اتفاق سے ابن اشتر سات ہزار فوج کے ساتھ اس کی طرف آیا اور ابن زیاد کے پاس اس سے کئی گنا زیادہ فوج تھی لیکن ابن اشتر نے اس پر فتح پائی اور اسے نہر خازر کے کنارے موصل سے پانچ مراحل کے قریب بری طرح قتل کر دیا۔

ابواحمد الحاکم نے بیان کیا ہے کہ یہ ۱۰ رمحرم کا دن تھا' میں کہتا ہوں یہ وہی دن ہے جس میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ قتل ہوئے تھے' پھر ابن اشتر نے اس کا سر مختار کو بھجوادیا اور اس کے ساتھ حسین بن نمیر' شرحبیل بن ذی الکلاع اور ان کے سرکردہ اصحاب کی ایک جماعت کے سر بھی تھے اس بات سے مختار خوش ہو گیا۔ یعقوب بن سفیان نے بیان کیا ہے کہ یوسف بن موسیٰ بن جریر نے بحوالہ یزید بن ابی زیاد بیان کیا ہے کہ جب ابن مرجانہ اور اس کے اصحاب کے سروں کو لاکر مختار کے سامنے رکھا گیا تو ایک باریک سا سانپ آیا پھر وہ سروں میں داخل ہو گیا حتیٰ کہ ابن مرجانہ کے منہ میں داخل ہو کر اس کے نتھنے سے باہر نکلا' اور اس کے نتھنے میں داخل ہو کر اس کے منہ سے باہر نکلا اور سروں کے درمیان اسی کے سر میں داخل خارج ہونے لگا' اور ترمذی نے اسے ایک اور طریق سے دوسرے الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ واصل بن عبدالاعلا ابن ابی معاویہ نے' اعمش سے بحوالہ عمارۃ بن عمیر ہم سے بیان کیا کہ جب عبیداللہ اور اس کے اصحاب کے سر کوفہ کی مسجد میں نصب کیے گئے تو میں وہاں گیا اور وہ کہہ رہے تھے وہ آیا وہ آیا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سانپ آکر سروں میں داخل ہو گیا حتیٰ کہ وہ عبیداللہ بن زیاد کے نتھنوں میں داخل ہو گیا پس وہ تھوڑی دیر ٹھہرا پھر باہر نکلا اور چلا گیا حتیٰ کہ غائب ہو گیا پھر انہوں نے کہا وہ آیا وہ آیا اس نے دو تین بار ایسے کیا' امام ترمذی نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ابوسلیمان بن زید نے بیان کیا ہے کہ مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ ۶۶ھ میں ابن زیاد اور حصین بن نمیر قتل ہوئے ان دونوں کو ابن اشتر نے قتل کیا اور ان کے سروں کو مختار کے پاس بھیج دیا اور اس نے انہیں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس بھیج دیا پس انہیں مکہ اور مدینہ میں نصب کیا گیا' ابن عساکر نے ابواحمد الحاکم وغیرہ سے ایسے ہی بیان کیا ہے کہ یہ واقعہ ۶۶ھ میں ہوا' ابواحمد نے ۱۰/محرم کا اضافہ بھی کیا ہے اور ابن عساکر نے اس سے اعراض کیا ہے اور مشہور یہ ہے کہ یہ واقعہ ۶۷ھ کو ہوا جیسا کہ ابن جریر وغیرہ نے بیان کیا ہے لیکن اس سال میں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف سروں کا بھیجنا مشکل ہے کیونکہ اس سال مختار اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے درمیان عداوت مستحکم ہو چکی تھی اور تھوڑے عرصے میں ہی حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے اپنے بھائی مصعب کو حکم دیا کہ وہ مختار کے محاصرہ کے لیے اور اس سے جنگ کرنے کے لیے بصرہ سے کوفہ چلا جائے۔ واللہ اعلم

مصعب بن زبیرؓ کے ہاتھوں مختار بن ابی عبید کا قتل:

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے اس سال بصرہ کی نیابت سے عبداللہ بن ابی ربیعہ مخزومی المعروف بالقباع کو معزول کر دیا اور اپنے بھائی مصعب بن زبیر کو وہاں کا امیر مقرر کر دیا تاکہ وہ مختار کے مقابلہ میں مددگار' مدمقابل اور ہمسر ہو اور جب مصعب بصرہ آیا تو ڈھاٹھہ باندھ کر اس میں داخل ہوا اور منبر کا قصد کیا اور جب اس پر چڑھا تو لوگوں نے کہا امیر امیر' اور جب اس نے ڈھاٹھہ اتارا تو لوگوں نے اسے پہچانا اور اس کے پاس آئے اور القباع آکر ایک سیڑھی سے نیچے بیٹھ گیا اور جب لوگ اکٹھے ہو گئے تو مصعب نے اٹھ کر خطبہ دیا اور اس نے سورۃ قصص سے آغاز کیا حتیٰ کہ اس آیت ﴿إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَ جَعَلَ أَهْلَهَا شِيَعًا﴾ تک پہنچ گیا اور اپنے ہاتھ سے شام اور کوفہ کی طرف اشارہ کیا پھر اس نے یہ آیت پڑھی ﴿وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ﴾ اور حجاز کی طرف اشارہ کیا' اور کہنے لگا اے اہل بصرہ تم

اپنے امراء کو لقب دیتے ہو اور میں نے اپنا نام قصاب رکھا ہے پس لوگوں نے اس پر اتفاق کر لیا اور اس سے خوش ہوا اور جب اہل بصرہ نے مختار کے خلاف بغاوت کی تو اس نے ان کو مغلوب کر لیا اور جس نے ان میں سے قتل ہونا تھا' قتل ہو گیا اور اہل کوفہ میں سے جو بھی شکست کھاتا وہ بصرہ کا قصد کرتا پھر مختار اس شخص کو ملنے کے لیے باہر نکلا جو سروں اور بشارت کو لایا تھا اور کوفہ میں مختار کے جو دشمن باقی رہ گئے تھے انہوں نے اس کی غیر حاضری کو غنیمت جانا اور وہ مختار کے قلتِ دین اور کفر اور اس دعویٰ کی وجہ سے کہ اس کے پاس وحی آتی ہے اور یہ کہ اس نے موالی کو اشراف پر مقدم کر دیا ہے' اس سے بصرہ بھاگ گئے اور ابن اشتر نے جب ابن زیاد کو قتل کر دیا تو ان نواح میں خود مختار بن گیا' اور اس نے بلاد اقالیم کو اپنے لیے جمع کر لیا اور مختار کو ہیچ سمجھا' پس مصعب نے اس کا لالچ کیا اور اس نے محمد بن اشعث کو ایلچی بنا کر مہلب بن ابی صفرہ کی طرف بھیجا اور وہ خراسان پر ان کا نائب تھا پس وہ مال و رجال اور تعداد و تیاری اور آراستگی اور بڑی فوج کے ساتھ آیا' جس سے اہل بصرہ خوش ہو گئے اور مصعب اس سے طاقتور ہو گیا' پس وہ اہل بصرہ کے ساتھ اور اہل کوفہ میں سے جن لوگوں نے ان کی پیروی کی ان کے ساتھ بحر و بر میں سوار ہو کر کوفہ کو گئے۔

اور مصعب نے عباد بن الحصین کو اپنے آگے بھیجا اور اس کے میمنہ پر عمر بن عبیداللہ بن علی اور میسرہ پر مہلب بن ابی صفرہ کو امیر مقرر کیا' اور امراء کو ان کے جھنڈوں اور قبائل کے مطابق مرتب کیا یعنی مالک بن سمع' احنف بن قیس' زیاد بن عمر اور قیس بن الہیثم وغیرہ کو' اور مختار اپنی فوج کے ساتھ باہر نکلا اور المدار میں فروکش ہوا اور اس نے اپنے ہراول پر ابو کامل شاکری اور میمنہ پر عبداللہ بن کامل اور میسرہ پر عبداللہ بن وہب جشمی اور سواروں پر عبداللہ سلولی اور موالی پر اپنے پولیس افسر ابو عمرہ کو امیر مقرر کیا۔

پھر اس نے لوگوں سے خطاب کیا اور انہیں خروج پر آمادہ کیا اور اس نے اپنے آگے الحبش کو بھیجا اور وہ اس کے بہت سے اصحاب انہیں فتح کی خوشخبری دیتے ہوئے گئے' اور جب مصعب' کوفہ کے نزدیک پہنچا تو انہیں مختاری فوجیں ملیں اور زبیری سواروں نے ان پر حملہ کر دیا اور مختاری فوجیں تھوڑی دیر ٹھہریں تا آنکہ وہ ناراض ہو کر بھاگ گئے اور ان میں سے امراء کی ایک جماعت اور بہت سے قراء اور شیعہ اغبیاء کے کثیر لوگ مارے گئے پھر شکست مختار تک پہنچ گئی۔

واقدی نے بیان کیا ہے کہ جب مختار کی ہراول فوج اس کے پاس پہنچی تو مصعب آ گیا اور اس نے دجلہ کو کوفہ تک بند کر دیا اور مختار نے محل کو مضبوط کیا اور عبداللہ بن شداد کو اس کا امیر مقرر کیا اور مختار اپنے باقی ماندہ لوگوں کے ساتھ باہر نکلا اور حروراء میں اترا اور جب مصعب کی فوج اس کے نزدیک ہوئی تو اس نے ہر قبیلہ کی طرف ایک گھوڑوں کا دستہ بھیجا اور اس نے بکر بن وائل کی طرف سعید بن منقذ کو' اور عبدالقیس کی طرف مالک بن منذر کو' اور العالیہ کی طرف عبداللہ بن جعدہ کو' اور ازد کی طرف مسافر بن سعید کو' اور بنی تمیم کی طرف سلیم بن یزید کندی کو' محمد بن اشعث کی طرف السائب بن مالک کو بھیجا' اور مختار اپنے بقیہ اصحاب میں کھڑا رہا اور انھوں نے رات تک باہم شدید جنگ کی' اور مختار کے اصحاب کے اعیان قتل ہو گئے اور اس شب کو محمد بن اشعث اور عمیر بن علی بھی قتل ہو گئے اور مختار کے باقی اصحاب اسے چھوڑ گئے اور اس سے محل کے متعلق پوچھا گیا تو اس نے کہا میں اس سے نہیں نکلا اور میں دوبارہ اس کی طرف جانا چاہتا ہوں لیکن یہ حکم الٰہی ہے پھر وہ محل کی طرف چلے گئے اور وہ اس میں داخل ہو گیا اور مصعب اس کے پاس آیا اور اس نے قبائل کو نواح میں پھیلا دیا اور انہوں نے ٹھہرنے کی جگہوں کو باہم تقسیم کر لیا اور وہ محل کی طرف چلے گئے اور انھوں نے مختار کی رسد

اور پانی کاٹ دیا اور مختار باہر نکل کر ان سے جنگ کرتا پھر محل کی طرف واپس آ جاتا اور جب اس کا محاصرہ سخت ہو گیا تو اس نے اپنے اصحاب سے کہا محاصرہ ہمارے ضعف میں اضافہ کرتا رہے گا ہمارے ساتھ آؤ کہ ہم رات تک جنگ کریں اور عزت کی موت مر جائیں تو انھوں نے کمزوری دکھائی' اس نے کہا خدا کی قسم میں اپنا ہاتھ نہیں دوں گا' پھر اس نے غسل کر کے خوشبو لگائی اور وہ اور اس کے ساتھی لڑتے لڑتے قتل ہو گئے۔

کہتے ہیں کہ اس کے تیراندازوں نے اسے مشورہ دیا کہ وہ اپنے دارالامارت محل میں داخل ہو جائے' وہ اس میں قابل ملامت و مذمت حالت میں داخل ہوا اور عنقریب ہی اس کے متعلق قطعی فیصلہ صادر ہونے والا تھا' مصعب نے محل میں اس کا اور اس کے تمام اصحاب کا محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ انہیں شدید پیاس کی تکلیف پہنچی جسے اللہ ہی جانتا ہے اور ان کے راستے بند ہو گئے اور حیلوں کے دروازے ان پر بند ہو گئے اور ان میں کوئی رشید و حلیم شخص نہ تھا پھر مختار اس امر کے بارے میں غور و فکر کرنے لگا جو اس پر نازل ہوا تھا اور جو لوگ اس کے پاس تھے اس نے ان سے اس برے سبب کے متعلق مشورہ لیا جس کے باعث اس کا تعلق غلاموں سے ہوا تھا اور قضاوقدر کی زبان اور شرع اسے آواز دے رہی تھی کہ ﴿قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ﴾ پھر اس کے عزم نے اس کی قوت شجاعت کو قوی کیا اور اس نے اسے اپنے حلیفوں اور موالیوں کے درمیان باہر نکالا اور اس نے اپنے گھوڑے پر مرنا پسند کیا کہ اس کی آخری سانس اس پر ختم ہو' پس وہ غضب و حمیت اور شجاعت و دیوانگی کے ساتھ اترا حالانکہ اس کی کوئی جائے فرار نہ تھی اور اس کے اصحاب میں سے صرف انیس آدمی اس کے ساتھ تھے اور شاید جب تک وہ زندہ رہا' دوزخ پر مقررہ انیس فرشتے اس سے الگ نہیں ہوئے اور جب وہ محل سے باہر نکلا تو اس نے مطالبہ کیا کہ اسے آزاد چھوڑ دیا جائے اور وہ خدا کی زمین میں چلا جائے تو انہوں نے اسے کہا تمہیں امیر کا حکم ماننا پڑے گا' حاصل کلام یہ کہ جب وہ محل سے باہر نکلا تو دو سگے بھائی اس کی طرف بڑھے اور وہ بنی حنیفہ کے عبداللہ بن دجاجہ کے بیٹے طرفہ اور طراف تھے ان دونوں نے اسے کوفہ میں تیلیوں کی جگہ پر قتل کر دیا اور اس کا سر کاٹ کر مصعب بن زبیر کے پاس لے آئے اور مصعب نے قصر امارت میں داخل ہو کر اسے اپنے سامنے رکھا جیسے ابن زیاد کا سر مختار کے سامنے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر ابن زیاد کے سامنے رکھا گیا تھا یا جیسے عنقریب مصعب کا سر عبدالملک بن مروان کے سامنے رکھا جانا تھا اور جب مختار کا سر مصعب کے سامنے رکھا گیا تو اس نے ان دونوں بھائیوں کو تیس ہزار درہم انعام دینے کا حکم دیا۔

اور مصعب نے مختاریہ کی ایک جماعت کو بھی قتل کیا اور ان میں سے پانچ سو کو قیدی بنایا اور ایک ہی دن میں ان سب کو قتل کر دیا اور معرکہ میں مصعب کے اصحاب میں سے محمد بن اشعث بن قیس قتل ہو گیا اور مصعب نے مختار کی ہتھیلی کاٹنے کا حکم دیا اور اسے مسجد کی ایک جانب میخ سے گاڑ دیا گیا تھا اور وہ حجاج کی آمد تک مسلسل وہیں گڑی رہی' اس نے اس کے متعلق پوچھا تو اسے بتایا کہ یہ مختار کی ہتھیلی ہے' پس اس کے حکم سے اٹھا دیا گیا اور وہاں سے اکھاڑ دیا گیا' کیونکہ مختار' حجاج کے قبیلے سے تعلق رکھتا تھا اور مختار کذاب تھا اور حجاج' بربادی افگن تھا' اسی لیے حجاج نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے اس کا بدلہ لیا اور آپ کو قتل کیا اور کئی ماہ تک صلیب پر لٹکائے رکھا اور مصعب نے مختار کی بیوی ام ثابت بنت سمرۃ بن جندب سے اس کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا' تم لوگ جو کچھ اس کے بارے میں کہتے ہو میں بھی وہی کچھ کہہ سکتی ہوں' تو اس نے اسے چھوڑ دیا اور اس نے اس کی دوسری بیوی عمرۃ بنت النعمان بن بشر کو بلایا اور اس

سے پوچھا تو اس کے بارے میں کیا کہتی ہے؟ اس نے کہا اللہ اس پر رحم کرے وہ اللہ کے صالح بندوں میں سے تھا تو اس نے اسے قید کر دیا اور اس کے بھائی کو لکھا کہ وہ کہتی ہے کہ وہ نبی ہے اس نے مصعب کو لکھا کہ اسے باہر نکال کر قتل کر دو تو اس نے اسے شہر سے باہر نکال کر اس کو ضربین لگائیں حتیٰ کہ وہ مرگئی اور اس بارے میں عمر بن ابی رمشہ مخزومی نے کہا ہے۔

''میرے نزدیک سب سے عجیب بات دراز گردن خوبصورت شریف عورت کو قتل کرنا ہے اسے بلا جرم قتل کیا گیا ہے اس مقتولہ کے کیا کہنے قتل و قتال ہم پر فرض ہے اور خوب صورت عورتوں پر دامن گھسیٹنا فرض ہے''۔

ابومخنف نے بیان کیا ہے کہ محمد بن یوسف نے مجھ سے بیان کیا کہ مصعب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ملا اور آپ کو سلام کہا حضرت ابن عمرؓ نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں آپ کا بھتیجا مصعب بن زبیر ہوں حضرت ابن عمرؓ نے اسے کہا تو ہی ایک صبح کو سات ہزار اہل قبلہ کو قتل کرنے والا ہے؟ جس قدر جینے کی سکت رکھتا ہے جی لے مصعب نے آپ سے کہا وہ کفار اور جادوگر تھے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا خدا کی قسم اگر تو اپنے باپ کی وراثت سے ان کے برابر بکریاں مار دیتا تو یہ چوری ہوتی۔

مختار بن ابی عبید ثقفی کے حالات:

مختار بن ابی عبید بن مسعود بن عمرو بن عمیر بن عوف بن عقدۃ بن عمیرۃ بن عوف بن ثقیف ثقفی اس کے باپ نے حضرت نبی کریم ﷺ کی زندگی میں اسلام قبول کیا لیکن اس نے آپ کو نہیں دیکھا اس لیے اکثر لوگوں نے صحابہؓ میں اس کا ذکر نہیں کیا صرف ابن اثیر نے الغابۃ میں اس کا ذکر کیا ہے اور حضرت عمرؓ نے اسے ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ ۱۳ھ میں ایرانیوں کے ساتھ جنگ کرنے کو بھیجا تھا اور اس روز وہ شہید ہو گیا تھا اور اس کے ساتھ تقریباً چار ہزار مسلمان بھی شہید ہوئے تھے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور اس کے بچوں میں سے صفیہ بنت ابی عبید بھی تھی جو صالحہ اور عابدہ عورتوں میں سے تھی اور وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بیوی تھی اور حضرت عبداللہؓ اس کی عزت کرتے تھے اور اس سے محبت رکھتے تھے اور وہ آپ کی زندگی ہی میں فوت ہو گئی اور یہ مختار اس کا بھائی تھا شروع شروع میں یہ ناصبی تھا اور حضرت علیؓ سے شدید بغض رکھتا تھا اور مدائن میں اپنے چچا کے پاس تھا اور اس کا چچا مدائن کا نائب تھا اور جب حضرت حسن بن علیؓ مدائن آئے تو اہل عراق نے آپ کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا اور وہ اپنے باپ کے قتل کے بعد حضرت معاویہؓ سے جنگ کرنے کے لیے شام جا رہے تھے اور جب حضرت حسنؓ نے ان کی خیانت کو محسوس کیا تو آپ ان کو چھوڑ کر ایک چھوٹی سی فوج کے ساتھ مدائن کی طرف بھاگ گئے تو مختار نے اپنے چچا سے کہا اگر میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر حضرت معاویہؓ کے پاس بھیج دوں تو ہمیشہ کے لیے اس کے نزدیک میرا یہ ایک کارنامہ ہوگا اس کے چچا نے اسے کہا اے میرے بھتیجے تو نے مجھے بہت برا مشورہ دیا ہے پس شیعہ ہمیشہ اس سے بغض رکھتے رہے حتیٰ کہ حضرت مسلم بن عقیل کا واقعہ ہوا اور مختار امرائے کوفہ میں سے تھا وہ کہنے لگا میں ضرور حضرت مسلم کی مدد کروں گا۔ ابن زیاد کو اس امر کی اطلاع ملی تو اس نے سو کوڑے مارنے کے بعد اسے قید کر دیا پس حضرت ابن عمرؓ نے یزید بن معاویہ کو اس کے بارے میں سفارش کرنے کے متعلق خط بھیجا اور یزید نے ابن زیاد کو پیغام تو اس نے اسے رہا کر دیا اور اسے ایک چوغہ میں حجاز کی طرف بھجوا دیا پس وہ مکہ میں حضرت ابن زبیرؓ کے پاس آ گیا اور جب اہل شام نے آپ کا محاصرہ کیا تو اس نے آپ کے ساتھ مل کر شامیوں سے شدید جنگ کی پھر اہل عراق نے اس کے متعلق جو خطیبانہ باتیں کیں اسے

ان کی اطلاع ملی تو وہ ان کے پاس چلا گیا اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو چھوڑ گیا کہتے ہیں کہ اس نے حضرت ابن زبیرؓ سے مطالبہ کیا کہ وہ کوفہ کے نائب ابن مطیع کی طرف اس کے لیے خط لکھیں تو انہوں نے خط لکھ دیا تو وہ کوفہ چلا گیا اور وہ ظاہری طور پر حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی تعریف کرتا تھا اور باطن میں آپ کو گالیاں دیتا تھا اور حضرت محمد بن حنفیہ کی تعریف کرتا تھا اور آپ کی طرف دعوت دیتا تھا اور وہ مسلسل اسی حالت میں رہا حتیٰ کہ بطریق تشیع اور حضرت حسینؓ کے بدلہ لینے کے اظہار سے کوفہ پر غالب آ گیا اور شیعوں کی بہت سی جماعتیں اس کے پاس جمع ہو گئیں اور اس نے حضرت ابن زبیرؓ کے عامل کو وہاں سے نکال دیا اور مختار کی حکومت وہاں مستحکم ہو گئی پھر اس نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف معذرت کرتے ہوئے خط لکھا اور آپ کو بتایا کہ ابن مطیع بنی امیہ سے مداہنت کرتا تھا اور وہ کوفہ سے نکل چکا ہے اور میں اور وہاں کے لوگ آپ کے مطیع ہیں۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے اس کی تصدیق کی کیونکہ وہ لوگوں کی موجودگی میں جمعہ کے روز منبر پر آپ کی طرف دعوت دیتا تھا اور اپنی اطاعت کا اظہار کرتا تھا پھر اس نے قاتلین حسین اور جو لوگ ابن زیاد کی طرف سے معرکہ کربلا میں شامل ہوئے تھے ان کی تلاش شروع کر دی اور اس نے ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور ان کے بڑے بڑے سرداروں کو قتل کرنے میں کامیاب ہوا جیسے عمر بن سعد بن ابی وقاص جو اس فوج کا امیر تھا جس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا شمر بن ذی الجوشن ان ایک ہزار جوانوں کا امیر تھا جنہوں نے حضرت حسینؓ کے قتل کی ذمہ داری لی تھی' سنان بن انس اور خولی بن یزید اصبحی اور ان کے علاوہ بہت سے لوگوں کو اس نے قتل کیا اور وہ مسلسل اسی حالت میں رہا حتیٰ کہ اس نے اپنی انتقام کی تلوار ابراہیم بن اشتر کو بیس ہزار فوج کے ساتھ ابن زیاد کی طرف بھیجا اور جب ابن زیاد نے اس سے مڈبھیڑ کی تو وہ اس سے بھی کئی گنا زیادہ فوج میں تھا' وہ اسی ہزار اور بعض کا قول ہے کہ ساٹھ ہزار میں جو کچھ تھا اسے جمع کر لیا پھر اس نے ابن زیاد اور اس کے اصحاب کے سروں کو فتح کی بشارت کے ساتھ مختار کے پاس بھیجا تو اسے اس سے بڑی خوشی ہوئی پھر مختار نے ابن زیاد اور حصین بن نمیر اور ان کے ساتھیوں کے سروں کو حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے حکم سے انہیں حجون کی گھاٹی پر نصب کر دیا گیا۔

اور انہوں نے انہیں مدینہ میں بھی نصب کیا اور مختار کا دل حکومت سے خوش ہوا اور اس نے خیال کیا کہ اس کا کوئی دشمن باقی نہیں رہا اور نہ کوئی جھگڑا کرنے والا باقی رہا ہے اور جب حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو اس کے مکر و فریب اور اس کی بدراہی کا علم ہوا تو آپ نے اپنے بھائی مصعب کو عراق کا امیر بنا کر بھیج دیا پس وہ بصرہ کی طرف گیا اور اس نے فوجوں کو اکٹھا کیا اور ابھی مختار کی خوشی پوری نہیں ہوئی تھی کہ مصعب بن زبیر ایک خوفناک فوج کے ساتھ بصرہ سے اس کی طرف گیا اور اسے قتل کر دیا اور اس کا سر کاٹ لیا اور مسجد کے دروازے پر اس کی ہتھیلی کے صلیب دینے کا حکم دے دیا اور مصعب نے مختار کے سر کو پولیس کے ایک جوان کے ہاتھ ڈاک کے ذریعے اپنے بھائی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس بھیج دیا' وہ عشاء کے بعد مکہ پہنچا تو اس نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو نفل پڑھتے پایا اور آپ مسلسل نماز پڑھتے رہے حتیٰ کہ سحر ہو گئی اور آپ اس ایلچی کی طرف متوجہ نہ ہوئے جو سر لے کر آیا تھا تو آپ نے پوچھا کس کام آئے ہو؟ تو اس نے آپ کو خط دیا اور آپ نے اسے پڑھا تو اس نے کہا یا امیر المومنین میرے پاس سر ہے آپ نے فرمایا اسے مسجد کے دروازے پر پھینک دو اس نے اسے پھینک دیا پھر آ کر کہنے لگا یا امیر المومنین میرا انعام' آپ نے فرمایا تیرا انعام وہ سر ہے جو تو لایا ہے اسے اپنے ساتھ عراق لے جا۔

پھر مختار کی حکومت یوں ختم ہوگئی گویا کبھی تھی ہی نہیں اور اسی طرح دیگر حکومتیں بھی ختم ہوگئیں اور مسلمان ان کے زوال سے خوش ہوگئے' اس لیے کہ وہ شخص فی نفسہ سچا نہیں تھا بلکہ جھوٹا تھا اور اس کا خیال تھا کہ جبریل علیہ السلام کے ہاتھ اس پر وحی آتی ہے۔

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ ابن نمیر نے ہم سے بیان کیا کہ قاری عیسیٰ ابو عمیر بن السدی نے بحوالہ رفاعۃ القبانی ہم سے بیان کیا کہ میں مختار کے پاس گیا تو اس نے مجھے تکیہ دیا اور کہنے لگا اگر میرا بھائی جبرئیل علیہ السلام اس سے نہ اٹھتا تو میں اسے تیرے لیے پھینک دیتا۔

راوی بیان کرتا ہے میں نے چاہا کہ اسے قتل کر دوں' راوی بیان کرتا ہے میں نے ایک حدیث بیان کی جو میرے بھائی عمر بن الحمق نے مجھ سے بیان کی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس مومن نے کسی مومن کو اس کے خون کی امان دی اور اسے قتل کر دیا تو میں قاتل سے بری ہوں۔ اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن سعید القطان نے بحوالہ حماد بن سلمہ ہم سے بیان کیا کہ عبدالملک بن عمیر نے بحوالہ رفاعہ بن شداد مجھ سے بیان کیا' وہ بیان کرتا ہے کہ میں مختار کے سر پر کھڑا ہوا کرتا تھا اور جب مجھے اس کا جھوٹ معلوم ہوا تو میں نے اپنی تلوار سونت کر اسے قتل کرنا چاہا تو مجھے وہ حدیث یاد آ گئی جو عمر بن الحمق نے ہم سے بیان کی تھی اس نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے سنا ہے کہ جس شخص نے کسی شخص کو اس کی جان کی امان دی اور اسے قتل کر دیا اسے قیامت کے روز خیانت کا جھنڈا دیا جائے گا' نسائی اور ابن ماجہ نے اسے کئی طریق سے عبدالملک بن عمیر سے روایت کیا ہے اور ان دونوں کے الفاظ میں ہے کہ جس نے کسی شخص کو خون کی امان دی اور اسے قتل کر دیا تو میں قاتل سے بری ہوں خواہ مقتول کافر ہی ہو۔ اور اس حدیث کی سند میں اختلاف پایا جاتا ہے اور حضرت ابن عمرؓ سے دریافت کیا گیا کہ مختار کا خیال تھا کہ اس پر وحی آتی ہے آپ نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (بلاشبہ شیاطین اپنے دوستوں کی طرف وحی کرتے ہیں) اور ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں' میں مختار کے پاس گیا تو اس نے میری عزت کی اور مجھے اپنے ہاں ٹھہرایا اور وہ رات کو میرے شبستان کی دیکھ بھال کرتا تھا اس نے مجھے کہا باہر نکل کر لوگوں سے بات کر' میں باہر نکلا تو ایک شخص نے آ کر کہا تو وحی کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ میں نے کہا وحی کی دو قسمیں ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اِنَّا اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ﴾ اور دوسری جگہ فرماتا ہے ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا﴾ راوی بیان کرتا ہے انہوں نے مجھے پکڑنے کا ارادہ کیا تو میں نے کہا' تمہیں اس سے کیا! میں تمہارا مفتی اور مہمان ہوں تو انہوں نے مجھے چھوڑ دیا اور عکرمہ کا مقصد' مختار پر تعریض کرنا تھا اور اس نے اس کے اس دعویٰ کی تکذیب کی کہ اس پر وحی نازل ہوتی ہے۔

اور طبرانی نے انیسہ بنت زید بن الارقم کے طریق سے روایت کی ہے کہ اس کا باپ مختار بن ابی عبید کے پاس گیا' تو وہ اسے کہنے لگا اے ابو عامر کاش میں جبریل اور میکائیل کو دیکھتا' تو زید نے اسے کہا تو ناکام و نامراد اور ہلاک ہو تو اللہ کے نزدیک اس سے حقیر تر ہے اللہ اور اس کے رسول پر افترا کرنے والے! امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ ابن اسحٰق بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ ابن عوف الصدیق الناجی نے ہم سے بیان کیا کہ حجاج بن یوسف' حضرت اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما کے بیٹے عبداللہ بن زبیرؓ کے قتل کرنے کے بعد ان کے پاس گیا اور کہنے لگا آپ کے بیٹے نے اس گھر کی بے حرمتی کی ہے اور اللہ نے اسے دردناک عذاب کا مزا

چکھایا ہے اور اس سے جو کچھ کرنا تھا کیا ہے' حضرت اسماءؓ نے اسے کہا تو نے جھوٹ بولا ہے وہ والدین سے حسن سلوک کرنے والا' روزے دار اور شب زندہ دار تھا اور قسم بخدا رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتایا ہے کہ عنقریب ثقیف سے دو کذاب نکلیں گے جن میں سے دوسرا پہلے سے برا ہوگا اور وہ بربادی افگن ہوگا' احمدؒ نے اسے اسی طرح اس سند اور الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے اور مسلم نے اسے اپنی صحیح کے کتاب الفضائل میں عن عقبہ بن مکرم العمی البصری عن یعقوب بن اسحٰق الحضرمی عن الاسود بن شیبان عن ابی نوفل عن ابی عقرب اس کا نام معاویہ بن سلم تھا۔ عن اسماءؓ بنت ابی بکرؓ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلاشبہ ثقیف میں ایک کذاب اور ایک بربادی افگن ہے۔ اور حدیث میں حجاج کے حضرت اسماءؓ کے بیٹے عبداللہ کو ۷۳ھ میں قتل کرنے کا قصہ طویل ہے جیسا کہ ابھی بیان ہوگا اور بیہقی نے اس حدیث کو دلائل النبوۃ میں بیان کیا ہے اور علماء نے بیان کیا ہے کہ کذاب' مختار بن ابی عبید ہے جو تشیع کا اظہار کرتا تھا اور کہانت کو چھپاتا تھا اور اس نے اپنے خواص کو پوشیدہ طور پر یہ بات کہی کہ اسے وحی ہوتی ہے لیکن مجھے معلوم نہیں کہ وہ مدعیٔ نبوت تھا یا نہیں؟ اور اس کے لیے ایک کرسی رکھی جاتی تھی جس کی تعظیم کی جاتی تھی اور لوگ اسے گھیرے رہتے تھے اور اسے ریشم سے ڈھکا جاتا تھا اور خچروں پر لادا جاتا تھا اور وہ اسے بنی اسرائیل کے اس تابوت کے مشابہ قرار دیتا تھا جس کا ذکر قرآن میں آیا ہے اور اس میں کچھ شبہ نہیں کہ وہ گمراہ اور گمراہ کنندہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس کے ظالموں سے انتقام لے لینے کے بعد اس سے راحت دلائی جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے: ﴿وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ اور بربادی افگن وہ قتال ہے یعنی حجاج بن یوسف' جو عبدالملک بن مروان کی طرف سے عراق کا نائب تھا جس نے مصعب بن زبیرؓ کے ہاتھ سے عراق کو چھینا' جس کی تفصیل ابھی بیان ہوگی۔

اور واقدی نے بیان کیا ہے کہ مختار ہمیشہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے موافقت کا اظہار کرتا رہا حتیٰ کہ مصعب ۶۷ھ کے آغاز میں بصرہ آیا اور اس نے آپ کی مخالفت کا اظہار کیا تو مصعب نے جا کر اس سے جنگ کی اور مختار کے ساتھ بیس ہزار فوج تھی اور مختار نے ایک بار اس پر حملہ کیا تھا اور اس نے اسے شکست دی تھی لیکن مختار کی فوج نے ثابت قدمی نہ دکھائی حتیٰ کہ وہ لوٹ کر مصعب کی طرف جانے لگی اور مختار کو چھوڑنے لگی اور اس کے کذب و کہانت کی وجہ سے اس پر عیب لگانے لگی اور جب مختار نے یہ صورت حال دیکھی تو وہ قصر امارت کی طرف واپس چلا گیا اور مصعب نے اس میں چار ماہ تک اس کا محاصرہ کیے رکھا پھر اسے ۱۴؍رمضان ۶۷ھ کو قتل کر دیا' اس کی عمر ۶۷ سال بیان کی جاتی ہے۔

باب

اور جب مصعب بن زبیر کوفہ میں ٹک گیا تو اس نے ابراہیم بن اشتر کو پیغام بھیجا کہ وہ اس کے پاس آئے اور عبدالملک بن مروان نے اسے پیغام بھیجا کہ وہ اس کے پاس آئے تو ابن اشتر اپنے معاملے میں حیرت زدہ ہو گیا اور اس نے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا کہ وہ ان دونوں میں سے کس کے پاس جائے پھر ان کا اپنے شہر کوفہ جانے پر اتفاق رائے ہو گیا' پس ابن اشتر' مصعب بن زبیر کے پاس آیا تو مصعب نے اس کا بہت اعزاز واکرام کیا اور مصعب نے مہلب بن ابی صفرۃ کو موصل' جزیرہ آذربائیجان اور آرمینیا کا امیر بنا کر بھیجا اور جب عبیداللہ بن عبداللہ بن معمر بصرہ سے نکلا تو اس نے اسے بصرہ کا نائب مقرر کر دیا اور خود اس نے کوفہ میں قیام کیا پھر اس سال کا کچھ حصہ ہی گزرا تو اس کے بھائی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اسے بصرہ سے معزول کر دیا اور اپنے بیٹے حمزہ بن عبداللہ بن زبیر کو اس کا امیر بنا دیا جو ایسا شجاع' سخی اور میل جول رکھنے والا تھا کہ بسا اوقات دیتا تو کوئی چیز باقی نہ چھوڑتا اور بسا اوقات روکتا تو اس کی مانند کوئی نہ روکتا اور اس کی عقل کی کمزوری اور جلد بازی نمایاں ہو گئی پس احنف نے حضرت عبداللہ بن زبیر کو پیغام بھیجا تو آپ نے اسے معزول کر دیا اور دوبارہ اپنے بھائی کو کوفہ کی امارت کے ساتھ بصرہ کی امارت بھی دے دی' مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حمزہ بن عبداللہ بن زبیر بصرہ کے بیت المال کا بہت سا مال لے کر بصرہ سے نکلا تو مالک بن سمع نے اسے روکا اور کہا ہم تجھے اپنے عطیات کو نہیں لے جانے دیں گے تو عبیداللہ بن معمر نے اسے عطا کی ضمانت دی تو وہ اس سے رُک گیا اور جب حمزہ واپس گیا تو وہ اپنے باپ کے پاس مکہ نہیں گیا بلکہ مدینہ کی طرف واپس چلا گیا اور اس نے آدمیوں کے پاس مال کو امانت رکھ دیا اور اہل کتاب کے ایک شخص کے سوا سب لوگوں نے جن کے پاس اس نے مال امانت رکھا تھا اس سے امانت میں خیانت کی اور انکار کر دیا اس اہل کتاب نے اس کی امانت اسے دے دی اور جب اس کے باپ کو اس کی کارروائی کی اطلاع ملی تو اس نے کہا اللہ اسے ہلاک کرے میں نے چاہا کہ میں اس کے ذریعے بنی مروان پر فخر کروں پس وہ رُک گیا اور ابومخنف نے بیان کیا ہے کہ حمزہ بن عبداللہ بن زبیر پورا ایک سال بصرہ کا امیر رہا۔ واللہ اعلم

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے لوگوں کو حج کروایا اور کوفہ پر آپ کا عامل آپ کا بھائی مصعب اور بصرہ پر آپ کا بیٹا حمزہ تھا' اور بعض کا قول ہے کہ دوبارہ آپ کا بھائی بصرہ آ گیا تھا اور خراسان اور ان بلاد میں ابن زبیر کی طرف سے عبداللہ بن خازم سلمی امیر تھا۔ واللہ سبحانہ اعلم

اس سال وفات پانے والے اعیان میں ولید بن عقبہ بن ابی معیط اور ابوالجہم چادر والے ہیں جس کا ذکر صحیح حدیث میں ہے اور اس سال میں بہت سے لوگ مارے گئے ہیں جن کا بیان طویل ہے۔

۶۸ھ

اس میں حضرت عبداللہؓ نے اپنے بھائی مصعب کو دوبارہ بصرہ کی امارت دے دی اور اس نے وہاں آ کر اقامت اختیار کر لی اور کوفہ

پر حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ مخزومی قباع کو نائب مقرر کیا اور مدینہ پر جابر بن اسود زہری کو امیر بنایا اور عبدالرحمٰن بن اشعث کو حضرت سعیدؒ بن المسیب کو ساٹھ کوڑے مارنے کی وجہ سے معزول کر دیا' اس نے چاہا کہ وہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لیں مگر وہ نہ مانے تو اس نے آپ کو کوڑے مارے اور حضرت ابن زبیرؓ نے اسے معزول کر دیا اور اسی سال میں شاہِ روم قسطنطین بن قسطنطین اپنے ملک میں فوت ہو گیا اور اسی میں ازارقہ کا معرکہ ہوا۔

اور اس کا سبب یہ ہوا کہ مصعب نے مہلب بن ابی صفرۃ کو ایران کی جانب سے معزول کر دیا اور وہ ان پر غالب تھا اور اس نے اسے جزیرہ کا امیر بنا دیا اور مہلب' ازارقہ پر غالب تھا اور اس نے ایران پر عمر بن عبیداللہ بن معمر کو امیر مقرر کیا تو انہوں نے اس پر حملہ کر دیا اور عمر بن عبیداللہ نے ان سے جنگ کر کے انہیں مغلوب کر لیا اور انہیں شکست دی اور وہ اپنے امیر زبیر بن ماجور کے ساتھ تھے پس وہ اس کے آگے اصطخر کی طرف بھاگ گئے تو اس نے ان کا تعاقب کیا اور ان میں سے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور انہوں نے اس کے بیٹے کو قتل کر دیا پھر اس نے دوبارہ ان پر فتح پائی پھر وہ بلاد اصبہان اور اس کے نواح میں بھاگ گئے اور وہاں انہوں نے قوت پکڑ لی اور ان کی تعداد میں اضافہ ہو گیا پھر وہ بصرہ آنے کے ارادے سے آئے اور وہ ایران کے بعض شہروں کے پاس سے گزرے اور انہوں نے عمر بن عبیداللہ بن معمر کو اپنے پیچھے چھوڑا اور جب مصعب نے ان کی آمد کی خبر سنی تو وہ لوگوں کے ساتھ گیا اور عمر بن عبیداللہ کو انہیں اپنے ملک سے گزرنے کا موقع دینے پر ملامت کرنے لگا اور عمر بن عبیداللہ ان کے پیچھے گیا اور خوارج کو اطلاع ملی کہ مصعب ان کے آگے اور عمر بن عبیداللہ ان کے پیچھے ہے تو وہ مدائن کو لوٹ آئے اور بچوں اور عورتوں کو قتل کرنے لگے اور حاملہ عورتوں کے پیٹ پھاڑنے لگے اور ایسے افعال کا ارتکاب کرنے لگے جو دوسروں نے نہیں کیے تھے پس کوفہ کے نائب حارث بن ابی ربیعہ نے ان کا قصد کیا اور اس کے ساتھ کوفہ کے باشندے اور اس کے اشراف کی جماعتیں بھی تھیں جن میں اشتر اور شبث بن ربعی بھی شامل تھے اور جب وہ الصراۃ کے پل پر پہنچے تو خوارج نے اپنے اور ان کے درمیان اسے کاٹ دیا پس امیر نے اسے دوبارہ بنانے کا حکم دیا تو خوارج اس کے آگے بھاگ اٹھے اور عبدالرحمٰن بن مخنف نے چھ ہزار فوج کے ساتھ ان کا تعاقب کیا اور وہ کوفہ سے گزرے پھر اصبہان کے علاقے کی طرف چلے گئے اور وہ انہیں چھوڑ کر واپس آ گیا اور اس نے ان سے جنگ نہ کی پھر انہوں نے آ کر ایک ماہ تک عتاب بن ورقاء کا' جیا شہر میں محاصرہ کیے رکھا حتیٰ کہ انہوں نے لوگوں کو تنگ کر دیا اور انھوں نے اتر کر ان سے جنگ کی اور ان کو بھگا دیا اور ان کے امیر زبیر بن ماجور کو قتل کر دیا اور جو کچھ ان کے پڑاؤ میں تھا حاصل کر لیا اور خوارج نے قطری بن الفجاءۃ کو امیر بنا لیا پھر بلاد اہواز کی طرف چلے گئے اور مصعب بن زبیر نے موصل کے عامل مہلب بن ابی صفرہ کو لکھا کہ وہ خوارج کے ساتھ جنگ کرنے جائے اور وہ ان کے ساتھ جنگ کرنے میں سب لوگوں سے زیادہ ماہر تھا اور مصعب نے اس کی جگہ موصل کی طرف ابراہیم بن اشتر کو بھیج دیا' پس مہلب اہواز کی طرف لوٹ آیا اور اس نے اس میں خوارج سے آٹھ ماہ ایسی جنگ کی جس کی مثال نہیں سنی گئی۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال بلاد شام میں شدید قحط پڑا جس کے باعث وہ اپنی کمزوری اور غلے اور کھانے کی کمی کی وجہ سے جنگ کی قدرت نہ پا سکے۔ ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اسی سال میں عبیداللہ بن الحر قتل ہو گیا اور اس کے حالات یہ ہیں کہ وہ

ایک شجاع شخص تھا جس سے احوال وایام اور آراء بدلتی رہتی تھیں حتیٰ کہ اس کی یہ پوزیشن ہوگئی کہ وہ بنی امیہ اور آلِ زبیر میں سے کسی کی اطاعت نہ کرتا تھا اور وہ صوبہ عراق وغیرہ کے عامل کے پاس سے گزرتا تو جو کچھ اس کے بیت المال میں ہوتا وہ اس سے زبردستی لے لیتا تھا اور اسے برأت کا پروانہ لکھ دیتا اور جا کر اسے اپنے اصحاب پر خرچ کر دیتا اور خلفاء اور امراء اس کی طرف فوجیں بھیجتے تو وہ انہیں دھتکار دیتا اور انہیں شکست دیتا خواہ کم ہوتیں یا زیادہ ہوتیں' حتیٰ کہ مصعب بن زبیر اور اس کے عمال نے بلادِ عراق میں اس کے بارے میں بزدلی دکھائی پھر وہ عبدالملک بن مروان کے پاس گیا اور اس نے اسے دس آدمیوں کے ساتھ بھیجا اور کہا' کوفہ میں داخل ہو جا اور انہیں بتا کہ فوجیں جلد ان کے پاس پہنچ جائیں گی پس اس نے خفیہ طور پر اپنے بھائیوں کی ایک جماعت کی طرف پیغام بھیجا تو اسے اس کی حقیقت کا علم ہو گیا اور اس نے کوفہ کے امیر حارث بن عبداللہ کو بتایا اور اس نے اس کی طرف فوج بھیجی جس نے اسے اس مکان میں قتل کر دیا جس میں یہ موجود تھا اور اس کے سر کو کوفہ اور پھر بصرہ لایا گیا اور لوگوں نے اس سے راحت پائی۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال عرفہ کے موقف نے چار مختلف جھنڈوں کو دیکھا ان میں سے ہر ایک دوسرے کے پیچھے نہ چلتا تھا ان میں سے ایک جھنڈا حضرت محمد بن حنفیہ اور ان کے اصحاب کا تھا اور دوسرا نجدہ حروری اور اس کے اصحاب کا تھا اور تیسرا بنی امیہ کا تھا اور چوتھا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا تھا' سب سے پہلے حضرت محمد بن حنفیہؒ نے اپنا جھنڈا دیا' پھر نجدہ پھر بنو امیہ پھر حضرت ابن زبیرؓ نے اپنے اپنے جھنڈے دیئے پھر لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ ہی جھنڈے دے دیئے۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان لوگوں میں شامل تھے جو ابن زبیرؓ کے جھنڈا دینے کا انتظار کر رہے تھے لیکن انہوں نے پیچھے جھنڈا دیا تو حضرت ابن عمرؓ نے کہا وہ اپنے تاخر میں جاہلیت کے دور کرنے کی مانند ہے پس ابن عمرؓ نے جھنڈا دیا اور ابن زبیرؓ نے بھی دے دیا اور اس سال لوگ ایک دوسرے سے رکے رہے اور ان کے درمیان جنگ نہ ہوئی اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف سے مدینہ کی نیابت پر جابر بن اسود بن عوف زہری اور کوفہ اور بصرہ پر آپ کے بھائی مصعب اور شام اور مصر پر عبدالملک بن مروان مقرر تھے۔ واللہ اعلم

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

حضرت عبداللہ بن یزید اوسی' آپ حدیبیہ میں شامل ہوئے اور عبدالرحمٰن بن اسود بن عبد یغوث اور حضرت عمر بن الخطابؓ کے بھانجے عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب' آپ نے حضرت نبی کریم ﷺ کا زمانہ پایا اور ستر سال کی عمر میں مدینہ میں وفات پائی اور عبدالرحمٰن بن حسان بن ثابت انصاریؓ اور عدی بن حاتم بن عبداللہ بن سعد بن امرؤ القیس آپ جلیل القدر صحابی تھے آپ نے کوفہ میں سکونت اختیار کی پھر قومیسیا میں سکونت پذیر ہو گئے اور حضرت زیدؓ بن ارقم بن زید' آپ جلیل القدر صحابی تھے۔

ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی وفات:

عبداللہؓ بن عباسؓ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی ابوالعباس الہاشمی' رسول اللہ ﷺ کے عمزاد اس امت کے عالم' اور کتاب اللہ کے مفسر اور ترجمان' آپ کو عالم اور سمندر کہا جاتا ہے' آپ نے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے بہت کچھ روایت کیا ہے اور آپ سے بہت سے صحابہؓ اور تابعینؒ کی جماعتوں نے سیکھا ہے اور آپ کو اپنے وسعت علم وفہم اور کمال عقل اور وسعت فضل اور اپنے اصل کی شرافت کی وجہ سے بعض ایسی یکتا خوبیاں حاصل ہیں جو کسی دوسرے صحابی کو حاصل نہیں' آپ کی والدہ ام الفضل لبابہ بنت الحارث الہلالیہ ہیں جو ام المومنین حضرت میمونہؓ بنت الحارث کی بہن ہیں' آپ عباسی خلفاء کے والد ہیں اور آپ حضرت عباسؓ کے ہاں ام الفضل سے دس بھائیوں کے بھائی ہیں اور پیدائش کے لحاظ سے ان سب سے آخر میں پیدا ہوئے اور ان میں سے ہر ایک ایسے شہر میں فوت ہوا جو دوسرے شہر سے دور تھا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا' مسلم بن خالد زنجی مکی نے عن ابن نجیح عن ابن عباسؓ بیان کیا ہے آپ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ شعب میں تھے تو میرے والد' رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے کہنے لگے اے محمد ﷺ میں نے ام الفضل کو حاملہ پایا ہے آپؐ نے فرمایا شاید اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھوں کو ٹھنڈا کرے' راوی بیان کرتا ہے جب میری ماں نے مجھے جنا تو مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا اور میں ایک چیتھڑے میں لپٹا ہوا تھا آپ نے اپنے لعاب دہن سے مجھے گھٹی دی۔

مجاہد نے بیان کیا ہے' ہمیں کسی کے متعلق معلوم نہیں کہ آپ کے سوا' رسول اللہ ﷺ نے کسی کو اپنے لعاب دہن سے گھٹی دی ہو اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' شاید اللہ تعالیٰ اس لڑکے سے ہمارے چہروں کو سفید کر دے' پس ام الفضل نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو جنم دیا اور عمرو بن دینار سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہجرت کے سال پیدا ہوئے اور واقدی نے شعبہ کے طریق سے بحوالہ ابن عباسؓ بیان کیا ہے کہ میں ہجرت سے تین سال قبل پیدا ہوا اور ہم شعب میں تھے اور جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو میں تیرہ سال کا تھا پھر واقدی نے بیان کیا ہے کہ اس بارے میں اہل علم کے درمیان کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا اور واقدی نے حجت پکڑی ہے کہ آپ حجۃ الوداع کے سال بلوغت کے قریب پہنچ چکے تھے اور صحیح بخاری میں

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تو میں مختون تھا اور وہ بچے کا بالغ ہونے پر ختنہ کرتے تھے۔ اور شعبہ ہشام اور ابن عوانہ نے عن ابی بشر عن سعید بن جبیر عن ابن عباسؓ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تو میں دس سال کا مختون تھا' ہشام نے یہ اضافہ کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں المحکم جمع کیا تھا۔ میں نے پوچھا المحکم کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا' المفصل' ابوداؤد طیالسی نے عن شعبہ عن ابی اسحاق عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تو میں پندرہ سال کا مختون تھا اور یہی اصح ہے اور اس کی صحت کی تائید صحیحین کی روایت سے ہوتی ہے اور مالک نے اسے عن زہری عن عبید اللہ عن ابن عباسؓ روایت کیا ہے آپ بیان کرتے ہیں' میں ایک گدھی پر سوار ہو کر آیا اور اس وقت میں قریب البلوغ تھا اور رسول اللہ ﷺ لوگوں کو منیٰ میں بغیر کسی دیوار کے نماز پڑھا رہے تھے پس میں ایک صف کے آگے سے گزرا تو میں اتر پڑا اور میں نے گدھے کو چرنے کے لیے چھوڑ دیا اور صف میں شامل ہو گیا' مجھے کسی نے اس بات پر ملامت نہ کی اور صحیح میں آپ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں اور میری ماں مستضعفین میں سے تھے میری ماں عورتوں میں تھی اور میں بچوں میں تھا اور فتح سے قبل آپ نے اپنے باپ کے ساتھ ہجرت کی اور حضرت نبی کریم ﷺ ان دونوں کو جحفہ میں ملے جب کہ آپ فتح مکہ کے لیے جا رہا تھے اور آپ ۸ھ میں فتح مکہ' حنین اور طائف میں شامل ہوئے اور بعض کا قول ہے کہ ۹ھ میں شامل ہوئے اور حجۃ الوداع ۱۰ھ میں ہوا اور آپ نے حضرت نبی کریم ﷺ کی صحبت اختیار کی اور آپ کے ساتھ رہے اور آپ سے سیکھا اور یاد کیا اور اقوال وافعال اور احوال کو ضبط کیا اور فہم ثاقب کے ساتھ صحابہؓ سے علم عظیم اور فصاحت و بلاغت اور جمال و ملاحت اور اصالت و بیان سیکھی اور رسولؐ خدا نے آپ کے لیے دعا کی جیسا کہ ثابت الارکان احادیث میں بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کے لیے دعا کی کہ وہ آپ کو تاویل سکھائے اور دین کی سمجھ عطا فرمائے اور زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ ساعدہ بن عبید اللہ مزنی نے عن داؤد بن عطاء عن زید بن اسلم عن ابن عمر مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عمرؓ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بلاتے اور اپنے قریب کرتے اور فرماتے میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک روز آپ کو بلایا اور آپ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور آپ کے منہ میں تھوکا اور فرمایا اے اللہ اسے دین کی سمجھ عطا کر اور اسے تاویل سکھا' اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ اسے برکت دے اور اس سے دین کو زندہ کر' اور حماد بن سلمہ نے عن عبد اللہ بن عثمان بن خثیم عن سعید بن جبیر عن ابن عباسؓ بیان کیا ہے آپ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی خالہ حضرت میمونہؓ کے ہاں رات بسر کی اور میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کے لیے پانی رکھا تو آپ نے فرمایا یہ کس نے رکھا ہے؟ لوگوں نے کہا عبد اللہ بن عباسؓ نے آپ نے فرمایا اے اللہ اسے تاویل سکھا اور دین کی سمجھ عطا فرما اور اسے کئی لوگوں نے بحوالہ ابن خثیم ایسے ہی روایت کی ہے۔

اور امام احمد نے بیان کیا ہے کہ عبد اللہ بن بکر بن ابی صفرۃ ابو یونس نے بحوالہ عمرو بن دینار ہم سے بیان کیا کہ کریب نے اسے بتایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں آخر شب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے میرا ہاتھ پکڑ مجھے کھینچا حتیٰ کہ آپ نے مجھے اپنے مقابل کھڑا کر لیا پس جب رسول اللہ ﷺ اپنی نماز کے لیے آئے تو میں پیچھے ہٹ گیا' رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی اور جب آپ نماز پڑھ کر واپس جانے لگے تو فرمایا میرا کیا حال ہے میں تجھے اپنے مقابل میں کرتا ہوں اور تو پیچھے ہٹتا ہے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا کسی کو مناسب ہے کہ وہ آپ مقابل میں نماز پڑھے حالانکہ

آپ اللہ کے وہ رسول ہیں جنہیں اللہ نے عطا کیا ہے؟ راوی بیان کرتا ہے میں نے آپ کو حیران کر دیا تو آپ نے میرے لیے اللہ سے دعا کی کہ وہ میرے علم وفہم میں اضافہ کرے' راوی بیان کرتا ہے پھر میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ سو گئے ہیں حتیٰ کہ میں نے آپ کی سانس کی آواز سنی پھر حضرت بلالؓ نے آپ کے پاس آ کر کہا یا رسول اللہ ﷺ نماز کا وقت ہو گیا ہے آپ نے اٹھ کر نماز پڑھی اور آپ نے دوبارہ وضو نہیں کیا۔

امام احمدؒ وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ ہاشم بن القاسم نے ہم سے بیان کیا کہ ورقاء نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے عبید اللہ بن ابی زید کو بحوالہ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ رفع حاجت کے لیے آئے تو میں نے آپ کے لیے پانی رکھا آپ جب باہر نکلے تو آپ نے فرمایا یہ کس نے رکھا ہے آپ کو بتایا گیا کہ ابن عباسؓ نے رکھا ہے آپ نے فرمایا اے اللہ اسے دین کی سمجھ عطا کر اور اسے تاویل سکھا' اور ثوری وغیرہ نے عن لیث عن ابی جہضم موسیٰ بن سالم عن ابن عباسؓ بیان کیا ہے کہ آپ نے جبریل کو دیکھا اور رسول اللہ ﷺ نے آپ کے لیے حکمت کی دعا کی' اور ایک روایت میں ہے کہ دو دفعہ علم کی دعا کی' اور دارقطنی نے بیان کیا ہے کہ حمزہ بن القاسم الہاشمی اور دوسروں نے ہم سے بیان کیا کہ عباس بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن مصعب بن ابی مالک نخعی نے عن اسحٰق عن عکرمہ عن ابن عباسؓ ہم سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے دو دفعہ جبریل کو دیکھا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے دو دفعہ حکمت کی دعا کی ہے پھر دارقطنی نے بیان کیا ہے کہ یہ ابواسحٰق السبیعی کی حدیث سے بحوالہ عکرمہ غریب ہے اور ابو مالک نخعی عبد الملک بن حسین سے متفرد ہے۔

امام احمد نے بیان کیا ہے کہ ہاشم نے عن خالد عن عکرمہ عن ابن عباسؓ ہم سے بیان کیا آپ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے ساتھ لگایا اور فرمایا اے اللہ! اسے حکمت سکھا دے' اور اسی طرح احمدؒ نے اسے عن اسماعیل بن علیۃ عن خالد الحذاء عن عکرمہ عن ابن عباسؓ روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے ساتھ لگایا اور فرمایا اے اللہ اسے کتاب سکھا دے' اور بخاری' ترمذی' نسائی اور ابن ماجہ نے اسے خالد کی حدیث سے جو ابن مہران الحذاء ہے عن عکرمہ بحوالہ حضرت ابن عباسؓ روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے اور امام احمد نے بیان کیا ہے کہ ابوسعید نے بحوالہ حضرت ابن عباسؓ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو حکمت عطا فرما اور اسے تاویل سکھا دے' احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں اور اس حدیث کو کئی لوگوں نے بحوالہ عکرمہ ایسے ہی روایت کیا ہے اور ان میں سے بعض نے اسے بحوالہ عکرمہ مرسل بیان کیا ہے اور متصل ہی صحیح ہے اور اسے کئی تابعین نے بھی بحوالہ حضرت ابن عباسؓ روایت کیا ہے اور امیر المومنین المہدی کے طریق سے عن ابیہ عن ابی جعفر المنصور عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس' عن ابیہ عن عبد اللہ بن عباس بھی روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ اسے کتاب سکھا اور دین کی سمجھ عطا فرما۔

اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ ابو کامل اور عفان المعنی نے ہم سے بیان کیا کہ حماد نے ہم سے بیان کیا کہ عمار بن ابی عمار نے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا آپ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے باپ کے ساتھ حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس تھا اور ایک شخص آپ کے پاس آپ سے سرگوشی کر رہا تھا۔

عفان نے بیان کیا ہے کہ آپ حضرت عباسؓ سے اعراض کرنے والے کی طرح تھے ہم آپ کے ہاں سے باہر نکلے تو حضرت عباسؓ نے کہا' کیا میں نے تیرے عمزاد کو اپنے سے اعراض کرنے والے کی طرح نہیں دیکھا؟ میں نے کہا آپ کے پاس ایک شخص سرگوشی کر رہا تھا عفان نے بیان کیا ہے کہ حضرت عباسؓ نے کہا کیا آپ کے پاس کوئی شخص تھا؟ میں نے کہا ہاں' تو آپ نے واپس جا کر آپ سے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کیا ابھی آپ کے پاس کوئی شخص موجود تھا؟ عبداللہ نے مجھے بتایا ہے کہ آپ کے پاس کوئی شخص آپ سے سرگوشی کر رہا تھا آپ نے فرمایا اے عبداللہ کیا تو نے دیکھا ہے؟ میں نے کہا ہاں' آپ نے فرمایا وہ جبریل علیہ السلام تھے اور آپ نے مہدی کی حدیث سے بحوالہ اس کے آباء کے روایت کی ہے اور اس میں یہ بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ سے فرمایا کہ بلاشبہ عنقریب تیری نظر کو گزند پہنچے گا۔ اور ایسے ہی ہوا اور اسے ایک اور طریق سے بھی ایسے ہی روایت کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم

آپ کے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ایک اور رنگ میں دیکھنے کا بیان:

قتیبہ نے اسے عن الدراوردی عن ثور بن یزید عن موسیٰ بن میسرہ روایت کیا ہے کہ حضرت عباسؓ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو کسی کام کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا تو اس نے آپ کے ہاں ایک شخص کو دیکھا تو وہ واپس آ گیا اور اس شخص کی موجودگی کی وجہ سے آپ سے بات نہ کی اس کے بعد حضرت عباسؓ، رسول اللہ ﷺ سے ملے تو حضرت عباسؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے آپ کے پاس اپنا بیٹا بھیجا تھا اور اس نے آپ کے پاس ایک شخص کو دیکھا اور اس نے آپ سے بات نہیں کی اور واپس چلا آیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے چچا آپ کو معلوم ہے وہ کون شخص تھا؟ انھوں نے جواب دیا نہیں؟ آپ نے فرمایا وہ حضرت جبریلؑ تھے' اور آپ کا بیٹا اندھا ہوئے بغیر ہرگز نہیں مرے گا اور اسے علم دیا جائے گا' اور سلیمان بن بلال نے اسے بحوالہ ثور بن یزید اسی طرح روایت کیا ہے اور یہ ایک اور طریق سے بھی مروی ہے اور حضرت ابن عباسؓ کے فضائل میں بہت سی احادیث بیان ہوئی ہیں جن میں سے کچھ منکر ہیں اور بہت سی احادیث کے بیان کرنے سے ہم نے پہلوتہی کی ہے۔ اور جنہیں ہم نے بیان کیا ہے انہوں نے دوسری احادیث سے بے نیاز کر دیا ہے۔

بیہقی نے بیان کیا ہے کہ حافظ ابوعبداللہ نے ہمیں بتایا کہ مرو کے قاضی عبداللہ نے ہمیں خبر دی کہ حارث بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن ہارون نے ہمیں بتایا کہ جریر بن حازم نے عن یعلیٰ بن حکیم عن عکرمہ عن ابن عباسؓ ہمیں بتایا کہ آپ نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے تو میں نے ایک انصاری سے کہا آؤ ہم رسول اللہ ﷺ کے اصحاب سے پوچھیں آج وہ بہت تعداد میں ہیں' اس نے کہا اے ابن عباس رضی اللہ عنہما تجھ پر تعجب ہے کیا تیرا خیال ہے کہ لوگ تیرے محتاج ہیں حالانکہ لوگوں میں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب موجود ہیں؟ راوی بیان کرتا ہے کہ اس نے ایسا نہ کیا اور میں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب سے پوچھنے لگا اور اگر مجھے کسی شخص سے کوئی حدیث پہنچتی تو میں اس کے دروازے پر جاتا اور وہ قیلولہ کر رہا ہوتا تو میں اس کے دروازے پر اپنی چادر سے ٹیک لگا لیتا اور ہوا مجھ پر مٹی ڈال دیتی' پس وہ شخص باہر نکلتا اور مجھے دیکھ کر کہتا اے رسول اللہ ﷺ کے عمزاد کیسے آنا ہوا؟ آپ نے میری طرف پیغام کیوں نہ بھیجا میں آپ کے پاس آ جاتا؟ میں کہتا نہیں' میں آپ کے پاس آنے کا زیادہ حق رکھتا ہوں اور میں اس سے حدیث کے بارے میں پوچھتا' راوی بیان کرتا ہے کہ یہ انصاری شخص زندہ رہا حتیٰ کہ اس نے مجھے دیکھا کہ لوگ میرے اردگرد اکٹھے

ہو کر مجھ سے پوچھ رہے ہیں اور وہ کہتا یہ نوجوان مجھ سے زیادہ عقلمند ہے اور محمد بن عبداللہ انصاری نے بیان کیا ہے کہ محمد بن عمرو بن علقمہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابوسلمہ نے بحوالہ حضرت ابن عباسؓ ہم سے بیان کیا آپ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کا عام علم انصار کے اس قبیلے کے پاس پایا ہے اگرچہ میں ان کے کسی شخص کے دروازے پر قیلولہ کرتا تھا اور اگر میں چاہتا کہ وہ مجھے اجازت دے تو وہ مجھے اجازت دے دیتا لیکن میں اس کی خوشنودی چاہتا تھا۔

اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ محمد بن عمر نے بتایا کہ قدامہ بن موسیٰ نے بحوالہ ابوسلمہ حضرمی مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بیان کرتے سنا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے اکابر انصار و مہاجرین کے ساتھ ساتھ رہتا تھا اور میں ان سے رسول اللہ ﷺ کے مغازی اور اس بارے میں جو قرآن نازل ہوا تھا اس کے متعلق دریافت کرتا تھا اور میں جس شخص کے پاس بھی جاتا وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میری قرابت کی وجہ سے میری آمد سے خوش ہوتا' ایک روز میں حضرت ابی بن کعبؓ سے آپ راسخین فی العلم میں سے تھے۔ اس قرآن کے بارے میں پوچھنے لگا جو مدینہ میں نازل ہوا تھا آپ نے فرمایا ستائیس سورتیں مدینہ میں نازل ہوئی ہیں اور باقی سورتیں مکی ہیں۔

اور احمدؒ نے عبدالرزاق سے بحوالہ معمر بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا عام علم تین اشخاص سے حاصل کردہ ہے حضرت عمرؓ' حضرت علی اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے' اور طاؤس نے بحوالہ ابن عباسؓ بیان کیا ہے کہ میں ایک بات کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے تیس اصحاب سے پوچھا کرتا تھا اور میغرہ نے بحوالہ شعبی بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے یہ علم کہاں سے حاصل کیا ہے آپ نے فرمایا بہت سوال کرنے والی زبان اور عقل مند دل سے' اور حضرت عمر بن الخطابؓ سے ثابت ہے کہ وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو مشائخ صحابہؓ کے پاس بٹھایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کیا ہی اچھا ترجمان القرآن ہے' اور آپ جب آتے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ادھیڑ عمر نوجوان اور زبان سے بہت سوال کرنے والا اور عقلمند دل والا آ گیا ہے اور صحیح میں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے صحابہؓ سے ﴿اِذَا جَاۗءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَ الۡفَتۡحُ﴾ کی تفسیر پوچھی تو بعض نے سکوت اختیار کر لیا اور بعض نے ایسا جواب دیا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پسند نہ آیا پھر آپ نے حضرت ابن عباسؓ سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا اس میں رسول اللہ ﷺ کی موت کی خبر دی گئی ہے' حضرت عمرؓ نے فرمایا میں اس کے متعلق وہی کچھ جانتا ہوں جو آپ جانتے ہیں' اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقصد ان کے ہاں آپ کی جلالتِ قدر اور علم و فہم میں آپ کا عظیم مقام ثابت کرنا تھا اور آپ نے ایک بار ان سے لیلۃ القدر کے متعلق پوچھا تو آپ نے اجتہاد سے بتایا کہ وہ آخری عشرہ کی ستائیس کو ہوتی ہے تو حضرت عمرؓ نے آپ کی تحسین کی جیسا کہ ہم نے تفسیر میں بیان کیا ہے۔

اور حسن بن عرفہ نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن الیمان نے عن عبدالملک بن ابی سلیمان عن سعید بن جبیر عن عمر ہم سے بیان کیا کہ آپ نے حضرت ابن عباسؓ سے کہا آپ وہ علم جانتے ہیں جو ہم نہیں جانتے اور اوزاعی نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابن عباسؓ سے کہا بلاشبہ آپ ہمارے جوانوں کے سردار اور ان سے اچھے عقلمند اور کتاب اللہ کے زیادہ سمجھنے والے بن گئے ہیں اور مجاہد نے شعبی سے بحوالہ ابن عباسؓ بیان کیا ہے آپ بیان کرتے ہیں کہ میرے باپ نے مجھے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ تجھ کو قریب کرتے ہیں

اور اکابر صحابہؓ کے ساتھ بٹھاتے ہیں میری تین باتیں یاد رکھنا' آپ کا راز افشاء نہ کرنا اور نہ آپ کے پاس کسی کی غیبت کرنا اور اپنے پر جھوٹ کا تجربہ نہ کرنا' شعبی نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابن عباسؓ سے کہا ہر بات ہزار سے بہتر ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا ہر بات' دس ہزار سے بہتر ہے۔

واقدی نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن الفضل بن ابی عبداللہ عن ابیہ عن عطاء بن یسار نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بلاتے اور وہ اہل بدر کے ساتھ چلتے اور وہ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے زمانے میں اپنی وفات کے دن تک فتویٰ دیا کرتے تھے' میں کہتا ہوں آپ نے ابن ابی سرح کے ساتھ ۲۷ھ میں افریقہ کی فتح میں شمولیت کی اور زہری نے علی بن حسینؓ سے ان کے باپ کے حوالے سے بیان کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میرے باپ نے جنگ جمل کے روز' ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دونوں صفوں کے درمیان چلتے دیکھا تو فرمایا اللہ اس شخص کی آنکھ کو ٹھنڈا کرے جس کا اس جیسا عمزاد ہو۔ اور آپ نے حضرت علیؓ کے ساتھ جمل وصفین میں شرکت کی اور آپ میسرہ کے امیر تھے اور خوارج کی جنگ میں بھی آپ کے ساتھ شامل ہوئے اور آپ ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا تھا کہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو شام کا نائب مقرر کر دیں اور آغاز کار میں انہیں شام سے معزول نہ کریں' حتیٰ کہ آپ نے یہ بات بھی کہی اگر آپ انہیں معزول کرنا چاہتے ہیں تو ایک ماہ تک انہیں مقرر کر دیں اور ہمیشہ کے لیے انہیں معزول کر دیں' مگر حضرت علیؓ نے ان سے جنگ کرنے کے سوا' ہر بات کے ماننے سے انکار کر دیا اور جو کچھ ہوا وہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور جب فریقین نے حکمین کی تحکیم پر جھگڑا کیا تو حضرت ابن عباسؓ نے مطالبہ کیا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا مقابلہ کریں گے مگر مذحج اور اہل یمن نے انکار کیا اور کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے صرف حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہوں گے اور حکمین کا معاملہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور حضرت علیؓ نے آپ کو بصرہ پر نائب مقرر کیا اور بعض سالوں میں آپ نے لوگوں کے لیے حج کی تکبیر بھی کہی اور عرفات میں ان سے خطاب بھی کیا اور اس میں سورہ بقرہ کی تفسیر بھی کی اور ایک روایت میں سورۂ نور کا نام آیا ہے' ایک سننے والے کا بیان ہے کہ آپ نے ایسی تفسیر کی کہ اگر رومی' ترک اور دیلم اسے سنتے تو مسلمان ہو جاتے۔ اور آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے بصرہ میں لوگوں کا تعارف کروایا' آپ عرفہ کی شب کو منبر پر چڑھتے اور اہل بصرہ آپ کے اردگرد جمع ہو جاتے اور آپ قرآن کی کسی آیت کی تفسیر کرتے اور عصر کے بعد غروب آفتاب تک لوگوں کو نصائح کرتے پھر منبر سے اتر کر انہیں مغرب کی نماز پڑھاتے اور آپ کے بعد علماء نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے اور بعض نے اسے ناپسند کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ بدعت ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس پر عمل نہیں کیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سوا آپ کے کسی صحابی نے بھی اس پر عمل نہیں کیا اور بعض نے اسے ذکر الٰہی اور حجاج کی ملاقات کے باعث مستحب کہا ہے۔

اور حضرت ابن عباس' حضرت علی رضی اللہ عنہم کے بعض احکام پر تنقید کیا کرتے تھے اور حضرت علیؓ اس بارے میں آپ کی طرف رجوع کیا کرتے تھے جیسا کہ امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ایوب نے بحوالہ عکرمہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ نے اسلام سے مرتد ہو جانے والے کچھ لوگوں کو جلا دیا' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اس امر کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا' اگر میں ہوتا تو میں انہیں آگ سے نہ جلاتا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے' اللہ کا عذاب نہ دو' بلکہ میں انہیں رسول اللہ ﷺ کے قول جو

اپنا دین بدل دے اسے قتل کر دو کے مطابق قتل کرتا' حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس بات کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا ابن عباسؓ پر ہلاکت ہو اور ایک روایت میں ہے ابن عباسؓ پر ہلاکت ہو بلاشبہ وہ مشکلات کی تہ تک جاتے ہیں اور حضرت علیؓ نے آپ کو بدلہ دیا۔ بلاشبہ حضرت ابن عباسؓ متعہ کی اباحت کے قائل تھے اور یہ کہ وہ قیامت باقی ہے اور گھریلو گدھوں کی تحلیل کے بھی قائل تھے' حضرت علیؓ نے فرمایا تو ایک متکبر آدمی ہے بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے روز متعہ کے نکاح سے اور گھریلو گدھوں کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔ یہ حدیث صحیحین وغیرہ میں مروی ہے اور اس کے یہ الفاظ سب سے اچھے ہیں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

بیہقی نے بیان کیا ہے کہ حافظ ابوعبداللہ نے بتایا کہ میں نے ابوبکر بن المؤمل کو بیان کرتے سنا کہ میں نے ابونصر بن ابی ربیعہ کو بیان کرتے سنا کہ صعصعہ بن صوحان' بصرہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے آپ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے متعلق پوچھا اور آپ وہاں ان کے پیچھے بیٹھے تھے۔ صعصعہ نے کہا یا امیر المومنین وہ تین باتوں کو پکڑنے والا اور تین باتوں کو چھوڑنے والا ہے۔ جب بات کرتا ہے تو لوگوں کے دلوں کو پکڑ لیتا ہے اور جب اس سے بات بیان کی جائے تو اسے بہت اچھی طرح سنتا ہے اور جب اس کی مخالفت کی جائے تو دو باتوں میں سے زیادہ آسان بات کو اختیار کر لیتا ہے اور کمینے سے جھگڑا اور مقابلہ کرنا چھوڑ دیتا ہے اور اس سے معذرت کرتا ہے واقدی نے بیان کیا ہے کہ ابوبکر بن ابی سبرہ نے عن موسیٰ بن سعید عن عامر بن سعد بن ابی وقاص عن ابیہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے زیادہ حاضر جواب' زیادہ عقلمند' زیادہ صاحب علم اور زیادہ حلم والا شخص نہیں دیکھا اور میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ پیچیدہ مسائل کے لیے انہیں بلاتے پھر فرماتے تیرے پاس پیچیدہ مسئلہ آیا ہے پھر ان کے قول سے سبقت نہ کرتے اور آپ کے اردگرد انصار ومہاجرین میں سے اہل بدر بھی موجود ہوتے' اور اعمش نے ابوالضحیٰ سے بحوالہ مسروق بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر ابن عباس رضی اللہ عنہما ہماری عمر کو پاتا تو ہم سے کوئی بھی اس کا دسواں حصہ نہ لیتا اور آپ فرمایا کرتے تھے ابن عباس رضی اللہ عنہما کیا ہی اچھا ترجمان القرآن ہے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ پر جو کچھ نازل کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما اسے سب لوگوں سے زیادہ جانتا ہے۔

اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ محمد بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن العلاء نے یعقوب بن زید سے اس کے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ جب حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی وفات کی اطلاع ملی تو آپ نے اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مارا اور میں نے آپ کو کہتے سنا آج وہ شخص فوت ہو گیا ہے مشرق ومغرب کے درمیان رہنے والے لوگ جس کے علم کے محتاج تھے۔

واقدی نے بیان کیا ہے کہ ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ نے عمرو بن عمرو سے بحوالہ عکرمہ بیان کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے معاویہ کو بیان کرتے سنا کہ قسم بخدا وہ شخص فوت ہو گیا ہے جو زندوں اور مردوں سے زیادہ سمجھدار تھا' اور ابن عساکر نے بحوالہ ابن عباسؓ روایت کی ہے آپ بیان کرتے ہیں کہ جب صلح ہوئی تو میں حضرت معاویہؓ کے پاس گیا اور میں اور وہ ملاقات کرنے والے پہلے شخص ہیں کیا دیکھتا ہوں کہ ان کے پاس کچھ لوگ بیٹھے ہیں انہوں نے کہا ابن عباسؓ خوش آمدید' میرے اور کسی شخص کے درمیان جو دوری کے باعث مجھے عزیز ہو اور نہ قرب کے باعث مجھے محبوب ہو' فتنہ اس قدر مضبوط نہیں ہوا' اس خدا کا شکر ہے جس نے

علی رضی اللہ عنہ کو موت دی ہے تو میں نے انہیں کہا بلاشبہ اللہ تعالیٰ کو اس کے فیصلہ کے بارے میں ملامت نہیں کی جاسکتی اور اس حدیث کے علاوہ دوسری حدیث اس سے اچھی ہے پھر میں نے انہیں کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے عمزاد کے بارے میں مجھے معاف کر دیں اور میں آپ کے عمزاد کے بارے میں آپ کو معاف کر دوں' آپ نے کہا آپ کی یہ بات ہوگئی' جب حضرت ابن عباسؓ نے لوگوں کو حج کروایا تو حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ کہنے لگیں آپ مناسک کے بارے میں سب لوگوں سے زیادہ علم رکھتے ہیں اور ابن المبارک نے داؤد بن ابی ہند سے بحوالہ شعبی بیان کیا ہے کہ حضرت زید بن ثابتؓ سوار ہوئے تو حضرت ابن عباسؓ نے آپ کی رکاب پکڑ لی' آپ نے فرمایا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمزاد ایسا نہ کرو' حضرت ابن عباسؓ نے کہا ہمیں اپنے علماء کے ساتھ ایسا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت زیدؓ نے کہا آپ کے ہاتھ کہاں ہیں؟ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ نکالے تو انہوں نے ان کو بوسہ دیا اور فرمایا ہمیں اپنے نبی کے اہل بیت کے ساتھ ایسا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

واقدی نے بیان کیا ہے کہ داؤد بن ہند نے بحوالہ سعید بن جبیر مجھ سے بیان کیا کہ میں نے ابن المسیب کو بیان کرتے سنا کہ ابن عباسؓ سب لوگوں سے زیادہ عالم ہیں اور عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے باپ سے بحوالہ عبیداللہ بن عتبہ مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ابن عباسؓ چند باتوں میں لوگوں سے آگے نکل گئے تھے' ایسے علم سے جس کی طرف کسی نے سبقت نہیں کی تھی اور فقہ سے جس کی وجہ سے آپ کی رائے کی ضرورت ہوتی تھی اور حلم' نسب اور سخاوت کی وجہ سے' میں نے کسی شخص کو آپ سے بڑھ کر حدیث النبی اور حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے فیصلوں اور عربی اشعار اور تفسیر قرآن اور حساب اور فرائض اور گذشتہ واقعات کو جاننے والا اور جس بات میں آپ کی رائے کی ضرورت ہو اس میں آپ سے بڑھ کر بات کی تہہ تک پہنچنے والی رائے والا شخص نہیں دیکھا آپ ایک روز بیٹھتے تو اس میں فقہ کا ذکر کرتے' دوسرے روز بیٹھتے تو اس میں تاویل کا ذکر کرتے اور تیسرے روز بیٹھتے تو اس میں مغازی کا ذکر کرتے اور چوتھے روز بیٹھتے تو اس میں شعر کا ذکر کرتے اور پانچویں روز بیٹھتے تو اس میں عربوں کی جنگوں کا ذکر کرتے اور میں نے کبھی کسی عالم کو نہیں دیکھا کہ جو بھی اس کے پاس بیٹھا ہو وہ اس کا مطیع ہو گیا ہو اور میں نے آپ سے کسی سائل کو سوال کرتے نہیں دیکھا مگر اس نے آپ کے پاس علم پایا۔ راوی بیان کرتا ہے بسا اوقات میں نے وہ قصیدہ یاد کر لیا جس میں تیس اشعار ہوتے اور ہشام بن عروہ نے اپنے باپ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مانند کوئی شخص نہیں دیکھا اور عطاء نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مجلس سے شاندار مجلس کوئی نہیں دیکھی اور نہ ان سے زیادہ فقیہ دیکھا ہے اور نہ ان سے زیادہ رُعب وداب والا شخص دیکھا ہے اصحاب القرآن' اصحاب العربیہ اور اصحاب الشعر آپ سے دریافت کرتے تھے اور وہ سب کے سب وسیع تر وادی میں واپس جاتے۔

واقدی نے بیان کیا ہے کہ بشر بن ابی سلیم نے ابن طاؤس سے اس کے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' علم میں لوگوں سے اس طرح آگے بڑھے ہوئے تھے جیسے بلند کھجور' چھوٹی کھجوروں سے اونچی نکل جاتی ہے۔ اور لیث بن ابی سلیم نے بیان کیا ہے کہ میں نے طاؤس سے کہا تم اکابر صحابہ کو چھوڑ کر اس نوجوان یعنی ابن عباسؓ کے ساتھ کیوں رہتے ہو؟ اس نے کہا میں نے ستر صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا ہے کہ جب وہ کسی چیز کے بارے میں جھگڑتے تو آپ کے قول کو اختیار کر لیتے اور اسی طرح

طاؤس نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ میں نے ان سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا' نیز کہا اور جس بات کی کبھی کسی نے مخالفت نہیں کی آپ اسے چھوڑ دیتے حتیٰ کہ اسے ثابت کر دیتے اور علی بن المدینی' یحییٰ بن معین اور ابونعیم وغیرہ نے عن ابی نجیح عن مجاہد بیان کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ کی مثل کبھی کوئی شخص نہیں دیکھا۔ اور جس روز آپ نے وفات پائی تو آپ نے کہا بلاشبہ حضرت ابن عباسؓ اس امت کے عالم تھے اور ابوبکر بن ابی شیبہ وغیرہ نے عن ابی اسامہ عن الاعمش عن مجاہد بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ ان سے لمبے قدم والے اور بڑے پیالے والے اور وسیع علم والے تھے اور عمرو بن دینار نے بیان کیا ہے میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مجلس سے بڑھ کر ہر خیر کی جامع مجلس نہیں دیکھی' یعنی اس میں حلال وحرام' تفسیر قرآن' عربی زبان' اشعار اور کھانوں وغیرہ کے مسائل بیان ہوتے تھے۔ اور مجاہدؒ نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے بڑھ کر فصیح اللسان شخص نہیں دیکھا اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ عفان بن مسلم نے ہم سے بیان کیا کہ سلیم بن اخضر نے بحوالہ سلیمان التیمی جسے الحکم بن ادیب نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف یہ دریافت کرنے کے لیے بھیجا کہ یوم عرفہ کو اس مسجد میں سب سے پہلے کس نے جمعہ پڑھایا ہے ہم سے بیان کیا کہ اس مسجد میں سب سے پہلے حضرت ابن عباسؓ نے جمعہ پڑھایا ہے اور وہ خوش بیان آدمی تھا۔ میرا خیال ہے اسے حدیث کا بہت علم تھا اور وہ منبر پر چڑھ کر سورہ بقرہ پڑھا کرتا تھا اور ایک ایک آیت کی تفسیر بیان کیا کرتا تھا اور حضرت حسن بصریؒ سے ایک اور طریق سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت ابن عباسؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے بصرہ کا تعارف کرایا' آپ نے منبر پر چڑھ کر سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران پڑھی اور ان دونوں کے ایک ایک حرف کی تفسیر کی' اور یونس بن بکیر نے بیان کیا ہے کہ ابوحمزہ الشمالی نے بحوالہ ابوصالح ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مجلس دیکھی ہے اگر تمام قریش آپ پر فخر کریں تو انہیں آپ پر فخر کرنے کا حق حاصل ہے اور میں نے آپ کے دروازے پر لوگوں کو جمع ہوتے دیکھا ہے کہ ان سے راستہ تنگ ہو جاتا تھا اور کوئی شخص آمدورفت کی طاقت نہ رکھتا تھا۔ راوی بیان کرتا ہے میں نے اندر جا کر لوگوں کی موجودگی کے متعلق بتایا تو آپ نے فرمایا میرے لیے وضو کا پانی رکھو' راوی بیان کرتا ہے آپ نے وضو کیا اور بیٹھ گئے اور فرمایا باہر نکل کر ان سے کہو جو شخص قرآن اور اس کے حروف کے متعلق پوچھنا چاہتا ہے اور یہی میں اس سے چاہتا ہوں وہ اندر آ جائے۔ راوی بیان کرتا ہے میں نے باہر نکل کر انہیں بتایا تو وہ اندر آ گئے حتیٰ کہ انہوں نے گھر اور حجرہ کو بھر دیا اور جس چیز کے متعلق بھی انہوں نے پوچھا آپ نے انہیں اس کے متعلق بتایا بلکہ جتنا انہوں نے پوچھا تھا اس سے زائد انہیں بتایا پھر فرمایا تمہارے اور بھائی بھی پوچھنے والے ہیں تو وہ باہر چلے گئے' پھر فرمایا باہر نکل کر کہو جو شخص حلال وحرام اور فقہ کے متعلق دریافت کرنا چاہتا ہے وہ اندر آ جائے' راوی بیان کرتا ہے میں نے باہر نکل کر انہیں بتایا تو وہ اندر آ گئے حتیٰ کہ انہوں نے گھر اور حجرہ کو بھر دیا اور جس بات کے متعلق بھی انہوں نے آپ سے پوچھا آپ نے انہیں اس کے متعلق بتایا بلکہ اس سے زائد بتایا پھر فرمایا تمہارے اور بھائی بھی پوچھنے والے ہیں تو وہ باہر چلے گئے پھر فرمایا باہر نکل کر کہو جو شخص فرائض وغیرہ کے متعلق پوچھنا چاہتا ہے وہ اندر آ جائے میں نے باہر نکل کر انہیں بتایا تو وہ اندر آ گئے حتیٰ کہ انہوں نے گھر اور حجرہ کو بھر دیا اور جس بات کے متعلق بھی انہوں نے آپ سے پوچھا آپ نے انہیں اس کے متعلق بتایا بلکہ اس سے زائد بھی بتایا' پھر فرمایا تمہارے اور بھائی بھی پوچھنے والے ہیں تو وہ باہر چلے گئے پھر فرمایا باہر نکل کر کہو جو شخص عربی زبان' شعر اور دوراز فہم کلام کے متعلق پوچھنا چاہتا ہے وہ اندر آ جائے میں نے باہر نکل کر

انہیں بتایا تو وہ اندر آ گئے اور انہوں نے گھر اور حجرہ کو بھر دیا اور جس بات کے بارے میں بھی انہوں نے پوچھا آپ نے اس کے متعلق انہیں بتایا اور اس سے زائد بھی بتایا پھر فرمایا تمہارے اور بھائی بھی پوچھنے والے ہیں تو وہ باہر چلے گئے' ابو صالح نے بیان کیا ہے کہ اگر تمام قریش اس پر فخر کرتے تو ان کے لیے فخر کی بات ہوتی' میں نے آپ کی مانند لوگوں میں کوئی شخص نہیں دیکھا۔

اور طاؤس اور میمون بن مہران نے بیان کیا ہے کہ ہم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے زیادہ متقی اور حضرت ابن عباسؓ سے زیادہ فقیہ نہیں دیکھا' میمون نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ دونوں سے زیادہ فقیہ تھے اور قاضی شریک نے عن الاعمش عن ابی الضحیٰ عن مسروق بیان کیا ہے کہ جب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھتا تو میں کہتا یہ سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت ہیں اور جب وہ بولتے تو میں کہتا سب لوگوں سے زیادہ فصیح ہیں اور جب بات بیان کرتے تو میں کہتا سب لوگوں سے زیادہ عالم ہیں اور یعقوب بن سفیان نے بیان کیا ہے کہ ابوالنعمان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے زبیر بن حارث سے بحوالہ عکرمہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ان دونوں سے زیادہ قرآن جانتے تھے اور ان دونوں سے مبہات کو زیادہ جانتے تھے اور اسحٰق بن راہویہ نے بیان کیا ہے کہ یہ بات ایسے ہی ہے کیونکہ حضرت ابن عباسؓ نے حضرت علیؓ کے پاس جو تفسیر تھی وہ حاصل کر لی تھی اور اس کے ساتھ انہوں نے وہ علم بھی ملا لیا تھا جو آپ نے حضرت ابوبکرؓ' حضرت عمرؓ' حضرت عثمان اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہم وغیرہ کبار صحابہؓ سے حاصل کیا تھا' اس کے ساتھ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا بھی حاصل تھی کہ اللہ آپ کو کتاب کا علم سکھائے اور ابو معاویہ نے اعمش سے بحوالہ ابو وائل شقیق بن سلمہ بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے حج کے اجتماع میں خطبہ دیا اور سورہ بقرہ سے آغاز کیا آپ اسے پڑھنے لگے اور اس کی تفسیر کرنے لگے اور میں کہنے لگا کہ میں نے اس کی مانند نہ کسی شخص کا کلام دیکھا ہے نہ سنا ہے اگر اسے رومی اور ایرانی سنتے تو مسلمان ہو جاتے اور ابوبکر بن عیاش نے عاصم بن ابی النجود سے بحوالہ ابو وائل روایت کی ہے کہ جس سال حضرت عثمان قتل ہوئے حضرت ابن عباسؓ نے لوگوں کو حج کروایا اور سورہ نور پڑھی اور جو کچھ پہلے بیان ہو چکا ہے اس کی طرح اس نے بیان کیا' شاید پہلا واقعہ حضرت علیؓ کے زمانے کا ہے کہ آپ نے اس میں سورہ بقرہ پڑھی اور حضرت عثمانؓ کے فتنہ میں سورہ نور پڑھی۔ واللہ اعلم۔ اور ہم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں ان راسخین فی العلم میں سے ہوں جو اس کی تاویل کو جانتے ہیں۔

اور مجاہد نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ کے سامنے دو دفعہ قرآن پیش کیا اور ہر آیت کے پاس کھڑے ہو کر اس کے متعلق پوچھا۔ آپ سے روایت کی گئی ہے کہ قرآن میں چار الفاظ ایسے ہیں جن کے متعلق مجھے معلوم نہیں کہ وہ کس لیے آئے ہیں: الأواه. الحنان. الرقیم اور الفسلین. میں ان چار الفاظ کے سوا سب قرآن کو جانتا ہوں۔ اور ابن وہب وغیرہ نے سفیان بن عیینہ سے بحوالہ عبیداللہ بن ابی یزید بیان کیا ہے کہ جب حضرت ابن عباسؓ سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو اگر وہ کتاب اللہ میں ہوتا تو اسے بیان کرتے اور اگر قرآن میں نہ ہوتا تو وہ سنت میں ہوتا تو اسے بیان کرتے اور اگر اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان نہ کیا ہوتا تو آپ اسے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے بیان شدہ پاتے تو اسے بیان کرتے' بصورتِ دیگر اپنی رائے سے اجتہاد کرتے اور یعقوب بن سفیان نے بیان کیا ہے کہ ابو عاصم اور عبدالرحمٰن بن الشعبی نے کہمس بن الحسن سے بحوالہ عبیداللہ بن بریدہ بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دشنام دی تو آپ نے اسے کہا تو مجھے دشنام دیتا ہے اور مجھ میں تین اچھی عادتیں پائی جاتی ہیں' میں

کتاب اللہ کی کسی آیت پر پہنچتا ہوں تو میں چاہتا ہوں کہ جس طرح مجھے اس آیت کے بارے میں علم ہے لوگوں کو بھی اس کے متعلق ویسا ہی علم ہو جائے اور جب میں مسلمانوں کے کسی حکمران کے متعلق سنتا ہوں کہ وہ عدل وانصاف سے فیصلے کرتا ہے تو میں اس سے خوش ہوتا ہوں اور اس کی طرف دعوت دیتا ہوں اور شاید میں کبھی اس کے پاس فیصلہ نہ لے جاؤں اور جب میں سنتا ہوں کہ مسلمانوں کے کسی علاقے میں بارش ہوئی ہے تو میں اس سے خوش ہوتا ہوں حالانکہ وہاں کبھی میرے چرنے والے جانور نہیں ہوئے۔ اور بیہقی نے اسے عن الحاکم عن الاصم عن الحسن بن مکرم عن یزید بن ہارون عن کہمس روایت کیا ہے اور ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے مدینہ سے مکہ تک حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مصاحبت کی آپ دو رکعت نماز پڑھتے تھے اور جب آپ اترتے تو نصف شب قیام کرتے اور حرف حرف قرآن کو ترتیل سے پڑھتے اور اس میں بکثرت روتے اور پڑھتے ﴿وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ﴾ اور اصمعی نے المعتمر بن سلیمان سے بحوالہ شعیب بن درہم بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ کے رخساروں پر آنسو بہنے کی جگہ پر رونے کی وجہ سے پرانے تسموں کی طرح دھاری پڑ گئی تھی اور دوسروں نے بیان کیا ہے کہ آپ سوموار اور جمعرات کو روزہ رکھتے تھے اور آپ نے فرمایا ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ میرا عمل روزہ دار ہونے کی حالت میں مرتفع ہو' اور ہاشم وغیرہ نے عن علی بن زید عن یوسف بن مہران عن ابن عباسؓ روایت کی ہے کہ شاہ روم نے حضرت معاویہؓ کو خط لکھا جس میں آپ سے پوچھا کہ اللہ کو کون سا کلام زیادہ محبوب ہے اور کون سا بندہ اللہ کے ہاں زیادہ معزز ہے اور کون سی لونڈی اللہ کے ہاں زیادہ معزز ہے اور ان چار چیزوں کے متعلق دریافت کیا جن میں روح تو تھی مگر انھوں نے رحم میں حرکت نہیں کی' اور اس قبر کے متعلق دریافت کیا جو صاحب قبر کو چلا کر لے گئی اور زمین کی اس جگہ کے متعلق پوچھا جس میں صرف ایک بار ہی سورج طلوع ہوا ہے اور قوس قزح کے متعلق پوچھا کہ وہ کیا ہے اور کہکشاں کے متعلق دریافت کیا۔ حضرت معاویہؓ نے پیغام بھیج کر حضرت ابن عباسؓ سے ان باتوں کے متعلق دریافت کیا تو حضرت ابن عباسؓ نے انہیں لکھا: اللہ کے نزدیک سب سے محبوب کلام:

سُبْحَانَ اللّٰهِ' وَالْحَمْدُلِلّٰهِ وَلَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّابِاللّٰهِ ہے۔

اور خدا کے نزدیک سب سے معزز بندہ حضرت آدمؑ ہیں جنہیں اس نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور ان میں اپنی روح پھونکی اور اپنے ملائکہ سے سجدہ کروایا اور انہیں سب چیزوں کے نام سکھائے اور اللہ کے نزدیک سب سے معزز لونڈی حضرت مریم بنت عمران ہیں اور وہ چار چیزیں جنہوں نے رحم میں حرکت نہیں کی وہ حضرت آدم' حضرت حوا' حضرت موسیٰ کا عصا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وہ مینڈھا ہے جو حضرت اسماعیلؑ کے فدیہ میں دیا گیا تھا اور ایک روایت میں ہے حضرت صالح علیہ السلام کی ناقہ کا ذکر آتا ہے' اور وہ قبر جو اپنے صاحب قبر کو چلا کر لے گئی حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی ہے اور وہ جگہ جہاں سورج ایک بار ہی طلوع ہوا ہے وہ موسیٰ علیہ السلام کے لیے پھٹنے والا سمندر ہے حتیٰ کہ بنی اسرائیل اس میں سے گزر گئے اور قوس قزح' اہل ارض کے لیے غرق کی امان ہے اور کہکشاں' آسمان میں ایک دروازہ ہے اور ایک روایت میں ہے کہ کہکشاں آسمان میں ایک دروازہ ہے جو اسی سے منشق ہے جب شاہ روم نے اسے پڑھا تو حیران رہ گیا اور کہنے لگا خدا کی قسم یہ حضرت معاویہؓ کے جوابات نہیں اور نہ ہی ان کا قول ہے یہ جوابات حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل کے کسی آدمی کے ہیں اور ان سوالات کے بارے میں بہت سی روایات بیان ہوئی ہیں جن میں سے بعض محل نظر ہیں۔ واللہ اعلم

باب

حضرت ابن عباسؓ نے ۳۵ھ میں حضرت عثمانؓ کے حکم سے جب کہ وہ محصور تھے' حج کی امامت سنبھالی اور آپ کی غیر حاضری میں ہی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے اور حضرت ابن عباس' حضرت علی رضی اللہ عنہم کے ساتھ جنگِ جمل میں شامل ہوئے اور جنگِ صفین میں آپ حضرت علیؓ کے میسرہ کے امیر تھے اور آپ نے خوارج کے ساتھ جنگ میں بھی شمولیت کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے بصرہ کے امیر بنے اور آپ جب بصرہ سے باہر جاتے تو ابوالاسود الدؤلی کو نماز پر اور زیاد بن ابی سفیان کو خراج پر نائب مقرر کرتے اور اہل بصرہ آپ پر رشک کرتے تھے آپ انہیں سمجھاتے اور ان کے جاہل کو تعلیم دیتے اور ان کے مجرم کو نصیحت کرتے اور ان کے فقیر کو عطا کرتے اور آپ مسلسل بصرہ کے امیر رہے حتیٰ کہ حضرت علیؓ وفات پا گئے' کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے اپنی وفات سے قبل آپ کو بصرہ سے معزول کر دیا تھا پھر آپ حضرت معاویہؓ کے پاس گئے تو انہوں نے آپ کا اعزاز واکرام کیا اور آپ کو مقرب بنایا اور وہ آپ کو پیچیدہ مسائل لکھواتے اور آپ سرعت کے ساتھ ان کا جواب دیتے اور حضرت معاویؓہ یہ کہا کرتے تھے میں نے کسی کو آپ سے زیادہ حاضر جواب نہیں دیکھا اور جب حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی وفات کا خط آیا تو اتفاق سے حضرت ابن عباس' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم کے پاس موجود تھے پس انہوں نے آپ سے بہت اچھی طرح حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی تعزیت کی اور ابن عباسؓ نے اس کا بہت اچھا جواب دیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور حضرت معاویہؓ نے اپنے بیٹے یزید کو بھیجا تو اس نے حضرت ابن عباسؓ کے سامنے بیٹھ کر آپ سے مختصر اور فصیح عبارت میں تعزیت کی' جس پر حضرت ابن عباسؓ نے اس کا شکریہ ادا کیا اور جب حضرت معاویؓہ فوت ہو گئے اور حضرت حسینؓ نے عراق جانے کا ارادہ کیا تو حضرت ابن عباسؓ نے آپ کو سختی سے منع کیا اور حضرت ابن عباسؓ نے حضرت حسینؓ کے کپڑوں سے چمٹ جانا چاہا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ مگر حضرت حسینؓ نے آپ کی بات نہ مانی' اور جب آپ کو ان کی موت کی خبر ملی تو آپ کو شدید غم ہوا اور اپنے گھر میں بیٹھ رہے اور آپ فرمایا کرتے تھے' اے زبان اچھی بات کہہ' تجھے فائدہ ہوگا اور بری بات سے اعراض کر تو محفوظ رہے گی' اگر تو نے ایسا نہ کیا تو پشیمان ہوگی' آپ کے پاس جندب نامی ایک شخص آیا تو اس نے آپ سے کہا مجھے وصیت کیجیے' آپ نے فرمایا میں تجھے اللہ کی توحید اختیار کرنے اور اس کے لیے عمل کرنے اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کی وصیت کرتا ہوں بلاشبہ اس کے بعد تو جو نیکی کرے گا وہ مقبول ہوگی اور اللہ کی طرف مرفوع ہوگی۔ اے جندب تو موت کے قریب ہوتا جا رہا ہے پس تو آخری نماز کی طرح نماز پڑھ اور دنیا میں مسافر کی مانند رہ' بلاشبہ تو اہل قبور میں سے ہے' اپنے گناہ پر رو' اور اپنی خطاؤں سے توبہ کر' اور دنیا تیرے نزدیک تیری جوتی سے بھی حقیر ہونی چاہیے تو اسے چھوڑ کر اللہ کے عدل کی طرف جائے گا اور جو تو باقی چھوڑے گا وہ تجھے ہرگز فائدہ نہیں دے گا اور صرف تیرا عمل ہی تجھے فائدہ دے گا اور بعض نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے جن باتوں کی وصیت کی ہے وہ مشکی گھوڑوں سے بہتر ہیں' آپ نے فرمایا

جس چیز سے تجھے کچھ مطلب نہیں اس کے بارے میں بات نہ کر' حتیٰ کہ تو بات کرنے کی جگہ دیکھ لے' اور بے وقوف اور حلیم سے جھگڑا نہ کر بلاشبہ حلیم تجھے مغلوب کرلے گا اور بے وقوف تجھے ذلیل کر دے گا اور جب تیرا بھائی تجھ سے غائب ہو تو اس کے بارے میں اسی قسم کی بات کر جیسے تو چاہتا ہے کہ وہ تیری غیر حاضری میں تیرے بارے میں بات کرے' اور اس شخص کا سا عمل کر جسے معلوم ہے کہ اسے احسان کرنے پر جزا ملے گی اور جرم کرنے پر گرفت ہوگی' آپ کے پاس ایک شخص نے کہا اے ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ باتیں دس ہزار سے بہتر ہیں' آپ نے فرمایا ان میں سے ایک ایک بات دس ہزار سے بہتر ہے اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ نیکی کا کمال اسے جلد کرنا اور چھوٹا قرار دینا اور چھپانا ہے۔ یعنی جسے عطیہ دینا ہے اسے جلد عطیہ دو اور جسے عطیہ دیا گیا ہے اس کی نگاہوں میں چھوٹے بنو اور اسے لوگوں سے چھپاؤ اور اس کا اظہار نہ کرو بلاشبہ اس کے اظہار سے ریاکاری کا دروازہ کھلتا ہے اور جسے عطیہ دیا گیا ہے اس کی دل شکستگی ہوتی ہے اور وہ لوگوں سے شرمندگی محسوس کرتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے' مجھے سب لوگوں سے وہ ہم نشین عزیز ہے کہ اگر میں سکت رکھتا کہ اس کے چہرے پر میں مکھی نہ گرنے دوں تو میں ایسا کرتا۔ نیز آپ نے فرمایا جو شخص میرے پاس طلب حاجت کے لیے آئے اور وہ مجھے اس کے لیے ایک مقام پر دیکھے اسے اللہ کے سوا کوئی بدلہ نہیں دے سکتا اور اسی طرح جو شخص پہلے مجھے سلام کرے اور مجلس میں میرے لیے جگہ بنا دے یا میری خاطر اپنی جگہ سے اٹھ جائے اسے بھی خدا کے سوا کوئی بدلہ نہیں دے سکتا' یا وہ شخص جو پیاس میں مجھے پانی پلائے اور وہ شخص جو پس پشت میری حفاظت کرے اسے بھی خدا کے سوا کوئی بدلہ نہیں دے سکتا' اس قسم کی بہت سی باتیں آپ سے منقول ہیں اور جن باتوں کا ہم نے ذکر کیا ہے یہ ان باتوں کی طرف اشارہ ہیں جن کا ہم نے ذکر نہیں کیا۔

اور الہیثم بن عدی نے آپ کو اندھے اشراف میں شمار کیا ہے اور آپ کے بارے میں جو بعض احادیث بیان ہوئی ہیں ان میں اس بات پر دلالت پائی جاتی ہے' آپ کی ایک آنکھ اندھی ہوگئی تھی جس سے آپ کا جسم کمزور ہو گیا تھا اور جب آپ کی دوسری آنکھ اندھی ہوئی تو دوبارہ آپ پر گوشت چڑھ گیا آپ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا' پہلی آنکھ کے جانے پر' دوسری کے خوف سے جو دکھ مجھے پہنچا ہے وہ آپ نے دیکھا ہے اور جب وہ دونوں اندھی ہوگئیں تو میرا دل مطمئن ہو گیا اور ابوالقاسم بغوی نے بیان کیا ہے کہ علی بن الجعد نے ہم سے بیان کیا کہ شریک نے عن سماک عن عکرمہ عن ابن عباسؓ ہم سے بیان کیا کہ آپ کی آنکھوں میں بیان کیا کہ شریک نے عن سماک عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ آپ کی آنکھوں میں پانی پڑ گیا تو طبیب نے آپ سے کہا ہم آپ کی آنکھوں سے پانی کھینچ لیں گے' بشرطیکہ آپ سات دن نماز نہ پڑھیں' آپ نے فرمایا ایسا نہیں ہوگا جس نے نماز کی مقدرت ہوتے ہوئے نماز نہ پڑھی وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ وہ اس پر ناراض ہوگا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ سے کہا گیا کہ ہم آپ کی اپنی آنکھوں سے اس پانی کو دور کر سکتے ہیں بشرطیکہ آپ پانچ روز پڑے رہیں اور صرف لکڑی پر نماز پڑھیں اور ایک روایت میں ہے کہ لیٹ کر نماز پڑھیں آپ نے فرمایا نہیں' خدا کی قسم میں تو ایک رکعت بھی لیٹ کر نہیں پڑھوں گا بلاشبہ جس نے عمداً ایک نماز بھی ترک کی وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ وہ اس پر ناراض ہوگا اور جب حضرت ابن عباسؓ اندھے ہو گئے تو المدائنی نے آپ کے یہ اشعار سنائے ہیں۔

''اگر اللہ نے میری آنکھوں کا نور لے لیا ہے تو میری زبان اور میرے کانوں میں ان کا نور ہے' میرا دل تیز فہم ہے اور میری عقل میں کوئی خلل نہیں اور میرے منہ میں تلوار کی طرح جو ہر دار شمشیر براں ہے''۔

اور جب حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما اور عبدالملک بن مروان کے درمیان اختلاف ہو گیا تو حضرت ابن عباسؓ اور حضرت محمد بن حنفیہ لوگوں سے الگ ہو گئے' حضرت ابن زبیرؓ نے دونوں کو اپنی بیعت کے لیے بلایا تو انہوں نے انکار کر دیا اور دونوں میں سے ہر ایک نے کہا کہ ہم نہ تمہاری بیعت کریں گے اور نہ تمہاری مخالفت کریں گے پس ابن زبیرؓ نے ان دونوں کا ارادہ کیا اور ان دونوں نے ابوالطفیل عامر بن واثلہ کو بھیجا اور اس نے ان دونوں کے لیے ان کے عراقی پیروکاروں سے مدد مانگی تو چار ہزار آدمی آ گئے اور انہوں نے مکہ میں یکبارگی تکبیر کہی اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا ارادہ کیا تو وہ بھاگ کر کعبہ کے پردوں سے چمٹ گئے اور کہنے لگے میں اللہ کی پناہ میں ہوں' اور وہ اس سے انہیں کافی ہو گئے پھر وہ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابن حنفیہ کے پاس گئے اور حضرت ابن زبیرؓ نے ان کے گھروں کے اردگرد ان کو جلانے کے لیے لکڑیاں اکٹھی کی تھیں پس وہ ان دونوں کو لے گئے حتیٰ کہ طائف میں جا اترے اور حضرت ابن عباسؓ نے دو سال قیام کیا اور کسی کی بیعت نہ کی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

اور حضرت ابن عباسؓ نے ۶۸ ھ میں طائف میں وفات پائی اور حضرت محمد بن حنفیہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور جب انہوں نے آپ کو آپ کی قبر میں داخل کرنے کے لیے رکھا تو ایک سفید پرندہ آیا جس جیسا پرندہ کبھی دیکھا نہیں گیا اور وہ آپ کے کفن میں داخل ہو گیا اور آپ سے لپٹ گیا حتیٰ کہ اسے بھی آپ کے ساتھ دفن کر دیا گیا' عفان نے بیان کیا ہے کہ وہ آپ کے علم و عمل کو دیکھتے تھے اور جب آپ کو لحد میں رکھا گیا تو ایک تلاوت کرنے والے نے تلاوت کی معلوم نہیں وہ کون تھا اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے آپ کی قبر سے آواز سنی ﴿يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَ ادْخُلِي جَنَّتِي﴾ یہ قول آپ کی وفات کے بارے میں ہے جسے کئی ائمہ نے صحیح قرار دیا ہے اور امام احمد بن حنبل واقدی اور ابن عسا کر نے اس کی صراحت کی ہے اور یہ قول حفاظ کے نزدیک مشہور ہے اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے ۶۳ھ میں وفات پائی ہے اور بعض نے ۷۳ھ میں اور بعض نے ۶۹ھ اور بعض نے ۷۰ھ میں آپ کی وفات بیان کی ہے اور پہلا قول اصح ہے اور یہ سب اقوال غریب' شاذ اور مردود ہیں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم' وفات کے روز آپ کی عمر ۷۲ سال تھی اور بعض نے ۷۱ سال اور بعض نے ۷۴ سال بیان کی ہے اور پہلا قول اصح ہے۔ واللہ اعلم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا حلیہ:

آپ بڑے جسیم تھے جب بیٹھتے تو دو آدمیوں کی جگہ لے لیتے خوبصورت تھے اور آپ کے بال کانوں تک لمبے تھے اور آپ کے سر کا اگلا حصہ سفید ہو چکا تھا اور آپ کے بال بھی سفید تھے اور آپ مہندی لگایا کرتے تھے اور بعض نے سیاہ خضاب بیان کیا ہے آپ خوبرو تھے اور خوبصورت لباس پہنتے تھے اور بکثرت اس طرح خوشبو لگاتے تھے کہ جب آپ کسی راستے سے گزرتے تو عورتیں کہتیں یہ ابن عباسؓ ہے یا کوئی شخص ہے جس کے پاس کستوری ہے' آپ خوبصورت چہرہ' سفید' طویل' جسیم اور فصیح تھے اور جب آپ اندھے ہو گئے تو آپ کے رنگ میں تھوڑی سی زردی آ گئی اور حضرت عباسؓ کے دس لڑکے تھے' فضل' عبداللہ' عبیداللہ' معبد' قثم'

عبدالرحمٰن' کثیر' حارث' عون اور تمام' سب سے چھوٹا تمام تھا اسی لیے آپ اسے اٹھایا کرتے تھے اور فرماتے تھے۔

''تمام کے ذریعے وہ پورے دس ہو گئے ہیں اے اللہ ان کو شریف اور نیک بنا' اور انہیں ذکر کرنے والے بنا اور ان کے پھل کو بڑھا''۔

حضرت فضلؓ' اجنادین میں شہید ہو کر مرے اور عبیداللہ یمن میں' اور معبد اور عبدالرحمٰن افریقہ میں' اور قثم اور کثیر ینبع میں فوت ہوئے اور بعض کا قول ہے کہ قثم' سمرقند میں فوت ہوئے ہیں اور بنی مخزوم کے غلام مسلم بن حماد مکی نے بیان کیا ہے کہ میں نے ایک ماں کے اشراف بیٹوں کی مانند جو ایک گھر میں پیدا ہوئے ہوں ام الفضل کے بیٹوں کی طرح دور تر خبروں والا انہیں دیکھا پھر اس نے ان کی قبور کی جگہوں کو بیان کیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے ہاں اس نے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت فضلؓ مدینہ میں اور عبیداللہ شام میں فوت ہوئے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ ایک ہزار درہم کا حلہ پہنا کرتے تھے اور آپ کے بیٹے علی اور عباس تھے اور علی کو بکثرت نماز پڑھنے کی وجہ سے سجاد کہا جاتا تھا اور وہ روئے زمین پر سب سے خوبصورت قرشی تھا' کہتے ہیں کہ وہ ہر روز ایک ہزار رکعت پڑھا کرتا تھا اور بعض کا قول ہے کہ دن رات میں پوری خوبصورتی کے ساتھ پڑھتا تھا' اس لحاظ سے وہ عباسی خلفاء کا باپ تھا اور خلافت عباسیہ اسی کے بیٹوں میں تھی' اسی طرح محمد' فضل اور عبداللہ بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بیٹے تھے اور ان کی ماں زرعۃ بنت مسرح بن معدی کرب بھی اور اسماء بھی آپ کی بیوی تھی جو ام ولد سے تھی اور آپ کے غلام عکرمہ' کریب' ابو معبد' شعبہ' دقیق' ابو عمرۃ اور ابو عبید تھے اور ایک ہزار چھ سو ستر احادیث آپ کی طرف منسوب ہیں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

اور اسی سال میں ابو شریح خزاعی عدوی کعبی نے وفات پائی ہے اور آپ کے نام کے بارے میں اختلاف ہے سب سے صحیح قول کے مطابق آپ کا نام خویلد بن عمرو ہے آپ نے فتح مکہ کے سال اسلام قبول کیا اور بنی کعب کے تین جھنڈوں میں سے ایک جھنڈا آپ کے پاس تھا' محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ آپ نے اس سال میں وفات پائی ہے اور آپ کی احادیث بھی ہیں۔

اور اسی سال میں جلیل القدر صحابی حضرت ابو واقد اللیثی نے بھی وفات پائی ہے آپ کے نام اور بدر میں شامل ہونے کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ واقدی نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ۶۸ھ میں ۶۵ سال کی عمر میں وفات پائی ہے اور یہی بات کئی مؤرخین نے آپ کی تاریخ وفات کے بارے میں بیان کی ہے اور بعض کا خیال ہے کہ آپ ۷۰ سال زندہ رہے اور ۷۱ سال کے ہو کر مکہ میں فوت ہوئے اور مہاجرین کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

۶۹ھ

اس میں عمرو بن سعید الاشدق الاموی کو قتل کیا گیا جسے عبدالملک بن مروان نے قتل کیا اور اس کا سبب یہ تھا کہ اس سال کے شروع میں عبدالملک اپنی فوجوں کے ساتھ قرقیسیا گیا تاکہ زفر بن حارث کلابی کا محاصرہ کرے جس نے مروان کی فوج کے خلاف سلیمان بن صرد کو اس وقت مدد دی جب اس نے عین الوردۃ میں اس سے جنگ کی تھی اور اس کا ارادہ یہ تھا کہ وہ اس کام سے فارغ ہو کر اس کے بعد مصعب بن زبیر کا قصد کرے گا اور جب وہ قرقیسیا کی طرف گیا تو اس نے دمشق پر عمرو بن سعید الاشدق کو نائب مقرر کیا تو وہ وہاں قلعہ بند ہو گیا اور اس نے بیت المال کے اموال قبضہ میں کر لیے اور بعض کا قول ہے کہ وہ عبدالملک کے ساتھ تھا لیکن وہ

فوج کی ایک ٹکڑی کے ساتھ اس سے الگ ہو گیا اور رات کو دمشق کی طرف واپس آ گیا اور اس کے ساتھ حمید بن حریث بن بحدل کلبی اور زہیر بن الابرد کلبی بھی تھے وہ دمشق پہنچے تو عبدالملک کی طرف سے عبدالرحمٰن بن ام الحکم وہاں کا نائب تھا جب اس نے انہیں دیکھا تو وہ بھاگ گیا اور اس نے شہر کو چھوڑ دیا اور عمرو بن سعید الاشدق نے اس میں داخل ہو کر اس کے خزانوں پر قبضہ کر لیا اور لوگوں سے خطاب کیا اور ان سے عدل وانصاف کرنے اور بہت زیادہ عطیات اپنے اور اونٹوں اور بکریوں کے دینے کا وعدہ کیا' جب عبدالملک کو اشدق کے کرتوت کی اطلاع ملی تو وہ فوراً واپس آیا اور اس نے اشدق کو دیکھا کہ اس نے دمشق کو مضبوط بنا دیا ہے اور اس پر پردے اور ٹاٹ لٹکائے ہوئے ہیں اور اشدق اس مضبوط رومی قلعے میں جو دمشق میں تھا' جا کر اتر گیا اور عبدالملک نے اس کا محاصرہ کر لیا اور اشدق نے سولہ دن تک اس سے جنگ کی پھر دونوں نے جنگ چھوڑنے اور یہ کہ اشدق' عبدالملک کے بعد ولی عہد ہو گا اور عبدالملک کا ہر عامل' اس کا عامل ہو گا وغیرہ شروط پر مصالحت کر لی اور دونوں نے باہم پروانہ امان لکھا' یہ جمعرات کی شام کا واقعہ ہے اور عبدالملک حسب عادت دمشق کے دارالامارت میں آیا اور اس نے عمرو بن سعید الاشدق کو پیغام بھیجا کہ بیت المال سے لوگوں کے جو عطیات تم نے لیے ہیں انہیں واپس کر دو' اشدق نے اسے پیغام بھیجا' یہ تمہارا کام نہیں اور نہ یہ شہر تیرا ہے اس سے باہر نکل جا' جب سوموار کا دن آیا تو عبدالملک نے اشدق کو یہ حکم نامہ بھیجا کہ وہ اس کے گھر دارالامارت الخضراء میں آئے' جب ایلچی اس کے پاس پہنچا تو اس نے عبداللہ بن یزید بن معاویہ کو اس کے پاس دیکھا جو اس کی بیٹی ام موسیٰ بنت الاشدق کا خاوند تھا' عمرو نے اس سے اس کے پاس جانے کے بارے میں مشورہ پوچھا تو اس نے اسے کہا اے ابوسعید قسم بخدا تو مجھے اپنی سمع وبصر سے بھی زیادہ محبوب ہے میری رائے یہ ہے کہ تم اس کے پاس نہ جاؤ بلاشبہ کعب الاحبار کی بیوی کے بیٹے تبیع الحمیری نے کہا ہے کہ بنی اسماعیل کے عظماء میں سے ایک عظیم شخص دمشق کے دروازے بند کر دے گا اور جلد قتل کر دے گا' عمرو نے کہا خدا کی قسم اگر میں سویا ہوا ہوں تو مجھے یہ خوف نہیں کہ ابن الزرقاء مجھے جگائے گا اور اسے مجھ سے ایسا کرنے کی جرأت نہیں ہو گی لیکن کل شام حضرت عثمان بن عفانؓ خواب میں میرے پاس آئے ہیں اور آپ نے خواب میں مجھے اپنی قمیص پہنائی ہے' عمرو بن سعید نے کہا اسے میرا اسلام پہنچانا اور کہنا کہ میں ان شاء اللہ شام کو تمہارے پاس آ جاؤں گا' پھر ظہر کے بعد عمرو نے اپنے کپڑوں کے درمیان زرہ پہنی اور اپنی تلوار گلے میں ڈالی اور اٹھا تو قالین پر پھسل گیا تو اس کی بیوی اور جو لوگ اس کے پاس موجود تھے انہوں نے کہا ہماری رائے یہ ہے کہ تو اس کے پاس نہ جائے مگر اس نے اس بات کی طرف کوئی توجہ نہ دی اور اپنے ایک سو غلاموں کے ساتھ چلا گیا اور عبدالملک نے بنو مروان کو حکم دیا اور وہ سب اس کے پاس جمع ہو گئے اور جب عمرو دروازے کے پاس پہنچا تو عبدالملک نے اسے اندر آنے اور اس کے ساتھ جو لوگ تھے انہیں باہر دروازے پر روکنے کا حکم دے دیا' وہ اندر داخل ہو کر مکان کے اس صحن تک پہنچ گیا جہاں عبدالملک موجود تھا اور اس کے غلاموں میں سے ایک خدمت گارلڑکے کے سوا' کوئی اس کے ساتھ نہ تھا اس نے نظر دوڑائی تو دیکھا کہ سب مروانی عبدالملک کے پاس جمع ہیں' پس اس نے شر کو محسوس کر لیا اور اس نے اس خدمت گارلڑکے کی طرف متوجہ ہو کر اسے آہستگی سے کہا تو ہلاک ہو جائے میرے بھائی یحییٰ کے پاس جا اور اسے کہہ کہ وہ میرے پاس آئے مگر اس نے اس کی بات کو نہ سمجھا اور اسے کہنے لگا میں حاضر ہوں اس نے اسے دوبارہ یہی بات کہی تو اس نے دوبارہ اسے نہ سمجھا اور کہنے لگا میں حاضر ہوں' اس نے کہا تو ہلاک ہو جائے مجھ سے دور ہو کر اللہ کے

دوزخ میں جا' اور حسان بن مالک ابن بحدل اور قبیصہ بن ذؤیب بھی عبدالملک کے پاس موجود تھے' عبدالملک نے ان دونوں کو واپس جانے کی اجازت دے دی اور جب وہ دونوں باہر نکلے تو دروازے بند کر دیئے گئے اور عمرو' عبدالملک کے نزدیک آیا تو اس نے اسے خوش آمدید کہا اور اسے اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا پھر اس سے لمبی چوڑی باتیں کرنے لگا۔ پھر عبدالملک نے کہا اے غلام اس سے تلوار لے لے' عمرو نے کہا یا امیر المومنین انا للہ' عبدالملک نے کہا' کیا تو اپنی تلوار گلے میں لٹکا کر مجھ سے بات کرنے کی خواہش رکھتا ہے؟ غلام نے اس سے تلوار لے لی' پھر دونوں نے کچھ دیر باتیں کیں پھر عبدالملک نے اسے کہا اے ابوامیہ! اس نے کہا یا امیر المومنین میں حاضر ہوں اس نے کہا جب سے تو نے مجھے معزول کیا ہے میں نے قسم کھائی ہے کہ اگر میں نے تجھے دیکھا اور میں تیرا مالک ہوا تو میں تجھے طوق ڈالوں گا' بنو مروان نے کہا یا امیر المومنین پھر آپ اسے چھوڑ دیں گے اس نے کہا پھر میں اسے چھوڑ دوں گا اور ابوامیہ کے ساتھ ایسا سلوک کرنا میرے لیے ممکن نہیں' بنو مروان نے کہا امیر المومنین کی قسم کو پورا کریں' عمرو نے بھی کہا یا امیر المومنین اپنی قسم کو پورا کریں سو عبدالملک نے اپنے بستر کے نیچے سے طوق نکال کر اس کی طرف پھینک دیا پھر کہنے لگا' اے غلام اٹھ کر اسے طوق ڈال دو' غلام نے اٹھ کر اسے طوق ڈال دیا' عمرو نے کہا یا امیر المومنین میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ مجھے لوگوں کی موجودگی میں اس سے نکال دیں' عبدالملک نے کہا اے ابوامیہ کیا موت کے وقت فریب کرتے ہو؟ نہیں قسم بخدا ہم تجھے لوگوں کی موجودگی میں طوق سے نکالنے کے نہیں اور ہم اسے تمہارے اوپر سے ہی نکالیں گے پھر اس نے اسے جھٹکا دیا تو اس کا منہ تخت پر لگا اور اس کے اگلے دانت ٹوٹ گئے' عمرو نے کہا میں آپ کو اپنی ہڈیوں کے توڑنے سے جو اس سے بڑی بات ہے اللہ کا واسطہ دیتا ہوں' عبدالملک نے کہا خدا کی قسم اگر مجھے معلوم ہوتا کہ جب تو زندہ رہے گا تو مجھ سے وفاداری کرے گا اور قریش سے صلح کرے گا تو میں تجھے چھوڑ دیتا لیکن جس پوزیشن میں ہم ہیں اس میں کبھی بھی دو شخص ایک شہر میں اکٹھے نہیں ہوئے اور ان میں سے ایک دوسرے کو نکال دیتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے اسے کہا اے عمیر کیا تجھے معلوم نہیں کہ ایک جال میں دو سانڈ اکٹھے نہیں ہو سکتے؟ اور جب عمرو کو یقین ہو گیا کہ وہ اسے قتل کرنا چاہتا ہے تو اس نے اسے کہا اے ابن زرقاء کیا عذر سے قتل کرتے ہو؟ اور اس نے اسے بیہودہ باتیں سنائیں اسی دوران میں مؤذن نے عصر کی اذان دی تو عبدالملک نماز کے لیے جانے کے لیے اٹھا اور اس نے اپنے بھائی عبدالعزیز بن مروان کو اس کے قتل کرنے کا حکم دیا عبدالملک باہر نکلا تو عبدالعزیز تلوار لے کر اس کے پاس آیا تو عمرو نے اسے کہا میں تجھے اللہ تعالیٰ اور رشتہ داری کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم میرے ساتھ یہ کام نہ کرنا' یہ کام کسی اور کے سپرد کر دے تو عبدالعزیز اس سے رُک گیا اور جب لوگوں نے دیکھا کہ عبدالملک باہر چلا گیا ہے اور عمرو اس کے ساتھ نہیں ہے تو لوگوں نے عمرو کے متعلق افواہ اڑا دی تو اس کا بھائی یحییٰ بن سعید' عمرو بن سعید کے ایک ہزار غلاموں اور بہت سے لوگوں کے ساتھ اندر آ گیا اور عبدالملک جلدی سے دارالامارت کے دروازے کھٹکھٹانے لگے اور کہنے لگے اے ابوامیہ ہمیں اپنی آواز سناؤ اور ان میں سے ایک شخص نے ولید بن عبدالملک کے سر پر تلوار مار کر اسے زخمی کر دیا پس دفتر کے سپرنٹنڈنٹ ابراہیم بن عدی نے اسے گھر میں داخل کر لیا اور اس میں اسے محفوظ کر دیا اور مسجد میں عظیم شور پڑا اور آوازیں بلند ہوئیں اور جب عبدالملک واپس آیا تو اس نے دیکھا کہ اس کے بھائی نے اسے قتل نہیں کیا تو اس نے اسے گالیاں دیں اور اس کی ماں کو بھی گالیاں دیں۔ اور عبدالعزیز کی ماں' عبدالملک کی ماں نہیں تھی۔ اس نے

اسے کہا اس نے مجھے اللہ تعالیٰ اور رشتہ داری کا واسطہ دیا ہے اور وہ عبدالملک بن مروان کا عمزاد تھا پھر عبدالملک نے کہا اے غلام میرے پاس نیزہ لاؤ وہ اس کے پاس نیزہ لایا تو اس نے اسے ہلایا اور اسے اس کے ساتھ ضرب لگائی مگر اس نے کچھ نہ کیا پھر اس نے دوبارہ ضرب لگائی تو اس نے کچھ نہ کیا تو اس نے اپنا ہاتھ عمرو کے بازو پر مارا تو وہ زرہ کو لگا تو اس نے ہنس کر کہا کیا تو زرہ پہنے ہوئے ہے؟ تو نے تیاری کی ہوئی ہے اے غلام' نہ مڑنے والی تلوار مجھے دو' وہ اس کے پاس اس کی تلوار لایا پھر اس نے عمرو کے متعلق حکم دیا تو اسے لٹا دیا گیا پھر اس نے اس کے سینے پر بیٹھ کر اسے ذبح کر دیا اور وہ کہہ رہا تھا۔

''اے عمرو! اگر تو نے مجھے گالیاں دینا اور میری عیب گیری کرنا نہ چھوڑا تو میں تجھے ماروں گا حتیٰ کہ الو کہے گا کہ مجھے بلاؤ''۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ اس کے ذبح کرنے کے بعد عبدالملک کو شدید کپکپی ہوگئی جیسے سرکنڈہ لرزتا ہے اور انہوں نے اسے اس کے سینے سے اٹھا کر اس کے تخت پر رکھ دیا اور وہ کہہ رہا تھا میں نے اس سے پہلے کبھی اس جیسا صاحب الدنیا والآخرۃ نہیں دیکھا اور اس نے سر کو عبدالرحمٰن بن ام الحکم کے پاس بھیج دیا اور اس نے لوگوں کے پاس آ کر اسے ان کے سامنے پھینک دیا اور عبدالعزیز بن مروان باہر نکلا اور اس کے ساتھ مال کی تھیلیاں لدی ہوئی تھیں انہیں لوگوں کے درمیان پھینک دیا گیا اور انہیں اٹھانے لگے' کہتے ہیں کہ اس کے بعد وہ لوگوں سے بیت المال کے لیے واپس لے لی گئیں اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب عبدالملک نماز کے لیے چلا گیا تو عمرو بن سعید کے قتل کی ذمہ داری عبدالملک کے غلام ابوالزعیزعۃ نے سنبھال لی تھی۔ واللہ اعلم

اور اپنے بھائی کے قتل کے بعد یحییٰ بن سعید عمرو بن سعید کا بھائی اپنے ساتھیوں کے ساتھ دارالامارت میں داخل ہوا تو بنو مروان نے ان کے مقابلہ میں گئے اور انہوں نے باہم جنگ کی اور دونوں پارٹیوں کی کئی جماعتیں زخمی ہوگئیں اور یحییٰ بن سعید کے سر پر ایک پتھر لگا جس نے اسے اپنے آپ سے اور جنگ سے غافل کر دیا پھر عبدالملک جامع مسجد کی طرف گیا اور منبر پر چڑھ کر کہنے لگا تم ہلاک ہو جاؤ' ولید کہاں ہے؟ اور ان کے باپ کی زندگی کی قسم اگر انہوں نے اسے قتل کر دیا ہے تو انہوں نے اپنا بدلہ لے لیا ہے تو ابراہیم بن عدی کنانی نے اس کے پاس آ کر کہا ولید میرے پاس ہے اسے زخم آیا تھا اور اس سے اسے کوئی خدشہ نہیں پھر عبدالملک نے یحییٰ بن سعید کے قتل کرنے کا حکم دیا تو اس کے متعلق اس کے بھائی عبدالعزیز بن مروان نے سفارش کی اور اس کے ساتھ جو دیگر لوگ تھے عبدالملک نے ان کے قتل کرنے کا حکم دے دیا پس اس نے ان کی بھی سفارش کی اور اس نے یحییٰ کے قید کرنے کا حکم دے دیا۔ پس اسے ایک ماہ قید رکھا گیا۔ پھر اس نے اسے اور بنی عمرو بن سعید اور ان کے اہل کو عراق کی طرف بھجوا دیا اور وہ مصعب بن زبیر کے پاس چلے گئے تو اس نے ان کی عزت کی اور ان سے حسن سلوک کیا اور جب حضرت ابن زبیرؓ کے قتل کے بعد عبدالملک کی بیعت ہوئی تو وہ اس کے پاس آئے اور قریب تھا کہ وہ انہیں قتل کر دیتا' سو بعض نے بیان میں نرم رویہ اختیار کیا حتیٰ کہ اسے ان پر بہت رحم آ گیا اور عبدالملک نے انہیں کہا' تمہارے باپ نے مجھے اختیار دیا تھا کہ وہ مجھے قتل کر دے یا میں اسے قتل کر دوں' پس میں نے اس کے قتل کو اپنے قتل پر ترجیح دی ہے اب رہے تم' تو اس نے مجھے تمہارے بارے میں رغبت نہیں دلائی اور تمہاری قرابت کی وجہ سے مجھ سے صلہ رحمی کی ہے اور تمہارے حق کی وجہ سے میرا لحاظ کیا ہے پس اس نے ان کو خوب انعامات وعطیات دیئے اور انہیں مقرب بنا لیا اور عبدالملک نے عمرو بن سعید کی بیوی کو پیغام بھیجا کہ وہ مجھے وہ پروانہ امان بھیج دو جو میں نے عمرو کے لیے لکھا تھا' اس

نے کہا میں نے اسے اس کے ساتھ ہی دفن کر دیا ہے تا کہ وہ قیامت کے روز اللہ کے ہاں تجھ سے جھگڑا کرے اور مروان بن الحکم نے اس عمرو بن سعید کے ساتھ زبانی وعدہ کیا تھا کہ وہ اس کے بیٹے عبدالملک کے بعد ولی عہد ہوگا' پس اس نے اس کا لالچ کیا اور اس وجہ سے اس کا دل مضبوط ہو گیا اور عبدالملک چھٹپنے سے ہی اس سے شدید بغض رکھتا تھا پھر بڑھاپے میں اس نے اس کے ساتھ یہ سلوک کیا' ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک روز خالد بن یزید بن معاویہ نے عبدالملک سے کہا تجھ پر عمرو بن سعید کے بارے میں حیرت ہے کہ تو نے کس طرح اس کی پیشانی پکڑی حتیٰ کہ اسے قتل کر دیا؟ اس نے کہا۔

''میں نے اسے اپنے نزدیک کیا تا کہ اس کا ڈر دور ہو جائے اور میں اپنی دینی غیرت اور غصے کی وجہ سے اس پر حملہ کر دوں بلاشبہ بدکار کارستہ اچھے کام کرنے والے کی طرح نہیں ہوتا''۔

خلیفہ بن خیاط نے بیان کیا ہے کہ یہ اشعار صنمی بن ابی رافع کے ہیں جنہیں عبدالملک نے مثال کے طور پر پڑھا ہے اور ابن درید نے ابوحاتم سے بحوالہ شعبی روایت کی ہے کہ عبدالملک نے بیان کیا ہے کہ عمرو بن سعید مجھے آنکھوں کے خون سے بھی زیادہ محبوب ہے لیکن قسم بخدا اونٹوں میں دو سانڈ اکٹھے نہیں ہو سکتے اور ایک دوسرے کو باہر نکال دیتا ہے اور ہم تمہارے لیے بنی یربوع کے شاعر کے قول کی طرح ہیں۔

''جو مجھے اچھا بدلہ دے میں اسے اچھا بدلہ دیتا ہوں اور اچھا بدلہ دینے والا بخشش کے ساتھ بدلہ دیتا ہے اور جو مجھے برا بدلہ دے میں اسے برا بدلہ دیتا ہوں جیسے جوتے جوتوں کے مشابہ ہوتے ہیں''۔

اور خلیفہ بن خیاط نے بیان کیا ہے کہ ابوالیقظان نے عبدالملک کے لیے عمرو بن سعید کے قتل کرنے پر یہ اشعار کہے۔

''وہ قسم صحیح ہو گئی اور بیکار نہیں ہوئی اور اس نے اپنے دشمن کو نقصان پہنچایا اور اس نے ابن سعید کا خون بہایا' ابن مروان کے پاس کوئی شرافت نہیں' میں نے اسے لوگوں کو بہت نقصان دینے والا' ناتجربہ کار اور کند ذہن پایا ہے وہ مروان کے مقابلہ میں پسر ابوالعاص ہے جو اس خاندان تک پہنچتا ہے جو اچھا اور صاحبِ نصیب ہے''۔

اور واقدی نے بیان کیا ہے کہ عبدالملک نے عمرو بن سعید کا محاصرہ ۶۹ھ میں کیا اور اس نے بطنان سے واپس آ کر دمشق میں اس کا محاصرہ کیا پھر اس کے قتل کا واقعہ ۷۰ھ میں ہوا۔ واللہ اعلم

اشدق کے حالات:

عمرو بن سعید بن العاص بن امیہ بن عبدشمس' ابوامیہ قرشی اموی' المعروف بالاشدق' کہتے ہیں کہ اس نے حضرت نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے اور آپ سے روایت بھی کی ہے کہ کسی باپ نے بیٹے کو حسن ادب سے بڑھ کر کوئی اچھی چیز نہیں دی۔ اور ایک اور حدیث آزادی کے بارے میں بھی ہے اور اس نے حضرت عمرؓ' حضرت عثمانؓ' حضرت علیؓ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت کی ہے اور اس سے اس کے بیٹوں امیہ اور سعید اور موسیٰ وغیرہ نے بھی روایت بیان کی ہے اور حضرت معاویہؓ نے اسے مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا اور اسی طرح یزید بن معاویہؓ نے بھی اپنے باپ کے بعد اسے نائب مقرر کیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے یہ سادات المسلمین اور مشہور اسخیاء میں سے تھا اور بہت زیادہ دیتا تھا اور بڑے بڑے کاموں کا بوجھ اٹھاتا تھا اور اس کے باپ نے اپنے بیٹوں

میں سے اسے وصیت کی اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اس کا باپ مشہور اسخیاء اور نجیب سادات میں سے تھا' عمرو نے بیان کیا ہے کہ جب سے میں جوان ہوا ہوں میں نے کسی شخص کو گالی نہیں دی اور جو شخص میرے پاس سوال کرنے آیا ہے میں نے اسے سوال کرنے کا مکلّف نہیں کیا اور جس قدر میں اس پر احسان کرتا تھا وہ مجھ پر اس سے زیادہ احسان کرتا تھا اور سعید بن المسیب نے بیان کیا ہے کہ جاہلیت میں لوگوں کے خطیب اسود بن عبدالمطلب' اور سہیل بن عمرو تھے اور اسلام میں لوگوں کے خطیب حضرت معاویہؓ اور ان کا بیٹا اور سعید بن العاص اور ان کا بیٹا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ہیں۔

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ عبدالصمد نے ہم سے بیان کیا کہ حماد نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن زید نے ہم سے بیان کیا کہ حماد نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن زید نے ہم سے بیان کیا کہ مجھے حضرت ابو ہریرہؓ سے سننے والے ایک شخص نے بتایا کہ وہ فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ

''میرے منبر پر بنی امیہ کے جبابرہ میں سے ایک جابر کی نکسیر پھوٹے گی حتیٰ کہ اس کی نکسیر بہہ پڑے گی''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ مجھے عمرو بن سعید بن العاص کے دیکھنے والوں میں سے ایک شخص نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر اس کی نکسیر پھوٹی حتیٰ کہ اس کی نکسیر بہہ پڑی اور یہ وہی شخص ہے جو حرہ کے معرکہ کے بعد یزید بن معاویہ کے زمانے میں حضرت ابن زبیرؓ سے جنگ کرنے کے لیے مکہ کو فوجیں بھیجا کرتا تھا پس ابوشریح خزاعی نے اسے منع کیا اور اسے وہ حدیث بتائی جو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مکہ کی حرمت کے بارے میں سنی تھی' اس نے کہا اے ابوشریح ہم یہ بات تجھ سے بہتر سمجھتے ہیں' بیت الحرام نافرمان کو پناہ نہیں دیتا اور نہ خون کر کے بھاگنے والے کو اور نہ جزیہ کو لے کر بھاگنے والے کو پناہ دیتا ہے' پوری حدیث پہلے بیان ہو چکی ہے جو صحیحین میں ہے' پھر مروان اپنی طرف دعوت دینے کے بعد مصر آیا اور شام اس کے قرار وسکون کا مقام بن گیا اور عمرو بن سعید بھی اس کے ساتھ آیا اور اس نے مصر کو فتح کیا اور اس نے عمرو سے وعدہ کیا کہ وہ عبدالملک کے بعد ولی عہد ہوگا اور اس سے قبل وہ دمشق میں نائب تھا اور جب مروان کی طاقت بڑھ گئی تو وہ اس بات سے پھر گیا اور اس کے بعد امارت اپنے بیٹے عبدالعزیز کے لیے مقرر کر دی اور عمرو کو معزول کر دیا اور یہ بات ہمیشہ اس کے دل میں رہی حتیٰ کہ اس کے ساتھ وہ معاملہ ہوا جو پہلے بیان ہو چکا ہے پس عمرو' دمشق میں داخل ہو کر وہاں قلعہ بند ہو گیا اور اس کے باشندوں نے اسے قبول کر لیا اور عبدالملک نے اس کا محاصرہ کر لیا پھر اسے خیالی امان پر قلعے سے اتار لیا پھر اسے قتل کر دیا۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

مشہور قول کے مطابق اکثر مؤرخین کے نزدیک یہ واقعہ اسی سال میں ہوا ہے اور واقدی اور ابوسعید بن یونس نے اسے ۷۰ھ میں بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم

اور سب سے عجیب بات وہ ہے جسے ہشام بن محمد کلبی نے اپنی سند سے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے عمرو کے کلیتہً نکل جانے اور اس کے قتل ہو جانے سے ایک مدت پہلے' خواب میں ایک شخص کو دمشق کی دیوار پر یہ اشعار پڑھتے سنا۔

''اے لوگو! جو بے وقوف' کمزور اور ذلیل فاجر اور مضطرب رائے والے کے طرف دار ہو گئے ہو' اور ابن سعید ان کے درمیان اپنے قدموں پر کھڑا تھا وہ چہرے اور پیٹ کے بل گر پڑا ہے' اس نے قلعے کو موت سے نجات پانے کی جگہ سمجھا

اور اس نے اس کی پناہ لے لی اور موت نے قلعہ میں اس سے ملاقات کی''۔

راوی بیان کرتا ہے اس شخص نے عبدالملک کے پاس آ کر اسے بتایا تو اس نے کہا کسی نے ان اشعار کو تجھ سے سنا ہے اس نے کہا نہیں' اس نے کہا انہیں اپنے پاؤں کے نیچے رکھ دو' راوی بیان کرتا ہے پھر اس کے بعد عمرو نے اطاعت ترک کر دی اور عبدالملک نے اسے قتل کر دیا' کہتے ہیں کہ جب عبدالملک نے اس کا محاصرہ کیا تو اس سے مراسلت کی اور کہا میں تجھے اللہ تعالیٰ اور رشتہ داری کا واسطہ دیتا ہوں کہ تو اپنے گھر کے معاملے کو چھوڑ دے اور جس اتفاق کی حالت میں وہ ہیں انہیں اسی طرح رہنے دے بلاشبہ تو نے جو کام کیا ہے اس سے ابن زبیر کو ہم پر قوت حاصل ہوگی' اپنی بیعت اور اپنے عہد و میثاق کی طرف واپس آ جا اور اس نے اسے مؤکد قسم اٹھا کر کہا کہ تو میرے بعد میرا ولی عہد ہوگا اور دونوں نے اپنے درمیان پروانہ امان لکھا پس عمرو اس سے دھوکہ کھا گیا اور اس نے اس کے لیے دمشق کے دروازے کھول دیئے اور عبدالملک دمشق میں داخل ہو گیا اور جو ان دونوں کا معاملہ ہوا وہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ابوالاسود الدؤلی:

اسے الدیلی بھی کہا جاتا ہے' کوفہ کا قاضی اور جلیل القدر تابعی ہے اور اس کا نام ظالم بن عمرو بن سفیان بن جندل بن یعمر ابن حلبس بن شبانۃ بن عدی بن الدؤل بن بکر ہے' ابوالاسود وہ شخص ہے جس کی طرف علم نحو منسوب ہے کہتے ہیں کہ یہ پہلا شخص ہے جس نے علم نحو کے بارے میں گفتگو کی ہے' اس نے اسے امیر المومنین حضرت علیؓ بن ابی طالب سے حاصل کیا ہے اور اس کے نام کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے اور اس بارے میں کئی اقوال ہیں جن میں سے سب سے مشہور قول یہ ہے کہ اس کا نام ظالم بن عمرو ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے الٹ ہے یعنی عمرو بن ظالم ہے۔

واقدی نے بیان کیا ہے کہ اس کا نام عویمر بن ظویلم ہے اس نے بیان کیا ہے کہ یہ حضرت نبی کریم ﷺ کے زمانے میں مسلمان ہوا تھا مگر اس نے آپ کو دیکھا نہیں' اور اس نے معرکہ جمل میں شمولیت کی اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی حکومت میں فوت ہو گیا۔ یحییٰ بن معین اور احمد بن عبداللہ العجلی نے بیان کیا ہے کہ یہ ثقہ آدمی تھا اور اسی نے سب سے پہلے علم نحو کے بارے میں گفتگو کی ہے اور ابن معین وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ اس نے ۶۹ھ میں طاعون جارف سے وفات پائی ہے اور ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی خلافت میں وفات پائی ہے' جس کی ابتداء ۹۹ھ میں ہوئی تھی' میں کہتا ہوں یہ نہایت غریب قول ہے' ابن خلکان وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ یہ پہلا شخص ہے جسے حضرت علیؓ بن ابی طالب نے علم نحو پہنچایا اور اسے بتایا کہ کلام' اسم' فعل اور حرف ہوتا ہے پھر ابوالاسود نے اس کی پیروی کی اور آپ کے قول سے فروعی مسائل نکالے اور آپ کے طریق پر چلا' اس وجہ سے اس کا نام علم نحو رکھا گیا۔ اور ابوالاسود اس پر لوگوں کی زبان کی تبدیلی اور عراق پر زیاد کی حکومت کے زمانے میں بعض لوگوں کے کلام میں اعرابی غلطی کے داخل ہو جانے نے آمادہ کیا اور ابوالاسود اور اس کے بیٹوں کا مؤدب تھا ایک روز ایک شخص زیاد کے پاس آیا اور کہنے لگا (توفی ابانا و ترک بنون) تو زیاد نے اسے حکم دیا کہ وہ لوگوں کے لیے کچھ ایسے قواعد وضع

کرے جس سے وہ کلام عرب کی معرفت حاصل کریں، کہتے ہیں کہ سب سے پہلے اس نے اس علم کا باب التعجب وضع کیا اس لیے کہ ایک شب اس کی بیٹی نے اسے کہا اے میرے باپ آسمان کی سب سے خوبصورت چیز کون سی ہے اس نے کہا اس کے ستارے، وہ کہنے لگی میں نے اس کی سب سے خوبصورت چیز کے متعلق نہیں پوچھا میں تو صرف اس کے حسن سے متعجب ہوئی ہوں تو اس نے کہا، تو کہہ آسمان کس قدر خوب صورت ہے، ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ ابوالاسود بخل کیا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا ہم نے مساکین کو اپنے اموال میں خوشی سے شامل کیا ہے تاکہ ہم بھی ان کی طرح ہو جائیں اور اس نے ایک شب ایک مسکین کو شام کھانا کھلایا پھر اسے باندھ دیا اور اس کے پاس رات گزاری اور اسے اس شب باہر جانے سے روک دیا کہ وہ مسلمانوں کو اپنے سوال سے اذیت نہ دے، مسکین نے اسے کہا مجھے چھوڑ دو، کہنے لگا ایسا نہیں ہوگا میں نے تجھے اس لیے شام کا کھانا کھلایا ہے تاکہ میں اس شب مسلمانوں کو تجھ سے راحت پہنچاؤں اور جب صبح ہوئی تو اسے آزاد کر دیا اور اس کے اشعار بہت اچھے ہیں۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے لوگوں کو حج کروایا اور ایک خارجی نے منیٰ میں تحکیم کا اظہار کیا تو اسے جمرہ کے نزدیک قتل کر دیا گیا اور اس سال بھی وہی نائب تھے جو اس سے پہلے سال میں تھے۔

اور اس سال میں حضرت جابر بن سمرۃؓ ابن جنادہ نے وفات پائی آپ کو صحبت و روایت حاصل تھی اور اسی طرح آپ کے باپ کو بھی صحبت و روایت حاصل تھی اور بعض نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ۶۶ھ میں وفات پائی ہے۔ واللہ اعلم

حضرت اسماءؓ بنت یزید:

بن السکن الانصاریہ آپ نے حضرت نبی کریم ﷺ کی بیعت کی اور آپ نے معرکہ یرموک میں اپنی شب عروسی کو اپنے خیمے کی لکڑی سے نو رومیوں کو قتل کر دیا، آپ نے دمشق میں سکونت اختیار کی اور باب الصغیر میں دفن ہوئیں۔

حسان بن مالک:

ابوسلیمان البجدلی، جب مروان نے خلافت سنبھالی تو اس نے مروان کی بیعت کی ذمہ داری لی اور اس سال میں وفات پائی۔ واللہ سبحانہ اعلم

۷۰ھ

اس سال میں رومیوں نے حملہ کیا اور شامیوں کے خلاف فوج جمع کی اور بنی مروان اور حضرت ابن زبیرؓ کے درمیان اختلاف دیکھ کر انہیں کمزور سمجھ لیا، پس عبدالملک نے شاہِ روم سے اس شرط پر مصالحت کر لی کہ عبدالملک پر ہر جمعہ کو اسے اس خوف سے کہ وہ شام پر حملہ نہ کر دے ایک ہزار دینار دے گا اور اسی سال میں مصر میں وبا پڑی اور عبدالعزیز بن مروان اس کے خوف سے مشرقی مصر کی طرف بھاگ آیا اور حلوان میں اترا جو قاہرہ سے ایک دن کی مسافت پر واقع ہے اور اس نے اسے اپنی فرودگاہ بنا لیا اور اسے قبیلوں سے دس ہزار دینار میں خرید لیا اور وہاں دارالامارت اور جامع مسجد تعمیر کی اور افواج کو وہاں اتارا اور اسی سال میں مصعب بن زبیر بصرہ سے مکہ گیا اور اس کے پاس بہت سے اموال تھے پس اس نے وہ مال تقسیم کیے اور حجاز کے سرداروں کی ایک جماعت کو بہت سارے اموال دیئے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

حضرت عاصم بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قرشی عدوی' آپ کی ماں جمیلہ بنت ثابت ابن ابی الافلح تھی آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں پیدا ہوئے اور آپ نے اپنے باپ سے صرف ایک حدیث ''جب رات اس طرف سے آ جائے'' روایت کی ہے اور آپ سے آپ کے دونوں بیٹوں حفص اور عبداللہ اور عروہ بن زبیر نے روایت کی ہے اور آپ کے باپ نے آپ کی ماں کو طلاق دے دی تو آپ کی دادی الشموس بنت ابی عامر نے آپ کو لے لیا اور آپ کو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس لائی تو آپ نے فرمایا اسے دیکھ اور اس سے مہربانی کر پھر جب آپ کے باپ نے اپنے ایام امارت میں آپ کا نکاح کیا تو بیت المال سے ایک ماہ تک آپ پر خرچ کیا پھر آپ پر خرچ کرنا بند کر دیا اور آپ کو آپ کے مال کی قیمت دے دی اور آپ کو تجارت کرنے اور اپنے عیال پر خرچ کرنے کا حکم دیا' کئی مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم اور حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کے درمیان کسی زمین کا جھگڑا تھا اور جب حضرت عاصمؒ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی ناراضگی کو دیکھا تو کہنے لگے یہ زمین آپ کی ہوئی۔ اور حضرت حسنؓ نے آپ سے کہا بلکہ آپ کی ہوئی پس دونوں نے اسے چھوڑ دیا اور اس کے درپے نہ ہوئے اور نہ آپ دونوں کی اولاد میں سے کوئی اس کے درپے ہوا حتیٰ کہ ہر جانب سے لوگوں نے اس پر قبضہ کر لیا اور حضرت عاصمؓ باوقار' شریف اور فاضل رئیس تھے واقدی نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ۷۰ھ میں مدینہ میں وفات پائی ہے۔

حضرت قبیصہؒ بن دؤیب الخزاعی الکلبی:

ابوالعلاءؒ آپ کبار تابعینؒ میں سے ہیں اور حضرت معاویہؓ کے رضاعی بھائی ہیں آپ اہل مدینہ کے فقہا اور صالحین میں سے تھے' آپ شام منتقل ہو گئے اور آپ کتاب کے معلم تھے۔

حضرت قیس بن دریج:

مشہور یہ ہے کہ آپ صحرائے حجاز کے رہنے والے تھے اور بعض کا قول ہے کہ آپ حضرت حسینؓ کے رضاعی بھائی تھے اور آپ نے لبنیٰ بنت الحباب سے شادی کی پھر اسے طلاق دے دی اور جب آپ نے اسے طلاق دی تو محبت کی وجہ سے دیوانے ہو گئے اور صحرا میں سکونت اختیار کر لی اور اس کے بارے میں اشعار کہنے لگے اور آپ کا جسم کمزور ہو گیا اور جب دیوانگی عشق میں اضافہ ہو گیا تو ابن ابی عتیق آپ کے پاس آیا اور آپ کو پکڑ کر حضرت عبداللہ بن جعفر کے پاس لے گیا اور اس نے آپ سے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میرے ساتھ سوار ہو جایئے ایک کام ہے' آپ سوار ہو گئے تو سردارانِ قریش سے چار آدمی آپ کے ساتھ کھڑے ہوئے اور وہ آپ کے ساتھ چل پڑے اور انہیں کچھ معلوم نہ تھا کہ اس کا مقصد کیا ہے حتیٰ کہ وہ انہیں لبنیٰ کے خاوند کے دروازے پر لے آیا وہ باہر نکلا تو اس نے قریش کے سرداروں کو دیکھا اور کہنے لگا اللہ مجھے تم پر فدا کرے کس کام آئے ہو؟ انہوں نے

کہا ابن ابی العتیق کے کام آئے ہیں اس شخص نے کہا گواہ رہو اس کی حاجت پوری ہوگی اور اس کا فیصلہ جائز ہوگا' انہوں نے کہا اسے اپنی حاجت بتاؤ' ابن ابی عتیق نے کہا' گواہ رہو اس کی بیوی لبنیٰ کو طلاق ہوئی ہے' حضرت عبداللہ بن جعفر نے اسے کہا اللہ تیرا بھلا نہ کرے کیا تو ہمیں اس لیے لایا ہے؟ اس نے کہا میں تم پر قربان جاؤں اس شخص کا اپنی بیوی کو طلاق دینا اور کسی دوسری عورت سے شادی کرنا اس سے بہتر ہے کہ ایک مسلمان مرد اس کے عشق میں مرجائے خدا کی قسم میں اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک اس کا سامان قیس کے گھر میں منتقل نہ ہو' سو اس نے ایسے ہی کیا اور انہوں نے مدت تک آسودہ زندگی گزاری۔

یزید بن زیاد بن ربیعہ حمیری:

یہ شاعر تھا اور بہت شعر کہتا اور ہجو کرتا تھا' عبیداللہ بن زیاد نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا کیونکہ اس نے اس کے باپ زیاد کی ہجو کی تھی تو حضرت معاویہؓ نے اسے اس کے قتل سے روک دیا اور اسے کہا اسے ادب سکھاؤ' اس نے اسے ایک مسہل پلا کر گدھے پر سوار کرادیا اور اسے بازاروں میں پھرایا اور وہ گدھے پر پاخانہ کرتا تھا اور اس نے اس بارے میں کہا۔

''تو نے جو کچھ میرے ساتھ کیا ہے اسے پانی دھودیتا ہے اور تیرے بارے میں میرے جو اشعار ہیں وہ بوسیدہ ہڈیوں میں رچ گئے ہیں''۔

قاضی مصر بشیر بن النضر:

آپ کی ایک سال کی رسد ایک ہزار دینار تھی آپ نے مصر میں وفات پائی اور آپ کے بعد عبدالرحمٰن بن حمزہ خولانی نے قضاء سنبھالی۔ واللہ سبحانہ اعلم

مالک بن یخامر السکسکی الہانی الحمصی:

آپ جلیل القدر تابعی ہیں' کہتے ہیں کہ آپ کو صحبت حاصل تھی۔ واللہ اعلم

امام بخاریؒ نے حضرت معاویہؓ کے طریق سے آپ سے بحوالہ حضرت معاذ بن جبلؓ' حق پر غالب طائفہ کی حدیث کے بارے میں روایت کی ہے کہ وہ لوگ شام میں ہوں گے' یہ حدیث اصاغر شے اکابر کی روایت کے باب میں ہے' سوائے اس کے کہ یہ کہا جائے کہ آپ کو صحبت حاصل تھی' اور صحیح بات یہی ہے کہ آپ تابعی ہیں' صحابی نہیں اور آپ حضرت معاذ بن جبل کے خاص اصحاب میں سے تھے کئی مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ نے اس سال میں وفات پائی ہے اور بعض نے ۷۲ھ میں آپ کی وفات بیان کی ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

اےھ

اس سال میں مصعب بن زبیر قتل ہوئے اور یہ واقعہ یوں ہے کہ عبدالملک بن مروان شام سے خوفناک افواج کے ساتھ مصعب بن زبیر کی طرف گیا اور اسی سال میں دونوں کی جنگ ہوئی اور اس سے قبل دونوں میں سے ہر ایک دوسرے سے ملنے کے لیے سوار ہوتا تھا اور دونوں کے درمیان گرمی' سردی اور کیچڑ حائل ہوجاتا تھا اور ہر ایک اپنے شہر کو واپس آجاتا تھا' اس سال عبدالملک' مصعب کی طرف گیا اور اس نے اپنے آگے دستے بھیجے اور جن دستوں کو اس نے بھیجا ان میں سے ایک دستہ بصرہ میں داخل ہوگیا اور

اس نے وہاں کے باشندوں کو خفیہ طور پر عبدالملک کی طرف دعوت دی اور بعض لوگوں نے اس کی بات کو قبول کر لیا اور مصعب حجاز کی طرف چلا گیا تھا وہ آیا تو اس کے بعد وہ بصرہ میں داخل ہوا اور اس نے بڑے بڑے لوگوں کو ڈانٹا اور ان کو گالیاں دیں اور انہیں ان لوگوں کے ان کے پاس آ جانے اور انہیں اس حالت میں ٹھہرانے پر ملامت کی اور اس نے بعض کے گھروں کو گرا دیا پھر وہ کوفہ کی طرف گیا پھر اسے اطلاع ملی کہ عبدالملک شام کے جنوب میں اس کا قصد کیے ہوئے ہے تو وہ اس کے مقابلہ میں نکلا اور عبدالملک مسکن تک پہنچ گیا اور اس نے ان مردانیوں کو خط لکھا جنہوں نے ان لوگوں کی بات کو قبول کر لیا تھا جنہیں اس نے ان کے پاس بھیجا تھا پس انہوں نے اس کی بات کا جواب دیا اور اس پر یہ شرط عائد کی کہ وہ انہیں اصبہان کا حکمران بنا دے اس نے کہا بہت اچھا' اور وہ امراء کی بہت بڑی جماعت تھی اور عبدالملک نے اپنے ہراول پر اپنے بھائی محمد بن مروان اور میمنہ پر عبداللہ بن یزید بن معاویہ اور میسرہ پر خالد بن یزید بن معاویہ کو امیر مقرر کیا اور مصعب مقابلہ میں آیا تو اہل عراق نے اس کے متعلق اختلاف کیا اور انہوں نے اس کی مدد چھوڑ دی اور وہ اپنے ساتھیوں کے بارے میں سوچ بچار کرنے لگا تو اس نے انہیں اپنے دشمنوں کا مقابلہ کرتے نہ پایا تو اس نے مردانہ وار اپنے آپ کو قتل کے لیے پیش کر دیا اور اپنے دل کو مطمئن کیا اور کہنے لگا' بیعت کے لیے ہاتھ نہ دینے اور عبیداللہ بن زیاد کی ذلت سے بچنے کے لیے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما میرے لیے نمونہ ہیں اور وہ اپنے دل کو تسلی دیتے ہوئے کہنے لگا۔

''بلاشبہ آل ہاشم کے پہلے طبقہ نے صبر کیا ہے اور شرفاء کے لیے نمونہ قائم کر دیا ہے''۔

اور عبدالملک کو اس کے بعض اصحاب نے مشورہ دیا کہ وہ شام میں قیام کرے اور مصعب کی طرف فوج بھیجے' اس نے انکار کیا اور کہا' شاید میں اس شخص کو بھیج دوں جس کی کوئی رائے نہ ہو اور جس کی کوئی رائے نہ ہو' اس میں شجاعت نہ ہو اور میں اپنے آپ کو جنگ وشجاعت کا ماہر پاتا ہوں اور مصعب شجاع گھرانے کا ہے' اس کا باپ سب سے بڑا شجاع قریشی ہے اور اس کے بھائی کی شجاعت سے ناواقفیت کا اظہار نہیں کیا جا سکتا۔ وہ شجاع ہے اور اس کے ساتھ جو اس کا مخالف ہے اسے جنگ کا کوئی علم نہیں اور وہ آرام اور درگزر کو پسند کرتا ہے اور میرے ساتھ میرے خیر خواہ اور میرے مقصد سے اتفاق کرنے والے ہیں' پس وہ خود روانہ ہوا اور جب دونوں فوجیں ایک دوسرے کے نزدیک ہوئیں تو عبدالملک نے مصعب کے امراء کی طرف آدمی بھیجا کہ وہ انہیں اس کی طرف دعوت دے اور ان سے امارتوں کا وعدہ کرے۔ پس ابراہیم بن اشتر نے مصعب کے پاس آ کر اسے ایک مہر شدہ خط دیا اور کہا یہ خط عبدالملک کی طرف سے میرے پاس آیا ہے' اس نے اسے کھولا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس نے اسے اپنے پاس آنے کی دعوت دی ہے اور یہ کہ عراق کی امارت اس کے لیے ہوگی اور اس نے مصعب سے کہا اے امیر بلاشبہ آپ کے تمام امراء کے پاس اس قسم کا خط آیا ہے پس اگر تو میری مانے تو ان کو قتل کر دے' مصعب نے اسے کہا اگر میں نے ایسے کیا تو ان کے بعد ان کے قبائل ہماری خیر خواہی نہیں کریں گے اس نے کہا انہیں کسریٰ کے ابیض کی طرف بھیج کر اس میں قید کر دو اگر آپ کو فتح ہوئی تو انہیں قتل کر دیا جائے گا اور اگر تجھے شکست ہوئی تو وہ اس کے بعد باہر چلے جائیں گے اس نے اسے کہا اے ابوالنعمان مجھے اس سے کچھ سروکار نہیں پھر مصعب نے کہا اللہ تعالیٰ ابوبحر یعنی احنف پر رحم فرمائے وہ مجھے اہل عراق کی خیانت سے ڈرایا کرتا تھا گویا وہ ہماری موجودہ پوزیشن کو دیکھ رہا تھا پھر مسکن کے دیرالجاثلیق میں دونوں فوجوں کا سامنا ہوا تو ابراہیم بن اشتر نے جو مصعب کی عراقی فوج کے ہراول کا امیر تھا۔ محمد بن مروان پر

حملہ کر دیا۔ جو شامی ہراول کا امیر تھا۔ اور اس نے انہیں اس کی جگہ سے ہٹا دیا تو عبدالملک نے عبداللہ بن یزید بن معاویہ کو اس کے پیچھے لگایا اور انہوں نے ابن اشتر اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کر کے انہیں کچل دیا اور ابن اشتر رحمہ اللہ قتل ہو گیا اور اس کے ساتھ امراء کی ایک جماعت بھی قتل ہو گئی اور عتاب بن ورقاء مصعب کے سواروں کا امیر تھا وہ بھی بھاگ گیا اور عبدالملک کی پناہ لے لی اور مصعب بن زبیر قلب میں کھڑے ہو کر علمبرداروں کو کھڑا کرنے لگا اور بہادروں اور شجاعوں کو دشمنوں کی طرف بڑھنے کی ترغیب دینے لگا تو کسی نے حرکت نہ کی اور وہ کہنے لگا اے ابراہیم اور آج میرے لیے کوئی ابراہیم نہیں اور حالات بگڑ گئے اور جنگ شدید ہو گئی اور جوانوں نے ایک دوسرے کی مدد چھوڑ دی اور حالات خراب ہو گئے اور جنگ زیادہ ہو گئی۔ المدائنی نے بیان کیا ہے کہ عبدالملک نے اپنے بھائی کو مصعب کی طرف امان دے کر بھیجا تو اس نے امان لینے سے انکار کر دیا اور کہا میرے جیسا شخص اس جگہ سے غالب اور مغلوب ہونے کے سوا واپس نہیں جائے گا' مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ محمد بن مروان نے عیسیٰ بن مصعب کو آواز دی اور کہا اے میرے بھتیجے اپنے آپ کو ہلاک نہ کر' تیرے لیے امان ہے' مصعب نے اسے کہا تیرے چچا نے تجھے امان دی ہے اس کے پاس چلے جاؤ' اس نے کہا قریش کی عورتیں باہم باتیں نہ کریں کہ میں نے تجھے قتل کے لیے چھوڑ دیا ہے اس نے اسے کہا اے میرے بیٹے تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے چچا کے پاس جا اور جو کچھ اہل عراق نے کیا ہے اسے بتا میں یہیں قتل ہوں گا' اس نے کہا خدا کی قسم میں تیرے بارے میں کبھی کسی کو اطلاع نہیں دوں گا اور نہ میں قریش کی عورتوں کو تیرے قتل کی اطلاع دوں گا اور میں تیرے ساتھ قتل ہوں گا لیکن اگر تم چاہو تو میں تمہارے گھوڑے پر سوار ہو جاتا ہوں اور ہم بصرہ کی طرف چلتے ہیں بلاشبہ وہ ایک جماعت ہیں اس نے کہا خدا کی قسم قریش کی عورتیں باہم یہ باتیں نہ کریں کہ میں جنگ سے بھاگ گیا ہوں اور اس نے اپنے بیٹے سے کہا میرے آگے بڑھو تا کہ میں تیرا ثواب حاصل کروں' پس اس کا بیٹا آگے بڑھ کر لڑا حتیٰ کہ قتل ہو گیا اور مصعب نے خوب تیراندازی کی تو زائدہ بن قدامہ نے اسے اس حالت میں دیکھا تو اس نے اس پر حملہ کر کے اسے نیزہ مارا اور وہ کہہ رہا تھا' یا ثارات المختار' اور عبیداللہ بن زیاد بن ظبیان تمیمی نام ایک شخص اس کے پاس آیا اور اس نے اسے قتل کر کے اس کا سر کاٹ لیا اور اسے عبدالملک بن مروان کے پاس لے آیا' پس عبدالملک نے سجدہ کیا اور اسے ایک ہزار دینار دیا اور اس نے انہیں قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا میں نے اسے تمہاری اطاعت میں قتل نہیں کیا بلکہ میں نے اسے اپنے ایک بدلے میں قتل کیا ہے اور اس نے اس سے پہلے اسے ایک عملداری کا امیر بنایا تھا اور اس سے معزول کر کے اس کی اہانت کی تھی۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ جب مصعب کا سر عبدالملک کے سامنے رکھا گیا تو عبدالملک نے کہا' میرے اور مصعب کے درمیان قدیم صحبت تھی اور یہ مجھے بہت محبوب تھا لیکن یہ بادشاہت بے برکت ہے نیز کہا جب مصعب کی افواج نے اسے چھوڑ دیا تو اس کے بیٹے عیسیٰ نے اسے کہا اگر آپ کسی قلعے میں پناہ لیتے اور ازاں بعد میں آپ کی طرف سے مہلب بن ابی صفرۃ وغیرہ کی طرح خط و کتابت کرتا تو وہ آپ کے پاس آ جاتے اور جب آپ کی مرضی کے مطابق لوگ جمع ہو جاتے تو آپ دشمن سے جنگ کرتے بلاشبہ آپ بہت کمزور ہو گئے ہیں مگر اس نے اسے کوئی جواب نہ دیا پھر اس نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا ذکر کیا کہ وہ کیسے عزت کی موت مرے ہیں اور انہوں نے ہاتھ نہیں ڈالے اور انہوں نے اہل عراق میں وفا نہیں پائی اور اسی طرح ان کے باپ اور بھائی نے

بھی ان میں وفانہیں پائی تھی اور ہم نے بھی انہیں وفادار نہیں پایا پھر اس کے اصحاب نے شکست کھائی اور اس کے تھوڑے سے خواص باقی رہ گئے اور سب کے سب عبدالملک کے پاس چلے گئے اور عبدالملک' مصعبؒ سے شدید محبت رکھتا تھا اور خلافت سے قبل وہ اس کا دوست تھا' اس نے اپنے بھائی محمد سے کہا اس کے پاس جا کر اسے امان دو' اس نے اس کے پاس آ کر اسے کہا اے مصعب تیرے عزاد نے تجھے' تیرے بچوں' تیرے مال اور اہل کو امان دی ہے' جس شہر میں چاہو چلے جاؤ اور اگر اس نے اس کے سوا کوئی ارادہ کیا ہوتا تو وہ بھی ہو جاتا' مصعبؒ نے کہا فیصلہ ہو چکا ہے میرے جیسا شخص اس قسم کے موقف سے غالب یا مغلوب ہوئے بغیر واپس نہیں لوٹتا' پس اس کے بیٹے عیسیٰ نے آگے بڑھ کر جنگ کی اور محمد بن مروان نے کہا اے میرے بھتیجے اپنے آپ کو ہلاک نہ کر پھر اس نے اس کی وہ بات بیان کی ہے جو پہلے گزر چکی ہے پھر اس نے جنگ کی حتیٰ کہ قتل ہو گیا' پھر اس نے اس کے بعد ان میں سے قتل ہونے والوں کا ذکر کیا ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' راوی بیان کرتا ہے جب مصعب کا سر عبدالملک کے سامنے رکھا گیا تو وہ رو پڑا اور کہنے لگا خدا کی قسم مجھے اس سے جو محبت تھی اس کی وجہ سے میں ایک پل بھی اس کے متعلق صبر نہ کر سکتا تھا حتیٰ کہ تلوار ہمارے درمیان داخل ہو گئی لیکن حکومت بے برکت ہوتی ہے اور ہمارے درمیان پرانی محبت اور حرمت تھی' مصعب جیسا جوان عورتیں کب جن سکتی ہیں پھر اس نے اسے اور اس کے بیٹے اور ابراہیم بن اشتر کو کوفہ کے قریب مسکن کے قبرستان میں دفن کرنے کا حکم دیا۔ المدائنی نے بیان کیا ہے کہ جمہور کے قول کے مطابق مصعب بن زبیر ۱۳ ر جمادی الاولیٰ یا جمادی الآخری ۷۱ ھ کو منگل کے روز قتل ہوا۔ اور المدائنی نے ۷۳ ھ بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ جب عبدالملک نے مصعب کو قتل کیا تو وہ کوفہ کی طرف چلا گیا اور نخیلہ میں اترا تو قبائل کے رؤسا اور سادات العرب کے وفود اس کے پاس آئے اور وہ انہیں فصاحت و بلاغت اور اچھے اچھے اشعار سے خطاب کرنے لگا اور اہل عراق نے اس کی بیعت کی اور اس نے لوگوں میں عملداریوں کو تقسیم کیا اور قطن بن عبداللہ الحری کو چالیس روز تک کوفہ کا امیر مقرر کیا پھر اسے معزول کر دیا اور اپنے بھائی بشر بن مروان کو اس کا امیر مقرر کیا اور ایک روز عبدالملک نے کوفہ میں خطاب کیا اور اپنی تقریر میں کہا اگر عبداللہ بن زبیر خلیفہ ہوتا جیسا کہ اس کا خیال ہے تو وہ باہر نکلتا اور کسی کو اپنے برابر سمجھتا اور حرم میں اپنی دم نہ گاڑتا۔ پھر اس نے انہیں کہا میں نے تم پر اپنے بھائی بشر بن مروان کو نائب مقرر کیا ہے اور میں نے اسے اطاعت کنندوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور نافرمانوں کے ساتھ سختی کرنے کا حکم دیا ہے پس اس کی سمع واطاعت کرو۔

اور اہل بصرہ کو جب مصعب کے قتل کی اطلاع ملی تو اس کی امارت کے متعلق ابان بن عثمان بن عفانؓ اور عبیداللہ بن ابی بکرہ نے جھگڑا کیا اور ابان بصرہ کی امارت پر غالب آ گیا اور وہاں کے باشندوں نے اس کی بیعت کر لی اور وہ بہت معزز آدمی تھا' ایک بدو نے بیان کیا ہے کہ میں نے دیکھا کہ ایک روز ابان کی چادر اس کے کندھے سے کھسک گئی تو مروان اور سعید بن العاص نے دوڑ کر اس کے کندھے پر اسے درست کر دیا اور دوسروں نے بیان کیا ہے کہ ایک روز ابان نے اپنی ٹانگ پھیلائی تو معاویہ اور عبداللہ بن عامر نے جلدی سے اسے دابنا چاہا' راوی بیان کرتا ہے' عبدالملک نے خالد بن عبداللہ بن خالد بن اسید کو بصرہ کا والی بنا کر بھیجا تو اس نے بصرہ کو ابان سے چھین لیا اور اس میں عبیداللہ بن ابی بکرہ کو نائب مقرر کر دیا اور ابان کو اس سے معزول کر دیا' مؤرخین نے بیان کیا

ہے کہ عبدالملک نے بہت سے کھانے کا حکم دیا جسے اہل کوفہ کے لیے تیار کیا گیا تو انہوں نے اس کے دستر خوان پر کھانا کھایا اور اس روز تخت پر اس کے ساتھ عمرو بن حریث بھی تھا' عبدالملک نے اسے کہا ہماری زندگی کس قدر پر لطف ہے کاش کوئی چیز ہمیشہ رہتی لیکن جیسے کہ ادل نے کہا ہے۔

''اے امیمہ ہر چیز کہنگی کی طرف رواں ہے اور ہر شخص ایک روز تھا' کی طرف جائے گا''۔

اور جب لوگ کھانے سے فارغ ہو گئے تو وہ اٹھ کر محل میں گھوما اور عمرو بن حریث محل کے اور اس نے اپنے جو گھر بنائے تھے اور ان کے حالات پوچھنے لگا پھر وہ اپنی نشست پر آ کر لیٹ گیا اور کہنے لگا۔

''آہستگی سے کام کر بلاشبہ تو مرنے والا ہے' اے انسان اپنے لیے محنت کر لے جو کچھ ہو چکا ہوتا ہے جب وہ ہو چکتا ہے تو وہ کچھ بھی نہیں ہوتا اور جو کچھ ہونے والا ہے وہ بھی ہو چکا ہے''۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ واقدی کے خیال کے مطابق اس سال عبدالملک شام کی طرف واپس آ گیا اور اسی سال میں حضرت ابن زبیرؓ نے جابر بن اسود کو مدینہ سے معزول کر کے طلحہ بن عبداللہ بن عوف کو اس کا امیر مقرر کر دیا اور یہ آپ کا آخری امیر تھا جسے آپ نے مدینہ پر مقرر کیا حتیٰ کہ عبدالملک کی طرف سے عثمان کا غلام طارق بن عمرو امیر بن کر مدینہ آ گیا اور اس سال حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے لوگوں کو حج کروایا اور عراق پر آپ کی حکومت نہ رہی' واقدی نے بیان کیا ہے کہ اس سال عبدالعزیز بن مروان نائب مصر نے حسان الغانی کو افریقہ کی جنگ پر مقرر کیا اور وہ بہت سی فوج کے ساتھ افریقہ روانہ ہو گیا اور اس نے قرطاجنہ کو فتح کیا اور اس کے رومی باشندے بت پرست تھے اور اسی میں یمامہ پر متغلب ہونے والا نجدہ حروری قتل ہوا اور اسی میں عبداللہ بن ثور نے یمامہ میں خروج کیا۔

مصعبؒ بن زبیرؓ کے حالات:

مصعب بن زبیرؓ بن العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب' ابوعبداللہ قرشی' آپ کو ابوعیسیٰ اسدی بھی کہا جاتا ہے' آپ کی ماں کرمان بنت انیف کلبیہ ہے' آپ بڑے خوبرو' دلیر اور سخی تھے' آپ نے حضرت عمرؓ بن الخطاب' اپنے باپ حضرت زبیرؓ' حضرت سعدؓ اور حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کی ہے اور آپ سے الحکم بن عیینہ' عمرو بن دینار الجمعی اور اسماعیل بن ابی خالد نے روایت کی ہے' آپ حضرت معاویہؓ کے پاس گئے اور آپ حضرت ابوہریرہؓ کے ہم نشینوں میں شامل تھے اور بڑے خوبرو تھے' زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ جمیل نے آپ کو عرفہ میں کھڑے دیکھا تو کہا بلاشبہ یہاں ایک نوجوان ہے میں پسند نہیں کرتا کہ یثنیہ اسے دیکھے اور شعبیؒ نے بیان کیا ہے کہ میں نے منبر پر کبھی آپ سے خوبصورت تر شخص نہیں دیکھا اور یہی بات اسماعیل بن خالد نے بیان کی ہے اور حسن نے بیان کیا ہے کہ وہ سب اہل بصرہ سے خوبصورت تھے اور خطیب بغدادیؒ نے بیان کیا ہے آپ کے بھائی عبداللہؓ نے آپ کو عراقین کی امارت دی حتیٰ کہ عبدالملک نے مسکن مقام پر آپ کو قتل کر دیا' یہ جگہ نہر دجیل پر دیر جاثلیق کے پاس اوانا کے قریب ہے اور آپ کی قبر اب تک وہاں مشہور ہے' اور ہم نے بیان کیا ہے کہ آپ نے مختار کو کیسے قتل کیا نیز آپ نے ایک صبح کو مختار کے سات ہزار اصحاب کو قتل کر دیا' واقدی نے بیان کیا ہے کہ جب مصعبؒ نے مختار کو قتل کیا تو مختار کے محل والے اصحاب نے مصعب سے امان

طلب کی تو آپ نے انہیں امان دے دی پھر آپ نے عباد بن الحصین کوان کے پاس بھیجا تو وہ انہیں اکٹھا کر کے نکالنے لگا تو ایک شخص نے اسے کہا اس خدا کا شکر ہے جس نے تمہیں ہم پر فتح دی ہے اور ہمیں قید سے آزمایا ہے اے ابن زبیر جو معاف کرے اللہ اسے معاف کرتا ہے اور جو سزا دے وہ قصاص سے بے خوف نہیں ہوتا ہم اہل قبلہ ہیں اور آپ کی ملت پر ہیں' آپ نے قابو پایا ہے آپ درگزر کریں اور ہمیں معاف کریں۔ راوی بیان کرتا ہے مصعب کو ان پر ترس آ گیا اور انہیں آزاد کرنے کا ارادہ کر لیا تو عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث اور دیگر تمام قبیلوں میں سے لوگ اٹھ کر کہنے لگے' انہوں نے ہمارے بچوں اور قبیلوں کو قتل کیا ہے اور ہمارے بہت سے لوگوں کو زخمی کیا ہے ہمیں پسند کر دیا انہیں پسند کر لو' پس اس نے اسی وقت ان کے قتل کا حکم دے دیا اور ان سب نے مل کر پکارا ہمیں قتل نہ کرنا اور ہمیں عبدالملک کے ساتھ جنگ میں اپنا ہراول بنا لینا اگر ہم کامیاب ہوئے تو تمہاری فتح ہوگی اور اگر ہم قتل ہو گئے تو جب تک ہم ان میں سے ایک جماعت کو قتل نہ کر لیں ہم قتل نہ ہوں گے اور یہی تمہارا منشاء ہے مگر مصعب نے یہ بات قبول نہ کی تو مسافر نے اسے کہا:

''اے مصعب اللہ سے ڈر' بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تجھے حکم دیا ہے کہ تو کسی مسلمان جان کو کسی جان کے بغیر قتل نہ کر' اور (جو کسی مومن کو عمداً قتل کرتا ہے اس کی جزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اللہ اس سے ناراض ہوگا اور اس پر لعنت کرے گا اور اس نے اس کے لیے دردناک عذاب تیار کیا ہے)''۔

مگر اس نے اس کی بات نہ سنی بلکہ سب کے سب قتل کرنے کا حکم دے دیا اور وہ سات ہزار نفوس تھے پھر مصعبؒ نے ابن اشتر کو لکھا مجھے جواب دو' تمہارے لیے شام اور گھوڑوں کی لگامیں ہیں' پس ابن اشتر' مصعب کے پاس گیا اور بعض کا قول ہے کہ جب مصعب مکہ آیا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آئے تو اس نے کہا اے چچا میں آپ سے ان لوگوں کے متعلق پوچھتا ہوں جنہوں نے اطاعت چھوڑ دی ہے اور جنگ کی ہے حتیٰ کہ مغلوب ہو گئے ہیں اور قلعہ بند ہو گئے ہیں اور ان کے امان طلب کرنے پر انہیں امان دی گئی ہے پھر اس کے بعد انہوں نے لوگوں کو قتل کیا ہے آپ نے پوچھا وہ کتنے ہیں؟ مصعب نے کہا پانچ ہزار' تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سبحان اللہ کہا اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور فرمایا اگر کوئی شخص حضرت زبیرؓ کے مویشیوں کے پاس آئے اور ایک صبح کو ان میں سے پانچ ہزار مویشیوں کو قتل کر دے کیا تو اسے حد سے زیادہ تجاوز کرنے والا شمار نہیں کرے گا؟ اس نے کہا ہاں' آپ نے فرمایا کیا تو اسے بہائم کے بارے میں حد سے تجاوز سمجھتا ہے اور ان لوگوں کے بارے میں حد سے تجاوز نہیں سمجھتا جن کی توبہ کی تو امید رکھتا ہے؟ اے میرے بھتیجے اپنی دنیا میں جس قدر ٹھنڈا پانی لے سکتا ہے' لے لے' پھر مصعبؒ نے مختار کے سر کو' اپنے بھائی کے پاس مکہ بھیج دیا اور مصعب کو عراق میں بڑی قوت حاصل ہو گئی اور وہاں حکومتیں اور عمال مقرر کیے اور ابن اشتر کو اس کے ہاں بڑا مرتبہ حاصل ہو گیا اور اس نے اسے وفادت پر مقرر کر دیا پھر مصعبؒ اپنے بھائی کے پاس مکہ آیا اور جو کچھ اس نے کیا تھا اسے بتایا تو اس نے اس کی کارروائی کو تسلیم کیا' مگر ابن اشتر نے وہ کام نہ کیا جس پر اس نے اسے مقرر کیا تھا اور اس نے اسے کہا' کیا تجھے معلوم ہے کہ میں اشتر سے محبت کرتا ہوں اور اسی نے مجھے یہ زخم لگایا ہے پھر اس نے مصعب کے ساتھ آنے والے عراقیوں کو بلایا اور انہیں کہا خدا کی قسم میں چاہتا ہوں کہ تمہارے دو آدمیوں کے مقابلہ میں میرے لیے شام کا ایک آدمی ہوتا تو ابو حاجز اسدی جو بصرہ میں جماعت کا قاضی تھا۔ نے

اسے کہا اے امیر المومنین ہمارے اور تمہارے لیے مثال گزر چکی ہے اور وہ اعشٰی کا قول ہے۔

''میں نے اسے عزت کی گالی دی اور اس نے میرے سوا کسی اور شخص کو گالی دی اور دوسری نے کسی اور شخص کو گالی دے دی''۔

میں نے کہا جیسے یہ قول ہے۔

''ہمیں لیلٰی کا جنون ہوا اور اسے ہمارے سوا کسی اور کا جنون ہو گیا اور دوسری ہماری وجہ سے مجنون ہو گئی جسے ہم چاہتے نہ تھے''۔

اے امیر المومنین ہم نے آپ سے محبت کی اور آپ نے اہل شام سے محبت کی اور اہل شام نے مروان سے محبت کر لی ہم کیا کریں؟ شعبیؒ نے بیان کیا ہے کہ میں نے اس سے بہتر جواب نہیں سنا اور دوسروں نے بیان کیا ہے کہ مصعب عورتوں سے شدید محبت کرتا تھا اور اس میں سے بہت سی باتیں بیان کی جا چکی ہیں' روایت ہے کہ حجر اسود کے پاس ایک جماعت اکٹھی ہوئی جس میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور مصعب بن زبیرؓ بھی شامل تھے انہوں نے کہا تم میں سے ہر ایک اٹھ کر اللہ سے اپنی حاجت کا سوال کرے' حضرت ابن عمرؓ نے مغفرت مانگی اور مصعب نے دعا مانگی کہ اللہ سکینہ بنتِ حسین اور عائشہ بنت طلحہ کے ساتھ اس کا نکاح کر دے۔ اس زمانے میں یہ دونوں سب سے حسین عورتیں تھیں اور یہ کہ اللہ اسے عراقین کی امارت دے دے۔ پس اللہ نے اسے یہ چیزیں دے دیں' آپ نے عائشہ بنت طلحہ سے نکاح کیا اور اس کا مہر ایک لاکھ دینار تھا اور وہ نہایت ہی خوبصورت تھی اور اسی طرح مصعب بھی بڑے خوبصورت تھے اور اسی طرح آپ کی بقیہ بیویاں بھی تھیں' اصمعی نے عبدالرحمٰن بن ابی الزناد سے اس کے باپ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ مصعب' عروہ' ابن زبیر اور ابن عمر حجر کے پاس اکٹھے ہوئے تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا میں خلافت کا متمنی ہوں کہ مجھ سے علم حاصل کیا جائے مصعب نے کہا میں عراق کی امارت اور عائشہ بنت طلحہ اور سکینہ بنت حسین رضی اللہ عنہ کو اکٹھا کرنے کا متمنی ہوں اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں مغفرت کا متمنی ہوں' راوی بیان کرتا ہے کہ سب نے اپنی تمنا کو حاصل کیا اور شاید حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اللہ نے بخش دیا ہے اور عامر الشعبی نے بیان کیا ہے کہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک امیر مصعب بن زبیرؓ نے مجھے بلایا اور مجھے دارالامارت میں داخل کیا پھر اس نے پردہ اٹھایا تو اس کے پیچھے عائشہ بنت طلحہ تھی اور میں نے اس سے خوبصورت منظر نہیں دیکھا' آپ نے مجھ سے پوچھا کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ کون ہے؟ میں نے کہا' نہیں' آپ نے کہا یہ عائشہ بنت طلحہ ہے پھر عائشہ باہر نکل کر کہنے لگی یہ کون شخص ہے جس کے سامنے آپ نے مجھے کیا ہے؟ آپ نے کہا یہ عامر الشعبی ہے وہ کہنے لگی اسے کچھ دو' تو آپ نے مجھے دس ہزار درہم دیئے۔ شعبیؒ نے بیان کیا ہے یہ میرا پہلا ملکیتی مال ہے اور حافظ ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ عائشہ بنت طلحہ' مصعب سے ناراض ہو گئی تو اس نے اسے چار لاکھ درہم سے راضی کیا اور اس نے وہ درہم اس عورت کو دے دیئے جس نے ان دونوں کے درمیان صلح کروائی تھی اور بعض کا قول ہے اس نے اسے سونے کی کھجور تحفہ دی جس کے پھلوں میں مختلف قسم کے قیمتی جواہر تھے پس اس کی قیمت دو لاکھ دینار ڈالی گئی اور وہ ایرانیوں کے متاع میں سے تھی اور اس نے اسے عائشہ بنت طلحہ کو دے دیا۔

مصعب بڑے سخی تھے اور جو کچھ دیتے تھے اسے زیادہ نہیں سمجھتے تھے اور اگر ان کی امید کے مطابق ہو جاتا تو آپ کے عطایا قوی، ضعیف، شریف اور کمینے کو جلد جلد ملتے اور آپ کا بھائی عبداللہ بخیل تھا اور خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ مصعب ایک دفعہ ایک شخص پر ناراض ہوئے تو اس کے قتل کرنے کا حکم دے دیا، تو اس شخص نے آپ سے کہا اللہ امیر کو عزت دے میرے جیسے آدمی کے لیے یہ بات کتنی بری ہے کہ وہ قیامت کے روز کھڑے ہو کر آپ کے دامن سے اس نیکی کی وجہ سے لپٹ جائے حالانکہ آپ کے اس چہرے سے روشنی حاصل کی جاتی ہے اور میں کہوں گا اے میرے رب مصعب سے پوچھ کہ اس نے مجھے کس وجہ سے قتل کیا ہے تو اس نے اسے معاف کر دیا اس شخص نے کہا اللہ امیر کو عزت دے آپ نے مجھے جو زندگی بخشی ہے میں اسے آسودہ دیکھنا چاہتا ہوں تو آپ نے اسے ایک لاکھ درہم دے دیا، اس شخص نے کہا میں آپ کو گواہ بناتا ہوں ان دراہم کا نصف ابن قیس الرقیات کے لیے ہوگا وہ کہتا ہے۔

''مصعب اللہ کا ایک ستارہ ہے جس سے تاریکیاں چھٹ جاتی ہیں اس کی حکومت رحمت کی حکومت ہے جس میں اس کی طرف سے نہ عظمت ہے نہ بڑائی ہے وہ امور کے بارے میں اللہ سے ڈرتا ہے اور جس کا ارادہ تقویٰ کا ہو وہ کامیاب ہو جاتا ہے''۔

اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے آپ سے کہا اے امیر آپ نے مجھے زندگی بخشی ہے، اگر آپ سے ہو سکے تو آپ نے مجھے جو زندگی بخشی ہے اسے آسودہ کر دیں تو اس نے اس کے لیے ایک لاکھ درہم دینے کا حکم دیا۔

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ حماد بن سلمہ نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن یزید نے ہم سے بیان کیا کہ مصعب کو ایک انصاری نمبردار کے متعلق کوئی اطلاع ملی تو اس نے اس کا ارادہ کر لیا، حضرت انس بن مالکؓ نے اس کے پاس آ کر اسے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ انصار کے متعلق بھلائی کی وصیت کرو۔ یا فرمایا نیکی کی اور ان کے محسن کی بات کو قبول کرو اور ان کے خطا کار سے درگزر کرو، تو مصعب نے اپنے آپ کو تخت سے گرا دیا اور اپنا رخسار بچھونے سے لگا دیا اور کہنے لگا: ''رسول اللہ ﷺ کا حکم سر آنکھوں پر'' اور اس نے اسے چھوڑ دیا اور تواضع کے بارے میں مصعب کے کلام میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے کہا۔

''ابن آدم پر تعجب ہے وہ کیسے تکبر کرتا ہے حالانکہ وہ پیشاب کی نالی میں دو دفعہ چلا ہے''۔

اور محمد بن یزید المبرد نے بیان کیا ہے کہ قاسم بن محمد سے مصعب کے متعلق دریافت کیا گیا تو اس نے کہا وہ شریف، رئیس، متقی اور انس کرنے والا تھا اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ جب وہ مختار پر غالب آیا تو اس نے ایک صبح کو اس کے اصحاب میں سے پانچ ہزار آدمی قتل کر دیئے اور بعض نے سات ہزار بیان کیے ہیں اور جب وہ اس کے بعد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ملا اور آپ کو سلام کہا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے نہ پہچانا کیونکہ اس کی آنکھوں میں سبزی آ گئی تھی اس نے آپ کو تعارف کروایا تو آپ نے اسے پہچان لیا اور فرمایا تو ہی وہ شخص ہے جس نے ایک صبح کو پانچ ہزار موحدین کو قتل کیا ہے تو اس نے آپ کے سامنے یہ عذر پیش کیا کہ انہوں نے مختار کی بیعت کر لی تھی، آپ نے فرمایا کیا ان میں ایسے اشخاص نہ تھے جو مجبور یا ناواقف تھے جو غور و فکر کر کے توبہ کر لیتے؟ خیال تو کرو اگر کوئی شخص زبیر کی بکریوں کے پاس آ کر ان میں سے پانچ ہزار بکریاں ایک صبح کو ذبح کر دیتا تو کیا وہ حد سے تجاوز

کرنے والا نہ ہوتا؟ اس نے کہا ہاں' آپ نے فرمایا وہ بکریاں نہ اللہ کی عبادت کرتی تھیں اور نہ اسے جانتی تھیں جیسے آدمی اسے جانتا ہے پس موحد کو قتل کرنا کیسا ہے؟ پھر آپ نے اسے فرمایا اے میرے بیٹے جس حد تک تو سکت رکھتا ہے ٹھنڈے پانی سے فائدہ اٹھا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اسے کہا جب تک ہوسکتا ہے تو جیتا رہ۔

زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ محمد بن الحسن نے زفر بن قتیبہ سے بحوالہ کلبی مجھ سے بیان کیا کہ ایک روز عبدالملک نے اپنے ہم نشینوں سے کہا' عربوں اور رومیوں میں سے سب سے بڑا شجاع کون ہے؟ لوگوں نے کہا شبیب' دوسرے شخص نے کہا۔ قطری بن الفجاءۃ اور فلاں فلاں' عبدالملک نے کہا بلاشبہ سب سے شجاع وہ شخص ہے جس نے سکینہ بنت حسینؓ اور عائشہ بنت طلحہ کو جمع کیا ہے' اور اس کی ماں الحمید بنت عبداللہ بن عامر بن کریز تھی اور اس کا بیٹا ریان بن انیف کلبی' عرب کے سورج کے سامنے رہنے والے علاقے کا سردار تھا اس نے عراقین پر پانچ سال امارت کی اور تین کروڑ درہم حاصل کیا اور اس کے ساتھ اپنے لیے اموال بھی حاصل کیے اور اس کے علاوہ سامان' چوپائے اور بے شمار اموال بھی حاصل کیے اور اس کے ساتھ اسے امان بھی دی گئی اور یہ کہ اسے زندگی کے ساتھ یہ سب سامان بھی دیا جائے گا' اس نے ان سب چیزوں سے بے رغبتی کی اور انکار کیا اور ذلت کے مقام پر قتل ہونے کو ترجیح دی اور ان سب چیزوں کو چھوڑ دیا اور اپنی تلوار لے کر چلا اور جنگ کی حتیٰ کہ مر گیا اور یہ واقعہ آپ کے اصحاب کے مدد چھوڑ دینے کے بعد ہوا' یہ مصعب بن زبیرؓ تھے اللہ ان پر رحم فرمائے۔ اور آپ اس شخص کی طرح نہیں تھے جو ایک دفعہ پلوں کو یہاں سے پار کرتا ہے اور دوسری دفعہ وہاں سے' آپ ایک مرد تھے اور یہ آپ کا زہد تھا۔ مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ ۱۵/ جمادی الاولیٰ ۷۲ھ کو جمعرات کے روز قتل ہوئے تھے۔

زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ فلیح بن اسماعیل اور جعفر بن ابی بشیر نے اپنے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ جب مصعب کا سر عبدالملک کے سامنے رکھا گیا تو اس نے کہا۔

''جنگ عبس میں ایک نوجوان نے جو سامان سے روکنے والا نہیں تھا' سواروں کو ہلاک کر دیا اگر کوئی بھلائی اس کے پاس آتی تو وہ اس سے خوش نہ ہوتا اور نہ وہ مصیبتوں سے ڈرنے اور گھبرانے والا تھا اور گھوڑوں کے دوڑنے کے وقت وہ مالک کی غیر موجودگی میں سامان کی نگرانی کرنے والا نوکر نہ تھا اور نہ چرواہے کی بانسری کی طرح خالی تھا''۔

جو شخص آپ کے سر کو لایا اس نے کہا یا امیر المومنین کاش آپ اسے دیکھتے' کبھی اس کے ہاتھ میں نیزہ ہوتا اور کبھی تلوار ہوتی کبھی یہ اس کے ساتھ چیرتا اور کبھی یہ اس کے ساتھ چوٹ لگاتا تو آپ اسے ایک ایسا جوان پاتے جو دل و نگاہ کو شجاعت سے بھر دیتا ہے لیکن جب اس کے جوانوں نے اسے چھوڑ دیا اور اس کا قصد کرنے والے زیادہ ہو گئے اور یہ اکیلا ہی رہ گیا تو یہ مسلسل اشعار پڑھتا رہا۔

''میں ناپسندیدہ بات کے پیش آجانے پر اپنے نفس کی تکذیب کرتا ہوں اور آنکھیں بند نہیں ہوتیں اور یہ بات کسی ذلت کی وجہ سے نہیں بلکہ غیرت کی وجہ سے ہوتی ہے میں اس سے کارناموں کے وقت اپنی عزت کا دفاع کرتا ہوں اور میں

جنگ بازوں کے واسطے جنگ کی گھات لگاتا ہوں اور میں مصالحت کرنے والے کے لیے زمین سے بھی عاجز ہوتا ہوں''۔

عبدالملک نے کہا خدا کی قسم جیسے اس نے اپنی تعریف کی ہے وہ ویسا ہی تھا اور وہ مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب تھا اور مجھے اس سے سخت محبت تھی لیکن حکومت بے برکت ہوتی ہے۔ اور یعقوب بن سفیان نے عن سلیمان بن حرب عن غسان بن مضر عن سعید بن یزید روایت کی ہے کہ عبیداللہ بن زیاد بن ظبیان نے مصعب کو ارض مسکن میں نہر دجیل کے کنارے دیر جاثلیق کے پاس قتل کیا اور اس کا سر کاٹ لیا اور اسے عبدالملک کے پاس لے گیا تو اس نے اللہ کے حضور سجدۂ شکر ادا کیا اور ابن ظبیان ایک نادان بہادر تھا اور وہ کہا کرتا تھا کاش میں عبدالملک کو اس وقت قتل کر دیتا جب اس نے سجدہ کیا تھا اور میں دو عرب بادشاہوں کا قاتل بن جاتا' یعقوب نے بیان کیا ہے یہ ۷۲ھ کا واقعہ ہے۔ واللہ اعلم

اور زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ جس روز مصعب قتل ہوئے ان کی عمر کے بارے میں تین اقوال پائے جاتے ہیں ایک یہ کہ ان کی عمر ۳۵ سال تھی دوسرا یہ کہ ان کی عمر چالیس سال تھی تیسرا یہ کہ ان کی عمر ۴۵ سال تھی۔ واللہ اعلم

خطیب بغدادی نے بیان کیا ہے کہ اس معرکہ میں آپ کی بیوی سکینہ بنت حسینؓ آپ کے ساتھ تھی اور جب آپ قتل ہو گئے تو سکینہ نے آپ کو مقتولین میں تلاش کیا حتیٰ کہ آپ کو اس تل کی وجہ سے پہچان لیا جو آپ کے رخسار پر تھا اور کہنے لگیں مسلمان عورت کا یہ کیا ہی اچھا خاوند تھا میں تجھے تلاش کروں گی قسم بخدا عنترہ نے کیا اچھا کہا ہے۔

''اور خوبصورت عورت کے دوست کو میں نے چٹیل میدان میں پچھڑے ہوئے چھوڑا جس نے نہ حفاظت کی اور نہ خلل ڈالا اور میں نے طویل نیزے کے ساتھ اس کی کھال کو پھاڑ دیا اور شریف سردار نیزے پر حرام نہیں ہوتا''۔

زبیر نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن قیس الرقیات نے مصعب بن زبیر کا مرثیہ کہتے ہوئے کہا۔

''دیر جاثلیق میں قتل ہو کر مقیم ہونے والے مقتول نے دونوں شہروں کو غم اور ذلت دی ہے' جنگ کے روز نہ بکر بن وائل نے للہ خیر خواہی کی اور نہ تمیم نے سچ بولا' اور اگر بکری شخص فوجوں کو اپنے ارد گرد موڑتا تو ان کی آزادی ہمیشہ باقی رہتی لیکن اس نے عہد کو ضائع کر دیا ہے اور اس روز وہاں کوئی شریف مضری موجود نہ تھا اور اللہ وہاں کے کوفیوں اور بصریوں کو ملامت کی جزا دے بلاشبہ بخیل' بخیل ہی ہوتا ہے اور سوکنوں کے بیٹوں نے ہماری پشتوں کو خالی کر دیا اور ہم ان کے درمیان خالص لوگ تھے اگر ہم فنا ہو گئے تو وہ ہمارے بعد مسلمانوں میں کسی حرمت والے کی حرمت باقی نہیں رہنے دیں گے''۔

اور ابو حاتم رازی نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن مصعب کلبی نے ہم سے بیان کیا کہ ابوبکر بن عیاش نے بحوالہ عبدالملک بن عمیر ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتا ہے کہ میں کوفہ کے محل میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا سر ایک ڈھال پر عبیداللہ بن زیاد کے سامنے پڑا ہے اور عبیداللہ تخت پر بیٹھا ہے پھر کچھ عرصے کے بعد میں محل میں داخل ہوا تو میں نے عبیداللہ بن زیاد کے سر کو ایک ڈھال پر مختار کے سامنے پڑے دیکھا اور مختار تخت پر بیٹھا ہے پھر کچھ عرصے کے بعد میں محل میں داخل ہوا تو میں نے مختار

کے سر کو ایک ڈھال پر مصعب بن زبیرؓ کے سامنے پڑے دیکھا اور مصعب تخت پر بیٹھا ہے پھر کچھ عرصے کے بعد میں محل میں داخل ہوا تو میں نے مصعب بن زبیر کے سر کو ایک ڈھال پر عبدالملک کے سامنے پڑے دیکھا اور عبدالملک تخت پر بیٹھا ہے' اس بات کو امام احمدؒ اور کئی لوگوں نے بحوالہ عبدالملک بن عمیر بیان کیا ہے۔

اور عبداللہ بن قیس الرقیات نے مصعب کا مرثیہ کہتے ہوئے کہا ہے ۔

''تمام بادلوں نے ایک جسم کی موت کی خبر دی ہے جو مسکن پر برہنہ جوڑوں کے ساتھ پڑا ہے اس کے ساتوں ستارے شام کرتے ہیں اور اس کا گھر ایسی منازل میں ہے جن کے کھنڈرات بوسیدہ ہو چکے ہیں' ساتھی کوچ کر گئے ہیں اور انہوں نے اسے صبا اور بادشمال کے درمیان پڑے چھوڑ دیا ہے''۔

باب

عکاشہ اور عیسیٰ مصعبؒ کے لڑکے تھے اور عیسیٰ وہ ہے جو آپ کے ساتھ قتل ہوا اور سکینہ آپ کی لڑکی ہے اور ان کی ماں فاطمہ بنت عبداللہ بن السائب تھی اور عبداللہ اور محمد بھی آپ کے لڑکے تھے ان دونوں کی ماں عائشہ بنت طلحہ تھی اور اس کی ماں ام کلثوم بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھی۔ اور جعفر مصعب سعید اور عیسیٰ اصغر اور المنذر مختلف ماؤں سے آپ کے بیٹے تھے اور الرباب کی ماں سکینہ بنتِ حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما تھی۔

ابن جریرؒ نے بیان کیا ہے کہ ابوزید نے بحوالہ ابوغسان محمد بن یحییٰ بیان کیا ہے کہ مصعب بن عثمان نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو اپنے بھائی مصعبؒ کے قتل کی اطلاع ملی تو آپ نے کھڑے ہو کر لوگوں میں تقریر کی اور فرمایا:

''سب تعریف اس خدا کے لیے ہے جس کے لیے امر اور خلق ہے وہ جسے چاہتا ہے حکومت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے حکومت چھین لیتا ہے اور جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے اس کے ہاتھ میں بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے آگاہ رہو جس کے ساتھ حق ہوا اللہ نے اسے کبھی ذلیل نہیں کیا خواہ وہ فرد واحد ہی ہوا اور وہ شخص کبھی کامیاب نہیں ہوا جس کا دوست شیطان اور اس کی پارٹی ہو خواہ اس کے ساتھ سارے لوگ ہوں آگاہ رہو ہمارے پاس عراق سے خبر آئی ہے جس نے ہمیں غمگین اور شادمان کیا ہے ہمارے پاس مصعب کے قتل کی خبر آئی تو اس نے ہمیں غمگین کر دیا اور جس بات نے ہمیں خوش کیا ہے وہ یہ کہ ہمیں معلوم کہ اس کا قتل ہونا شہادت ہے اور جس بات نے ہمیں غمگین کیا ہے وہ یہ کہ بلاشبہ قریبی عزیز کو مصیبت کے وقت غم کی جلن محسوس ہوتی ہے پھر وہ بعدازاں اس سے باز آ جاتا ہے اور صاحب الرائے اچھی طرح صبر کرنے والا ہوتا ہے۔ مجھے مصعب کی تکلیف پہنچی ہے اور اس سے قبل مجھے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی تکلیف بھی پہنچ چکی ہے اور میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مصیبت سے بھی خالی نہیں اور مصعب اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ اور میرے مددگاروں میں سے ایک مددگار تھا آگاہ رہو عراقی غداروں اور منافقوں نے اس کی مدد چھوڑ دی تھی اور اسے کم تر قیمت پر فروخت کر دیا تھا اگر وہ قتل ہو گیا ہے تو قسم بخدا ہم اپنے بستروں پر نہیں مریں گے جیسا کہ بنوابی العاص مرا کرتے ہیں خدا کی قسم جاہلیت اور اسلام میں ان میں سے کوئی شخص کسی لشکر میں قتل نہیں ہوا اور ہم نیزوں کی نوکوں اور تلواروں کے سائے میں مرتے ہیں بلاشبہ بنوابی العاص لوگوں کو رغبت دلانے والی اور ڈرانے والی چیزوں سے اکٹھا کرتے ہیں پھر ان کے ساتھ لوگوں سے جنگ کرتے ہیں جو ان سے بہتر اور معزز ہوتے ہیں اور ان کے پیروکاروں سے فوج کی صورت میں جنگ نہیں کرتے آگاہ رہو دنیا اس بلند و برتر بادشاہ سے عاریۃً ہے جس کی بادشاہت کو زوال نہیں اور نہ اس کی حکومت تباہ ہوگی اگر دنیا آئے تو میں اسے ایک متکبر اور ناپسند کرنے والے کی طرح پکڑوں گا اور اگر وہ پشت پھیر جائے تو میں اس پر غمگین افسردہ اور حقیر آدمی کی طرح نہیں روؤں گا میں یہ بات کہتا ہوں اور اپنے لیے اور تمہارے لیے اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں''۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ابراہیم ابن الاشتر:

اس کا باپ ان لوگوں میں شامل تھا جو حضرت عثمانؓ کے نگران اور قاتلین تھے اور یہ ابراہیم مشہور بہادروں میں سے تھا اور اسے شرف حاصل تھا' اسی نے عبید اللہ بن زیاد کو قتل کیا تھا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

عبدالرحمٰن بن غسیلہ:

ابو عبداللہ المرادی الصنابجی' یہ صالح شخص تھا اور عبدالملک اسے تخت پر اپنے ساتھ بٹھایا کرتا تھا اور عالم اور فاضل تھا' اس نے دمشق میں وفات پائی ہے۔

عمرو بن سلمہ:

مخزومی مدنی' حضرت نبی کریم ﷺ کے ربیب تھے اور ارض حبشہ میں پیدا ہوئے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کے غلام حضرت سفینہؓ:

ابو عبدالرحمٰن' آپ حضرت ام سلمہؓ کے غلام تھے آپ نے انہیں آزاد کر دیا اور شرط عائد کی کہ آپ رسول اللہ ﷺ کی خدمت کریں' آپ بیان کرتے ہیں اگر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا مجھے آزاد نہ کرتیں تب بھی میں جب تک زندہ رہتا ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرتا رہتا اور حضرت سفینہؓ رسول اللہ ﷺ کی آل کے دوست اور ان سے میل جول رکھنے والے تھے۔ طبرانی نے روایت کی ہے کہ حضرت سفینہؓ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کا نام سفینہ کیوں رکھا گیا ہے؟ تو آپ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے میرا نام سفینہ رکھا ہے' ایک دفعہ آپ باہر گئے اور آپ کے ساتھ آپ کے اصحاب بھی تھے اور ان کا سامان ان پر بوجھل ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا اپنی چادر پھیلاؤ میں نے اسے پھیلایا تو آپ نے ان کا سامان اس میں رکھ دیا پھر مجھے فرمایا اسے اٹھالو تم تو سفینہ ہو آپ فرماتے ہیں اگر میں اس روز ایک یا دو' پانچ یا سات اونٹوں کا بھی بوجھ اٹھاتا تو مجھے بوجھل معلوم نہ ہوتا' اور محمد بن المنکدر نے بحوالہ حضرت سفینہؓ روایت کی ہے آپ فرماتے ہیں ایک دفعہ میں سمندر میں کشتی پر سوار ہوا تو وہ شکستہ ہو گئی اور میں اس کے ایک تختے پر سوار ہو گیا اور مجھے سمندر نے ایک جنگل میں پھینک دیا جس میں شیر رہتا تھا وہ میرے پاس آیا تو میں نے کہا اے ابوالحارث میں رسول اللہ ﷺ کا غلام سفینہ ہوں تو اس نے اپنا سر جھکا لیا اور وہ مجھے اپنے پہلو یا اپنی ہتھیلی سے مجھے دھکیلنے لگا یہاں تک کہ اس نے مجھے راستے پر ڈال دیا پھر اس نے ایک دھاڑ ماری تو میں نے خیال کیا وہ مجھے الوداع کہہ رہا ہے اور حماد بن سلمہ نے بیان کیا ہے کہ سعید بن جہمان نے بحوالہ حضرت سفینہؓ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمہؓ کے گھر میں داخل ہوئے تو آپ نے گھر کے کونے میں ایک منقش کھال کا ٹکڑا دیکھا آپ واپس آ گئے اور گھر میں داخل نہ ہوئے' حضرت فاطمہؓ نے حضرت علیؓ سے کہا رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیجئے آپ کیوں واپس ہوئے ہیں' حضرت علیؓ نے آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا میرے لیے اور کسی نبی کے لیے نقش و

نگار سے آراستہ گھر میں داخل ہونا مناسب نہیں۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ:

ابوزید الانصاری الاعرج' آپ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر تیرہ جنگیں لڑیں۔

حضرت یزید بن الاسود الجرشی السکونی:

آپ عابد وزاہد اور صالح آدمی تھے آپ نے شام کی بستی زبدین میں سکونت اختیار کی اور بعض نے جرین بستی کا نام لیا ہے اور مشرقی دروازے کے اندر آپ کا گھر تھا آپ کی صحبت کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایات کی ہیں اور جب قحط پڑتا تو اہل شام آپ کے توسل سے بارش طلب کرتے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ضحاک بن قیس نے بھی آپ کے توسل سے بارش طلب کی ہے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کو منبر پر اپنے ساتھ بٹھاتے تھے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے یزید کھڑے ہو جاؤ اے اللہ ہم اپنے نیک اور صالح آدمیوں کے ذریعے تجھ سے توسل کرتے ہیں۔ پس وہ اللہ سے بارش طلب کرتے اور انہیں سیراب کر دیا جاتا اور جامع دمشق میں نمازیں پڑھایا کرتے تھے اور جب آپ بستی سے تاریک رات میں جامع مسجد میں نماز پڑھانے کے ارادے سے نکلتے تو آپ کے پاؤں کا انگوٹھا آپ کے لیے روشنی کر دیتا' اور بعض کا قول ہے کہ آپ کے دونوں پاؤں کی سب انگلیاں روشنی کر دیتی تھیں حتیٰ کہ آپ جامع مسجد میں داخل ہو جاتے اور جب آپ واپس آتے تو وہ آپ کے لیے روشنی کر دیتیں حتیٰ کہ آپ بستی میں داخل ہو جاتے مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ نے زبدین بستی کے ہر درخت کے پاس دو رکعت نماز پڑھی ہے اور آپ تاریک رات میں' دمشق میں نماز عشاء کے لیے جاتے ہوئے اور اپنی بستی میں آتے ہوئے اپنے انگوٹھے کی روشنی میں پیدل چلتے تھے اور دمشق کی جامع مسجد میں نمازوں میں حاضر ہوا کرتے تھے اور آپ کی کوئی نماز فوت نہیں ہوتی تھی آپ نے غوطہ دمشق کی زبدین یا جرین بستی میں وفات پائی۔

۷۲ھ

اس سال مہلب بن ابی صفرۃ اور خوارج کے ازارقہ فرقے کے درمیان سولاق مقام پر زبردست معرکہ ہوا اور وہ تقریباً آٹھ ماہ تک ایک دوسرے کے سامنے کھڑے رہے اور ان کے درمیان جنگیں ہوتی رہیں جن کی تفصیل طویل ہے اور ابن جریر نے ان کا استقصاء کیا ہے اس مدت کے دوران مصعب بن زبیر قتل ہو گئے پھر عبدالملک نے مہلب بن ابی صفرۃ کو اہواز اور اس کے اردگرد کے شہروں کی امارت پر قائم رکھا اور اس کی مساعی کا شکریہ ادا کیا اور اس کی بہت تعریف کی پھر لوگوں نے عبدالملک کی حکومت میں اہواز میں ایک دوسرے پر حملے کیے اور لوگوں نے خوارج کو بری طرح شکست دی اور وہ کسی کی طرف توجہ دیئے بغیر شہروں کی طرف بھاگ گئے اور لوگوں کے امیر خالد بن عبداللہ اور داؤد بن مخذوم نے ان کا تعاقب کیا اور انہیں بھگا دیا اور عبدالملک نے اپنے بھائی بشر بن مروان کو پیغام بھیجا کہ وہ چار ہزار فوج سے ان کی مدد کرے اور اس نے عتاب بن ورقاء کی سرکردگی میں چار ہزار فوج اس کے پاس بھیج دی اور اس نے خوارج کو مکمل طور پر بھگا دیا لیکن فوج کو بڑی تکلیف سے دوچار ہونا پڑا اور ان کے گھوڑے مر گئے اور اکثر لوگ پا پیادہ ہی اپنے گھروں کو واپس آئے۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال ابوفدیک حارثی نے خروج کیا جو قیس بن ثعلبہ سے تعلق رکھتا تھا اور اس نے بحرین پر غلبہ پالیا اور نجدہ بن عامر حارثی کو قتل کر دیا پس امیر بصرہ خالد بن عبداللہ نے اپنے بھائی امیہ بن عبداللہ کو بہت بڑی فوج کے ساتھ اس کے پاس روانہ کیا پس ابوفدیک نے انہیں شکست دی اور اس نے امیہ کی لونڈی کو پکڑ لیا اور اپنے لیے منتخب کر لیا اور بصرہ کے امیر خالد نے عبدالملک کو خط لکھ کر حقیقتِ حال سے آگاہ کیا اور اس خالد پر ابوفدیک سے جنگ کرنے اور ازارقہ سے جنگ کرنے پر اتفاق ہو گیا جو اہواز میں قطری بن الفجاءۃ کے اصحاب تھے۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال عبدالملک بن مروان نے حجاج بن یوسف ثقفی کو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف بھیجا تا کہ وہ مکہ میں آپ کا محاصرہ کرے، راوی بیان کرتا ہے کہ دوسروں کو چھوڑ کر حجاج کو بھیجنے کا سبب یہ تھا کہ جب عبدالملک نے مصعب کے قتل کرنے اور اس سے عراق کر لے لینے کے بعد شام کی طرف واپس جانے کا ارادہ کیا تو اس نے لوگوں کو مکہ میں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے جنگ کرنے کے لیے اکسایا تو کسی نے اسے جواب نہ دیا' پس حجاج اٹھا اور کہنے لگا یا امیر المومنین میں اس سے جنگ کروں گا اور حجاج نے عبدالملک کو ایک خواب بھی بتایا جو اس کے خیال میں اس نے دیکھا تھا' اس نے کہا یا امیر المومنین میں نے دیکھا کہ گویا میں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو پکڑ لیا ہے اور میں نے اس کی کھال اتاری ہے' مجھے اس کے مقابلہ میں بھیجئے میں اس سے جنگ کروں گا' پس عبدالملک نے اسے ایک بہت بڑی شامی فوج کے ساتھ بھیج دیا اور اس نے اہل مکہ کے لیے اس کی اطاعت کرنے کی صورت میں اسے امان بھی لکھ دی' مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حجاج اس سال کے جمادی میں دو ہزار شامی سواروں کے ساتھ نکلا اور عراق کے راستے پر چلا اور مدینہ نہ آیا حتیٰ کہ طائف میں اتر گیا اور عرفہ کی طرف فوجیں بھیجنے لگا اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما بھی سواروں کو بھیجنے لگے پس دونوں کی جنگیں ہوتیں تو حضرت ابن زبیرؓ کے سواروں کو شکست ہو جاتی اور حجاج کے سواروں کو فتح حاصل ہوتی' پھر حجاج نے عبدالملک کو خط لکھا کہ وہ اسے حرم میں داخل ہونے اور ابن زبیرؓ کے محاصرہ کرنے کی اجازت دے بلاشبہ آپ کی قوت کمزور ہو چکی تھی اور آپ کی جماعت اکتا چکی تھی اور آپ کے عام اصحاب آپ کو چھوڑ چکے تھے اور اس نے عبدالملک سے مطالبہ کیا کہ وہ اسے جوانوں کی مدد دے تو عبدالملک نے طارق بن عمرو کو خط لکھ کر حکم دیا کہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت حجاج سے جا ملے اور حجاج طائف سے کوچ کر کے بیئر معونہ پر اترا اور مسجد میں ابن زبیر کا محاصرہ کر لیا اور جب ذوالحجہ کا مہینہ آیا تو اس سال حجاج نے لوگوں کو حج کروایا اور وہ اور اس کے اصحاب ہتھیار لگا کر عرفات میں کھڑے تھے اور اسی طرح بعد کے مشاعر میں بھی ہوا اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما محصور تھے آپ نے اس سال حج کرنے کی سکت نہیں پائی بلکہ آپ نے قربانی کے دن ایک اونٹ ذبح کر دیا اور اسی طرح آپ کے بہت سے ساتھیوں نے بھی حج کی سکت نہیں پائی اور اسی طرح حجاج کے بہت سے ساتھیوں اور طارق بن عمرو نے بھی بیت اللہ کے طواف کی سکت نہیں پائی' پس وہ احرام باندھے رہے اور انہیں تحلیل ثانی حاصل نہیں ہوا اور حجاج اور اس کے ساتھی حجون اور بیئر معونہ کے درمیان فروکش تھے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال عبدالملک نے امیر خراسان عبداللہ بن خازم کو خط لکھ کر اپنی بیعت کی دعوت دی اور سات سال کے لیے اسے خراسان دینے کا وعدہ کیا' جب اس کے پاس خط پہنچا تو اس نے ایلچی سے کہا تجھے ابوالذبان نے بھیجا ہے؟

اگر ایلچیوں کے قتل کرنے کا دستور نہ ہوتا تو میں تجھے قتل کر دیتا لیکن تو اس کے خط کو کھا جا' سو اس نے اسے کھا یا اور عبدالملک نے ابن خازم کے مرو کے نائب بکیر بن دشاح کو پیغام بھیجا اور اس سے وعدہ کیا کہ اگر وہ عبداللہ بن خازم کو معزول کر دے تو وہ اسے خراسان کی امارت دے دے گا پس اس نے اسے معزول کر دیا اور ابن خازم نے آ کر اس سے جنگ کی اور امیر خراسان عبداللہ بن خازم میدانِ کارزار میں قتل ہو گیا' اسے وکیع بن عمیرہ نامی شخص نے قتل کیا لیکن ایک دوسرے شخص نے بھی اس کی مدد کی تھی پس وکیع اس کے سینے پر بیٹھ گیا اور اس کے کچھ سانس باقی تھے وہ اٹھنے لگا مگر اٹھ نہ سکا اور وکیع کہنے لگا یا ثارات دویلہ۔ دویلہ اس کا بھائی تھا۔ جسے ابن خازم نے قتل کر دیا تھا پھر ابن خازم نے وکیع کے چہرے پر بلغم تھوک دی' وکیع کا بیان ہے کہ میں نے اس حال میں اس سے زیادہ تھوک والا شخص نہیں دیکھا اور حضرت ابو ہریرہؓ جب اس کا ذکر کرتے تو وہ فرماتے خدا کی قسم یہی بسالت ہے اور ابن خازم نے اسے کہا تو ہلاک ہو جائے کیا تو مجھے اپنے بھائی کے بدلے میں قتل کرے گا؟ اللہ تجھ پر لعنت کرے کیا تو مصر کے سردار کو اپنے عجمی کافر بھائی کے بدلے میں قتل کرے گا وہ تو مٹھی بھر مٹی کے برابر بھی نہ تھا۔ یا یہ کہا کہ وہ مٹھی بھر گٹھلیوں کے برابر بھی نہ تھا۔ راوی بیان کرتا ہے اس نے اس کا سر کاٹ لیا اور بکیر بن دشاح نے آ کر سر لینا چاہا تو بحیر بن ورقاء نے اسے اس سے ایک لکڑی کے ذریعے روک دیا اور اسے بیڑی ڈال دی پھر اس نے سر لے لیا اور اسے عبدالملک بن مروان کے پاس بھیج دیا اور اسے فتح وظفر کا خط لکھا جس سے وہ بہت خوش ہوا اور اس نے بکیر بن دشاح کو خراسان کی نیابت پر قائم کرنے کا خط لکھا اور اس سال حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے مدینہ کو چھین لیا گیا اور عبدالملک نے طارق بن عمرو کو جسے اس نے حجاج کی مدد کے لیے بھیجا تھا مدینہ میں نائب مقرر کر دیا۔

عبداللہ بن خازم کے حالات:

عبداللہ بن خازم بن اسماء السلمی ابو صالح بصری امیر خراسان مشہور بہادروں اور قابل تعریف شہسواروں میں سے تھا۔ ہمارے شیخ حافظ ابوالحجاج المزی نے اپنی کتاب تہذیب میں بیان کیا ہے کہ کہتے ہیں کہ اسے صحبت حاصل تھی اور اس نے سیاہ عمامہ کے بارے میں حضرت نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے' ابوداؤد' ترمذی اور نسائی کے نزدیک بھی یہ روایت ہے لیکن انہوں نے اس کا نام نہیں لیا اور اس سے سعد بن عثمان رازی اور سعید بن الازرق نے روایت کی ہے ابو بشیر دولابی نے روایت کی ہے کہ وہ ۷۱ھ میں قتل ہوا تھا اور بعض کا قول ہے کہ ۷۸ھ میں قتل ہوا تھا لیکن اس قول کی کچھ اہمیت نہیں ہمارے شیخ کا بیان ختم ہوا اور ابوالحسن بن الاثیر نے الغابۃ فی اسماء الصحابہ میں اس کا ذکر کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن خازم بن اسماء بن الصلت بن حبیب بن حارثہ بن ہلال بن سماک بن عوف بن امری القیس بن نہیۃ بن سلیم بن منصور' ابو صالح السلمی' امیر خراسان مشہور بہادر اور قابل تعریف شہسوار ہے۔ اور سعید بن الازرق اور سعد بن عثمان نے اس سے روایت کی ہے' کہتے ہیں کہ اسے صحبت بھی حاصل تھی' اس نے سرخس کو فتح کیا اور حضرت ابن زبیرؓ کے فتنہ میں وہ خراسان کا امیر تھا' یزید بن معاویہ اور اس کے بیٹے معاویہ کی موت کے بعد سب سے پہلے یہ ۶۴ھ میں خراسان کا امیر بنا اور اس نے خراسان میں بہت جنگیں کیں پھر وہاں اس کی امارت مکمل ہو گئی اور ہم نے کتاب الکامل فی التاریخ میں اس کے حالات کا استقصاء کیا ہے اور اسی طرح ہمارے شیخ نے بحوالہ الدولابی بیان کیا ہے اور اسی طرح میں نے اپنے شیخ ذہبی کی تاریخ میں دیکھا ہے' ابن جریر نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ وہ ۷۲ھ میں قتل ہوا تھا وہ بیان کرتا ہے کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ

وہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے قتل کے بعد قتل ہوا تھا اور عبدالملک نے حضرت ابن زبیرؓ کے سر کو ابن خازم کے پاس خراسان بھجوایا اور اسے اپنی اطاعت کرنے کا بھی پیغام بھیجا اور وہ دس سال خراسان کا امیر رہے گا اور ابن خازم نے جب حضرت ابن زبیرؓ کے سر کو دیکھا تو اس نے حلف اٹھایا کہ وہ کبھی عبدالملک کی اطاعت نہیں کرے گا اور اس نے ایک طشت منگا کر حضرت ابن زبیرؓ کے سر کو دھویا اور اسے کفنایا اور خوشبو لگائی اور اسے آپ کے اہل کے پاس مدینہ بھجوا دیا' یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ نے اسے اپنے ہاں خراسان میں دفن کر دیا۔ واللہ اعلم

اور جو ایلچی خط لے کر آیا تھا اسے کہا اگر تو ایلچی نہ ہوتا تو میں تجھے قتل کر دیتا۔ اور بعض کا قول ہے کہ اس نے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے اور اسے قتل کر دیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

احنف بن قیس:

ابو معاویہ بن حصین التمیمی السعدی ابو بحر البصری صصعہ بن معاویہ کا بھتیجا ہے اور احنف اس کا لقب ہے اور اس کا نام ضحاک ہے اور بعض نے صخر بیان کیا ہے' حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مسلمان ہوا لیکن اس نے آپ کو دیکھا نہیں' اور حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے دعا کی ہے اور یہ صاحب مرتبہ' مطاع اور مومن سردار تھا اور زبان دان تھا اور اس کے حلم کی مثال بیان کی جاتی تھی اور اس کے حلم کے واقعات مشہور ہیں' حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں بیان کیا ہے کہ وہ زبان دان مومن ہے اور حضرت حسن بصریؒ نے بیان کیا ہے کہ میں نے کسی قوم کے سردار کو اس سے بہتر نہیں پایا اور احمد بن عبداللہ العجلی نے بیان کیا ہے کہ وہ بصرہ کا ثقہ تابعی ہے اور وہ اپنی قوم کا سردار تھا اور یک چشم' پتلی ٹانگوں والا' اور کوتاہ قامت تھا اس کی ٹھوڑی پر بال تھے اور رخساروں پر بال نہیں تھے اور اس کا ایک ہی خصیہ تھا' حضرت عمرؓ نے اس کے امتحان کے لیے اسے ایک سال تک اس کی قوم سے روکے رکھا پھر فرمایا قسم بخدا یہ سردار ہے۔ یا فرمایا یہ سرداری ہے۔ کہتے ہیں کہ اس نے حضرت عمرؓ کے پاس تقریر کی تو اس کی گفتار نے آپ کو حیران کر دیا۔ اور بعض کا قول ہے کہ چیچک کی وجہ سے اس کی ایک آنکھ جاتی رہی تھی اور بعض کا قول ہے کہ سمرقند کی فتح میں جاتی رہی تھی اور یعقوب بن سفیان نے بیان کیا ہے کہ احنف' سخی' حلیم اور صالح شخص تھا' اس نے جاہلیت کا زمانہ پایا پھر مسلمان ہو گیا اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے اس کے لیے دعا کی' راوی بیان کرتا ہے کہ وہ ثقہ مامون اور قلیل الحدیث تھا اور رات کو بہت نماز پڑھتا تھا اور وہ خوبصورت چراغ جلاتا تھا اور صبح تک روتا اور نماز پڑھتا تھا' اور وہ چراغ پر اپنی انگلی رکھتا اور کہتا اے احنف دیکھ لے تجھے کون سی بات اس پر آمادہ کرتی ہے؟ تجھے کون سی بات اس پر آمادہ کرتی ہے اور وہ اپنے آپ سے کہتا جب تو چراغ پر صبر نہیں کر سکتا تو بڑی آگ پر کیسے صبر کرے گا؟ اس سے دریافت کیا گیا تیری قوم نے تجھے کیسے سردار بنا لیا ہے جب کہ تو ان سب سے بدصورت ہے؟ اس نے کہا اگر میری قوم پانی پر عیب لگائے تو میں اسے نہ پیوں' جنگ صفین میں احنف' حضرت علیؓ کے امراء میں سے تھا اور اسی نے اہل بلخ کے ساتھ ہر سال چار لاکھ دینار پر مصالحت کی تھی اور اس کی جنگیں

مشہور ومعروف ہیں۔ اوراس نے جنگ میں اہل خراسان کے بہت سے آدمیوں کوقتل کر دیا اوران پر غالب آ گیا' اور حاکم نے بیان کیا ہے کہ اسی نے مروالروز کو فتح کیا تھا' اور حسنؒ اور ابن سیرین اس کی فوج میں شامل تھے اوراسی نے سمرقند وغیرہ کو فتح کیا' اور بعض نے اس کی وفات ۶۷ھ میں بیان کی ہے اوراس سے زیادہ اقوال بھی بیان کیے گئے ہیں۔

اوراس کے کلام میں سے یہ بھی ہے کہ اس سے پوچھا گیا کہ حلم کیا ہے؟ اس نے کہا صبر کے ساتھ ذلت' اور جب لوگ اس کے حلم سے تعجب کرتے تو وہ کہتا خدا کی قسم جو تم محسوس کرتے ہو' میں بھی محسوس کرتا ہوں لیکن میں بہت صبر کرنے والا ہوں نیز کہا میں نے حلم کو' مردوں سے زیادہ مددگار پایا ہے اور حلم اور سرداری اس کی طرف منتہی ہوتی ہے اوراس نے بیان کیا کہ اپنی نیکی کو اس کا ذکر نہ کرنے سے زندہ کر' نیز کہا' مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے جو دو دفعہ پیشاب کی نالی میں چلتا ہے وہ کیسے تکبر کرتا ہے؟ نیز کہا میں بلائے بغیر ان لوگوں میں سے کسی کے دروازے پر نہیں جاتا اور نہ میں دو آدمیوں کے درمیان دخل دیتا ہوں سوائے اس کے کہ وہ خود مجھے اپنے درمیان داخل کریں' اس سے پوچھا گیا تم کس بات کی وجہ سے اپنی قوم کے سردار بنے ہو؟ اس نے کہا' اس کام کے ترک کرنے سے جس کا مجھ سے کچھ واسطہ نہیں ہوتا جیسا کہ میرا معاملہ تجھ سے کوئی سروکار نہیں رکھتا۔ ایک شخص نے گفتگو میں اس سے سختی کی اور کہنے لگا اے احنف خدا کی قسم اگر تو نے مجھے ایک بات کہی تو تو اس کے عوض دس باتیں سنے گا' اس نے اسے کہا اگر تو مجھے دس باتیں کہے گا تو تو مجھ سے ایک بات بھی نہ سنے گا' اور وہ اپنی دعا میں کہا کرتا تھا: اے اللہ اگر تو مجھے عذاب دے تو میں اس کا اہل ہوں اور اگر تو مجھے بخش دے تو تو اس کا اہل ہے اور زیاد بن ابیہ اسے اپنے نزدیک وقریب کیا کرتا تھا اور جب زیاد مر گیا اوراس کا بیٹا عبیداللہ امیر بنا تو اس نے اسے بالکل سر بلند نہ کیا اوراس کے ہاں اس کی منزلت گھٹ گئی اور جب یہ عراقی رؤسا کے وفد کے ساتھ حضرت معاویہؓ کے پاس گیا تو آپ کے ہاں ان کی جو منزلت تھی اس کے مطابق انہیں اپنے ہاں داخل کیا اور احنف آخری شخص تھا جسے اس نے اپنے ہاں داخل کیا اور جب حضرت معاویہؓ نے اسے دیکھا تو اس کی تعظیم وتوقیر کی اوراسے قریب کیا اوراس کی عزت کی اوراسے اپنے ساتھ بچھونے پر بٹھایا پھر وہ انہیں چھوڑ کر اس سے گفتگو کرنے لگا' پھر حاضرین ابن زیاد کی تعریف کرنے لگے اور احنف خاموش رہا' حضرت معاویہؓ نے اسے کہا تم بات کیوں نہیں کرتے؟ اس نے کہا اگر میں نے بات کی تو میں ان کی مخالفت کروں گا' حضرت معاویہؓ نے کہا میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اسے عراق سے معزول کر دیا ہے پھر آپ نے ان سے کہا' اپنے لیے نائب تلاش کرو اوران کو تین دن کی مہلت دی اورانہوں نے آپس میں بہت اختلاف کیا اوراس کے بعد ان میں سے کسی ایک نے بھی عبیداللہ کا ذکر نہیں کیا اور نہ اس کا مطالبہ کیا اوراس بارے میں احنف نے ان میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی بات نہ کی اور جب وہ تین دن کے بعد جمع ہوئے تو انہوں نے اس بارے میں بہت باتیں کیں اور شور زیادہ ہو گیا اور آوازیں بلند ہو گئیں اور احنف خاموش رہا' حضرت معاویہؓ نے اسے کہا' بات کرو' اس نے اسے کہا اگر آپ اپنے اہل بیت میں سے کسی کو وہاں امیر بنانا چاہتے ہیں تو ان میں کوئی ایسا شخص نہیں جو عبیداللہ کی مانند نہیں بلاشبہ وہ دانش مند شخص ہے اوران میں سے کوئی شخص اس کا قائم مقام نہیں ہو سکتا اور اگر آپ کسی اور شخص کو امیر بنانا چاہتے ہیں تو آپ اپنے قرابت داروں کو بہتر جانتے ہیں پس حضرت معاویہؓ نے اسے امارت کی طرف لوٹا دیا پھر اس نے اس سے کہا یہ تیرا اوراس کا معاملہ ہے تو احنف جیسے شخص سے کیسے ناواقف رہا ہے حالانکہ اسی نے تجھے معزول کیا ہے اور امیر بنایا ہے حالانکہ وہ

خاموش رہا ہے' پس اس کے بعد احنف کی منزلت ابن زیاد کے ہاں بڑھ گئی۔

احنف نے کوفہ میں وفات پائی اور مصعب بن زبیر نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس کے جنازہ میں بھی گیا اور اس کا یہ واقعہ پہلے بیان ہو چکا ہے' واقدی نے بیان کیا ہے کہ وہ حضرت معاویہؓ کے پاس آیا اور اس نے آپ کو اپنے بیٹے یزید پر ناراض ہوتے پایا اور اس نے ان دونوں کے درمیان صلح کروادی' راوی بیان کرتا ہے حضرت معاویہؓ نے یزید کی طرف بہت سامال اور اسباب وغیرہ بھیجا اور یزید نے اس کا نصف احنف کو بھیج دیا۔ واللہ سبحانہ اعلم

حضرت البراء بن عازبؓ:

بن الحارث بن عدی بن مجدعۃ بن حارثہ بن الحارث بن الخزرج بن عمرو ابن مالک بن اوس الانصاری الحارثی الاوسی' آپ جلیل القدر صحابی ہیں اور اسی طرح آپ کے باپ بھی صحابی تھے آپ نے رسول اللہ ﷺ سے بہت سی احادیث روایت کی ہیں اور آپ نے حضرت ابوبکرؓ' حضرت عمرؓ' حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم وغیرہ سے بھی روایت کی ہے اور آپ سے تابعینؒ کی ایک جماعت اور بعض صحابہؓ نے روایت کی ہے' کہتے ہیں کہ آپ نے کوفہ میں اس وقت وفات پائی۔ جب عراق پر مصعب بن زبیر کی حکومت تھی۔

قاضی عبیدۃ السلمانی:

عبیدہ بن عمرو اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ابن قیس بن عمرو السلمانی المرادی ابوعمرو الکوفی' اور سلمان' مراد کے بطن سے ہے' عبیدہ نے حضرت نبی کریم ﷺ کی زندگی میں اسلام قبول کیا اور آپ نے حضرت ابن مسعودؓ' حضرت علی اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے اور تابعین کی ایک جماعت نے آپ سے روایت کی ہے اور شعبیؒ نے بیان کیا ہے آپ قضاء میں شریح کی برابری کرتے تھے' ابن نمیر نے بیان کیا ہے کہ شریح کو جب کوئی مشکل مسئلہ پیش آتا تو وہ اس کے بارے میں عبیدہ کو لکھتے' اور آپ کے قول تک پہنچتے اور کئی لوگوں نے آپ کی تعریف کی ہے اور آپ کی وفات اسی سال میں ہوئی ہے اور بعض نے ۷۳ھ اور ۷۴ھ کے سال میں بیان کی ہے۔

واللہ اعلم' اور بعض کا قول ہے کہ مصعب بن زبیر بھی اسی سال میں قتل ہوا ہے۔ واللہ اعلم

عبداللہ بن السائب:

اس سال میں وفات پانے والوں میں عبداللہ بن السائب صیفی مخزومی شامل ہیں آپ کو صحبت اور روایت حاصل ہے اور آپ نے حضرت ابی بن کعب کو سنایا اور مجاہد وغیرہ نے آپ کو سنایا ہے۔

عطیہ بن بشر:

المازنی' آپ کو صحبت و روایت حاصل ہے۔

عبیدہ بن نضیلہ:

ابومعاویہ خزاعی کوفی' اہل کوفہ کا میزبان اور خیر وصلاح میں مشہور ومعروف' اس نے اس سال کوفہ میں وفات پائی۔

عبداللہ بن قیس الرقیات:

القرشی العامری' یہ ایک شاعر تھا جس نے مصعب اور ابن جعفر کی مدح کی ہے۔

عبداللہ بن حمام:

ابوعبدالرحمٰن الشاعر السلولی' اس نے بنی امیہ کی ہجو کی ہے۔

''ہم نے تھوڑا پیا ہے اور اگر ہم بنی امیہ کا خون پیتے تو سیراب نہ ہوتے اور اگر وہ رملہ اور ہند کو لاتے تو ہم امیرالمومنین کی بیعت کر لیتے''۔

اور عبیدۃ السلمانی یک چشم تھا اور وہ حضرت ابن مسعودؓ کے ان اصحاب میں سے تھا جو لوگوں کو فتنہ میں ڈالتے ہیں' اس نے کوفہ میں وفات پائی ہے۔

۷۳ھ

اس میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما' بربادی افگن حجاج بن یوسف ثقفی کے ہاتھوں قتل ہوئے اللہ اس کا بھلا نہ کرے اور اسے ذلیل کرے۔

واقدی نے بیان کیا ہے کہ مصعب بن نائب نے بنی اسد کے غلام نافع جو حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے فتنہ کا عالم تھا۔ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ ذوالحجہ ۷۲ھ کے چاند کی شب کو حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا محاصرہ ہوا اور ۱۷ ر جمادی الاوّل ۷۳ھ کی شب کو آپ قتل ہو گئے اور حجاج نے پانچ ماہ سترہ راتوں تک آپ کا محاصرہ کیے رکھا اور قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس سال خارجہ نے لوگوں کو حج کروایا اور حج میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے اور عبدالملک نے حجاج کو لکھا کہ وہ مناسک میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اقتدا کرے جیسا کہ صحیحین سے ثابت ہے اور جب اس سال کا آغاز ہوا تو اہل شام' اہل مکہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھے اور حجاج نے مکہ پر منجنیق نصب کر دی تھی تاکہ وہ اہل مکہ کو تنگ کرے تاکہ وہ عبدالملک کے پاس امان اور اطاعت کے لیے آئیں اور حجاج کے ساتھ حبشی بھی تھے' وہ منجنیق سے پتھر پھینکنے لگے اور انہوں نے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور حجاج کے پاس پانچ منجنیقیں تھیں پس اس نے مکہ پر ہر جگہ سے سنگباری کرنے کا حکم دے دیا اور ان سے غلہ اور پانی روک دیا اور وہ زمزم کا پانی پیتے تھے اور پتھر کعبہ میں پڑنے لگے اور حجاج اپنے اصحاب کو آوازیں دینے لگا' اے اہل شام اطاعت کے بارے میں اللہ سے ڈرو' اور وہ حضرت ابن زبیرؓ پر حملے کرنے لگے تھے حتیٰ کہ کہا گیا کہ وہ اس حملے میں آپ کو پکڑنے والے ہیں اور حضرت ابن زبیرؓ ان پر حملے کرتے اور آپ کے ساتھ کوئی آدمی نہ تھا حتیٰ کہ آپ ان کو باب بنی شیبہ سے باہر نکل دیتے پھر وہ پلٹ کر آپ پر حملہ کرتے تو آپ ان پر حملہ کرتے' یہ صورتِ حال کئی بار ہوئی اور اس روز آپ نے ان کی ایک جماعت کو قتل کر دیا اور آپ کہہ رہے تھے یہ اور میں ابن حواری ہوں اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا گیا کہ آپ ان سے مصالحت کی بات نہیں کریں گے آپ نے فرمایا خدا کی قسم اگر وہ لوگ تم کو کعبہ کے اندر پائیں تو تمہیں قتل کر دیں خدا کی قسم میں کبھی ان سے صلح کا مطالبہ نہیں کروں گا۔

کئی مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے منجنیق سے سنگ باری کی اور گرج' چمک اور کڑک کی آوازیں آنے لگیں حتیٰ کہ یہ آوازیں منجنیق کی آواز سے بلند ہونے لگیں اور ایک کڑک نے بارہ شامیوں کو مار دیا جس سے ان کے دل محاصرہ سے کمزور پڑ گئے اور

حجاج مسلسل ان کی حوصلہ افزائی کرتا رہا اور کہتا رہا' میں ان علاقوں سے واقف ہوں یہ تہامہ کی گرج' چمک اور کڑک ہے بلاشبہ انہیں اسی طرح ماریں گے جیسے وہ تمہیں ماریں گے اور صبح کو ایک کڑک آئی اور اس نے حضرت ابن زبیرؓ کے اصحاب کی ایک بہت بڑی جماعت کو مار دیا اور حجاج کہنے لگا کیا میں نے تمہیں نہیں کہا کہ وہ بھی تمہاری طرح مارے جائیں گے حالانکہ تم اطاعت کرنے والے ہو اور وہ مخالفت کرنے والے ہیں اور اہل شام منجنیق سے سنگ باری کرتے ہوئے رجز پڑھتے تھے اور کہتے تھے' جھاگ مارنے والے نر اونٹ کی طرح ہم منجنیق سے اس مسجد کی لکڑیوں پر سنگباری کریں گے' پس منجنیق پر ایک بجلی گری اور اس نے اسے جلا کر رکھ دیا' اور اہل شام سنگباری اور محاصرہ کرنے سے رُک گئے تو حجاج نے ان سے خطاب کیا اور کہا تم ہلاک ہو جاؤ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ آگ ہم سے پہلے لوگوں پر بھی نازل ہوتی تھی اور جب ان کی قربانی قبول ہوتی تھی تو اسے کھا جاتی تھی سو اگر تمہارا عمل قبول نہ ہوتا تو آگ اتر کر اسے نہ کھاتی' تو انہوں نے دوبارہ محاصرہ کر لیا۔

اور اہل مکہ مسلسل' حجاج کے پاس امان کے لیے جاتے رہے اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو چھوڑتے رہے حتیٰ کہ تقریباً دس ہزار آدمی آپ کے پاس سے چلے گئے اور اس نے انہیں امان دے دی اور حضرت ابن زبیرؓ کے اصحاب بہت کم ہو گئے حتیٰ کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے بیٹے حمزہ اور خبیب بھی حجاج کے پاس چلے گئے اور ان دونوں نے حجاج سے اپنے لیے امان مانگی تو اس نے ان دونوں کو امان دے دی اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اپنی ماں کے پاس جا کر شکایت کی کہ لوگوں نے ان کو چھوڑ دیا ہے اور وہ حجاج کے پاس چلے گئے ہیں حتیٰ کہ ان کی اولاد اور اہل بھی چلے گئے ہیں اور ان کے ساتھ صرف تھوڑے سے لوگ رہ گئے ہیں اور وہ بھی ایک ساعت صبر نہیں کر سکتے اور دنیا سے میں جو چاہوں دشمن مجھے دیتا ہے آپ کی کیا رائے ہے؟ وہ کہنے لگیں اے میرے بیٹے اپنے متعلق تم بہتر جانتے ہو اگر تو اپنے آپ کو حق پر سمجھتا ہے اور حق کی طرف دعوت دیتا ہے تو صبر کر اور تیرے اصحاب اس پر قتل ہو چکے ہیں اور اپنی گردن پر قابو نہ دینا کہ بنی امیہ کے بچے اس کے ساتھ کھیلتے پھریں اور تو جانتا ہے کہ تیرا مقصد دنیا ہے تو تو بہت برا بندہ ہے تو نے اپنے آپ کو بھی ہلاک کیا ہے اور انہیں بھی ہلاک کیا ہے جو تیرے ساتھ مل کر لڑے ہیں اور اگر تو حق پر ہے تو دین کمزور نہیں ہے اور تم کب تک دنیا میں رہو گے' قتل ہو جانا بہتر ہے' آپ نے والدہ کے نزدیک ہو کر والدہ کے سر کو بوسہ دیا اور کہا خدا کی قسم میری بھی یہی رائے ہے پھر کہنے لگے خدا کی قسم میں دنیا کی طرف مائل نہیں ہوا اور نہ میں نے اس میں زندگی کو پسند کیا ہے اور مجھے خروج کی طرف صرف اللہ کے لیے ناراض ہونے نے دعوت دی ہے کہ اس کی حرمت کو جائز سمجھ لیا گیا ہے لیکن میں نے آپ کی رائے کو معلوم کرنا پسند کیا ہے اور آپ نے بصیرت کے ساتھ مجھے میری بصیرت میں اضافہ کر دیا ہے اے میری ماں دیکھنا میں آج قتل ہو جاؤں گا آپ کا غم نہ بڑھے اور مجھے اللہ کے سپرد کرنا بلاشبہ آپ کے بیٹے نے عمداً رضائے الٰہی کے خلاف کام کا ارتکاب نہیں کیا اور نہ کبھی برا کام کیا ہے اور نہ حکم الٰہی میں زیادتی کی ہے اور نہ امان میں خیانت کی ہے اور نہ مسلم اور معاہد سے عمداً ظلم کیا ہے اور نہ مجھے کسی عامل کے ظلم کی اطلاع ملی ہے کہ میں نے اسے پسند کیا ہو' بلکہ میں نے اسے ناپسند کیا ہے اور نہ میرے پاس اپنے رب کی رضا کا کوئی نشان ہے اے میرے اللہ میں یہ بات اپنے نفس کو پاک قرار دینے کے لیے نہیں کہتا تو مجھے' مجھ سے اور میرے غیر سے بڑھ کر جانتا ہے لیکن میں یہ بات اپنی ماں کو تسلی دینے کے لیے کہتا ہوں تا کہ وہ مجھے بھول جائے' آپ کی ماں نے کہا مجھے اللہ سے امید ہے کہ میرا صبر

تیرے بارے میں اچھا ہوگا خواہ تو مجھ سے مقدم ہوا یا میں تجھ سے مقدم ہوئی' اور اے میرے بیٹے میرے دل میں ہے کہ تو باہر نکل تا کہ میں دیکھوں کہ تمہارا معاملہ کس طرف جاتا ہے' آپ نے کہا اے میری ماں اللہ آپ کو جزائے خیر دے' اس سے پہلے اور بعد دعا کو ترک نہ کرنا وہ کہنے لگیں میں تو اسے کبھی باطل پر قتل ہونے والوں کے لیے نہیں چھوڑوں گی اور تو تو حق پر قتل ہو رہا ہے' پھر کہنے لگیں اے اللہ اس طویل قیام اور رونے اور مکہ اور مدینہ کی دوپہروں کی پیاس اور اپنے باپ اور میرے ساتھ اس کے حسن سلوک کی وجہ سے رحم فرما' اے اللہ میں نے اسے تیرے فیصلے کے سپرد کیا ہے اور تو نے جو فیصلہ کیا ہے میں اس سے راضی ہوں' پس عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے بارے میں مجھے صابرین شاکرین کا ثواب دے' پھر آپ کی والدہ نے آپ کو اپنے ساتھ لگا لیا اور آپ کو الوداع کرنے کے لیے گود میں لے لیا اور آپ نے والدہ کو الوداع کرنے کے لیے گلے لگا لیا۔ اور آپ آخری عمر میں نابینا ہو گئی تھیں' آپ کی والدہ نے آپ کو آہنی زرہ پہنے دیکھا تو فرمایا اے میرے بیٹے شہادت کے طلب گار کا لباس یہ نہیں ہوتا آپ نے عرض کیا اے میری ماں میں نے آپ کے دل کو خوش کرنے اور مطمئن کرنے کے لیے اسے پہنا ہے' وہ کہنے لگیں اے میرے بیٹے اسے اتار دے' تو آپ نے اسے اتار دیا اور اپنے بقیہ کپڑوں کو پہننے لگے اور کسنے لگے' اور آپ کہنے لگیں اپنے کپڑوں کو اڑس لو' اور آپ اپنے کپڑوں کے نچلے حصے کا تحفظ کرنے لگے تا کہ جب آپ قتل ہو جائیں تو آپ کے قابل شرم مقام نمایاں نہ ہوں اور آپ کی والدہ آپ سے آپ کے باپ حضرت زبیرؓ اور دادا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اور دادی حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب اور خالہ حضرت عائشہؓ زوجہ رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ کرنے لگی اور آپ کو امید دلانے لگیں کہ شہید ہو کر تم ان دونوں کے پاس جاؤ گے پھر آپ اپنی والدہ کے ہاں سے باہر نکل گئے اور یہ آپ کی اپنی والدہ سے آخری ملاقات تھی۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ مسجد الحرام کے دروازے سے نکلتے تھے اور وہاں پر پانچ سو سوار اور پیادے تھے آپ ان پر حملہ کرتے تو وہ دائیں بائیں پراگندہ ہو جاتے اور کوئی شخص آپ کے سامنے ٹھہر نہ سکتا اور آپ کہتے۔

''میں جب اپنے دن کو پہچان لیتا ہوں تو صبر کرتا ہوں جب کہ بعض پہچان کر ناواقف بن جاتے ہیں''۔

حضرت ابن زبیرؓ کے اصحاب میں سے حرم کے دروازوں کے محافظ کم ہو گئے' باب کعبہ کے سامنے جو دروازہ ہے اس کا محاصرہ اہل حمص کے سپرد تھا اور باب بنی شیبہ کا محاصرہ اہل دمشق کے سپرد تھا اور باب الصفا کا محاصرہ اہل اردن کے سپرد تھا اور باب بنی جمح کا محاصرہ اہل فلسطین کے سپرد تھا اور باب بنی سہم کا محاصرہ اہل قنسرین کے سپرد تھا اور ہر دروازے پر ایک سالار تھا اور اس کے ساتھ اس شہر کے باشندے تھے اور حجاج اور طارق بن عمرو' ابطح کی جانب تھے اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما جس دروازے کے لوگوں کے ساتھ لڑنے کو جاتے انہیں پراگندہ اور منتشر کر دیتے حالانکہ وہ بے زرہ تھے حتیٰ کہ انہیں ابطح تک لے جاتے پھر آواز دیتے اگر میرا مدمقابل ایک ہوتا تو میں اسے کافی ہوتا اور ابن صفوان اور اہل شام بھی اسی طرح کہتے کہ قسم بخدا ایک ہزار آدمی بھی ہوتا' اور منجنیق کا پتھر آپ کے کپڑے کے کنارے پر لگتا تو آپ اس سے بے چین نہ ہوتے پھر آپ ان کے مقابلہ میں نکل کر پھاڑنے والے شیر کی طرح ان سے جنگ کرتے حتیٰ کہ لوگ آپ کے اقدام اور آپ کی شجاعت سے تعجب کرنے لگے اور جب اس سال کے ۱۷ر جمادی الاولیٰ کے منگل کی رات آئی تو حضرت ابن زبیرؓ نے تمام رات نماز پڑھتے گزاری پھر بیٹھ گئے اور اپنی تلوار کے پر تلے سے گوٹھ مار لی

اور آپ کو اونگھ آ گئی پھر آپ حسبِ عادت فجر کے ساتھ بیدار ہو گئے' پھر فرمایا اے سعد اذان دو! اس نے مقام ابراہیم کے پاس اذان دی اور حضرت ابن زبیرؓ نے وضو کیا پھر فجر کی دو رکعتیں پڑھیں پھر نماز کھڑی ہو گئی اور آپ نے فجر کی نماز پڑھائی پھر آپ نے سورہ ن حرف حرف پڑھی پھر سلام پھیرا اور اللہ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا اپنے چہروں کو ننگا کرو تا کہ میں تمہیں دیکھ لوں' انہوں نے اپنے چہروں کو ننگا کر دیا وہ خود پہنے ہوئے تھے اور آپ نے انہیں جنگ اور صبر کی ترغیب دی پھر آپ نے اٹھ کر حملہ کیا اور انہوں نے بھی حملہ کیا حتیٰ کہ وہ انہیں حجون تک بھگا لے گئے اور ایک اینٹ آ کر آپ کے چہرے پر لگی جس سے آپ لرز گئے اور جب آپ نے خون کی دھار کو اپنے چہرے پر بہتے پایا تو آپ نے تمثل کے طور پر کسی کا شعر پڑھا۔

''ہمارے زخم ہماری ایڑیوں پر خون نہیں بہاتے بلکہ ہمارے پاؤں پر خون ٹپکتا ہے''۔

پھر آپ زمین پر گر پڑے تو انہوں نے دوڑ کر آپ کو قتل کر دیا' اور حجاج کو جا کر خبر دی تو وہ سجدہ میں گر پڑا' اللہ اس کا بھلا نہ کرے پھر وہ اور طارق بن عمرو اٹھے اور آپ کے پاس کھڑے ہو گئے اور آپ مقتول پڑے تھے' طارق نے کہا' عورتوں نے اس سے بڑا جوان نہیں جنا' حجاج نے کہا تو امیر المومنین کی اطاعت کی مخالفت کرنے والے کی تعریف کرتا ہے؟ اس نے جواب دیا ہاں' وہ تعریف کا مستحق ہے اس لیے کہ ہم محاصرہ کیے ہوئے تھے اور وہ نہ قلعے میں تھا اور نہ خندق میں تھا اور نہ محفوظ مقام میں تھا کہ ہم سے انتقام لیتا بلکہ وہ ہر موقف میں ہم پر غالب آتا رہا' اور جب عبدالملک کو اس بات کی اطلاع ملی تو اس نے طارق کو مارا اور ابن عساکر نے حجاج کے حالات میں بیان کیا ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما قتل ہوئے تو مکہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما پر رونے سے لرز گیا تو حجاج نے لوگوں سے خطاب کر کے کہا اے لوگو! بلاشبہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نیک لوگوں میں سے تھے حتیٰ کہ انہوں نے خلافت میں دلچسپی لی اور اس کے اہل سے جھگڑا کیا اور حرم کی بے حرمتی کی تو اللہ نے انہیں دردناک عذاب کا مزا چکھایا بلاشبہ حضرت آدم علیہ السلام' حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے اللہ کے ہاں زیادہ معزز تھے اور جنت میں تھے جو مکہ سے بلند شان ہے' مگر جب انہوں نے امر الٰہی کی مخالفت کی اور اس درخت کا پھل کھا لیا جس سے اللہ نے انہیں روکا تھا تو اللہ نے انہیں جنت سے باہر نکال دیا' اپنی نماز کی طرف جاؤ اللہ تم پر رحم کرے گا اور بعض کا قول ہے کہ اس نے کہا اے اہل مکہ تمہارے عظیم کمینے نے ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو قتل کر دیا ہے بلاشبہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما اس امت کے نیک لوگوں میں سے تھے حتیٰ کہ انہوں نے دنیا میں دلچسپی لی اور اہل خلافت سے جھگڑا کیا اور اللہ کی اطاعت کو چھوڑ دیا اور حرم کی بے حرمتی کی اور اگر مکہ قضا وقدر کے کسی فیصلہ کو روک سکتا تو وہ آدم سے جنت کی حرمت کو روک لیتا حالانکہ اللہ نے اسے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا تھا اور اس میں اپنی روح پھونکی تھی اور اپنے فرشتوں سے اسے سجدہ کروایا تھا اور اسے ہر چیز کے نام سکھائے تھے اور جب اس نے اس کی نافرمانی کی تو اس نے اسے جنت سے باہر نکال دیا اور اسے زمین کی طرف منتقل کر دیا اور حضرت آدمؑ حضرت زبیرؓ کے مقابلہ میں اللہ کے ہاں زیادہ معزز تھے اور بلاشبہ ابن زبیرؓ نے کتاب اللہ کو بدل دیا ہے' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے کہا اگر میں تجھے جھوٹا کہنا چاہتا تو میں کہتا قسم بخدا حضرت ابن زبیرؓ نے کتاب اللہ کو نہیں بدلا بلکہ وہ اس کے ساتھ بہت قیام کرنے والا اور روزے رکھنے والا اور حق پر عمل کرنے والا تھا۔

پھر حجاج نے عبدالملک کو تمام واقعہ لکھ بھیجا اور حضرت ابن زبیرؓ کے سر کو عبداللہ بن صفوان اور عمارۃ بن حزم کے سروں کے

ساتھ عبدالملک کے پاس بھجوا دیا پھر اس نے انہیں حکم دیا کہ جب وہ مدینہ کے پاس سے گزریں تو وہ سروں کو وہاں نصب کر دیں پھر انہیں شام لے جائیں تو انہوں نے اس کے حکم کے مطابق عمل کیا اور اس نے سروں کو ایک ازدی شخص کے ہاتھ بھیجا اور عبدالملک نے اسے پانچ سو دینار دیئے پھر اس نے قینچی منگوائی اور حضرت ابن زبیرؓ کے قتل کی خوشی میں اپنی اور اپنے بیٹوں کی پیشانیوں سے بال کاٹے' اللہ کی طرف سے ان پر وہی سزا ہو جس کے وہ مستحق ہیں پھر حجاج کے حکم سے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے جسم کو حجون کے پاس کدا کی گھاٹی پر صلیب دیا گیا جسے منکسہ کہا جاتا ہے پس وہ جسم مسلسل مصلوب رہا حتیٰ کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس کے پاس سے گزرے تو فرمایا اے ابو خبیب تم پر اللہ کی رحمت ہو' قسم بخدا تو قوام اور صوام تھا پھر فرمایا کیا اس سوار کے لیے اترنے کا وقت نہیں آیا؟ پس حجاج نے پیغام بھیجا تو آپ کو کھجور کے تنے سے اتار کر دفن کر دیا گیا اور حجاج نے مکہ آ کر وہاں کے لوگوں سے عبدالملک کی بیعت لی' اور حجاج مسلسل مکہ میں ہی رہا حتیٰ کہ اس نے اس سال لوگوں کے لیے تکبیر کہی اور وہ اسی طرح مکہ' یمامہ اور یمن کا بھی امیر تھا۔

امیر المومنین حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے حالات:

عبداللہؓ بن زبیرؓ بن العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب' ابوبکر اور آپ کو ابو خبیب قرشی اسدی بھی کہا جاتا ہے' ہجرت کے بعد مدینہ میں آپ مہاجرین کے ہاں پیدا ہونے والے پہلے بچے ہیں' آپ کی والدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما' ذات النطاقین ہیں جنہوں نے آپ کو حمل میں لیے ہوئے ہجرت کی پھر آپ کو ان کے مدینہ آنے کے آغاز میں قبا میں جنم دیا' اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے انہیں شوال ۲ھ کو جنم دیا' یہ قول واقدی' مصعب زبیری اور دیگر لوگوں کا ہے اور پہلا قول اصح ہے کیونکہ اسے احمد نے عن ابی اسامہ عن ہشام عن ابیہ عن اسماء روایت کیا ہے کہ انہوں نے عبداللہ کو مکہ میں حمل میں لیا وہ بیان کرتی ہیں میں اسے لے کر نکلی اور میں حمل کی مدت کو پورا کرنے والی تھی پس میں مدینہ آئی اور قباء میں اتری اور میں نے اسے جنم دیا پھر میں اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائی تو آپ نے اسے اپنی گود میں رکھا پھر ایک کھجور منگوائی اور اسے چبایا پھر آپ نے اس کے منہ میں تھوکا اور سب سے پہلے جو چیز اس کے پیٹ میں داخل ہوئی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب تھا' آپ فرماتی ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے گھٹی دی پھر اس کے لیے دعا کی اور برکت دی' یہ اسلام میں پیدا ہونے والا پہلا بچہ ہے اور آپ جلیل القدر صحابی تھے آپ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث روایت کی ہیں نیز آپ نے اپنے باپ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما وغیرہ سے بھی روایت کی ہے اور آپ سے تابعین کی ایک جماعت نے روایت کی ہے۔ آپ اپنے والد کے ساتھ چھوٹی عمر میں معرکہ جمل میں شامل ہوئے اور حضرت عمرؓ نے جابیہ میں جو خطبہ دیا اس میں بھی حاضر ہوئے اور آپ نے اس خطبہ کو آپ سے پوری طوالت کے ساتھ روایت کیا ہے' یہ بات کئی طریق سے ثابت ہے اور آپ قسطنطنیہ کی جنگ کے لیے دمشق آئے پھر آپ دوبارہ بھی یہاں آئے اور جب معاویہ بن یزید فوت ہو گیا تو یزید بن معاویہ کے زمانے میں لوگوں نے آپ کی بیعت خلافت کی اور آپ حجاز' یمن' عراقین' مصر' خراسان اور دمشق کے سوا' دیگر بلاد شام کے امیر تھے اور ۶۴ھ میں آپ کی بیعت مکمل ہوگئی اور لوگ آپ کے زمانے میں بھلائی میں تھے اور کئی طریق سے عن ہشام عن ابیہ عن اسماء ثابت ہے کہ جب آپ مکہ سے مہاجر بن کر نکلیں تو آپ کو عبداللہ کا حمل تھا اور آپ نے ان کے مدینہ آنے کے آغاز میں قبا میں اسے جنم دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آئیں تو آپ نے اسے گھٹی دی اور اس کا نام

عبداللہ رکھا اور اس کے لیے دعا کی اور مسلمانوں کو اس سے بہت خوشی ہوئی کیونکہ یہود کا خیال تھا کہ انہوں نے مہاجرین کو جادو کر دیا ہے اور مدینہ میں ان کے ہاں اولاد نہیں ہوگی' پس جب ابن زبیرؓ پیدا ہوئے تو مسلمانوں نے تکبیر کہی اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے شامی فوج کو آپ کے قتل کے وقت تکبیر کہتے سنا تو آپ نے فرمایا قسم بخدا جن لوگوں نے آپ کی پیدائش کے وقت تکبیر کہی تھی وہ ان لوگوں سے بہتر تھے جنہوں نے آپ کے قتل ہونے پر تکبیر کہی ہے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے پیدائش کے وقت آپ کے کان میں اذان دی اور جس شخص کا یہ قول ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو لے کر کعبہ کے گرد طواف کیا وہ ایک حماقت اور وہم ہے۔ واللہ اعلم

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو لے کر مدینہ میں طواف کیا تا کہ یہود کے خیال کے خلاف آپ کی پیدائش کا معاملہ مشہور ہو جائے' اور مصعب زبیری نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہؓ کے رخساروں پر تھوڑی تھوڑی داڑھی تھی اور آپ کی داڑھی ساٹھ سال کی عمر تک برابر نہیں ہوئی اور زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ علی بن صالح نے عن عامر بن صالح عن سالم بن عبداللہ بن عروہ عن ابیہ مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوخیز جوانوں کے بارے میں بات کی جن میں عبداللہ بن جعفر' عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم اور عمر بن ابی سلمہ بھی شامل تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا اگر آپ ان کی بیعت لے لیتے تو انہیں آپ کی برکت حاصل ہوتی اور ان کی شہرت ہوتی۔ پس انہیں آپ کے پاس لایا گیا گویا وہ رُکتے ہیں اور عبداللہ بن زبیرؓ داخل ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا یہ اپنے باپ کا بیٹا ہے اور اس کی بیعت لے لی اور کئی طریق سے روایت کی گئی ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خون پیا ہے' آپ نے ایک طشت میں پچھنے لگوائے اور اسے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو دیا کہ وہ اسے گرا دے تو وہ اسے پی گئے تو آپ نے اسے فرمایا تجھے صرف قسم کو جائز کرنے کے لیے آگ چھوئے گی اور لوگوں نے تیری برائی چاہی ہے اور لوگوں کو تجھ سے برائی پہنچے گی' اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اسے فرمایا' اے عبداللہؓ اس خون کو لے جا کر وہاں گراؤ جہاں تجھے کوئی شخص نہ دیکھتا ہو اور جب وہ دور ہو گئے تو انہوں نے اس خون کو ارادتاً پی لیا اور جب وہ واپس آئے تو آپ نے فرمایا تو نے خون کے ساتھ کیا کیا ہے؟ انہوں نے کہا میں نے اسے پی لیا ہے تا کہ اس کے ذریعے میرے علم و ایمان میں اضافہ ہو اور یہ کہ میرے جسم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کا کوئی حصہ ہو اور میرا جسم' زمین کے مقابلہ میں اس کا زیادہ حق دار ہے' آپ نے فرمایا تجھے بشارت ہو کہ آگ تجھے کبھی نہیں چھوئے گی اور لوگ تیری برائی چاہیں گے اور لوگوں کو تجھ سے برائی پہنچے گی۔

محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ مسلم بن ابراہیم نے خبر دی کہ حارث بن عبید نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعمران الجونی نے ہم سے بیان کیا کہ نوف کہا کرتا تھا کہ میں خدا کی نازل کردہ کتاب میں پاتا ہوں کہ ابن زبیرؓ خلفاء کا شہسوار ہے اور حماد بن زید نے بحوالہ ثابت البنانی بیان کیا ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس سے گزرتا تو آپ مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہوتے اور آپ گڑی ہوئی لکڑی کی طرح بے حرکت معلوم ہوتے اور اعمش نے بحوالہ یحییٰ بن وثاب بیان کیا ہے کہ حضرت ابن زبیرؓ جب سجدہ کرتے تو چڑیاں آپ کی پشت پر بیٹھ جاتیں جو اوپر نیچے آتی جاتیں اور وہ آپ کو دیوار کا ٹکڑا خیال کرتیں اور دوسروں نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن زبیرؓ رات کو قیام کرتے حتیٰ کہ صبح ہو جاتی اور ایک رات رکوع کرتے حتیٰ کہ صبح ہو جاتی اور ایک رات سجدہ کرتے حتیٰ کہ صبح ہو جاتی اور بعض نے بیان کیا ہے کہ ایک روز حضرت ابن زبیرؓ نے رکوع کیا تو سورہ بقرہ' سورہ آل عمران' سورہ نساء

اور سورۂ مائدہ پڑھ دیں اور اپنا سر نہ اٹھایا' اور عبدالرزاق نے ابن جریج سے بحوالہ عطاء بیان کیا ہے کہ میں جب حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو نماز پڑھتے دیکھتا تو یوں معلوم ہوتا گویا وہ بلند گڑی ہوئی چیز ہے اور ثابت کی روایت میں ہے کہ احمدؒ نے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے ابن جریج سے نماز سیکھی' اور ابن جریج نے عطاءؒ سے' اور عطاءؒ نے ابن زبیرؓ سے' اور ابن زبیرؓ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز سیکھی' اور الحمیدی نے عن سفیان بن عیینہ عن ہشام بن عروہ عن ابن المنکدر بیان کیا ہے کاش تو حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو نماز پڑھتے دیکھتا وہ درخت کی شاخ کی مانند تھے' جسے ہوا ہلاتی ہے اور منجنیق کے پتھر یہاں اور وہاں پڑ رہے ہوتے' سفیان نے بیان کیا ہے کہ گویا وہ اس کی پرواہ ہی نہ کرتے تھے اور نہ اسے کوئی اہمیت دیتے تھے اور ایک شخص نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے بیان کیا کہ منجنیق کا ایک پتھر مسجد کی برجی پر پڑا تو اس کا ایک ٹکڑا اڑ کر حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی داڑھی اور حلق کے درمیان سے گزرا تو آپ اپنی جگہ سے نہ ہلے اور نہ آپ کے چہرے پر اس کا کوئی اثر معلوم ہوا' حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا لا الہ الا اللہ تو نے جو بیان کیا ہے وہ آ گیا ہے اور ایک روز حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ابن ابی ملیکہ سے کہا عبداللہ بن زبیرؓ کے اوصاف ہم سے بیان کرو تو اس نے کہا خدا کی قسم میں نے کبھی ایسا بہادر گوشت پر سوار نہیں دیکھا اور نہ گوشت پٹھوں پر اور نہ پٹھے ہڈیوں پر سوار دیکھے ہیں اور نہ میں نے کسی جان کو آپ کی جان کی مانند دونوں پہلوؤں کے درمیان سوار دیکھا ہے اور منجنیق کی سنگباری سے ایک اینٹ آپ کی داڑھی اور سینے کے درمیان سے گزری تو خدا کی قسم نہ آپ کی آواز پست ہوئی اور نہ آپ نے اپنی قرأت کو قطع کیا اور نہ اس سے کم قرأت پر جس پر آپ رکوع کیا کرتے تھے' آپ نے رکوع کیا اور جب آپ نماز میں داخل ہوتے تو ہر بات سے باہر نکل کر اس کی طرف آتے اور آپ رکوع کیا کرتے تو قریب تھا کہ گدھ آپ کی پشت پر بیٹھ جاتا اور سجدہ کرتے تو یوں معلوم ہوتا کہ گرا ہوا کپڑا ہے۔

اور ابوالقاسم بغوی نے عن علی بن الجعد عن شعبہ عن منصور بن زافان بیان کیا ہے کہ مجھے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو دیکھنے والے ایک شخص نے بتایا ہے کہ وہ نماز کو جاتا تو حضرت ابن زبیرؓ نمازیوں میں شامل ہوتے' اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے' حضرت ابن زبیرؓ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا' آپ کتاب اللہ کے قاری اور سنت رسولؐ کے متبع' اللہ کے فرمانبردار خوفِ الٰہی کے باعث دوپہروں کو روزے رکھنے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری کے بیٹے تھے اور آپ کی ماں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی اور آپ کی خالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب بیوی تھیں' آپ کے حق سے وہی شخص ناواقف ہو سکتا ہے جسے اللہ نے اندھا کر دیا ہو۔

روایت ہے کہ ایک روز حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نماز پڑھ رہے تھے تو چھت سے ایک سانپ گر پڑا اور اس نے آپ کے بیٹے ہاشم کے پیٹ کے اردگرد کنڈل مار لیا تو عورتیں چلا اٹھیں اور گھر والے گھبرا گئے اور انھوں نے اتفاق کر کے اس سانپ کو مار دیا اور بچہ بچ گیا انہوں نے یہ سب کچھ کیا اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نماز میں مصروف رہے اور جو ماجرا ہوا آپ نے اس کی طرف نہ توجہ کی اور نہ آپ کو پتہ چلا کہ کیا ہوا ہے حتیٰ کہ آپ نے سلام پھیر دیا' اور زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ محمد بن ضحاک خزاعی اور عبدالملک بن عبدالعزیز اور ہمارے بے شمار اصحاب نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن زبیرؓ سات روز مسلسل روزہ رکھتے تھے' آپ جمعہ کے روز روزہ رکھتے اور دوسرے جمعہ کی شام کو افطار کرتے اور مدینہ میں روزہ رکھتے اور مکہ میں افطار کرتے اور مکہ میں روزہ رکھتے اور

مدینہ میں افطار کرتے اور جب آپ افطار کرتے تو سب سے پہلے اونٹنی کے دودھ' گھی اور ایلوے پر افطار کرتے اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ دودھ آپ کو محفوظ رکھتا اور گھی آپ سے پیاس کو روکتا اور ایلوا آپ کی آنتوں کو کھولتا تھا' اور ابن معین نے عن روح عن حبیب بن الشہید عن ابن ابی ملیکہ بیان کیا ہے کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما مسلسل سات روز روزہ رکھتے تھے اور آٹھویں دن کی صبح کو ہم سے شجاع ہوتے اور اس قسم کی باتیں کئی طریق سے بیان کی گئی ہیں اور بعض نے بیان کیا ہے کہ آپ ماہ رمضان میں صرف ایک دفعہ اس کے وسط میں کھانا کھاتے تھے اور خالد بن ابی عمران نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما ایک ماہ میں صرف تین دن افطار کیا کرتے تھے اور آپ چالیس روز ٹھہرے اور اپنی پشت سے اپنا کپڑا انہیں اتارا اور لیث نے بحوالہ مجاہد بیان کیا ہے کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما عبادت کی جو طاقت رکھتے تھے کوئی شخص وہ طاقت نہیں رکھتا تھا' ایک دفعہ سیلاب آیا اور اس نے بیت اللہ کو ڈھک دیا اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما تیر کر طواف کرنے لگے' اور بعض نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے تین باتوں عبادت' شجاعت اور فصاحت میں جھگڑا نہیں کیا جا سکتا تھا اور لکھا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے آپ کو ان لوگوں میں شامل کیا ہے جنہوں نے حضرت زید بن ثابتؓ اور سعید بن العاص اور عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام کے ساتھ مصاحف لکھے تھے اور حضرت سعید بن المسیبؒ نے آپ کو حضرت معاویہؓ اور ان کے بیٹے اور حضرت سعید بن العاصؓ اور ان کے بیٹے کے ساتھ خطبائے اسلام میں بیان کیا ہے اور عبدالواحد بن ایمن نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما پر ایک یمانی عدنی چادر دیکھی آپ اس میں نماز پڑھ رہے تھے آپ بڑے بلند آواز تھے آپ جب خطبہ دیتے تو دو پہاڑ ابوقبیس اور زروراء آپ کو جواب دیتے' آپ گندم گوں' نحیف تھے اور لمبے نہیں تھے اور آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان سجود کا نشان تھا' آپ بہت عبادت گزار' مجتہد' بہادر' فصیح' صوام' قوام' سخت جنگجو' خوددار' شریف النفس اور عالی ہمت تھے' آپ کی داڑھی کے بال کم تھے اور آپ کے چہرے پر تھوڑے سے بال تھے اور آپ کے سر کے بال کانوں کی لو سے نیچے تک تھے اور آپ کی داڑھی زرد رنگ سیاہ تھی۔ اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ آپ نے حضرت ابن ابی سرح رضی اللہ عنہ کے ساتھ بربر کی جنگ میں شمولیت کی اور وہ ایک لاکھ بیس ہزار تھے اور مسلمان بیس ہزار تھے پس انہوں نے ہر جانب سے انہیں گھیر لیا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما مسلسل تدبیر کرتے رہے حتیٰ کہ آپ تیس سواروں کے ساتھ سوار ہو کر شاہِ بربر کی طرف چل پڑے اور وہ فوج کے پیچھے تنہا کھڑا تھا اور اس کی لونڈیاں اسے شتر مرغ کے پروں سے سایہ کیے ہوئے تھیں' پس آپ چلتے چلتے اس کے پاس پہنچ گئے اور لوگ یہ خیال کرتے رہے کہ آپ بادشاہ کے پاس خط لے کر جا رہے ہیں اور جب بادشاہ کو آپ کی سمجھ آئی تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگا اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسے پیچھے سے مل کر قتل کر دیا اور اس کا سر کاٹ لیا اور اسے نیزے کی نوک پر رکھ کر تکبیر کہی تو مسلمانوں نے بھی تکبیر کہی اور انہوں نے بربر پر حملہ کر کے انہیں شکست دے دی اور ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور بہت سے اموال کو غنیمت میں حاصل کیا اور حضرت ابن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے ہاتھ فتح کی بشارت بھیجی اور آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سارا واقعہ سنایا اور یہ کہ وہ کیسے ہوا تو حضرت عثمانؓ نے آپ سے کہا اگر آپ یہ بات منبر پر لوگوں کو بتا سکتے ہوں تو انہیں بتا دیں آپ نے کہا بہت اچھا' حضرت ابن زبیرؓ نے منبر پر چڑھ کر لوگوں سے خطاب کیا اور واقعہ کی کیفیت بیان کی کہ وہ کیسے ہوا' حضرت عبداللہؓ نے بیان کیا ہے' میں متوجہ ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے باپ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ حاضرین میں

موجود ہیں اور جب میں نے آپ کے چہرہ کو دیکھا تو قریب تھا کہ ان کی اس ہیبت کی وجہ سے جو میرے دل میں پائی جاتی ہے میری تقریر بند ہو جاتی' پس آپ نے مجھے اپنی آنکھ سے اشارہ کیا نیز مجھے اپنے سے نیچنے کا اشارہ کیا تو میں تقریر میں رواں ہو گیا جیسے کہ میں پہلے رواں تھا اور جب میں منبر سے اترا تو آپ نے فرمایا اے میرے بیٹے جب میں نے تیری تقریر سنی تو خدا کی قسم مجھے یوں معلوم ہوا کہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تقریر سن رہا ہوں' اور احمد بن ابی الحواری نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابوسلیمان الدارانی کو بیان کرتے سنا کہ ایک چاندنی رات کو حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما اپنی سواری پر سوار ہو کر باہر نکلے اور تبوک میں اترے' میں متوجہ ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سفید سر اور سفید ریش شیخ اونٹنی پر سوار ہے' پس حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے اس پر حملہ کر دیا تو وہ اونٹنی چھوڑ کر پیچھے ہٹ گیا اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما اس کی اونٹنی پر سوار ہو کر چلتے بنے' راوی بیان کرتا ہے اس نے آپ کو آواز دی اے ابن زبیر قسم بخدا اگر اس شب تیرے دل میں میرے بارے میں تکبر داخل ہو جاتا تو میں تجھے پاگل بنا دیتا آپ نے فرمایا اے لعین کیا تجھ سے میرے دل میں کوئی چیز داخل ہو سکتی ہے اور دوسرے طریقوں سے اس واقعہ کے شواہد بیان کیے گئے ہیں اور عبداللہ بن المبارک نے اسحٰق یحییٰ سے بحوالہ عامر بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما قریش کے ایک قافلہ میں عمرہ سے آئے اور جب وہ الیناصب مقام پر پہنچے تو انہوں نے درخت کے پاس ایک شخص کو دیکھا حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما ان سے آگے بڑھے اور جب اس کے پاس پہنچے تو آپ نے اسے سلام کہا اور اس نے اس کی پرواہ نہ کی اور ایک کمزور سا جواب دیا اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما اترے تو اس شخص نے آپ کے لیے کوئی حرکت نہ کی' حضرت ابن زبیرؓ نے اسے کہا' سائے سے ہٹ جا تو وہ بادل نخواستہ ہٹ گیا' حضرت ابن زبیرؓ نے بیان کیا کہ میں نے بیٹھ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور میں نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں ایک جن ہوں' جونہی اس نے یہ بات کہی تو میرے جسم کا ہر بال کھڑا ہو گیا اور میں نے اسے کھینچا اور کہا تو جن ہو کر اس طرح میرے سامنے آتا ہے؟ اچانک اس کا نچلا حصہ ٹوٹ گیا اور میں نے اسے ڈانٹ کر کہا تو کب تک صحرا کی طرف جائے گا حالانکہ تو اہل ارض میں سے ہے تو وہ بھاگ کر چلا گیا اور میرے اصحاب آ گئے اور انہوں نے پوچھا وہ آدمی جو آپ کے پاس تھا کہاں ہے؟ میں نے کہا وہ جن تھا جو بھاگ گیا ہے آپ نے بیان کیا ہے کہ ان میں سے ہر شخص اپنی سواری سے زمین پر گر پڑا اور میں نے ان میں سے ہر شخص کو پکڑ کر اس کی سواری پر باندھ دیا حتیٰ کہ میں انہیں حج پر لے آیا اور وہ ہوش میں نہیں تھے' سفیان بن عیینہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک شب میں مسجد میں آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ عورتیں بیت اللہ کا طواف کر رہی ہیں' انھوں نے مجھے حیرت میں ڈال دیا اور جب وہ اپنا طواف ادا کر چکیں تو وہ باہر نکل گئیں اور میں بھی ان کے پیچھے باہر نکل گیا تا کہ معلوم کروں کہ ان کا گھر کہاں ہے' وہ مکہ سے نکل کر عقبہ آ گئیں پھر نیچے اتر گئیں حتیٰ کہ ایک راستے پر آ گئیں اور ایک ویرانے میں داخل ہو گئیں میں بھی ان کے پیچھے داخل ہو گیا کیا دیکھتا ہوں کہ مشائخ بیٹھے ہیں انہوں نے پوچھا' ابن زبیر رضی اللہ عنہما کیسے آنا ہوا؟ میں نے کہا میں تازہ کھجوریں چاہتا ہوں اور ان دنوں مکہ میں تازہ کھجوریں نہ تھیں وہ میرے پاس تازہ کھجوریں لائے اور میں نے کھائیں پھر کہنے لگے جو کھجوریں تمہارے پاس باقی رہ گئی ہیں انہیں اٹھا لو' میں انہیں گھر لے آیا اور انہیں ٹوکری میں رکھ دیا اور ٹوکری کو میں نے صندوق میں رکھ دیا پھر میں سونے کے لیے لیٹ گیا اور ابھی میں سونے جاگنے کے درمیان ہی تھا کہ میں نے گھر میں ایک شور سنا اور ایک دوسرے سے کہنے لگا

اس نے انہیں کہاں رکھا ہے؟ انہوں نے کہا صندوق میں' انہوں نے اسے کھولا تو ٹوکری اس کے اندر پڑی تھی' انہوں نے اسے کھولنے کا ارادہ کیا تو ایک نے کہا اس نے اس پر اللہ کا نام لیا ہے پس وہ ٹوکری کو اٹھا کر کھجوروں سمیت لے گئے۔ آپ نے بیان کیا ہے کہ میں اس بات پر کیوں افسوس نہ کروں میں نے ان پر حملہ کیوں نہیں کیا جب کہ وہ گھر میں موجود تھے اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے یوم الدار کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے مقابلہ کیا تھا اور اس روز آپ کو دس پندرہ زخم آئے تھے اور جنگ جمل کے روز آپ پیادہ فوج کے امیر تھے اس روز آپ کو انیس زخم آئے اس روز آپ نے مالک بن حارث بن اشتر سے مبارزت کی اور دونوں ایک ہو گئے اور اشتر نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو پچھاڑ دیا اور ابھی وہ آپ کے اوپر سے اٹھ بھی نہ پایا تھا کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے اسے گود میں لے لیا۔ اور پکارنے لگے مجھے اور مالک کو قتل کر دو اور مالک کو میرے ساتھ قتل کر دو پس آپ نے اسے ایک مثل بنا چھوڑا پھر دونوں الگ ہو گئے اور اشتر آپ پر قابو نہ پا سکا' کہتے ہیں کہ اس دن آپ کو چالیس پینتالیس زخم آئے اور آپ مقتولین کے درمیان پائے گئے اور آپ کے کچھ سانس باقی تھے اور جس شخص نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بشارت دی کہ آپ قتل نہیں ہوئے آپ نے اسے دس ہزار درہم دیئے اور اللہ کے حضور سجدۂ شکر ادا کیا آپ ان سے بہت پیار کرتی تھیں کیونکہ یہ آپ کے بھانجے تھے اور آپ کو بہت پیارے تھے اور عروہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کے بعد کسی سے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی مانند محبت نہیں کرتی تھیں' راوی بیان کرتا ہے میں نے اپنے باپ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو مخلوق میں سے کسی کے لیے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی مانند دعا کرتے نہیں دیکھا۔

اور زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ میرے بھائی ہارون بن ابی بکر نے عن یحییٰ بن ابراہیم عن سلیمان بن محمد عن یحییٰ بن عروہ عن عمہ عبداللہ بن عروہ مجھ سے بیان کیا کہ نابغہ بنی جعدہ نے زبانیں بند کر دی ہیں پس وہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس مسجد الحرام میں آیا اور اس نے یہ اشعار سنائے۔

''جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے خلافت سنبھالی تو تو نے ہمیں آپ کی باتیں بتائیں اور حضرت عثمان اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہما کی باتیں بھی بتائیں اور محتاج کو راحت حاصل ہوئی اور حق کے بارے میں تو نے لوگوں میں برابری کی تو وہ برابر ہو گئے پھر صبح دوبارہ تاریک و تار ہو گئی اور ابولیلیٰ تیرے پاس تاریکی شب کو یوں طے کرتے آیا جیسے بہادر شخص ویرانے کو طے کرتا ہے تاکہ تو آنے والے کو پناہ دے جس سے گردش روزگار اور کاٹنے والے زمانے نے خیانت کی ہے''۔

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے اسے کہا اے ابولیلیٰ اپنے سے نرمی کرو بلاشبہ ہمارے نزدیک تیرا سب سے معمولی پیغام شعر ہے اب رہی بات اس کی عمدگی کی تو ہمارے پاس زبیر کی جماعت نہیں' اور اس کے درگزر کی بات یہ ہے کہ بنی اسد تجھ سے اسے اور تیم کو روک دیں گے' لیکن اللہ کے مال میں تیرے دو حق ہیں' ایک تیرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کا حق ہے اور دوسرا اہل اسلام کے ساتھ غنیمت میں شریک ہونے کا حق ہے پھر آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے نعمت خانے میں داخل کیا اور اسے سات اونٹنیاں گھوڑے اور اونٹ دیئے اور اس کی سواریوں کو گندم' کھجوروں اور کپڑوں سے بوجھل کر دیا اور نابغہ' جلدی کرنے لگا اور دانوں کو بدل کر کھانے لگا' حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے اسے کہا ابولیلیٰ تو ہلاک ہو جائے لوگوں کو بہت تکلیف پہنچتی ہے نابغہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے

رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ قریش امیر ہوں گے اور عدل کریں گے' اور رحم طلب کرنے پر رحم کریں گے اور گفتگو کریں گے تو سچ بولیں گے اور اچھے وعدے کو پورا کریں گے پس میں اور انبیاء بربادی کرنے والوں کے فرط ہیں۔

محمد بن مروان مؤلف کتاب المجالستہ نے بیان کیا ہے کہ خبیب بن نصیر ازدی نے مجھے بتایا ہے کہ محمد بن دینار الضبی نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام بن سلیمان مخزومی نے اپنے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ ایک روز حضرت معاویہؓ نے لوگوں کو اجازت دی تو وہ آپ کے پاس آ گئے اور مجلس بھر گئی اور آپ اپنے تخت پر بیٹھے تھے آپ نے ان میں اپنی نگاہ دوڑائی تو فرمایا مجھے قدمائے عرب کے تین جامع اشعار سناؤ پھر فرمایا اے خبیب' اس نے کہا' ہاں' آپ نے فرمایا وہ اشعار سناؤ' اس نے کہا بہت اچھا یا امیر المومنین تین لاکھ درہم کے عوض سناؤں گا ہر شعر کا ایک لاکھ درہم ہوگا آپ نے کہا ہاں اگر وہ اس کے برابر ہوئے تو اس نے کہا آپ کو اختیار ہے اور آپ وافی کافی ہیں' پس اس نے انوہ اسدی کے اشعار سنائے۔

''میں نے لوگوں کو صدیوں آزمایا ہے اور میں نے دھوکہ باز اور دشمنی رکھنے والے کے سوا کچھ نہیں دیکھی''۔

حضرت معاویہؓ نے کہا تو نے درست کہا ہے:

''اور میں نے مصائب میں مردوں کی عداوتوں سے زیادہ حملہ کرنے اور تدبیر کرنے والی کوئی چیز نہیں دیکھ''۔

حضرت معاویہؓ نے کہا تو نے درست کہا ہے:

''اور میں نے سب چیزوں کی تلخی کو چکھا ہے اور کوئی چیز سوال سے زیادہ تلخ نہیں ہے''۔

آپ نے فرمایا' درست کہا ہے۔

پھر حضرت معاویہؓ نے فرمایا اے خبیب آؤ' اس نے کہا میں یہیں تک پہنچتا ہوں راوی بیان کرتا ہے حضرت معاویہؓ نے تیس غلام بلائے اور ان میں ہر ایک کی گردن پر ایک تھیلی تھی اور وہ دس ہزار درہم تھے' پس وہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے سامنے سے گزرے حتیٰ کہ اس کے گھر پہنچ گئے۔

اور ابن ابی الدنیا نے عن ابی یزید النمیری عن ابی عاصم النبیل عن جویریہ بن اسماء روایت کی ہے کہ جب حضرت معاویہؓ نے حج کیا تو لوگ آپ سے ملے اور حضرت ابن زبیرؓ پیچھے رہ گئے پھر وہ اپنا سر منڈا کر آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے یا امیر المومنین آپ کے سر کا حجرہ کتنا بڑا ہے' آپ نے انہیں کہا ڈر جاؤ ایسا نہ ہو کہ وہاں سے سانپ نکل کر آپ کو مار دے اور جب حضرت معاویہؓ واپس لوٹے تو حضرت ابن زبیرؓ نے بھی آپ کے ساتھ طواف کیا اور وہ آپ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے پھر آپ نے قعیقعان میں انہیں اپنے گھر میں بلایا اور وہ آپ کے ساتھ وہاں گئے اور جب دونوں باہر نکلے تو آپ نے کہا یا امیر المومنین لوگ کہتے ہیں کہ امیر المومنین اس کے ساتھ اس کے گھر میں آئے ہیں اور انہوں نے اس کے ساتھ کیا کیا ہے خدا کی قسم جب تک آپ مجھے ایک لاکھ درہم نہ دیں میں آپ کو نہیں چھوڑوں گا تو آپ نے انہیں ایک لاکھ درہم دے دیئے اور مروان آ کر کہنے لگا یا امیر المومنین میں نے آپ کی مانند کوئی شخص نہیں دیکھا آپ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے بیت المال اور بیعت الخلافت اور فلاں فلاں بیت کا نام لیا اور آپ نے اسے ایک لاکھ درہم دے دیا آپ نے اسے کہا تو ہلاک ہو جائے میں ابن زبیرؓ سے کیا سلوک کروں؟ ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ عمر

بن بکیر نے بحوالہ علی بن مجاہد بن عروہ مجھے بتایا کہ حضرت ابن زبیرؓ نے حضرت معاویہؓ سے کوئی چیز مانگی اور آپ نے انہیں منع کر دیا تو آپ نے کہا خدا کی قسم میں اس عمارت کے ساتھ لازم رہنے سے ناواقف نہیں' میں آپ کو عزت کی گالی نہیں دوں گا اور نہ آپ کے حسب کو توڑوں گا لیکن اپنے عمامے کو ایک گز اپنے آگے اور ایک گز اپنے پیچھے اہل شام کے راستے میں لٹکا دوں گا اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی سیرت کو یاد کروں گا اور لوگ پوچھیں گے یہ کون ہے؟ تو وہ کہیں گے رسول اللہ ﷺ کے حواری کا بیٹا اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی کا بیٹا حضرت معاویہؓ نے کہا آپ کے لیے یہی شرف کافی ہے پھر آپ نے کہا اپنی ضروریات بیان کرو' اور اصمعی نے بیان کیا ہے کہ غسان بن نصر نے بحوالہ سعید بن یزید ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابن زبیرؓ' حضرت معاویہؓ کے پاس گئے تو انہوں نے اپنے چھوٹے بیٹے کو حکم دیا تو اس نے آپ کو تھپڑ مارا جس سے آپ کا سر چکرا گیا اور جب حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو ہوش آیا تو آپ نے بچے سے کہا میرے قریب ہو جاؤ' وہ آپ کے قریب ہوا تو آپ نے اسے کہا معاویہؓ کو تھپڑ مارو تو اس نے کہا میں ایسا نہیں کروں گا آپ نے پوچھا' کیوں؟ اس نے کہا اس لیے کہ وہ میرے باپ ہیں' سو حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے ہاتھ اٹھا کر بچے کے تھپڑ مارا جس سے وہ لٹو کی طرح گھومنے لگا' حضرت معاویہؓ نے کہا آپ نے یہ فعل ایسے بچے سے کیا ہے جس پر احکام جائز نہیں ہوئے' آپ نے فرمایا قسم بخدا یہ نفع اور نقصان پہنچانے والی چیزوں کو جانتا ہے میں نے چاہا کہ اسے حسن ادب سکھا دوں اور ابوالحسن علی بن محمد المدائنی نے بحوالہ عبداللہ بن ابوبکر بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ شام جا رہے تھے کہ حضرت ابن زبیرؓ ان سے جا ملے اور دیکھا کہ وہ اپنی سواری پر اونگھ رہے ہیں آپ نے انہیں کہا آپ میرے ساتھ ہوتے ہوئے بھی اونگھتے ہیں؟ کیا آپ کو مجھ سے خدشہ نہیں کہ میں آپ کو قتل کر دوں گا؟ آپ نے فرمایا' آپ بادشاہوں کے قاتلین میں سے نہیں ہیں' ہر پرندہ اپنے مطابق شکار کرتا ہے آپ نے فرمایا میں اپنے باپ کے جھنڈے تلے حضرت علی بن ابی طالبؓ کے پاس گیا اور آپ انہیں جانتے ہی ہیں آپ نے کہا بے شک خدا کی قسم انہوں نے تم کو اپنے بائیں ہاتھ سے قتل کیا ہے آپ نے کہا یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نصرت میں ہوئی تھی پھر یہ بات جائز نہیں ہوئی آپ نے کہا یہ بات بغض علی رضی اللہ عنہ کی وجہ سے ہوئی تھی' نصرتِ عثمان رضی اللہ عنہ کی وجہ سے نہیں ہوئی تھی' حضرت ابن زبیرؓ نے آپ سے کہا ہم نے آپ کو عہد دیا ہے اور جب تک آپ زندہ ہیں ہم اسے آپ کے ساتھ پورا کریں گے اور آپ کے بعد آنے والا معلوم کر لے گا آپ نے کہا خدا کی قسم مجھے صرف تمہاری جان کا خوف ہے اور میں گویا تمہارے ذریعے جال میں پھنس گیا ہوں اور گرہیں تجھ پر مضبوط ہو گئی ہیں اور تو نے اس میں ہوتے ہوئے مجھے یاد کیا ہے' میں نے کہا کاش ابوعبدالرحمٰن اس کے لیے ہوتا اور قسم بخدا کاش میں اس کے لیے ہوتا اور قسم بخدا میں آہستہ آہستہ تجھے کھولوں گا اور تجھے جلدی آزاد کر دوں گا اور اس گھڑی میں تو بہت برا ساتھی ہے اور ابوعبداللہ نے اسی قسم کی روایت کی ہے اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ جب حضرت معاویہؓ فوت ہو گئے اور یزید بن معاویہ کی بیعت مدینہ کی طرف آئی تو حضرت ابن زبیرؓ اور حضرت حسین بن علیؓ اس سے ہوشیار ہو گئے اور مکہ جا کر وہاں اقامت گزیں ہو گئے۔ پھر حضرت حسینؓ عراق کی طرف گئے اور جو واقعہ ان کے ساتھ ہوا وہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما مکہ میں یکتا سردار بن گئے اسی لیے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے۔

''اے خوشحال جگہ کی چنڈول' تیرے لیے فضا خالی ہو گئی ہے تو انڈے دے اور گیت گا اور جسے چاہے ٹھونگیں مار''۔

آپ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما پر تعریض کرتے تھے' کہتے ہیں کہ یزید بن معاویہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہم کو لکھا کہ میں نے آپ کی طرف چاندی کی زنجیر اور سونے کی بیڑی اور چاندی کا طوق بھیجا ہے اور میں نے قسم کھائی ہے کہ آپ ان چیزوں میں میرے پاس آئیں گے پس اپنی قسم کو پورا کرو اور افتراق نہ کرو' پس جب آپ نے اس کے خط کو پڑھا تو اسے اپنے ہاتھ سے پھینک دیا اور کہنے لگے:

''مجھ سے جو ناحق سوال ہوگا میں اس کے لیے نرم نہیں ہوں گا حتیٰ کہ چبانے والے کی داڑھ کے لیم پتھر نرم ہو جائے''۔

اور جب یزید بن معاویہؓ اور اس کے بعد جلد ہی اس کا بیٹا معاویہ بن یزید فوت ہو گیا تو حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی حکومت مضبوط ہو گئی اور تمام بلاد اسلامیہ میں لوگوں نے آپ کی بیعت خلافت کی اور ضحاک بن قیس نے دمشق اور اس کے مضافات میں آپ کے لیے بیعت لی لیکن مروان بن الحکم نے اس معاملے میں آپ کا مقابلہ کیا اور حضرت ابن زبیرؓ کے نائبین سے شام اور مصر کو چھین لیا پھر اس نے عراق کی طرف فوجیں بھیجیں اور مر گیا اور اس کے بعد عبدالملک بن مروان امیر بن گیا اور اس نے مصعب بن زبیر کو عراق میں قتل کیا اور عراق پر قبضہ کر لیا پھر اس نے حجاج کو پیغام بھیجا تو اس نے قریباً سات ماہ تک مکہ میں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا محاصرہ کیے رکھا حتیٰ کہ اس نے ۱۷ رجمادی الاولیٰ ۷۳ھ کو منگل کے روز آپ پر فتح پالی۔

اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی امارت ۶۴ھ تک تھی اور آپ نے ان تمام سالوں میں لوگوں کو حج کروایا اور اپنی حکومت کے زمانے میں کعبہ کو تعمیر کیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور اسے ریشم پہنایا اور اس سے قبل اس کا غلاف چمڑے اور ٹاٹ کا تھا اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما عالم' عابد' ہیبت ناک' باوقار' صوم وصلوٰۃ کے بہت پابند' شدید خشوع کرنے والے اور جید سیاست دان تھے۔ ابونعیم اصبہانی نے بیان کیا ہے کہ ابوحامد بن جبلہ نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن اسحٰق ثقفی نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن سعید داری نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعاصم نے بحوالہ عمر بن قیس ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابن زبیرؓ کے پاس ایک سو غلام تھے اور ان میں سے ہر غلام ایسی زبان میں گفتگو کرتا تھا جو دوسرے کی زبان سے مختلف تھی اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما ان میں سے ہر ایک کے ساتھ اس کی زبان میں گفتگو کرتے تھے اور میں جب آپ کو آپ کے دنیاوی معاملہ میں دیکھتا تو کہتا کہ اس شخص نے اللہ اور آخرت کو ایک لحظہ کے لیے بھی نہیں چاہا اور جب میں آپ کو آپ کے آخرت کے معاملہ میں دیکھتا تو کہتا کہ اس شخص نے ایک لحظہ کے لیے بھی دنیا کو نہیں چاہا اور ثوری نے اعمش سے بحوالہ ابوالضحیٰ بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے سر پر کستوری دیکھی کاش وہ میرے پاس ہوتی تو وہ راس المال ہوتا اور آپ کعبہ کو خوشبو لگایا کرتے تھے حتیٰ کہ اس کی مہک بعید مسافت سے محسوس ہوتی تھی اور ابن المبارک نے عن معمر عن طاؤس عن ابیہ بیان کیا ہے کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما اپنی بیوی بنت الحسن کے پاس آئے تو آپ نے تین بستر دیکھے' آپ نے فرمایا یہ میرے لیے ہے اور یہ بنت الحسن کے لیے ہے اور یہ شیطان کے لیے ہے تو انہوں نے اسے نکال دیا اور ثوری نے عبداللہ بن ابی بشیر سے بحوالہ عبداللہ بن مساور بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو بخل پر ملامت کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ شخص مومن نہیں جو خود تو شکم سیر ہو کر رات بسر کرے اور اس کے پہلو میں اس کا ہمسایہ بھوکا ہو' اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ اسماعیل بن ابان الوراق نے ہم سے بیان کیا کہ یعقوب نے عن جعفر بن ابی المغیرہ عن ابن ابزی عن عثمان بن عفانؓ ہم سے بیان کیا کہ جب وہ محصور ہو گئے تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے انہیں کہا

میرے پاس عمدہ اونٹنیاں ہیں جنہیں میں نے آپ کے لیے تیار کیا ہے آپ مکہ منتقل ہو سکتے ہیں اور جو شخص آپ کے پاس آنا چاہتا ہے آ جائے؟ آپ نے فرمایا نہیں' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے' قریش کا ایک سردار جس کا نام عبداللہ ہے' ملحد ہو جائے گا اور اس پر لوگوں کے بوجھ کی مانند بوجھ ہوگا' یہ حدیث بہت منکر ہے اور اس کے اسناد میں ضعف ہے اور یہ یعقوب' القمی ہے جس میں تشیع پایا جاتا ہے اور اس قسم کے شخص کا اس حدیث میں متفرد ہونا قبول نہیں ہوتا اور اگر بالفرض اس حدیث کی صحت کو تسلیم کیا جائے تو وہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نہیں ہوں گے بلاشبہ وہ صفاتِ حمیدہ پر قائم تھے اور آپ کا امارت کے لیے کھڑا ہونا صرف اللہ عزوجل کے لیے تھا پھر وہ لامحالہ معاویہ بن یزید کی وفات کے بعد امام تھے اور وہ مروان بن الحکم سے زیادہ راست رو تھے اور آپ نے اپنے پر اتفاق ہو جانے کے بعد اس سے جھگڑا کیا اور آفاق میں آپ کی بیعت ہوگئی اور امارت کا کام آپ کے لیے درست ہو گیا۔

اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ ابوالنضر ہاشم بن قاسم نے ہم سے بیان کیا کہ اسحٰق بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن عمرو نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور وہ حجر میں بیٹھے ہوئے تھے آپ نے فرمایا اے ابن زبیر رضی اللہ عنہما' حرم میں الحاد سے بچو' میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ اسے قریش کا ایک شخص حلال کرے گا اور اگر اس کے گناہوں کا ثقلین کے گناہوں سے وزن کیا جائے تو وہ ان کے برابر ہوں گے' دیکھنا کہ تو وہ نہ ہو' حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے آپ سے کہا اے ابن عمر رضی اللہ عنہما آپ نے کتابوں کو پڑھا ہے اور حضرت نبی کریم ﷺ کی صحبت اٹھائی ہے انہوں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ شام کی طرف میرے مجاہد بن کر جانے کے موقع کی حدیث ہے اور اس کا مرفوع ہونا غلط ہوگا یہ صرف حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا کلام ہے اور جنگِ یرموک میں آپ کو اہل کتاب کے سبزہ سے دولد و جانوروں سے تکلیف نہیں پہنچی۔ واللہ اعلم

اور وکیع نے عن الثوری عن سلمہ بن کہیل عن ابی صادق عن حبشی الکنانی عن علیم الکندی عن سلمان الفارسی بیان کیا ہے کہ آپ نے بیان کیا کہ یہ گھر آل زبیرؓ کے ایک شخص کے ہاتھوں جلایا جائے گا۔ اور ابوبکر بن خیثمہ نے یحییٰ بن معین سے بحوالہ ابوفضیل بیان کیا ہے کہ سالم بن ابی حفصہ نے بحوالہ منذر الثوری ہم سے بیان کیا کہ ابن حنفیہ نے فرمایا اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں تیرے دیئے ہوئے علم سے جانتا ہوں کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما اس سے مقتول ہو کر نکلے گا اور اس کے سر کو بازاروں میں پھرایا جائے گا' اور زبیر بن بکار نے بحوالہ ہشام بن عروہ بیان کیا ہے کہ سب سے پہلے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے جب کہ وہ چھوٹی عمر کے تھے' تلوار تلوار بولا اور وہ اسے اپنے منہ سے کہنا نہیں چھوڑتے تھے اور جب حضرت زبیرؓ نے آپ سے یہ بات سنی تو آپ سے کہنے لگے قسم بخدا تو کسی دن ضرور چمڑا رنگے گا۔ اور آپ کے قتل کی کیفیت پہلے بیان ہو چکی ہے اور یہ کہ حجاج نے آپ کو ثنیہ کے اوپر ایک تنے پر صلیب دیا تھا اور آپ کی والدہ آئیں اور انہوں نے آپ کے پاس کھڑے ہو کر آپ کے لیے لمبی دعا کی اور آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک قطرہ بھی نہ گرا' پھر وہ واپس چلی گئیں' اور اسی طرح حضرت ابن عمرؓ نے آپ کے پاس کھڑے ہو کر آپ کے لیے دعا کی اور آپ کی بہت تعریف کی' اور واقدی نے بیان کیا ہے کہ نافع بن ثابت نے حضرت اسماءؓ کے غلام عبداللہ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو آپ کی والدہ آپ کے پاس گئیں حتیٰ کہ آپ کے پاس کھڑی ہو گئیں اور آپ ایک چوپائے پر سوار تھیں اور حجاج بھی اپنے اصحاب کے ساتھ آیا اور اس نے حضرت اسماءؓ کے متعلق دریافت کیا تو اسے آپ کے متعلق بتایا گیا تو وہ

آ کر آپ کے پاس کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا آپ نے دیکھا کہ اللہ نے حق کو کیسے فتح دی ہے اور اسے غالب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا بسا اوقات باطل کو حق اور اہل حق پر غلبہ ہو جاتا ہے اور تو جنت اور اس کے درمیان ہے اس نے کہا آپ کے بیٹے نے اس گھر میں الحاد کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (اور جو از راہِ ظلم اس میں الحاد کا ارادہ کرے گا ہم اسے دردناک عذاب کا مزا چکھائیں گے) اور اللہ نے اسے اس عذاب الیم کا مزا چکھا دیا ہے' آپ نے فرمایا تو نے جھوٹ بولا ہے وہ پہلا اسلامی بچہ تھا جو مدینہ میں پیدا ہوا اور رسول اللہ ﷺ اس کی پیدائش سے خوش ہوئے اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اسے گھٹی دی اور اس روز مسلمانوں نے تکبیر کہی حتیٰ کہ مدینہ اس کی خوشی سے لرز گیا اور تم اور تمہارے ساتھی اس کے قتل سے خوش ہوئے ہیں اور جو لوگ اس روز اس کی پیدائش پر خوش ہوئے تھے وہ تجھ سے اور تیرے اصحاب سے بہتر تھے اس کے علاوہ وہ والدین سے حسن سلوک کرنے والا' روزے دار' کتاب اللہ کو قائم کرنے والا اور حرم الٰہی کی تعظیم کرنے والا تھا جو اللہ کے نافرمان سے بغض رکھتا تھا میں گواہی دیتی ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ ثقیف سے ایک کذاب اور ایک بربادی افگن ظاہر ہوگا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ عنقریب ثقیف سے دو کذاب ظاہر ہوں گے ان میں سے دوسرا پہلے سے بدتر ہوگا اور وہ بربادی افگن ہوگا' پس حجاج شکست کھا کر واپس چلا گیا' عبدالملک کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے اسے حضرت اسماءؓ سے مخاطبت کرنے کے بارے میں ملامت کرتے ہوئے خط لکھا اور کہا' تجھے صالح شخص کی بیٹی سے کیا واسطہ؟ مسلم بن حجاج نے اپنی صحیح میں بیان کیا ہے کہ عقبہ بن مکرم نے ہم سے بیان کیا کہ اسود بن شیبان نے بحوالہ ابونوفل خبر دی کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو ثنیۃ الحجون پر مصلوب دیکھا اور قریش اور لوگ آپ کے پاس سے گزرنے لگے حتیٰ کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی آپ کے پاس سے گزرے اور آپ کے پاس ٹھہر کر کہنے لگے اے ابوخبیب السلام علیک' اے ابوخبیب السلام علیک' اے ابوخبیب السلام علیک' قسم بخدا میں نے تجھے اس بات سے روکا تھا' قسم بخدا میں نے تجھے اس بات سے روکا تھا' قسم بخدا میں نے تجھے اس بات سے روکا تھا' خدا کی قسم مجھے معلوم ہے کہ تو صوام' قوام' بہت صلہ رحمی کرنے والا تھا۔ پھر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دور چلے گئے حجاج کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ان کے پاس کھڑے ہونے اور آپ نے جو بات کہی تھی اس کی اطلاع ملی تو اس نے حجاج کو پیغام بھیجا اور اس نے آپ کو تنے سے اتار دیا اور یہود کی قبور میں پھینک دیا پھر اس نے آپ کی والدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کو پیغام بھیجا تو آپ نے اس کے پاس جانے سے انکار کر دیا تو اس نے دوبارہ ایلچی کو آپ کے پاس بھیجا کہ آپ کو میرے پاس آنا پڑے گا ورنہ میں آپ کی طرف اس شخص کو بھیجوں گا جو آپ کی زلفوں سے پکڑ کر گھسیٹ کر لے آئے گا' آپ نے انکار کیا اور کہنے لگیں خدا کی قسم میں اس کے پاس نہیں جاؤں گی حتیٰ کہ وہ میرے پاس اس شخص کو بھیجے جو مجھے میری زلفوں سے پکڑ کر گھسیٹے' حجاج نے کہا مجھے میری جوتیاں دو' پس اس نے اپنی دونوں جوتیاں لیں اور تکبر سے چلتا ہوا آپ کے پاس آ کر کہنے لگا' آپ کے خیال میں' میں نے اس سے کیسا سلوک کیا ہے؟ آپ نے فرمایا تو نے اس کی دنیا خراب کی ہے اور اس نے تیری آخرت خراب کر دی ہے' مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کہتی ہیں کہ اے ذات النطاقین کے بیٹے! قسم بخدا میں ذات النطاقین ہوں' میں ایک سے رسول اللہ ﷺ کا کھانا اور حضرت ابی بکر رضی اللہ عنہ کا کھانا پہنچاتی تھی اور دوسرا' عورت کی وہ پیٹی ہے جس سے وہ بے نیاز نہیں ہو سکتی' نیز رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیان کیا کہ ثقیف میں ایک کذاب اور ایک بربادی افگن ہوگا' کذاب کو تو ہم نے دیکھا ہے اور بربادی

افگن میرے خیال میں تو ہی ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ وہ آپ کے پاس سے اٹھ گیا اور پھر اس نے آپ سے بات نہیں کی' مسلم اس کی روایت میں منفرد ہیں' اور واقدی نے روایت کی ہے کہ جب حجاج نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو ثنیۃ الحجون پر صلیب دیا تو حضرت اسماءؓ نے اسے پیغام بھیجا کہ وہ اس پر بددعا کریں گی اور آپ نے اس سے آپ کے دفن کرنے کا مطالبہ کیا تو اس نے آپ کی بات کو تسلیم نہ کیا حتیٰ کہ اس نے اس بارے میں عبدالملک کو خط لکھا تو اس نے اسے دفن کرنے کے متعلق لکھا تو آپ کو حجون میں دفن کر دیا گیا اور مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ کی قبر کے پاس سے کستوری کی خوشبو سونگھی جاتی ہے۔

اور حجاج' شام سے دو ہزار سواروں کے ساتھ آیا اور طارق بن عمرو بھی پانچ ہزار کے ساتھ اس کے ساتھ شامل ہو گیا اور محمد بن سعد وغیرہ نے اپنی سند سے روایت کی ہے کہ حجاج نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا محاصرہ کیا اور اس کے پاس چالیس ہزار آدمی جمع ہو گئے اور اس نے مسجد الحرام پر سنگباری کرنے کے لیے کوہ ابوقبیس پر منجنیق نصب کر دی نیز اس نے اہل مکہ میں اعلان کیا کہ جو شخص اہل مکہ میں سے نکل کر اس کے پاس چلا جائے گا وہ امن میں ہوگا اور کہنے لگا ہم ابن زبیرؓ کے سوا اور کسی شخص سے لڑنے کے لیے نہیں آئے اور اس نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو تین باتوں کے درمیان اختیار دیا کہ وہ زمین میں جہاں چاہیں چلے جائیں یا وہ آپ کو بیڑیوں میں جکڑ کر شام کو بھیج دیتا ہے یا یہاں جنگ کر کے قتل ہو جائیں' پس آپ نے اپنی ماں سے مشورہ کیا تو اس نے فقط تیسری بات کا مشورہ دیا' روایت ہے کہ آپ کی ماں نے آپ کا کفن منگایا اور آپ کو خوشبو لگائی اور قتل ہونے پر آپ کی حوصلہ افزائی کی' پس آپ اس ارادے سے باہر نکلے اور ۱۷ر جمادی الاولیٰ ۷۳ھ کو منگل کے روز شدید جنگ کی اور ایک اینٹ آ کر آپ کو لگی جس نے آپ کا سر پھوڑ دیا اور آپ منہ کے بل زمین پر گر پڑے پھر آپ نے اٹھنے کا ارادہ کیا مگر اٹھ نہ سکے' پس آپ نے اپنی بائیں کہنی پر ٹیک لگائی اور جو شخص آپ کے پاس آتا اسے تلوار مارنے لگے اور ایک شامی شخص آپ کے پاس آیا تو آپ نے اس کو تلوار مار کر اس کی ٹانگ کاٹ دی پھر انہوں نے آپ پر حملہ کر کے آپ کو قتل کر دیا اور آپ کا سر کاٹ لیا اور آپ کا قتل حجون کے قریب ہوا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کعبہ کے پردوں کے ساتھ لٹکے ہوئے تھے کہ آپ کو قتل کر دیا گیا۔ واللہ اعلم

پھر حجاج نے حجون کے پاس ثنیہ کدا پر الٹا کر کے آپ کو صلیب دے دی پھر جب اس نے آپ کو اتارا تو آپ کو یہود کے قبرستان میں دفن کر دیا جیسا کہ مسلم نے روایت کی ہے اور بعض کا قول ہے کہ آپ کو حجون میں اس مقام پر دفن کیا گیا جہاں آپ کو صلیب دیا گیا۔ واللہ اعلم

اور عبدالرزاق نے عن معمر عن ایوب عن ابن سیرین بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب مختار کا سر لایا گیا تو جو بات حضرت کعب الاحبار ہم سے بیان کرتے تھے ہم اسے اسی طرح پاتے سوائے آپ کے اس قول کے کہ ثقیف کا ایک جوان مجھے قتل کرے گا اور یہ میرے سامنے اس کا سر پڑا ہے' ابن سیرینؒ نے بیان کیا ہے کہ آپ کو معلوم نہ ہوا کہ آپ کے لیے حجاج کو چھپایا ہوا ہے اور اسے ایک اور طریق سے بھی روایت کیا گیا ہے میں کہتا ہوں مشہور یہ ہے کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما ۱۷ر جمادی الاولیٰ ۷۳ھ کو منگل کے روز قتل ہوئے تھے اور بعض کا قول ہے کہ جمادی الآخرۃ کو قتل ہوئے تھے' اور مالک وغیرہ سے روایت ہے کہ آپ کا قتل ۷۲ھ کے سر پر ہوا تھا اور مشہور اور صحیح قول پہلا ہی ہے اور آپ کی بیعت ۷رر جب ۶۴ھ کو ہوئی تھی اور آپ کی پیدائش ہجرت کے پہلے

سال ہوئی تھی اور بعض کا قول ہے کہ شوال ۲ھ کو ہوئی تھی اور وفات کے وقت آپ قطعی طور پر ستر سال سے متجاوز تھے۔ واللہ اعلم

اور آپ کی والدہ آپ کے بعد صرف ایک سو دن زندہ رہیں اور بعض دس یوم اور بعض پانچ یوم بیان کرتے ہیں اور پہلا قول مشہور ہے اور عنقریب آپ کی والدہ کے حالات بیان ہوں گے اور حضرت ابن زبیرؓ اور آپ کے بھائی مصعب کے بہت سے بلیغ مرثیے کہے گئے ہیں جن میں سے معمر بن ابی معمر الذہلی کا مرثیہ بھی ہے جس میں وہ دونوں بھائیوں کا مرثیہ کہتا ہے۔

''تیری زندگی کی قسم تو نے لوگوں کی کوئی حاجت نہیں چھوڑی اور نہ تو نے ہدایت کا لباس متذبذب ہو کر پہنا' اس صبح کو مصعبؓ نے مجھے آواز دی تو میں نے اسے جواب دیا اور میں نے اسے خوش آمدید کہا' تیرا باپ رسول اللہ ﷺ کا حواری ہے اور اس کی تلوار بھی' اور تو ہم میں سے بحمد اللہ باپ کے لحاظ سے بہتر ہے اور وہ تیرا بھائی ہے جو مکہ میں اپنی روشنی سے راہ پاتا ہے اور ہمیں بلند آواز سے بلاتا ہے اور میں دو چہروں والا نہیں کہ ایک مصعب کے لیے مریض چہرہ ہو اور دوسرا مروان کے لیے جب وہ مشتاق ہو' اور میں ایک ایسا شخص ہوں جس نے ابن مروان کی خیر خواہی کی جو مؤثر نہ ہوئی اور نہ وہ قریب ہوا' اس نے وہ بات کی جس سے مصعب کی آنکھ میں تنکا پڑے لیکن میں نے مصعب کی للہ خیر خواہی کی' یہاں تک کہ حادثات نے اسے اپنا تیر مارا' ہائے اس تیر کے کیا کہنے جو سیدھا اور ٹھیک تھا اگرچہ اس زمانے نے مصعب کو ہلاک کر دیا ہے اور عبد اللہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے اور ہر شخص موت کا جرعہ پینے والا ہے خواہ اس کی کوشش اس سے ہٹی ہوئی ہو اور وہ ڈر جائے''۔

کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو آپ کے اعضاء کے قطع ہو جانے کے بعد آپ کی ماں نے غسل دیا اور خوشبو لگائی اور کفن دیا اور نماز پڑھی اور آپ کو مدینہ لے گئی اور صفیہ بنت حیی کے گھر میں دفن کیا پھر اس گھر کو مسجد نبوی میں شامل کر دیا گیا اور وہ مسجد میں حضرت نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مدفون ہیں اور یہ بات کئی مؤرخین نے بیان کی ہے۔ واللہ اعلم

اور طبرانی نے بحوالہ عامر بن عبد اللہ بن زبیر روایت کی ہے کہ اس کے باپ نے اس سے بیان کیا کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے اسے اپنے پچھنوں کا خون گرانے کے لیے دیا تو وہ اسے پی گیا اور جب وہ حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا اے عبد اللہ تو نے خون کے ساتھ کیا کیا ہے؟ میں نے کہا' میں نے اسے ایک جگہ رکھ دیا ہے میرا خیال ہے کہ وہ لوگوں سے ڈر گیا آپ نے فرمایا شاید تو اسے پی گیا ہے؟ میں نے کہا ہاں' آپ نے فرمایا تجھے خون پینے کا کس نے حکم دیا ہے؟ لوگوں کی طرف سے تجھ پر ہلاکت ہو گی اور لوگ تیری وجہ سے ہلاک ہوں گے' اور ایک دفعہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ' حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس آئے کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما دہلیز پر کھڑے ہیں اور ان کے پاس ایک طشت ہے جس سے آپ پی رہے ہیں اور حضرت سلمان اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہما' رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے حضرت عبد اللہؓ سے کہا تم فارغ ہو گئے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں' حضرت سلمانؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا بات ہے آپ نے فرمایا میں نے اسے اپنے پچھنوں کا دھون گرانے کو دیا' حضرت سلمانؓ نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ یہ اسے پی گیا ہے آپ نے پوچھا تو اسے پی گیا ہے' حضرت عبد اللہ نے کہا ہاں' آپؐ نے فرمایا کیوں؟ حضرت عبد اللہؓ نے کہا میں نے چاہا کہ رسول اللہ ﷺ کا خون میرے پیٹ میں ہو اور آپ نے ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے سر پر اپنا ہاتھ رکھ کر فرمایا' لوگوں کی طرف سے تجھ پر ہلاکت ہو گی اور لوگ

تیری وجہ سے ہلاک ہوں گے اور آگ تجھے صرف قسم کے حلال کرنے کے لیے چھوئے گی اور جب یزید بن معاویہؒ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف سونے کی یہ بیڑی اور چاندی کی زنجیر اور چاندی کا طوق بھیجا اور قسم دی کہ آپ اس میں میرے پاس آئیں تو لوگوں نے آپ سے کہا امیر المومنین کی قسم کو پورا کریں تو آپ نے فرمایا:

اور مجھ سے جو ناحق مطالبہ کیا جاتا ہے میں اس کے لیے نرم نہیں ہوں گا حتیٰ کہ چبانے والے کی داڑھ کے لیے پتھر نرم ہو جائے' پھر کہنے لگے خدا کی قسم' عزت کے ساتھ تلوار کی ضرب مجھے ذلت کے کوڑے سے زیادہ محبوب ہے پھر آپ نے اپنی طرف دعوت دی اور یزید بن معاویہ سے اختلاف ظاہر کیا اور طبرانی نے روایت کی ہے کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما اپنی ماں کے پاس گئے اور کہنے لگے بلاشبہ موت میں راحت ہے' اور آپ کی ماں سو سال کی ہو چکی تھی اور اس کا ایک دانت نہیں گرا تھا اور نہ اس کی آنکھ خراب ہوئی تھی وہ کہنے لگی میں اس وقت تک مرنا نہیں چاہتی جب تک دو باتوں میں سے مجھے ایک کی خبر نہ آئے' یا تو تو آپ بادشاہ بن جائے اور میری آنکھ ٹھنڈی ہو اور یا تو قتل ہو جائے اور مجھے تیرا ثواب ملے' پھر آپ ماں کو چھوڑ کر یہ کہتے ہوئے چلے گئے۔

''میں عار کے بدلے زندگی خریدنے والا نہیں اور نہ موت کے خوف سے سیڑھی مانگنے والا ہوں''۔

پھر آپ آل زبیرؓ کے پاس آ کر انہیں نصیحت کرنے لگے اور کہنے لگے کہ تم میں سے ہر ایک کی تلوار اس کے چہرے کی طرح ہو اور وہ اپنے ہاتھ سے اپنا دفاع کرے خدا کی قسم میں جس فوج میں بھی شامل ہوا ہوں اس کے ہراول دستے میں رہا ہوں اور مجھے جو زخم پہنچا ہے اس کی دوا بھی پہنچی ہے' پھر آپ نے ان پر حملہ کر دیا اور سفیان بھی آپ کے ساتھ تھا' سب سے پہلے اسود آپ کو ملا اور آپ نے اس پر تلوار کا وار کر کے اس کی پنڈلی کاٹ دی تو اسود نے آپ سے کہا زانیہ کے بیٹے! حضرت زبیرؓ نے اسے کہا اے سانڈ کے بیٹے تو ذلیل ہو' حضرت اسماء زانیہ تھیں؟ پھر آپ نے انہیں مسجد سے نکال باہر کیا اور مسجد کی چھت پر اس کے مددگاروں کی ایک جماعت تھی جو اس کے دشمنوں کو اینٹیں مارتی تھی پس بلا ارادہ اس کے ایک مددگار کی اینٹ آپ کے سر کی مانگ میں لگی جس نے آپ کا سر پھوڑ دیا اور آپ کھڑے ہو کر کہنے لگے اگر میرا مد مقابل ایک ہوتا تو میں اسے کافی ہوتا اور کہنے لگے۔

''اور ہم ایسے لوگ نہیں کہ ہمارے زخموں کا خون ہماری ایڑیوں پر بہتا ہو' لیکن خون ہمارے قدموں پر ٹپکتا ہے''۔

پھر آپ گر پڑے اور آپ کے دو غلام آپ پر جھک گئے اور وہ کہہ رہے تھے غلام اپنے آقا کی حفاظت کرتا ہے اور محفوظ ہوتا ہے پھر انہوں نے آپ کی طرف آدمی بھیجے اور انہوں نے آپ کا سر کاٹ لیا اور اسی طرح طبرانی نے بحوالہ اسحٰق بن ابی اسحٰق روایت کی ہے کہ جس روز حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما قتل ہوئے میں مسجد الحرام میں موجود تھا اور فوجیں مسجد کے دروازوں سے داخل ہونے لگیں اور جب کبھی لوگ مسجد کے دروازے سے داخل ہوتے آپ ان پر حملہ کر کے انہیں باہر نکال دیتے اسی دوران میں مسجد کی ایک برجی آپ کے سر پر آ گری اور اس نے آپ کو گرا دیا اور آپ یہ اشعار بطور مثال پڑھ رہے تھے۔

''اے اسماء اے اسماء مجھ پر نہ رو' میرا دین اور حسب باقی رہے گا اور تلوار میرا دایاں بازو ہے''۔

روایت ہے کہ آپ کی ماں نے حجاج سے کہا کیا اس سوار کے اترنے کا وقت نہیں آیا؟ حجاج نے کہا تیرا بیٹا منافق ہے وہ کہنے لگیں خدا کی قسم وہ منافق نہ تھا' وہ روزے دار شب زندہ دار اور صلہ رحمی کرنے والا تھا' اس نے کہا اے بڑھیا واپس چلی جا تو پاگل ہو گئی ہے وہ کہنے لگیں جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ ثقیف سے ایک کذاب اور ایک بربادی افگن ظاہر ہو گا۔

میرا دماغ خراب نہیں ہوا اور کذاب کو تو ہم نے دیکھ لیا ہے اور بربادی افگن تو ہے' اور مجاہد نے بیان کیا ہے کہ میں حضرت ابن عمرؓ کے ساتھ تھا کہ آپ حضرت ابن زبیرؓ کے پاس سے گزرے اور کھڑے ہو کر آپ کے لیے رحم کی دعا کی پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا مجھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بتایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے' جو کوئی برائی کرے گا اسے جزا ملے گی۔ اور سفیان نے ابن جریج سے بحوالہ ابوملیکہ روایت کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ کے پاس حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا وہ اسلام میں عفیف' قرآن کے قاری' روزے دار اور شب زندہ دار تھے ان کا باپ زبیر رضی اللہ عنہ اور ماں اسماءؓ اور نانا ابوبکرؓ اور پھوپھی خدیجہؓ اور دادی صفیہؓ اور خالہ عائشہ رضی اللہ عنہا تھی خدا کی قسم میں اپنے نفس کا ان سے ایسا محاسبہ کروں گا کہ میں نے اس کا حضرت ابوبکرؓ سے ایسا محاسبہ نہیں کیا اور طبرانی نے بیان کیا ہے کہ زکریا الناجی نے ہم سے بیان کیا کہ حوثرہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن المرزبان ابوسعید العبسی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عبداللہ ثقفی نے ہم سے بیان کیا کہ میں حج کے اجتماع میں حضرت ابن زبیرؓ کے خطبہ میں شامل ہوا' آپ یوم الترویہ سے ایک روز قبل ہمارے پاس آئے اور آپ احرام باندھے ہوئے تھے آپ نے شاندار تلبیہ کہی جسے میں نے بھی سنا' پھر آپ نے اللہ کی حمد وثناء کی' پھر فرمایا' امابعد! تم مختلف اطراف سے اللہ کے پاس آئے ہو اور اللہ پر اپنے وفد کی عزت کرنا واجب ہے پس تم میں سے جو شخص اس چیز کا طالب ہے جو اللہ کے پاس ہے وہ ناکام نہ ہوگا' اپنے قول کی اپنے فعل سے تصدیق کرو' بلاشبہ قول کا دارومدار فعل ہے اور نیت کا نیت اور دل کا دل' ان ایام میں اللہ سے ڈرو بلاشبہ ان ایام میں گناہ بخشے جاتے ہیں اور تم مختلف اطراف سے تجارت' طلب مال اور دنیا کی طلب کے لیے یہاں نہیں آئے پھر آپ نے تلبیہ کہا اور لوگوں نے بھی تلبیہ کہا' میں نے اس روز سے زیادہ آپ کو روتے نہیں دیکھا اور حسن بن سفیان نے روایت کی ہے کہ حیان بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن المبارک نے ہم سے بیان کیا کہ مالک بن انس نے بحوالہ وہب بن کیسان ہم سے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے مجھے نصیحت کی باتیں کیں' امابعد! بلاشبہ اہل تقویٰ کی علامات ہوتی ہیں جن سے وہ پہچانے جاتے ہیں اور وہ علامتیں ان سے پہچانی جاتی ہیں یعنی سچ بات کرنا' امانت کا ادا کرنا' غصے کا پینا' مصیبتوں پر صبر کرنا' راضی بالقضاء ہونا' نعماء کا شکر ادا کرنا اور قرآن کے حکم کے آگے جھک جانا وغیرہ' زمانہ' بازار کی مانند ہے اس میں جو مال چالو ہوتا ہے اسے اس کی طرف لایا جاتا ہے اگر اس میں حق کی گرم بازاری ہو تو اسے اس کی طرف لایا جاتا ہے اور وہاں اہل حق آ جاتے ہیں اور اگر اس میں باطل کی گرم بازاری ہو تو اسے اس کی طرف لایا جاتا ہے اور وہاں اہل باطل آ جاتے ہیں۔

ابومعاویہ نے بیان کیا ہے کہ ہشام بن عروہ نے بحوالہ وہب بن کیسان ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو' کبھی کسی بادشاہ وغیرہ کی محبت وخوف کی وجہ سے صلح کرتے نہیں دیکھا اور انہی اسنادات کی وجہ سے اہل شام حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو عار دلا کر کہتے تھے کہ اے ذات النطاقین کے بیٹے' حضرت اسماء نے اسے کہا اے میرے بیٹے وہ تجھے نطاقین کی عار دلاتے ہیں اور میری ایک ہی پیٹی تھی میں نے اسے پھاڑ کر دو کر دیں اور ان میں سے ایک میں' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا رکھا اور دوسرے کے ساتھ میں نے آپ کا اس وقت مشکیزہ باندھا جب آپ اور حضرت ابوبکرؓ مدینہ کی طرف ہجرت کرنا چاہتے تھے اور اس کے بعد جب حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو لوگ نطاقین کی عار دلاتے تو آپ فرماتے' قسم بخدا یہ ایک عیب ہے جس کی عار تجھ سے دور ہونے والی ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ۷۳ھ میں مکہ میں قتل ہونے والے اعیان

حضرت عبداللہ بن صفوان رضی اللہ عنہ:

ابن امیہ بن خلف الجمحی ابوصفوان مکی' آپ اپنے باپ کے سب سے بڑے بیٹے تھے آپ نے حضرت نبی کریم ﷺ کی زندگی کا زمانہ پایا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے روایت کی ہے اور آپ سے بہت سے تابعین نے روایت کی ہے' آپ صاحبِ شرف سردار' مطاع اور حلیم تھے اور تکلیف کو برداشت کرتے تھے اگر آپ کو سیاہ غلام گالی دیتا تو آپ اس سے ناک بھوں نہ چڑھاتے اور جس نے بھی آپ کا قصد کیا آپ نے اسے ناکام واپس نہیں کیا اور جس جنگل کے متعلق بھی آپ نے سنا اس میں کنواں کھود دیا یا اس میں کوئی برکت کا کام کر دیا اور جس رکاوٹ کے متعلق سنا اسے آسان کر دیا' کہتے ہیں کہ مہلب بن ابی صفرۃ عراق سے حضرت ابن زبیرؓ کے پاس آیا اور آپ خلوت میں دیر تک اس سے باتیں کرتے رہے تو ابن صفوان نے آ کر کہا یہ کون شخص ہے جس نے آپ کو آج مصروف کر دیا ہے؟ آپ نے کہا عراقی عربوں کا سردار ہے' ابن صفوان نے کہا اسے مہلب ہونا چاہیے' سو مہلب نے حضرت ابن زبیرؓ سے کہا یا امیر المومنین میرے بارے میں پوچھنے والا کون ہے آپ نے فرمایا قریش مکہ کا سردار ہے اس نے کہا اسے عبداللہ بن صفوان ہونا چاہیے اور ابن صفوان بہت سخی تھے۔

اور ابن زبیر بن بکار نے اپنی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ حج کرنے آئے تو لوگ آپ سے ملے اور ابن صفوان بھی ملنے والوں میں شامل تھے وہ حضرت معاویہؓ کے ساتھ چلنے لگے اور اہل شام کہنے لگے امیر المومنین کے ساتھ چلنے والا یہ شخص کون ہے؟ اور جب وہ مکہ پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ بکریوں کا ایک سفید پہاڑ ہے' اس نے کہا' یا امیر المومنین یہ بکریاں میں نے آپ کو دیں اور وہ ایک ہزار بکریاں تھیں' اہل شام کہنے لگے ہم نے امیر المومنین کے عمزاد سے بڑا سخی نہیں دیکھا' حضرت ابن صفوانؓ ان لوگوں میں شامل تھے جو حضرت ابن زبیرؓ کے ساتھ اس وقت ثابت قدم رہے تھے جس وقت حجاج نے آپ کا محاصرہ کیا تھا حضرت ابن زبیرؓ نے آپ سے کہا میں نے آپ کی بیعت فسخ کی آپ جہاں چاہیں چلے جائیں انہوں نے کہا میں نے صرف اپنے دین کے دفاع میں جنگ کی ہے پھر آپ ڈٹ گئے حتیٰ کہ اس سال کعبہ کے پردوں سے لٹکے ہونے کی حالت میں قتل ہو گئے۔

حضرت عبداللہ بن مطیع:

ابن الاسود بن حارثہ قرشی عدوی مدنی' رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں پیدا ہوئے اور آپ نے انہیں گھٹی دی اور آپ کے لیے برکت کی دعا کی' آپ نے اپنے باپ سے بحوالہ رسول اللہ ﷺ روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا آج کے بعد کسی قریشی کو قیامت کے دن تک باندھ کر قتل نہ کیا جائے گا۔ اور آپ سے آپ کے دونوں بیٹوں ابراہیم اور محمد اور شعبی اور عیسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ اور محمد بن ابی موسیٰ نے روایت کی ہے' زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مطیع' شجاعت و بہادری کے لحاظ سے قریش کے

بڑے آدمیوں میں سے تھے اور مجھے میرے چچا مصعب نے بتایا کہ وہ حرہ کی جنگ میں قریش کا امیر تھا پھر وہ مکہ میں حضرت ابن زبیرؓ کے ساتھ قتل ہو گیا اور اس نے یہ شعر کہا ہے کہ ۔

''میں نے ہی حرہ کے روز فرار کیا تھا اور شیخ ایک بار ہی فرار کرتا ہے اور فرار کی پلٹ کر حملہ کرنے سے اصلاح نہیں کی جا سکتی''۔

حضرت عوف بن مالکؓ:

عوف بن مالک بن عوف اشجعی غطفانی' آپ جلیل القدر صحابی تھے' حضرت خالد بن ولید اور آپ سے پہلے امراء کے ساتھ موتہ میں شامل ہوئے اور فتح مکہ میں بھی شامل ہوئے اس روز آپ کی قوم کا جھنڈا آپ کے پاس تھا اور شام کی فتح میں بھی شامل ہوئے آپ نے رسول اللہ ﷺ سے احادیث روایت کی ہیں اور آپ سے تابعین کی ایک جماعت اور ابو ہریرہؓ نے روایت کی ہے اور وہ آپ سے پہلے فوت ہو گئے تھے اور واقدی' خلیفہ بن خیاط' ابو عبید اور کئی مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ۷۳ھ میں شام میں وفات پائی ہے۔

حضرت اسماء بنت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما:

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی والدہ جنہیں ذات النطاقین کہا جاتا ہے' آپ کو یہ نام ہجرت کے سال دیا گیا جب آپ نے اپنی پیٹی کو پھاڑا اور اس سے حضرت نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کے کھانے کو باندھا جب وہ مدینہ جانے کے ارادے سے نکلے تھے' آپ کی والدہ کا نام قیلہ ہے اور بعض نے قتیلہ بنت عبدالعزیٰ بیان کیا ہے جو بنی عامر بن لوی سے تھی حضرت اسماءؓ نے بہت پہلے اسلام قبول کیا اور وہ اسلام کے آغاز میں مکہ میں تھیں اور آپ نے اور آپ کے خاوند حضرت زبیرؓ نے ہجرت کی اور آپ حاملہ تھیں اور اپنے بچے عبداللہ کے دن پورے کیے ہوئے تھیں' مدینہ آنے کے آغاز میں ہی آپ نے عبداللہ کو جنم دیا اس کے بعد آپ نے حضرت زبیرؓ سے عروۃ اور المنذر کو جنم دیا اور آپ مہاجرین اور مہاجرات میں سے آخری مرنے والی تھیں اور آپ اور آپ کی بہن حضرت عائشہؓ اور آپ کے باپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کے دادا ابو عتیق اور آپ کے بیٹے عبداللہ اور آپ کے خاوند حضرت زبیرؓ سب صحابی تھے اور آپ معرکہ یرموک میں اپنے بیٹے اور خاوند کے ساتھ شامل ہوئیں اور آپ اپنی بہن حضرت عائشہؓ سے دس سال بڑی تھیں' کہتے ہیں کہ حجاج آپ کے بیٹے کو قتل کرنے کے بعد آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا اے ماں' امیر المومنین نے مجھے آپ کے متعلق وصیت کی ہے کیا آپ کو کوئی حاجت ہے؟ آپ نے جواب دیا میں تیری ماں نہیں' میں ثنیہ پر مصلوب ہونے والے کی ماں ہوں اور مجھے کوئی حاجت نہیں لیکن میں تجھ سے ایک حدیث بیان کروں گی' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ ثقیف سے ایک کذاب اور ایک بربادی افگن ظاہر ہوگا' کذاب کو تو ہم نے دیکھ لیا ہے اور بربادی افگن میرے خیال میں تو ہی ہے' اس نے کہا میں منافقین کو برباد کرنے والا ہوں' کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما آپ کے پاس گئے اور آپ کا بیٹا مصلوب تھا آپ نے حضرت اسماءؓ سے کہا یہ جسم کچھ چیز نہیں' ارواح تو اللہ کے پاس ہیں پس اللہ کا تقویٰ اختیار اور صبر کر' حضرت اسماءؓ نے کہا صبر سے مجھے کون مانع ہے جب کہ حضرت زکریا بن یحییٰ علیہ السلام کا سر' بنی اسرائیل کی ایک فاحشہ عورت کو ہدیۃً دیا گیا ہے' کہتے ہیں کہ آپ نے اسے دھویا اور

خوشبو لگائی اور کفن دیا اور اس پر نماز پڑھی اور اسے دفن کر دیا پھر آپ کچھ دن بعد جمادی الآخرۃ میں فوت ہو گئیں' بعض نے بیان کیا ہے کہ جب آپ بڑی عمر کی ہو گئیں تو حضرت زبیرؓ نے آپ کو طلاق دے دی اور بعض نے کہا ہے کہ آپ کے بیٹے عبداللہ نے آپ سے کہا میرے جیسے شخص کی ماں سے وطی نہیں کی جا سکتی تو حضرت زبیرؓ نے اسے طلاق دے دی اور بعض کا قول ہے کہ آپ میں اور حضرت زبیرؓ میں جھگڑا ہو گیا تو عبداللہ ان دونوں کے درمیان صلح کرانے آئے تو حضرت زبیرؓ نے کہا اگر وہ آئی تو اسے طلاق ہو گی پس وہ آ ئی اور جدا ہو گئی۔ واللہ اعلم

اور حضرت اسماءؓ نے بڑی اچھی عمر پائی اور اپنی آخری عمر میں اندھی ہو گئیں اور بعض کا قول ہے کہ آپ کی نظر صحیح تھی اور آپ کا ایک دانت بھی نہیں گرا تھا اور آپ نے اس سال اپنے بیٹے کے قتل کو دیکھا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں پھر اس کے پانچ دن بعد آپ فوت ہو گئیں اور بعض نے دس دن اور بعض نے بیس دن اور بعض نے بیس پچیس دن بیان کیے ہیں اور بعض نے بیان کیا ہے کہ آپ اپنے بیٹے کے قتل کے بعد ایک سو دن زندہ رہیں اور یہ سب سے مشہور قول ہے آپ کی عمر سو سال تھی اور آپ کا کوئی دانت نہیں گرا تھا اور نہ عقل میں فتور ہوا تھا' آپ نے حضرت نبی کریم ﷺ سے متعدد احادیث مبارکہ روایت کی ہیں۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال یعنی ۷۳ھ میں عبدالملک نے خالد بن عبداللہ کو بصرہ سے معزول کر دیا اور اپنے بھائی بشر بن مروان کو کوفہ کے ساتھ بصرہ کا بھی امیر بنا دیا پس وہ بصرہ گیا اور اس نے کوفہ پر عمرو بن حریث کو نائب مقرر کر دیا اور اس میں محمد بن مروان سے موسم گرما میں جنگ کر کے رومیوں کو شکست دی' کہتے ہیں کہ اس سال میں عثمان بن ولید کی آرمینیا کی جانب سے رومیوں سے جنگ ہوئی اور وہ چار ہزار تھے اور رومی ساٹھ ہزار تھے اور اس نے انہیں شکست دی اور ان میں خوب قتلام کیا اور اس سال حجاج نے لوگوں کے لیے حج کی تکبیر کہی اور وہ مکہ' یمن اور یمامہ کا امیر تھا اور کوفہ اور بصرہ کا امیر بشر بن مروان تھا اور کوفہ کی قضا پر شریح بن حارث اور بصرہ کی قضا پر ہشام بن ہبیرہ مقرر تھا اور خراسان کی امارت پر بکیر بن دشاح امیر تھا یعنی وہ عبداللہ بن خازم کا نائب تھا۔ واللہ اعلم

اس سال میں حضرت ابن زبیرؓ کے ساتھ مزید وفات پانے والے اعیان کا ذکر

عبداللہ بن حدرد اسلمی رضی اللہ عنہ:

ابو محمد' آپ کو مدینہ میں صحبت اور روایت حاصل تھی۔

عبداللہ سعد بن خثیم انصاری رضی اللہ عنہ:

آپ کو صحبت حاصل تھی' آپ نے یرموک میں شمولیت کی' آپ بہت عبادت گزار اور جنگجو تھے۔

مالک بن مسمع بن غسان بصری:

آپ عبادت و زہادت میں بڑی کوشش کرنے والے تھے۔

ثابت بن الضحاک انصاری رضی اللہ عنہ:

آپ کو صحبت وروایت حاصل تھی آپ نے مدینہ میں وفات پائی' آپ کو ابوزید الاشالی کہا جاتا ہے' آپ درخت تلے بیعت کرنے والوں میں شامل تھے' یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا ہے کہ ابوقلابہ نے مجھے بتایا ہے کہ ثابت بن الضحاک نے اسے بتایا کہ اس نے درخت تلے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے کسی مومن پر کفر کی تہمت لگائی وہ اس کا ضامن ہوگا''۔

زینب بنت ابی سلمٰی مخزومی:

آپ حضرت نبی کریم ﷺ کی ربیبہ تھیں آپ کی ماں نے حبشہ میں آپ کو جنم دیا۔ آپ کو صحبت وروایت حاصل تھی۔

توبۃ بن الصمۃ:

آپ ہی کو لیلیٰ کا مجنون کہا جاتا ہے' اور توبہ' بنی حارث بن کعب پر غارت گری کرتا تھا۔ اس نے لیلیٰ کو دیکھا تو اس کا گرویدہ اور عاشق بن گیا اور اس کے بارے میں بہت سے شاندار اشعار کہے جن جیسے اشعار ان سے پہلے نہیں کہے گئے اور نہ ان بکثرت معانی اور حکمتوں کی وجہ سے جو ان میں موجود تھیں ان سے ملایا جا سکتا ہے ایک مرتبہ اس سے دریافت کیا گیا' کیا تمہارے اور لیلیٰ کے درمیان کبھی شک پیدا ہوا ہے؟ اس نے کہا مجھے محمد ﷺ کی شفاعت نصیب نہ ہو اگر میں نے کبھی کسی محرم پر اپنی شلوار کھولی ہو' اور لیلیٰ' عبدالملک کے پاس بے انصافی کی شکایت کرتے ہوئے آئی تو اس نے اسے کہا' توبہ نے تیرا کیا دیکھا ہے کہ وہ تجھ پر عاشق ہو گیا ہے؟ وہ کہنے لگی: یا امیر المومنین خدا کی قسم میرے اور اس کے درمیان کبھی شک اور فحش کلامی نہیں ہوئی' عرب صرف عشق کرتے ہیں اور پاک دامن ہوتے ہیں اور جس سے محبت کرتے ہیں اس کے بارے میں کمینے اور ذلیل کاموں سے دور رہ کر' اشعار کہتے ہیں' پس اس نے اس سے جو بے انصافی ہوئی تھی اسے دور کر دیا اور اسے انعام دیا۔ توبہ نے اس سال میں وفات پائی اور بعض نے بیان کیا ہے کہ لیلیٰ اس کی قبر پر آئی اور روئی' حتیٰ کہ مر گئی۔ واللہ اعلم